

مِشْكُوٰةُ الْمِضَابِيحِ

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد اسحاق عیسیٰ

مع فوائد اضافی | مع فوائد غزنویہ | تہذیب و تبویب

خالد سلفی

مولانا محمد سلیمان کیلانی

گرجا کہہ گوجرانوالہ
اردو بازار لاہور

ادارہ احیاء السنۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

مشکوٰۃ المصابیح

مترجم و محشی

استاذ الاساتذہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد اسحاق عیسیٰ

مع فوائد غزنویہ

تہذیب و تصویب

خالد عیسیٰ

۲

مع فوائد اضافی

مولانا محمد سلیمان کیلانی

گرجا کہہ • گوجرانوالہ
اردو بازار • لاہور

ادارہ احیاء السنۃ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّيَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

پیش لفظ

مُصَابِحُ السَّنَةِ اور مَشْكُورَةُ الْمَصَابِيحِ کے متعلق ربیع اول مترجم و محشی کے مقدمہ میں بڑی تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

پہلے ربیع میں ترجمہ میرے محترم المقام استاذ بزرگ حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سابق امیر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان) کا تھا۔ بہت حد تک حواشی بھی انہی کے تھے۔ لیکن تفصیلی حواشی مجھ ہیچ مدان کے تھے۔ جنہیں میرے استاذ اعلیٰ اللہ مقام نے پسند فرمایا تھا پہلے ربیع کی طباعت سلاٹ ٹاؤن گوہر انوال کی جمعیت الہدیت نے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس جمعیت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی اس مخلصانہ نیکی کو قبول فرمائے۔ انہوں نے ربیع اول لاگت سے قریب نصف قیمت پر فروخت کیا۔ اور قریباً چھ ہزار روپیہ اس طرح تبلیغی سلسلہ میں خرچ کیا۔ باقی جو رقم میسر آئی۔ اس کو انہوں نے بعض دوسرے نیکی کے کاموں میں خرچ کر دیا۔

ربیع ثانی میں میرے استاذ اعلیٰ اللہ مقام کا ترجمہ اور حواشی چونکہ میسر نہ آسکے۔ اس لئے اب اس ربیع ثانی میں ترجمہ بھی مجھ احقر العباد کا ہے۔ اور حواشی بھی کلیتہً میرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنی کرم نوازی سے اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ مجھے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ میں اپنی بے بقا معنی کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں۔ اگر یہ حواشی مفید اور کارآمد ہوں تو اسے محض اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتا ہوں۔ اور اگر ان میں کوئی غلطی ہو تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ بہر حال میں نے حواشی میں وہی احتیاط ملحوظ رکھی ہے۔ جو پہلے حصہ میں رکھی تھی۔ حواشی کی تحریر کے وقت میں نے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ تنقیح الرواۃ۔ اشعۃ مرآة المفاتیح۔ الرحمة المہداة۔ نیل الآوطار اور فتح الباری۔ آپ خود ان حواشی کی قدر و قیمت کا اندازہ لگالیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے کوئی مضمون تحریر نہ کروں۔

دل چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا سالن پیدا کریں۔ جس سے اشاعت حدیث اور حواشی کی تحریر کا کام مستقل جاری رہ سکے۔ اس کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ صورت پیدا کر دی۔ کہ کراچی کے بعض اصحاب نے ربیع ثانی کی طباعت کا انتظام کر دیا۔ اور کہا کہ اس روپیہ کو فی سبیل اللہ وقف رکھا جائے۔ اور اس رقم سے تیسرا ربیع شائع کیا جائے۔ اور اس سے جو تھا مطلب یہ ہے کہ کتاب کی طباعت کے بعد اس کو صرف لاگت پر

بیک مشت تاجران کتب کو دیدیا جائے۔ اور اسی رقم سے پھر آئندہ کام چلایا جائے۔ اس طرح مشکوٰۃ شریف کی اشاعت کے بعد صحاح ستہ پر اردو حواشی لکھے جائیں۔ اور یکے بعد دیگرے ان کی طباعت ہوتی جائے۔

اس راج تائی کی طباعت پر تقریباً چودہ ہزار روپیہ خرچ آگیا۔ جس کی فراہمی میں مندرجہ بالا احباب نے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں دینی اور دنیاوی بھلائیوں سے مالا مال کرے۔ اور ان کے صدقہ جاریہ کو قبول کرے۔ اور ان کے مال اور اولاد میں بے اندازہ برکت عطا فرمائے۔

میری دلی آرزو ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا بھی ہوں۔ کہ مولائے کریم محض اپنے لطف و کرم سے اس نیک مقصد کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور مندرجہ بالا صاحبان اور دیگر فقیر حضرات کو بھی ایسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس سلسلہ کو وسیع سے وسیع تر کر دے۔ و ما ذلک علی اللہ بجزیر۔ آمین یا رب العالمین

قارئین کرام سے گزارش ہے۔ کہ اس کتاب میں داسے، داسے، قلمے، قدمے، نسخے جن جن لوگوں نے بھی حصہ لیا ہے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور اگر کسی جگہ اس میں کوئی خامی نظر آئے۔ تو اس سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی ہو سکے۔

طالبہ دعا

احقر العباد محمد سلیمان کیلانی عفی عنہ

کھیالی متصل شہر گوجرانوالہ

۳۲۳

فہرست ملحقات کتاب

| | |
|-----|--------------------------------|
| ۵ | فہرست ابواب |
| ۷ | پیش لفظ |
| ۹ | فہرست احادیث |
| ۲۹ | فہرست عنوانات حواشی |
| ۶۵ | احادیث مشکوٰۃ البصائر ربع ثانی |
| ۸۲۱ | فہرست راویان حدیث |
| ۸۳۲ | خاتمہ |

فہرست مندرجات

| | |
|-----------|---|
| ربیع اول | کتاب الایمان - کتاب العلم - کتاب الطہارۃ - کتاب الصلوٰۃ - |
| ربیع ثانی | کتاب الجنائز - کتاب الزکوٰۃ - کتاب الصوم - کتاب فضائل القرآن - کتاب الدعوات - کتاب المناسک - کتاب البیوم - کتاب الفرائض - |
| ربیع ثالث | کتاب النکاح - کتاب الایمان والتذویر - کتاب القصاص - کتاب الحدود - کتاب الامارۃ والنہی - کتاب الجہاد - کتاب الصید - کتاب الاطعمۃ - کتاب اللباس - کتاب الطب - کتاب الریاض - کتاب الآداب - |
| ربیع رابع | کتاب الرقاق - کتاب التقن - کتاب احوال القیامۃ - کتاب الفضائل والشمال - کتاب المناقب - |

فہرست ابواب مشکوٰۃ ربع الثانی

| صفحہ | تاریخ | تاریخ | تاریخ | تاریخ | تاریخ | تاریخ | تاریخ | عنوانات | صفحہ |
|------|-------|-------|-------|-------|-------|-------|-------|---------------------------------|------|
| ۲۹۷ | ۲۸۴ | ۲۸۶ | ۱۹ | ۲۳ | ۴۵ | | | کتاب الجنائز | ۲۳ |
| ۳۰۵ | ۲۹۶ | ۲۸۵ | ۱۰ | ۲۴ | ۶۵ | ۷۳ | ۷۴ | باب عیادتہ للبیّن مشوٰب ارض | ۲۴ |
| ۳۱۰ | ۵۰۰ | ۲۹۵ | ۶ | ۲۵ | ۹۵ | ۹۱ | ۷۵ | باب تمفی الموت و ذکرہ | ۲۵ |
| ۳۱۲ | ۵۳۸ | ۵۰۱ | ۳۸ | ۲۶ | ۱۵۲ | ۱۹ | ۹۲ | باب ما یقال عند من حضر موتہ | ۲۶ |
| ۳۲۷ | ۵۲۵ | ۵۲۹ | ۷ | ۲۷ | ۱۱۵ | ۱۲۰ | ۱۱۰ | باب غسل المیت و تکفینہ | ۲۷ |
| ۳۳۱ | ۵۵۸ | ۵۲۹ | ۱۳ | ۲۸ | ۱۱۹ | ۱۲۵ | ۱۲۱ | باب تشییع المیت و الصلوٰۃ علیہا | ۲۸ |
| ۳۳۸ | ۵۲۹ | ۵۵۹ | ۲۱ | ۲۹ | ۱۳۹ | ۱۹۳ | ۱۶۶ | باب دفن المیت | ۲۹ |
| ۳۴۲ | ۶۲۵ | ۵۷۰ | ۷۶ | ۳۰ | ۱۵۰ | ۲۳۳ | ۱۹۴ | باب البکا علی المیت | ۳۰ |
| ۳۸۰ | ۶۶۸ | ۶۲۶ | ۲۳ | ۳۱ | ۱۷۳ | ۲۲۳ | ۲۲۳ | باب زیارۃ القبور | ۳۱ |
| ۳۹۰ | ۶۷۹ | ۶۶۹ | ۱ | ۳۲ | ۱۷۹ | ۲۶۵ | ۲۲۲ | کتاب الزکوٰۃ | ۳۲ |
| ۴۰۱ | ۷۱۲ | ۶۸۰ | ۳۵ | ۳۳ | ۱۹۵ | ۲۸۶ | ۲۶۶ | باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ | ۳۳ |
| ۴۱۲ | ۷۶۹ | ۷۱۵ | ۲۵ | ۳۴ | ۲۰۷ | ۲۹۲ | ۲۸۷ | باب صدقۃ المفطر | ۳۴ |
| ۴۲۹ | ۷۲۶ | ۷۲۰ | ۷ | ۳۵ | ۲۱۰ | ۳۰۶ | ۲۹۳ | باب من تحمل الصدقۃ | ۳۵ |
| ۴۳۲ | ۷۷۳ | ۷۳۷ | ۳۷ | ۳۶ | ۲۱۷ | ۳۲۸ | ۳۰۷ | باب من تحمل المسأله و من تحملہ | ۳۶ |
| ۴۴۸ | ۸۱۳ | ۷۷۶ | ۳۹ | ۳۷ | ۲۲۸ | ۳۸۳ | ۳۶۹ | باب لانفاق کفرہیۃ لاسا | ۳۷ |
| ۴۶۸ | ۸۲۹ | ۸۱۲ | ۱۶ | ۳۸ | ۲۳۵ | ۳۹۶ | ۳۸۵ | باب فضل الصدقۃ | ۳۸ |
| ۴۷۷ | ۸۶۲ | ۸۳۰ | ۳۳ | ۳۹ | ۲۴۲ | ۴۱۲ | ۳۹۷ | باب افضل الصدقۃ | ۳۹ |
| | | | | | | | | باب صدقۃ المرأة من مال الزکوٰۃ | ۴۰ |
| ۴۹۸ | ۹۰۲ | ۸۴۳ | ۴۰ | ۴۰ | ۲۷۶ | ۴۲۳ | ۴۱۲ | باب من لا یجوز فی الصدقۃ | ۴۰ |
| ۵۱۹ | ۹۲۶ | ۹۰۳ | ۲۴ | ۴۱ | ۲۷۸ | ۴۳۵ | ۴۲۴ | کتاب الصوم | ۴۱ |
| ۵۳۰ | ۹۲۹ | ۹۲۷ | ۲۳ | ۴۲ | ۲۸۵ | ۴۴۸ | ۴۳۶ | باب رؤیۃ الهلال | ۴۲ |
| ۵۳۳ | ۹۸۳ | ۹۵۰ | ۳۱ | | ۲۹۱ | ۴۶۵ | ۴۶۶ | باب | ۴۳ |

| | | | | | | | | | | |
|-----|------|------|----|--------------------------|----|-----|------|------|----|--------------------------|
| ۴۹۰ | ۱۲۲۱ | ۱۲۸۶ | ۶ | باب الخیار | ۶۱ | ۵۵۶ | ۹۹۸ | ۹۸۲ | ۱۵ | باب الاحرام والتلبیہ |
| ۴۹۸ | ۱۲۶۸ | ۱۳۲۲ | ۵۴ | باب الربوا | ۶۲ | ۵۲۳ | ۱۰۰۲ | ۹۹۹ | ۶۰ | باب قصہ حجۃ الوداع |
| ۵۰۷ | ۱۳۰۸ | ۱۳۶۹ | ۶۰ | باب المتی عنہما فی الیوم | ۶۳ | ۵۷۶ | ۱۰۳۲ | ۱۰۰۵ | ۳۰ | باب دخول مکة والہوان |
| ۵۱۷ | ۱۳۱۶ | ۱۳۰۹ | ۸ | باب | ۶۴ | ۵۸۹ | ۱۰۳۵ | ۱۰۳۵ | | باب الوتوق بعرفۃ |
| ۵۲۳ | ۱۳۲۲ | ۱۳۱۷ | ۵ | باب السلم والرهن | ۶۵ | ۵۹۶ | ۱۰۵۹ | ۱۰۳۶ | ۱۲ | باب لدقم من عرفۃ والتمزق |
| ۵۲۷ | ۱۳۳۱ | ۱۳۲۵ | ۶ | باب الاحتکار | ۶۶ | ۶۰۳ | ۱۰۷۸ | ۱۰۶۰ | ۹ | باب رمی الجمل |
| ۵۳۱ | ۱۳۳۶ | ۱۳۳۲ | ۴ | باب الافلاس والانتظار | ۶۷ | ۶۰۷ | ۱۰۸۶ | ۱۰۶۹ | ۱۸ | باب الہدی |
| ۵۳۶ | ۱۳۴۸ | ۱۳۴۱ | ۸ | باب الشركة والوكالة | ۶۸ | ۶۱۲ | ۱۰۹۵ | ۱۰۸۷ | ۹ | باب العلق |
| ۵۵۰ | ۱۳۹۰ | ۱۳۷۹ | ۲۲ | باب القصب والعاریۃ | ۶۹ | ۶۱۸ | ۱۰۹۹ | ۱۰۹۶ | ۲ | باب |
| ۵۶۰ | ۱۴۰۰ | ۱۳۹۱ | ۱۰ | باب الشفعة | ۷۰ | ۶۲۱ | ۱۱۱۷ | ۱۱۰۰ | ۱۸ | باب خطیۃ یوم النحر |
| ۵۶۵ | ۱۴۰۹ | ۱۴۰۱ | ۹ | باب المسافاة والمزارعة | ۷۱ | | | | | یام التشریق والتودیع |
| ۵۷۰ | ۱۴۱۷ | ۱۴۱۰ | ۸ | باب الاجارة | ۷۲ | ۶۳۱ | ۱۱۳۵ | ۱۱۱۸ | ۱۸ | باب ما یجتنبہ المحرم |
| ۵۷۵ | ۱۴۲۳ | ۱۴۱۸ | ۱۴ | باب احیاء الموات والشراب | ۷۳ | ۶۳۹ | ۱۱۴۶ | ۱۱۱۶ | ۸ | باب الحرم یقتب الصيد |
| ۵۸۲ | ۱۴۳۲ | ۱۴۲۲ | ۱۰ | باب العطايا | ۷۴ | ۶۴۲ | ۱۱۵۹ | ۱۱۲۷ | ۸ | باب الاحصاء فوات الحج |
| ۵۸۷ | ۱۴۵۸ | ۱۴۴۶ | ۲۷ | باب الرجوع فی الہیۃ | ۷۵ | ۶۴۸ | ۱۱۹۷ | ۱۱۵۵ | ۳۳ | باب حرم مکة حرمہا اللہ |
| ۵۹۶ | ۱۴۶۵ | ۱۴۵۹ | ۶ | باب اللقطة | ۷۶ | | | | | تعلق - |
| ۶۰۱ | ۱۴۹۲ | ۱۴۶۶ | ۲۶ | باب القرائن | ۷۷ | ۶۷۰ | | | | کتاب الیوم |
| ۶۱۵ | ۱۵۰۰ | ۱۴۹۳ | ۸ | باب الوصایا | ۷۸ | ۶۷۰ | ۱۱۹۷ | ۱۱۹۷ | ۳۰ | باب الکسب طلب الحلال |
| | | | | | | ۶۸۳ | ۱۳۳۵ | ۱۲۲۸ | ۸ | باب المساهلة فی العاملة |

۶۹۳۶

وربع اول و دوم

۱۵۰۰

کل تعداد احادیث ربع ثانی

۳۰۷۹

وربع اول و دوم

۱۵۵۷

کل تعداد احادیث ربع اولی روایات

نوٹ: ربعی روایات وہ ہیں جو کسی روایت کے تحت وہی روایت کے لفظ سے آتی ہیں۔

فہرست مضامین احادیث مشکوٰۃ شریف رُبع دوم

| صفحہ | مضامین | نمبر شمار | صفحہ | مضامین | نمبر شمار |
|------|---|-----------|------|--|-----------|
| ۷۳ | کعب بن مالک :- مومن کو تکالیف کا آنا | ۱۹ | | کتاب الجنائز | |
| " | ابو ہریرہ :- کافر پر تکالیف کا آنا | ۲۰ | | باب عیادۃ المریض و ثواب المرض | |
| " | جابر :- بیماری کفارہ گناہ ہے۔ | ۲۱ | | فصل اول | |
| ۷۴ | ابو موسیٰ :- اذا مرض کنتب ما یعمل | ۲۲ | | ۱ ابو موسیٰ اطعموا البائس و عود ط المریض | ۱ |
| " | انس :- طاعون کی موت شہادت ہے | ۲۳ | ۷۵ | ۲ ابو ہریرہ :- حقوق المسلم علی المسلم | ۲ |
| ۷۵ | ابو ہریرہ :- شہدا کی قسمیں | ۲۴ | ۷۶ | ۳ " " " | ۳ |
| " | عائشہ :- طاعون شہادت ہے عذاب بھی | ۲۵ | " | ۴ برابین عازب :- امرنا بسبع و نہانا عن سبع | ۴ |
| " | اسامہ بن زید :- طاعون والی بیگہ نہ جانا | ۲۶ | " | ۵ ثبان :- عیادت کا ثواب | ۵ |
| ۷۶ | انس :- نابینا ہو جانے پر ثواب | ۲۷ | ۷۷ | ۶ ابو ہریرہ یقول اللہ مرضت فلم تعدنی | ۶ |
| | فصل ثانی | | " | ۷ ابن عباس :- بیمار پر کسی کا طریقہ | ۷ |
| " | تیمار داری کا ثواب | ۲۸ | ۷۸ | ۸ عائشہ :- بیمار پر کسی کی دعا | ۸ |
| " | زید بن ارقم :- عادنی من دبح | ۲۹ | ۷۹ | ۹ " " " کی دوا مٹی ہے۔ | ۹ |
| ۷۷ | انس :- برتھ داری سے جہنم سے بعد | ۳۰ | ۸۰ | ۱۰ معوذات کے ساتھ دم کرنا | ۱۰ |
| " | ابن عباس :- جھاڑ پھونک کے کلمات | ۳۱ | " | ۱۱ عثمان بن ابوالعاص :- تعوذ | ۱۱ |
| " | بخاری اور دووں کا جھاڑ (دم) | ۳۲ | " | ۱۲ ابوسعید :- جبریل کا بنایا ہوا جھاڑ | ۱۲ |
| ۷۸ | ابوالدرداء :- جھاڑ کے الفاظ | ۳۳ | " | ۱۳ ابن عباس :- نظر بد کا تعوذ | ۱۳ |
| " | عبداللہ بن عمرو :- | ۳۴ | ۸۱ | ۱۴ ابو ہریرہ :- تکلیف آنے کا ثواب | ۱۴ |
| " | علی بن زید :- بیماری کفارہ گناہ | ۳۵ | ۸۱ | ۱۵ " " " بیماری کفارہ گناہ ہے۔ | ۱۵ |
| ۷۹ | ابو موسیٰ :- بیماری کفارہ گناہ ہے۔ | ۳۶ | ۸۲ | ۱۶ عبداللہ بن مسعود :- | ۱۶ |
| " | عبداللہ بن عمرو :- بیماری سے رہ جانے والی | ۳۷ | " | ۱۷ عائشہ :- اسد البلاد علی الانبیاء | ۱۷ |
| | بھکی کا ثواب | | " | ۱۸ رسول اللہ کی وفات کا ذکر | ۱۸ |
| ۸۰ | انس | ۳۸ | ۸۳ | | |

| | | | | | |
|-------------------------------|----|--|-----------------|----|---|
| ۹۰ | ۶۳ | انس :- بیماری کفارہ گناہ ہے۔ | ۸۰ | ۳۹ | جابر بن عتيق :- شہد کی قسمیں |
| ۹۱ | ۶۴ | شقیق :- بیماری میں اعمال خیر | ۸۱ | ۴۰ | سعد :- اشد الجلاء علی الانبیاء |
| " | ۶۵ | انس :- لایعود الی بعد ثلاث | " | ۴۱ | عائشہ :- " " " |
| " | ۶۶ | عمر بن خطاب :- دعا للمریض کہ عاد الملائکہ | ۸۲ | " | رسول اللہ کی وفات |
| ۹۲ | ۶۷ | ابن عباس تخفیف الجھوس فی العیادة | " | ۴۳ | انس دنیائی تکلیف آخرت کی بھلائی ہے |
| " | ۶۸ | انس | " | ۴۴ | عظم الجوارح عظم البلاد |
| " | " | سعید بن مسیب | ۸۳ | ۴۵ | ابو ہریرہ :- بیماری کفارہ گناہ ہے۔ |
| " | ۶۹ | ابن عباس اذا شتی مریض فلیطعمہ | " | ۴۶ | محمد بن خالد :- بیماری بلندی درجات کا سبب |
| ۹۳ | ۷۰ | عبداللہ بن عمرو :- مسافر کی موت کا اجر | " | ۴۷ | عبداللہ بن مشیر :- زندگی معائب کا نام ہے۔ |
| " | ۷۱ | ابن عباس :- سفر کی موت شہادت | ۸۴ | ۴۸ | جابر :- معیبت سے بلندی درجات |
| " | ۷۲ | ابو ہریرہ :- بیماری کے بعد موت کا اجر | " | ۴۹ | عالم الرام :- بیماری کا آنا اچھائی کی علامت |
| ۹۴ | ۷۳ | ابو ہریرہ :- مطعون شہید ہے۔ | ۸۵ | ۵۰ | ابو سعید :- بیمار کو خوش کن کلمہ کہو۔ |
| " | ۷۴ | جابر :- طاعون سے فرار کا گناہ | " | ۵۱ | سیمان بن مراد :- مطعون کو عذاب قبر نہیں |
| باب تہمتی الموت و ذکرہ | | | فصل ثالث | | |
| فصل اول | | | ۸۶ | ۵۲ | انس :- الاعمال بالخواتیم |
| ۹۵ | ۷۵ | ابو ہریرہ :- انہی عن فنی الموت | " | ۵۳ | ابو ہریرہ :- بیمار دار کا ثواب |
| " | ۷۶ | لا یزید المؤمن من عمرہ الا خیراً | " | ۵۴ | علی :- بیمار بھی کلمہ خیر ہی کہے |
| " | ۷۷ | انس :- الہم اجین مکانت الحیاء خیرالی | ۸۷ | ۵۵ | عطاء بن ابی رباح :- تکلیف پر مبر کا پھل جنت |
| " | ۷۸ | عبادۃ بن صامت :- من احب لقاء اللہ | " | ۵۶ | یحییٰ بن سعید :- بیماری کفارہ گناہ |
| ۹۶ | " | عائشہ | ۸۸ | ۵۷ | شاد بن اوس :- تکلیف پر کلمہ شکر کا ثواب |
| ۹۷ | ۷۹ | ابو قتادہ :- مستریح او مستراح | " | ۵۸ | عائشہ :- علم کفارہ گناہ ہے۔ |
| ۹۸ | ۸۰ | عبداللہ بن عمر :- کن فی الدنیا کانک عزیز | ۸۹ | ۵۹ | جابر :- بیمار داری کا ثواب |
| ۹۸ | ۸۱ | جابر :- لا یؤتون الا وہو یحسن النظر بالیاد | " | ۶۰ | الربان :- بخار کا علاج پانی |
| فصل ثانی | | | " | ۶۱ | ابو ہریرہ :- بیماری کو گالی مست دو۔ |
| " | ۸۲ | عفاذ :- اجینا لقاء ربنا عفوک | ۹۰ | ۶۲ | بخار کفارہ جہنم ہے۔ |

| | | | | | |
|-----|--|-----|-----|---|-----|
| ۱۰۶ | ابو ہریرہ :- مومن میت کو نحو شجر می مرتے وقت | ۱۰۳ | ۹۸ | ابو ہریرہ :- اکثر ذکر معاذم اللغات | ۸۳ |
| ۱۰۷ | اور کافر میت کو زبرد قویخ | ۱۰۴ | ۹۹ | ابن مسعود :- اللہ سے حیا کرنا کیا ہے۔ | ۸۴ |
| ۱۰۸ | " " " " " " | ۱۰۵ | " | عبداللہ بن عمرو :- تحفۃ المومن الموت | ۸۵ |
| ۱۰۹ | ابراہیم بن عازب " " " " | ۱۰۶ | " | یوریدہ :- المومن بیوت بعرق الجبین | ۸۶ |
| ۱۱۲ | عبدالرحمن بن کعبہ ارواح المومنین فی طیر خضر | ۱۰۷ | ۱۰۰ | عبداللہ بن خالد :- موت العجاة اخذة الماسف | ۸۷ |
| ۱۱۵ | " " " " " " | ۱۰۸ | " | النس :- اعطاء اللہ العبد ما یرجو | ۸۸ |
| " | محمد بن منکدر :- میت کے ہاتھ سلام بھیجا | ۱۰۹ | | فصل ثالث | |
| " | باب غسل المیت و تکفینہم | | | جابر :- من السعادة طول العمر بالانابة | ۸۹ |
| " | فصل اول | | | ابو امامہ :- السعادة طول العمر مع النجیر | ۹۰ |
| " | ام عطیہ :- غسل المیت بالماء والسند | ۱۱۰ | " | حارث بن عسب :- کلام الجناب عند الموت | ۹۱ |
| ۱۱۲ | عائشہ :- کفن رسول اللہ فی ثلاثہ | ۱۱۱ | | باب ما یقال عند من حضرہ الموت | |
| " | جابر :- فلیحسن کفنتہ | ۱۱۲ | | فصل اول | |
| ۱۱۷ | عبداللہ بن عباس :- محرم کی تکفین | ۱۱۳ | ۱۰۲ | ابو سعید :- لکنوا موتاکم لاله الا اللہ | ۹۲ |
| " | فصل ثانی | | | ام سلمہ :- قولو عند المیتہ خیرا | ۹۳ |
| " | ابن عباس :- سفید کفن | ۱۱۴ | ۱۰۳ | " :- ان اللہ کھنے کا اجر | ۹۴ |
| " | علی :- لا تغلوا فی الکفن | ۱۱۵ | " | " :- لا تقولو عند المیت الا خیرا | ۹۵ |
| ۱۱۸ | ابو سعید :- جن کپڑوں میں مرے اہل میں | ۱۱۶ | ۱۰۴ | عائشہ :- میت کو ڈھانپ دینا چاہیئے | ۹۶ |
| " | اخٹہ | | | فصل ثانی | |
| " | عبادہ :- خیر الکفن الخلة | ۱۱۷ | " | معاذ :- من کان آخر کلامہ لا اله الا اللہ | ۹۷ |
| " | ابو امامہ " " " " | " | " | معتل :- اخر ذاکسورة یس علی موتاکم | ۹۸ |
| " | ابن عباس مجاہد کی تدفین | ۱۱۸ | ۱۰۵ | عائشہ :- میت کا بوسہ لینا | ۹۹ |
| " | فصل ثالث | | | " " " " | ۱۰۰ |
| " | سعد بن ابراہیم :- عبدالرحمن بن عوف کا | ۱۱۹ | " | حسین بن وروح :- میت کو جلد لے جانا | ۱۰۱ |
| " | دہد | | | فصل ثالث | |
| ۱۱۹ | جابر :- عبداللہ بن ابی کو چادر پہنائی | ۱۲۰ | " | عبداللہ بن جعفر :- لکنوا موتاکم | ۱۰۲ |

| فصل ثانی | | باب المثنیٰ بالجنازة والصلوة علیہا | |
|----------|---|------------------------------------|-----|
| ۱۲۸ | مغیرہ بن شعبہ :- الراكب یسیر خلف الجنازة | ۱۲۲ | |
| ۱۲۹ | زہری :- جنازہ کے آگے چلنا | ۱۲۳ | |
| " | ابن مسعود :- جنازہ کے پیچھے چلنا | ۱۲۴ | ۱۱۹ |
| ۱۳۰ | ابو ہریرہ :- جنازہ اٹھانے کا حق | ۱۲۵ | ۱۲۰ |
| " | " | " | " |
| " | ثوبان :- جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا | ۱۲۶ | ۱۲۱ |
| ۱۳۱ | ابن عباس :- جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا | ۱۲۷ | " |
| " | ابو ہریرہ :- ما خالصوا المرءاء | ۱۲۸ | " |
| " | جنازہ کی دعا | ۱۲۹ | " |
| " | ابراہیم الشہلی | " | ۱۲۲ |
| ۱۳۲ | واثلہ بن اسقع | ۱۳۰ | " |
| ۱۳۳ | ابن عمر :- اذکروا محاسن موتاكم | ۱۳۱ | " |
| " | رافع بن ابی غالب :- جنازہ پر کہاں کھڑا ہو | ۱۳۲ | ۱۲۳ |
| فصل ثالث | | | |
| ۱۳۴ | عبدالرحمن :- القیام للیت | ۱۳۳ | ۱۲۴ |
| " | عبادہ :- اس کا نسخ | ۱۳۴ | " |
| ۱۳۵ | علی :- | ۱۳۵ | ۱۲۵ |
| " | محمد بن سیرین | ۱۳۶ | " |
| ۱۳۶ | جعفر :- | ۱۳۷ | ۱۲۶ |
| " | ابو موسیٰ :- قیام للجنازة | ۱۳۸ | " |
| " | انس :- | ۱۳۹ | ۱۲۷ |
| ۱۳۷ | ماکب بن بصرہ :- تین صفوں سے بخشش | ۱۴۰ | " |
| " | ابو ہریرہ :- جنازہ کی دعا | ۱۴۱ | ۲۸ |
| ۱۳۸ | سعید بن مسیب :- بچہ کے لئے تعویذ عذاب قبر | ۱۴۲ | " |
| | | فصل اول | |
| ۱۲۱ | ابو ہریرہ :- اسرود بالجنازة | ۱۲۱ | |
| ۱۲۲ | ابو سعید :- | ۱۲۲ | |
| ۱۲۳ | اذا را اتم الجنازة فقوموا | ۱۲۳ | |
| ۱۲۴ | جابر | ۱۲۴ | |
| ۱۲۵ | علی | ۱۲۵ | |
| ۱۲۶ | ابو ہریرہ :- اجرا الجنازة والتدفین قرطان | ۱۲۶ | |
| ۱۲۷ | سجاشی کا جنازہ فاشانہ | ۱۲۷ | |
| ۱۲۸ | عبدالرحمن بن ابولیلی :- تکبیرات جنازہ | ۱۲۸ | |
| ۱۲۹ | طلحہ بن عبداللہ :- جنازہ میں فاتحہ پڑھنا | ۱۲۹ | |
| | سفت ہے۔ | | |
| ۱۳۰ | عوف بن مالک :- دعا جنازہ | ۱۳۰ | |
| ۱۳۱ | ابو سلمہ :- مسجد میں جنازہ | ۱۳۱ | |
| ۱۳۲ | سمرہ :- قام فی وسطها | ۱۳۲ | |
| ۱۳۳ | ابن عباس :- قبر پر جنازہ | ۱۳۳ | |
| ۱۳۴ | ابو ہریرہ | ۱۳۴ | |
| ۱۳۵ | کریم :- چالیس مسلمانوں کی بخشش | ۱۳۵ | |
| ۱۳۶ | عائشہ :- سو جنازہ پڑھنے والوں کی بخشش | ۱۳۶ | |
| ۱۳۷ | انس :- اتم شہداء اللہ فی الارض | ۱۳۷ | |
| ۱۳۸ | عمر | ۱۳۸ | |
| ۱۳۹ | عائشہ :- لا تسبقوا الاموات | ۱۳۹ | |
| ۱۴۰ | جابر :- ایک قبر میں دو میتیں | ۱۴۰ | |
| ۱۴۱ | جابر بن سمرہ سواری پر واپس آنا | ۱۴۱ | |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۱۴۵ | قاسم بن محمد :- قبر ادبھی نہ چاہئے۔ | ۱۳۸ | امام بخاری :- سورة قاسم کی قرأت |
| ۱۴۶ | براد بن عازب :- قبر کے استظار میں بیٹھنا | ۱۳۹ | جابر :- الطفل لایرث ولا یورث حتی یرسئل |
| " | عائشہ :- کسر المیت گسریا | ۱۳۹ | ابو مسعود :- امام کا ادب پانہ کھڑا ہونا |
| " | فصل ثالث | " | باب دفن المیت |
| " | انس :- مہیت کو غیر محرم کا دفنانا | " | فصل اول |
| ۱۴۷ | عمرو بن عاص :- جنازے کے ساتھ توجہ کرنا | ۱۳۹ | عامر بن سعد :- الحمد الی حمدا |
| " | عبداللہ بن عمر :- قبر پر سورہ بقرہ کے اطراف | ۱۴۰ | ابن عباس :- جعل فی قبرہ تطیفۃ |
| " | پر پڑھنا | " | سقیان التمار :- قبراً مسنناً |
| ۱۴۸ | ابن ابی ملیکہ | " | ابن ابی یحییٰ :- لاتمدح قبراً مشرفاً الا سویتہ |
| ۱۴۹ | البرافع :- قبر پر پانی چھڑکنا | " | جابر :- نہی ان یمسحوا القبر |
| " | حسث ثلاث حیثیات | ۱۴۱ | ابو مرثد :- لا تجلسوا علی القبور |
| " | عمرو بن حزم :- نہی ان یتکلم علی قبر | " | ابن ہریرہ |
| " | باب البکاء علی المیت | " | فصل ثانی |
| " | فصل اول | " | زود بن زبیر :- حمد رسول اللہ |
| ۱۵۰ | انس :- واقعہ وکات ابراہیم بن محمد | " | ابن عباس :- اللحد لنا والشق لغيرنا |
| ۱۵۱ | اسامہ بن زید :- فحاضنت عینہ | " | جیریر بن عبداللہ :- " " " " " " |
| " | ابن عمر :- ان اللہ لا یعذب بدمع العین | ۱۴۲ | ہشام بن عامر :- ایک قبر میں دو نہیں مہیت |
| ۱۵۲ | ابن مسعود :- لیس مناس ضرب الخدود | " | جابر :- رد القتی الی مضا جہم |
| ۱۵۳ | ابو ہریرہ :- انابری ثمن حلق وصلق وخرق | ۱۴۳ | ابن عباس :- قبر میں داخل کرنے کا طریقہ |
| " | ابو مالک اشعری :- اربع فی امتی امر الجاہلیتہ | " | " " " " " " " " " " " " |
| ۱۵۴ | انس :- الصبر عند صدمۃ الاولی | " | ابن عمر :- بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ |
| " | ابو ہریرہ :- تین نوت شدہ بچوں کا باپ بننے | ۱۴۴ | جعفر :- حشی ثلاث حیثیات |
| ۱۵۵ | ابو ہریرہ :- صبر کی جزا جنت ہے | " | جابر :- نہی ان یمسحوا القبور |
| " | فصل ثانی | " | قبر پر پانی چھڑکنا |
| " | ابو سعید :- لعن النائم والمسقم | ۱۴۵ | مطلب بن ابی وداع :- نشانی رکھنا |

| | | | | | | |
|-----|---|--|-----|-----|--|-----|
| ۱۶۰ | صبر کا بدلہ جنت | علی | ۲۲۹ | ۱۵۶ | سعد بن وقاص :- صبر و شکر کا ثواب | ۲۰۵ |
| " | " | ابو امامہ | ۲۳۰ | " | انس :- فحاکمت علیہم السماء والارض | ۲۰۶ |
| ۱۶۱ | انا للہ کا ثواب | حسین | ۲۳۱ | " | ابن عباس :- انا فطر امتی | ۲۰۷ |
| " | ابو ہریرہ :- مصیبت میں انا للہ پڑھنے کا حکم | ابو ہریرہ | ۲۳۲ | ۱۵۷ | ابو موسیٰ :- صبر و شکر کی جنت | ۲۰۸ |
| ۱۶۲ | باب زیارۃ القبور | ام و دراء :- امت محمدیہ کی فضیلت | ۲۳۳ | ۱۵۸ | عبداللہ بن مسعود :- تعزیت کا ثواب | ۲۰۹ |
| " | فصل اول | " | " | " | ابو ہریرہ :- | ۲۱۰ |
| " | " | " | " | " | عبداللہ بن جعفر :- میت والوں کے لئے کھانا | ۲۱۱ |
| ۱۶۳ | بریدہ :- زیارت قبور کی اجازت | بریدہ | ۲۳۴ | " | فصل ثالث | " |
| ۱۶۵ | قبر امہ فیکی | ابو ہریرہ :- | ۲۳۵ | ۱۵۹ | مغیرہ :- | ۲۱۲ |
| " | فصل ثانی | بریدہ :- السلام علی القابر | ۲۳۶ | " | عمرہ بنت عبدالرحمن :- اسکا مطلب عن عائشہ | ۲۱۳ |
| " | " | " | " | ۱۶۰ | عبداللہ بن ابی ملیکہ | ۲۱۴ |
| " | فصل ثالث | ابن عباس :- قبروں والوں پر سلام کہنا | ۲۳۷ | ۱۶۱ | عائشہ | ۲۱۵ |
| " | " | " | " | " | ابو سلمہ :- نوحہ شیطانی فعل ہے۔ | ۲۱۶ |
| ۱۶۶ | فصل ثالث | عائشہ :- السلام علی مقابر المسلمین | ۲۳۸ | ۱۶۲ | نعمان بن بشیر :- | ۲۱۷ |
| " | " | " | ۲۳۹ | " | ابو موسیٰ :- العذاب بالکف | ۲۱۸ |
| " | " | محمد بن نعمان :- ماں باپ کی قبر کی زیارت | ۲۴۰ | ۱۶۳ | ابو ہریرہ :- رونا منع نہیں تو رحم منع ہے | ۲۱۹ |
| ۱۶۷ | فصل ثالث | ابن مسعود :- زیارۃ القبور تذکرۃ الاخرۃ | ۲۴۱ | " | ابن عباس :- | ۲۲۰ |
| " | " | ابو ہریرہ :- لمن زوارات القبور | ۲۴۲ | ۱۶۴ | بخاری :- الابل و جردا بل یشوا | ۲۲۱ |
| ۱۶۸ | فصل اول | عائشہ :- حضرت عمر سے حیا | ۲۴۳ | " | عمران :- ماتم کرنا جاہلیت ہے۔ | ۲۲۲ |
| " | " | " | " | ۱۶۵ | ابن عمر :- | ۲۲۳ |
| " | " | " | " | " | ابو ہریرہ :- بچوں کی موت ۔ ماں باپ کی نجات | ۲۲۴ |
| ۱۶۹ | فصل اول | ابن عباس :- بعث معاذاً الی الیمن قد فرض اللہ | ۲۴۴ | ۱۶۶ | ابو سعید | ۲۲۵ |
| " | " | صدقۃ توخذ من اغنیاء ہم و تزو علی | " | " | معاذ | ۲۲۶ |
| " | " | فقرا ثم | " | " | ابن مسعود | ۲۲۷ |
| ۱۷۰ | " | ابو ہریرہ :- زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا | ۲۴۵ | ۱۶۷ | قرہ المزنی :- صبر کا بدلہ جنت | ۲۲۸ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|---|-----|
| ۱۹۵ | ابو ہریرہ ۱۔ لیس فی عیدہ و فرسہ صدقہ | ۲۶۷ | ۱۸۳ | ابو ہریرہ۔ زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا۔ | ۲۴۶ |
| ۱۹۶ | انس :- اوٹھوں بکریوں اور غلے کا نصاب | ۲۶۸ | ۱۸۴ | ابوزر | ۲۴۷ |
| ۱۹۹ | ابن عمر :- بارانی و چاہی زمین کا نصاب | ۲۶۹ | " | جریر بن عبداللہ :- زکوٰۃ بطیب خاطر | ۲۴۸ |
| ۲۰۰ | ابو ہریرہ ۱۔ انجماء جرہما جبہ | ۲۷۰ | ۱۸۵ | عبداللہ بن ابی اوفیٰ :- زکوٰۃ دینے والے کیلئے دعا | ۲۴۹ |
| | فصل ثانی | | | ابو ہریرہ :- زکوٰۃ لینے میں زیادتی نہ کرنا چاہئے | ۲۵۰ |
| | علی - نقدی کا نصاب لیس علی المتعامل شی | ۲۷۱ | ۱۸۶ | ابو حمید :- افسر کو طاقت میں ہدیہ لینا حرام ہے | ۲۵۱ |
| ۲۰۱ | معاذ :- گائے کا نصاب | ۲۷۲ | ۱۸۷ | عدی بن عمیرہ :- افسروں کی خیانت | ۲۵۲ |
| ۲۰۲ | انس :- صدقہ میں زیادتی کرنا یا مکرہ ہے | ۲۷۳ | | فصل ثانی | |
| " | ابوسعید :- غلے اور کھجور کا نصاب | ۲۷۴ | ۱۸۸ | ابن عباس :- بے زکوٰۃ والا مال کمتر ہے۔ | ۲۵۳ |
| " | موسیٰ بن طلحہ :- ہر قسم کا غلہ قابل زکوٰۃ ہے | ۲۷۵ | ۱۸۹ | جابر بن عتیق :- زکوٰۃ میں فروقتیں کی رضا | ۲۵۴ |
| ۲۰۳ | عقاب بن اسد :- منقہ کی زکوٰۃ | ۲۷۶ | " | بشیر بن خصاصیہ :- زکوٰۃ میں بددیانتی نہ کرنا | ۲۵۵ |
| " | سہل بن ابی حمزہ :- اندازہ سے زکوٰۃ لینا | ۲۷۷ | " | رافع بن خدیج :- دیا مقدار عامل کا ثواب | ۲۵۶ |
| ۲۰۴ | عائشہ | ۲۷۸ | ۱۹ | عمر بن شعیب :- لاجلب ولا جنب | ۲۵۷ |
| " | ابن عمر :- شہد میں زکوٰۃ | ۲۷۹ | " | ابن عمر :- الزکوٰۃ حتی یحول علیہ الحول | ۲۵۸ |
| " | زینب :- زیور سے زکوٰۃ | ۲۸۰ | " | علی :- وقت سے پہلے زکوٰۃ دیدینا | ۲۵۹ |
| ۲۰۵ | عمر بن شعیب | ۲۸۱ | ۱۹۱ | عمر بن شعیب ۱۔ یتیم کے مال میں بھی زکوٰۃ | ۲۶۰ |
| " | ام سلمہ | ۲۸۲ | | فصل ثالث | |
| ۲۰۶ | سمرہ بن جندب :- مال تجارت میں زکوٰۃ | ۲۸۳ | | ابو ہریرہ :- لذاتین من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ | ۲۶۱ |
| " | ربیعہ بن ابی عبدالرحمن :- کان میں زکوٰۃ نہیں۔ | ۲۸۴ | ۱۹۲ | ابو ہریرہ :- کیوں اکثر شجاعا اقرع | ۲۶۲ |
| | فصل ثالث | | | جریر بن عبداللہ :- صدقہ میں دیا مقدار | ۲۶۳ |
| " | علی :- سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں۔ | ۲۸۵ | " | ابن مسعود :- شجاعا اقرع | ۲۶۴ |
| ۲۰۷ | طاؤس :- نصاب سے کم میں زکوٰۃ نہیں | ۲۸۶ | ۱۹۳ | عائشہ :- بے زکوٰۃ کا مال تلف ہو جاتا ہے | ۲۶۵ |
| | باب صدقۃ الفطر | | | باب ما یحجب فیہ الزکوٰۃ | |
| | فصل اول | | | فصل اول | |
| " | ابن عمر ۱۔ صدقہ فطر کن پر فرض ہے۔ | ۲۸۷ | ۱۹۵ | ابوسعید :- غلے اور چاندی کا نصاب | ۲۶۶ |

| | | | | | |
|-----|--|-----|---|-----|---|
| ۲۱۵ | زیاد بن حارث :- زکوٰۃ کے مستحق خدا نے مقرر کئے ہیں۔ | ۲۰۸ | ابوسعید :- صدقہ فطر کی مقدار | ۲۸۸ | ابوسعید :- صدقہ فطر کی مقدار |
| | فصل ثالث | | فصل ثانی | | |
| ۲۱۶ | زید بن اسلم :- حضرت عمر نے صدقہ کے اوزن کا دودھ دے کر دیا۔ | ۲۰۹ | ابن عباس :- صدقہ فطر ہر نفس پر ہے۔ | ۲۸۹ | ابن عباس :- صدقہ فطر ہر نفس پر ہے۔ |
| | باب من لا تحل له المسئله و من تحل له | | فصل ثالث | | |
| | فصل اول | | | | |
| ۲۱۷ | قیصہ :- المسئله لا تحل الا ل احد ثلاثہ | ۲۰۹ | مردن شیب :- صدقہ فطر روزوں کی طہارت ہے | ۲۹۰ | مردن شیب :- صدقہ فطر روزوں کی طہارت ہے |
| ۲۱۸ | ابو ہریرہ :- غیر مستحق کا مانگنا جہنم کی آگ ہے | ۲۱۰ | عبد اللہ :- صدقہ فطر ہر ایک پر فرض ہے | ۲۹۱ | عبد اللہ :- صدقہ فطر ہر ایک پر فرض ہے |
| " | ابن عمر :- مانگنے والے کے مزہ پر گوشت نہ ہوگا۔ | | باب من لا تحل له الصدقہ | | |
| " | معاویہ :- چمٹ کر مانگنے میں برکت نہیں | | فصل اول | | |
| ۲۱۹ | زیر :- مزدوری کرنا مانگنے سے بہتر ہے | ۲۱۱ | النس :- پیغمبر کے لئے صدقہ حرام ہے۔ | ۲۹۳ | النس :- پیغمبر کے لئے صدقہ حرام ہے۔ |
| " | حکیم :- من اخذ بسماوة نفس لودک له | ۲۱۲ | ابو ہریرہ :- سادات کے لئے صدقہ حرام ہے | ۲۹۴ | ابو ہریرہ :- سادات کے لئے صدقہ حرام ہے |
| ۲۲۰ | ابن عمر :- الید علیا غیر من ید السفلی | ۲۱۳ | عبد المطلب بن ربیعہ :- | ۲۹۵ | عبد المطلب بن ربیعہ :- |
| " | ابوسعید :- جو سوال سے بچنا چاہے۔ اللہ اسے بچالیتا ہے۔ | | | | |
| ۲۲۱ | عمر بن خطاب :- مال کی حرص نہ کرو۔ | ۲۱۴ | ابو ہریرہ :- کال یا کل الہدی ولایا کل الصدقہ | ۲۹۶ | ابو ہریرہ :- کال یا کل الہدی ولایا کل الصدقہ |
| | فصل ثانی | | | | |
| " | سمرو بن جندیب :- المسائل کدوح | ۲۱۵ | عائشہ :- علیہا صدقہ ولنا ہدیۃ | ۲۹۷ | عائشہ :- علیہا صدقہ ولنا ہدیۃ |
| ۲۲۲ | عبداللہ بن مسعود :- | ۲۱۶ | یقبل الہدیۃ ویصیب علیہا | ۲۹۸ | یقبل الہدیۃ ویصیب علیہا |
| " | سہل بن مظالم :- مانگتا آگ اکٹھا کرنا ہے۔ | ۲۱۷ | ابو ہریرہ :- ہدیہ قبول فرماتے۔ خواہ کم ہی ہو۔ | ۲۹۹ | ابو ہریرہ :- ہدیہ قبول فرماتے۔ خواہ کم ہی ہو۔ |
| ۲۲۳ | عطاء بن یسار :- | ۲۱۸ | مسکین کون ہے۔ | ۳۰۰ | مسکین کون ہے۔ |
| " | عبد اللہ بن مسعود :- | | فصل ثانی | | |
| ۲۲۴ | عطاء بن یسار :- | ۲۱۹ | ابورافع :- مولی القوم منہم | ۳۰۱ | ابورافع :- مولی القوم منہم |
| " | عبد اللہ بن مسعود :- | ۲۲۰ | عبداللہ بن عمرو :- لا تحل الصدقہ لغنی ولا ذی | ۳۰۲ | عبداللہ بن عمرو :- لا تحل الصدقہ لغنی ولا ذی |
| ۲۲۵ | عبد اللہ بن مسعود :- | | مرۃ سوی | | |
| " | عطاء بن یسار :- | | | | |
| ۲۲۶ | عبد اللہ بن مسعود :- | | | | |
| " | عطاء بن یسار :- | | | | |
| ۲۲۷ | عبد اللہ بن مسعود :- | | | | |
| " | عطاء بن یسار :- | | | | |
| ۲۲۸ | عبد اللہ بن مسعود :- | | | | |
| " | عطاء بن یسار :- | | | | |
| ۲۲۹ | عبد اللہ بن مسعود :- | | | | |
| " | عطاء بن یسار :- | | | | |
| ۲۳۰ | عبد اللہ بن مسعود :- | | | | |
| " | عطاء بن یسار :- | | | | |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۳۲۰ | ابو سعید: موت آنے سے پہلے خرچ کرنا | ۳۲۰ | مرقا سوری |
| ۳۲۱ | ابو الدرداء: موت دیکھ کر خرچ کرنے کی مثال | ۳۲۱ | مانگنے والے کو تجارت پر گادیا |
| ۳۲۲ | ابو سعید: خصلتان لاہتمتان اخیل و صومنا | ۳۲۲ | ابن مسعود: فاقہ والابین نہ مانگے تو بہتر ہے |
| ۳۲۳ | ابو بکر: لاییدخل الجنة فب ولا یخبل ولا یمنہ | ۳۲۳ | فصل ثالث |
| ۳۲۴ | ابو ہریرہ: بخل بدترین چیز ہے | ۳۲۴ | ابن انعمانی: ایک لوگوں سے سوال کرنا |
| ۳۲۵ | عائشہ: سخی رسول اللہ کو پہلے ملے گا | ۳۲۵ | ابن سعدی: بغیر مانگے ملے تو بے |
| ۳۲۶ | ابو ہریرہ: صدقہ کا ثواب نیت پر ہوگا | ۳۲۶ | علی: عرفات میں مانگنے والے کو مارا |
| ۳۲۷ | سخی کے بابرکت ہونے کا ایک قصہ | ۳۲۷ | عمر: ان اطلع فقر والایا من غنی |
| ۳۲۸ | ابو ہریرہ: کتبے نگرے اور اندھے کا واقعہ | ۳۲۸ | ثوبان: جو نہ مانگنے کا عہد کرے وہ جنتی |
| ۳۲۹ | ام مجید: ادعی ولو ظلفا عرقا | ۳۲۹ | ابو ذر: ان لا تسال الناس شیا |
| ۳۳۰ | مولی عثمان: صدقہ نہ کرنے سے گوشت چمکر ہو گیا | ۳۳۰ | باب الالفاق و کراہیۃ الامساک |
| ۳۳۱ | ابن عباس: خدا کے نام پر نہ دینا شراکاس | ۳۳۱ | فصل اول |
| ۳۳۲ | حضرت ابو ذر عثمان کے مسئلہ پر ناراض | ۳۳۱ | ابو ہریرہ: میرے پاس احد کے برابر سونا ہو |
| ۳۳۳ | عقبہ بن حارث: آنحضرت کا خرچ کرنے میں جلدی کرنا | ۳۳۲ | تو جی خرچ کروں |
| ۳۳۴ | ابو ہریرہ: کل کی ٹکڑ نہ کر | ۳۳۲ | سخی کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں |
| ۳۳۵ | استامہ شجرۃ اہنۃ | ۳۳۳ | اسامہ: سخی کو اللہ بے حساب دیتا ہے |
| ۳۳۶ | علی: ہادروا بالصدقۃ | ۳۳۳ | ابو ہریرہ: انفق انفق علیک |
| ۳۳۷ | باب فضل الصدقۃ | ۳۳۴ | ابو امامہ: وابدا بمن تعول |
| ۳۳۸ | فصل اول | ۳۳۴ | ابو ہریرہ: بخیل اور سخی کی مثال |
| ۳۳۹ | ابو ہریرہ: اللہ صدقات کو بڑھاتا ہے | ۳۳۵ | جابر: ان انظم ظلمات |
| | | ۳۳۶ | حارث بن وہب: قحط میں خرچ کر لو |
| | | ۳۳۷ | ابو ہریرہ: افضل الصدقۃ وانت صحیح شیخ |
| | | ۳۳۸ | ابو ذر: ہم الاشرودن اکثرودن |
| | | ۳۳۹ | فصل ثانی |
| | | ۳۳۹ | ابو ہریرہ: السخی قریب من اللہ |

| | | | | | | |
|-----|---|--------------|-----|-----|--|-----|
| ۲۵۴ | کل معروف صدقہ | جابر :- | ۳۷۹ | ۲۲۵ | ابو ہریرہ :- صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا | ۳۵۹ |
| " | بنا کے صدقات | ابوذر :- | ۳۸۰ | ۲۲۶ | " سخی کے لئے جنت کے سب | ۳۶۰ |
| ۲۵۵ | میرام سعد | سعد :- | ۳۸۱ | ۲۲۷ | " دوزانے کھلے ہوں گے | ۳۶۱ |
| " | فضائل صدقہ | ابوسعید :- | ۳۸۲ | " | " حضرت ابوبکر کے فضائل | ۳۶۲ |
| ۲۵۶ | فاطمہ بنت عقیس :- زکوٰۃ کے علاوہ مال کا | | ۳۸۳ | " | " ہمسایہ کو حقیر نہ جانو | " |
| " | حق | | | " | " جابر :- کل معروف صدقہ | ۳۶۳ |
| " | پانی کا روکنا منع ہے۔ | ہلیسہ :- | ۳۸۴ | ۲۲۸ | ابوذر :- کھلے پیرے ملنا بھی صدقہ ہے۔ | ۳۶۴ |
| " | زمین زندہ کرنے کا ثواب | جابر :- | ۳۸۵ | " | ابوموسیٰ :- اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ | ۳۶۵ |
| ۲۵۷ | دودھ کا صدقہ | براء :- | ۳۸۶ | " | ابو ہریرہ :- بڑا کے صدقات | ۳۶۸ |
| " | جو امح الحکم | ابی حمزہ :- | ۳۸۷ | ۲۲۹ | عائشہ | ۳۶۷ |
| ۲۵۹ | اصل مال وہ جو صدقہ ہو۔ | عائشہ :- | ۳۸۸ | ۲۵۰ | ابوذر | ۳۶۸ |
| " | کپڑا پہنانے کی فضیلت | ابن عباس :- | ۳۸۹ | " | ابو ہریرہ :- دودھ کا صدقہ | ۳۶۹ |
| " | چھپا کر صدقہ کرنے کی فضیلت | ابن مسعود :- | ۳۹۰ | " | انس :- دوسرے کی کھلتی سے کھا لینا صدقہ | ۳۷۰ |
| ۳۹۰ | محبوب الی اللہ و مبعوض الی اللہ | ابوذر :- | ۳۹۱ | " | جابر :- | " |
| ۳۹۱ | سخی سب سے زبردست ہے۔ | انس :- | ۳۹۲ | ۲۵۱ | ابو ہریرہ :- کتے کو پانی پلانے سے جنت | ۳۷۱ |
| " | فصل ثالث | | | " | ابن عمر و ابو ہریرہ :- | ۳۷۲ |
| ۳۹۲ | صدقہ کی فضیلت | ابوذر :- | ۳۹۳ | " | ابو ہریرہ :- بلی پر ظلم کرنے سے جہنم | ۳۷۳ |
| " | صدقہ قیامت کو سایہ ہوگا | مرثد :- | ۳۹۴ | ۲۵۲ | ابو ہریرہ :- راستہ سے کانٹا دور کرنے سے | ۳۷۴ |
| " | صدقہ سے وسعت | ابن مسعود :- | ۳۹۵ | " | جنت | " |
| " | | ابو ہریرہ :- | " | " | " | " |
| ۳۹۶ | صدقہ کو اللہ ٹرھاتا ہے۔ | ابو امام :- | ۳۹۶ | " | ابو ہریرہ | ۳۷۵ |
| " | باب افضل الصدقہ | | | " | فصل ثانی | |
| " | فصل اول | | | ۲۵۳ | عبداللہ بن سلام و اقصو السلام و اظعمو الطعام | ۳۷۶ |
| " | افضل صدقہ اپنی ضرورت کے | ابو ہریرہ :- | ۳۹۷ | " | ابن عمر :- | ۳۷۷ |
| " | بعد | | | ۲۵۴ | انس :- الصدقہ تطلق عن غیب الرب | ۳۷۸ |

| | | | | | |
|-----|--|-----|--|-----|--|
| ۲۶۴ | ابو موسیٰ :- سخی کے دیانتدار ملازم کو بھی اتنا تو اب | ۲۶۴ | ابو مسعود :- گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے | ۳۹۸ | ابو مسعود :- گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے |
| " | عائشہ :- میت کی طرف سے صدقہ | " | " | ۳۹۹ | ابو ہریرہ :- پہلے خویشیاں پھر درویشیاں |
| " | فصل ثانی | " | " | ۴۰۰ | ثوبان :- |
| " | ابو امامہ :- بیوی خاندان کو پوچھ کر خرچ کرے | ۱۶۵ | ۱۔ اناکب پر خرچ افضل صدقہ ہے | ۴۰۱ | ام سلمہ :- |
| " | سعد :- بیوی بغیر پوچھے بھی خرچ کرے | " | ۲۔ خاندان پر خرچ دو گنا ثواب ہے | ۴۰۲ | زینب :- خاندان پر خرچ دو گنا ثواب ہے |
| ۲۶۵ | فصل ثالث | ۲۶۶ | ۳۔ صدقہ غلام آزاد کرنے سے افضل ہے | ۴۰۳ | میمونہ :- صدقہ غلام آزاد کرنے سے افضل ہے |
| " | عمر بن ابی اللہم :- غلہ بغیر پوچھے خرچ کرے | " | " | ۴۰۴ | عائشہ :- ہمسایہ کی قربت |
| " | باب من لایعود فی الصدقۃ | ۲۶۸ | " | ۴۰۵ | البرد :- ہمسایہ کا سخی |
| " | فصل اول | " | فصل ثانی | " | " |
| ۲۶۶ | عمر بن خطاب :- اپنا صدقہ نہ خریدے | " | ۱۔ افضل الصدقۃ جہد المقل | ۴۰۶ | ابو ہریرہ :- |
| ۲۶۷ | سیدہ :- صدقہ بلور میراث واپس ہو سکتا ہے | " | ۲۔ قربت پر صدقہ دو گنا ثواب | ۴۰۷ | سلیمان :- |
| " | کتاب الصوم | ۲۶۹ | ۳۔ پہلے خویشیاں پھر درویش | ۴۰۸ | ابو ہریرہ :- |
| " | فصل اول | " | ۴۔ خیر الناس وشر الناس | ۴۰۹ | ابن عباس :- |
| ۲۶۸ | ابو ہریرہ :- فحمت الیواب السماء سلسلت الشیاطین | ۲۷۰ | ۵۔ ردوا السائل ولو بظلف محرق | ۴۱۰ | ام بجمید :- |
| " | سہل بن سعد :- باب الجنۃ باب الریان | " | ۶۔ اللہ کے نام کی عزت کرو۔ | ۴۱۱ | ابن عمر :- |
| ۲۶۹ | ابو ہریرہ :- من صام الیانا د احتساباً | " | ۷۔ اللہ کے نام پر جنت مانگو۔ | ۴۱۲ | جابر :- |
| " | ۱۔ الصوم لانا اجزی بہ | " | فصل ثالث | " | " |
| " | فصل ثانی | ۲۷۱ | ۱۔ من تناولوا الیر حتی تنفقہا اما تمیون | ۴۱۳ | انس :- |
| ۲۷۰ | ابو ہریرہ :- غلقت الیواب جہنم وفتح الیواب الجنۃ | ۲۷۲ | ۲۔ افضل صدقہ بھوکے کو کھلانا ہے | ۴۱۴ | " :- |
| " | فصل ثالث | " | باب صدقۃ المرأة من مال الزوج | " | " |
| ۲۷۱ | ابو ہریرہ :- شہر مبارک | " | فصل اول | " | " |
| " | عبداللہ بن عمر :- الصیام والقران یشفعان | ۲۷۳ | ۱۔ میان بیوی دونوں کو صدقہ کا ثواب | ۴۱۵ | عائشہ :- |
| ۲۷۲ | انس :- فیہ لیلۃ خیر من الف شہر | " | ۲۔ بیوی بغیر پوچھے خرچ کرنے کا نصف ثواب | ۴۱۶ | ابو ہریرہ :- |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|--|-----|
| ۲۹۱ | سہل :- جلدی افطار میں بھلائی ہے۔ | ۲۵۱ | ۲۸۷ | سلمان فارسی :- رسول اللہ کا خطبہ رمضان | ۲۳۲ |
| " | عمر :- | ۲۵۱ | ۲۸۸ | ابن عباس :- رمضان میں زیادہ عمدہ کوٹنا | ۲۳۲ |
| ۲۹۲ | ابو ہریرہ :- نبی عن الوصال فصل ثانی | ۲۵۲ | " | ابن عمر :- ابن الجنتہ کی طرف لومضان | ۲۳۳ |
| " | حفصہ :- فرض روزہ کی نیت صبح سے پہلے چاہیے۔ | ۲۵۴ | ۲۸۵ | ابو ہریرہ :- ینظر لامتنہ فی آخر لیلۃ باب رؤیۃ الهلال فصل اول | ۲۳۵ |
| ۲۹۳ | ابو ہریرہ :- اذان میں کھالے | ۲۵۵ | " | ابن عمر :- لا تصوموا حتی تروا الهلال | ۲۳۶ |
| " | جلدی افطار کرنے والے اللہ کے جتنو | ۲۵۶ | ۲۸۶ | ابو ہریرہ :- صوم صلوۃ و انظر الوردیۃ | ۲۳۷ |
| " | سلمان بن عامر :- کھجور یا پانی سے افطاری | ۲۵۷ | " | ابن عمر :- جہینہ تیس دن کا اور ایتیس دن کا | ۲۳۸ |
| ۲۹۴ | انس :- پہلے افطاری پھر نماز | ۲۵۸ | " | ابو بکر :- عید کے دونوں جہینے کم نہیں ہوتے | ۲۳۹ |
| " | زید بن خالد :- افطاری کرانے کا ثواب | ۲۵۹ | ۲۸۷ | ابو ہریرہ :- چاند سے پہلے روزہ نہ رکھو فصل ثانی | ۲۴۰ |
| " | ابن عمر :- | ۲۶۰ | " | ابو ہریرہ :- نصف شعبان کے بعد روزہ نہ رکھو | ۲۴۱ |
| ۲۹۵ | معاذ بن زہرہ :- افطاری کی دعا فصل ثالث | ۲۶۱ | " | رمضان کے لئے شعبان کی گنتی یاد رکھو | ۲۴۲ |
| " | ابو ہریرہ :- جلدی افطاری غلبہ دین کی نشانی | ۲۶۲ | ۲۸۸ | ام سلمہ صلا یوم شہرین متتابعین | ۲۴۳ |
| " | ابو عطیہ :- جلدی افطاری سنت رسول ہے | ۲۶۳ | " | عمار :- شک کا روزہ پیغمبر کی نافرمانی ہے | ۲۴۴ |
| ۲۹۶ | عرواض بن ساریہ :- سحری مبارک کھانا ہے | ۲۶۴ | " | ابن عباس :- چاند کی شہادت لینا | ۲۴۵ |
| " | ابو ہریرہ :- کھجور بھی اچھی سحری ہے | ۲۶۵ | ۲۸۹ | ابن عمر :- چاند سے پہلے روزہ نہ رکھو فصل ثالث | ۲۴۶ |
| " | باب تشریح الصوم فصل اول | | | عائشہ :- آپ شعبان کی گنتی کا بہت خیال رکھتے | ۲۴۷ |
| ۲۹۷ | ابو ہریرہ :- جھوٹ بولنے والے کا روزہ نہیں | ۲۶۶ | ۲۹۰ | ابو الجعفی :- تیس کا چاند بڑا ہوتا ہے | ۲۴۸ |
| " | عائشہ :- روزہ میں بوسہ جائز ہے | ۲۶۷ | " | باب فصل اول | |
| ۲۹۸ | رمضان کی رات میاں بیوی کو جائز ہے | ۲۶۸ | " | انس :- تسحر و افان فی السحر بحدک | ۲۴۹ |
| " | ابن عباس :- روزہ دار کو سینگ لگوانا جائز ہے | ۲۶۹ | ۲۹۱ | عمرو بن عاص :- ہمارے ادریس میں سحری کا فرق | ۲۵۰ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۳۰۶ | ابو ہریرہ :- بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا | ۲۹۸ | ابو سعید :- مسافر کو روزہ و افطار دونوں جلتے ہیں |
| ۳۰۷ | ابو ہریرہ :- روزہ کی حالت میں چارج کا کفارہ | ۲۹۸ | جابر :- مسافر کو تکلیف میں افطاری افضل |
| ۳۰۸ | عائشہ :- روزہ دار بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے | ۲۹۸ | انس :- ذهب المفطرون بالاجم |
| ۳۰۹ | ابو ہریرہ :- بھان کو بیوی کے قریب نہ جانا چاہئے | ۲۹۹ | ابن عباس :- |
| ۳۱۰ | انس :- آٹے سے روزہ نہیں ٹوٹتا | ۲۹۹ | جابر :- |
| ۳۱۱ | معدان :- خودتے کرنے سے روزہ نہیں رہتا | ۳۰۰ | انس :- مرد عورت جلی و مسافر کو افطاری کی اجازت |
| ۳۱۲ | عامر بن ربیع :- مسواک سے روزہ نہیں ٹوٹتا | ۳۰۱ | سلم :- جس مسافر کو تکلیف نہ ہو وہ روزہ رکھ لے |
| ۳۱۳ | انس :- سرمد سے روزہ نہیں ٹوٹتا | ۳۰۲ | فصل ثالث |
| ۳۱۴ | بعض اصحاب :- گرمی کی وجہ سے پانی ڈالنا | ۳۰۳ | جابر :- اولئکم حم العصاة |
| ۳۱۵ | شدا بن اوس :- روزہ میں سیکنگی لگوانا اچھا نہیں | ۳۰۴ | عبدالرحمن بن عوف :- مسافر کو افطاری بہتر ہے |
| ۳۱۶ | ابو ہریرہ :- روزہ چھوڑنے کا کفارہ | ۳۰۵ | حمرہ بن عمرو :- حی رخصتہ |
| ۳۱۷ | انس :- کئی لوگوں کے روزے و نمازیں برباد | ۳۰۶ | باب القضاء |
| ۳۱۸ | فصل ثالث | ۳۰۷ | فصل اول |
| ۳۱۹ | ابو سعید :- سیکنگی تے، اعلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا | ۳۰۸ | عائشہ :- قضا جب چاہے دے دے |
| ۳۲۰ | ثابت بنانی :- سیکنگی کمزوری کی وجہ سے نامتنا ہے | ۳۰۹ | ابو ہریرہ :- نقل روزہ خاوند کی اجازت سے رکھے |
| ۳۲۱ | بجاری :- روزہ دار کو سیکنگی نامناسب ہے | ۳۱۰ | معاذ :- سائل کو روزے کی قضا دینی چاہیے |
| ۳۲۲ | عطارد :- روزہ میں قرئی کرنا | ۳۱۱ | عائشہ :- میت کے روزہ کی قضا |
| ۳۲۳ | باب صوم المسافر | ۳۱۲ | فصل ثانی |
| ۳۲۴ | فصل اول | ۳۱۳ | نافع :- روزہ کا کفارہ کھانے سے |
| ۳۲۵ | عائشہ :- مسافر کو روزہ اور اشجار دونوں جاتے ہیں | ۳۱۴ | فصل ثالث |
| ۳۲۶ | مالک :- کسی روزہ کی قضا دہرانہ دے | ۳۱۵ | مالک :- کسی روزہ کی قضا دہرانہ دے |

| | | باب صیام التطوع | | | |
|-----|--|-----------------|-----|-----|--|
| | | فصل اول | | | |
| ۳۲۱ | اپوزر :- ایام بیض کے روزے | ۵۲۲ | | ۵-۱ | عائشہ :- نفلی روزے سارا مہینہ نہ رکھے |
| " | " ابن مسعود :- | ۵۲۳ | | ۵-۲ | عبداللہ بن شقیق :- |
| " | عائشہ :- روزے بغیر تعیین ایام | ۵۲۴ | ۳۱۲ | " | " |
| ۳۲۲ | ام سلمہ :- | ۵۲۵ | ۳۱۳ | " | " |
| " | اسلم قرشی :- ان نفلک علیک حق | ۵۲۶ | " | ۵-۳ | عمران بن حصین :- شعبان کے آخر روزے نہ رکھے |
| " | ابو ہریرہ :- ہنی عن صوم یوم عرۃ | ۵۲۷ | ۳۱۴ | ۵-۴ | ابو ہریرہ :- رمضان کے بعد افضل روزے محرم |
| ۳۲۳ | عبداللہ بن بسر :- نبی عن صوم یوم السبت | ۵۲۸ | | | کے ہیں۔ |
| " | ابو امامہ :- نفل روزہ کا ثواب | ۵۲۹ | " | ۵-۵ | ابن عباس :- |
| " | عامر بن مسعود :- صوم الشاقیۃ | ۵۳۰ | " | ۵-۶ | عائشہ محرم کے ہر روزے |
| " | ابو ہریرہ :- | " | ۳۱۵ | ۵-۷ | ام الفضل :- عزات میں یوم عرفہ کا روزہ نہیں |
| | فصل ثالث | | | ۵-۸ | عائشہ :- |
| " | ابن عباس :- شکرانے کا روزہ | ۵۳۱ | " | ۵-۹ | ابوقادہ :- نفل روزوں کی فضیلت |
| ۳۲۵ | ام سلمہ :- پیو دو نصاری کی مخالفت | ۵۳۲ | ۳۱۷ | ۵۱۰ | سوموار کا روزہ |
| " | جابر بن سمیرہ :- صوم عائشہ فرض نہیں | ۵۳۳ | " | ۵۱۱ | معاذہ :- ہر ماہ تین روزے |
| " | حفصہ :- نفلی روزہ ٹوکنہ | ۵۳۴ | " | ۵۱۲ | ابو ایوب :- سوال کے چھ روزے |
| ۳۲۶ | ابن عباس :- ایام بیض کے روزے | ۵۳۵ | ۳۱۸ | ۵۱۳ | ابوسعید :- عید کا روزہ ہے۔ |
| " | ابو ہریرہ :- زکاۃ الجسد الصوم | ۵۳۶ | " | ۵۱۴ | " |
| " | سوموار و جمعرات کے روزے | ۵۳۷ | " | ۵۱۵ | نہیشہ پہلی :- ایام تشریح ایام اکل و شرب |
| ۳۲۷ | نفلی روزہ کا ثواب | ۵۳۸ | " | ۵۱۶ | ابو ہریرہ :- جمعہ کا روزہ مخصوص نہ کرے۔ |
| " | سلمہ بن قیس :- | " | ۳۱۹ | ۵۱۷ | " |
| | باب | | | ۵۱۸ | ابوسعید :- نفل روزہ کا ثواب |
| | فصل اول | | | ۵۱۹ | عبداللہ بن عمرو :- ان بعدک علیک حق |
| ۳۲۸ | عائشہ :- نفل روزہ توڑنے کا کفارہ نہیں | ۵۳۹ | | | فصل ثانی |
| " | " | ۵۴۰ | ۳۲۰ | ۵۲۰ | عائشہ :- سوموار و جمعرات کا روزہ |
| " | " | ۵۴۱ | ۳۲۱ | ۵۲۱ | ابو ہریرہ :- |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|---|-----|
| ۳۶۲ | ابو ہریرہ :- سورة فاستمہ کی فضیلت | ۶۰۲ | ۳۲۸ | ابو امامہ :- قرآن سفارش کرے گا۔ | ۵۸۱ |
| ۳۶۳ | ۱- قرآن پڑھنے والے کی فضیلت | ۶۰۳ | ۳۲۹ | اناس بن سمنان :- | ۵۸۲ |
| " | " " " " " " | ۶۰۴ | " | ابن بن کعب :- سب سے بڑے مرتبہ والی آیت | ۵۸۳ |
| ۳۶۴ | نعمان بن بشیر :- خاتمہ سورۃ بقرہ کی فضیلت | ۶۰۵ | | | |
| " | ابو الدرداء :- سورة کہف کی فضیلت | ۶۰۶ | ۳۵۰ | ابو ہریرہ :- آیۃ الکرسی کی فضیلت | ۵۸۴ |
| " | النسائی :- یس کی فضیلت | ۶۰۷ | ۳۵۲ | ابن عباس :- سورة فاستمہ کی فضیلت | ۵۸۵ |
| ۳۶۵ | ابو ہریرہ :- | ۶۰۸ | " | ابو مسعود :- خاتمہ سورۃ بقرہ کی فضیلت | ۵۸۶ |
| " | ۱- حم المدخان کی فضیلت | ۶۰۹ | ۳۵۳ | ابو الدرداء :- سورة کہف کی دس آیات | ۵۸۷ |
| ۳۶۶ | " " " " " " | ۶۱۰ | " | " " :- سورة اخلاص کی فضیلت | " |
| " | عریاض :- مسجات کی فضیلت | ۶۱۱ | | | |
| " | خالد بن معدان :- | " | ۳۵۵ | ابو سعید :- | ۵۸۸ |
| " | ابو ہریرہ :- سورة ملک کی فضیلت | ۶۱۲ | " | عائشہ :- | ۵۸۹ |
| ۳۶۷ | " " " " " " | ۶۱۳ | ۳۵۶ | النسائی :- | ۵۹۰ |
| " | جابر :- | ۶۱۴ | " | عقبہ بن عامر :- معوذتین کی فضیلت | ۵۹۱ |
| ۳۶۸ | ابن عباس و انس :- سورة زلزالی کی فضیلت | ۶۱۵ | | | |
| " | معقل بن یسار :- سورة حشر کی فضیلت | ۶۱۶ | ۳۵۷ | عقبہ بن عامر :- معوذتین کی فضیلت | ۵۹۲ |
| ۳۶۹ | النسائی :- سورة اخلاص کی فضیلت | ۶۱۷ | | | |
| " | " " " " " " | ۶۱۸ | " | عبد اللہ بن عمرو :- قرآن پڑھنے والوں کی فضیلت | ۵۹۳ |
| " | ابو ہریرہ :- | ۶۱۹ | ۳۵۸ | ابن عباس :- قرآن پڑھنے والوں کا نقصان | ۵۹۴ |
| ۳۷۰ | زور بن نوفل :- سورة کافرون کی فضیلت | ۶۲۰ | " | ابو سعید :- قرآن میں مشغولیت کا درجہ | ۵۹۵ |
| " | عقبہ بن عامر :- معوذتین کی فضیلت | ۶۲۱ | ۳۵۹ | ابن مسعود :- قرآن پڑھنے کا ثواب | ۵۹۶ |
| " | عبداللہ بن جبیب :- | ۶۲۲ | " | حارث ملا عمر :- قرآن کے متعلق جامع کلمات | ۵۹۷ |
| ۳۷۱ | عقبہ بن عامر :- | ۶۲۳ | ۳۶۱ | مناذہ جہنی :- الحسن والدہ تاجا | ۵۹۸ |
| " | | | " | عقبہ بن عامر :- قرآن کا معجزہ | ۵۹۹ |
| " | | | ۳۶۲ | علی :- قرآن سفارش کرے گا۔ | ۶۰۰ |
| " | | | ۳۶۳ | | ۶۰۱ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|--|-----|
| ۳۸۱ | ابن عمر :- قرأت چھوڑنے سے قرآن بھول جاتا ہے۔ | ۶۲۸ | ۳۷۶ | فضل عائشہ :- قرآن پڑھنا دوسرے اذکار سے افضل | ۶۲۵ |
| " | جندب :- قرآن دل جمعی میں پڑھو۔ | ۶۲۹ | " | عثمان بن عبداللہ :- زبانی پڑھنے کی فضیلت | ۶۲۶ |
| ۳۸۷ | تادہ :- قرآن ترتیل سے پڑھنا چاہیے۔ | ۶۳۰ | ۳۷۷ | ابن عمر :- قرآن دل کے رنگ کار کو دور کرتا ہے | ۶۲۷ |
| " | ابو ہریرہ :- قرآن کو خوش آواز سے پڑھنا۔ | ۶۳۱ | ۳۷۸ | ایضاح و خاتمہ بقرہ آیہ الکرسی کی فضیلت | ۶۲۸ |
| " | " " " " " " " " " " " " | ۶۳۲ | " | عبدالملک بن عمر :- فاتحہ شفاء ہے۔ | ۶۲۹ |
| ۳۸۳ | ابن مسعود :- کسی سے قرآن سنا | ۶۳۳ | " | عثمان بن عفان :- فاتحہ آل عمران کی فضیلت | ۶۳۰ |
| " | السن :- قرآن پڑھنے کی محبت | ۶۳۴ | " | مکحول :- آل عمران کی فضیلت | ۶۳۱ |
| ۳۸۴ | ابن عمر :- دشمن زمین میں قرآن کے پھیلنے کی مخالفت | ۶۳۵ | " | ہبیر بن نفیر :- فاتحہ سورۃ بقرہ کی فضیلت | ۶۳۲ |
| | فصل ثانی | ۶۳۶ | ۳۷۹ | کعب احبار :- سورہ ہود کی فضیلت | ۶۳۳ |
| " | ابوسعید :- عریب قاریوں کی فضیلت | ۶۳۷ | " | ابوسعید :- سورہ کہف کی فضیلت | ۶۳۴ |
| ۳۸۵ | برابر بن عاذب :- زینو القرآن باصواتکم | ۶۳۸ | " | خالد بن معدان :- سورۃ سجدہ کی فضیلت | ۶۳۵ |
| " | سعد بن عبادہ :- قرآن بھولنے کا گناہ | ۶۳۹ | " | عطاء :- سورۃ یس کی خاصیت | ۶۳۶ |
| ۳۸۶ | عبداللہ بن عمرو تین دن سے کم میں ختم نہ کرنا | ۶۴۰ | " | معتزل بن یسار :- " " " " " " " " " " " " | ۶۳۷ |
| " | عقبہ بن عامر :- قرآن بھر اور آہستہ پڑھنا | ۶۴۱ | ۳۸۰ | ابن مسعود :- مفصل سورتوں کی فضیلت | ۶۳۸ |
| " | صہیب :- قرآن کھل کے لئے ہے۔ | ۶۴۲ | " | علی :- الرحمن کی فضیلت | ۶۳۹ |
| ۳۸۷ | لیث بن سعد :- قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا | ۶۴۳ | ۳۸۱ | ابن مسعود :- سورۃ واقعہ کی خاصیت | ۶۴۰ |
| " | ابن جریر :- بہر آیت پر وقت کرنا | ۶۴۴ | " | علی :- سورۃ اعلیٰ کی فضیلت | ۶۴۱ |
| | فصل ثالث | ۶۴۵ | " | ابن عمرو :- سورۃ زلزال کی فضیلت | ۶۴۲ |
| ۳۸۸ | جاہر :- تکلف سے نہ پڑھنا چاہیے | ۶۴۶ | " | ابن عمر :- سورۃ تکوین کی فضیلت | ۶۴۳ |
| " | حدیفہ :- گویوں کی طرح مت پڑھو۔ | ۶۴۷ | " | سعید بن مسیب :- سورۃ اخلاص کی فضیلت | ۶۴۴ |
| ۳۸۹ | براء :- اصلو القرآن باصواتکم | ۶۴۸ | " | حسن بصری :- قرأت قرآن کی فضیلت | ۶۴۵ |
| " | طاؤس :- تقویٰ والی قرأت اچھی ہے۔ | ۶۴۹ | ۳۸۲ | باب | |
| | | | | فصل اول | |
| | | | | ابو موسیٰ :- تلاوت قرآن کا خاصہ | ۶۴۶ |
| | | | | ابن مسعود :- قرآن بھولنے کا گناہ | ۶۴۷ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|---|-----|
| ۲۰۴ | جابر :- بد دعامت کرو۔ فصل ثانی | ۲۸۶ | ۲۹۰ | عزیدہ یلیکی :- قرآن سمجھ کر پڑھو۔ باب اختلافات القرات جمع القرآن | ۲۶۸ |
| " | نعمان بن بشیر :- دعا عبادت ہے۔ | ۲۸۷ | " | فصل اول | " |
| ۲۰۵ | انس :- دعا عبادت کا مغز ہے | ۲۸۸ | " | محمد بن خطاب :- انزل علی سبعة احرف | ۲۶۹ |
| " | ابو ہریرہ :- دعا سب سے اچھی عبادت ہے | ۲۸۹ | ۳۹۱ | ابن مسعود :- اختلاف سے بچو | ۲۷۰ |
| " | سلمان :- دعا قضا کو رد کر دیتی ہے۔ | ۲۹۰ | ۳۹۲ | ابی بن کعب :- قرآن کے سات لہجے | ۲۷۱ |
| " | ابن عمر :- دعا ویلا | ۲۹۱ | ۳۹۳ | " | ۲۷۲ |
| " | " | " | " | فصل ثانی | " |
| " | معاذ بن جبل :- | " | ۳۹۴ | ابی بن کعب :- انزل علی سبعة احرف | ۲۷۲ |
| ۲۰۶ | جابر :- گناہ کے علاوہ ہر دعا قبول | ۲۹۲ | ۳۹۵ | عمران :- قرآن سنا کر لوگوں سے مانگنا | ۲۷۳ |
| " | ابن مسعود :- اللہ سے اس کا فضل مانگو | ۲۹۳ | " | فصل ثالث | " |
| " | ابو ہریرہ :- خدا کی ناراضگی نہ مانگنے میں | ۲۹۴ | " | بریدہ :- قرآن سنا کر مانگنا منع ہے | ۲۷۴ |
| ۲۰۷ | ابن عمر :- دعا رحمت کا باعث ہے۔ | ۲۹۵ | ۳۹۶ | ابن عباس :- سورۃ کا افتتاح بسم اللہ سے | ۲۷۵ |
| " | ابو ہریرہ :- آسانی میں دعا کرو۔ | ۲۹۶ | " | علقمہ :- قرآن پڑھا کر ارض کرنے والا | ۲۷۶ |
| " | یقین سے دعا کرو۔ | ۲۹۷ | " | زید بن ثابت :- ابوبکر کا قرآن جمع کرنا | ۲۷۷ |
| ۲۰۸ | مالک :- سیدھے ہاتھوں دعا مانگنا | ۲۹۸ | ۳۹۸ | انس :- عثمان کا ایک قرأت پر جمع کرنا | ۲۷۸ |
| " | ابن عباس :- | " | ۴۰۰ | ابن عباس :- سورۃ توبہ پر بسم اللہ نہ لکھنے کی | ۲۷۹ |
| " | سلمان :- ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا | ۲۹۹ | " | وجہ | " |
| " | عمر :- دعا کے لئے ہاتھ منہ پر پھیرنا | ۳۰۰ | " | کتاب الدعوات | " |
| ۲۰۹ | عائشہ :- جامع الدعاء بہتر ہے۔ | ۳۰۱ | " | فصل اول | " |
| " | ابن عمر :- غائب کی دعا قبول ہوتی ہے | ۳۰۲ | ۴۰۱ | ابو ہریرہ :- لکل نبی دعوة مستجابہ | ۲۸۰ |
| " | دعا کرنا چاہیے | ۳۰۳ | ۴۰۲ | اللہم اجعل دعائی صلوة و رکوة | ۲۸۱ |
| ۲۱۰ | ابو ہریرہ :- جن کی دعا قبول ہوتی ہے | ۳۰۴ | " | دعا میں عزم کرنا چاہیے۔ | ۲۸۲ |
| " | " | ۳۰۵ | ۴۰۳ | گناہ کے سوا سب دعا قبول ہوتی ہے | ۲۸۳ |
| " | " | " | " | " | ۲۸۴ |
| " | فصل ثالث | " | " | ابو الدرداء :- بھائی کی دعا بھائی کے حق میں | ۲۸۵ |
| " | انس :- ہر چیز خدا سے مانگو۔ | ۳۰۶ | " | " | " |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|---|-----|
| ۴۱۲ | ابوہریرہ: بغیر ذکر زندگی حسرت ہے | ۴۲۸ | ۴۱۱ | ثابت البنانی: ہر چیز خدا سے مانگو | ۷۰۶ |
| " | ام حبیبہ: ذکر آہی کی فضیلت | ۴۲۹ | " | انس: دعائیں پڑھو اور اپنے اٹھانا | ۷۰۷ |
| " | ابن عمر: بغیر ذکر کے دل سخت ہوتا ہے | ۴۳۰ | " | سہیل بن سعد: پڑھو کلمہ ہوں کے برابر رکھنا | ۷۰۸ |
| ۴۲۴ | ثوبان: افضل لسانِ ذاکر | ۴۳۱ | " | سائب بن یزید: منہ پر ہاتھ پھیرنا | ۷۰۹ |
| " | فصل ثلث | | ۴۱۲ | عکرم: کلمہ ہوں کے برابر پڑھو رکھنا | ۷۱۰ |
| " | ابوسعید: ان اللہ یہاں بالذکرین | ۴۳۲ | " | ابن عمر: سینہ تک پڑھو رکھنا | ۷۱۱ |
| ۴۲۵ | عبداللہ بن بسر: لایزال ساگ رطبان ذکر اللہ | ۴۳۳ | " | ابو بن کعب: پہلے اپنے لئے دعا کرنا | ۷۱۲ |
| ۴۲۵ | ابوسعید: افضل العباد الذکرین | ۴۳۴ | ۴۱۳ | ابوسعید: گناہ کے علاوہ سب دعا قبول | ۷۱۳ |
| " | ابن عباس: ڈاکر سے شیطان بھاگتا ہے | ۴۳۵ | " | ابن عباس: جن کی دعا قبول ہوتی ہے | ۷۱۴ |
| ۴۲۷ | مالک: ذاکر کی مثال دوسروں میں | ۴۳۶ | " | باب ذکر اللہ والتقریب الیہ | |
| " | معاذ: سب سے زیادہ نجات کا باعث | ۴۳۷ | " | فصل اول | |
| " | ذکر آہی ہے | | ۴۱۴ | ابوہریرہ: ذاکر خدا کی رحمت میں | ۷۱۵ |
| ۴۲۸ | ابوہریرہ: نامع عبدی اذا ذکر فی | ۴۳۸ | " | ذکر آہی کا ثواب | ۷۱۶ |
| " | عبداللہ بن عمر: عقالتہ القلوب ذکر اللہ | ۴۳۹ | ۴۱۵ | ابوموسیٰ: ذاکر کی مثال زندہ کی | ۷۱۷ |
| " | کتاب اسماء اللہ تعالیٰ | | " | ابوہریرہ: اتا عند الظن عبدی فی | ۷۱۸ |
| " | فصل اول | | " | الوذ: نیکی دس گنا ہوتی ہیں | ۷۱۹ |
| ۴۲۹ | ابوہریرہ: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام | ۴۴۰ | ۴۱۶ | ابوہریرہ: من عادلی ولیا | ۷۲۰ |
| " | فصل ثانی | | ۴۱۷ | لا یثقی جلسیم | ۷۲۱ |
| " | ابوہریرہ: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام | ۴۴۱ | ۴۱۸ | حنظلہ: تافق حنظلہ | ۷۲۲ |
| ۴۳۱ | بریدہ: اسم اعظم | ۴۴۲ | " | فصل ثانی | |
| ۴۳۲ | انس: | ۴۴۳ | ۴۲۱ | ابوالدرداء: غیر عما لکم ذکر اللہ | ۷۲۳ |
| " | اسماء: | ۴۴۴ | " | عبداللہ بن بسر: افضل اعمال ذکر اللہ | ۷۲۴ |
| ۴۳۳ | سعد: دعوتہ ذی النون | ۴۴۵ | ۴۲۲ | انس: اذا مررتم بریاض الجنۃ | ۷۲۵ |
| " | فصل ثالث | | " | ابوہریرہ: بغیر ذکر کے زندگی خراب | ۷۲۶ |
| " | بریدہ: اسم اعظم | ۴۴۶ | " | بغیر ذکر کے زندگی حسرت | ۷۲۷ |

| Page | Topic | Page | Topic | Page | Topic |
|------|---|------|---|------|--|
| ۴۴۴ | ۴۶۷ یسیرہ :- انگلیوں پر ذکر کرنا فصل ثالث | ۴۶۸ | ۴۶۸ سعد :- ذکر و دعا | ۴۶۷ | باب ثواب التبیح والتحمید والتہلیل والتکبیر فصل اول |
| ۴۴۵ | ۴۶۹ انس :- ذکر سے گناہ کی معافی | ۴۶۹ | ۴۶۹ انس :- ذکر سے گناہ کی معافی | ۴۶۸ | ۴۶۸ سمرہ :- افضل الکلام اربع |
| ۴۴۶ | ۴۷۰ مکہول عن ابوہریرہ :- جنت کا خزانہ لاجول | ۴۷۰ | ۴۷۰ مکہول عن ابوہریرہ :- جنت کا خزانہ لاجول | ۴۶۸ | ۴۶۸ ابوہریرہ :- کلمہ تجید کی فضیلت |
| " | ۴۷۱ ابوہریرہ :- لاجول ننانوے بیماریوں کا علاج | ۴۷۱ | ۴۷۱ ابوہریرہ :- لاجول ننانوے بیماریوں کا علاج | ۴۶۹ | " |
| ۴۴۷ | " | ۴۷۲ | " | ۴۷۰ | " |
| " | ۴۷۳ ابن عمر :- اذکار کے نفاذ | ۴۷۳ | ۴۷۳ ابن عمر :- اذکار کے نفاذ | ۴۷۱ | ۴۷۱ سعد :- تسبیحات کی فضیلت |
| " | باب الاستغفار و الترویہ فصل اول | ۴۷۳ | باب الاستغفار و الترویہ فصل اول | ۴۷۲ | ۴۷۲ ابوذر :- سبحان اللہ و حمدہ کی فضیلت |
| ۴۴۸ | ۴۷۴ ابوہریرہ :- آنحضرت ستر سے زیادہ استغفار کرتے | ۴۷۴ | ۴۷۴ ابوہریرہ :- آنحضرت ستر سے زیادہ استغفار کرتے | ۴۷۳ | ۴۷۳ جوہرہ :- " " " " " " |
| " | ۴۷۵ اعجاز المرنی :- سومرتہ استغفار | ۴۷۵ | ۴۷۵ اعجاز المرنی :- سومرتہ استغفار | ۴۷۴ | ۴۷۴ ابوہریرہ :- کلمہ توحید کی فضیلت |
| ۴۴۹ | " | ۴۷۶ | " | ۴۷۵ | ۴۷۵ ابو موسیٰ الاجول و لاقوۃ جنت کا خزانہ |
| " | ۴۷۷ ابی حرمۃ انظلم علی نفس | ۴۷۷ | ۴۷۷ ابی حرمۃ انظلم علی نفس | ۴۷۶ | فصل ثانی |
| ۴۵۰ | ۴۷۸ ابوسعید :- رجل فی بنی اسرائیل قتل لستہ بیعتین | ۴۷۸ | ۴۷۸ ابوسعید :- رجل فی بنی اسرائیل قتل لستہ بیعتین | ۴۷۷ | ۴۷۷ جابر :- ذکر جنت کے دروازے ہیں |
| ۴۵۱ | ۴۷۹ ابوہریرہ :- لوط تذبذب الذہب اللہ بکم | ۴۷۹ | ۴۷۹ ابوہریرہ :- لوط تذبذب الذہب اللہ بکم | ۴۷۸ | ۴۷۸ زبیر :- ذکر الہی کا حکم |
| " | ۴۸۰ ابو موسیٰ :- ان اللہ یسطیہ باللیل | ۴۸۰ | ۴۸۰ ابو موسیٰ :- ان اللہ یسطیہ باللیل | ۴۷۷ | ۴۷۷ جابر :- افضل الذکر لالہ الالہ |
| " | ۴۸۱ عائشہ :- ان العید اذا حضرت | ۴۸۱ | ۴۸۱ عائشہ :- ان العید اذا حضرت | ۴۷۸ | ۴۷۸ ابن عمر :- الحمد للہ راس الشکر |
| ۴۵۲ | ۴۸۲ ابوہریرہ :- توبہ کا دروازہ بند نہیں | ۴۸۲ | ۴۸۲ ابوہریرہ :- توبہ کا دروازہ بند نہیں | ۴۷۹ | ۴۷۹ ابن عباس :- سب سے پہلے جنت جائز ہے |
| " | ۴۸۳ انس :- توبہ کرنے والے پر اللہ خوش ہوتا ہے | ۴۸۳ | ۴۸۳ انس :- توبہ کرنے والے پر اللہ خوش ہوتا ہے | ۴۸۰ | ۴۸۰ ابوسعید :- لالہ الالہ کی فضیلت |
| ۴۵۳ | " | ۴۸۴ | ۴۸۴ ابوہریرہ :- " " " " " " | ۴۸۱ | ۴۸۱ " ابوہریرہ :- " " " " " " |
| " | ۴۸۵ جناب :- خدا کی رحمت کی وسعت | ۴۸۵ | ۴۸۵ جناب :- خدا کی رحمت کی وسعت | ۴۸۲ | ۴۸۲ سعد :- گنتی سے پڑھنا |
| ۴۵۴ | ۴۸۶ خنواد بن ادس :- سید الاستغفار | ۴۸۶ | ۴۸۶ خنواد بن ادس :- سید الاستغفار | ۴۸۳ | ۴۸۳ عمرو بن شعیب :- ذکر کی فضیلت |
| " | فصل ثانی | ۴۸۶ | فصل ثانی | ۴۸۴ | ۴۸۴ عبد اللہ بن عمرو :- ذکر کی فضیلت |
| ۴۵۵ | ۴۸۷ انس :- خدا کی بخشش کی وسعت | ۴۸۷ | ۴۸۷ انس :- خدا کی بخشش کی وسعت | ۴۸۵ | ۴۸۵ ابوہریرہ :- " " " " " " |
| " | " | ۴۸۷ | " | ۴۸۶ | ۴۸۶ ابن مسعود :- ذکر سے جنت میں درخت |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|--|-----|
| ۴۶۶ | ابو ذر :- خدا کی بخشش کی وسعت | ۴۵۴ | ۸۱۱ | ابو ذر :- پہلے توبہ کا دروازہ کھلا | ۴۶۶ |
| ۴۶۷ | ابن عباس :- | ۴۵۵ | ۸۱۲ | شرک کے سوا سب معاف ہے | ۴۶۷ |
| ۴۶۸ | استغفار کی فضیلت | ۴۵۶ | ۸۱۳ | ابن مسعود :- التائب من الذنب کمن لا ذنب له | ۴۶۸ |
| ۴۶۹ | ابوبکر :- | " | " | باب سعتہ رحمتہ اللہ | ۴۶۹ |
| ۴۷۰ | انس بن خیر الحطائین التوابین | " | " | فصل اول | ۴۷۰ |
| ۴۷۱ | ابو ہریرہ :- اذا اذنب کان نکتہ سوداء | ۴۵۷ | ۸۱۴ | ابو ہریرہ :- ان رحمتی سبقت غضبی | ۴۷۱ |
| ۴۷۲ | ابن عمر :- ان اللہ یقبل التوبۃ ما لم یغزر | " | ۸۱۵ | آخرت میں ننانوے حصے رحمت | ۴۷۲ |
| ۴۷۳ | ابوسعید :- شیطان کا انوس | " | " | سلطان :- | ۴۷۳ |
| ۴۷۴ | صفوان :- توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ | ۴۵۸ | ۸۱۶ | ابو ہریرہ :- اللہ کا عذاب اور رحمت | ۴۷۴ |
| ۴۷۵ | معاویہ :- | " | ۸۱۷ | ابن مسعود :- الجنة والنار اقرب من شرک فاعلم | ۴۷۵ |
| ۴۷۶ | ابو ہریرہ :- توبہ کی فضیلت | ۴۵۹ | ۸۱۸ | ابو ہریرہ :- اللہ سے ڈر کر میت جلائے گا | ۴۷۶ |
| ۴۷۷ | اسماء بنت یزید :- | ۴۶۰ | ۸۱۹ | عمر :- اللہ ارحم من الام یولدہا | ۴۷۷ |
| ۴۷۸ | ابن عباس :- الا اللہ کا مطلب | " | ۸۲۰ | ابو ہریرہ :- الا ان یتغمد فی اللہ | ۴۷۸ |
| ۴۷۹ | ابو ذر :- اللہ کی رحمت کی وسعت | " | ۸۲۱ | جابر :- | ۴۷۹ |
| ۴۸۰ | انس :- عواصم التقوی واصل الفقیہ | ۴۶۱ | ۸۲۲ | ابو ذر :- نیکی دس گنا اور بدی برابر | ۴۸۰ |
| ۴۸۱ | ابن عمر :- سو مرتبہ استغفار | " | ۸۲۳ | ابن عباس :- | ۴۸۱ |
| ۴۸۲ | بلال بن پیار :- استغفار کی فضیلت | " | " | فصل ثانی | ۴۸۲ |
| ۴۸۳ | فصل ثالث | | | عقبہ بن عامر :- نیکی و بدی کرنے والے کی مشابہت | ۴۸۳ |
| ۴۸۴ | ابو ہریرہ :- استغفار سے بندی درجات | ۴۶۲ | ۸۲۴ | ابو الدرداء :- دامن خافت مقام ربہ جنتان | ۴۸۴ |
| ۴۸۵ | ابن عباس :- دعا کا فائدہ | " | ۸۲۵ | عامر الرامہ :- اللہ ارحم بعبادہ من ام لافراخ | ۴۸۵ |
| ۴۸۶ | عبداللہ بن بسر :- استغفار کی فضیلت | ۴۶۳ | " | فصل ثالث | ۴۸۶ |
| ۴۸۷ | عائشہ :- | " | ۸۲۶ | ابن عمر :- اللہ ارحم بعبادہ من للام | ۴۸۷ |
| ۴۸۸ | سارث بن سید :- مومن و کافر کی مثال | " | ۸۲۷ | ثوبان :- اللہ کی رضا چاہنے والا | ۴۸۸ |
| ۴۸۹ | علی :- توبہ کر نیز الا اللہ کا پیارا ہے | ۴۶۴ | ۸۲۸ | اسامہ :- جنت والے گروہ | ۴۸۹ |
| ۴۹۰ | ثوبان :- سب سے پیاری آیت لا تقطو | " | " | | ۴۹۰ |

| | | | | | | |
|-----|-------------------------|--------------------------|-----|-----|--------------------------------|-----|
| ۴۹۰ | سوتنے کے وقت کی دعا | حفصہ | ۸۴۹ | | باب ما یقول عند الصبح والمساءر | |
| " | " | علی | ۸۵۰ | | والمنام | |
| " | " | البرسعیہ | ۸۵۱ | | فصل اول | |
| ۴۹۱ | " | شداد بن ادس | ۸۵۲ | ۴۷۷ | ابن مسعود :- صبح وشام کی دعا | ۸۳۰ |
| " | " | عمید اللہ بن عمرو | ۸۵۳ | ۴۷۸ | حذیفہ :- سوتنے کی دعا | ۸۳۱ |
| ۴۹۲ | صبح وشام کی دعا | عبداللہ بن غنم :- | ۸۵۴ | " | براء :- | " |
| " | سوتنے کی دعا | البرہریرہ :- | ۸۵۵ | ۴۷۹ | البرہریرہ :- | ۸۳۲ |
| ۴۹۳ | سوتنے کے وقت کی دعا | ابوالذہر | ۸۵۶ | " | براء :- | ۸۳۳ |
| " | " | ابن عمر | ۸۵۷ | ۴۸۰ | النس :- | ۸۳۴ |
| ۴۹۵ | بدخوابی کی دعا | بریدہ :- | ۸۵۸ | ۴۸۱ | علی استحکاث کی دعا (سوتنے وقت) | ۸۳۵ |
| | فصل ثالث | | | " | البرہریرہ :- | ۸۳۶ |
| ۴۹۶ | صبح وشام کی دعا | ابو مالک :- | ۸۵۹ | | فصل ثانی | |
| " | " | عبدالرحمن بن ابی بکرہ :- | ۸۶۰ | ۴۸۲ | البرہریرہ :- صبح وشام کی دعا | ۸۳۷ |
| ۴۹۷ | " | عبداللہ بن ابی اوفی | ۸۶۱ | " | " | ۸۳۸ |
| " | " | عبدالرحمن بن ابی بزی | ۸۶۲ | ۴۸۳ | " | ۸۳۹ |
| | کتاب الدعوات فی الاوقات | | | ۴۸۴ | ابان | |
| | فصل اول | | | ۴۸۵ | عبداللہ بن مسعود :- | ۸۴۰ |
| ۴۹۸ | جہان کے وقت کی دعا | ابن عباس :- | ۸۶۳ | " | بعض بنات النبی | ۸۴۱ |
| ۴۹۹ | سیر چینی کی دعا | " | ۸۶۴ | ۴۸۶ | ابن عباس | ۸۴۲ |
| " | سوتنے کے وقت کی دعا | سلیمان بن صردہ :- | ۸۶۵ | ۴۸۷ | البرعیش | ۸۴۳ |
| ۵۰۰ | سوتنے کی دعا | البرہریرہ :- | ۸۶۶ | " | حارث بن مسلم | ۸۴۴ |
| " | سوتنے کی دعا | ابن عمر :- | ۸۶۷ | ۴۸۸ | ابن عمر | ۸۴۵ |
| ۵۰۱ | سوتنے کی دعا | عبداللہ بن سرجس :- | ۸۶۸ | ۴۸۹ | النس | ۸۴۶ |
| " | سوتنے کی دعا | خولہ بنت حکیم :- | ۸۶۹ | " | ثوبان | ۸۴۷ |
| " | سوتنے کی دعا | البرہریرہ :- | ۸۷۰ | " | حذیفہ | ۸۴۸ |
| " | سوتنے کی دعا | | | | براء :- | " |

| | | | | | |
|-----|--------------------------------------|-----|-----|---|-----|
| ۵۱۴ | ابوسعید :- علم اور قرصہ کی دعا | ۸۹۴ | ۵۰۲ | ابوہریرہ :- سفر میں پڑھنے کی دعا | ۸۶۱ |
| " | علی :- قرض دار کی دعا | ۸۹۵ | " | ابن عمر :- سفر سے واپسی کی دعا | ۸۶۲ |
| | فصل ثالث | | | عبداللہ بن ابی اوفی :- جنگ میں پڑھنے کی دعا | ۵۰۳ |
| ۵۱۵ | عائشہ :- مجلس چھوڑنے کی دعا | ۸۹۶ | " | عبداللہ بن بسر :- بہانہ کھانے کے بعد کی دعا | ۸۶۴ |
| ۵۱۶ | قتادہ :- چاند دیکھنے کی دعا | ۸۹۷ | | فصل ثانی | |
| " | ابن مسعود :- پریشانیوں کے وقت کی دعا | ۸۹۸ | ۵۰۴ | حکمہ :- چاند دیکھنے کی دعا | ۸۶۵ |
| ۵۱۷ | جابر :- معبودوں کے نزول کی دعا | ۸۹۹ | " | عمر بن خطاب :- مصیبت زدہ دیکھنے کی دعا | ۸۶۶ |
| " | انس :- مصیبت کے وقت کی دعا | ۹۰۰ | ۵۰۵ | " | " |
| " | ابوسعید :- جنگ میں پریشانی کی دعا | ۹۰۱ | " | عمر :- بازار جانے کی دعا | ۸۶۷ |
| ۵۱۸ | بریدہ :- بازار جانے کی دعا | ۹۰۲ | ۵۰۶ | معاذ بن جبل :- غایت مانگنا | ۸۶۸ |
| | باب الاستعاذہ | | ۵۰۷ | ابوہریرہ :- مجلس سے اٹھنے کی دعا | ۸۶۹ |
| | فصل اول | | " | علی :- سواری پر بیٹھنے کی دعا | ۸۷۰ |
| ۵۱۹ | ابوہریرہ :- مصائب سے پناہ کی دعا | ۹۰۳ | ۵۰۸ | ابن عمر :- الوداعی دعا | ۸۷۱ |
| " | انس :- صوم و نوم سے پناہ | ۹۰۴ | " | عبداللہ خطمی :- | ۸۷۲ |
| ۵۲۰ | عائشہ :- عذاب قبر سے پناہ | ۹۰۵ | ۵۰۹ | انس | ۸۷۳ |
| " | ذید بن ارقم :- | ۹۰۶ | " | ابوہریرہ :- سفر میں پڑھنے کی دعا | ۸۷۴ |
| ۵۲۱ | ابن عمر :- ذوال نعمت سے پناہ | ۹۰۷ | ۵۱۰ | ابن عمر :- | ۸۷۵ |
| " | عائشہ :- بد اعمال سے پناہ | ۹۰۸ | " | انس :- جنگ میں پڑھنے کی دعا | ۸۷۶ |
| " | ابن عباس :- گمراہی سے پناہ | ۹۰۹ | " | ابوموسی :- خوف کی دعا | ۸۷۷ |
| | فصل ثانی | | ۵۱۱ | ام سلمہ :- گھر سے نکلنے کی دعا | ۸۷۸ |
| ۵۲۲ | ابوہریرہ :- جامع استعاذہ | ۹۱۰ | " | انس :- | ۸۷۹ |
| " | عبداللہ بن عمرو :- | " | ۵۱۲ | ابو مالک :- گھر داخل ہونے کی دعا | ۸۸۰ |
| " | عمر بن خطاب :- | ۹۱۱ | " | ابوہریرہ :- نکاح کی مبارک دینے کی دعا | ۸۸۱ |
| ۵۲۳ | ابوہریرہ :- | ۹۱۲ | ۵۱۳ | عمرو بن شعیب :- نکاح کرنے کی دعا | ۸۸۲ |
| " | " | ۹۱۳ | " | ابوبکرہ :- بے چین کے لئے دعا | ۸۸۳ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|-----|--|-----|
| ۵۳۴ | انس :- عفو و عافیت کا سوال | ۹۳۵ | ۵۲۳ | ابو ہریرہ :- جامع استعاذہ | ۹۱۳ |
| " | عبداللہ بن یزید :- اللہ کی محبت کا سوال | ۹۳۶ | ۵۲۴ | انس :- پیادوں سے پناہ | ۹۱۵ |
| ۵۳۵ | ابن کثر :- خشیت کا سوال | ۹۳۷ | " | قطیب بن مہک :- بری چیزوں سے پناہ | ۹۱۶ |
| ۵۳۶ | ابو ہریرہ :- نفع والے علم کا سوال | ۹۳۸ | " | شعیر بن شکل :- جسم کی برائیوں سے پناہ | ۹۱۷ |
| " | عمر بن خطاب :- ترقی کی دعا | ۹۳۹ | ۵۲۵ | ابو الیسر :- بری موت سے پناہ | ۹۱۸ |
| | فصل ثالث | | " | معاذ :- لالچ سے پناہ | ۹۱۹ |
| ۵۳۷ | عثمان بن حنیف :- رحمت کی دعا | ۹۴۰ | " | عائشہ :- چاند کی لچائی گئے پناہ | ۹۲۰ |
| ۵۳۸ | ابو الدرداء :- اللہ کی محبت کی دعا | ۹۴۱ | ۵۲۶ | کمران :- نفس کے شر سے پناہ | ۹۲۱ |
| " | عطلہ بن سائب :- جامع دعا | ۹۴۲ | " | مردین شعیب :- برے خوابوں سے پناہ | ۹۲۲ |
| ۵۳۹ | ام سلمہ :- | ۹۴۳ | ۵۲۷ | انس :- جہنم سے پناہ | ۹۲۳ |
| ۵۴۰ | ابو ہریرہ :- ذکر و شکر کا سوال | ۹۴۴ | " | فصل ثالث | |
| " | عبداللہ بن عمر :- جنت کی دعا | ۹۴۵ | ۵۲۸ | قتادہ :- جامع استعاذہ | ۹۲۴ |
| " | ام معبد :- طہارت قلب کی دعا | ۹۴۶ | " | مسلم بن ابی بکر :- ہر نماز کے بعد پڑھنے کا استعاذہ | ۹۲۵ |
| ۵۴۱ | انس :- دین دنیائی کی بھلائی کی دعا | ۹۴۷ | ۵۲۹ | ابوسعید :- کفر اور قرصہ سے استعاذہ | ۹۲۶ |
| " | حذیفہ :- ذلت نفس سے پناہ | ۹۴۸ | " | باب جامع الدعاء | |
| ۵۴۲ | عمر :- باطن کی صفائی کی دعا | ۹۴۹ | " | فصل اول | |
| | کتاب المناسک | | ۵۳۰ | ابوموسیٰ :- تمام گناہوں کی بخشش | ۹۲۷ |
| | فصل اول | | ۵۳۱ | ابو ہریرہ :- دین دنیائی کی بھلائیاں | ۹۲۸ |
| ۵۴۳ | ابو ہریرہ :- فرض علیکم الحج | ۹۵۰ | " | ابن مسعود :- ہدایت و تقدی کا سوال | ۹۲۹ |
| ۵۴۴ | افضل العسل :- حج مبرور | ۹۵۱ | " | علی :- ہر کام میں راہنمائی | ۹۳۰ |
| " | " | " | ۹۵۲ | ابو مالک :- دین دنیائی نعمتیں | ۹۳۱ |
| " | حج سے پھلی معافی | " | ۹۵۳ | انس :- دین دنیائی کی بھلائی | ۹۳۲ |
| " | حج مبرور و جزاء الحجۃ | " | " | فصل ثانی | |
| ۵۴۵ | ابن عباس :- لڑائی و معنائ تبدیل الحج | ۹۵۴ | " | ابن عباس :- جامع دعا | ۹۳۳ |
| " | حج کا ثواب ماننا پ کو | ۹۵۵ | ۵۳۲ | ابوبکر :- عفو و عافیت کا سوال | ۹۳۴ |

| | | | | | |
|-----|---|------|-----|---|-----|
| ۵۵۵ | ابو امامہ :- حج کا منکر مسلمان نہیں | ۹۷۹ | ۵۲۵ | ابن عباس و معذور کی طرف سے حج بدل | ۹۵۶ |
| " | ابو ہریرہ :- حاجی اللہ کے ہمان ہیں۔ | ۹۸۰ | " | " :- میت کی طرف سے حج | ۹۵۷ |
| " | " | ۹۸۱ | " | " :- عورت بغیر محرم کے حج کو نہ جانے | ۹۵۸ |
| ۵۵۶ | ابن عمر :- حاجی سے دعا کروانا | ۹۸۲ | ۵۲۷ | عائشہ :- جہاد کن الحج | ۹۵۹ |
| " | ابو ہریرہ :- راستہ میں مرنے والے کو پورا ثواب | ۹۸۳ | " | ابو ہریرہ :- عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے | ۹۶۰ |
| " | باب الاحرام والتلبیۃ | " | " | ابن عباس :- میقات الحج | ۹۶۱ |
| " | فصل اول | " | ۵۲۸ | جابر :- | ۹۶۲ |
| ۵۶۳ | جابر :- واقعہ حجۃ الوداع | ۹۹۹ | " | انس :- آنحضرت کے چار عمرے | ۹۶۳ |
| ۵۶۰ | عائشہ :- | ۱۰۰۰ | ۵۲۹ | براء :- | ۹۶۴ |
| ۵۶۷ | ابن عمر :- رسول اللہ نے حج تمتع کیا۔ | ۱۰۰۱ | " | " | " |
| " | ابن عباس :- العمرۃ قد دخلت فی الحج | ۱۰۰۲ | " | فصل ثانی | " |
| " | ہذا الباب خال عن فصل الثانی | " | ۵۵۰ | ابن عباس :- زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہے | ۹۶۵ |
| " | فصل ثالث | " | " | علی :- حج کا منکر مسلمان نہیں | ۹۶۶ |
| ۵۶۲ | عطا :- حج تمتع بہتر ہے۔ | ۱۰۰۳ | " | ابن عباس :- اسلام میں رخصانیت نہیں | ۹۶۷ |
| ۵۶۶ | عائشہ :- | ۱۰۰۴ | ۵۵۱ | حج میں جلدی کرنا چاہیے۔ | ۹۶۸ |
| " | باب دخول مکہ والطواف | " | " | ابن مسعود :- حج فقراؤں کو مشاوری ہے | ۹۶۹ |
| " | فصل اول | " | " | عمر بن خطاب :- | " |
| ۵۶۷ | ابن عمر :- رات ذی طوی میں گذارے | ۱۰۰۵ | " | ابن عمر :- سفر فرج ہو تو حج فرض ہے | ۹۷۰ |
| " | عائشہ :- آنحضرت مکہ میں بلندی کی طرف آتے | ۱۰۰۶ | ۵۵۳ | " :- افضل حج الحج واجب | ۹۷۱ |
| ۵۶۸ | عروہ بن زبیر :- سب سے پہلے طواف کیا جائے | ۱۰۰۷ | " | بلور زین :- بوڑھے کی طرف سے حج بدل | ۹۷۲ |
| " | ابن عمر :- طواف میں رمل کیا جائے۔ | ۱۰۰۸ | " | ابن عباس :- پہلے اپنا حج پھر دوسرے کا | ۹۷۳ |
| ۵۶۹ | صفا مروہ میں دوڑ کر جانے | ۱۰۰۹ | " | عائشہ :- میقات اہل مشرق | ۹۷۴ |
| " | جابر :- حجر اسود کو بوسہ دے کر طواف شروع | ۱۰۱۰ | " | ام سلمہ :- حج کا ثواب | ۹۷۵ |
| " | کیا جائے۔ | " | ۵۵۲ | فصل ثالث | " |
| " | زبیر بن عری :- حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے | ۱۰۱۱ | " | ابن عباس :- توکل زاد سفر لینے میں ہے۔ | ۹۷۷ |
| " | " | " | " | عائشہ :- عورتوں کا جہاد حج ہے۔ | ۹۷۸ |

ابن عباس سے پہلے غسل ۵۵۸ - عائشہ حج میں نہیں ۵۵۹ - ابن عمر حج کو لے کر نہ آئے ۵۵۹ - فصل ثانی - نین ثابت :- احرام سے پہلے غسل

۵۵۷ - عائشہ :- احرام سے پہلے شہر کا گناہ ۲۶۲ - ابن عباس مشرکوں کا تہیہ ۵۶۷ - حج کے لیے تاقہ ۵۶۷ -

| | | | | |
|-----|--|-----|---|------|
| ۵۸۷ | عائشہ بن زینب :- حجر اسود نفع نقصان نہیں دے سکتا۔ | ۵۸۹ | ابن عمر :- رکن یمانی کو ہاتھ لگایا جائے | ۱۰۱۳ |
| ۵۸۸ | ابو ہریرہ :- رکن یمانی پر فرشتے مقرر ہیں۔ طواف میں تسبیحات پڑھنے والا خدا کی رحمت میں ہے | ۵۹۰ | ابن عباس :- حجر اسود کو چھڑی سے چھونا | ۱۰۱۳ |
| ۵۸۹ | محمد بن ابوبکر ثقفی :- عرفات کو جاتے ہوئے تکبیر اور اہلال دونوں کی اجازت ہے۔ | ۵۹۱ | حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا | ۱۰۱۴ |
| ۵۹۰ | جابر :- منیٰ مزدلفہ اور عرفات کی سب جگہ برابر ہے۔ | ۵۹۲ | ابو طفیل :- حجر اسود کو چھڑی لگا کر چرمانا۔ | ۱۰۱۵ |
| ۵۹۱ | عائشہ :- عرفات میں اللہ تعالیٰ کی عام بخشش۔ | ۵۹۳ | عائشہ :- حانقہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے | ۱۰۱۶ |
| ۵۹۲ | عبداللہ بن صفوان :- تقوا علی مشاعرکم | ۵۹۴ | ابو ہریرہ :- ننگے ہو کر طواف نہ کیا جائے۔ | ۱۰۱۷ |
| ۵۹۳ | جابر :- عرفات موقت ہے۔ اور منیٰ قربا | ۵۹۵ | فصل ثانی | ۱۰۱۸ |
| ۵۹۴ | خالد بن یزید :- آنحضرت نے اونٹ پر خطبہ دیا | ۵۹۶ | بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے۔ | ۱۰۱۸ |
| ۵۹۵ | عروین شیب :- عرفات کی بہترین دعا | ۵۹۷ | ابو ہریرہ :- معاف پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے۔ | ۱۰۱۹ |
| ۵۹۶ | طلحہ بن عبید اللہ :- شیطان عرفات میں سب سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔ | ۵۹۸ | ابن عباس :- طواف نماز کی طرح ہے۔ | ۱۰۲۰ |
| ۵۹۷ | جابر :- عرفات میں عام بخشش ہوتی ہے | ۵۹۹ | حجر اسود جنت کا پتھر ہے۔ | ۱۰۲۱ |
| ۵۹۸ | فصل ثالث | ۶۰۰ | حجر اسود قیامت کو گواہی دے گا۔ | ۱۰۲۲ |
| ۵۹۹ | عائشہ :- افیضوا من حیث افاض الناس | ۶۰۱ | ابن عمر :- حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یا قوت ہیں۔ | ۱۰۲۳ |
| ۶۰۰ | عباس بن مرداس :- مزدلفہ میں آنحضرت کی دعا قبول ہوتی۔ | ۶۰۲ | ابن عمر :- حجر اسود کو چھونا گناہ کا کفارہ ہے۔ | ۱۰۲۴ |
| ۶۰۱ | | ۶۰۳ | عبداللہ بن سائب :- حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کی دعا۔ | ۱۰۲۵ |
| ۶۰۲ | | ۶۰۴ | صفیہ بنت شیبہ :- معاف مردہ کے درمیان دوڑ لگانی جاتے۔ | ۱۰۲۶ |
| ۶۰۳ | | ۶۰۵ | قلام بن عبداللہ :- آرام سے چلے | ۱۰۲۷ |
| ۶۰۴ | | ۶۰۶ | یعلیٰ بن امیہ طواف میں اضطباع کا حکم | ۱۰۲۸ |
| ۶۰۵ | | ۶۰۷ | ابن عباس :- طواف میں اضطباع کا طریقہ | ۱۰۲۹ |
| ۶۰۶ | | ۶۰۸ | ابن عمر :- حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونا نالائی | ۱۰۳۰ |
| ۶۰۷ | | ۶۰۹ | ام سلمہ :- پیار سواری پر طواف کرے۔ | ۱۰۳۱ |

باب المدفع من عرفه والمزدلف فصل اول

۱۰۶۶ ہشام بن عروہ :- عرفات سے واپسی میں آرام سے آئے۔

۱۰۶۷ ابن عباس :-

۱۰۶۸ حجرہ عقبہ کو نککر مارنے تک تلبیکہ

۱۰۶۹ ابن عمر :- مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھی جائیں۔

۱۰۷۰ ابن مسعود :- عرفات اور مزدلفہ میں نمازیں وقت پر نہیں پڑھی جائیں۔

۱۰۷۱ ابن عباس :- بکزدور لوگ رات کو منی میں آجائیں

۱۰۷۲ :- چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماری جائیں

۱۰۷۳ جابر :-

فصل ثانی

۱۰۷۴ محمد بن قیس :- المدفع من عرفہ حتی تقربت الشمس

۱۰۷۵ ابن عباس :- لا تز موا حتی تطلع الشمس

۱۰۷۶ عائشہ :- فجر سے پہلے حجرہ کو نککر مارنا کیسا

۱۰۷۷ ابن عباس یہ یسبی المقیم او المعتقر حتی یستلم الحجر

الفصل الثالث

۱۰۷۸ عاصم بن عروہ :- آنحضرت مزدلفہ تک سواری

پرائے

۱۰۷۹ سالم بن عبد اللہ :- عرفات میں ظہر اور عصر کٹی

پڑھی جائے۔

باب رمی الجمار

فصل اول

۱۰۶۰ جابر :- سواری پر بیٹھ کر کنکریاں مارنا

۱۰۶۱ جابر :- آپ نے چھوٹی کنکریاں ماریں

۱۰۶۲ :- عید کے دن چاشت کے وقت کنکریاں ماری جائیں۔

۱۰۶۳ ابن مسعود :- ہر کنکری پر تکبیر پڑھی جائے۔

۱۰۶۴ جابر :- کنکریاں طاق ماری جائیں۔

فصل ثانی

۱۰۶۵ قدام بن عبد اللہ :- کنکریاں مارنے کے لئے کسی

کو رو حکیلانا جائے۔

۱۰۶۶ عائشہ :- رمی اور سعی اللہ کے ذکر کے لئے ہے

۱۰۶۷ :- منی میں خیمہ نہ لگایا جائے۔

فصل ثالث

۱۰۶۸ ابن عمر :- حجرہ عقبی کے پاس نہ ٹھہریے

باب الہمدی

فصل اول

۱۰۶۹ ابن عباس :- قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا

۱۰۷۰ عائشہ :- اگر مکہ سے قربانی بھیجے۔ تو اس کے گلے میں بھی ہار ڈالے

۱۰۷۱ جابر :- کسی کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔

۱۰۷۲ بیویوں کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے

۱۰۷۳ عائشہ :- قربانی بھیجنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی

۱۰۷۴ :- اون کا ہار بنانا

۱۰۷۵ ابو ہریرہ :- قربانی کے جانور پر سوار ہونا جائز ہے

۱۰۷۶ ابوالزبیر :- قربانی کے جانور پر مسجد اسوار ہو جا

۱۰۷۷ ابن عباس :- قربانی کا جانور تھک جائے۔ تو اسے راستہ میں ذبح کر دیا جائے۔

| | | | | | |
|-----|--|------|-----|--|-----|
| ۶۱۶ | ابن عمر :- ایام منیٰ کی نمازیں منیٰ ہی میں پڑھی جائیں۔ فصل ثانی | ۱۰۹۳ | ۶۱۰ | جاہر :- گائے سات آدمیوں کی طرف سے جائز ہے | ۱۰۷ |
| ۶۱۷ | علی و عائشہ :- عورتیں سر نہ منڈائیں۔ | ۱۰۹۴ | ۶۱۱ | ابن عمر :- اونٹ کو کھڑا کر کے ذبح کیا جائے۔ | ۱۰۷ |
| " | ابن عباس :- | ۱۰۹۵ | " | علی :- قربانی کی ہر چیز صدقہ کی جائے | ۱۰۸ |
| | باب فصل اول | | " | جاہر :- قربانی کا گوشت جب تک چاہو کھاؤ۔ | ۱۰۸ |
| ۶۱۸ | عبداللہ بن عمرو بن عاص :- احکام حج میں تقدیم تاخیر سے کوئی عروج نہیں ہوتا | ۱۰۹۶ | ۶۱۲ | ابن عباس :- آنحضرت کی قربانیوں میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا | ۱۰۸ |
| ۶۱۹ | ابن عباس :- | ۱۰۹۷ | " | ناجرہ خزاعی :- قربانی کے ٹکے ہوئے جانور کو ذبح کر دیا جائے۔ | ۱۰۸ |
| | فصل ثانی | | " | عبداللہ بن قرظ :- قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کی جائے۔ | ۱۰۸ |
| ۶۲۰ | علی :- تقدیم تاخیر احکام سے کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ فصل ثالث | ۱۰۹۸ | ۶۱۳ | مسلم بن اکوع :- قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے | ۱۰۸ |
| ۶۲۱ | اسامہ بن شریک :- تقدیم تاخیر افعال سے کوئی عروج نہیں۔ خطبہ یوم النحر و رمی ایام التشریق والتودیع فصل اول | ۱۰۹۹ | " | نبیثہ :- ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں | ۱۰۸ |
| ۶۲۲ | ابو بکر :- لا تزجوا البعدی عنلالا | ۱۱۰۰ | ۶۱۴ | باب السحلق فصل اول | ۱۰۸ |
| ۶۲۳ | دیرہ :- ایام تشریق میں سورج و طلعے کنکر مارے | ۱۱۰۱ | ۶۱۵ | ابن عمر :- حج میں سر منڈانا کترانے سے بہتر ہے | ۱۰۸ |
| " | ابن عمر :- کنکر مارنے کے بعد جمرہ عقبہ کے پاس نہ گھرے | ۱۱۰۲ | " | ابن عباس :- عمرہ میں آنحضرت نے بال کٹانے کے لئے تین بار دعا کی | ۱۰۸ |
| ۶۲۴ | عباس کو منیٰ کی راتوں میں مکہ میں گھرے کی اجازت دی گئی | ۱۱۰۳ | ۶۱۶ | انس :- آنحضرت نے اپنے بال تبرک کے طور پر دیے | ۱۰۹ |
| | | | " | عائشہ :- طواف افانہ سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے۔ | ۱۰۹ |

| | | | | | |
|-----|------|---|-----|------|--|
| ۶۳۲ | ۱۱۱۹ | ابن عباس :- جو تباہ اور تہ بند نہ ہو تو موزے اور ۶۳۲ شکواریہیں لے۔ | ۶۳۴ | ۱۱۰۴ | ابن عباس ۱۔ آنحضرت نے عام آدمیوں کا جوٹھا پانی پیا۔ |
| " | ۱۱۲۰ | یعلیٰ بن امیہ :- محرم کو خوشبو لگی ہو تو اسے دھو ڈالے۔ | ۶۳۵ | ۱۱۰۵ | انس :- وادی محصب میں چار نمازیں پڑھی جائیں |
| ۶۳۳ | ۱۱۲۱ | عثمان :- محرم نہ نکاح کرے نہ کرانے | " | ۱۱۰۶ | عبدالعزیز بن رفیع :- یوم الترویہ کو ظہر کی نماز میں پڑھے |
| " | ۱۱۲۲ | ابن عباس :- آنحضرت نے میمونہ سے نکاح احرام میں کیا۔ | ۶۳۶ | ۱۱۰۷ | عائشہ :- ایلیٰ میں اتنا سنت نہیں ہے۔ طواف واداع کا بیان |
| " | ۱۱۲۳ | یزید بن اسلم :- آنحضرت نے میمونہ سے نکاح حلال میں کیا تھا | " | ۱۱۰۸ | ابن عباس :- عائشہ پر طواف واداع نہیں ہے |
| ۶۳۴ | ۱۱۲۴ | ابو ایوب :- محرم سردھو سکتا ہے۔ | ۶۳۷ | ۱۱۰۹ | عائشہ :- " " " " " " " " |
| " | ۱۱۲۵ | ابن عباس :- محرم سینگی لگوا سکتا ہے | " | ۱۱۱۰ | فصل ثانی |
| " | ۱۱۲۶ | عثمان :- محرم آنکھوں پر لپیپ کر سکتا ہے | " | ۱۱۱۱ | عمر بن احمس :- مسلمانوں کے مال خون اور عزت حرام ہیں۔ |
| ۶۳۵ | ۱۱۲۷ | ام احمس :- محرم گرمی میں سر پر سایہ کر سکتا ہے | ۶۳۸ | ۱۱۱۲ | رافع بن عمرو :- خطبہ میں مقرر کی آواز کو پہنچانا درست ہے۔ |
| " | ۱۱۲۸ | کعب بن عجرہ :- محرم عذر کی وجہ سے سر منڈا اور کفارہ دے۔ | ۶۳۹ | ۱۱۱۳ | ابن عباس :- طواف زیارت کو رات تک ملتوی کرنا درست ہے۔ |
| " | ۱۱۲۹ | ابن عمر :- احرام میں عورت کیا کیا چیزیں نہ پہنے | " | ۱۱۱۴ | ابن عباس :- طواف افاضہ میں رمل نہیں ہے |
| " | ۱۱۳۰ | عائشہ :- احرام میں عورت غیر محرم کو دیکھے تو چہرہ کے سامنے اوٹ کرے | " | ۱۱۱۵ | عائشہ :- عورت کے سوا حجرہ عقبہ کے بعد ہر چیز حلال ہے۔ |
| ۶۳۷ | ۱۱۳۱ | ابن عمر :- احرام میں محرم تیل لگا سکتا ہے۔ | ۶۴۰ | ۱۱۱۶ | حجرہ عقبہ کے پاس دعا نہ کرے |
| " | ۱۱۳۲ | عبداللہ بن مالک :- احرام میں سینگی لگوانا جائز ہے | " | ۱۱۱۷ | ابو ابیداح بن عامر :- معذور لوگوں کو ۲ آبیخ کو واپسی کی اجازت ہے۔ |
| " | ۱۱۳۳ | انس :- محرم سینگی لگوا سکتا ہے۔ | " | ۱۱۱۸ | باب ما یستحب للمحرم فصل اول |
| " | ۱۱۳۴ | ابو داؤد :- میمونہ سے آنحضرت کا نکاح حل میں ہوا | ۶۴۱ | ۱۱۱۹ | عبداللہ بن عمر :- محرم کون سے کپڑے نہ پہنے |

| | | | | | |
|-----|--|------|-----|--|------|
| ۴۲۵ | ابن عمر:۔ محصر عمرہ کر کے احرام کھل دے آئندہ سال قضا دے۔ | ۱۰۵۰ | | | |
| ۴۲۶ | عائشہ:۔ بیمار آدمی مشروط حج کرے۔ فصل ثانی | ۱۱۵۱ | ۴۲۹ | صعب بن جشمہ:۔ محرم شکار کا گوشت نہ کھا " ابو قتادہ:۔ اگر محرم کی نیت سے شکار نہ کیا جائے تو محرم کھا سکتا ہے۔ | ۱۱۳۶ |
| ۴۲۷ | ابن عباس:۔ محصر قضا میں دوبارہ قربانی ذبح کرے " حجاج بن عمر:۔ جس کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ وہ حلال ہو گیا۔ | ۱۱۵۲ | ۴۳۰ | ابن عمر:۔ احرام میں پانچ جانوروں کو مارنا جائز ہے۔ | ۱۱۳۸ |
| ۴۲۸ | عبدالرحمن بن یعمر:۔ حج عرفات میں کھڑے ہولے کا نام ہے۔ باب حرم مکہ جبرسہا اللہ فصل اول | ۱۱۵۳ | ۴۳۱ | عائشہ:۔ " جابر:۔ اگر محرم کی نیت سے شکار نہ کیا جائے تو محرم اس کا گوشت کھا سکتا ہے ابو ہریرہ:۔ ہڈی کا شکار محرم کر سکتا ہے۔ | ۱۱۳۹ |
| ۴۲۹ | ابن عباس:۔ مکہ مکرمہ حرم ہے۔ جابر:۔ مکہ میں ہتھیار اٹھانا منع ہے۔ " اش:۔ قاتل کو حرم میں قتل کیا جائے۔ | ۱۱۵۴ | ۴۳۲ | ابو سعید خدری:۔ محرم سات جانوروں کو مار سکتا ہے۔ | ۱۱۴۰ |
| ۴۳۰ | جابر:۔ حج اور عمرہ کے علاوہ مکہ میں داخلہ کے لئے احرام نہیں ہے۔ عائشہ:۔ کعبہ کی حرمت توڑنے والا لشکر زمین میں غزق ہو جائے گا۔ | ۱۱۵۵ | ۴۳۳ | عبدالرحمن بن ابی نثار:۔ بچو کا شکار محرم کو جائز نہیں " جابر:۔ بچو کا کفارہ ایک مینڈھا ہے۔ " خزیمہ بن حزی:۔ بچو کا کھانا جائز نہیں ہے۔ | ۱۱۴۱ |
| ۴۳۱ | ابو ہریرہ:۔ ایک حبشی خانہ کعبہ کو گرائے گا " ابن عباس:۔ ایک حبشی خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجائے گا۔ فصل ثانی | ۱۱۵۶ | ۴۳۴ | عبدالرحمن بن عثمان:۔ محرم پرندے کا گوشت کھا سکتا ہے۔ | ۱۱۴۲ |
| ۴۳۲ | یعنی بن امیہ:۔ حرم میں احتکار کرنا الحاد ہے " ابن عباس:۔ مکہ سب سے زیادہ پاکیزہ شہر ہے " عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۵۷ | ۴۳۵ | باب الا حصار و فوات الحج ابن عباس:۔ محصر آئندہ سال پھر حج کرے ابن عمر:۔ محصر جہاں رک جائے وہیں قربانی ذبح کر دے۔ | ۱۱۴۳ |
| ۴۳۳ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۵۸ | | | ۱۱۴۴ |
| ۴۳۴ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۵۹ | | | ۱۱۴۵ |
| ۴۳۵ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۶۰ | | | ۱۱۴۶ |
| ۴۳۶ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۶۱ | | | ۱۱۴۷ |
| ۴۳۷ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۶۲ | | | ۱۱۴۸ |
| ۴۳۸ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۶۳ | | | ۱۱۴۹ |
| ۴۳۹ | عبداللہ بن عدی:۔ | ۱۱۶۴ | | | ۱۱۵۰ |

| | | | |
|-----------------|---|------------------------|---|
| ۱۱۸۰ | بوہرہ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہ ہونے | ۱۱۶۵ | ابو شریح العدوی: حرم مجرم کو پناہ نہیں دیتا |
| ۱۱۸۱ | انس: فرشتے دجال سے مدینہ کی حفاظت کریں گے | ۱۱۶۶ | عیاش بن ابی ربیعہ: جب تک خانہ کعبہ کی تعظیم ہوگی، یرامت بھلائی میں رہے گی |
| ۱۱۸۲ | سعد: جو مدینہ والوں سے دھوکہ کرے گا، برباد ہو جائے گا۔ | باب حرم المدینہ | |
| ۱۱۸۳ | انس: آنحضرت کو مدینہ سے بڑی محبت تھی۔ | فصل احوال | |
| ۱۱۸۴ | مدینہ کے دونوں میدانوں کے درمیان کا علاقہ حرم ہے۔ | ۱۱۶۷ | علی: جو مدینہ کی حرمت توڑے وہ لعنتی ہے |
| ۱۱۸۵ | سہل بن سعد احدیہ ہر مسلمانوں سے محبت رکھتا ہے | ۱۱۶۸ | سعد: حرمین کی درمیانی جگہ حرم ہے۔ |
| فصل ثانی | | ۱۱۶۹ | بوہرہ: جو مدینہ کی مصیبتوں پر صبر کرے گا۔ |
| ۱۱۸۶ | سیلان بن ابی عبداللہ: جو مدینہ کی حرمت توڑے | ۱۱۷۰ | آنحضرت اس کی شفاعت کریں گے۔ |
| | اس کا سامان چھین لیا جائے۔ | | بوہرہ: آنحضرت نے مدینہ کے لئے برکت کی دعا کی۔ |
| ۱۱۸۷ | صالح مولیٰ سعد: | ۱۱۷۱ | ابو سعید: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا۔ اور آنحضرت نے مدینہ کو |
| ۱۱۸۸ | زبیر: روح کی داوی اسلام کی چراگاہ ہے۔ | ۱۱۷۲ | عامر بن سعید: جو مدینہ کی حرمت توڑے اس کا |
| ۱۱۸۹ | ابن عمر: اگر ہوسکے تو مدینہ میں مرد۔ | | اسباب چھین لو۔ |
| ۱۱۹۰ | بوہرہ: مدینہ سب سے آخر میں دیران ہوگا | ۱۱۷۳ | عائشہ: آنحضرت نے مدینہ کے لئے دعا کی |
| ۱۱۹۱ | جمیر بن عبداللہ: ہجرت کیلئے تین مقامات کا اختیار دیا گیا تھا۔ | ۱۱۷۴ | ابن عمر: مدینہ کی بیماری جحفہ چلی گئی۔ |
| فصل ثالث | | ۱۱۷۵ | سفیان بن ابی زبیر: مدینہ کی اقامت بہر حال بہتر ہے۔ |
| ۱۱۹۲ | ابو بکر: مدینہ میں دجال کا رعب داخل نہ ہوگا | ۱۱۷۶ | بوہرہ: مدینہ سب سے آخر میں دیران ہوگا |
| ۱۱۹۳ | انس: مدینہ میں مکہ سے دگنی برکت کی دعا | ۱۱۷۷ | جابر بن سمرہ: مدینہ کا نام طابہ ہے۔ |
| ۱۱۹۴ | آل خطاب سے ایک آدمی: جو حرمین میں مرے گا وہ قیامت کو بے خوف ہوگا۔ | ۱۱۷۸ | جابر بن عبداللہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ ٹاپاک لوگوں کو بالکل باہر نکال دیتا ہے۔ |
| ۱۱۹۵ | ابن عمر: آنحضرت کی قبر کی زیارت کی فضیلت | ۱۱۷۹ | بوہرہ: |
| ۱۱۹۶ | یحییٰ بن سعید: مدینہ میں دفن ہونے کی دعا | | |
| ۱۱۹۷ | ابن عباس: حج اور عمرہ ہمیشہ کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ | | |

| | | | | | |
|-----|------|---|--------------------------------|---|--|
| ۶۹۶ | ۱۲۵۴ | عبادہ بن صامت: چھ چیزیں برابر اور نقد بچو | باب اختیار | ۱۲۳۶ | ابن عمر:۔۔۔ خیار کب تک ہے۔ |
| " | ۱۲۵۵ | سعد بن ابی وقاص:۔۔۔ تہیز خشک چیز سے نہ بچو | فصل اول | ۱۲۳۷ | حکیم بن حزام:۔۔۔ چیز کا عیب صواب بیان کرنا |
| ۶۹۷ | ۱۲۵۶ | سعید بن مسیب: گوشت کو جانور کے بدلے نہ بچو | ۶۸۷ | ابن عمر:۔۔۔ لاغلابہ کہنا | ۱۲۳۸ |
| " | ۱۲۵۷ | عمر بن عبد ربیع: جانور کو جانور کے بدلے ادھار نہ بچو | ۶۸۸ | فصل ثانی | ۱۲۳۹ |
| " | ۱۲۵۸ | عبداللہ بن عمر بن عباس: ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے لینا دینا جائز ہے۔ | ۶۸۹ | عمر بن شعیب:۔۔۔ اختیار ختم کرنا | ۱۲۴۰ |
| ۶۹۸ | ۱۲۵۹ | ابو امامہ:۔۔۔ سود ادھار میں ہے۔ | ۶۹۰ | ابو ہریرہ:۔۔۔ دونوں رضامندی سے الگ ہوں | ۱۲۴۱ |
| " | ۱۲۶۰ | عبداللہ بن حنظلہ:۔۔۔ سود کا ایک روپیہ کھانا | فصل ثالث | جابر:۔۔۔ آنحضرت نے ایک بدو کو اختیار دیا۔ | |
| ۶۹۹ | ۱۲۶۱ | ابو ہریرہ:۔۔۔ سود کا سترواں حصہ | باب الربوا | | |
| " | ۱۲۶۲ | ابن مسعود:۔۔۔ سود کا انجام تنگدستی ہے۔ | فصل اول | | |
| " | ۱۲۶۳ | ابو ہریرہ:۔۔۔ سود کھانے والوں کے پیش میں سانپ ہوں گے۔ | جابر:۔۔۔ سود کے سلسلہ میں لعنت | ۱۲۴۲ | |
| ۷۰۰ | ۱۲۶۴ | علی:۔۔۔ سود کے سلسلہ میں چار آدمیوں پر لعنت | ۶۹۱ | عبادہ بن صامت:۔۔۔ چھ چیزوں میں کمی بیشی سود | ۱۲۴۳ |
| " | ۱۲۶۵ | عمر بن خطاب:۔۔۔ سود اور شہ سود دونوں کو چھوڑو۔ | " | " | ۱۲۴۴ |
| " | ۱۲۶۶ | انس:۔۔۔ قرض دے کر مقروض سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ۔ | " | " | ۱۲۴۵ |
| ۷۰۱ | ۱۲۶۷ | مقروض سے ہدیہ لینا منع ہے۔ | " | " | ۱۲۴۶ |
| " | ۱۲۶۸ | ابو بردہ:۔۔۔ مقروض سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ | " | " | ۱۲۴۷ |
| " | ۱۲۶۹ | باب المنہی عنہا من البیوع | " | " | ۱۲۴۸ |
| ۷۰۲ | ۱۲۷۰ | فصل اول | ۶۹۲ | عمر:۔۔۔ چھ چیزیں نقد بہ نقد فروخت کرو۔ | ۱۲۴۹ |
| " | ۱۲۷۱ | ابن عمر:۔۔۔ بیع مزانبہ ہے۔ | ۶۹۳ | ابو سعید ابو ہریرہ:۔۔۔ ۱۵ روپی کھور روپیہ سے بچو۔ | ۱۲۵۰ |
| ۷۰۳ | ۱۲۷۲ | جابر:۔۔۔ بیع نمابرہ۔۔۔ مماثلہ۔۔۔ مزانبہ منع ہیں | " | " | ۱۲۵۱ |
| | | | ۶۹۴ | فضالہ بن ابی عبید:۔۔۔ مخلوط سونا نہ بچو۔ | ۱۲۵۲ |
| | | | ۶۹۵ | فصل ثانی | ۱۲۵۳ |
| | | | | ابو ہریرہ:۔۔۔ آخر زمانہ میں سود عام ہو جائیگا۔ | ۱۲۵۴ |

| | | | | | |
|-----|--|------|-----|---|------|
| | فصل ثانی | | ۶۰۳ | جابر :- بیع مختارہ - مداخلہ - مزانبہ منع ہیں۔ | ۱۲۷۱ |
| ۷۱ | جابر :- بیع میں استثنا منع ہے۔ | ۱۲۹۵ | ۷ | سہل بن ابی صخرہ :- تازہ کھجور خشک کتنی بیچنا جائز ہے۔ | ۱۲۷۲ |
| ۷۱۲ | انس :- کھیتی یا باغ پکنے سے پہلے بیچنا منع ہے۔ | ۱۲۹۶ | ۶۰۴ | ابو ہریرہ :- پانچ دستق تک اندازہ جائز ہے۔ | ۱۲۷۳ |
| ۷۱۳ | ابن عمر :- ادھار کی ادھار سے بیع منع ہے۔ | ۱۲۹۷ | ۷ | ابن عمر :- پھل پکنے سے پہلے بیچنا منع ہے۔ | ۱۲۷۴ |
| ۷ | عمر بن شعیب :- بیعانہ کی بیع منع ہے۔ | ۱۲۹۸ | ۷ | انس :- | ۱۲۷۵ |
| ۷ | علی :- چند ایک ناجائز عبارتیں | ۱۲۹۹ | ۶۰۵ | جابر :- کئی سال کا ٹھیکہ کرنا منع ہے۔ | ۱۲۷۶ |
| ۷ | انس :- نر کی جفتی کا انعام | ۱۳۰۰ | ۵ | اگر پھل ضائع ہو جائے۔ | ۱۲۷۷ |
| ۷۱۴ | حکیم بن حزام :- غیر موجود چیز کی بیع منع ہے۔ | ۱۳۰۱ | ۷ | ابن عمر :- جس جگہ کوئی چیز خریدی جائے۔ اسی | ۱۲۷۸ |
| ۵ | ابو ہریرہ :- ایک بیع میں دو سودے منع ہیں | ۱۳۰۲ | ۷ | جگہ فروخت نہ کی جائے | ۱۲۷۹ |
| ۷ | عمر بن شعیب :- | ۱۳۰۳ | ۶۰۶ | " | ۱۲۸۰ |
| ۷۱۵ | تجارت کی چند ایک صورتیں منع ہیں | ۱۳۰۴ | ۷ | ابن عباس :- | ۱۲۸۱ |
| ۷ | ابن عمر :- روپے کی بجائے نوٹ لے لینا۔ | ۱۳۰۵ | ۷ | ابو ہریرہ :- تجارت میں کسی قسم کا دھوکہ نہ کرو۔ | ۱۲۸۲ |
| ۷۱۶ | علاء بن خلداء :- حضرت کی ایک تجارت کی رسید | ۱۳۰۶ | ۶۰۷ | ابو ہریرہ :- قافلہ کو آگے جا کر نہ بلو۔ | ۱۲۸۳ |
| ۷ | انس :- بولی دینا جائز ہے۔ | ۱۳۰۷ | ۵ | ابن عمر :- | ۱۲۸۴ |
| | فصل ثالث | | ۷ | کسی کے سودے پر سودا نہ کرو۔ | ۱۲۸۵ |
| ۷۱۷ | وائلہ بن اسقع :- عیب دار چیز بیچنا۔ | ۱۳۰۸ | ۶۰۸ | ابو ہریرہ :- | ۱۲۸۶ |
| | باب | | ۷ | جابر :- شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔ | ۱۲۸۷ |
| | فصل اول | | ۷ | ابو سعید خدی :- دو لباس اور دو تجارتیں منع ہیں | ۱۲۸۸ |
| ۷۱۸ | ابن عمر :- تائیر کے بعد گھوڑا پھل کس کا ہے۔ | ۱۳۰۹ | ۶۰۹ | ابو ہریرہ :- ننگری اور دھوکے کی بیع ناجائز ہے | ۱۲۸۹ |
| ۷۱۹ | جابر :- تجارت میں شرط کر لینا۔ | ۱۳۱۰ | ۷۱۰ | ابن عمر :- بیع جبل العجلہ منع ہے۔ | ۱۲۹۰ |
| ۷ | عائشہ :- دلاء اس کی ہے جو آزاد کرے | ۱۳۱۱ | ۷ | انس :- نر کی جفتی کی قیمت لینا منع ہے۔ | ۱۲۹۱ |
| ۷۱۹ | ابن عمر :- دلاء کا ہبہ کرنا اور بیچنا | ۱۳۱۲ | ۷ | جابر :- | ۱۲۹۲ |
| | فصل ثانی | | ۷ | زائد پانی بیچنا منع ہے۔ | ۱۲۹۳ |
| ۷۲۰ | مخلف بن شقات :- نفع ضمانت کے بدلہ میں ہے | ۱۳۱۳ | ۷۱۱ | ابو ہریرہ :- | ۱۲۹۴ |
| ۷۲۱ | ابن مسعود :- اختلاف ہو تو باغ کی بات منسوب ہے | ۱۳۱۴ | ۷ | غلہ کو پانی سے بھگو نا منع ہے۔ | ۱۲۹۵ |

| | | | | |
|------|--|------|---|-----|
| ۱۳۱۵ | ابو ہریرہ ۱۔ سودا دالیں کرنا | ۱۳۲۰ | معاذہ۔ بدترین انسان غلہ روکنے والا ہے۔ | ۷۲۹ |
| | فصل ثالث | ۱۳۲۱ | ابو امامہ ۲۔ چالیس دن غلہ روک کر صدقہ کرنا | ۷۳۰ |
| ۱۳۱۶ | ابو ہریرہ ۲۔ پہلے لوگوں کا ایک تجارتی مقدمہ | ۱۳۲۲ | باب الافلاس والانظار | |
| | باب السلم والریہن | ۱۳۲۳ | فصل اول | |
| ۱۳۱۷ | ابن عباس ۱۔ بیع سلم جائز ہے۔ | ۱۳۲۴ | ابو ہریرہ ۳۔ دیو ایسے کے پاس جو اپنا مال پکے | ۷۳۱ |
| ۱۳۱۸ | عائشہ ۲۔ رہن بلا سود جائز ہے۔ | ۱۳۲۵ | ابو سعید ۳۔ غزوہ امداد و جدتم | ۷۳۱ |
| ۱۳۱۹ | " | ۱۳۲۶ | ابو ہریرہ ۴۔ قرضہ معاف کرنا | ۷۳۲ |
| ۱۳۲۰ | ابو ہریرہ ۵۔ بددھ اور خلیج کے مقابلہ میں ہے | ۱۳۲۷ | ابو قتادہ ۴۔ جو غریب کی سختی دور کرے۔ | " |
| | فصل ثانی | ۱۳۲۸ | " | ۷۳۳ |
| ۱۳۲۱ | سعید بن مسیب ۳۔ ماہن شدہ پھیر کر روکنا | ۱۳۲۹ | ابو الیسر ۴۔ غریب کو ہمت دینے والا | " |
| ۱۳۲۲ | ابن عمر ۲۔ ماہی مدینہ کا اور تول مکہ کا معتبر ہے | ۱۳۳۰ | ابو رافع ۵۔ قرضہ بہتر صورت میں ادا کیا جائے | " |
| ۱۳۲۳ | ابن عباس ۱۔ ماہی اور تول داسے خدا سے فریض | ۱۳۳۱ | ابو ہریرہ ۱۔ ان خیر کم احسنکم قضاء | ۷۳۴ |
| | فصل ثالث | ۱۳۳۲ | اگر دو قرضہ نہ دے۔ | " |
| ۱۳۲۴ | ابو سعید خدری ۱۔ مال پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا | ۱۳۳۳ | نعب بن مالک ۲۔ غریب کو قرضہ معاف کر دینا | ۷۳۵ |
| | باب الاستتکار | ۱۳۳۴ | سلہ بن اکوع ۳۔ آنحضرت مقدوس کا جنازہ نہ پڑھنے | " |
| | فصل اول | ۱۳۳۵ | ابو ہریرہ ۱۰۔ قرضہ ادا کرنے کی نیت رکھے۔ | ۷۳۶ |
| ۱۳۲۵ | معمر ۱۔ غلہ روکنے والا گنہگار ہے۔ | ۱۳۳۶ | ابو قتادہ ۲۔ قرضہ شہید کو بھی معاف نہیں | " |
| | فصل ثانی | ۱۳۳۷ | عبداللہ بن عمرو ۳۔ | ۷۳۷ |
| ۱۳۲۶ | مرفاروق ۲۔ غلہ روکنے والا لعنتی ہے۔ | ۱۳۳۸ | ابو ہریرہ ۱۰۔ من ترک مالاً فہو لورثتہ | ۷۳۸ |
| ۱۳۲۷ | انس ۲۔ قیتموں پر کنٹرول کرنا منع ہے۔ | ۱۳۳۹ | فصل ثانی | |
| | فصل ثالث | ۱۳۴۰ | ابو ہریرہ ۱۰۔ جب تک قرضہ ادا نہ ہو۔ جنت | |
| ۱۳۲۸ | عمر بن خطاب ۲۔ غلہ روکنے والا کورھی اور مفلس | ۱۳۴۱ | میں نہیں جائے گا۔ | |
| | ہو جائے گا۔ | ۱۳۴۲ | براہین غازیہ ۱۔ | |
| ۱۳۲۹ | ابن عمر ۱۔ چالیس دن تک غلہ روکنا۔ | ۱۳۴۳ | شرید ۲۔ دو قرضہ اگر قرض ادا نہ کرے۔ | ۷۳۹ |

| | | | | |
|------|---|-----|------|--|
| ۱۳۵۱ | ابو سعید خدری: جو کسی کا قرض ادا کر دے۔ | ۴۴۰ | ۱۳۶۸ | حکیم بن حزام: آنحضرت نے ان کو قربانی خریدنے کے لئے دینار دیا |
| ۱۳۵۲ | ثوبان بن کثیر: حیا منت اور قرضہ سے پاک آدمی | ۴۴۱ | | |
| ۱۳۵۳ | ابو موسیٰ: کبیرے گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ | " | | |
| ۱۳۵۴ | عروین عوف مزنی: بڑھانا جائزہ کو نہی ہے۔ | " | ۱۱۶۹ | سعید بن زید: جو زمین غصب کرے۔ |
| ۱۳۵۵ | سوید بن قیس: تولو اور حجا کر تولو | ۴۴۲ | ۱۳۶۰ | ابن عمر: بغیر اجازت کسی کا جانور دوہنا |
| ۱۳۵۶ | جابر: آنحضرت نے قرضہ دیکھا اور زیادہ دیا۔ | ۴۴۳ | ۱۳۶۱ | انس: جو نقصان کرے وہ ضامن ہے |
| ۱۳۵۷ | عبداللہ بن ابی ربیع: آنحضرت نے قرضہ دیکھا اور دعا بھی دی۔ | " | ۱۳۶۲ | عبداللہ بن زید: منہ کرنا اور ڈاکہ ڈالنا |
| ۱۳۵۸ | عمران بن حصین: موقوف کو جہلت دینا۔ | " | ۱۳۶۳ | جابر: صاحب المجن کا قفسہ |
| ۱۳۵۹ | سعد بن اطول: ان اخاک محبوبس بدرینہ | " | ۱۳۶۴ | قتادہ: آنحضرت نے گھوڑا مانگ کر لیا۔ |
| ۱۳۶۰ | محمد بن عبداللہ بن جحش: قرضہ کے متعلق بڑی سختی ہوئی۔ | " | ۱۳۶۵ | سعید بن زید: غیر آباد زمین کو آباد کرنا |
| | | | ۱۳۶۶ | ابو صرہ رقاشی: جو چیز کوئی خوشی سے دے |
| | | | ۱۳۶۷ | عمران بن حصین: ڈاکہ مارنے والا مسلمان نہیں |
| | | | ۱۳۶۸ | ساشب بن زید: چھین کر کسی کی پھپھری بھی نہ لو۔ |
| | | | ۱۳۶۹ | سمرہ: مال مسروقہ مانگ کر مل جائے تو وہ لے لے۔ |
| | | | ۱۳۷۰ | جو مانگ کر چیز لے وہ اس کا ضامن ہے |
| | | | ۱۳۷۱ | حرام بن سعد: علی اہل الحالیظ حفظہما بالنتہار |
| | | | ۱۳۷۲ | ابو ہریرہ: ان اثاثت الشریکین |
| | | | ۱۳۷۳ | ابو ہریرہ: زمین اور محنت کی شراکت |
| | | | ۱۳۷۴ | عروہ بن ابی الجعد: لو اشتری ترابا لریح فیہ |
| | | | ۱۳۷۵ | جو خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرے |
| | | | ۱۳۷۶ | جابر: اذا تینت وکیل فخذ منہ |
| | | | ۱۳۷۷ | امیر بن صفوان: آنحضرت نے در عین مانگ کر لیں۔ |
| | | | ۱۳۷۸ | صہیب: تین چیزوں میں برکت ہے۔ |

باب المساقات والمزارع فصل اول

- ۱۳۸۱ عبد اللہ بن عمر: حضرت نے زمین ثنائی پر دی ۴۶۵
 ۱۳۸۲ : زمین حصہ پر دیا جائے ہے۔ ۴۶۶
 ۱۳۸۳ حنظلہ بن قیس: زمین سے کچھ ٹکڑا مستثنیٰ کرنا ۴۶۷
 ۱۳۸۴ رافع بن خدیج: زمین حصہ پر دینا ۴۶۷
 ۱۳۸۵ عمرو: زمین حصہ پر کاشت کے لئے دینا۔ ۴۶۷
 ۱۳۸۶ جابر: لہجائی کو زمین کاشت کے لئے دیدو۔ ۴۶۸
 ۱۳۸۷ البرامہ: کھیتی باڑی کا پیشہ ۴۶۷

فصل ثانی

- ۱۳۸۸ رافع بن خدیج: مالک کی اجازت کے بغیر اگر کوئی ۴۶۸
 کسی کی زمین کاشت کرے۔
 ۱۳۸۹ قیس بن مسلم: بڑے بڑے صحابہ زمینداری کرتے ۴۶۹
 تھے

باب الاجارہ فصل اول

- ۱۳۹۰ عبد اللہ بن مفضل: مزارعت کی بجائے مزدوری ۴۷۰
 ۱۳۹۱ ابن عباس: بیسبگی کی اجرت لینا۔ ۴۷۱
 ۱۳۹۲ ابو ہریرہ: تمام انبیاء کے بھریاں چرائی ہیں۔ ۴۷۱
 ۱۳۹۳ ابو ہریرہ: جو مزدور کو اس کی مزدوری نہ دے ۴۷۱
 ۱۳۹۴ ابن عباس: بھٹا پھونک کی اجرت ۴۷۱
 ۱۳۹۵ خاریجہ بن صلت: بھٹا پھونک کی اجرت ۴۷۲
 ۱۳۹۶ ابن عمر: مزدور کو مزدوری پسینہ خشک ہونے ۴۷۳
 سے پہلے ادا کرو۔

- ۱۳۸۶ البرامہ: ضامن تاوان ہے۔ ۴۵۸
 ۱۳۸۷ رافع بن عمرو غفاری: ورخت کے نیچے گرا ہوا ۴۵۸

فصل ثالث

- ۱۳۸۸ سالم: کسی کی زمین چھیننے والا ۴۵۹
 ۱۳۸۹ یعلیٰ بن مرہ: ۴۵۹
 ۱۳۹۰ ۴۵۹

باب الشفعہ فصل اول

- ۱۳۹۱ جابر: ہر مشترکہ چیز میں شفعہ ہے۔ ۴۶۰
 ۱۳۹۲ جابر: چیز بیچنے سے پہلے شریک کو اطلاع دے ۴۶۱
 ۱۳۹۳ البرامہ: ہمسایہ کو شفعہ کا حق ہے۔ ۴۶۱
 ۱۳۹۴ ابو ہریرہ: ہمسایہ کو دیوار پر شہتیر رکھنے سے ۴۶۱
 نہ روکے۔

فصل ثانی

- ۱۳۹۵ رستہ دس فٹ ہے۔ ۴۶۲
 ۱۳۹۶ سعید بن حریش: زمین اور مکان نہ بیچو۔ ۴۶۲
 ۱۳۹۷ جابر: جب راستہ ایک ہو تو شفعہ کا حق ہے ۴۶۲
 ۱۳۹۸ ابن عباس: شفعہ ہر چیز میں ہے۔ ۴۶۳
 ۱۳۹۹ عبد اللہ بن حبیش: سائے دار بیری کا درخت ۴۶۳
 کاٹنا

فصل ثالث

- ۱۴۰۰ عثمان بن عفان: کنوئیں اور درخت میں شفعہ ۴۶۴
 نہیں ہے۔

| | | | | |
|-----|---|------|-----|--|
| ۷۸۱ | عمر بن شعیب: سیلاب کا پانی شخصوں تک ہو جائے تو دو لہرے کو دیدو۔ | ۱۴۲۱ | ۷۷۴ | ۱۴۱۶ عقبة بن نذر: موسیٰ علیہ السلام نے دس سال تک مزدوری کی |
| ۷۸۲ | عمر بن عبدالمطلب: ضرر دینے والے کو معاف نہ نہیں دیا جائے گا۔ | ۱۴۲۲ | ۷۷۵ | ۱۴۱۷ عبادة بن صامت: قرآن پڑھا کر مزدوری لینا |
| ۷۸۳ | عائشہ: کسی کو پانی پلانا اس کو زندگی بخشتا ہے | ۱۴۲۳ | ۷۷۵ | ۱۴۱۸ عائشہ: بے آباد زمین آباد کرنا |
| ۷۸۴ | باب العطایا | | ۷۷۶ | ۱۴۱۹ ابن عباس: چرگاہ صرف اللہ ورسول کی ہے |
| ۷۸۵ | فصل اول | | " | ۱۴۲۰ عروہ: پانی جب مٹی یوں تک پہنچے۔ |
| ۷۸۶ | ابن عمر: اصل اپنے قبضہ میں رکھے | ۱۴۲۱ | ۷۷۷ | ۱۴۲۱ ابو ہریرہ: زائد پانی سے کسی کو نہ روکو۔ |
| ۷۸۷ | ابو ہریرہ: عمر بھر کے لئے مکان دینا | ۱۴۲۲ | " | " |
| ۷۸۸ | جابر: عمری میراث میں چلا جائے گا۔ | ۱۴۲۳ | " | " |
| ۷۸۹ | " | ۱۴۲۴ | ۷۷۸ | ۱۴۲۲ عمرہ: مباح زمین کا حکم |
| ۷۹۰ | " | ۱۴۲۵ | " | ۱۴۲۳ اسماء بنت ابی بکر: آنحضرت نے زبیر کو جاگیر دی |
| ۷۹۱ | جابر: عمری اور رقبی میں بہتر کیا ہے۔ | ۱۴۲۶ | " | ۱۴۲۵ ابن عمر: آنحضرت نے زبیر کو گھوڑے کی دو ڈھریں |
| ۷۹۲ | عمری اور رقبی اسی کا ہے جس کو دیا گیا | ۱۴۲۷ | ۷۷۹ | جاگیر دی۔ |
| ۷۹۳ | فصل ثالث | | | ۱۴۲۶ علقمہ بن وائل: آنحضرت نے ان کو حضور موت میں |
| ۷۹۴ | باب | | | جاگیر دی |
| ۷۹۵ | فصل اول | | | ۱۴۲۷ ایض بن عکال: آنحضرت نے ان کو نمک کی کان |
| ۷۹۶ | خوشبو کا تحفہ | ۱۴۲۸ | ۷۸۰ | جاگیر دی۔ |
| ۷۹۷ | " | ۱۴۲۹ | " | ۱۴۲۸ ابن عباس: پانی۔ آگ اور گھاس میں سب |
| ۷۹۸ | التس: | ۱۴۳۰ | " | شریک ہیں۔ |
| ۷۹۹ | ہبہ واپس نہ لینا چاہیے: | ۱۴۳۱ | " | ۱۴۲۹ طاہس: جو بے آباد زمین آباد کرے وہ اسی |
| ۸۰۰ | " | ۱۴۳۲ | " | کی ہے۔ |
| ۸۰۱ | " | ۱۴۳۳ | " | ۱۴۳۰ عمر بن مفرس: جو پانی پر پہلے قبضہ کر لے وہ |

| | | | | | |
|------|---|------|-----|--|-----|
| ۱۴۵۵ | نعمان بن بشیر :- اولاد میں بے انصافی نہ کرو | ۱۴۶۴ | ۶۸ | عیاض بن حمار :- مالک مل جائے تو اسے دیدو در نہ استعمال کرو۔ | ۶۹۹ |
| ۱۴۵۶ | عبد اللہ بن عمرو :- باپ، مہر واپس لے سکتا ہے | ۱۴۶۵ | ۶۸ | جابر :- معمولی چیز لے لو۔ | ۸۰۰ |
| ۱۴۵۷ | ابن عمر - ابن عباس :- | ۶۹ | | باب الفرائض | |
| ۱۴۵۸ | ابو ہریرہ :- ایک بدو کا ہدیہ | " | | فصل اول | |
| ۱۴۵۹ | جابر :- ہدیہ کا معاوضہ دیا کرو۔ | ۱۴۶۶ | ۶۹ | ابو ہریرہ :- مال وارثوں کا ہے۔ اور قرضہ بیت المال پر | ۸۰۱ |
| ۱۴۶۰ | اسامہ بن زید :- بڑا اک اللہ ہی کہہ دو۔ | ۱۴۶۷ | ۷۰ | ابن عباس :- قرآن سے جو بچے وہ قرہبی حصہ کو | ۸۰۲ |
| ۱۴۶۱ | ابو ہریرہ :- لوگوں کا شکریہ ادا کرنا | ۶۹۲ | | دے دو۔ | |
| ۱۴۶۲ | انس :- معاوضہ میں دعائیں دینا | " | | اسامہ بن زید :- کافر اور مسلمان بیعت نہیں ہوتے | " |
| ۱۴۶۳ | عائشہ :- آپس میں ہدیہ دیا کرو۔ | ۱۴۶۹ | ۶۹۳ | انس :- قوم کا غلام انہی میں سے ہے۔ | " |
| ۱۴۶۴ | ابو ہریرہ :- | " | | فصل ثانی | |
| ۱۴۶۵ | ابن عمر :- کون سے ہدے واپس نہ کرے۔ | ۱۴۷۰ | | عبد اللہ بن عمرو :- اختلاف مذہب مانع ارث ہے | ۸۰۳ |
| ۱۴۶۶ | ابو عثمان ہندی :- خوشبو کا ہدیہ واپس نہ کرنا | ۱۴۷۱ | ۶۹۴ | ابو ہریرہ :- قائل اپنے مقبول کا وارث نہیں ہے | " |
| | فصل ثالث | ۱۴۷۲ | | یریدہ :- وادی کا چٹھا حصہ ہے۔ | " |
| ۱۴۶۷ | جابر :- اولاد میں بے انصافی نہ کرو۔ | ۱۴۷۳ | ۷۰ | جابر :- بچہ زندہ پیدا ہو تو وہ وارث ہے۔ | ۸۰۴ |
| ۱۴۶۸ | ابو ہریرہ :- پہلے پہل کا ہدیہ | ۱۴۷۴ | ۶۹۵ | کثیر بنی عبد اللہ :- بھانجا۔ غلام اور حلیف گرمہ میں | " |
| | باب اللفظ | | | سے ہیں۔ | |
| | فصل اول | ۱۴۷۵ | | مقام :- جس کا وارث نہ ہو۔ اس کا میں وارث | " |
| ۱۴۶۹ | زید بن خالد :- گری پڑی چیز کا حکم | ۶۹۶ | | ہوں۔ | |
| ۱۴۷۰ | عبدالرحمن بن عثمان :- حاجیوں کی گری ہوئی چیز نہ | ۱۴۷۶ | ۶۹۷ | وانتہ بن استیع :- عورت کن کی وارث ہے۔ | ۸۰۵ |
| | الٹاؤ۔ | " | | عمرو بن شعیب :- حرامی بچہ وارث نہیں ہوتا۔ | ۸۰۶ |
| | فصل ثانی | ۱۴۷۸ | | عائشہ :- وارث نہ ہو تو بیستی کا بڑا آدمی وارث | " |
| | | " | | ہے۔ | |
| | عمرو بن شعیب :- ذبیحہ کی زکوٰۃ | ۱۴۷۹ | ۶۹۸ | یریدہ :- | " |
| ۱۴۷۱ | ابو سعید خدری :- معمولی چیز کا لفظ | ۱۴۸۰ | ۶۹۹ | علی :- قرضہ وصیت سے پہلے ہے | ۸۰۷ |
| ۱۴۷۲ | جارود :- گری پڑی چیز گم ہے۔ | | | | |

| | | | | | |
|-----|---|------|-----|---|------|
| ۸۱۴ | عمر میراث - طلاق اور حج کے احکام سیکھ | ۱۴۹۲ | ۸۰۸ | جابر :- آیت میراث کا شان نزول | ۱۴۸۱ |
| | باب الوصایا | | ۸۰۹ | ہذیل بن شریبیل :- بیٹی اور پوتی کی میراث | ۱۴۸۲ |
| | فصل اول | | ۸۱۰ | عمران بن حصیب :- دادے کا چھٹا حصہ ہے | ۱۴۸۳ |
| ۸۱۵ | ابن عمر :- وصیت لکھ رکھا کر دو۔ | ۱۴۹۳ | ۸۱۱ | قیصہ بن ذویب :- دادی کا چھٹا حصہ ہے۔ | ۱۴۸۴ |
| | سعد بن ابی وقاص :- وصیت تیسرے حصہ کے | ۱۴۹۴ | ۸۱۲ | ابن مسعود :- بیٹے کی موروثگی میں دادی کا حصہ | ۱۴۸۵ |
| | زیادہ نہ ہو۔ | | | ضحاک بن سفیان :- بیوی کا شوہر کی دیت سے حصہ | ۱۴۸۶ |
| | فصل ثانی | | | یتیم داری :- جس کے ہاتھ پر کافر مسلمان ہو۔ وہ اس کا | ۱۴۸۷ |
| ۸۱۶ | سعد بن ابی وقاص :- وصیت تیسرے حصہ | ۱۴۹۵ | | وارث ہے۔ | |
| | تک ہے۔ | | | ابن عباس :- وارث نہ ہو تو غلام وارث ہے۔ | ۱۴۸۸ |
| ۸۱۷ | ابو امامہ :- وارث کے لئے وصیت نہیں ہے | ۱۴۹۶ | ۸۱۳ | عرو بن شعیب :- دلاہ کا وارث عصیب بنے گا۔ | ۱۴۸۹ |
| ۸۱۸ | ابو ہریرہ :- کسی کا حق ضائع کرنا | ۱۴۹۷ | | فصل ثالث | |
| | فصل ثالث | | | عبداللہ بن عمر :- جاہلیت میں جو میراث تقسیم ہو | ۱۴۹۰ |
| | جابر :- وصیت کرنا بڑے درجہ کا کام ہے | ۱۴۹۸ | | گئی وہ درست ہے۔ | |
| ۸۱۹ | عرو بن شعیب :- کافر کو ثواب نہیں پہنچتا | ۱۴۹۹ | ۸۱۴ | محمد بن ابی بکر بن عزم :- پھوپھی وارث نہیں ہوتی | ۱۴۹۱ |
| ۸۲۰ | انس :- وارث کو محروم کرنے والا | ۱۵۰۰ | | | |

فہرست اسماء راویان حدیث ربع ثانی

بحروف تہجی۔ ربع ثانی مشکوٰۃ مترجم از کتاب الخائز تا قبل کتاب النکاح یعنی آخر کتاب الفرائض تک۔

| ابو حمید | ابو ایوب انصاری | حرف الالف |
|--|--|--------------------------------------|
| ۲۵۱ | ۵۱۲ | ابن ابی بلیکہ (عبداللہ بن عبید اللہ) |
| ابو ذر | ابو یوزہ اسلمی (نصفہ بن عبید) | ۱۹۰ ۲۱۲ |
| ۵۸۸ ۵۸۶ ۲۴۵ ۲۲۱ ۲۲ | ۳۴۵ ۲۲۲ ۲۱۰ | ابن جریج |
| ۹۲۱ ۸۲۵ ۷۲۳ ۶۸۵ ۶۶ | ابو بکر صدیق (عبداللہ بن عثمان بن قحافہ) | ۶۶۳ |
| ابو ذر | ۹۳۲ ۸۳۶ ۷۹۰ ۳۲۳ ۲۶۸ | ابن حنیف (سہل) |
| ۳۶۲ ۳۵۲ ۲۳۸ ۲۲۸ ۲۲ | ۱۲۲۶ ۱۱۲۲ | ۱۵۳ |
| ۵۲۳ ۴۰۵ ۳۹۱ ۳۸۰ ۳۶۸ | ابو بکر بن ابو مریم | ابن سعدی |
| ۷۸۶ ۷۷۶ ۷۵۱ ۷۱۹ | ۱۲۲۲ | ۳۲۲ |
| ۱۲۲۲ ۸۱۲ ۸۱۱ ۸۰۰ | ابو بکرہ (نصفہ بن حارثہ) | ابن فراسی |
| ابو رافع (مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) | ۱۱۰۰ ۸۶۰ ۸۹۳ ۵۵۵ ۴۲۹ | ۳۲۳ |
| ۱۳۹۳ ۱۳۶۸ ۱۱۳۵ ۳۱۰ ۱۹۱ | ۱۱۹۲ | ابن مرثع الانصاری (نذیر) |
| ابو زینب (قیظ بن مبر) | ابو البداح | کتاب النسک |
| ۹۷۲ | ۷۱۷ | ابان بن عثمان |
| ابو زبیر | ابو حنیفہ | ۸۲۹ |
| ۱۰۷۶ | ۱۲۰۲ | ابو الامیر الانصاری |
| ابو سلمہ بن عبدالرحمن | ابو جری (جابر بن سلیم) | ۸۵۶ |
| ۱۳۱ | ۳۸۷ | ابو امامہ باہلی |
| ابو سعید الخدری | ابو خلاد بن سنان | ۹۰ ۱۱۷ ۲۳۰ ۲۳۲ ۳۹۶ ۴۱۹ |
| ۱۱۶ ۹۲ ۵۰ ۱۵ ۲ | ۹۹۳ | ۵۲۹ ۵۸۱ ۹۷۹ ۱۲۱۹ ۱۲۵۹ ۱۳۳۱ ۲۵۲ |
| ۳۶۹ ۲۲۵ ۲۰۴ ۱۲۳ ۱۲۲ | ابو خلدہ زرقی | ۱۲۹۶ |
| ۲۸۸ ۲۷۲ | ۱۳۲۷ | ابو بردہ (عامر بن ابو موسیٰ اشعری) |
| | | ۱۲۶۵ ۱۹۸ |

| | |
|---|----------------------|
| ۵۲۴ ۵۳۴ ۵۳۰ ۵۲۴ ۵۲۱ ۵۱۷ | ۱۲۰۳ ۵۸۶ ۳۹۸ ۳۹۰ ۱۲۵ |
| ۵۸۳ ۵۸۰ ۵۷۲ ۵۷۱ ۵۶۱ ۵۶۸ | |
| ۶۱۰ ۶۰۹ ۶۰۸ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۲ | |
| ۶۵۳ ۶۵۲ ۶۵۱ ۶۴۳ ۶۱۹ ۶۱۲ ۱۹۸ ۱۵۸ ۳۶ ۲۲ ۱ | |
| ۶۸۹ ۶۸۳ ۶۸۳ ۶۸۲ ۶۸۱ ۶۸۰ ۵۷۵ ۶۱۷ ۳۶۵ ۲۱۸ ۲۰۸ | |
| ۷۱۵ ۷۰۵ ۷۰۲ ۶۹۷ ۶۹۶ ۶۹۳ ۸۸۷ ۷۸۰ ۷۵۳ ۷۱۷ ۶۶۶ | |
| ۷۲۷ ۷۲۶ ۷۲۱ ۷۲۰ ۷۱۸ ۷۱۶ ۱۳۵۳ ۹۷۷ | |
| ۷۳۸ ۷۳۸ ۷۳۱ ۷۳۰ ۷۲۸ ۷۲۸ | |
| ۷۷۲ ۷۷۱ ۷۶۵ ۷۶۱ ۷۵۳ ۷۵۹ ۲۰ ۱۵ ۱۴ ۶ ۳ ۲ | |
| ۷۹۷ ۷۹۳ ۷۸۳ ۷۸۲ ۷۷۹ ۷۷۵ ۷۶ ۶۲ ۶۱ ۵۳ ۴۵ ۲۲ | |
| ۸۲۰ ۸۱۸ ۸۱۶ ۸۱۵ ۸۱۴ ۸۰۳ ۱۰۵ ۱۰۲ ۱۰۳ ۸۳ ۷۶ ۷۵ | |
| ۸۶۶ ۸۵۵ ۸۴۸ ۸۴۷ ۸۴۳ ۸۳۲ ۱۳۵ ۱۳۵ ۱۳۳ ۱۲۷ ۱۲۶ ۱۲۱ | |
| ۹۰۳ ۸۹۱ ۸۸۳ ۸۷۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۲۰۱ ۱۹۲ ۱۷۲ ۱۶۱ ۱۴۹ ۱۴۸ | |
| ۹۳۸ ۹۲۸ ۹۱۳ ۹۱۳ ۹۱۲ ۹۱۰ ۲۳۵ ۲۳۲ ۲۲۲ ۲۱۹ ۲۰۳ ۲۰۲ | |
| ۹۶۰ ۹۵۳ ۹۵۲ ۹۹۱ ۹۵۰ ۹۴۲ ۲۶۲ ۲۶۷ ۲۵۰ ۲۳۶ ۲۳۵ ۲۳۲ | |
| ۱۰۱۹ ۱۰۱۷ ۹۸۳ ۹۸۱ ۹۸۰ ۳۰۰ ۲۹۹ ۲۹۶ ۲۹۲ ۲۷۰ ۲۶۷ | |
| ۱۱۶۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۰۷۵ ۱۰۳۳ ۱۰۳۳ ۳۳۳ ۳۳۲ ۳۳۰ ۳۲۹ ۳۰۸ ۳۰۲ | |
| ۱۱۹۹ ۱۱۹۰ ۱۱۸۰ ۱۱۷۹ ۱۱۷۶ ۱۱۷۰ ۳۳۸ ۳۳۷ ۳۳۶ ۳۳۵ ۳۳۹ ۳۳۷ | |
| ۱۲۴۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۱۸ ۱۲۰۰ ۳۴۲ ۳۴۱ ۳۴۰ ۳۵۹ ۳۵۸ ۳۵۵ | |
| ۱۲۸۸ ۱۲۸۵ ۱۲۸۲ ۱۲۸۱ ۱۲۷۳ ۱۲۶۳ ۳۶۵ ۳۶۳ ۳۶۲ ۳۶۱ ۳۶۹ ۳۶۶ | |
| ۱۳۲۰ ۱۳۱۶ ۱۳۱۵ ۱۳۱۴ ۱۲۹۳ ۱۲۹۳ ۳۶۳ ۳۶۲ ۳۶۱ ۳۹۹ ۳۹۷ | |
| ۱۳۳۶ ۱۳۳۳ ۱۳۳۰ ۱۳۳۹ ۱۳۳۲ ۱۳۳۲ ۳۶۵ ۳۶۴ ۳۶۳ ۳۶۲ ۳۶۶ ۳۶۴ | |
| ۱۳۹۳ ۱۳۸۲ ۱۳۷۵ ۱۳۶۸ ۱۳۶۲ ۱۳۶۱ ۳۵۷ ۳۵۵ ۳۵۳ ۳۵۲ ۳۵۱ ۳۴۲ | |
| ۱۴۴۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۱ ۱۴۲۶ ۱۴۱۱ ۱۳۹۵ ۳۷۳ ۳۷۱ ۳۷۰ ۳۶۶ ۳۶۵ ۳۶۳ | |
| ۱۴۶۶ ۱۴۵۸ ۱۴۵۲ ۱۴۵۱ ۱۴۴۸ ۱۴۴۶ ۵۱۶ ۵۰۲ ۴۹۶ ۴۸۱ ۴۸۰ ۴۷۸ | |
| ۱۴۹۶ ۱۴۷۱ | |

ابو مسعود الانصاری (عقبین عمره)
 ابو موسیٰ اشعری

ابو ہریرہ

| |
|-------------------------------|
| ۵۱۲ ۵۱۳ ۴۸۶ ۴۸۲ ۴۸۲ ۴۳۲ |
| ۶۳۲ ۵۹۶ ۵۸۸ ۵۷۷ ۵۶۹ ۵۱۸ |
| ۷۶۱ ۷۶۰ ۷۳۲ ۷۳۲ ۷۱۳ ۶۵۷ |
| ۹۰۱ ۸۹۴ ۸۵۱ ۸۲۲ ۷۹۴ ۷۷۹ |
| ۱۲۳۶ ۱۲۳۲ ۱۱۷۱ ۱۱۴۲ ۹۸۶ ۹۳۶ |
| ۱۳۳۳ ۱۳۲۲ ۱۲۸۶ ۱۲۸۹ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ |
| ۱۴۶۲ ۱۴۵۱ |

ابو سعید بن معلیٰ الانصاری

ابو شریح العدوی (الخراعی)

ابو طفیل الغنوی (عامر بن وائلہ)

ابو عثمان التیمی (عبدالرحمن بن علی)

ابو عطیہ

ابو عیاش الزرقی الانصاری

ابو قتادۃ الانصاری

ابو مالک اشعری

ابو مرثد الغنوی (کناز بن حسین)

| | | |
|------------------------------------|------------------------------------|--------------------------------------|
| ۴۲۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۸۸، ۴۱۵، ۴۵۰ | ام در واء | ابو الیسیر (کعب بن عمرو) |
| ۸۰۱، ۷۹۶، ۷۸۷، ۷۸۳، ۷۶۹، ۷۴۳ | ۲۳۳ | ۱۳۳۷، ۹۱۸ |
| ۹۰۰، ۸۸۹، ۸۸۶، ۸۸۳، ۸۴۶، ۸۳۲ | ام سلمہ بنت ابی ہاشم زوج النبی | ابی بن کعب |
| ۹۴۷، ۹۳۵، ۹۳۲، ۹۲۳، ۹۱۵، ۹۰۴ | ۲۸۲، ۲۷۶، ۹۵، ۹۲، ۹۳ | ۷۱۲، ۶۷۲، ۶۷۱، ۵۸۳، ۵۶۳، ۵۵۲ |
| ۱۱۵۷، ۱۱۳۴، ۱۱۰۵، ۱۰۹۱، ۹۸۸، ۹۶۳ | ۶۶۳، ۵۳۲، ۵۲۵، ۴۲۳، ۴۰۱ | ابیض بن جمال الماری |
| ۱۲۱۵، ۱۲۰۸، ۱۱۹۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۳، ۱۱۸۱ | ۱۰۳۱، ۹۷۶، ۹۴۳، ۸۸۶ | ۱۲۲۷ |
| ۳۲۷، ۳۱۷، ۱۲۹۶، ۱۲۷۵، ۱۲۶۷، ۱۲۶۶ | ام عطیہ زینب بنت الحارث الانصاریہ | اسامہ بن زید |
| ۱۵۰۰، ۱۴۳۹، ۱۴۵۲، ۱۴۳۳، ۱۳۷۱ | ۱۱۰ | ۱۳۶۸، ۱۳۵۲، ۸۲۹، ۱۹۵، ۲۶ |
| اوس بن ابی اوس (اوس بن حذیفہ) | ۶۲۶ | اسامہ بن شریک |
| ابن عبد الکلامی | ۵۴۲ | ۱۰۹۹ |
| ۶۲۸ | ام الفضل لبابہ بنت الحارث الہلالیہ | اسماء بنت ابی بکر |
| حرف الباء | ۵۰۷ | ۱۲۲۲، ۳۳۱ |
| براء بن عازب | ۹۲۶ | اسماء بنت یزید |
| ۶۵۷، ۵۷۹، ۳۸۶، ۱۸۵، ۱۰۶، ۴ | ام ہانی بنت ابی طالب | ۷۹۸، ۷۴۷ |
| ۱۳۳۹، ۹۶۴، ۸۲۸، ۸۳۳، ۸۳۱، ۹۶۶ | ۵۱۲ | اسمٰن بن مقرن |
| برہ بنت ابی تجرہ | امیہ بن صفوان | ۱۳۲۹ |
| کتاب المناسک | ۱۳۸۵ | الانقرین لیسار المزنی |
| بمیدہ | انس بن مالک | ۷۷۶، ۷۷۵ |
| ۶۷۲، ۵۲۵، ۲۲۳، ۲۳۶، ۲۳۲، ۸۶ | ۲۲، ۲۳، ۳۸، ۳۰، ۲۷، ۲۳ | ام بجد (حواء الانصاریہ) |
| ۱۲۷۹، ۱۲۷۶، ۹۰۲، ۸۵۶، ۷۴۶، ۷۳۲ | ۸۸، ۷۷، ۶۸، ۶۵، ۶۳، ۵۲ | ۲۱۰، ۳۲۹ |
| بشیر | ۲۰۶، ۲۰۲، ۱۹۳، ۱۸۷، ۱۵۹، ۱۲۷ | ام بشر بنت البراء بن معمر |
| کتاب البیوع | ۳۷۸، ۳۷۰، ۳۲۱، ۲۹۳، ۲۷۳، ۲۶۸ | ۱۰۷ |
| بشیر بن الخصاصیہ | ۲۵۸، ۲۲۹، ۲۳۷، ۲۱۷، ۲۱۳، ۲۹۲ | ام حبیبہ رطلہ بنت الوسفیان زوج النبی |
| ۲۵۵ | ۵۶۷، ۵۵۶، ۵۴۷، ۴۹۰، ۴۸۵، ۴۷۷ | ۷۲۹ |
| | ۶۷۸، ۶۵۵، ۶۱۸، ۶۱۷، ۶۰۷، ۵۹۶ | ام الحصین (الاحمسیہ) |
| | | ۱۱۲۷ |

| | | |
|-------------------------|------------------------------------|--------------------------------------|
| بجویریہ | ۲۹۲, ۳۸۹, ۳۸۵, ۲۱۲, ۳۸۵, ۳۷۹ | بعض اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) |
| ۷۵۲ | ۷۵۷, ۷۵۵, ۷۹۲, ۶۸۲, ۶۶۳, ۶۱۳ | ۶۷۸ |
| حروف الحاء | ۱۰۳۶, ۱۰۱۰, ۹۹۹, ۹۶۲, ۸۹۷, ۸۶۱ | بعض بنات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) |
| حارث بن مقرب | ۱۰۶۲, ۱۰۶۱, ۱۰۶۱, ۱۰۵۳, ۱۰۳۳, ۱۰۳۹ | ۸۲۱ |
| ۹۱ | ۱۱۳۰, ۱۰۸۱, ۱۰۷۸, ۱۰۷۳, ۱۰۷۱, ۱۰۶۲ | بلال بن یسار |
| حارث بن وہب | ۱۲۰۷, ۱۲۰۵, ۱۱۷۶, ۱۱۵۸, ۱۱۵۶, ۱۱۲۲ | ۸۰۳ |
| ۳۳۶ | ۱۲۵۱, ۱۲۵۰, ۱۲۳۲, ۱۲۲۱, ۱۲۱۸, ۱۲۱۱ | ہلیسہ |
| عیشی بن جنادہ | ۱۲۹۱, ۱۲۸۶, ۱۲۷۷, ۱۲۷۴, ۱۲۷۱, ۱۲۷۰ | ۳۸۴ |
| ۳۲۰ | ۱۳۷۲, ۱۳۶۶, ۱۳۵۶, ۱۳۱۰, ۱۲۹۵, ۱۲۹۲ | حروف التاء |
| عجلج بن عمرو الانصاری | ۱۳۳۷, ۱۳۳۶, ۱۳۰۶, ۱۳۰۹, ۱۳۰۶, ۱۳۰۹ | تیم داری |
| ۱۱۵۳ | ۱۳۵۷, ۱۳۴۹, ۱۳۴۱, ۱۳۳۰, ۱۳۲۹, ۱۳۲۸ | ۱۳۸۷ |
| حارث بن مسلم | ۱۴۹۸, ۱۴۸۱, ۱۴۷۳, ۱۴۶۵ | حروف المشاء |
| ۸۴۷ | جابر بن سمرہ | ثابت البنانی |
| غزلیہ بن یسان | ۱۱۷۷, ۵۳۳, ۱۳۱ | ۶۰۶, ۲۸۳ |
| ۳۲۹, ۹۴۶, ۸۴۸, ۸۳۱, ۶۶۹ | جابر بن عتیک | ثابت الضواک |
| ترام بن سعد بن یحییٰ | ۷۵۲, ۳۹ | کتاب البیوع |
| ۱۳۸۱ | الجارود | تعلیہ بن عبد اللہ بن صفیر |
| الحسن البصری | ۱۴۶۳ | ۳۹۲ |
| ۷۴۵, ۱۶۳, ۱۵۷ | جبرین نقیر | ثوبان |
| حسن بن علی | ۶۳۲ | ۷۰, ۶۰, ۳۲, ۳۱, ۳۰, ۳۰ |
| ۱۲۱۲ | جد محمد بن خالد السلمی | ۱۳۵۲, ۸۲۷, ۸۲۸, ۸۱۰ |
| حسین بن علی | ۲۶ | حروف الجیم |
| ۲۳۱ | جریر بن عبد اللہ | جابر |
| حسین بن روح | ۱۱۹۱, ۳۳۳, ۳۳۸, ۱۷۳ | ۸۹, ۸۱, ۷۲, ۵۹, ۳۸, ۲۱ |
| ۱۰۱ | جندب بن عبد اللہ البعلجی (القصری) | ۱۷۰, ۱۶۳, ۱۳۰, ۱۳۳, ۱۳۰, ۱۱۲ |
| | ۷۸۵, ۶۶۹ | ۳۷۰, ۳۶۳, ۳۳۵, ۱۸۲, ۱۸۱, ۱۷۲ |

| | | |
|--|---|--|
| زید بن ارقم ۹۰۶ | نحوہ بنت حکیم ۸۶۹ | حفصہ (زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ۸۶۹ ۵۲۳ ۵۲۳ ۲۵۲ |
| زید بن اسلم ۳۰۶ | حرف الرء رافع بن خدیج ۱۲۰۸ ۱۲۰۲ ۱۲۲۲ ۱۲۰۲ ۲۵۶ | حکیم بن حزام ۱۳۶۸ ۱۳۰۱ ۱۳۳۶ ۳۹۶ ۳۱۲ |
| زید بن ثابت ۹۹۱ ۶۶۶ | رافع بن عمرو الغفاری ۱۱۱۲ | حمزہ بن عمرو الاسلمی ۸۹۲ |
| زید بن خالد الجہنی ۱۲۵۹ ۲۵۹ | رافع بن عمرو المزنی ۱۳۸۶ | خطبہ بن ربیع الاسدی ۶۲۲ |
| زید مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸۰۳ | ربیعہ بن ابی عبد الرحمن ۲۸۲ | خطبہ بن قیس ۱۲۰۳ |
| زینب زوجہ ابن مسعود ۳۰۲ ۲۸۰ | رجل ۲۲۸ | حرف الخاء خارجہ بن صلث ۱۲۱۲ |
| حرف السین سالم بن عبد اللہ بن عمر کتاب المناسک | رفاعہ بن رافع کتاب البیوع | خالد بن معدان ۶۳۵ ۶۱۱ |
| سائب بن زید ۱۳۶۸ ۴۰۹ | حرف الزاء زیر بن عربی ۱۰۱۱ | خالد بن ہوذہ ۱۰۴۰ |
| سعد بن الاطول ۱۳۵۹ | زیر بن عوام ۱۱۸۸ ۴۵۶ ۳۱۱ | جناب ۹۱ |
| سعد بن ابراہیم ۱۱۹ | زیر بن حبیش ۵۵۰ | خزیمہ بن ثابت ۶۹۶ |
| سعد بن عبادہ ۶۵۸ ۳۸۱ | زہرہ بن معبد ۱۳۶۱ | خزیمہ بن بترہ ۱۱۴۵ |
| سعد بن مالک بن ابی وقاص ۴۵۶ ۴۳۵ ۲۲۰ ۳۰۵ ۱۶۶ ۳۰ | زیاد بن حارث صدائی ۳۰۵ | خالد بن سائب ۹۹۳ |

| | | |
|--|---|---|
| صفوان بن عسال ۴۹۵ | ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۸۳ ۱۳۸۰ | سعید بن حریش ۱۳۹۶ |
| صفیہ بنت شیبہ ۱۰۲۶ | سہل بن ابی ختمہ ۱۲۴۲ ۲۴۴ | سعید بن زید ۱۳ ۵ ۱۳۴۹ |
| الصماء (بہیسہ بنت کبیر) ۵۲۸ | سہل بن حنظلہ ۳۱۸ | سعید بن مسیب ۱۳۲۱ ۱۲۵۶ ۶۳۴ ۱۶۲ ۶۸ |
| صہیب ۱۳۶۴ ۶۶۱ | سہل بن سعد ۱۱۸۵ ۹۹۲ ۴۰۸ ۲۵۱ ۲۲۵ | سفیان بن ابی زہیر ۱۱۴۵ |
| حرف الضاد الصفاک بن سفیان ۱۲۸۴ | سوید بن قیس ۱۳۵۵ | سفیان الثمار ۱۶۸ |
| حرف الطاء طارق بن اشیم ۹۳۱ | حرف الشین شاد بن اوس ۸۵۲ ۴۸۶ ۲۴۹ ۵۴ | سیمان بن قرد ۸۶۵ ۵۱ |
| طاؤس ۱۲۳۰ ۶۶۴ ۲۸۶ | قتیر بن شکل ۹۱۴ | سلمان بن عامر الضبی ۲۵۴ ۲۰۴ |
| طلحہ بن عبید اللہ ۱۰۲۲ ۸۴۵ | شرید الثقفی ۱۳۵۰ | سلمان الفارسی ۸۱۵ ۶۹۹ ۶۹۰ ۲۳۲ |
| طلحہ بن عبد اللہ بن عوف ۱۲۹ | شقیق ۶۲۱ | سلمہ بن اکوع ۱۳۲۲ ۱۰۸۵ |
| حرف العین عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ ۱۸ ۱۴ ۱۰ ۹ ۸ | حرف الصاد صالح مولی سعد ۱۱۸۴ | سلمہ بن قیس ۵۳۸ |
| ۱۱۱ ۱۰۰ ۹۹ ۹۶ ۴۸ ۵۸ | صعب بن جحامہ ۱۱۳۶ | سلمہ بن مجتق ۲۹۱ |
| ۲۳۹ ۲۳۸ ۲۱۵ ۱۸۶ ۱۳۹ ۱۳۶ | صفوان بن امیہ ۱۱۸۶ | سلیمان بن ابی عبد اللہ ۱۱۸۶ |
| ۱۹ ۱۳۱ ۲۲ ۲۱ ۳۵ ۲۲۲ | کتاب البیوع | سمرہ بن حذاف ۱۲۵۴ ۱۲۵۶ ۴۲۴ ۳۱۶ ۲۸۳ ۱۳۲ |

| | | |
|--|--|---|
| عبد اللہ بن ابی ربیعہ کتاب البیوع عبد اللہ بن ابی ملیکہ عبد اللہ بن انیس عبد اللہ بن بسر عبد اللہ بن ثعلب عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن خطلہ زغیر الملائکہ عبد اللہ بن حبیش عبد اللہ بن خبیب عبد اللہ خطمی عبد اللہ بن ابی ربیعہ عبد اللہ بن ردام عبد اللہ بن صائب | عاصم بن عروہ عبادۃ بن صامت عباس بن مرداس عبدالرحمن بن ابوبکرہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عبدالرحمن بن ابی عمار عبدالرحمن بن ابزی عبدالرحمن بن عثمان التیمی عبدالرحمن بن عوف عبدالرحمن بن کعب بن مالک عبدالرحمن بن یحییٰ الدیمی عبد اللہ بن ابی اوسے | ۲۰۲، ۲۴۱، ۲۹۴، ۲۷۸، ۲۶۵، ۲۰۲ ۲۱۸، ۲۱۵، ۲۰۰، ۲۶۷، ۲۵۲، ۲۲۵ ۲۵۰، ۲۷۹، ۲۷۲، ۲۶۸، ۲۲۶، ۲۲۷ ۵۲۳، ۵۳۹، ۵۲۲، ۵۲۰، ۵۰۸، ۵۰۱ ۱۲۱۷، ۱۲۵۲ ۵۶۲، ۵۵۶، ۵۵۳، ۵۵۳، ۵۵۱، ۵۲۲ ۵۹۲، ۵۸۹، ۵۵۵، ۵۶۵، ۵۶۷، ۵۶۶ ۴۰۵، ۸۹۶، ۸۰۷، ۷۸۱، ۷۸۱، ۶۲۵ ۹۸۲، ۹۷۸، ۹۷۵، ۹۵۹، ۹۲۰، ۹۰۸ ۱۰۳۹، ۱۰۱۶، ۱۰۰۶، ۱۰۰۲، ۱۰۰۰، ۹۸۹ ۱۰۷۳، ۱۰۷۰، ۱۰۶۷، ۱۰۶۶، ۱۰۵۶، ۱۰۴۲ ۱۱۱۰، ۱۱۰۸، ۱۱۰۷، ۱۰۹۳، ۱۰۹۳، ۱۰۷۲ ۱۱۵۹، ۱۱۵۱، ۱۱۳۹، ۱۱۳۰، ۱۱۱۵، ۱۱۱۳ ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۱، ۳۲۵، ۳۰۹، ۳۰۳ ۱۲۷۸، ۱۲۵۳، ۱۲۳۳، ۱۲۱۸ عاصم بن عدی کتاب المناکب عائس بن ربیعہ عاصم بن ربیعہ عاصم بن سعد عاصم بن مسعود عاصم الزمام |
| ۲۱۲ | ۱۲۳۳، ۵۵۷، ۱۵۳، ۱۱۷، ۷۸ | ۵۲۳، ۵۳۹، ۵۲۲، ۵۲۰، ۵۰۸، ۵۰۱ |
| ۵۲۹، ۵۵۶ | ۱۲۱۷، ۱۲۵۲ | ۵۶۲، ۵۵۶، ۵۵۳، ۵۵۳، ۵۵۱، ۵۲۲ |
| ۸۷۷، ۸۰۶، ۷۳۳، ۷۲۲، ۵۲۸ | ۱۰۲۵ | ۵۹۲، ۵۸۹، ۵۵۵، ۵۶۵، ۵۶۷، ۵۶۶ |
| ۲۹۲ | عبدالرحمن بن ابوبکرہ | ۴۰۵، ۸۹۶، ۸۰۷، ۷۸۱، ۷۸۱، ۶۲۵ |
| ۲۱۱، ۱۰۲ | عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ | ۹۸۲، ۹۷۸، ۹۷۵، ۹۵۹، ۹۲۰، ۹۰۸ |
| ۱۲۶۰ | عبدالرحمن بن ابی عمار | ۱۰۳۹، ۱۰۱۶، ۱۰۰۶، ۱۰۰۲، ۱۰۰۰، ۹۸۹ |
| ۱۳۹۹ | عبدالرحمن بن ابزی | ۱۰۷۳، ۱۰۷۰، ۱۰۶۷، ۱۰۶۶، ۱۰۵۶، ۱۰۴۲ |
| ۶۲۲ | عبدالرحمن بن عثمان التیمی | ۱۱۱۰، ۱۱۰۸، ۱۱۰۷، ۱۰۹۳، ۱۰۹۳، ۱۰۷۲ |
| ۸۸۳ | عبدالرحمن بن عوف | ۱۱۵۹، ۱۱۵۱، ۱۱۳۹، ۱۱۳۰، ۱۱۱۵، ۱۱۱۳ |
| ۱۳۵ | عبدالرحمن بن کعب بن مالک | ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۱، ۳۲۵، ۳۰۹، ۳۰۳ |
| ۲۱۷ | عبدالرحمن بن یحییٰ الدیمی | ۱۲۷۸، ۱۲۵۳، ۱۲۳۳، ۱۲۱۸ |
| ۱۰۲۵ | عبد اللہ بن ابی اوسے | عاصم بن عدی کتاب المناکب عائس بن ربیعہ عاصم بن ربیعہ عاصم بن سعد عاصم بن مسعود عاصم الزمام |

| | | |
|---|--|------------------------------------|
| ۱۲۵۵، ۱۲۴۶، ۱۲۳۳، ۱۲۲۵، ۱۲۱۵، ۱۲۰۲ | ۱۱-۳، ۱۰۹۶، ۱۰۹۶۱-۸۶۱۰، ۸۶۱۰-۷۷۱۰-۶۷۱۰-۵۷۱۰-۴۷۱۰-۳۷۱۰-۲۷۱۰-۱۷۱۰-۷۱۰-۱۰ | عبداللہ بن مسرین |
| ۱۲۹۳، ۱۲۹۰ | ۱۱۳۲، ۱۱۱۹، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۰۹، ۱۱۰۲ | ۸۶۸ |
| عبداللہ بن عمرو بن عاص ومع روایات الصحیفہ الصادقہ عن عمرو بن | ۱۱۴۳، ۱۱۴۱، ۱۱۵۵، ۱۱۵۲، ۱۱۳۶، ۱۱۲۵ | عبداللہ بن سلام |
| شعیب عن ابیہ عن ہجرہ عبداللہ بن عمرو | ۱۳۹۸، ۱۳۲۳، ۱۳۱۶، ۱۳۰۸-۱۲۲۱، ۱۱۹۷ | ۳۷۶ |
| ۲۸۱، ۲۶۰، ۲۵۷، ۸۵، ۷۰، ۳۷، ۳۲ | ۱۳۱۳، ۱۳۴۲، ۱۳۲۸، ۱۳۱۹، ۱۳۱۷ | عبداللہ بن شخیخ |
| ۶۳۲، ۵۹۲، ۵۱۹، ۴۳، ۳۷۷، ۳۶۲، ۲۹۱ | ۱۳۸۸ | ۴۷ |
| ۸۵۳، ۷۹۳، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۵۸، ۷۰۲، ۶۵۹ | عبداللہ بن عدی بن جرأ | عبداللہ بن شقیق |
| ۱۳۲۵، ۱۲۵۸، ۱۰۹۶، ۹۴۵، ۹۲۰، ۹۱۰، ۸۹۲ | ۱۳۲۳ | ۵۰۲ |
| ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۲۳۹، ۱۲۹۹، ۱۰۴۱، ۲۶۰، ۱۳۲۶ | ۱۹۶، ۱۸۹، ۱۷۹، ۱۵۱، ۱۲۳، ۱۰۰ | عبداللہ بن صفوان |
| ۱۲۸۸، ۱۲۷۷، ۱۲۶۱، ۱۲۳۱ | ۲۵۵، ۲۸۷، ۲۷۹، ۲۵۹، ۲۱۲، ۲۲۳ | ۱۰۳۸ |
| عبداللہ بن غنم | ۳۳۶، ۳۳۲، ۳۱۱، ۳۷۲، ۳۱۳، ۳۰۹، ۲۹، ۲۷، ۳۲، ۳۱، ۱۳، ۷ | عبداللہ بن عباس |
| ۸۵۲ | ۲۹۹، ۵۰۰، ۴۳۸، ۵۵۵، ۴۶۰، ۴۲۶ | ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۱۸، ۱۱۳، ۱۱۳، ۷۱ |
| عبداللہ بن قرظ | ۶۵۶، ۶۲۷، ۵۷۲، ۵۶۸، ۵۶۳، ۵۶۷ | ۲۰۰، ۲۰۷، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۰ |
| ۱۰۸۲ | ۷۳۰، ۷۱۱، ۶۹۵، ۶۹۱، ۶۲۳، ۶۳۹ | ۲۵۳، ۲۲۲، ۲۳۵، ۱۳۳، ۱۲۹، ۲۳۲ |
| عبداللہ بن مالک بن بکینہ | ۶۶۷، ۸۴۵، ۸۲۷، ۸۰۷، ۷۷۳، ۷۳۹ | ۳۰۹، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۵۱، ۲۹۰، ۲۸۹ |
| کتاب الناسک | ۹۰۷، ۹۳۷، ۸۸۵، ۸۸۱، ۸۷۷، ۸۷۲ | ۵۰۵، ۴۸۹، ۴۶۹، ۴۲۶، ۴۲۵، ۴۲۲ |
| عبداللہ بن مسعود | ۹۸۶، ۹۸۵، ۹۸۲، ۹۶۱، ۹۷۱، ۸۵۷ | ۵۶۶، ۵۶۰، ۵۶۸، ۵۳۵، ۵۳۱، ۵۰۴ |
| ۱۹۷، ۲۰۹، ۱۲۲، ۸۲، ۶۳، ۱۶ | ۱۰۱۲، ۱۰۰۹، ۱۰۰۸، ۱۰۰۵، ۹۹۲، ۹۹۰ | ۶۶۵، ۶۷۱، ۶۱۵، ۶۱۳، ۵۹۷، ۵۸۵ |
| ۳۹۵، ۳۲۲، ۳۱۷، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۸۷ | ۱۰۶۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۱، ۱۰۶۰، ۱۰۲۲، ۱۰۲۹ | ۷۷۶، ۷۵۵، ۷۳۷، ۷۱۷، ۶۹۸، ۶۷۶ |
| ۶۲۰، ۶۳۸، ۵۹۵، ۵۵۰، ۵۲۳، ۴۶۸ | ۱۱۱۸، ۱۱۰۲، ۱۰۹۳، ۱۰۸۹، ۱۰۸۷، ۱۰۷۹ | ۸۶۳، ۸۶۲، ۸۶۲، ۸۰۵، ۷۹۹، ۷۶۷ |
| ۷۶۶، ۶۹۳، ۶۷۶، ۶۷۰، ۶۵۲، ۶۷۷ | ۱۱۱۵، ۱۱۰۶، ۱۱۳۸، ۱۱۳۶، ۱۱۳۱، ۱۱۲۹ | ۹۵۶، ۹۵۵، ۹۵۵، ۹۳۳، ۹۰۶، ۸۶۸ |
| ۸۰۸، ۸۹۵، ۸۴۰، ۸۳۰، ۸۱۷، ۸۱۳ | ۱۲۲۷، ۱۲۱۶، ۱۱۹۵، ۱۱۹۲، ۱۱۸۹، ۱۱۷۲ | ۹۶۸، ۹۶۷، ۹۶۵، ۹۶۱، ۹۵۸، ۹۵۷ |
| ۱۲۲۰، ۱۲۱۰، ۱۲۰۳، ۱۰۵۰، ۹۶۹، ۹۶۹ | ۱۲۸۳، ۱۲۷۹، ۱۲۷۸، ۱۲۷۲، ۱۲۶۹، ۱۲۶۶ | ۱۰۱۲، ۱۰۰۲، ۹۹۸، ۹۷۷، ۹۷۳، ۹۷۲ |
| ۱۲۸۵، ۱۲۸۲، ۱۲۶۲ | ۱۳۱۲، ۱۲۹۹، ۱۳۰۵، ۱۱۹۷، ۱۲۸۹، ۱۲۸۳ | ۱۰۲۶، ۱۰۲۹، ۱۰۲۶، ۱۰۲۰، ۱۰۲۰، ۱۰۲۰ |
| | ۱۳۰۱، ۱۳۸۸، ۱۳۸۳، ۱۳۷۰، ۱۳۶۹، ۱۳۶۶ | ۱۰۶۹، ۱۰۵۷، ۱۰۵۵، ۱۰۵۲، ۱۰۵۱، ۱۰۴۰ |

| | | |
|---|---|--|
| عظية السعدى ۱۲۱۲ | عثمان بن ابوالعاص ۱۱ | عبدالله بن مفضل ۱۲۱۰ |
| عقبه بن حارث ۳۵۳ | عثمان بن حنيف ۹۲۰ | عبدالله بن يزيد الخنفي ۱۲۶۲، ۹۳۶، ۸۸۲ |
| عقبه بن عامر ۶۲۳، ۶۲۱، ۶۰۰، ۵۹۱، ۵۷۱ | عثمان بن عبدالله ۶۲۶ | عبد العزيز بن رفيع ۱۱۰۶ |
| ۸۲۲، ۶۲۰ | عثمان بن عفان ۱۱۲۶، ۱۱۲۱، ۸۳۹، ۶۷۹، ۶۳۰، ۵۷۰ | عبد المطلب بن ربيعة ۱۹۵ |
| عقبه بن ندر ۱۲۱۶ | ۱۳۰۰ | عبد المطلب بن عمر ۶۲۹ |
| عكرمه ۷۱۰ | العدا بن خالد بن هريرة ۱۳۰۶ | عبد الملك بن عمير ۶۲۹ |
| عقبة بن وائل ۱۲۲۶ | عدى بن عميرة ۲۵۲ | عبيد بن رفاعه ۱۲۳۵ |
| علي بن ابى طالب ۱۶۹، ۱۵۵، ۱۲۵، ۱۱۵، ۵۲، ۷۸ | العرباض بن سارية ۶۱۱، ۴۶۲، ۷۳ | عبيد الله بن خالد ۸۷ |
| ۳۵۷، ۳۲۵، ۲۸۵، ۲۷۱، ۲۵۹، ۲۲۹ | عروة بن ابوالجعد البارقى ۱۳۶۲ | عبيد الله بن عدى بن خيار ۳۰۳ |
| ۸۳۵، ۸۰۹، ۵۹۸، ۶۲۱، ۶۲۹، ۶۰۱ | عروة بن زبير ۱۲۲۰، ۱۰۰۷، ۱۷۳ | عبيد الله الملكى ۶۶۸ |
| ۱۰۸۰، ۹۶۶، ۹۳۰، ۸۹۵، ۸۸۰، ۸۵۰ | عطاء بن ابى رباح ۶۳۶، ۵۵ | عبيد بن عليكى ۶۶۸ |
| ۱۲۸۰، ۱۲۹۹، ۱۲۶۲، ۱۱۶۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۳ | عطاء بن سائب ۹۲۲ | عتاب بن اسيد ۲۷۶ |
| عمار رافع بن خديج كتاب البيوع | عطاء بن يسار ۱۰۰۳، ۴۸۲، ۳۱۹، ۳۰۲ | عقبه بن مندر كتاب البيوع |
| عمار بن خزيمة ۹۹۶ | | |
| عم خارج بن صلوات كتاب البيوع | | |

| | | |
|--|--|--|
| تقاودہ بن ابی وعامہ السدوسی ۱۳۷۳، ۸۹۷ | عمیر مولیٰ ابی اللحم ۶۲۱ | علم ابی سحرۃ الرقاشی کتاب الیبوع عقار بن یاسر ۹۴۲، ۲۴۲۷ |
| قدامہ بن عبد اللہ بن عمار ۱۰۶۵، ۱۰۲۷ | عوف بن مالک ۱۳۰ | عمر بن الخطاب ۳۲۶، ۳۱۵، ۲۶۶، ۲۱۲، ۱۳۸، ۶۶ |
| قرہ بن ایاس بن ہلال المزنی ۲۲۸ | عیاش بن ابی ربیعۃ الخزومی ۱۱۶۶ | ۷۰۳، ۷۰۰، ۶۶۹، ۵۷۶، ۴۵۲، ۴۲۲ |
| قطیبہ بن مالک ۹۱۶ | عیاض بن حمار ۱۳۶۴ | ۹۴۹، ۹۳۹، ۹۱۱، ۸۷۷، ۸۷۶، ۸۱۹ |
| قعقاع ۹۲۴ | حرف الفاء فاطمہ بنت قیس ۳۸۳ | ۱۳۲۶، ۱۲۶۵، ۱۲۴۷، ۱۲۰۶، ۹۶۹ |
| قیس بن ابی غزہ ۱۳۳۴ | فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸۳۵ | ۱۲۹۲، ۱۳۳۸ |
| قیس بن سعد ۱۵۳ | فروہ بن نوفل ۶۲۰ | عمر بن الاوص ۱۱۱ |
| قیس بن مسلم ۱۳۰۹ | فضالہ بن عبید ۱۲۵۲ | عمر بن حزم ۱۹۳ |
| حرف الکاف کریب مولیٰ ابن عباس ۱۳۵ | فضل بن عباس کتاب الناسک حرف القاف قاسم بن محمد ۱۸۲ | عمرہ بنت عبد الرحمن ۲۱۳ |
| کثیر بن عبد اللہ ۱۴۷۷ | قبیصہ بن ذویب ۱۲۸۴ | عمر بن العاص ۲۵۰، ۱۸۸ |
| کعب الاحبار ۹۲۴، ۶۳۳ | قبحہ بن غزالی ۳۰۷ | عمر بن عوف المزنی ۱۳۰۵، ۱۳۵۲ |
| کعب بن عجرۃ ۱۱۲۸ | | عمر بن عوف کتاب الفرائض والوصایا عمران بن حصین ۱۳۵۸، ۹۲۱، ۶۷۲، ۵۰۳، ۲۲۶ |

| | | |
|--------------------------------------|---|--|
| معاذ بن جبل ۲۴۵، ۲۶۲، ۲۲۶، ۹۷، ۸۲ | محمد بن عبد اللہ بن جحش ۱۳۶۰ | کعب بن عمرو بن عوف المازنی ۱۰۸، ۱۰۷ |
| ۱۳۳۰، ۸۷۷، ۹۱۹، ۷۳۷، ۲۸۶ | محمد بن علی بن حسین الباقر کتاب البیوع | کعب بن مالک ۱۳۲۱، ۱۹ |
| معاذ بن زہرہ ۲۶۱ | محمد بن قیس بن مخزومہ ۱۰۵۴ | حرف اللام لیث بن سعد ۶۶۲ |
| معاذہ ۵۱۱، ۴۹۷ | محمد بن المنکدر ۱۰۹ | حرف المیم مالک بن النش ۷۳۶، ۷۳۶ |
| معاویہ ۷۳۲، ۷۹۶، ۳۱۰ | محمد بن نعمان ۲۳۰ | مالک بن بئیرہ ۱۶۰ |
| معدان ۴۷۵ | محبصہ ۱۲۱۷ | مالک بن یسار ۶۹۸ |
| مقل بن یسار ۶۳۷، ۶۱۷، ۹۸ | مخلد بن ابی خفاف ۱۳۱۳ | محمد الباقر ۱۸۰، ۱۵۷ |
| معمر بن عبد اللہ ۱۳۲۵، ۱۲۲۶ | مرشد بن عبد اللہ ۳۹۲ | محمد بن اسمعیل بخاری ۲۲۱ |
| مغیرہ بن شعبہ ۲۱۲، ۱۲۲ | مسلم بن ابی بکرہ ۹۲۵ | محمد بن خالد سلمی ۲۸۷، ۲۶ |
| مقدام بن معدیکرب ۱۳۷۵، ۱۱۹۸ | مسلم التمیمی ۸۳۲ | محمد بن ابوبکر الثقفی ۱۰۳۵ |
| مکحول ۷۷۰، ۶۳۷ | مشکل بن حمید ۹۱۷ | محمد بن ابوبکر بن حزم ۱۲۹۱ |
| موسیٰ بن طلحہ ۲۷۵ | مطلب بن ابی وداعہ ۱۸۳ | محمد بن سیرین ۱۵۶ |
| مولیٰ عثمان ۳۵۰ | معاذ بن انس حنبلی ۵۹۹ | |

| | | |
|-------------------------------------|---|--|
| یعلیٰ بن اُمیہ ۱۱۶۲ء ۱۱۲۰ء ۱۱۳۸ء | ہشام بن عروہ ۱۰۴۶ء | ہاجر مکی ۱۰۱۸ء |
| یعلیٰ بن مرہ ۱۳۸۹ء ۱۳۹۰ء | بذیل بن شریب ۱۴۸۲ء | میمونہ ۴۰۳ء |
| یعلیٰ بن مملک ۶۶۲ء | حروف الواو واثل بن حجر کتاب البیوح والصمد بن معبد ۱۲۱۳ء | میمونہ بنت الحارث ۴۰۳ء |
| | واثل بن اسقع ۱۵۰ء ۱۳۰ء ۱۴۶ء | حروف التون ناجیۃ الاسلمی کتاب المناک ناجیۃ الخزامی ۱۰۳۸ء |
| | والدابی ابراہیم الاشہلی ۱۴۹ء | نافع ۱۲۲۵ء |
| | وبرہ ۱۱۰۱ء | نافع ابو غالب ۱۵۲ء |
| | حروف الیاء یحییٰ بن سعید ۵۶ء ۱۱۹۶ء | نبیثۃ الہندی ۵۱۵ء ۱۰۸۶ء |
| | یحییٰ بن حصین ۱۰۹۰ء | عثمان بن بشیر ۳۱۶ء ۴۰۵ء ۶۸۶ء ۱۳۰۱ء ۱۴۳۵ء |
| | یزید بن اصم ۱۱۲۳ء | نواس بن سمعان ۵۸۲ء |
| | یزید بن سعید ۷۰۹ء | نوفل الاشعجی ۶۲۰ء |
| | یسیرہ ۷۶۷ء | حروف الہاء ہشام بن عامر ۱۷۵ء |

فہرست عنوانات حواشی مشکوٰۃ شریف ربع دوم

| صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|------|--|------|--|------|--|
| ۱۰۱ | انجھا آدمی کون ہے۔ | ۹۱ | بیمار کی فدا عیادت کرنی چاہئے۔ | ۶۵ | بیمار پرسی کا حکم |
| ۱۰۲ | انصاف کس طرح کی جائے۔ | ۹۲ | بیمار کی دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے | ۶۶ | مسلمان کے مسلمان پر حق |
| ۱۰۳ | فوتیگی پر کوئی بری بات منہ سے نہ نکالے۔ | ۹۲ | مریض کے پاس عورتی دیر بیٹھنا چاہئے | ۶۸ | بیماری سے گناہ کا کفارہ |
| ۱۰۴ | مرنے کے بعد آنکھیں بند کر دینا چاہئے۔ | ۹۳ | مسیحی جو مانگے اسے دے دو۔ | ۶۹ | کوٹنا دم اور تعویذ جائز ہے۔ |
| ۱۰۵ | مومن زندہ اور مردہ ہر حال میں پاک ہے۔ | ۹۳ | مسافر میں مرنے والے کے دلچے بلند ہوتے ہیں۔ | ۷۰ | تعویذ تین کے ساتھ بھارت پھونک کرنا |
| ۱۰۵ | مومن کے لئے ایک بہترین دعا | ۹۴ | مسافر کی موت شہادت کی موت ہے | ۷۱ | کسی سے تکلیف کا اظہار کرنا جائز ہے۔ |
| ۱۰۹ | آنحضرت کی مجلس میں صحابہ صحابہ | ۹۴ | مومن کے لئے طاعون شہادت ہے | ۷۱ | بیماری کا کفارہ گناہ ہے۔ |
| | بیٹھتے۔ | ۹۵ | موت سے ہانگانا بے سود ہے۔ | ۷۳ | بیماری سے درجات کی بلندی |
| | غدا قبر برحق ہے | ۹۵ | آخری عمر میں گناہ کم ہو جاتے ہیں | ۷۳ | مومن کو تکالیف آتی رہتی ہیں۔ |
| ۱۱۰ | فرشتوں میں نظم و نسق ہے۔ | ۹۶ | تنگ اگر موت کی خواہش نہ کرے۔ | ۷۴ | بیماری کو گالی نہیں مرنی چاہئے۔ |
| ۱۱۰ | مومن کی ترح آسان ہوتی ہے۔ | ۹۶ | موت کو برا سمجھنے کی کئی صورتیں | ۷۴ | نیک آدمی کو بیماری میں پورا ثواب |
| ۱۱۱ | مومن کے لئے آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ | ۹۶ | گنہگار کے مرنے کے بعد برکت نازل ہوتی ہے۔ | ۷۵ | شہداء کی اقسام |
| | بیتین مقام اور کتاب کا نام ہے | ۹۸ | مسافر کے لئے آرام نہیں ہے۔ | ۷۵ | شہادت کی موت |
| ۱۱۲ | قبر میں سوال کی کیفیت | ۹۸ | اللہ تعالیٰ سے صن ظن چاہئے | ۷۵ | بے صبر کو تکلیف پر ثواب نہیں ملتا |
| | قبر گڑھے کا نام نہیں ہے۔ | ۹۹ | مومن کو دنیا سے دل برداشتہ رہنا چاہئے۔ | ۷۶ | بیمار پرسی پر دعا کرنا |
| | اچھے اعمال کی شکل بھی اچھی ہوتی ہے۔ | ۱۰۰ | موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے۔ | ۷۹ | بیماری سے صغیرے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ |
| | رسمی ایمان کام نہیں دیتا۔ | ۱۰۱ | اللہ سے شرم کرنے کا کیا مطلب ہے | ۸۹ | بیمار پرسی کے لئے گیا۔ وہ رحمت میں آگیا۔ |
| | مناحق اور کافر کیوں بھونٹا ہے۔ | ۱۰۰ | موت مومن کے لئے مخف ہے۔ | ۹۰ | نجات آنے پر رنجیدہ نہ ہو۔ |
| ۱۱۵ | نفس سے مراد روح ہے۔ | ۱۰۱ | موت کی خواہش نہ کرنی چاہئے۔ | ۹۱ | بیماری سے بلند مقام ملتا ہے۔ |
| | | | | | بیماری میں نقلی اعمال کا اجر ملتا ہے۔ |

| | | | | | |
|-----|--|-----|---|-----|--|
| ۱۴۲ | شہداء کے احکام | ۱۲۷ | مرنے کے بعد کسی کو برائے کہنا چاہیے | ۱۱۶ | میت کو گتھی دفعہ غسل دینا چاہیے |
| " | شہید کو تمام شہداء پر ہی دفن کیا جائے۔ | ۱۲۸ | شہید کے لئے غسل نہیں ہے۔ | " | کفن میں قیصر اور پگڑی ہے یا نہیں |
| ۱۴۳ | میت کو قبر میں کس طرح رکھا جائے | ۱۲۹ | جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر نہ جانے۔ | ۱۱۷ | کفن صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ |
| ۱۴۴ | قبر پر مٹی ڈالنا سنت ہے۔ | ۱۳۰ | جنازہ کے آگے یا پیچھے چلنا | " | کفن میں واجب صرف نایک کپڑا ہے |
| ۱۴۵ | ایک حدیث کی سند ہی بحث | ۱۳۱ | جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا چاہیے۔ | ۱۱۸ | کفن سسر کپڑوں میں دیا جائے۔ |
| ۱۴۶ | اپنے خاندان کی قبریں اکٹھی رکھنا جائز ہے | ۱۳۲ | میت کے لئے دعا مخصوص سے کی جائے | " | ریشم کپڑے میں کفن نہ دیا جائے۔ |
| " | آنحضرت کی قبر کس طرح ہے۔ | ۱۳۳ | جنازہ کی جامع دعا | ۱۱۹ | صنعت عبدالرحمن بن عوف کی کیفیت |
| ۱۴۷ | قبر کے انتظار میں قبرستان میں بیٹھنا | ۱۳۴ | مرنے کے بعد میت کی اچھی باتیں کرنا | ۱۲۰ | ایمان کے بغیر نجات نہیں ہوتی۔ |
| " | درست ہے۔ | ۱۳۵ | امام جنازہ کے لئے کہاں کھڑا ہوا۔ | " | جنازہ جلدی لے جانا چاہیے۔ |
| " | السانیت کا احترام ملحوظ رکھو۔ | ۱۳۶ | جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی توہمہ | " | مومن اور کافر کو اپنے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔ |
| ۱۴۸ | آنکھوں میں آئسو آجانا گناہ نہیں ہے | ۱۳۷ | جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔ | ۱۲۱ | جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ |
| " | قبر میں میت سے سوال و جواب ہوتے ہیں | ۱۳۸ | جنازہ کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔ | ۱۲۲ | شاہ عیدہ بنجاشی کا جنازہ |
| ۱۴۹ | میت کو قرآن کا ثواب پہنچتا ہے | ۱۳۹ | عذاب اور رحمت کے فرشتے | " | جنازہ کی تکبیریں کتنی ہیں۔ |
| " | قبر پر مٹی ڈالنا سنت ہے۔ | ۱۴۰ | جنازہ میں مصفوں کی ترتیب | " | جنازہ میں فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔ |
| " | قبر سے ٹیک نہ لگانا چاہیے۔ | ۱۴۱ | نماز جنازہ سفارش ہے۔ | ۱۲۳ | جنازہ میں دعا بلند آواز سے پڑھنی چاہیے۔ |
| ۱۵۰ | میت پر کون سے کام منع ہیں۔ | ۱۴۲ | تا بالغ بچہ کے لئے دعائے مغفرت | " | مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ |
| ۱۵۱ | آنسوؤں کا ٹکٹار گھلی کی علامت ہے۔ | ۱۴۳ | بچہ مردہ پیدا ہو تو اس پر نماز جنازہ نہیں ہے۔ | " | جنازہ میں کہاں کھڑا ہونا چاہیے۔ |
| " | میت پر نونہ کرنے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ | ۱۴۴ | امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو۔ | " | قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ |
| " | صبر نصف ایمان ہے۔ | ۱۴۵ | لحد شق سے بہتر ہے۔ | ۱۲۴ | ایک جامع حدیث |
| ۱۵۲ | بیادیت کے کام | ۱۴۶ | قبر میں بستر بچکانا منع کیا۔ | " | اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت |
| " | گولنا صبر اجر کا باعث ہے۔ | ۱۴۷ | حضرت علی نے قبہ گرانے۔ | " | اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں |
| ۱۵۳ | گولنا صبر اجر کا باعث ہے۔ | ۱۴۸ | پختہ قبریں بنانا منع ہے۔ | ۱۲۵ | اچھی شہادت سے جنت واجب |
| ۱۵۴ | گولنا صبر اجر کا باعث ہے۔ | ۱۴۹ | لحد اور شق دونوں جائز ہیں۔ | " | ہو جاتی ہے۔ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|---|-----|---|
| ۱۸۶ | اشرفوں کو ہدیہ لینا حرام ہے۔ | ۱۶۹ | نابالغ بچے کی شرط کیوں ہے۔ | ۱۵۴ | بچوں کی وفات پر |
| ۱۸۷ | زکوٰۃ ناما جائز کام کا وسیلہ ہے وہ بھی ناجائز ہے۔ | ۱۷۰ | تقریرت کرنا سنت ہے۔ | ۱۵۶ | جنت |
| ۱۸۸ | تقریر اور تجارت مشروط طور پر منع ہیں۔ | ۱۷۱ | پرانی مصیبت پر بھی اجر ملتا ہے۔ | ۱۵۷ | مومن کو اپنے اہل و عیال کے |
| ۱۸۹ | مطلق مال جمع کرنا منع نہیں ہے۔ | ۱۷۲ | معمولی مصیبت پر بھی اللہ پڑھو | ۱۵۸ | بہنہ اجازت کا بھی اجر ملتا ہے۔ |
| ۱۹۰ | زکوٰۃ پوری طرح ادا کرنی چاہیے۔ | ۱۷۳ | صبر کی فضیلت | ۱۵۹ | کائنات کی ہر چیز میں اور اک ہے۔ |
| ۱۹۱ | حساب میں خود برو نہ کرنا چاہیے۔ | ۱۷۴ | حرام چیزوں کے مبادیات سے بھی | ۱۶۰ | آنحضرت کی وفات کا ہر مسلمان کو اجر |
| ۱۹۲ | غریب شعیب کی سدا کی بحث | ۱۷۵ | مشرک کے لئے دعا نہ کی جائے۔ | ۱۶۱ | ملتا ہے۔ |
| ۱۹۳ | زکوٰۃ اس پر ہے جس پر سال گذر جائے۔ | ۱۷۶ | دعا کے لئے سماع شرط نہیں ہے | ۱۶۲ | میت والوں کے لئے کھانا پکانا |
| ۱۹۴ | صاحب نصاب سال سے پہلے بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔ | ۱۷۷ | قبرستان جانے کے صحیح مقصد | ۱۶۳ | صحابہ کرام کے اخلاق |
| ۱۹۵ | سانپ ہاتھوں کو کیوں چبائے گا۔ | ۱۷۸ | قبرستان میں دعا کس طرح کرنی چاہیے | ۱۶۴ | دعا اور نستانہ قسم کا ہے۔ |
| ۱۹۶ | مصریح ظلم برداشت نہ کرنا چاہیے۔ | ۱۷۹ | حدوتوں کو قبرستان جانا منع نہیں ہے | ۱۶۵ | جعفر کے گھر نوحہ ہوا تو آنحضرت نے روکا۔ |
| ۱۹۷ | زکوٰۃ عین مال سے فرض نہیں | ۱۸۰ | حدوتوں کو قبرستان نہ جانا چاہیے۔ | ۱۶۶ | نوحہ کبیرہ گناہ ہے۔ |
| ۱۹۸ | غلام سونے اور چاندی کا نصاب | ۱۸۱ | احتراما پروردہ کرنا | ۱۶۷ | نوحہ کرنا شیطانی کام ہے۔ |
| ۱۹۹ | غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ | ۱۸۲ | زکوٰۃ کا معنی کیا ہے۔ | ۱۶۸ | عبداللہ بن رواحہ کا ایک عجیب واقعہ |
| ۲۰۰ | زکوٰۃ عین مال سے فرض نہیں۔ | ۱۸۳ | حضرت معاذ کا حکومت میں پر جانا | ۱۶۹ | اسلام دین فطرت ہے۔ |
| ۲۰۱ | بعض اصطلاحات کی تشریح | ۱۸۴ | ظلم بہر حال بدترین چیز ہے۔ | ۱۷۰ | فاطمہ بنت حسین کا ایک واقعہ |
| ۲۰۲ | زکوٰۃ لینے والا اگر عجیب وار چیز ہے۔ | ۱۸۵ | زکوٰۃ نہ دینے والے کا حشر | ۱۷۱ | جہادیت کے نوحہ کی صورت |
| ۲۰۳ | بک الگ آدمی اکٹھے نہ ہوں۔ | ۱۸۶ | پانی پلانے کے دن اونٹوں کا دودھ صدقہ کرنا | ۱۷۲ | حیر اسلامی اجتماع میں جانا منع ہے |
| ۲۰۴ | زکوٰۃ کی ادائیگی میں حیلہ نہ کیا جائے۔ | ۱۸۷ | قیامت کے دن کی لمبائی | ۱۷۳ | مومنوں کے بچے جنتی ہیں۔ |
| ۲۰۵ | زکوٰۃ کی رقم حصہ کے مطابق ادا کی جائے۔ | ۱۸۸ | گھوڑوں میں زکوٰۃ کا مسئلہ | ۱۷۴ | حیر اسلامی اجتماع میں جانا منع ہے۔ |
| ۲۰۶ | وفینہ میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ | ۱۸۹ | گدھے کی زکوٰۃ کیا ہے۔ | ۱۷۵ | مومنوں کے بچے جنتی ہیں۔ |
| | | ۱۹۰ | ایک حدیث کے مختلف طریق | ۱۷۶ | نابالغ بچے ماں باپ کی سفارش کرنا |
| | | ۱۹۱ | بچاس ہزار سال کی کارگذاری | ۱۷۷ | گے |
| | | ۱۹۲ | صلوٰۃ کا اصطلاحی استعمال | | |

| | | | | | |
|-----|--|-----|-------------------------------------|-----|----------------------------------|
| ۲۲۷ | کام کی اجرت بیت المال سے لینا | ۲۱۳ | سفید پوشی سبزیوں کا خیال رکھو | ۲۰۱ | گائے کی زکوٰۃ کا نصاب |
| " | جائز ہے۔ | ۲۱۴ | سادات کو محکمہ زکوٰۃ کی ملازمت | ۲۰۲ | کوٹے جانور زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں |
| " | انتہائی بد قسمت آدمی | " | بھی حرام ہے۔ | " | زکوٰۃ لینے والے کو ہدایات |
| ۲۲۸ | طبع سے محتاجی بڑھتی ہے۔ | " | تمذرت آدمی کو زکوٰۃ لینا جائز | " | سبزیوں کی زکوٰۃ کس طرح ہے۔ |
| ۲۲۹ | نیک کاموں میں تعزیر خرچ کیا جائے | " | ہے یا نہیں | ۲۰۳ | زکوٰۃ کن کن چیزوں میں ہے۔ |
| " | آنحضرت کی سخاوت کا بیان | ۲۱۵ | حجۃ الوداع کیوں نام حرام۔ | " | ترخص کی زکوٰۃ خشک جنس سے |
| ۲۳۰ | نیک کاموں میں خرچ نہ کرنے سے | ۲۱۶ | عرفانہدق کے تقویٰ کا ایک منظر | " | سے لیا جائے |
| " | برکت اٹھ جاتی ہے۔ | " | تین آدمیوں کو مانگنا جائز ہے۔ | ۲۰۴ | زکوٰۃ بڑی احتیاط سے لی جائے |
| ۲۳۱ | سخی اور نجیل کی مثال | ۲۱۸ | ناجائز مانگنے والا بھی ہے۔ | " | انگڑہ سے زکوٰۃ لے لی جائے۔ |
| " | خرچ کی ابتدا گھر سے ہونی چاہیے | " | مانگنے والا قیامت کو بد شکل ہوگا | ۲۰۵ | شہد کی زکوٰۃ کا بیان |
| " | سخی اور نجیل کی ایک اور مثال | ۲۱۹ | سوال میں فصد نہ کیے | " | زہد میں بھی زکوٰۃ ہے۔ |
| ۲۳۲ | امام ہدی کے وقت کے حالات | " | مانگنے سے محنت کر لینا بہتر ہے | ۲۰۶ | سامان تجارت پر بھی زکوٰۃ ہے۔ |
| " | کونسا صدقہ افضل ہے۔ | ۲۲۰ | خواہش نفس سے لینا بہت برا | ۲۰۷ | سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں |
| ۲۳۳ | نیکی کے سارے کاموں کی طرف | " | توجہ کریں۔ | ۲۰۹ | ایک حدیث کی تحقیق |
| " | مومن نجیل اور بد خلق نہیں ہوتا۔ | ۲۲۱ | تنگدستی میں صبر کرنا مانگنے سے بہتر | " | صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا |
| ۲۳۴ | حضرت زینب کے فضائل | " | ہے۔ | " | کیا جائے |
| ۲۳۵ | حلال مال کی برکت | " | بغیر خراش کے مال مل جائے تو | " | صدقہ فطر نصف صاع گندم ہے۔ |
| ۲۳۶ | صدقہ سے مشقت کم ہو جاتی ہے | ۲۲۲ | دو نغمہ بیت المال سے امداد نہ | ۲۱۱ | معمولی گری پڑی چیز کھا لینی جائز |
| ۲۳۷ | بخل سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں | " | ہے | " | ہے۔ |
| ۲۳۸ | حقیقی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف | ۲۲۴ | سوال کر سکتا | " | زکوٰۃ کن کن حرام ہے۔ |
| ۲۳۹ | ہوتی ہے۔ | ۲۲۵ | آنحضرت کے ہاتھوں کی برکت | " | صدقہ میل پھیل ہے۔ |
| " | دنیا داروں کا ایک مشہور مقولہ | ۲۲۶ | جمود سوال کرے تو نیک لوگوں سے | ۲۱۲ | صدقہ اور ہدیہ کا فرق |
| " | انسان عموماً تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے | " | کرے | " | چیز کی صنعت بدلنے سے اس کا حکم |
| | | | | | بدل جاتا ہے۔ |
| | | | | | ہدیہ کا معاوضہ ہدیہ ہدیہ پر نہیں |
| | | | | | ہدیہ واپس نہ کرنا چاہیے۔ |

کِتَابُ الْجَنَائِزِ

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَثَوَابِ الْمَرِيضِ

الفصل الأول

۱- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفَلُوا الْعَانِي دَوَاةَ الْبُخَارِيِّ.

کتاب الجنائز

بیمار پر پیسی اور بیماری کے ثواب کا بیان

فصل اول

۱- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ بیماروں کی بیماری پر پیسی کرو۔ اور قیدیوں کو آزار دو کرو۔ اسے بخاری نے روایت کیا۔

بیمار پر پیسی اللہ اس کو نسانی نے روایت کیا ہے۔ اور بیمار پر پیسی کی فضیلت میں صحابہ کی ایک جماعت سے احادیث مروی ہیں اور احتمال ہے کہ بیمار پر پیسی کا حکم وجوب کے لئے ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ کہ بیمار پر پیسی کرنا واجب ہے۔ لیکن جمہور اسکو مستحب کہتے ہیں۔ معمولی بیماریوں میں عیادت نہیں ہے۔ مثلاً۔ نزلا۔ زکام۔ آنکھ دکھنا وغیرہ مستحب ہے۔ کہ بیمار پر پیسی کے وقت مریض کو صحت کی دعا دی جائے۔ کہ اللہ تجھے شفا دے۔ ان قیدیوں کو چھڑانا ضروری ہے۔ جو ناخلف قید میں ہوں یا امیر اس کے قدر کے متعلق فیصلہ کر دے۔ یا کسی ضمانت میں گرفتار ہوں۔ بھوکے کو کھانا کھلانا بہر حال نیکی ہے لیکن اس میں اگر ہو سکے تو مدارج کو ملحوظ رکھے۔ کافر کے مقابلہ میں مسلمان کو ترجیح دے اور فاسق و فاجر کے مقابلہ میں متقی پر ترجیح کو۔ دوسرے حیوانات کے مقابلہ میں انسان کو ترجیح دے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور جانوروں میں حلال جانوروں کو حرام پر ترجیح دے۔

۲۲۔ عَنْ ابْنِ مَرْزُوقَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ قِيلَ مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا الْقَيْتُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَإِذَا دَعَاكَ فَاجِبْهُ وَإِذَا اسْتَضْحَكَ فَانصُرْ لَهُ وَإِذَا عَطَسَ فَمِدِّ اللَّهُ فَسَمِّمْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعَلِّمْهُ وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ وَإِذَا مَسَّكَ

۲۴۔ وَعَنِ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَهِيَ نَاعِنٌ سَبْعٌ أَهْرَبْنَا بِعِيَادَةِ

۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ بیمار پر کسی کرنا۔ جنازہ پڑھنے کے لئے جانا۔ اور دعوت کا قبول کرنا۔ اور چھینکنے والے کا جواب دینا۔ متفق علیہ۔

۳ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو اسے ملے۔ تو اسے سلام کہہ۔ اور جب تجھے بلائے۔ تو اس کے پاس جا۔ اور جب تجھ سے چیز خواہی چاہیے۔ تو اس کی خیر خواہی کر۔ اور جب چھینکے اور اٹھد کہے۔ تو تو اس کا جواب دے۔ اور جب بیمار ہو جائے۔ تو تو اس کی بیمار پرسی کر۔ اور جب فوت ہو جائے۔ تو اس کی تجہیز و تکفین کر اور جنازہ میں شامل ہو اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۴ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا حکم دیا۔ اور سات باتوں

۱۵ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے بعد ابی ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ اور اس میں یہ زیادہ ہے۔ کہ اگر تجھ سے خیر خواہی چاہے۔ تو اس کی خیر خواہی کر۔ اور ہر مسلم والی حدیث ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔ اور براء بن عازب کی حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا ہے۔ اور براء کی حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اس میں یہ دو چیزیں زیادہ ہیں۔ کہ معلوم کی مدد کرنا اور قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنا۔ اور حدیث کے الفاظ سے فقہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقوق جو مسلمانوں کے ایک دوسرے پر ہیں۔ واجب ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے ہر ایک کی حیثیت الگ الگ ہے۔ ابتدا سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے۔ اور میلہ پر کسی اکثر کے نزدیک سنت ہے۔ اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ اور جنازہ کے پیچھے جانا واجب ہے۔ اور اسی طرح دعوت کا قبول کرنا بھی سنت ہے خواہ وہ غیر کی دعوت ہو۔ یا کوئی اور بشرطیکہ اس دعوت میں شرعاً یا مانع نہ ہو۔ اور چھینکنے والے کا جواب بھی سنت ہے۔ ابو ہریرہ کا مرفوع حدیث میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو کہے الحمد للہ۔ علی کل حال اور اس کا جواب اسکو جواب میں کہے۔ یہ حکم اللہ جب وہ اس کو جواب دے تو وہ پھر اس کو جواب دے۔ یہ حدیث اللہ و صلح بالکم اور قسم پوری کرنا مطلب ہے کہ اگر کوئی (مافی بر صغیر استفہ)

الرَّیضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِرِ وَتَشْمِيتِ الْعَالِيسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي وَابْرَادِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ
وَنَهَانِ عَزَّ خَاتِمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالذَّبَابِجِ وَاللَّبَنَةِ وَالْحَمَاءِ وَالْقَصِي وَالنَّبِيَةِ الْفِضَّةِ
وَفِي رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَإِنَّ مَنْ شَرِبَ فِيهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيهَا فِي الْآخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
۵: - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَلَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَنْزِلْ
فِي حُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ رِوَاةٌ مُسَلِّمَةٌ

۶: - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا بَنَ
آدَمَ مَرَضْتُ فَلَمْ تَعُدَّنِي قَالَ يَلَيْتُ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدًا فُلَانٌ
مَرِضٌ فَلَمْ تَعُدَّهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدَّتَهُ لَوْجَدْتَنِي عِنْدَ كَايَا بَنِ آدَمَ سَتَطَعْنُكَ فَلَمْ تَطْعَمْنِي

سے روکا۔ آپ نے ہم کو حکم دیا۔ مرض کی بیماری پر سی کا۔ جنازے کے پیچھے جانے کا۔ اور چسکنے والے کو جواب دینے کا۔ سلام کا جواب دینے کا۔ بلانے والے کی آواز کو قبول کرنا۔ قسم اٹھانے والے کی قسم کو پورا کرنے کا۔ اور مظلوم کی امداد کرنا۔ اور ہم کو رد کا۔ سونے کی انگوٹھی سے۔ دیشی کپڑے پہننے سے۔ اٹھس سے اور لاپے کے کپڑے سے اور سرخ زین پوش اور گدوں سے اور قس کے ریشمی کپڑوں سے اور چاندی کے برتنوں سے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ چاندی کے برتنوں میں پینے سے جو ان برتنوں میں دنیا میں پئے گا۔ وہ آخرت میں نہ پئے گا۔ متفق علیہ۔

۵ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان آدمی جب تک کسی مسلمان کی بیماری میں رہے۔ وہ واپس آنے تک جنت کے میووں میں ہونا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تو تو نے میری بیماری پر سی نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تیری بیماری پر سی کیسے کرتا۔ تو تو سب جہانوں کا رب ہے۔ کہہ گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ اور تو نے اس کی بیماری پر سی نہ کی۔ اگر تو اس کی بیماری پر سی کرتا تو مجھے اس کے پاس پادیتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا لگا۔ تو نے مجھ کو کھانا نہ دیا۔ وہ کہے گا۔ میں تجھے کیسے کھانا دیتا۔ تو تو سب جہانوں کا رب ہے کہہ گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا لگا تھا۔ تو نے اس کو کھانا نہ دیا۔

احاشیہ صفحہ گذشتہ آدمی کہے کہ خدا کی قسم جب تک تو میرا یہ کام نہ کرے گا۔ میں تیرا بیچھانہ چھڑوں گا۔ تو اگر اس سے ہو سکے تو اس کی قسم کو پورا کر دے۔ اور مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ اگر قوت سے ہو سکے۔ تو فیہا درد نہ زبان سے مظلوم کی حمایت کرے استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ اور دہریاج باریک ریشم اور مشرہ کا معنی ہے۔ زین پوش۔ سروج اور قسی مشہوروں کی طرف منسوب

قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَطْعَمَكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَاعِلَتْ أَنْزَلْتُ عَلَيْكَ عَبْدِي فَلَنْ فَلَمْ يَطْعَمْهُ
 أَمَاعِلَتْ أَنْتَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَهُ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تُسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ
 كَيْفَ اسْقَيْتُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فَلَنْ فَلَمْ تُسْقِنِي أَمَّا أَنْتَ لَوْ سَقَيْتَهُ
 وَجَدْتَهُ ذَلِكَ عِنْدِي رَدَاةً مُسَلِّمًا

۷ :- وَعِنَ بِنِ عَبَّاسِ أَنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَجُودُهُ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى
 مَرِيضٍ يَجُودُهُ قَالَ لَأَبَاسٌ ظَهُورَانُ شَاءَ اللَّهُ فَقَالَ لَدَلَّ أَبَاسٌ ظَهُورَانُ شَاءَ اللَّهُ قَالَ كَلَّابِلُ
 حَتَّى تَمُوتَ عَلَى شَيْءٍ كَبِيرٍ تُزِيرُ بِهِ الْقُبُورَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَا دَاكَ الْبُخَّارِيُّ -

دے دیتا۔ تو تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اسے آدم کے بیٹے۔ میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ تو نے مجھ کو پانی نہ دیا کچھ گا۔ اے میرے
 رب میں تجھے کیسے پلاتا۔ تو تو سامنے جہانوں کا رب ہے۔ وہ کہے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ تو نے اسکو
 پانی نہ پلایا۔ کیا تو نے نہ جانا۔ اگر تو اسکو پانی پلا دیتا۔ تو اسکو میرے پاس پالیتا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچہ کی بیماری پر ہی کو آئے۔ اور آپ کی عاتق
 مبارک تھی۔ کہ جب بیمار کو پوچھنے کے لئے جاتے۔ تو فرماتے۔ کچھ درد نہیں۔ انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں کو پاک کر دے گی۔ اسکو بھی یہی
 کہا۔ --- کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں کو پاک کر دے گی۔ وہ کہنے لگا۔ بالکل نہیں۔ ایک بڑھ کھوسٹ پر
 بخار جوش مار رہا ہے۔ اور یہ بخار اس کو قبروں کی زیارت کرائے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا بچہ ہی ہے۔ اسکو بخاری
 نے روایت کیا

۹ اس حدیث کو خذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور میں تیرا بیمار پر کیسے کرنا کا مطلب ہے۔ کہ تو بیمار ہی کب ہوتا ہے۔ بیماری تو عاجزی کا
 نشان ہے۔ اور تو عاجز نہیں ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو طرح طرح کی مشکلات اور مصائب میں جو مبتلا
 کرتے ہیں۔ تو وہ یا تو گناہوں کے کفارہ کے لئے ہوتا ہے۔ یا درجات کی بلندی کے لئے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ کہ اپنے کسی بندے
 کو خواہ مخواہ بے ضرورت کسی بیماری یا دکھ یا غم یا مصیبت میں مبتلا کریں۔ ۱۲

۱۰ بیماری سے گناہ کا کفارہ
 ۱۱ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے اطلاع دیتا ہوں یہ بخار تجھ کو تیرے گناہوں سے پاک کر دے گا۔ اور تو اس تکلیف کی شدت پر صبر کر۔ اور تو نے جانا ہی
 ہی ظاہر کی ہے۔ تو پھر جیسے تیرا عیال ہے۔ ویسا ہی ہوگا یہ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا۔ اس حدیث میں دلیل ہے۔ کہ خلیفہ کو بھی چاہیے
 کہ عوام کی بیماری پر ہی کے لئے جائے۔ خواہ وہ کوئی عزیز بدو ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ بھی دلیل ہے۔ کہ مریض کو بیمار پر ہی کرنا والے کی نصیحت

۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى مِنَ النَّاسِ مَسَّحَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ وَأَشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لِشَفَاءِ الْأَشْفَاءِ لِكَيْفَ لَا يُعَادِرُ شِفَاءُ مَنْ مَسَّحَ عَلَيْهِ
 ۹۔ وَعَنْهَا قَالَتْ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جَرَمٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا صَبِغِ لِي سِيمَ اللَّهِ تَرْبَةً أَرْضْنَا بِرَبِّيَةٍ لِيُغْفِرَ لَنَا بِرَبِّيَةٍ سَقِيمْنَا يَا ذَنِّبْنَا مُنْفَقًا عَلَيْهِ۔

۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب ہم میں سے کسی آدمی کو کوئی تکلیف ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کی جگہ پر ہاتھ پھیرنے اور کہتے۔ اے لوگوں کے رب بیماری کو لے جا۔ اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا جس کے بعد کچھ بیماری نہ رہے۔ متفق علیہ

۹ اور اہنی سے روایت ہے کہ کہا جب کسی آدمی کا کوئی عضو درد کرتا یا کوئی پھوٹا ہوتا یا کوئی زخم ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسپر انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور فرماتے اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کی تنوک کے ساتھ خدا کے حکم سے ہمارے بیماروں کو شفا دیتی ہے۔

کو قبول کرنا چاہیے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے۔ وہ بدود و سرے دن مر گیا۔ ۱۲۔

کو نسا دم اور تعویذ جائز ہے (حاشیہ صفحہ ۱۱۱) اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ بیماری کے مقام پر فال کے طور پر پھیرنے کہ جس طرح ہاتھ پھیرنے سے جگہ صاف ہو جاتی ہے اس طرح بیماری بھی اس جگہ سے صاف ہو جائے اور یہ جو فرمایا کہ تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں۔ اس کا یہ مطلب یہ ہے کہ علاج معالجہ سے بھی اگر کبھی صحت ہوتی ہے۔ تو وہ بھی تیری طرف سے ہی ہے۔ کیونکہ اگر تو اس میں شفا نہ رکھے تو علاج بیکار ہے جاننا چاہیے کہ آئندہ کی حدیثوں میں دم کرنے جھڑ پھونک کرنے تعویذ گلے میں لگانے کے متعلق مختلف حدیثیں آ رہی ہیں۔ کسی میں ہے کہ آپ نے خود دم کیا۔ کسی بچے کے گلے میں لکھ کر کچھ کلمات ڈال دیے۔ اور بعض حدیثوں میں ان کی منافعت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں اصل یہ ہے کہ اگر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث شریف کوئی دعا یا اور کوئی دعا (جس کے معنی معلوم ہو سکیں۔ اور ان میں کوئی کفر یا شرک کا کلمہ نہ پایا جلتے) ہو تو اس کو کھکھکے میں لگانا بھی جائز ہے۔ اور اس کو پڑھ کر پھونک مارنا بھی ناجائز ہے۔ اور دوسری چیز یہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جو دم یا تعویذ جائز ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہ عقیدہ بھی منع ہے۔ اور پڑھ کر پھونک مارنا بھی ناجائز ہے۔ اور دوسری چیز یہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جو دم یا تعویذ جائز ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ یہ موثر حقیقی ہیں۔ اگر ایسا اعتقاد رکھے گا۔ تو پھر بھی لازم ہو جائے گا۔ بلکہ عقیدہ بھی رکھے۔ کہ موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی نالت ہے۔ تو اس میں تاثر پیدا کرے۔ چاہے تو نہ کرے۔

۱۰۔ وَعَمَّا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمَعْوَذَاتِ وَمَسَّحَ بِهَا بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعُ الدُّنْيَى تَوَفَّى فِيهِ كُنْتُ أَنْفَثُ عَلَيْهِ بِالْمَعْوَذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفَثُ وَأَسْمَحُ بِهَا
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَتَّفَقُ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةِ لِسْمِ قَالَتْ كَانَ إِذَا مَرَضَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ نَفَثَ
عَلَيْهِ بِالْمَعْوَذَاتِ -

۱۱۔ وَعَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ اشْتَكَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا جِدًّا فِي جَسَدِهِ
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيذَكَ عَلَى الذَّنْبِيِّ يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ
تَلْثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَادِثُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَأَذْهَبَ
اللَّهُ مَا كَانَ بِي نَفَاةً مُسَلِّمًا
۱۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ جَبْرِيْلَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ

۱۰ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ معوذات پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے اور ہاتھوں کو بدن پر پھیرتے۔ جب آپ آخری بیماری میں مبتلا ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر پھونکتی اور آپ کے ہاتھوں کو ان کے جسم پر پھراتی۔ متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا۔ جب آپ کے اہل بیت میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تھا۔ تو اسکو معوذتین پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

۱۱ عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ان دردوں کی شکایت کی۔ جو ان کے جسم میں رہتی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ اپنا ہاتھ درد کے مقام پر رکھو۔ اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو۔ اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو۔ میں اللہ تعالیٰ کے علیہ اور قدرت کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس برائی سے جو میں پاتا ہوں۔ اور جس سے میں ڈرتا ہوں عثمان نے کہا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیفوں کو دور کر دیا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا
۱۲ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ

معوذتین کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا۔ اسکو ترمذی کے سوا اہل سنن اور مالک نے بھی روایت کیا ہے اور آنحضرت جب دوسروں کو بھی جب دم کرتے تو اسی طرح کرتے تھے کہ معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے۔ پھر ہاتھ اس کے جسم پر پھیر دیتے۔ اور سونے وقت بھی آپ معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے۔ ۱۲
کسی سے تکلیف کا اظہار کرنا جائز ہے۔ لہذا ان کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی تکلیف

فَقَالَ لَعَمْرُ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْبِقُكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْعَيْنَ حَاسِدٍ اللَّهُ
يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْبِقُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ لِعَبْدٍ كَمَا
يَكَلِّمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَأَمَّةٍ وَيَقُولُ إِنَّ أَبَاكَ مَا كَانَ يُعَوِّذُ
بِهَذَا السَّبْعِ فَأَسْحَقَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْكُتُبِ الْمَصَابِيحِ بِهَا عَلَى لَفْظِ التَّنْبِيَةِ.

۱۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِيبْ مِنْهُ
رَدَاةُ الْبُخَارِيِّ.

۱۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ لَصَبٍ
وَلَا وَصَبٍ وَلَا فِمْ وَلَا حُزْنٍ وَلَا آذَى وَلَا تَمِّ حَتَّى الشُّوْكَانِ بَيْنَهُمَا إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ بِهِمَا مِنْ خَطْبَاءِهَا مُنْجَلٍ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہیں۔ تو جبرائیل نے پڑھ کر دم کیا۔ اللہ کے نام سے میں تجھ کو دم کرتا ہوں
ہر اس چیز سے جو تجھے تکلیف دے۔ اور ہر آدمی کی برائی سے اور حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے اللہ تجھے شفا دے۔ میں اللہ
کے نام سے تم پر انہوں پڑھتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ
تعالیٰ کی پناہ میں ان الفاظ سے دیتے۔ میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ہر شیطان اور
مذبی جانوروں سے اور ہر ایک نظر لگانے والی آنکھ سے اور فرمانے ہمارے باپ حضرت ابراہیم ان کلمات سے اٹھیل
اور اسحاق کو پناہ میں دیا کرتے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور مصابیح کے اکثر نسخوں میں بہا کی بجائے کی بہا کا لفظ ہے
یعنی تشبیہ کا لفظ۔

۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا
ارادہ کرتے ہیں۔ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۵۔ ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن آدمی کو جو بھی مصیبت
تھکاوٹ غم فکر، درد اور رنج پہنچتا ہے۔ اسکے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر
اسے کوئی کاٹا بھی لگے۔ تو اس کے عوض بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ متفق علیہ۔

دقیقہ صفحہ چالیس گزشتہ کا اس آدمی سے اظہار کرنا جس کی دعا سے برکت کا حصول مطلوب رہتا جائز نہیں ہے۔

۱۶ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْكُ فَنَيْسْتُ يَدَيْ فَنُفِثْتُ بَارِسُورَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَوَعَّكَ وَعَكَاشِدُ بَدَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلُ لِي أَوْعَكَ كَمَا يُوَعُّكَ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَنُفِثْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ لَكَ بَعْرَيْنِ فَقَالَ أَجَلُ ثُمَّ قَلَّ مَلَمِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُ آذَى مِنْ فَرْضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا حَطَّ الشَّجَرُ وَرَفَّهَا مَنَفَقٌ عَلَيْهِ
 ۱۷ :- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا لَوْ جَرَّ عَلَيْهِ شِدَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَفَقٌ عَلَيْهِ

۱۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ کو ہانک لگایا۔ اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول آپ کو بڑا سخت بخار آتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تمہیں سے دو آدمیوں کے برابر بخار آتا ہے۔ میں نے عرض کیا کیا اس نے آپ کیلئے دگنا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا جس مسلمان کو بھی کئی بیماری کی تکلیف یا اس کے سوا کوئی اور تکلیف پہنچے۔ اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گما دیتے ہیں۔ جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔ متفق علیہ۔

۱۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کبھی کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تکلیف ہونے نہیں دیکھی متفق علیہ۔

رحاشیہ صفحہ گذشتہ: اس حدیث کو الہدائد اور نسائی نے بھی ایسوم والیہ میں روایت کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلمات کو پورا اس لئے کہا کہ ان میں کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ نہ نقلی نہ معنوی اور ہر شیطان کے ماتحت جی شیطان بھی آگے اور انسان

میں سے شیطان بھی

بیماری کفارہ گناہ ہے۔ لہٰذا اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر معیبت کے سافقہ اگر صبر

بھی شامل ہو جائے۔ تو وہ معیبت گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اور درجے بھی بلند ہوتے ہیں۔ اور اگر معیبت میں صبر نہ ہو۔ البتہ ناجائز ہے بلکہ

بھی نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا وسیع ہے۔ لیکن اس کا مرتبہ پہلے سے کم ہے۔ اور اگر کوئی بے صبری کرے تو اسکو کچھ بھی اجر نہیں ملتا ۱۲۸۔

بیماری سے درجات کی بلندی لہٰذا اس کو ترمذی نے بھی ابو سعید سے روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

مومن کو معیبت کے بدلے گناہوں کی بخشش کا بدلہ ملتا ہے۔ جتنی بڑی معیبت ہوگی۔ اتنا بڑا گناہ بخشا جائے گا۔ اور صبر کا اجر درجات کی

بلندی ملے گا۔ یعنی معیبت سے گناہ مٹتے ہیں۔ اور صبر سے درجات بلند ہوتے ہیں ۱۲۰۔

انبیاء کی بیماری سخت ہوتی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب

یہ ہے کہ مومن کو کئی نہ کوئی بیماری آتی رہتی ہے۔ یہاں درد سے مراد بیماری ہے۔ اور مطلب یہی حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ جو کہ آپ کا مرتبہ

سب سے بلند ہے۔ اس لئے سختی بھی آپ پر سب سے زیادہ آتی ۱۲۔

۱۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَافَتَيْ وَذَاتَيْ فَلَأَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا أَبَدًا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۹۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّخْلِ مِنَ الْمَرْزُوقِ تَقْبِيهَا الرِّيحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِي لَهَا أُخْرَى حَتَّى يَأْتِيَ أَجَلَهُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْدَةِ الْجَدِيدِ الَّتِي لَا يَصِيبُهَا شَيْءٌ حَتَّى يَكُونَ إِجْعَافُهَا مَرَّةً وَوَاحِدَةٌ مَسْفُوقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَنْزَلُ الرِّيحُ تَبِيدُهُ وَلَا يَنْزِلُ الْمَوْمِنُ يَصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْدَةِ لَا تَقْتَرُ حَتَّى تُتَخَصَّدَ مَسْفُوقٌ عَلَيْهِ.

۲۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَكَ

۱۸۔ انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میری کمرشلڈی اور میرے سینے پر ہوئی تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے بھی موت کی سستی کو برا نہیں سمجھتی۔ اسکو بخاری کے روایت کیا۔

۱۹۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی مثال سنبری کی نرودازہ شان کی طرح ہے کبھی اسکو ہوا میں جھکا جاتی ہیں اور کبھی سیدھا کر جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اسکی موت آجاتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے مفلطہ درخت کی طرح ہے۔ کہ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ ادودہ ایک ہی دفعہ کھر جاتا ہے۔ متفق علیہ

۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی مثال کھیتی کی طرح ہے۔ کہ ہوا میں اسے جھکا کر رہتی ہیں۔ اسی طرح مومن کو بھی مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ کبھی نہیں جھکا۔ یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ متفق علیہ

۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے پاس آئے۔ وہ تپ کے نرہ میں کانپ رہی تھی۔

مومن کو تکالیف آتی رہتی ہیں۔ (حاشیہ مقررہ) اسکو سنائی نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مومن کو کوئی نہ کوئی بیماری آتی رہتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا قفاہ ہو جائے۔ اور آخرت میں پاک صاف پیچھے۔ اور منافق کی مصیبت بہت ہی کم ہوتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہ محفوظ رہیں۔ اور آخرت کی چوڑی سزا چلے۔ ۱۲۔

۲۲۔ جابر کی حدیث میں ہے۔ کہ قبائلوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ پہاڑ

تَذْرِفِينَ قَالَتِ الْعُمَىٰ لَأَبَارِكَ اللَّهُ فِيهَا فَقَالَ لَا تَبْتَئِي الْعُمَىٰ وَإِنَّمَا تَذْهَبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا
يُذْهَبُ الْبُكَرُ حَبَّتِ الْعَبِيدُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
۲۲۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ
كُنْتُ لَكَ بِئْسَلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَبِيحًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
۲۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ شَهَادَةٌ كُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

آپ نے فرمایا کیوں کاتب رہی ہو۔ کہنے لگیں۔ بخار ہے۔ اللہ اس کو برکت نہ دے۔ آپ نے فرمایا۔ بخار کو گالی نہ دو۔ یہ تو آدم کے بیٹوں کے گناہ ختم کر دیتا ہے۔ جیسے کہ بھٹی کو ہے کی میل کھیں گو دور کر دیتی ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بندہ بیمار ہو۔ یا مسافر ہو تو اس کے اعمال نامہ میں وہ عمل لکھ دیئے جاتے ہیں۔ جو وہ صحت یا اقامت کی حالت میں کرتا تھا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔
۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کی شہادت ہے۔ متفق علیہ۔

علقہ میں بخار بہت زیادہ رہتا ہے۔ دوا فرمائیے۔ کہ اسکو اللہ تعالیٰ دور کر دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم کہو تو میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو حد کر دیں گے۔ اور اگر ہا ہو تو اسے رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ وہ کہنے لگے۔ پھر بخار کو رہنے دیجیے۔ اسکو احمد اور ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بخاری آدم کو اس طرح گن ہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ جیسے بھٹی کو ہے کی میل کھیں کر

دور کر دیتی ہے۔ ۱۲

نیک آدمی کو بیماری میں پورا ثواب ملے (صاحب معنی ہذا) اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ایک روایت بخاری یا مسافر کے ساتھ بڑھے کے لفظ بھی آئے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جب بندے سے بیماری یا سفر یا بڑھاپے کی وجہ سے نقلی عبادت نہ جاتے۔ تو جو عبادت وہ جو اتنی اقامت اور صحت کی حالت میں۔ کرتا تھا۔ اسکا اجر اسکو ملتا رہتا ہے۔ کیونکہ اب وہ معذور ہے۔ اور فرائض بہر حال اسکو ادا کرنے پڑیں گے۔ خواہ بڑھاپہ یا مسافر یا بیمار ہاں بعدہ مریض اور مسافر کو چھوڑ دینے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کی قضا اسکو دینی ٹپسے کی جگہ شہداء کی قسمیں کون کوشی میں ملے احمد نے ابو اسید سے روایت کیا ہے۔ کہ میری امت کے لئے طاعون شہادت اور رحمت ہے۔ اور کافر کے لئے عذاب ہے۔ اور طاعون ایک زہر طامارہ ہے۔ جس سے دم پیدا ہوتی ہے۔ اور عموماً اس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ بعدہ بیماریا جس سے بھاگنے سے حدیث میں وعید آئی ہے۔ وہ ہر ایک دانت ہے۔ جس سے عام موت ہونے لگے۔ بیہوشی اور ابن ماجہ نے ان عمر سے اچھی سند سے روایت کیا ہے۔ کہ جب کسی قوم میں زنا اور بدکاری زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو ان میں طاعون یا ایسی بیماریاں عام ہوتی ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔ اس حدیث میں طاعون کو مسلمان کی شہادت کہا ہے۔ لیکن یہ مطلق نہیں۔ اس کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ہیں۔ اور اس سے

۲۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهِيدُ الْخَمْسَةُ الْمَطْعُونَ وَالْمَبْطُونُ وَالْخَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُمْ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونَ فَيَمُوتُ فِي بَلَدٍ صَابِرًا مُعْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ قِتْلٌ أَجْرُ شَهِيدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۶۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ رِجَالٌ أُرْسِلَ عَلَيْهِمُ الطَّائِفَةُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِمْ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِمْ

۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ طاعون زدہ، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، عرق ہونے والا، مکان یا دیوار سے مرنے والا۔ اور اللہ تعالیٰ کے رستے میں شہید ہونے والا۔ متفق علیہ

۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک عذاب ہے جس پر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اسکو بھیج دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ جب طاعون پھیل جائے۔ اور کوئی آدمی صبر سے ثواب کی نیت سے اپنے شہر ہی میں ٹھہرا رہے۔ اور یہ سمجھے کہ اسکو صرف وہی تکلیف پہنچے گی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں رکھی ہے۔ تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

۲۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا۔ یا ان لوگوں پر بھی جو تم سے پہلے تھے۔ جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل رہا ہے۔ تو وہاں نہ جاؤ۔

یہ لازم نہیں آتا کہ ایک کامل مسلمان ہو اور دوسرا فاسق فاجر لیکن فاسق طاعون سے مر جائے۔ تو وہ مومن کامل کے درجہ پر نہیں پہنچ سکے گا۔ اس لئے کہ شہادت کے بھی بی شمار درجات ہیں۔ ۱۲۰

شہادت کی موت (حاشیہ صفحہ ۷۵) اس حدیث کے ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں جو شہید لگتے ہیں۔ انکو شہادت کا مرتبہ اس لئے ملتا ہے۔ اس میں شدت الہم کی وجہ سے شہادت سے مشابہت ہو جاتی ہے۔ ان کے احکام دنیا میں فی سبیل اللہ سے علیحدہ ہیں۔ انکو غسل بھی دیا جائے گا۔ اور ان پر جنازہ کی نماز بھی ہوگی۔ البتہ آخرت میں ان کو شہیدوں کے ذمہ ہی میں

وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَادًا مِنْهُ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ
 ۲۷ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِذَا
 ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِجَبَّتِيهِ ثُمَّ صَدَرَ عَضْتُهُ مِنْهَا لِحْنَةً بِرِيْدٍ عَيْنِيهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

الفصل الثاني

۲۸ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا لِمَنْ يُسَلِّمُ يَعُودُ مَسِيلاً
 عُذَّةً الرَّحْمَةَ عَلَى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يَمْسِيَ وَإِنْ عَادَ عَشِيَّةً الرَّحْمَةَ عَلَيْهِ سَبْعُونَ
 أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خِرَافٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ
 ۲۹ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَةَ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ دَجَجٍ كَانَ يَعْثَقُ
 رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ

اور جب کسی علاقہ میں پھیل جائے۔ اور تم وہاں ٹھہرے ہوئے ہو تو طاعون سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ متفق علیہ۔

۲۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
 جب میں اپنے کسی بندے کو آنکھوں کی مصیبت میں مبتلا کروں۔ پھر وہ صبر کرے تو میں ان کے بدلے اس کو جنت دوں گا۔ اسکو
 بخاری نے روایت کیا۔

فصل روم

۲۸ حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو مسلمان کسی مسلمان کی
 بیمار پرسی کے لئے صبح کو جائے۔ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے رحمت کی دعا شام تک کہتے رہتے ہیں۔ اور اگر شام کو اس کی
 بیمار پرسی کرے۔ تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح تک رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ تیار
 ہو جاتا ہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۹ حضرت زید بن ارقم نے کہا کہ میری آنکھوں میں درد تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لائے تھے۔ اسکو ترمذی
 اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

بے صبر کو تکلیف پر ثواب نہیں ملتا (حاشیہ صوفیہ) اسکو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں بھی صبر
 کا شرط ہے بے صبر کو اجر نہیں ملے گا۔

۳۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاحْسَنَ الوُضُوءِ وَعَادَ خَاةَ الْمَسْلَمِ فَحَسِبَا بُوعِدَا مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِّينَ خَرِيفًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۳۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مَسْلِمًا فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا شَفِيَ الْآنَ يَكُونُ قَدْ حَضَرَ أَجَلَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۳۴۔ وَهَذِهِ آتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ مِنَ الْحَمِي وَمِنَ الْأَجْبَاعِ كُلِّهَا أَنْ يَقُولُوا لَيْسَ لِلَّهِ الْكِبِيرِ أَهْوَابٌ مِثْلُ الْعَظِيمِ مِنْ شَرِكِلِ عَرِي نَعْلَرٍ وَمِنْ شَرِحَرِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا يُعْرَفُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي هَيْمٍ ابْنِ اسْمَعِيلَ وَهُوَ يَضَعْفُ فِي الْحَدِيثِ.

۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وضو کرے اور اچھی طرح کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی ثواب کی نیت سے بیمار پر مری کرے۔ اسکو دوزخ سے سناٹھ سال کی مسافت تک دور کر دیا جائے گا۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پر مری کرے۔ اور سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ میں اللہ تعالیٰ بڑے سے جو بڑے عرش کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں۔ کہ وہ تجھے شفا بخشنے تو اگر اس کی موت کا وقت نہیں آچکا۔ تو اسے مزور شفا ہو جائے گی۔ اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں اور عیادوں کے لئے یہ دعا ان کو سکھایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بڑے کے نام سے میں اللہ تعالیٰ بڑے کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر ایک بوش مارنے والے کی رگ سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ یہ معنف ابوامیم بن اسمعیل کی روایت سے مروی ہے۔ اور وہ حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے۔

بیمار پر مری کے لیے وضو کرنا۔ (حاشیہ صفحہ ۶۸) ۱۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ بیمار پر مری میں وضو اس لئے مستحب ہے۔ کہ اگر بیمار کے لئے دعا کرے تو دعا جلدی قبول ہو۔ ۲۔ بیمار پر مری کے وقت دعا کرنا۔ ۳۔ اسکو نسائی ابن حبان اور حاکم نے صحیح روایت کیا ہے۔ اور یہ صحیح حدیث ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ بیمار پر مری کے وقت ان کلمات سے دعا کرنی مستحب ہے۔ اور ہمزہ ہے کہ سب سے معززین پڑھے۔ اور اس کے بعد یہ کلمات

۳۳۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اشْتَكَى مِنْ شَيْءٍ أَوْ اشْتَكَاهُ آخَرَ فَلْيَقُلْ رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحِمْتِكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحِمَتَكَ فِي الْأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَا نَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحِمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ فَيُبَارِئُ رَوَاةُ الْبُودَاوُدِ.

۳۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ بِجُودٍ مِنْ رِيضٍ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدًا لَكَ يَبْكَ لَكَ عَدُوًّا أَوْ عَمِيصِي لَكَ إِلَى جَنَازَةِ رَوَاةُ الْبُودَاوُدِ.

۳۵۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أُمَيَّةَ أَنَّهُمَا سَأَلَتَا عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ بُدُوًا مَاتِي فِي الْفَيْسِكِ أَوْ مَخْفُوعًا يَحْسِبُكَ بِهِ اللَّهُ وَعَنْ قَوْلِهِ وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِي بِهِ فَسَاءَتْ مَا سَأَلْتِي عَنْهَا

۳۳۔ حضرت ابو درد اد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس آدمی کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے بھائی کو کوئی تکلیف ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے۔ ہمارا رب وہ ہے۔ جو آسمانوں میں ہے۔ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ پاک ہے۔ پیر احکم آسمانوں اور زمینوں پر چلتا ہے۔ جیسی تیری رحمت آسمانوں میں ہے۔ اسی ہی رحمت زمین میں بھی فرما۔ ہمارے گناہ اور خطا میں معاف کر دے۔ تو پاک لوگوں کا رب ہے۔ اپنی رحمتوں میں سے رحمت نازل فرما۔ اور اپنی شفاؤں میں سے اس درد پر شفا دے۔ وہ تندرست ہو جائے گا۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی کی بیمار پرسی کیلئے آئے۔ تو یوں کہے۔ اے اللہ اپنے بندے کو شفا عطا فرما کہ میرے دشمنوں سے بہلو کرے یا کسی جنازہ کے لئے چلے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۳۵۔ علی بن ابیہر سے روایت کرتے ہیں کہ اسنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے اس قول کے متعلق سوال کیا تاکہ تم اپنے دل کی بات ظاہر کرو۔ یا اس کو چھپائے رکھو۔ اللہ تم سے اس کا حساب لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ جو آدمی

(بقدر سوز و گشتری) پڑھ کر چھوٹے۔ اور سات مرتبہ پڑھنے میں اشارہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتوں اعضاءے ریمہ کو شفا بخشنے۔ ۱۲۔
بیمار پرسی پر یہ دعا پڑھا کرے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث علامت کفر ہے۔ کہ بیمار پرسی کرنے والے کو بیمار کے پاس ان کلمات کا کہنا مستحب ہے۔ ۱۳۔
روحانی معجزہ نامہ اس کو حکم اہل نسا نے بھی ایوم وللید میں روایت کیا ہے یہ حدیث انتہائی دہجے کی ضعیف ہے۔

أَحَدًا مِّنْهُ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ مَعَابِتُهُ اللَّهُ الْعَبْدُ بِمَا يُصِيبُهُ مِنَ الْحَمَى وَالنَّكْبَةِ حَتَّى الْبِضَاعَةِ يَصْعَمُ فِي يَدَيْ قَيْصِبِهِ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْرَعُ لَهَا حَتَّى أَنْ الْعَبْدُ لِيَخْرُجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَمَا يَخْرُجُ الْبُرِّ الْأَحْمَرُ مِنَ الْكَبِيرَةِ أَوْ الْتَرْمِيدِيُّ.

۳۶۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَّكْبَةٌ مَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا يَذْنِبُ وَمَا يَعْفُو اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَكْثَرُ وَهُوَ أَوْ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ يَدَاكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ أَوْ الْتَرْمِيدِيُّ.

۳۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِنَ الْعِبَادَةِ ثُمَّ مَرَّ بِمَوْضِعٍ قِيلَ لِلْمَلِكِ الْمُؤَكَّلِ بِهِ أَكْتُبْ لِمِثْلِ عَمَلِهِ إِذَا كَانَ طَرِيقًا حَقِي

کوئی گناہ کرے گا۔ اس کی سزا اس کو دی جائے گی تو حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک متعلق سوال کیا ہے۔ آج تو نے مجھ سے ان کے متعلق پوچھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ پر اللہ کا عتاب یہ ہے جو اسے کبھی بخار آجاتا ہے یا کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہ بعض دفعہ زندہ اپنی جیب میں کچھ پیسے ڈالتا ہے۔ وہ گم ہو جانے ہیں۔ تو آدمی ان کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے۔ تو آدمی اپنے گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جیسے سونے سے صاف ہو کر نکلتا ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۳۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ غمگین بہت بندے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ اسکو اسکے گناہوں کے سبب سے پہنچتی ہے۔ اور جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ وہ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ جبر علیٰ ظلم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کاٹی ہے۔ اور بہت سے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۳۷۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ کوئی نیک کام بلاناہ طور پر۔ پھر وہ بیمار ہو جائے۔ تو اس پر مقرر کئے ہوئے فرشتے کو کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے وہ عمل لکھتے جاؤ۔ جو وہ تندرستی کی حالت میں کرتا

۱۷۔ امیر مبللہ کی بیٹی تابعیہ ہے۔ اور بعض نے اسکو سایہ

بیماری سے صغیرے گناہ معاف

کہا ہے۔ قرآن مجید میں جب یہ ارشاد ہوا کہ ظاہری اور چھپی ہاتھوں کا تم سے حساب لیا جائے گا اور جو کوئی گناہ کرے گا۔ اس کا بدلہ اس کو ملے گا تو صحابہ کرام سخت پریشان ہوئے۔ کہ اس طرح تو غناہ کی کوئی حد نہ ہوگی۔ کیونکہ ہرے سے سے مخالفت ہی دل میں آتے رہتے ہیں اور محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أُطْلِقَتْ إِذَا كُفِنَتْ إِلَىٰ -

۳۸۔ وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِي جَدِيدِهِ قَبْلَ لِمَلِكٍ أُنْتَبِهُ لِمَصَالِحِ عَلَيْهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فَإِنْ شَفَاهُ عَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ وَإِنْ قَبَضَهُ عَقْرَهُ وَدَحَمَهُ رَدَاهُمَا فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ -

۳۹۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَنِيكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَا الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدًا وَالْعَرِيْقُ شَهِيدًا وَمَصْحَبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدًا وَالْمَبْطُونُ شَهِيدًا وَمَصْحَبُ الْعَرِيْقِ شَهِيدًا وَالَّذِي يَمُوتُ مَعَتَّ الْهَدَامُ شَهِيدًا وَالْمَرْءُ مَاتَ مَجْمَعٍ شَهِيدًا رَدَاكَ مَالِكَ وَالْبُودَاؤُدُ وَالنَّسَائِيُّ -

قد بیان تک کہ میں اسے تندرست کروں۔ یا اپنی طرف بلا لوں۔

۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی مسلمان کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے، تو فرشتے کو کہا جاتا ہے، کہ وہ نیک عمل کھینچنے جاو جو وہ کیا کرتا تھا، پھر اگر اسکو اللہ تعالیٰ شفا دے۔ تو اس کو گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کو فوت کرنے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ اور اسپر رحمت کرتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو ترح السنہ میں روایت کیا۔

۳۹۔ حضرت جابر بن عنیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قتل فی سبیل اللہ کے علاوہ سات شہادتیں ہیں، طاعون سے مرنے والا شہید ہے۔ زق ہونے والا شہید ہے۔ ذات الجنب (تونی) سے مرنے والا شہید ہے۔ پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔ جل کر مرنے والا شہید ہے۔ اور بوجھ کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے۔ اور جو عودت نیچے کی پیدائش پر مر جائے وہ شہید ہے۔ اسکو مالک۔ ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

گناہ بھی چھوڑے ہوئے ہی رہتے ہیں۔ تو سب سے اول حضرت عائشہ نے ہی اس کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا، کہ یہ جو چھوٹی موٹی مصیبتیں اور بیماریاں دنیا میں انسان کو آتی رہتی ہیں۔ انہی سے رحاب اور عتاب تم ہزار ہتا ہے۔ اس سے آخرت کا عذاب مراد نہیں ہے۔

۴۰۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور ذی نے کہا یہ حدیث صحیح اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ شہادت حقیقہ کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں ۷۔ عودت بھی شہید ہے جو لوگے کی پیدائش کے وقت مرجائے۔ دوزخ میں اور ذات الجنب ایک گرم دوزخ ہے۔ جو سینہ کے نواحی میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ شدید بخار اور کھانسی اور تھکنی

۱۴۰۔ وَعَنْ سَعْدِ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءًا قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَلَا مَثَلُ بَيْنِي الرَّجُلِ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلْبًا اشْتَدَّ بَلَاءُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةً هَوِّنَ عَلَيْهِ فَاذَلْ كَذَا لَكَ حَتَّى يَمُتَ عَلَى أَرْضٍ مَا لَكَ ذَنْبٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ مُطَبَّقٌ

۴۱۔ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَعْطَى أَحَدًا إِيَّاهُمْ صَدَقَةً بَعْدَ الَّذِي دُخِلَتْ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

۴۰۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے آپ نے فرمایا۔ انبیاء پر۔ پھر جو ان کے مشابہ ہیں۔ پھر جو ان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مطلوب ہو تو آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اور اگر دین میں نرم ہو تو آزمائش بھی نرم ہوتی ہے۔ مومن سے اسی طرح ہونا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں پہنچتا پھرتا ہے۔ کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی دیکھی ہے۔ مجھے کسی انسان موت پر رشک نہیں آتا۔ اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

اس مضمون کی ایک حدیث حضرت عائشہ اور ابو عبیدہ بن جراح سے احمد نے بھی روایت کی ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ جو آدمی اپنے دین میں مطلوب ہو۔ اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔ اس کے گناہ ختم ہوتے ہیں۔ اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور جس کے دین میں نرمی ہوتی ہے۔ اس پر سختیاں بھی معمولی آتی ہیں۔ تاکہ وہ سختی سے بالکل ہی تھک نہ سکلے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے۔ جو بخاری میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بانی کا ایک گن رکھا ہوا تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈالتے۔ پھر اپنے چہرے پر اس کو لے لیتے اور فرماتے لالہ اللہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ اور ایک یہ حدیث ہے۔ جس کو مصنف آگے بیان کر رہے ہیں۔ ان تمام احادیث کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ یہ آپ کے بلند درجات کی وجہ سے تھا۔ جیسا کہ ابویعلیٰ وغیرہ ہیں۔ ابو سعید اور عائشہ سے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ چہرہ نبیوں کی جماعت کے لئے مصیبت بھی اسی طرح دگنی ہوتی ہے۔ جس طرح ہمارے لئے جو بھی دگنا ہے مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کہ میرا خواہا تھا۔ کہ موت کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی دیکھی۔ تو سمجھ آئی۔ کہ سختی میرے انجام کی علامت نہیں ہے۔ اور نہ موت کی آسانی زندگی کی دلیل ہے۔

۴۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَا قَدْ دَخَلَ قَدِيمًا وَهُوَ يَدْخُلُ يَدًا فِي الْقَدَحِ تَمِيمًا وَجْهَهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ أَوْ سَكْرَاتِ الْمَوْتِ نَفَاةَ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ

۴۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَسْمَ الْعُقُوبِ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُؤَافِقَهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَوَافَةُ التِّرْمِذِيِّ

۴۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عَظْمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۴۲ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کی نزع میں دیکھا ہے۔ آپ کے پاس پانی کا پیالہ پڑا ہوا تھا۔ آپ پیالہ میں اپنا ہاتھ ڈالتے۔ پیرا پنے چہرہ پر پھیرتے۔ پھر کہتے اے میرے اللہ مجھے موت کی سختیوں اور چھوٹیوں پر مدد عطا فرما۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس کو جلدی سے دنیا میں سزا دے دیتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے متعلق برائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا اس کو دنیا ہی میں نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ اس کو قیامت کے دن پورے گناہوں کی سزا دیتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۴ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑا اجر بڑی مصیبتوں کی وجہ سے ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو محبوب رکھتے ہیں۔ تو ان کو آزمائشوں میں ڈالتے ہیں۔ پھر جہان پر راضی رہے۔ اس سے خدا بھی راضی ہو جاتا ہے

۴۵ اس کی دوسری ہدایت کما میں ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ان دونوں حدیثوں کو ترمذی نے ایک ہی سند سے روایت کیا ہے اور دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ اپنے کسی گنہگار بندے کو معاف کر دینا چاہتے ہیں جو کہ اللہ کی تقدیر پر راضی ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے بدلے اس کو دنیا کی سختیوں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ کیونکہ بڑا اجر بڑی سختی سے ملتا ہے۔ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی آزمائش کو برا سمجھے۔ اور اس کی تقدیر پر راضی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بدلہ نہیں دیتے۔ بلکہ اس کے پورے گناہ آخرت کے لئے رکھتے ہیں۔ تاکہ اس کو پوری سزا دی جائے۔

۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ أَوْ الْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى وَمَا عَلَيْكَ مِنْ خَطِيئَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى بِأَنَّكَ حَقْوَةً وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

۴۶۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنَزَلَةٌ كَمْ يَبْلُغُهُ ابْتِلَاؤُهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَكَلِهِ ثُمَّ صَبْرَهُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنَزَلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ۔

۴۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْخَبْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ابْنِ آدَمَ وَإِلَى

اور جو ناخوش ہو۔ اس سے خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن مرد یا مومن عورت پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑا کوئی مصیبت آتی رہتی ہے۔ کبھی اپنی جان میں کبھی مال میں اور کبھی اولاد میں یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ تو اس کے ذمے اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مالک نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۶۔ محمد بن خالد سلمیٰ اپنے باپ کے ذریعہ انا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند مرتبہ ہے۔ وہ اپنے اعمال سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جسم یا مال کی مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پھر اس کو صبر کرنے کی توفیق دیتے ہیں۔ وہ مصیبت اس کو اس مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ جو اس کے لئے اللہ کی طرف سے مقدر ہوتا ہے۔ اسکو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۷۔ حضرت عبد اللہ بن شخبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کا بیٹا اس حال میں پیدا کیا جاتا

۱۵۔ اس کو بزار نے بھی روایت کیا۔ یعنی مومن اور مومنہ کے تمام گناہ بیماریوں، سختیوں اور مصیبتوں اور پریشانیوں سے ختم ہو جاتے ہیں۔ وہ اس حال میں اللہ سے ملتا ہے۔ کہ بالکل پاک و صاف ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے اور طبرانی نے کبیر اور ابوسلمہ میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں کچھ گفتگو ہے۔ اس کا ایک شاہد ابو ہریرہ کی حدیث بھی ہے۔ جس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ کہ بعض اوقات اللہ کے نزدیک کسی آدمی کا بڑا بلند درجہ ہے۔ اور وہ اپنے عملوں کے ساتھ نہیں پہنچ سکتا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اس پر مصیبتیں آتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس تمام اجہ کی شرط یہ ہے۔ کہ وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کا ناشکری نہ کرے۔

جَبِيْثٌ تَسْمَعُ وَتَسْمَعُونَ مَيِّتَةً اِنْ اَخْطَا نَهْ النَّبَا يَادَ قَرَّ فِي الْهَرَمِ حَتَّى يَمُوْتَ رَدَاةُ التَّرْمِيْذِيِّ وَقَالَ
هَذَا اَحَدِيْثٌ غَرِيْبٌ -

۴۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَبِيْنَ
يُعْطَى اَهْلُ الْبَلَدِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قَرَضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِبِ بَعْضُ رَدَاةِ التَّرْمِيْذِيِّ
وَقَالَ هَذَا اَحَدِيْثٌ غَرِيْبٌ -

۱۴۹۔ وَعَنْ عَامِرِ الرَّايِمِ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَسْقَامَ فَقَالَ اِنَّ لِلْمُوْمِنِ
اِذَا اَصَابَتْهُ السَّقْمُ ثُمَّ عَافَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْكَ اَنْ تَقَارَةَ لَبَا مَضَى مِنْ ذُنُوْبِهِ وَمَوْعِظَةٌ لَهٗ فَيَمَّا
يَسْتَقْبِلُ وَاِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ مَنَّ عَمِّيْ كَانَ كَالْبَعِيْرِ عَقَلَهُ اَهْلُهُ لَحْرًا رَسُوْلُهُ فَاَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ

کہ اس کے ارد گرد منافقوں سے ملنے میں مصیبتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان موتوں سے بچنا بھی جائے تو بالآخر بڑھاپے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
یہاں تک کہ مر جاتا ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قیامت کے دن مصیبت والوں کو ثواب
ملے گا۔ تو تندرست لوگ خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچوں سے کاٹے جاتے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا
اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۴۹ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمار یوں کے ثواب کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا
مومن کو جب بیماری پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے تندرستی دیتا ہے۔ تو وہ بیماری اس کے بچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور
آئندہ کے لئے اس کے واسطے نیکیوں بن جاتی ہے۔ اور منافق جب بیمار ہوتا ہے۔ اور پھر تندرست ہو جاتا ہے۔ تو اس کی مثال

دقیقہ صفحہ گزشتہ اگلا نہ کرے۔ مشکوٰۃ نہ کرے۔ جزع فزع نہ کرے۔ اور راضی برضا ہے۔

۱۔ (حاشیہ صفحہ پہلا) اس کی سند کے علاوہ جن کے علاوہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب انسان مصیبتوں اور سختیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اور وہ
سے کسی صورت میں نکال نہیں سکتا۔ اور اگر کوئی شاذ و نادر ہی بھی جائے۔ تو آخر بڑھاپا ہے۔ جس سے خلاصی کی صورت نہیں۔ اس کے بعد
یقیناً موت ہے۔ تو پھر انسان کو چاہیے کہ مصیبتوں پر صبر کرے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اور اگر صبر نہ کر لیا تو بھی مصیبتیں اس
پر ضرور آئیں گی۔ لیکن اس صورت میں اگر سے بھی عزم رہے گا۔ اس کی سند کے علاوہ جن کے علاوہ ہیں۔ اس مصیبتوں کی ایک حدیث طبرانی
گیریں ابن عباس سے بھی روایت کی ہے۔ اور اسکا سند سے بھی۔ اور یہ حدیثیں ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔ اور حدیث مصیبتوں کے بڑے اثری

وَلَمَّا أَسْأَلُوهُ فَقَالَ لَجَلَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا الْأَسْقَامُ وَاللَّهِ مَا مَهْرَضْتُ قَطُّ فَقَالَ قُمْ عِنَّا قَلْتُ
مِنَارًا وَأَنَا أَبُو دَاوُدَ -

۵۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَنَفْسُوا
لَكُمْ فِي آجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيُهَيِّبُ بِنَفْسِهِ نَفَاةَ التَّوْمِينِ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
هَذَا أَحَدٌ يَثُورُ غَرِيبٌ -

۵۱۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَهُ لِبَطْنِهِ لَمْ يَغْدُ
فِي قَبْرِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ يَثُورُ غَرِيبٌ -

اس ادنٹ جیسی ہوتی ہے۔ جس کو ماکوں نے باندھا۔ اور پھر چھوڑ دیا۔ اسے نہیں معلوم کہ ماکوں نے کیوں باندھا تھا۔ اور کیوں چھوڑ
دیا تھا۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول بیماریاں کیا ہوتی ہیں۔ اللہ کی قسم میں کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہاں سے اللہ جا
تو ہم میں سے نہیں ہے۔ اسکو ابورواؤ نے روایت کیا۔

۵۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ۔ تو کہو۔ خدا تجھے زندگی
دے۔ صحت دے۔ کہ اس کلمہ سے تھذیر تو نہیں بدل جائے گی۔ لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روا
کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۵۱۔ حضرت سلیمان بن صرد نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو قبر میں قتل کر دے۔ اس کو قبر میں غلاب نہیں ہوگا۔
اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۔ اسکی سند میں ابونعیم مجہول ہے۔ لیکن اس حدیث کی مسندات بہت سی حدیثیں ہیں۔ ابوالعلی نے ایک دعایت بیان کی ہے۔ ایک عورت نے
آنحضرت صلعم کے پاس آکر اپنی بیٹی کے حسن کی بڑی تعریف کی۔ اور کہنے لگی کہ آپ اس سے نکاح کر میں۔ آپ نے منظور کر لیا۔ پھر کہنے لگی۔ کہ اس کی
صحت آتی اچھی ہے۔ کہ آجک سرد رہی ہو نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے تیری بیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ موسم جب بیمار ہو کر تندرست
ہو جاتا ہے۔ تو ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اسے تبدیل ہو جاتی ہو جاتی ہے۔ اور جان لیتا ہے۔ کہ یہ بیماری اس کے پھیلے گناہوں کی سزا تھی۔ اور اسے
ندامت ہوتی ہے۔ اور منافق بیمار ہو کر تندرست ہوتا ہے۔ تو اس کو احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ کہ کیوں بیمار ہوا تھا۔ اور کیوں تندرست ہو گیا
اور یہ شخص جس کو آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ جاتو تم میں سے نہیں ہے۔ یہ منافق تھا۔ مطلب یہ ہے کہ بیمار کو تسلی دو۔ کہ کوئی ہمت ہی نہیں۔ نگر
نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے ضرور شفا دے گا۔ تیری بیماری بالکل معمولی ہے۔ دیگرہ وغیرہ۔ اس کو شافعی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

الفصل الثالث

۵۲: عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عَلَامٌ يَهُودِيٌّ يَجِدُهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ عَلَيْهِ خَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ لَهُ اسْلِمْ فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ أَلِطَحَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَنَا مِنَ التَّارِكَةِ وَالْبُعَارِيَّ.

۵۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَهُمْ يَصَانَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طُبْتُ وَطَابَ مَشَاكُ وَتَبَوَّأَتْ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۵۴: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْعٍ

تیسری فصل

۵۲: حضرت انس نے کہا کہ ایک یہودی غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ اور اس کو فرمایا مسلمان ہو جا۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ باپ نے کہا۔ ابو القاسم کا کہا مان لو۔ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ کہہ رہے تھے۔ سب تعریفیں اس اللہ پاک کو ہیں۔ جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی کی بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے۔ تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے۔ تو خوش رہے۔ تیرا چلنا مبارک ہو تو نے جنت میں ایک گھر حاصل کر لیا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہو گئی آپ کے (بقیہ حاشیہ گزشتہ) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابو موسیٰ سے احمد اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کی ہے۔ اور یہ پہلے گنہ چکا ہے کہ جو پیش کی بیماری مثلاً ہیضہ۔ دست وغیرہ سے مرے وہ شدید ہے۔ اور شدید کو عذاب قبر سے نجات دی جاتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۸۵) اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو داؤد کی روایت کے یہ لفظ ہیں۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے اسکو میرے ذریعہ سے آگ سے نجات دی۔ بعض نے کہا ہے۔ اس لڑکے کا نام عبد القدوس تھا اس حدیث میں دلیل سے کہ رشک سے خدمت لینا اور اسکی بیمار پرسی کرنا دونوں جائز ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق اور حسن معاشرت کا پرت کرنا چاہیے اور زہرے نصیب اس غلام کے کہ جس نے چند روزہ آنحضرت کی خدمت کر کے جاتے جاتے جنت حاصل کر لی۔ اور صحیحیت یہ ہے کہ جنت آنحضرت کی خدمت ہی سے ملتی ہے آپ کے دین

مشکوٰۃ شریف مترجم ربیع دوم

الَّذِي تُوِيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْبِرُ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا دَوَاءَ الْبُجَارِيِّ.

۵۵ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ الْأُرَيْكُ إِمْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ هَذِهِ الْمَرْءُ السُّودَاءُ أَنْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصْرَعُ وَإِنِّي أَنْكَشْتُ فَأَدْعُ اللَّهَ فَقَالَ إِنَّ شِدَّتِ صَبْرَتِ وَلَكَ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِدَّتِ دَعْوَتُ ادَّعَتْ أَنْ يُعَافِيكَ فَقَالَتْ أَصْبِرُ فَقَالَتْ إِنِّي أَنْكَشْتُ فَأَدْعُ اللَّهَ أَنْ لَا أَنْكَشُ فَدَعَا لَهَا مَصْفَقٌ عَلَيْهِ
۵۶ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ هَبْنِي لَمْ يَمُتْ وَلَمْ يَبْتَلْ بِمَرِيضٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُحْيِيكَ

پاس سے باہر نکلے۔ تو لوگوں نے پوچھا ہے ابو الحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کیسے گزارا؟ تو حضرت علی نے کہا۔ اللہ کی تعریف ہے۔ آپ نے صبح تندستی سے کی ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔
۵۵ عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا میں تمھ کو ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں۔ میں نے کہا ہاں ضرور۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کالی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔ اے اللہ کے رسول مجھے مرگیا کا اونٹ لے ہے۔ اور میں اسی حالت میں نکلی ہو جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو صبر کرے۔ اور تیرے لئے جنت ہے۔ اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ تجھے شفا بخشنے۔ کہنے لگی۔ میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے کہہ میں نکلی ہو جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائیے۔ کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی (متفق علیہ)
۵۶ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ ایک آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موت آئی ایک آدمی نے کہا۔ جی قسمت و لہ تھا۔ بیماری کے بغیر ہی فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمھ پر افسوس تجھے کیا معلوم۔ اگر اللہ تعالیٰ اسکو پہلے ہی میں مبتلا کرتے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ کی خدمت اور اطاعت آپ کی خدمت اور اطاعت ہے۔ ۱۲ اس کو ابن حبان نے علی بن یحییٰ صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابان بن ماجہ کی سند کے راوی حسن کے راوی ہیں چنانچہ مبارک اس لئے ہوا۔ کہ وہ جنت میں چلے گا سبب ہے۔ اور تو خوش رہے۔ یعنی چین میں بھی اور دنیا میں بھی۔ حاشیہ صفحہ ۱۱ اس حدیث کو امام بخاری نے بڑی تفصیل سے روایت کیا ہے بارگاہ معنی ہے۔ تندست اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرید کو خواہ کتنی تکلیف کیوں نہ ہو پھر بھی لوگوں کو سہی بتانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے حالت اچھی ہے۔ یہ بطور حال ہے۔ کہ بسے الفاظ منہ سے نہ نکلے کیوں کہ نہیں ایکسپ ہو بے صبری اور ناشکری کا بھی لگتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے سے وہی سلوک کرتا ہوں

مَا يُدْبِرُكَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكَ بِمَرَضٍ فَكَفَّرَ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا.

۵۷ - دَعَنُ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَالضَّنَائِعِيُّ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى رَجُلٍ مَرِيضٍ يُعُودَانِهِ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ صَبَّحْتَ قَالَ اصْبَحْتُ بِنِعْمَةٍ قَالَ شَدَّادٌ أَدْبَرْتُ بِكَ قَارَاتِ السَّيِّئَاتِ وَحَطَّ الْخَطِيَا يَا فَايَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَعَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ كَيَوْمِ وُلِدَتْ أُمُّهُ مِنَ الْخَطِيَا وَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا قَدَّمْتُ عَبْدِي فَأَبْتَلَيْتُهُ فَأَجْرُوا لَهُ مَا كُنْتُمْ تَجْرُونَ لَهُ وَهُوَ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يُكْفِرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِالْخَرَنِ لِيُكْفِرَ هَاعَنَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

تو وہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی اس کا مکمل نے مرسل روایت کیا۔

۵۷۔ شداد بن اوس اور ضنائع جی دونوں ایک آدمی کی بیمار پرسی کے لئے گئے۔ اس سے پوچھا کیسے ہو۔ اس نے کہا خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ تو شداد بن اوس نے کہا گناہوں کے کفارے اور غلطیوں کی معافی کی خوشخبری حاصل کر دیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں کسی اپنے مومن بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہوں۔ پھر اس مصیبت کے باوجود میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر سے اس طرح اٹھتا ہے۔ جیسے کہ وہ ماں کے جھننے کے دن گناہوں سے پاک تھا۔ اور تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے اپنے بندے کو قید کر رکھا ہے اور اس کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ تم اس کی تندہتی کے اعمال کھتے ہو۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس ایسی نیکیاں نہیں ہوتیں۔ جو اس کے گناہوں کا کفارہ ہی سکے۔ تو اللہ اس کو غم میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکے اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۵۔ ایک حدیث کے مادی صرح کے راوی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مصائب میں مبتلا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا علاج ہے۔ جسکے ساتھ بندے کے گناہ کا علاج ہونا بہتر ہے۔ کیونکہ مصوم پیغمبروں کے علاوہ ہر ایک کے کچھ نہ کچھ گناہ ہوتے ہیں جو بیماری اور مصیبت سے ختم ہوتے ہیں۔ اسکو ابو ہریرہ نے بھی کیا اور اسوہ میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ اور اس کے علاوہ شواہدات بھی کافی ہیں۔ جس سے ان کا تائید ہوتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مریض کو خود بھی پیشہ اچھے الفاظ زبان سے گلے نہ چھڑائیں۔ اور اسکی ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ اس حدیث کے ایک راوی لیث بن ابی سلیم کے متعلق محمد بن یحییٰ کچھ اختلاف ہے لیکن اس حدیث کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو احمد ابو حوانہ عالم

۵۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ يَجُوزُ الرَّحْمَةَ حَتَّى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَسَسَ فِيهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ.

۶۰ - وَعَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ الْعُمَى فَإِنَّ الْعُمَى قَطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَطْفِئْهَا عِنْدَ بَالِئِهِ فَلْيَسْتَنْقِضْ فِي نَهْرٍ جَارٍ وَلْيَسْتَنْقِضْ جَرِيئَةً يَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِيقَ رَسُولِكَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ كَلُوعِ الشَّمْسِ وَلْيَغْتَسِسْ فِي ثَلَاثِ عَسَاةٍ ثَلَاثَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرِأْ فِي ثَلَاثِ غَمَسٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرِأْ فِي خَمْسٍ فَسَبْعٍ فَإِنْ لَمْ يَبْرِأْ فِي سَبْعٍ فَتِسْعَةٍ فَإِنَّهَا لَا تَكَادُ تُجَاوِزُ تِسْعَ أَيَّامٍ ابْنُ أَبِي حَتْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

۶۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ذَكَرَتِ الْعُمَى عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهَا رَجُلٌ

۵۹ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بیمار کی بیماریا پر پرسی کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور جب بیٹھ گیا۔ تو اس نے رحمت الہی میں غوطہ لگایا۔ اس کو مالک اور احمد نے روایت کیا۔

۶۰ - حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو بخار آئے۔ تو بخار ناک کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو پانی سے جھینا چاہیے۔ یعنی نہی داخل ہو جائے اور جھڑکے سے پانی آتا ہو۔ اس طرف منہ کرے۔ اور کہے۔ اللہ کے نام سے اللہ اپنے بندے کو شفا دے۔ اور اپنے رسول کو سچا کہ یہ کام صبح کی نماز کے بعد صبح نکلتے تک کرے۔ اس میں تین غوطے لگانے اور تین دن یہ عمل کرے۔ اگر تین دن میں تندرست نہ ہو تو پانچ دن اگر پانچ دن میں تندرست نہ ہو تو سات دن اور اگر سات دن میں تندرست نہ ہو تو نو دن یہ عمل کرے۔ اللہ عزوجل کے حکم سے نو دن سے زیادہ نہ گزرے گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۱ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بخار کا ذکر کیا گیا۔ تو ایک آدمی نے بخار کو لگایا دی۔ تو نبی صلی اللہ

یعنی حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور طبری نے اوسط میں صورت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند بھی ہے۔ اور اس مضمون کی صحابہ کی ایک جماعت سے حدیث مروی ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر مصیبت گنا ہوں کلفندہ ہے۔ خواہ وہ درہم بیماری وغیرہ ہو یا پریشانی اور غم اور فکر اور اسپر مہربانک زائلہ چیز ہے۔ جس کا اس کو اجر علیہ دیا گیا۔ لیکن یہ کفارہ اور صرف ہی صورت میں ہوں گے۔ کہ وہ مہربانک ہے۔ اور اگر مہربانک مہربانک کر لیا۔ تو پھر نہ تو اجر ہے۔ اور نہ گنا ہوں کفارہ ہوگا۔ ۱۲۔

جو بیماریا پر پرسی کو کیا وہ رحمت میں آگیا

حاشیہ صفحہ ۱۲۰

اس حدیث کو بخار نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسکا سند کے لاوی صبح کے لاوی ہیں۔ اور اس کا ایک شاہد کعب بن مالک کی حدیث ہے۔ جبکہ احمد نے بھی سند سے روایت کیا ہے۔ کہ جو آدمی بیمار کی بیماریا پر پرسی کرے وہ اللہ کی رحمت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث کو احمد اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ عرب چونکہ گرم ملک ہے۔ اور اس میں

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبِهَا فَإِنَّمَا تَسْتَفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَسْتَفِي النَّارَ خَبِثَ الْحَدِيدُ بِدَرَاةِ
ابْنِ مَلَجَةَ

۶۲۔ وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ مَرِيضًا فَقَالَ الْبَشْرُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
يَقُولُ هِيَ نَارِي أُسَلِّطَهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لَتَكُونَ حَطْمًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَالِكٍ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

۶۳۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى يَقُولُ وَ
عِزِّي وَجَلَالِي لَا أُخْرِجُ أَحَدًا مِنَ الدُّنْيَا رِيْدًا أَعْظَمُ لَهُ حَتَّى اسْتَوْفَى كُلَّ حَبِيْبَتِي فِي عُنُقِي لِيَسْقِمَ
فِي بَدَنِهِ وَأَقْتَارِي فِي رِزْقِهِ رَوَاهُ رِزِينٌ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو گالی نہ دو۔ وہ گناہوں کو اس طرح مٹا کر دیتا ہے۔ جیسے ہٹی لوہے کی میل کو صاف کر دیتی ہے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا
۶۲۔ اور انس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیمار کی بیماری پر کسی کی اور آپ نے فرمایا خوش ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ
میری آگ ہے۔ کہ میں اس کو اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں۔ تاکہ اس کی قیامت کی آگ کا حصہ ہو جائے اس کو احمد ابن ماجہ
نے روایت کیا ہے اور ابویہ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں میری
فطرت اور جلال کی قسم جس آدمی کو میں بخشے کارا دہ کرتا ہوں۔ میں اس کو دنیا سے اس حال میں نکالتا ہوں۔ اس کے سارے گناہوں کا حساب
ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ کچھ بدنی بیماریوں کی وجہ سے اور کچھ مذہبی تکلیف کی وجہ سے اس کو رزین نے روایت کیا۔

دینیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ (علومنا صفحہ ۱۰۵) جاری ہوتے ہیں۔ اور ان کے نئے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا فائدہ مند ہے۔ اور اس طرح وہ علاقہ مطلقہ سارہ کے قریب واقع
ہیں۔ ان میں یہ علاج فائدہ مند ہے۔ ورنہ سارہ بخاروں میں یہ علاج ٹھیک نہیں۔ مثلاً اگر لغمی بخاروں میں ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا جائے۔ تو بیماری اور بڑھ
بخار آنے پر بخیر خیر نہ ہونا چاہئے۔ اور حاشیہ صفحہ ۱۰۶، اس حدیث کی تائید میں بہت سی حدیثیں ہیں جن میں سے کچھ اس کتاب میں بھی پہلے
گزر چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بخار اس کیفیت سے کہ گناہوں کا کفارہ اور آخرت کی آگ کا دنیائیں بدل ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جو بخیر خوش ہو کر صبر کرنا چاہیے۔ نہ
کہے میری اور اپنی کی اگلی حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اور مضمون اس کا بھی وہی ہے۔ ۱۲۔

بیماری سے بلند مقام ملتا ہے۔ اس کی کتابوں میں اس کا کوئی اصل نہیں ملتا۔ اور بڑی اس کی سند کے رجال معروف
ہیں۔ لیکن اس کی تائید ابو ہریرہ کی وہ حدیث کرتا ہے کہ کسی آدمی کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند ہوتا ہے۔ اعدوہ اپنے عملوں سے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا
تو اللہ اس کو آگ نشوں میں ڈال کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح اور حدیثیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ ۱۳۔

۶۴ :- وَعَنْ شَيْبَانِي قَالَ مَرَضَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَعَدَانَا فَجَعَلَ يَنْكِي فَعُوْبَتٌ فَقَالَ ابْنِي لَا ابْنِي لِأَجْلِ الْمَرَضِ لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَرَضُ كَفَّارَةٌ وَأَمَّا ابْنِي أَنَّهُ أَصَابَنِي عَلَى حَالٍ فَتَرْتَهُ وَلَمْ يُصِْبْنِي فِي حَالٍ إِجْتِهَابًا دِلَانَةً يَكْتَبُ لِلْعَبْدِ مِنَ الْأَجْرِ إِذَا أَهْرَأَ مَا كَانَ يَكْتَبُ لَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْرُضَ مَمْنَعًا مِنْهُ الْمَرَضُ رَوَاهُ زَيْدٌ

۶۵ :- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعُوذُ مَرِيضًا إِلَّا بَعْدَ ثَلَاثِ رَوَاةٍ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

۶۶ :- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَهَرِّبْ يَدَ عَوْلِكَ فَإِنَّ دُعَاءَ الْكَلْبِ دُعَاءَ الْمَلَأِ يَكْتَبُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۶۴ - شیعین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود بیمار ہوئے۔ ہم ان کی عیادت کو گئے۔ آپ رونے لگے۔ لوگ ان پر فحش ہوئے لگے۔ تو آپ نے کہا۔ میں بیماری کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ اسلئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے بیماری کفارہ ہے۔ میں تو صرف اس لئے روتا ہوں۔ کہ یہ بیماری مجھے سستی کے وقت آئی۔ محنت کشی کے وقت نہ آئی۔ اس لئے کہ ہندسے کے لئے وہ تمام اجر لکھا جاتا ہے۔ جس کو عمل میں ملانے سے بیمار ہی نے اس کو روک دیا ہو۔ اس کو زین نے رعایت کیا۔

۶۵ - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد بیمار پرسی کو جایا کرتے تھے۔ اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۶ - عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مریض کے پاس جاؤ۔ تو اسے کہو۔ کہ تمہارے لئے دعا کرے۔ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے رعایت کیا۔

بیماری میں نقلی اعمال کا ثواب

۱ اور اسی طرح وہ حدیثیں بھی جو پہلے گزری ہیں۔ ۱۳
بیماری کی فوراً عیادت کرنا چاہئے۔ ۱۴

۱۴ - حدیث ضعیف ہے۔ اور اس کی تائید بھی کسی اور حدیث سے نہیں ہوتی۔ لہذا یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں ہے۔ اور اس میں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ تین دن کے بعد بیمار پرسی ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابتدائے مرض سے ہی عیادت بیمار پرسی مسنون بیماری کی دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے ۱۵ اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ لیکن اس کی سند کا حفاظ ابن جوزی نے منکر کہا ہے۔ اور اس حدیث کی ایک حدیث طبرانی نے بھی اوسط میں اس سے روایت کی ہے۔ طلبہ یہ ہے۔ کہ جس طرح فرشتے بے گناہ ہیں۔ اور ان کی حمد قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح بیمار بھی

۶۷۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ الشَّدِّ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ وَقِلَّةُ الصَّخْبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ
 قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَ لَغْظُهُمْ وَاجْتَلَاهُمْ فَوَمَّاعِي رَوَاهُ ابْنُ
 ۶۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيَادَةُ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَفِي رَوَايَةٍ
 سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُوسَلًّا أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْفِيَّامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ
 ۶۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَشْتَهِي قَالَ اشْتَهِي
 خَبْزِيرًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَكَ خَبْزِيرٌ فَلْيَبْعْهُ إِلَى أَخِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَهَى مَرِيضٌ أَحَدًا كُمْ شَيْئًا فَلْيَطْعِمِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۶۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ سنت یہ ہے کہ مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھو۔ اور شور نہ کرو۔ اور کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے پاس شور زیادہ ہو گیا۔ تو فرمایا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کو روایت کیا۔

۶۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیادت الڑشئی کا دودھ دے ہتے تک ہے۔ اور سعید بن مسیب کی مرسل روایت میں ہے۔ کہ بہترین بیمار پر سی جلدی اللہ کر آجانا ہے۔ اسکو ہتھی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی بیمار پر سی کی اور فرمایا کیا دل چاہتا ہے اس نے کہا گندم کی روٹی پر تو آپ نے فرمایا جس کے پاس گندم کی روٹی ہو۔ وہ اپنے بھائی کو بیچ کر اسے پھر نبی کریم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے بیمار کا دل کچھ اٹکے تو اس کو کھلا دیا کر۔ اسکو اپنی ماہر نے روایت کیا۔
 (حاشیہ مفورگشتہ) نگہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ تو اس کی دعا بھی جلد قبول ہوتی ہے۔ اس سے دعا کر لیا کرو۔ ۱۲۔

مریض کے پاس تھوڑی دیر بیٹھو (حاشیہ صفحہ ہذا) یہ حدیث اصولی میں نہیں ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث نہرو نے حضرت علی سے روایت کی ہے۔ اور وہ منقطع ہے۔ اگر صحیح ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھو۔ کہ اس سے مریض کی طبیعت تنگ ہوتی ہے۔ لوگوں کے ہجوم سے عیس ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح مریض کے پاس شوری نہیں کرنا چاہیے۔ اور یہ حواشاہہ کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ چلے جاؤ یہ آپ کی بیماری کے دنوں میں ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ بہت سے صحابہ اکٹھے تھے۔ اور کسی موضوع پر بات کر رہے تھے شور زیادہ ہونے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ صحابہ چلے گئے۔

مریض جو مانگے اسے دے دو۔ اس کی سند میں مضمون بن ہبیرہ منفر ہے لیکن ثقہ ہے اور اس حدیث کی تائید اور کسی حدیث سے نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مریض کسی چیز کی خواہش کرے تو اس کو دے دینی چاہیے۔ کیونکہ طبیعت خود مدبر بدن ہے۔ بعض اوقات وہ کسی ایسی چیز کی خواہش کرتی ہے۔ جو جودقی طور پر اس بیماری کا علاج ہوتی ہے۔ اور اس طرح کے بیشتر واقعات مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ کہ حکیم اور

- ۷۰ :- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَوَفَّى رَجُلًا بِالْمَدِينَةِ مَاتَ وَلِدًا بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قَالُوا أَوْلَئِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قَيْسَلَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مَنْقَطِهِ أَثَرَهُ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ
- ۷۱ :- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ عَمْرَبَةَ شَهَادَةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -
- ۷۲ :- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا أَوْ تَوَفَّى فَنُتِنَ الْقَبْرُ وَعُدِيَ وَرِيحُهُ عَلَيْهِ بِرُزْقٍ مِنَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

۷۰ حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والا ایک آدمی مدینہ میں فوت ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور فرمایا کاش یہ اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر مرنے لگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا جب آدمی اپنی پیدائش کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ مرتا ہے۔ تو اس کی پیدائش کی جگہ سے لے کر مرنے کی جگہ تک کو ماپ کر جنت میں اس کا اتنا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسافر کی موت شہادت ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۷۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بیمار ہو کر مرے وہ شہادت کی موت مرتا ہے اور قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور صبح و شام اسے جنت سے لائق ملتا ہے۔ اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

(یعنی حاشیہ صوفی گذشتہ ڈاکٹر رحمن کو کسی چیز سے پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ اور طبیعت اسے چاہتی ہے۔ اور کچھ اگر وہ اس کو مل جائے۔ تو اس سے تندرست ہو جاتا ہے۔ ۱۲)

مسافر کی موت سے بلند درجہ ملتا ہے اس کے راوی حسن کے راوی ہیں مطلب یہ ہے کہ جو آدمی مسافر کی موت میں فوت ہو جائے اس کی قبر اور جانے پیدائش کے درمیانی فاصلہ کے برابر جنت میں اس کا مقام بلند ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جاتا ہے مسافر کی موت شہادت کی موت ہے اس کے سند میں حکیم بن ہریر فیضی ہے۔ اور اسکو ابو داؤد بیہقی اور طبرانی نے بھی کبیر میں ایت کہا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ مسافر کی موت کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ گھر میں رشتہ داروں میں مریض کو جہاز ام ل سکتا ہے۔ علاج معالجہ

۱۳۷۔ وَعَنْ الْعَرَبِ بَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَنِبُ الشُّهَدَاءُ أُمَّوَ
الْمُتَوَقِّفُونَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِلَى رَبِّبَاعِزٍ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ يَتَوَقَّفُونَ مِنَ الطَّاعُونَ يَقُولُ الشُّهَدَاءُ إِخْوَانُنَا
قُتِلُوا كَمَا قُتِلْنَا وَيَقُولُ الْمُتَوَقِّفُونَ إِخْوَانُنَا مَا تَوَأَّمُوا عَلَى فُرُشِهِمْ كَمَا مِتْنَا يَقُولُ رَبُّنَا النَّظْرُ وَالْإِلَى
جِرَاحِهِمْ فَإِنْ أَشْبَهَتْ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمُقْتُولِينَ فَأَجْرُهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ
أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ.

۱۳۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفَاسِرُ مِنَ الطَّاعُونَ كَالْفَاسِرِ
مِنَ الرَّحْمَنِ وَالصَّابِرُ فِيهِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۳۷ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون سے مرنے والوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں شہیدوں اور بستر پر فوت ہونے والوں میں قیامت کو جھگڑا ہوگا۔ شہید کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ بھی اسی طرح مارے گئے جیسے کہ ہمارے گئے۔ اور بستروں پر فوت ہونے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ بھی اپنے بستروں پر اسی طرح مرے ہیں۔ جیسے ہم مرے ہیں۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائیں گے۔ ان کے زخموں کو ملاحظہ کرو۔ اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں جیسے ہوں۔ تو یہ ان کے ساتھی ہیں۔ اور انہیں میں سے ہیں۔ تو اچانک دیکھیں گے کہ ان کے زخم شہیدوں جیسے زخم ہوں گے۔ اس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا میدان جنگ سے بھاگنے والا اور اس میں صبر کرنے والے کو شہید کا اجر ملے گا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۱۳۷۔ جو تلی اس کی ہوتی ہے۔ سفر اس سے محروم رہتا ہے۔ اور اسی عموماً کے بدلے اس کو شہادت کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ ۱۳۷۔

۱۳۸۔ پیرٹ کی بیماری سے مرنا شہادت ہے ۱۳۸۔ اس کی سند میں ابوالہیثم بن محمد بالکل ضعیف ہے۔ اگر یہ صحیح ہو جائے۔ تو پھر یہ پیرٹ کی بیماری سے خاص ہے۔ عام بیماریوں سے نہیں۔

۱۳۹۔ مومن کے لیے طاعون شہادت ہے ۱۳۹۔ حاشیہ صغیرہ بنا۔ یہ حدیث بزار میں بھی ہے۔ اور اس کی سند بھی ہے۔ اور اس کو طبرانی نے بھی کبیر میں معتبر بن عبدک روایت سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے طاعون سے موت کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اور وہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ جس میں ہے۔ طاعون شیطان (جن) کا برہمچا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ طاعون کی مرض میں اسی طرح شہید ہوتی ہیں۔ کہ کسی نے برہمچا دیا ہو۔ اور اس سے زخم ہو گیا ہو۔ ۱۳۹۔

۱۳۹۔ موت سے بھاگنے سے سود ہے۔ ۱۳۹۔ اس کی سند کے سب راوی فقہ ہیں۔ اور اس کو بزار اور طبرانی نے بھی اچھی سندوں سے محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ تَمَثُّي الْمَوْتِ وَذِكْرِهِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۷۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُتِي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِلَّا مَعَنَا فَلَعَلَّ أَنْ يَزِدَ أَحْبَابًا وَأَمَامِيًّا فَلَعَلَّ أَنْ يَسْتَعْتَبَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۷۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُتِي أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُمُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ أَنْ إِذَا مَاتَ انْفِطَحَ أَمَلُهُ وَإِنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنَ عَمْرَهُ إِلَّا خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۷۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُتِينَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ مِنْ حُرِّ أَصَابَةٍ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَأَعِلَّ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ حَبِّبِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّقِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

موت کی خواہش اور اس کی یاد کا بیان فصل اول

۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر نیک ہے تو ممکن ہے۔ زندگی میں اس کی نیکی میں اضافہ ہو جائے۔ اور اگر برا ہے۔ تو ممکن ہے وہ توبہ کرے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۷۶۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی موت کی خواہش نہ کرے۔ اور نہ موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے دعا کرے۔ کیونکہ جب آدمی مر جاتا ہے۔ تو اس کی تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور زندگی مومن کے لئے بھلائی کا باعث ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی کسی مصیبت کی وجہ سے موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضروری ہے کچھ کہنا چاہتا ہے تو یوں کہے۔ اے اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ۔ اور جب موت میرے حق میں بہتر ہو تو مجھے مارے۔ متفق علیہ

(حاشیہ مشکوٰۃ) روایت کیا ہے۔ شہداء اعلیٰ بہت سے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو طاعون سے مرے طاعون سے بھاگنے کی مصلحت اس لئے ہے۔ کہ دوسرے لوگوں میں بدمردی پھیلتی ہے۔ اور پھیر بھی ہے۔ کہ جہانگ کوئی فائدہ مند بھی تو نہیں ہے۔ وقت پر موت ضرور آجائے گی۔ اور اس

سبب سے خداوند تعالیٰ نے ملکی ہے۔ اسی سبب سے موت واقع ہوگی۔ تو پھر کیوں زندہ رکھنا چاہتا ہے۔

آخری عمر میں گناہ کم ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث کو مسلم نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ موت سے تو تمام عمل منقطع

۷۹۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ بِمَنَادَةٍ فَقَالَ مَسْتَرِيحٌ أَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يُسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَإِذَا هَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يُسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَاللِّدَابُّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۸۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَكَانَ ابْنُ عَمْرٍو يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْظُرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْظُرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صَعْتِكَ لِمَهْرَتِكَ وَمِنْ خِيَتِكَ لِمَوْتِكَ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ

۷۹ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ نے پوچھا یہ مستریح ہے یا مستراح مرنے لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول مستریح یا مستراح سے کیا مطلب کیا ہے۔ اپنے فرمایا۔ مومن کوئی تو دنیا کی کلیفوں اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف آرام پاتا ہے۔ اور کفار بندہ اس کے مرنے سے بندے۔ شہر درخت اور جانور سب آرام پاتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۸۰ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا۔ اور فرمایا۔ دنیا میں اس طرح رہ جیسے کوئی مسافر کوئی راہ چلنا آدمی اور عبد اللہ بن عمر کہہ کرتے تھے۔ جب تو شام کہنے۔ تو صبح کی امید نہ رکھ۔ اور جب صبح کرے تو شام کی امید نہ رکھ۔ اور اپنی نذرستی میں اپنی بیماری کا سامان کر اور اپنی زندگی میں اپنی موت کا اس کو بخاری نے روایت کیا۔

(ماشیہ سو گزشتہ) ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا موازنہ ضرور ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ہی ایسے آدمی کو نہیں جانتے اور یہ جو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اس کے بعد ہے۔ اور موت کو برا نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وسیلہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہو تو موت کو خندہ پیشانی سے قبول کرو۔

برے کی موت کے بعد برکت کا نزول (ماشیہ ص ۱۷۱) اس حدیث کو سنائی ہے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مومن جب مر جائے۔ تو دنیا کے آرام صحتوں اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور اس کا روح اعمال شاقہ فزنیوں کو ادا کرنے پر تڑپتے تھے۔ ان سے اسکو نکال گئی۔ اور جب بدکردار آدمی جب مرنا ہے۔ تو لوگ اس کی موت سے آرام پاتے ہیں کہ وہ بد بخت جب برے کام کو کرتا تھا۔ تو اگر اس کو کوئی منع کرتا۔ تو اس سے دشمنی کرتا۔ اور لوگ خاموش رہتے۔ تو ان کے دین کا نقصان ہوتا۔ بلکہ ایسے آدمی سے جب مر جاتا ہے۔ تو بارشیں برتی ہیں۔ برکت ہوتی ہے۔ تو تمام مخلوق کو آرام آ جاتا ہے۔

مسافر کے لیے آرام نہیں ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن جہاں نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح مسافر اپنے سر پر چھوٹا ٹھکانے کو اچھا نہیں جانتا۔ بلکہ بڑا مزہ می ہو جھمکے سے اس کی زندگی ہی رہے۔ اسی طرح تو بھی کوئی ضروری چیز نہ لے اور محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۸۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِهِ يَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يَقُولُ لِأَجْمَلٍ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللَّهِ دَوَاءً مُسْلِمًا.

الفصل الثاني

۸۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِئْمَ آبَائِكُمْ مَا أَقَلُّ مَا يَقُولُ اللَّهُ لِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَا أَقَلُّ مَا يَقُولُونَ لَهُ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ يَا رَبَّنَا فَيَقُولُ لِمَ فَيَقُولُونَ رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَ مَغْفِرَتَكَ يَقُولُ قَدْ وَجِبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِي دَوَاءً فِي شَرْحِ الشُّعْرَةِ وَالْبُوعِيمِ فِي الْحَبِيَّةِ.

۸۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُفْرُ وَإِذْ كَرِهْتُمُ اللَّذَائِبَ الْمَوْتَ دَوَاءً التَّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۸۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت سے تین دن پہلے فرمایا تم میں سے کسی کو بھی خدا تعالیٰ سے بدظنی کی حالت میں موت نہیں آئی چاہیے اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۸۲ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم کو بتاؤں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مومنوں سے کیا فرمائیں گے اور مومن اللہ تمہارے کیا جواب دیں گے لوگوں نے کہا ہاں ضرور اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرمائیں گے کیا تم میری ملاقات کو پسند کرتے تھے وہ کہیں گے ہاں اے ہمارے رب تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہیں وہ کہیں گے ہمیں آپ سے مصافی کی امید بخش کی توقع تھی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری بخشش تمہارے لئے واجب ہو گئی۔

اس کو شرح السنہ میں روایت کیا اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا۔

۸۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتوں کو توڑ دینے والی موت کا اکثر تذکرہ کیا کہ اس کو ترمذی، نسائی، ابویں ماجہ نے روایت کیا۔

رحمۃ صغیر گزشتہ (۱) اپنے اوقات عزیز کو دنیا کی طلب میں موت نہ کرے بلکہ محنت کی تیاری میں لگا۔ اور پھر مسافر تو کسی وقت کسی مقام پر ٹھہر ہی جاتا ہے نہ اسکو

ملنے کو تو ایک لمحہ بھی آرام نہیں ہے ۱۰

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن چاہئے۔ رحمتی صفحہ ۱۰۱ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ حسن ظن یہ ہے

۸۴۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ لِرَجُلَيْنِ اسْتَجِيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوا إِنَّا نَسْتَجِي مِنَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ وَلَكِنْ مِنْ اسْتَجِيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظِ الرَّأْسَ وَمَا وَعَىٰ وَيَحْفَظِ الْبَطْنَ وَمَا حَوَىٰ وَلْيَدْكُرِ الْمَوْتَ وَالْيَوْمَ الَّذِي أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زَيْنَةَ الدُّنْيَا مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ اسْتَجِيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَيْمُونٍ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۸۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَفَّةِ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۸۶۔ وَعَنْ بُوَيْدَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ مَيِّتٌ يَعْرِقُ الْحَيِّينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ.

۸۴ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ایک دن فرمایا، اللہ تعالیٰ سے شرم کرو۔ جیسے شرم کرنے کا حق ہے کہنے لگے اے اللہ کے نبی ہم اللہ سے شرم کرتے ہیں۔ اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح نہیں جو آدمی اللہ تعالیٰ سے پوری طرح شرم کرے۔ وہ اپنے سرور اس کی جمع کی ہوتی چیزوں کی حفاظت کرے۔ اور پیٹ اور اس کی منظرہ چیزوں کی گرائی کرے اور موت اور بوسیدہ ہونے کو یاد رکھے۔ اور جو آخرت کو چاہے۔ وہ دنیا کی زینت چھوڑ دے۔ جس شخص نے ایسا کیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے پوری شرم کی اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۸۵ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موت مومن کے لئے تنگ ہے۔ اس کو نبی نے شیعہ میں روایت کیا۔

۸۶ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے۔ اس کو ترمذی سنائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۷ ہاشمہ سوزگوشہ کہ آدمی یقین رکھے کہ اللہ اس کو مزد بخش دیں گے۔ ایمان خوفِ ادا میر کے درمیان ہے۔ دنیا میں موت کی حالت میں اپنے گناہوں کا خیال کر کے خوف غالب رہے تو اچھا ہے۔ اور نرس کے قریب امید غالب ہوتی چاہیے۔ امام نووی نے کہا ہے کہ میں نے خوفِ ادا میر کی حدیثوں کو اکٹھا کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اگر یہ حدیثیں خوف کی حدیثوں سے دگنی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ اور گنتی وسعت کل شئی اللہ میری رحمت ہر چیز کو اپنے گھرے میں لیے ہوئے ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔ ۱۲

مومن کو دنیا سے دل برداشتہ نہ ہونا چاہیے اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کے کئی ایک طرق اور محدث

۸۷۔ وَعَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ الْعَجَاءِ إِذَا أَخَذَهَا الْأَسْفُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَوَلَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَوَدَّيْنِ فِي كِتَابِهِ أَخَذَهَا إِلَّا لِلْكَافِرِ وَدَحْمَةُ الْمُؤْمِنِ -

۸۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَابٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ فَقَالَ أَحِبُّوا اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَبِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدِي مِثْلَ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَأَمْسَمَ مَا يَجَافُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۸۷ عبید اللہ بن خالد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناگہانی موت غضب کی پکڑ ہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ ابو ہریرہ نے شعب الایمان میں اور ذین نے اپنی کتاب میں یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں۔ غضب کی پکڑ کافر کے لئے ہے۔ اور مؤمن کے لئے رحمت ہے۔

۸۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس آئے۔ وہ نزع کی حالت میں تھا آپ نے فرمایا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے اللہ تعالیٰ سے امیدیں بھی ہیں۔ اور اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی آدمی کے دل میں ایسے وقت میں خوف اور امید دونوں بچ ہو جائیں۔ تو اللہ اس کی امیدیں پوری کرتے ہیں۔ اور خوف سے پناہ دیتے ہیں۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں ترمذی ہیں ہے۔ کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ اور ملاقات سے مراد یہ ہے کہ بندہ دنیا سے دل بوجھتا ہو نا اور آخرت اور اس کے انجام و کرام کو چاہتا ہو۔ ۱۳

موت کو بہر وقت یاد رکھنا چاہئے اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان اور امام نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن سکین نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ موت کو بہر وقت یاد رکھے۔ کہ اس سے آخرت کی تیاری اور دنیا سے بے رغبتی کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اور آدمی جب سمجھتا ہے کہ اسکو موت یقیناً آنے والی ہے۔ تو پھر اس کی تیردی بھی کرتا ہے۔ ۱۲

اللہ سے شرم کرنے کا کیا معنی ہے اس مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ لگائے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا شرم ہے۔ بشرطیکہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسا کیا ہو۔ اور اگر دنیا سے ڈر کر کبھی بسے کاموں سے بچے۔ تو بھی شریف آدمی ہے۔

موت مؤمن کے لیے تخفہ ہے اس کو طبرانی نے بھی کبریٰ میں روایت کیا ہے۔ موت اسلئے تخفہ ہے کہ وہ مؤمن کے لئے ابدی نعمتوں کا وسیلہ ہے جنت میں پہنچانے والی ہے۔ دنیا کی مشقت کو ختم کرنے والی ہے۔ بعض ماہرین نے کہا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو بہر حال جانے کہ موت میں کیا کیا باتیں ہیں۔ تو اپنے آپ کو لوگ کہنا

الفصل الثالث

- ۸۹۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّبِعُوا الْمَوْتَ فَإِنَّ هُوَ الْمَطْلَعُ شَدِيدٌ وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يُطَوَّلَ عُمْرُ الْعَبْدِ وَيُرْزُقَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْإِنَابَةَ رِوَاةُ أَحْمَدُ۔
- ۹۰۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ جَلَسْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا وَرَقْنَا فَبَكَى سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ فَقَالَ يَا لَيْتَنِي مِثُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ اعْبُدْنِي تَتَمَنَّى الْمَوْتَ فَهَرَدَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ إِنْ كُنْتَ خَلِيفَتَ لِعَبْتَةَ فَأَطَا عَمْرُكَ وَحَسَنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرُكَ رِوَاةُ أَحْمَدُ
- ۹۱۔ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرٍ وَقَدْ اتَّوَى سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَمُنُّ أَحَدًا كَرَأَى الْمَوْتَ لَمَتَيْتَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ

فصل سوم

- ۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موت کی آنور نہ کیا کرو۔ بلکہ کندن کا عذاب بڑا سخت ہے۔ خوش قسمتی یہ ہے۔ کہ بندے کو عروا زائل نہ جائے۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ رجوع کی توفیق عنایت فرمائیں۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔
- ۹۰۔ حضرت ابو امامہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ہمیں نصیحت کی اور نرم دل کیا سعد بن ابی وقاص رونے لگے اور بڑا رونے۔ اور کہنے لگے۔ اے کاش میں مر چکا ہوتا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے سعد میرے پاس ہی موت کی خواہش کرنے لگے۔ آپ نے تین مرتبہ اسکو دہرایا۔ پھر کہا۔ اے سعد اگر تو جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تو جنتی تیری عمر ہی ہو جائے۔ اور تیرے عمل اچھے ہو جائیں وہ تیرے لئے بہتر ہیں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔
- ۹۱۔ حارثہ بن مضرب نے کہا۔ میں جناب کے پاس گیا۔ اس نے سات جگہوں پر لوہے کے فارغے لئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی آدمی موت کی خواہش نہ کرے۔ تو میں آج حضور موت کی خواہش کی خواہش نہ کرنی چاہئے۔ اے اس حدیث کو احمد بزار اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں کی سند سن ہے۔
- مطلب یہ ہے۔ کہ موت کا ابتدائی سے علم بزرگ کے ہوناک متاخر سامنے آجاتے ہیں۔ اور موت کے بعد قیامت کے روزہ خبر و افخاص کی اطلاع ہو جاتی ہے۔ تو موت کی خواہش حقیقت میں ان ہوناک متاخر کی خواہش ہے۔ بھلائی موت ہی صورت میں ہے کہ کسی کو عروا زائل اور رجوع الی اللہ کی توفیق مل جائے۔ اور موت تو ان چیزوں کو ختم کر دے گی۔ اسی لئے کہیں بھی موت کی خواہش نہ کرنی چاہیے۔
- اچھا آدمی کون ہے اور برا کون ہے اس حدیث کو بقرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس باب میں بہت سے صحابہ سے حدیثیں

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَمَلْتُكَ دُرَّهَا وَإِنِّي جَانِبُ بَيْتِي الْآنَ لَا دُعَيْنَ الْفَدْرَهُمْ قَالَ ثُمَّ
 إِنِّي يَلْقِيهِ فَلَمَّا رَأَاهُ بَكَى وَقَالَ لَيْكُنْ حَمْرَةً لَمْ يُوجَدْ لَكَ كَفْنٌ إِلَّا أَبْرَدَةً مَلْحَاءً إِذَا جُعِلَتْ عَلَى رَأْسِهَا
 فَلَمَّصَتْ عَنْ قَدَمَيْهِ وَإِذَا جُعِلَتْ عَلَى قَدَمَيْهِ فَلَمَّصَتْ عَنْ رَأْسِهَا حَتَّى مُدَّتْ عَلَى رَأْسِهَا فَجُعِلَ
 عَلَى قَدَمَيْهَا لِذَخْرٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّوْمِينِيُّ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ إِنِّي يَلْقِيهِ إِلَى الْآخِرَةِ -
بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَ الْمَوْتَ
الفصل الأول

۹۲۔ عن ابْنِ سَعْبِينَ دِانِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِئُوا مَوْتَكُمْ لِأَنَّ اللَّهَ
 إِلَّا اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کتاب میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں بھی دیکھا ہے۔ کہ میں ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا۔ اور آج میرے
 گھر کے ایک گوشے میں چالیس تہل درہم بڑے ہوئے ہیں۔ سمارت نے کہا۔ پھر آپ کے پاس کفن لایا گیا۔ جب اس کو دیکھا۔ تو رونے لگے۔ اور
 فرمایا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے کفن نہ مل سکا۔ سوائے ایک چھوٹی سی دھاری دار چادر کے جب اس کو سر پر رکھا جاتا۔ تو پاؤں سے
 سکر جاتی۔ اور جب قدموں پر رکھی جاتی تو سرنگا ہو جاتا۔ تو پھر سر کو چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور قدوں پر اذخر گھاس رکھ دی گئی۔ اسکو
 احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ لیکن ترمذی میں یہ لفظ نہیں ہیں۔ پھر ان کا کفن لایا گیا۔ آخر تک

جب کسی کی موت قریب ہو تو اس کو کیا کچھ تلقین کرنا چاہیے۔

فصل اول

۹۲ حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرنے والے آدمی کو لالہ الا اللہ کی تلقین
 کرو۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) آئی ہیں اور اس سے پہلے ابو ہریرہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ موت کی خواہش میں سرسراہر اجڑی کی ہے۔ اور درجات ہی؟
 اور کثرت مل سے ہیں۔ ترمذی نے ابو بکر سے روایت کیا۔ ایک آدمی نے پوچھا۔ اسے اللہ کے رسول اچھا آدمی کون ہے۔ اپنے فرمایا جس کی عمر ہی ہو اور مل اچھے ہوں ۱۳۔
تلقین کس طرح کی جائے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۱) اس حدیث کو احمد ابن حبان اور اہل سنن میں بھی روایت کیا ہے۔ یہ تلقین
 واجب ہے۔ اور تلقین یہ ہے۔ کہ مرنے والے کے پاس خود ذکر توحید لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ وہ بھی سکر پڑھنے لگے۔ تاکہ اس کا انجام اس کو
 توحید پر بھجائے۔ اور جنت میں بجا جائے۔ کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جس کی آخری بات لالہ الا اللہ ہوگی۔ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور زیادہ بڑھ جائے۔ شایداں

۹۳۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْضَرْتُمُ الرِّجْصَ أَوِ الْبَيْتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۹۴۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ اجْزِنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ السُّلَمِيِّينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلَ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُ مَا فَخَلَ اللَّهُ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۹۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ابْنِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرًا فَأَعْتَصَمَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قَبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَخَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلِيَّ النَّصِيمَ

۹۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم بیمار کے پاس یا مرنے والے کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو۔ کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۴۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کو کوئی مصیبت پہنچے۔ پھر جو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا وہ کہے۔ یعنی اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور پھر کہے اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر دے۔ اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عنایت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بہتر بدلہ دے دیتے ہیں۔ پھر جب ابو سلمہ فوت ہو گئے۔ میں نے سوچا۔ کہ مسلمانوں میں سے کونسا آدمی ابو سلمہ سے بہتر ہوگا۔ یہ پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی خیر میں نے اسی طرح کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۹۵۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ کے پاس آئے۔ ان کی نظر پھیٹ چکی تھی آپ نے اس کی آنکھیں بند کر دیں۔ پھر فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے۔ تو نظر بھی اس کے پیچھے چلی جاتی ہے۔ اس کے گھر کے لوگ چیخ کر رونے لگے۔ تو آپ نے فرمایا اچھا لاہی (عاشیہ صغیرہ) کو کہتے ہا طبیعت پریشان ہو۔ یا اس سے متفرق ہو جائے۔ اور اس کو یہ بھی نہ کہا جائے کہ گھر بڑھو۔ شاید وہ موت کی سمیٹی میں اکاٹھی کر دے۔ تو یہ بہت ہی موت کے وقت منہ سے برائے لولو (عاشیہ صغیرہ) اس کو اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اذکر روایت میں میت کے لفظ میں مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد اسپر داویا کرتے ہوئے بعض نادان لوگ اسی طرح کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہا کچھ نہیں رہ گیا۔ ہم بریاد ہو گئے۔ اجڑ گئے۔ ویزو ویزو۔ تو اسپر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ کہ اللہ ان کا کچھ زرہ جانتے یہ بریاد ہو جائیں۔ اور جہاں میں۔ تو آپ نے فرمایا کہ مرنے والے کے بعد کوئی نیک بات کہو۔ مثلاً خداوندی کو بخشے۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ آمین و اتالی را جعون اور تم سے بعد اللہ اس گھر کو محفوظ رکھیں۔ خدا ان کا نگران اور محافظ ہو ویزو ویزو ۱۲۔

الْأَخْبَرِيَّاتِ الْمَلَائِكَةُ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي سَلَمَتًا وَارْفَعْ دَرَجَتِي فِي الْهَدْيَيْنِ وَاخْلُقْ فِي عَقِبِي الْعَابِدِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلِكُلِّ يَارَبِّ الْعَالَمِينَ وَاقْسِمْ لِي فِي قَبْرِكَ وَتُؤَدِّهِ قَبْرِي دَوَاةً مُصَلِّمًا

۹۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبَّ نُوْقِي سِجِّي بِدِرِّهِ خَيْرَةً مُنْفِقًا عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۹۷۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ دَوَاةً أَبُو دَاوُدَ۔

۹۸۔ وَعَنْ مُعَقِّلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ سُورَةَ لَيْسَ عَلَى مَوْتَاكُمْ دَوَاةٌ أَحَدًا وَأَبُو دَاوُدَ۔

جانوں کے لئے بری دعا نہ مانگنا۔ کیونکہ جو تم کہتے ہو۔ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اللہ ابوسلمہ کو بخش دے۔ اور اس کا درجہ ہدایت والوں میں بلند کر دے۔ اور اس کی بھلی اولاد میں تو اس کا خلیفہ بن۔ اور اے رب العالمین ہم کو اور اس کو بخش دے۔ اور اس کی قبر کو فرخ کر دے۔ اور اس میں اس کے لئے روشنی کر دے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد ایک دھاری دار سوتلی کپڑے کی چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ منفق علیہ

فصل دوم

۹۷۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کی آخری کلام لایلاہ الا اللہ ہوگی۔ وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۹۸۔ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں پر سورہ لیس پڑھا کرو۔ اس کو احمد ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

مرنے کے بعد آنکھیں بند کر دو اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسلمہ کی آنکھیں اس سے بند کر دیں۔ کہ اس کا منظر کبھی معلوم نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد آنکھیں بند کر دینا مستحسن ہے۔ پہلی حدیث میں جو فرمایا تھا کہ میت کے پاس اچھا بات کہو۔ اس حدیث میں اس کی وضاحت ہو گئی کہ اس طرح کی دعا میں کرنی چاہئے۔

۹۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَلَ عُمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِي حَتَّى سَالَ دُمُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَجْهِ عُمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَأَبْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۰۔ وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ۔

۱۰۱۔ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحُوحٍ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَوَاءِ مَرِضٌ فَأَنَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُ فَقَالَ إِنِّي لَا أَرَى كَلِمَةً إِلَّا قَدْ حَدَثَ بِهَا الْمَوْتُ فَأَذُنُونِي بِهِ وَمَجِّلُوا فَإِنَّهُ لَا يَسْتَبِي لِحَقِيقَةٍ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

الفصل الثالث

۱۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِنُوا مَوْتَكُمْ

۹۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کو موت ہونے کے بعد ان کا بوسہ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت رو رہے تھے۔ اور آپ کے آنسو عثمان کے چہرے پر گر گئے تھے۔ اس کو ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۰۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے آپ کے چہرے کو بوسہ دیا۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۱۔ حصین بن وحوح سے روایت ہے کہ طلحہ بن براء بیمار ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پر سہی کھائے۔ آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ کی موت ہونے والی ہے۔ جب موت ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ اور تیہاری جلدی کرنا۔ یہ اچھا نہیں ہے۔ کہ مسلمان کی لاش دیر تک گھر والوں کے سامنے پڑی رہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۲۔ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِنُوا مَوْتَكُمْ

مومن زندہ ہو یا مردہ بہ حال میں پاک ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسلمان کی وفات پر رونا بھی جائز ہے۔ اور اس کا بوسہ لینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ مومن کبھی پلید نہیں ہوتا۔ نہ زندگی میں نہ مرنے کے بعد اور یہ عثمانؓ پہلے کہا جاتے۔ جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ اور اگلی حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے۔ حسینؓ آنحضرتؐ صلعم کا ابو بکر نے بعد انتقال بوسہ لیا۔ ۱۲۔

مومن کے لیے ایک بہترین دعا۔ یہ ہے عثمان کی حدیث سلم کے حوالے سے گورچکی ہے کہ جو آدمی اس دعا میں مرنے کر وہ تین رکعتاً محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ لِلأَحْيَاءِ قَالَ أَجُودٌ وَأَجُودٌ قَالُوا ابْنُ مَا جَاءَ

۱۰۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا أَخْرَجِي أَيْتَهُ النَّفْسُ الطَّيِّبَةَ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ أَخْرَجِي حَمِيدَةً وَأَبْشِرِي بِرُوحٍ وَرِيحَانٍ وَرَبِّ غَيْرِ غَضَبَانَ فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تُخْرَجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيَقْتَمُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هَذَا أَيْقُولُونَ فَلَمَّا قِيلَ مَرَّ جِبَابًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ أُدْخِلِي حَمِيدَةً وَأَبْشِرِي بِرُوحٍ وَرِيحَانٍ وَرَبِّ غَيْرِ غَضَبَانَ فَلَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تُنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللَّهُ فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السَّوءِ قَالَ أَخْرَجِي أَيْتَهُ النَّفْسُ الْغَيْبِيَّةَ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْغَيْبِيِّ أَخْرَجِي ذَمِيمَةً وَأَبْشِرِي بِمُجِيبٍ وَعَسَاقٍ وَأَخْرَجِي مِنْ شَكْلِهِ إِذَا جَرَّ فَمَا تَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذَلِكَ حَتَّى تُخْرَجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَيَقْتَمُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هَذَا

مگر اللہ تعالیٰ وحسے والا سنی پاک ہے۔ اللہ بڑے عرش کا رب سب نعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے؟ فرمایا بہت اچھا بہت اچھا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر وہ نیک آدمی ہو تو فرشتے اسکو کہتے ہیں۔ اے پاک روح پاک جسم ہمارے والی چل تیری سب نعریفیں ہو رہی ہیں تجھے آرام اور پاک جسم کی مبارک ہو۔ اور تیرا رب تجھ پر ناراض نہیں ہے۔ اسکو اسی طرح کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی روح نکل آتی ہے۔ پھر اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ اسکے دروازے اس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ پوچھا جاتا ہے۔ یہ کون آدمی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ یہ فلاں آدمی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اے پاک نفس تجھے مرحبا تو پاک جسم میں تھا۔ اندر آ جا۔ نعریف کیا گیا۔ آرام اور پاک جسم کی خوشخبری ہو۔ اور رب تجھ پر راضی ہے۔ پس لگاتار اس کو یہی کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس آسمان پر پہنچ جاتا ہے جس کے اوپر اللہ ہے۔ اور اگر بریا آدمی ہو تو اسکو فرشتے کہتے ہیں۔ اے ضعیف جسم میں رہنے والے ناپاک نفس۔ باہر نکل۔ تیری برائیوں کے بوجھے ہیں۔ گرم پانی اور پیپ اور اس جیسی دوسری ستروں کی خوشخبری حاصل کر۔ اسکو ہم ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے۔ یہاں

(ماثر صفحہ گزشتہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ توہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اور اسی طرح یہ حدیث بھی پہلے گزری ہے کہ جس کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے کچھ کلمات عباد کو بتائے ہیں۔ ان سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ زندوں کو اس کا پڑھنا کیسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا بہت اچھا۔

محکمہ دلائق وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یُقَالُ فَلَانٌ لَمْ یُقَالْ لَمْ یُجَابَا النَّفْسِ التَّحِیْنَةَ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ التَّحِیْبِثِ اِرْجِیْ ذَمِیْمَةً فَاَنهَا
 لَا تُفْعَمُ لَكَ اَبْوَابُ السَّمَاءِ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ تُصْبِرْ اِلَى الْقَبْرِ وَ اَهْلُ ابْنِ مَاجَةَ
 ۱۰۴ . وَعَنْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خَرَجْتَ رُوْحَ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّهَا
 مَلَكَانِ یُصْعِدَا رُوحَهَا فَالْحَمْدُ فَذَكَرَ مِنْ طِیْبٍ رِیْحِهَا وَذَكَرَ الْبِسْكَ قَالَ وَیَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ
 رُوْحٌ کَیْتَبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَسَدِ لَنْتَ تَعْرِیْنِیْهِ فِیَنْطَلِقُ بِهَا
 اِلَى رَبِّهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِنطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى اٰخِرِ الْاَجْلِ قَالَ وَاِنَّ الْکَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهُ قَالَ حَمَادٌ وَ
 ذَكَرَ نَسْأَةً وَذَكَرَ لَعْنًا وَیَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ خَبِیْثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ فِیُقَالُ اِنطَلِقُوْا
 بِهٖ اِلَى اٰخِرِ الْاَجْلِ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَمَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِیْقَةً کَانَتْ عَلَیْهِ عَلَیْ تَفْعَمُ

۱۰۴ از پی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی روح نکلتی ہے تو اس کو دو فرشتے لے لیتے ہیں وہ اس کو ادر میرے جاتے ہیں جہاد لے گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اچھی خوشبو کا ذکر بھی کیا اور کسٹوری کا ذکر بھی ہوا تھا کہا اور آسمان والے کہتے ہیں کتنی پاک روح تھی جو زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تجھ پر اور جس جسم میں تو تھی دونوں پر رحمتیں نازل فرمائے پھر اس کو اس کا رب کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے خداوند فرماتے ہیں اس کو دنیا کی آخری مدت تک الجھائے جاؤ اور آپسٹہ فرمایا جب کافر کی روح نکلتی ہے جہاد لے گیا آپ نے اس کی بدبو کا ذکر کیا اور اسپرٹنے والی لہنتوں کا بھی اور آسمان والے کہتے ہیں یہ کتنی ناپاک روح تھی جو زمین کی طرف سے آئی پھر کہا جاتا ہے اسکو آخری مدت تک لے جاؤ ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی کئی ایسی جہان اور حاکم نے ہی مستدرک میں بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور یہ فرشتے جو روح کو لے لیتے ہیں یہ تک الموت کے مدکار ہیں ایک اشکال سرسری نظر میں سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں بھی اور صمدیت بھی ہیں یعنی زندہ کرنے والا بھی وہی ہے اور مارنے والا بھی وہی ہے اور قرآن مجید میں ہے تو فہم الملکۃ کما ان کو فرشتے فوت کرتے ہیں یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ فوت کو نپولے فرشتے بہت سے ہیں اصل یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ ہی مارنے والا ہے اور ہی تک الموت کو حکم دیتا ہے کہ فلاں آدمی کی جان نکالو پھر اللہ تعالیٰ اس فرشتے کے فعل پر یہ اثر مرتب کرتے ہیں کہ اس کی جان نکل جائے اور اس کے ہمراہ اسکے ساتھی بھی ہوتے ہیں وہ جہان نکال کر اس کے سپرد کر دیتا ہے اگر روح مومن کی ہو تو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے اور جب یہ فرشتے نظر آتے تو اس وقت سے اسپریمان اور عمل صالح کا دروازہ بند ہو گیا یعنی اگر کافر اس وقت تک توبید پڑھے تو ایمان قبول نہیں اور اگر کوئی صدقہ دینا وغیرہ کام دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ جو ذمہ لکھ فرشتوں اسکو اعتوں میں آتے لہتے ہیں یعنی اس کی عزت کے پیش نظر در تک فرشتے بھی اٹھانے سے عاجز نہیں

تک کہ وہ نکل آتا ہے پھر اسے آسمان پر لے جایا جاتا ہے دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو پوچھا جاتا ہے کون ہے کہا جاتا ہے فلاں آدمی ہے کہا جاتا ہے اس ناپاک جسم میں رہنے والے ناپاک روح کو خوش آمدید نہ ہو اسے بدکار واپس چلا جا اسکے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے پھر اسے آسمان سے پھینک دیا جاتا ہے پھر وہ تیری طرف آ جاتا ہے اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا

۱۰۴ از پی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی روح نکلتی ہے تو اس کو دو فرشتے لے لیتے ہیں وہ اس کو ادر میرے جاتے ہیں جہاد لے گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اچھی خوشبو کا ذکر بھی کیا اور کسٹوری کا ذکر بھی ہوا تھا کہا اور آسمان والے کہتے ہیں کتنی پاک روح تھی جو زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تجھ پر اور جس جسم میں تو تھی دونوں پر رحمتیں نازل فرمائے پھر اس کو اس کا رب کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے خداوند فرماتے ہیں اس کو دنیا کی آخری مدت تک الجھائے جاؤ اور آپسٹہ فرمایا جب کافر کی روح نکلتی ہے جہاد لے گیا آپ نے اس کی بدبو کا ذکر کیا اور اسپرٹنے والی لہنتوں کا بھی اور آسمان والے کہتے ہیں یہ کتنی ناپاک روح تھی جو زمین کی طرف سے آئی پھر کہا جاتا ہے اسکو آخری مدت تک لے جاؤ ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی کئی ایسی جہان اور حاکم نے ہی مستدرک میں بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور یہ فرشتے جو روح کو لے لیتے ہیں یہ تک الموت کے مدکار ہیں ایک اشکال سرسری نظر میں سامنے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں بھی اور صمدیت بھی ہیں یعنی زندہ کرنے والا بھی وہی ہے اور مارنے والا بھی وہی ہے اور قرآن مجید میں ہے تو فہم الملکۃ کما ان کو فرشتے فوت کرتے ہیں یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ فوت کو نپولے فرشتے بہت سے ہیں اصل یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ ہی مارنے والا ہے اور ہی تک الموت کو حکم دیتا ہے کہ فلاں آدمی کی جان نکالو پھر اللہ تعالیٰ اس فرشتے کے فعل پر یہ اثر مرتب کرتے ہیں کہ اس کی جان نکل جائے اور اس کے ہمراہ اسکے ساتھی بھی ہوتے ہیں وہ جہان نکال کر اس کے سپرد کر دیتا ہے اگر روح مومن کی ہو تو رحمت کے فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے اور جب یہ فرشتے نظر آتے تو اس وقت سے اسپریمان اور عمل صالح کا دروازہ بند ہو گیا یعنی اگر کافر اس وقت تک توبید پڑھے تو ایمان قبول نہیں اور اگر کوئی صدقہ دینا وغیرہ کام دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ جو ذمہ لکھ فرشتوں اسکو اعتوں میں آتے لہتے ہیں یعنی اس کی عزت کے پیش نظر در تک فرشتے بھی اٹھانے سے عاجز نہیں

هَكَذَا اَقَالَ مُسْلِمًا

۱۰۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْضَرَ الْمُؤْمِنُ أَنْتَ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ يَجْرِبُونَ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ أُخْرِجِي رَاغِبَةً مَرْضِيًّا عَنْكَ إِلَى رُوحِ اللَّهِ وَرَيْحَانٍ وَرَدْبٍ غَيْرِ غَضْبَانٍ فَخَرَّجُكَ كَأَطِيبِ دِيْمِ الْمِسْكِ حَتَّى أَنْدَلِبْنَا وَكَهْ لِعَضْمِهِمْ لِعَضًّا حَتَّى يَأْتُوا بِهِ أَبْوَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطِيبَ هَذَا الرَّيْحِ الْكُفِيِّ جَاءَ تَلْكَ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشْدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بِعَائِبِهِ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ مَاذَا فَعَلَ فَلَانَ مَاذَا فَعَلَ فَلَانَ فَيَقُولُونَ دَعْوَةٌ فَإِنَّهُ كَانَ فِي عَمِّ الدُّنْيَا فَيَقُولُ قَدِمَاتِ أَمَا تَأْتِكُمْ فَيَقُولُونَ قَدْ ذُهِبَ بِهَا إِلَى أُمَّةٍ الْهَائِيَّةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أَحْضَرَ أَنْتَهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِثْلِهِ فَيَقُولُونَ أُخْرِجِي سَاخِطَةً مَسْخُوطَةً عَلَيْكَ إِلَى عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَخَرَّجُكَ كَأَنْتَ بِيْمِ حَيْفَةٍ حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ إِلَى بَابِ الْأَرْضِ فَيَقُولُونَ مَا أَنْتَ هَذَا الرَّيْحِ حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

اپنی چاہد اپنے ناک پر اس طرح سے نکھ لی۔ اسکو مسلم نے رعایت کیا۔

۱۰۵۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے۔ تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لے کر آتے ہیں پھر کہتے ہیں اے خدا سے راضی ہونے والے پسندیدہ روح باہر آ۔ آرام اور پاک رزق کی طرف چل۔ اور راضی رہنے والے رب کی خدمت میں حاضر ہو۔ پھر وہ روح نکلتی ہے۔ جیسے کہ بہترین کستوری کی خوشبو ہو۔ کہ اسکو فرشتے ایک دوسرے سے لیتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ آسمان کے دروازوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان والے کہتے ہیں۔ یہ کتنی اچھی خوشبو ہے جو تمہارے پاس زمین سے آئی ہے پھر اس کے پاس موزوں کی روحمیں آئی ہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتی ہیں۔ جیسے کہ تم میں سے کسی کا باہر گیا ہو اور پڑا ہوا ہے اس سے پوچھتی ہیں۔ فلاں آدمی کیا کام کرتا ہے۔ فلاں آدمی کیا کام کرتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس کو چھوڑو۔ وہ تو دنیا کے علم میں مرقق تھا وہ کہتا ہے۔ وہ تو کبھی کاشف ہو چکا ہے۔ کیا وہ یہاں نہیں آیا۔ وہ کہتے ہیں۔ غالباً وہ اپنی ماں ہلویہ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اور کافر آدمی کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اس کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ ان کے پاس گندے ٹاٹ ہوتے ہیں کہتے ہیں۔ باہر نکل اللہ سے ناراض رہنے والے اللہ بھی تجھ سے ناراض ہے۔ اللہ کے عذاب کی طرف چل۔ پھر وہ روح نکلتی ہے۔ جیسے اتھائی بدبو دار مردار کی بدبو یہاں تک کہ اس کو زمین کے دروازے کے پاس لے آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ کتنی مسنت بدبو ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو کافروں کی روحوں کے پاس لے جاتے ہیں۔ اسکو احمد اور

نسائی نے روایت کیا

۱۰۶۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَزَابٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِنَّهُ تَقَبَّلَنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا بَلَغْنَا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنِّي عَلَى رُؤُوسِ الطَّيْرِ وَفِي يَدَيْهِ عُودٌ نَبَيْتُ بِهٖ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اسْتَعِيدُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالَ إِنْ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الْفِطَاعِ مِنَ الدُّنْيَا وَأَقْبَالَ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ كَانَ وَجُوهُهُمْ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنَ الْكَفَانِ الْجَنَّةِ وَحُطُّوا الْحَجَّةَ حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدًّا الْبَصَرِ ثُمَّ يَخْبِي مَلَكًا الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ أَيُّهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ أَخْرِجِي إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللَّهِ

۱۰۶۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ کے لئے نکلے۔ ہم جب قبر کے پاس گئے تو ابھی قبر کی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پتھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے وہ زمین کو رید رہے تھے۔ آپ نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا۔ عذاب قبر سے خدا کی پناہ لگو۔ دو تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ مومن بندہ جب دنیا سے اپنا تعلق توڑنا اور آخرت سے جوڑنا ہے۔ تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ ان کے چہرے سفید ہوتے ہیں۔ گویا کہ سورج چمکتے ہیں۔ ان کے پاس جنت کی خوشبو میں بے ہوش منجی کفن ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے اس سے حد نظر تک دور بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے۔ وہ اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اے پاک نفس اللہ تعالیٰ کی بخشش و رضامندی کی طرف چل فرمایا۔ پھر وہ روح نکلتی ہے۔ جیسے مشک اٹھنے سے پانی کا قطروں پر جاتا ہے ملک الموت

آنحضرت کے سامنے صحابہ مودبانہ علیہم السلام (ساتھ مشغول رہنا) اس حدیث کو مندری نے منسوخ کیا ہے۔ اور اسکو ابوراد و حاکم ابن ابی شیبہ ابن مندہ، ابویعم، ابویوان اور اسحاق بن عمار نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کے بھی بیسٹھ طرق ہیں۔ جو کہ قریناً و قراتاً کی حد تک پہنچتے ہیں۔ گویا ہمارے سروں پر پتھر ہیں۔ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نہایت خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی حرکت نہیں کرتا تھا جیسے پرندے کا شکار کرنے والا پوری طرح دم بخود ہو کر بیٹھتا ہے۔

عذاب قبر لکڑی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبر کا عذاب برحق ہے۔ اور اہل سنت اہل حق کا بھی عقیدہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قبر انور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یاد روز کے گوشوں میں ایک گوشہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ فرعون کی قوم کو صبح و شام روزِ آخر پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو کہا جائیگا۔ اب فرعون کی قوم کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرو۔ نوبت سے پہلے عالم برزخ میں بھی ان کی رو میں ہونا کہ مناظر دکھتی ہیں۔ اور احادیث سے تو اس عذاب کی پوری تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔

وَرِضْوَانٍ قَالَ فَخَرَجَ نَسِيبٌ كَمَا تَسِيلُ الْفَطْرَةُ مِنَ السَّمَاءِ فَيَأْخُذُهَا فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدْعُوهَا فِي يَدَيْهَا طَرَفَةً عَيْنٍ حَتَّى يَأْخُذُهَا وَيَجْعَلُوهَا فِي ذَلِكَ الْكَفْرِ وَفِي ذَلِكَ الْخُطُوطِ وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنَّهَا نَفْحَةٌ مِنْ مَسَاكٍ وَجَدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ قَالَ فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلَا يَمُرُّونَ بِعَيْنِي بِهَا عَلَى مَلَائِكَةٍ الْأَقَالِوَامِ هَذَا الرَّوْحُ الطَّيِّبُ يَقُولُونَ فَلَانَ بْنِ فَلَانَ بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يُسَمُّونَهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يَنْتَهَوْا بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْقِحُونَ لَهَا فَيَقْرَأُونَ فِيهِ شَيْعَةً مِنْ كُلِّ سَمَاءٍ مَقْرُوبَةً إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي تَلِيهَا حَتَّى يُنْتَهِيَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أَعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى قَالَ فَتَعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهَا فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَجْلِسَانِ

اس کو لے بیٹے ہیں جب وہ اس کو لے لیتے ہیں تو فرشتے اس کے ہاتھ میں آنکھ چھپکنے تک بھی نہیں رہتے دیتے وہ ان کے ہاتھوں سے اس کو لے لیتے ہیں۔ اور خوشبودار کفن میں اس کو لپیٹ لیتے ہیں۔ اس کی روح سے ایسی خوشبو آتی ہے جیسے کوئی دنیا کی بہترین کسٹوری کی خوشبو ہو پھر وہ اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں۔ وہ فرشتوں کی جس مجلس کے پاس سے گزرتے ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا نوحہ کس کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ فلاں آدمی فلاں کا بیٹا اس کے بہترین نام سے اس کو بتاتے ہیں جو دنیا میں اس کا بہترین نام تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس کو لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ پھر آسمان کے مقرب فرشتے اس کو لگے آسمان تک وداع کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو ساتویں آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو۔ اور اس کو زمین کی طرف لے جاؤ۔ میں نے ان کو اسی سے پیدا کیا۔ اور اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی سے ان کو دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ فرمایا پھر اس کی روح کو جسم میں واپس لایا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھا لیتے ہیں۔ پھر اس سے

فرشتوں میں نظم و نسق ہے۔ ۱۱۰ تاکر ملک العت فرغت سے اپنا کام پورا کر لے۔ اور اس میں کچھ رکاوٹ واقع نہ ہو ۱۲

مومن کی نزع آسمان ہوتی ہے ۱۱۱ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی جان بڑی آسانی سے نکلتی ہے۔ اور پہلے کئی حدیثوں میں گزر چکا

ہے کہ مومن کی نزع بڑی سخت ہوتی ہے۔ اور خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نزع کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اتنی سختی

سے کئی کی جان نکلنے میں نہیں دیکھی۔ تو بظاہر یہ حدیث ان کے مخالف ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ مومن پر نزع شروع ہونے سے پہلے تو سختی ہوتی

ہے تاکہ اس کے گناہوں کا تقاضا ہو جائے۔ یاد رہے کہ نزع ہونا نہیں۔ لیکن جب نزع شروع ہو گیا۔ تو یہ دونوں مقصد ختم ہو جاتے ہیں۔ باقی سے ہو جاتے ہیں۔ پھر

جان بڑی آسانی سے نکلتی ہے۔ کیونکہ اس کو بشارتیں سنائی جاتی ہیں۔ اور وہ بڑی خوشی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اسے جان نکلنے کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی ۱۲

فَيَقُولَانِ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ يَقُولُ بِيَّ اللهُ يَقُولَانِ لَهٗ مَا دِينُكَ يَقُولُ دِينِي الْاِسْلَامُ يَقُولَانِ
 لَهٗ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ يَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولَانِ لَهٗ
 وَمَا عَلَّمَكَ يَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَاَمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ
 صَدَقَ عَبْدِي فَاَقْرَبُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبُسُوَّةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَا بَيْتَهُ
 مِنْ رُوْحِهَا وَطَيْبِهَا فَيُقَسِّمُ لَهٗ فِي قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِي قَالَ وَيَا بَيْتَهُ رَجُلٌ اَحْسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ
 الثِّيَابِ طَيِّبُ الرَّيْحِ يَقُولُ اَتَيْتُ رِبَّكَ الَّذِي يُبَيِّرُكَ هَذَا اَيُّوْمِكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ يَقُولُ
 لَهٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجَّهَكَ لِلْوَجْهِ مَجِيٍّ بِالْخَيْرِ يَقُولُ اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ يَقُولُ رَبِّ اَقْرِبِ السَّاعَةَ
 رَبِّ اَقْرِبِ السَّاعَةَ حَتَّى اُرْجِعَ اِلَى اَهْلِي وَمَالِي قَالَ وَاِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِي الْفُتْحِ
 مِنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالَ مِنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سَوْدُ الْوُجُوهِ مَعَهُمُ الْمَسْوُومُ فَيُجَسِّسُوْنَ

پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں۔
 یہ کون آدمی تھا جس کو تم میں بھیجا گیا۔ کہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کہتے ہیں۔ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ وہ کہتا
 ہے۔ میں نے اللہ کی کتاب کو پڑھا۔ میں اسپر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک آواز دینے والا آسمان سے آواز دیتا ہے۔ کہ میرے
 بندے نے سچ کہا۔ اس کے لئے جنت کا فرش پھیلا دیا۔ اسکو خوشی لباس پہناؤ۔ اور اس کے لئے بہشت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ فرمایا اس
 کو جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا پہنچنے لگتی ہے۔ حدنگاہ تک اس کی قبر فرخ کر دی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس ایک بڑا خوبصورت آدمی ٹہرا چھا
 لباس پہنے ہوئے اچھی خوشبو لگا کر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے ان چیزوں کی بہشت حاصل کر جو تجھے خوش کریں۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تو وعدہ دیا
 جاتا تھا۔ وہ اس سے پوچھتا ہے۔ تو کون ہے تیرا مزوہ مزہ ہے جو بھلائی لاتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرے نیک عمل ہوں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اے
 میرے رب قیامت قائم کر کہیں اپنے اہل اور مال میں جاؤں۔ فرمایا۔ اور کا فر بندہ جب دنیا سے قطع تعلق اور آخرت کے سفر کی تیاری میں ہوتا
 ہے۔ تو اس کے پاس کاغذ چھروں والے فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ان کے پاس ٹمٹ ہوتے ہیں۔ اس سے حدنگاہ تک دور بیٹھ جاتے ہیں

مومن کیلئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں ^{۱۱} (مشافہ سو گزشتہ) مومنوں کے لئے آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور کافروں کیلئے بہشتیں
 کھلتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے۔ ۱۲۔
 علیین مقام اور کتاب کا نام ہے ^{۱۱} کہ علیین ایک مقام ہے جہاں مومنوں کے ناموں کا اندراج ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کو پھر علیین
 کہا جاتا ہے۔ جس میں نام درج ہوتے ہیں۔ ۱۲۔

مِنْهُمَا ابْصَرْتُمْ نَجْمِي مَلَكِ الْمَوْتِ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِي يَقُولُ أَيُّهَا النَّفْسُ الْغَيْبِيَّةُ أَخْرَجِي
إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللَّهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ فَيَنْزِعُهَا كَمَا يَنْزِعُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ فَيَأْخُذُهَا
فَإِذَا أَحَدٌ هَا لَمْ يَدْعُوهَا فِي بَيْدِ طَرْفَةِ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمَسْجِحِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا
كَأَنَّ رِيحَ جَفِيَّةٍ وَجَدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَيَصْعَدَانِ بِهَا فَلَا يَمْرُونَ بِهَا عَلَى مَلَأَمِينَ
الْمَلَائِكَةِ الْأَقْوَامِ هَذَا الرُّوحُ الْغَيْبِيُّ فَيَقُولُونَ فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ بِأَقْدَامِ سَعَادَةِ اللَّهِ الَّذِي كَانَ
يَسْتَمِي بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتَّى يَبْتَدِي بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَقْفَلُهَا فَلَا يَقْتُلُهَا ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلْبَسَ الْجَبَلُ فِي سَمِّ الْجِبَالِ
فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْكُتُبُ أَوْ كِتَابِي فِي سَجِينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى فَطُفِرَ رُوحُهُ طَرَحًا ثُمَّ قَرَأَ

پھر ملک الموت آتا ہے۔ وہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ اے خبیث روح اللہ کے غضب کی طرف نکل۔ فرمایا۔ وہ اس کے جسم
میں پھیل جاتی ہے۔ پھر فرشتہ اس کو اس طرح کھینچتا ہے۔ جیسے گیلی اولن سے لہے کی گرم سلاح کو کھینچا جاتا ہے۔ پھر وہ اس کو کپڑے لیتا ہے۔ جب
وہ لے لیتا ہے۔ تو وہ فرشتے اس کے ہاتھ میں آگے بھٹکتے ننگ بھی تھیں رہنے دیتے۔ وہ اس کو لیکر اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس سے انتہائی بدبو آتی
مردانہ سی بدبو آتی ہے۔ وہ اس کو لیکر ادھر جاتے ہیں۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں۔ یہ ناپاک روح کس کی ہے۔ وہ کہتے
ہیں۔ فلاں آدمی فلاں کا بیٹا۔ نام جو دنیا میں مشہور تھا۔ لیکر بتلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں۔ دروازہ کھٹکتا ہے۔ تو
دروازہ نہیں کھلتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ
ادب سونے کے ٹاکے میں سے گزر جائے۔ تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ اس کی کتاب کو جحیم میں زمین کے نیچے لکھو۔ پھر اس کی روح کو وہیں سے بھیج دیا جاتا ہے

دقیقہ حاشیہ گزشتہ صفحہ ۱۱۱ پر ہے ہوش و ہواس سے منکر اور لیکر کے سوالوں کا پورا پورا جواب دے سکے۔ حدیث میں
ہے کہ آنحضرت معلم نے حضرت عمر سے پوچھا۔ اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ جبکہ دو فرشتے تجھ کو قبر میں اگر تیار دین گے۔ پھر تجھے بھینچھو میں گے۔ پھر تجھے بلائیں گے
اور وہیں گے تیرا رب کون ہے۔ تیرا زنی کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ تو حضرت عمر نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا میری یہ عقل مجھ کو واپس کر دی جائے گی
تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ پھر میں ان سے کسٹ لوں گا۔
(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

۱۱۲۔ آنحضرت معلم کا نام نہیں لیتے۔ تاہم اس کا جواب تو ہی نہ بتادیں۔
۱۱۳۔ اس قبضے سے مراد ظاہری قبر نہیں کیونکہ وہ تو مومن اور کافر کی ایک جتنی ہوتی ہے۔ اس سے مراد اس
قبضے کی کیفیت
قبضے کا نام نہیں
کا برزخی قبر ہے۔ اور اسی سے اس کو صحت باعذاب ہوتا ہے۔ ۱۲۔
اچھے اعمال کی شکل بھی اچھی ہوتی ہے۔ اس نے چونکہ عمل بھی اچھے کیے تھے۔ اس لئے ان کی ظاہری شکل بھی اچھی ہوگی۔ اور کافر منافق
حکمتہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَمَنْ يُشْرِكْ بِإِلَهِهِ فَكَأَنَّمَا خَرَمَ مِنَ السَّمَاءِ قَعَقِظَةً الطَّيْرَ أَدْمُوِيَّ بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَجِيحٍ فَتَعَادُ
 رُوحَهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُلْسَانُهُ يَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ يَقُولُ هَا هَا لَا أَدْرِي يَقُولَانِ
 لَهُ مَا دِينُكَ يَقُولُ هَا هَا لَا أَدْرِي يَقُولَانِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ يَقُولُ
 هَا هَا لَا أَدْرِي فَيُنَادِي مَنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَنْفُخُوا لَهُ أَبَابًا إِلَى
 النَّارِ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا وَيُضِيقُ عَلَيْهِ قَبْرَهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاحُهُ وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ
 فَيَقْبِرُ الْوَجْهَ فَيَقْبِرُ الْيَتَابَ مُنْتِنُ الرِّيحِ يَقُولُ أَتَبِرُ بِالَّذِي يَسُوءُكَ هَذَا يَوْمَكَ الَّذِي كُنْتَ
 تُوَعِّدُ يَقُولُ مَنْ أَنْتَ فَوْجَكَ الْوَجْهَ يَجِيءُ بِالشَّرِّ يَقُولُ أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ يَقُولُ رَبِّ
 لَا تُقِرَّ السَّاعَةَ فِي رِوَايَةٍ ثَخُوعًا وَرَأْدًا فِيهِ إِذَا خَرَجَ رُوحُهُ صَلَّى عَلَيْهِ كُلُّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور جو آدمی اللہ کے سوا شریک کرے۔ گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ یا تو اسے پرندے اچک کر لے جائیں گے۔ یا ہوا اسکو
 گہرے گدھے میں گمراہ لے گی پھر اسکی مشیم میں داپس لائی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اسکو شجادیتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں
 تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے انیسویں نہیں جانتا پھر پوچھتے ہیں۔ یہ کون آدمی تھا جو تم میں
 بھیجا گیا۔ وہ کہتا ہے انیسویں انیسویں نہیں جانتا۔ ایک آواز دینے والا آسمان سے آواز دیتا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا۔ اس کے لئے آگ کا پھوٹنا کجاہدہ مانہ
 اس کے لئے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دو پھر اس کے پاس جنہم کی بد اور بھاپ پہنچتی رہتی ہے۔ اور جہاں پر آتی تنگ ہو جاتی ہے۔ کہ اسکی پسلیاں ایک
 دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس کے پاس ایک نہایت بد شکل بے لباس والا اتہائی گدی بولہ والہ آدمی آتا ہے اور کہتا ہے جو چیزیں تھے بری گئیں
 انکی خوشخبری حاصل کر کہ یہ تیرا وہ دن ہے۔ جس کا تو وعدہ دیا جانا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ تو کون ہے تیرا مرنے تو بہت برا مرنے۔ وہ کہتا ہے میں تیرے گدھے
 اور تپالک عمل ہوں۔ پھر وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب قیامت قائم نہ کرنا۔ اور ایک روایت بھی اسی طرح ہے۔ لیکن آنا دیا وہ ہے۔ جب مومن کی روح نکلتی

رسمی ایمان کام نہیں دیتا اس سے معلوم ہوا کہ رسمی طور پر کچھ اللہ اور رسول اور دین کا نام لے لینے سے قبر میں اور حشر میں
 کوئی فائدہ نہیں ہوگا خاندہ صحت اسی صورت میں ہوگا کہ اس اقرار کے ساتھ دل کی تصدیق بھی ہو۔ اور پھر یہ بار اس کے تذکرہ سے مرنے میں ہو۔ اور اس کے مطابق اعمال بھی
 ہوں۔ بعض روایتوں میں ہے۔ کہ وہ کہے گا۔ مجھے یاد تو نہیں۔ لیکن میں ہی اسی طرح کہا کرتا تھا۔ جس طرح لوگ کہا کرتے تھے۔ اور پھر ہی اسکی جنات نہیں ہوگی معلوم
 ہوا کہ پوری ہوش اور عقل اور علم سے ان چیزوں کا آثار تصدیق اور عمل کرے۔ ورنہ تقلید ہی ایمان وہل کسی کام کا نہیں ہوگا۔ ۱۲۔

منافق اور کافر کیوں جھوٹا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا ہے کہ میں نہیں جانتا خدا اور رسول اور اسلام کو تو پوری دنیا جان چکی تھی
 مگر ان کا تذکرہ ہوا جا ہیگا ان کے چہرے ہوتے۔ پہاڑوں کی بلند یوں پر ہی انکی آواز گونجی سمندروں کا۔ میں بھی ان کے ترانے گانے گا۔ اور یہ بد بخت اچھی کہتا ہے

وَالْأَرْضِ وَكُلِّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابِ الْإِثْمِ يَدْعُونَ اللَّهَ أَنْ يُعْرِجَ بِرُوحِهِ مِنْ قَبْلِهِمْ وَيُنَزِّعُ نَفْسَهُ يَعْزِي الْكَافِرَ مَعَ الْعَرُوقِ فَيَلْعَنُ كُلَّ مَلَكٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَكُلِّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ وَتَعْلُقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَابِ الْإِثْمِ يَدْعُونَ اللَّهَ أَنْ لَا يُعْرِجَ بِرُوحِهِ مِنْ قَبْلِهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۰۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةُ أُمَّتُهُ أُمُّ بَيْفَرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ لِعَيْتٍ فَلَنَا نَافِقًا قَرَأَ عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ فَقَالَ عَفْرٌ لِلَّهِ لَكَ يَا أُمَّ بَيْفَرٍ نَعْنُ اشْغَلُ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ خُضِرَ تَعْلُقُ بِشِعْرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلَى قَالَتْ فَهَذَا ذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ مَا جَاءَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ.

ہے۔ تو اس پر زمین اور آسمان کے درمیانی فضا میں رہنے والے اور آسمان والے فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ہر دروازے والے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں وہ ان کے دروازے سے داخل ہو۔ اور جب کافر کی روح نکال جاتی ہے۔ تو رگوں سمیت اٹھتی ہے۔ آسمان اور فضا کے رہنے والے تمام فرشتے اس پر نعت کرتے ہیں۔ اور آسمان کے دروازے اس کے لئے بند کر دیے جاتے ہیں ہر دروازے والے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں۔ کہ اس کی روح ان کی دروازہ کی طرف سے نہ چلے۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۰۸۔ عبدالرحمن بن کعب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے باپ حضرت کعب کی وفات کا وقت آیا۔ تو آپ کے پاس ام بشر بنت براء بن معرور آئی۔ اور کہنے لگی اے ابو عبدالرحمن اگر فلاں آدمی کو توڑے۔ تو اسکو میری طرف سے سلام کہنا۔ تو کعب نے کہا۔ اے ام بشر اللہ تجھ کو بخشے ہمیں مصروفیت اس سے بہت زیادہ ہوگی کہنے لگی۔ اے ابو عبدالرحمن کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ کہ آپ فرماتے تھے کہ مومنوں کی رگوں میں پرندوں کے جسموں میں جنت کے درختوں پر چل کر آتے ہیں۔ کعب نے کہا ہاں وہ کہنے لگیں میں یہی مطلب ہے۔ اسکو ابن ابی اودہ بخاری نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا۔

۱۰۹۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں دو سندوں سے روایت کیا ہے۔ جن میں ایک سند صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔ اور عبدالرحمن کی انکی حدیث کی سند صحیح ہے۔ اسکو سنائی اور مسیلمی نے صحیح کہا ہے۔ اور اس فصل کی آخری حدیث جاہرہ والی کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث اگرچہ ظاہر معروف ہے۔ لیکن حکما مرفوع ہے کیونکہ اس میں باتیں ہمارا اور قرینہ سے معلوم نہیں ہوتیں یہی حدیثوں کے متعلق یہ اختلاف کیا گیا ہے۔ کہ آیا یہ نوازش اور انعام حکام کی وفات کے بعد ان کی رگوں میں پرندوں کی شکل میں جنت کے باغوں میں چل کر کھاتی پھرتی ہیں۔ اور قیامت کو پھرنے جسموں میں داخل ہو جائیں گی کیا یہ خمیدوں کے لئے خاص ہے یا عام مومن بھی اس میں شامل ہیں۔ تو ایک جماعت نے تو اسکو خمیدوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۰۸۔ وَعَنْ عَن أَبِيهِ إِذْ كَانَ يُعَدِّتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمَوْتِ طَيْرٌ تَلْقَى فِي شِعْرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ يَوْمَ سَبْعَةَ رِوَاةُ مَالِكٍ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ

۱۰۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يَمُوتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ -

بَابُ غَسْلِ الْمَيِّتِ وَتَلْفِيظِهِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۰۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ

۱۰۸۔ اور ابو عبد الرحمن اپنے باپ کعب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مومن کی روح پرندے کی صورت میں جنت میں کھاتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے جسم میں لوٹا دے۔ اسکو مالک نسائی اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا۔

۱۰۹۔ محمد بن منکدر نے کہا میں جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا۔ ان کی موت کا وقت قریب تھا۔ میں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

میت کو غسل اور کفن دینے کا بیان فصل اول

۱۱۰۔ مطہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کو غسل دے رہی تھیں کہ آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا اس

(حاشیہ مشکوٰۃ شریفین) حضرت کعب کا یہ کہنا کہ ہمیں مشغولیت بہت زیادہ ہوگئی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو اپنے مال کا حساب دینے میں مشغول ہوا گئے۔ نشاء سلام کہنے

کی فرصت نہ ملے۔ تو ام بشار نے یہ جواب دیا۔ کہ آپ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ آپ تو انشاء اللہ ان لوگوں میں سے ہو گئے۔ جکی روحیں جنت میں ہیں کھاتی پھرتی ہیں

اور قرآن مجید کی سورہ فتح کی یہ آیت دکلا و عدلانہ حسن کی خبر دیتی ہے۔ کہ سب صحابہ کرام جنتی ہیں۔ ۱۲۔

نسمہ سے مراد روح ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۰) اس حدیث میں جو نسمہ کا لفظ بولا گیا ہے اس کا معنی ہے۔ روح اور جسم دونوں

یا صرف روح ہی اور یہاں روح ہی مراد ہے۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ قیامت کران کے جسموں میں ان کو داخل کر دیں گے۔ ۱۲

۱۱۔ یہ تمام حدیثیں ولادت کرتی ہیں کہ روحیں باقی رہتی ہیں۔ اور جسموں کے فنا ہوجانے سے وہ

روح فنا نہیں ہوتی۔

فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ اِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ بِنَاءٍ وَسِدَارٍ فَاِجْلَنَ فِي الْاُخْرَى كَاْفُورًا اَوْ شِيْئًا مِنْ كَاْفُورٍ فَاِذَا فَرَّغْتَ فَاذِنْتَنِي فَلَمَّا فَرَّغْنَا اَذْنَاهُ فَالْقَى الْبِنَا حِقْوَةً
فَقَالَ اشْعُرْ نَهَا يَا اَهْ وَفِي رِوَايَةٍ اغْسِلْنَهَا وَتَرَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَايْدَانِ بِمِيَامِنِهَا وَمَوَاضِعَ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا اشْعُرَهَا ثَلَاثَةً فَمُرُّونَ فَالْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ فِي ثَلَاثَةِ اَذْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بِيَضٍ سَحْوِيَّةٍ مِنْ كَرْمٍ سَعْتٍ لَيْسَ فِيهَا قَبِيضٌ وَلَا عَمَامَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَسِّنْ لِكَفْنِهِ رِوَاةٌ مُّسَلَّمَةٌ

تین یا پانچ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دینا۔ بشرطیکہ تم کو ضرورت محسوس ہو۔ اور پانی میں بھری کے پتے ڈال لو۔ اور آخری مرتبہ کچھ کافور بھی ڈال لینا۔ جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو حجہ کو اطلاع دینا واجب ہم فارغ ہو گئیں۔ تو ہم نے ایک اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند اتار کر ہماری طرف پھینکا اور فرمایا تم لو اس میں کھینچو اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو طاق غسل دینا تین یا پانچ یا سات مرتبہ اور دائیں طرف سے شروع کرنا۔ اور وضو کے اعضا پہلے دھونا۔ ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے زینب کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین چوٹیاں گوندھ دیں۔ اور پچھلے کی طرف ڈال دیں۔ متفق علیہ

۱۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ سفید رنگ کے سوتلی اور سحرئی کپڑے تھے جن میں زکوٰۃ کی قمیص تھی اور نہ چڑھی متفق علیہ

۱۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو کفن دے۔ تو پھر اچھا کفن دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

اس کا ذکر روایت کیا ہے

انہیں پھر حاتین بیگم اور بیگم سوسین نعمت حاصل کرتی ہیں۔ انہوں کو راحت اور آرام پہنچتا ہے۔ اور بدکرداروں کو بھی دعویٰ سنوادی جاتی ہیں۔ اور قیامت سے پہلے انکو مدعا بیتی کو کتنی دفعہ غسل دینا چاہئے روضہ صفحہ ۲۸۷ اسکو احمد اور اہل سنن نے ہی روایت کیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت زینب میں جو ابوالعاص کے کلاچ میں تھیں۔ غسل واجب ایک دفعہ ہے۔ تین بار مستحب ہے۔ اور اس سے زیادہ اگر ضرورت ہو تو سات یا تک یا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کر وہ ہے۔ کافور لانے کی دو چیز ہیں۔ ایک خوشبو کا ہو جانا اور دوسرے کپڑوں کا بھگانا مستحب ہے۔ کہ عورت کے بالوں کو تین مینڈھیٹھا

روایت کیا ہے۔ ۱۱۲۔
کفن میں قمیص اور پگڑی ہے یا نہیں اسکو احمد اور اہل سنن نے ہی روایت کیا ہے۔ صحابہ کی پوری جماعت اس پر متفق ہے۔ کہ تین دنوں سے زیادہ مروکے لئے ضروری ہے۔ سفید کپڑے کا کفن رہنا مستحب ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے۔ کہ کفن میں قمیص اور کپڑی ہونی چاہئیں یا نہیں۔ تو امام مالک شافعی متحکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۱۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَّصَتْهُ نَائِمَةً وَهُوَ مُهْمٌّ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بَيَاءٍ وَسِدْرًا وَكَفِّنُوهُ فِي تَوْبِيهِ وَلَا تَمْسُوهُ بِطَيْبٍ وَلَا تَجْمُرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَلِيًّا مَتَّفِقًا عَلَيْهِ سُنْدًا
 حَدِيثُ جَابِ قَتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ فِي بَابِ جَامِعِ النَّاقِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

الفصل الثاني

۱۱۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُؤَامِنْ تَبَايَكُمُ الْبَيَاضِ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ تَبَايَكُمُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ الْكَلْبِ الْإِنْتِدَا فَإِنَّهُ يَبْسِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَرَدَى ابْنُ مَاجَةَ إِلَى مَوْتَاكُمْ
 ۱۱۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوا فِي الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يَسْلُبُ سَلْبًا

۱۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھ کر کعبہ ہاتھ اسکی ایک اونٹنی نے گرون توڑ دی وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور سیر کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اس کو انہی دونوں کپڑوں میں کفن دیدو اور اسکو خشبوزن لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا وہ قیامت کے دن لیک کہتا ہوا آئے گا متفق علیہ اور ہم جاب کی وہ حدیث میں ہیں مصعب بن عمیر کے قتل کا واقعہ ہے۔ باب جامع الناقب میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔

فصل دوم

۱۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے سفید کپڑے پہنا کر دو یہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو اور بہترین سرسہ اٹھد ہے وہ چکوں کو اگانا ہے اور نظر کو تیز کرتا ہے اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے موتا تک روایت کیا۔

۱۱۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کفن نہ فرمایا کرو کہ وہ بہت جلد خراب ہو جاتا ہے اسکو ابو داؤد

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور احمد کہتے ہیں کہ تمہیں لگانے ہی ہوں ان میں نہیں اور چمکی نہ ہوں۔ ۱۲۔
 کفن صاف ستھرا ہونا چاہئے۔
 کفن میں واجب ایک کپڑا ہے (حاشیہ صفحہ پہلے) اسکو اسما و اہل سنت نے بھی روایت کیا ہے عزم اگر حرام کی حالت میں فوت ہو جائے تو اسکو انہی احرام کی چادروں میں کفن دینا چاہیے اسکو خشبوزن لگانا جائے اس کا سر نہ ڈھانپنا چاہئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب احد کے دن شہید ہوئے تو ان کا سر صرف ایک چادر تھا جب اسکو سر پر ڈالا جاتا تھا تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور جب پاؤں ڈھانپے جاتے تھے تو سر نہ لگا ہوا جاتا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفن واجب

سِرِّعًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۱۶۔ دَعْنِ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بَنِيَابٍ جَدًّا وَقَالَتْ لَهَا نِسَاءُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَيِّتُ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۱۷۔ وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحَلَّةُ وَخَيْرُ الْأُصْفِيَةِ الْكَيْشُ الْأَقْرَبُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ ابْنِ أُمَامَةَ.

۱۱۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ أَمْرٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلِي أَحَدًا أَنْ يَتَزَمَّ عَنَهُمُ الْعَبِيدُ وَالْجَاوِدُ وَأَنْ يَدَّ قَوَائِدَ مَرْتَمِهِمْ وَثِيَابَهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

الفصل الثالث

۱۱۹۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي هَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَقْبَى بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ

نے روایت کیا۔

۱۱۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے نئے کپڑے منگائے۔ انکو پہنا۔ پھر کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے۔ میت اپنے اہنی کپڑوں میں اٹھانی جائے گی۔ جس میں سرے گی۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۷۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بہترین کفن دو کپڑوں کا آزار اور چھوڑنا ہے۔ اور بہترین قربانی سینگہار مینڈھا ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسکو ابوامامہ سے روایت کیا ہے۔

۱۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کی پوسٹنیں اور لوہے کے ہتھیار اتار لیے جائیں۔ اور ان کو اہنی خون کو دو کپڑوں میں دھن کر دیا جائے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

فصل سوم

۱۱۹۔ سعد بن ابی ہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا گیا۔ اور وہ روزے دار تھے۔

دعا ہے صغیر گزشتہ بیک کپڑا ہے اور احرام دلنے کی وہی دو چادر ہیں۔ ۱۲۔

کفن سفید کپڑوں میں دیا جائے۔ اسکو احمد، حاکم، ابن حبان، شاخی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ سفید کپڑے میں کفن مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ اور اللہ اسحقانی مرنے ہے۔

۱۲۔ اس حدیث کو نووی اور منذعلانی صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث ولادت کرتی ہے۔ کہ کفن چمکے نہ خرید جائیں۔ مثلاً ریشمی کپڑے کا کفن نہ دیا جائے۔ وہ جلد خراب ہو جاتا ہے۔ کہ در مطلب میں ایک تویر کہ جنہا کپڑا انھیں اور باریک ہوتا ہے۔ تو نسبتاً وہ جری جلدی پھٹ جاتا ہے

قَتَلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كَفَنَ فِي بَدْوَةٍ إِنْ عَلِيٌّ دَأَسَهُ بَدَاتِ رَجُلًا وَإِنْ عَلِيٌّ رَجُلًا بَدَأَ دَأَسَهُ وَإِلَّا قَتَلَهُ وَقَتْلَ حَمْرَةَ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ لَبِطْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَبِطْنَا وَقَالَ لُعْطِينًا مِنَ الدُّنْيَا مَا لُعْطِينَا وَلَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتِنَا مَجْدَلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۱۲۰ :- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَعْدَا مَا أُدْخِلَ حَقْرَتَهُ فَأَمْرِبَهُ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَالْبَسَهُ فَبَيْصًا قَالَ وَكَانَ كَسَا عِبَاسًا قَبِيصًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهَا

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنَّ تَأْخُرَ

کہنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اللہ وہ مجھ سے بہتر ہے۔ ان کو ایک ایسی چادر میں کفن دیا گیا۔ کہ اگر اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا۔ تو پاؤں نیچے ہو جاتے۔ اور اگر پاؤں کو ڈھانپا جاتا۔ تو آپ کا سر نکلا ہو جاتا۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا۔ اور حضرت حمزہ شہید ہو گئے وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ہم پر دنیا ناز کر دی گئی۔ یا کہا کہ ہمیں دنیا دی گئی۔ یعنی دی گئی اور ہمیں یہ بھی ڈر ہے۔ کہ ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا جائے۔ پھر آپ رونے لگے۔ یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی مشرور (منافق) کی قبر پر آئے۔ جبکہ اس کو قبر میں داخل کر دیا گیا تھا آپ نے حکم دیا۔ تو اسکو باہر نکالا گیا۔ آپ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ اور اس کے منہ میں اپنی لب مبارک ڈالی۔ اور اسکو اپنی قمیض آنا کر پہنایا۔ جابر نے کہا۔ کہ عبد اللہ نے حضرت عباس کو قمیض پہنائی تھی۔ متفق علیہ۔

جنازہ کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز پڑھنے کا بیان

فصل اول

۱۲۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کو جلدی لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف

(دانش) صوفیہ اور طلبہ و سچے کہ جب کفن کو چھٹا اور گندہا ہی ہونا ہے۔ تو ہر کفن خریدنے کا کیا فائدہ۔ معمولی سادہ صاف ستر کپڑا لے کر چاہیے۔ ۱۲۰-

عبدالرحمن بن عوف کی کیفیت - (دانش) صوفیہ لے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ ہمارے تھے۔ پھر ان تہذیب و تعالے

نے اٹھو اور تم نہ کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی دل بھی بڑا زہاد نہ عطا کیا۔ کھڑے کھڑے ہزاروں لاکھوں روپے لٹا دیتے تھے۔ اور پھر بھی ہمیشہ نزال و ترساں رہتے کہ شاید

صَالِحَةٌ غَيْرُ تَقْدِمٍ مَوْهَا الْبَيْدِ وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَٰلِكَ فَتَرْتَضِعُونَهَا عَنْ رِوَايِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 ۱۲۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ الْجَازَةَ فَاحْتَمَمَا
 الرَّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِمًا مَوْتِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرُ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا يَا
 ذٰلِكُمْهَا آيِنْتُمْ هَبُونِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَغِقَ رِوَاةُ
 الْبُخَارِيِّ۔

۱۲۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَازَةَ فَقُومُوا فَمَنْ تَبِعَهَا
 فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى يُؤْضَعَ عَلَيْهِ

جلدی لے چلو۔ اور اگر برا ہے۔ تو تم اپنی گردن سے بوجھ آ کر دو متفق علیہ۔

۱۲۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جائے۔ اور لوگ اس کو اٹھا کر لے چلیں۔ تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر برا ہو تو کہتا ہے تم پر افسوس مجھے کہ جس نے جا رہے ہو اسکی آواز انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سن لے تو ہوش ہو جائے اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۳۔ اور ابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازہ کو کیسے تو کھڑے ہو جایا کرو۔ اور جو آدمی جنازہ کے ساتھ چلے۔ وہ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے متفق علیہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہماری نیکوں کا سب اس دنیا کی دولت ہی میں ختم ہو جائے۔ اور اپنی کیفیت یہ تھی۔ کہ بڑے بڑے علماء و عابدین کا ذکر کہ جسے رشک سے کر رہے ہیں۔ اور پھر روزے دار بھی تھے۔ پھر بھی کھانا تک نہیں کھایا۔ رضی اللہ عنہما ۱۲۔

ایمان کے بغیر نجات نہیں
 ۱۲۴۔ عبدالرحمن بن ابی منافقوں کا سردار تھا۔ اس کے بیٹے کا نام بھی عبدالرحمن تھا۔ وہ مومن مخلص تھا جب یہ منافق مواتو اسکا بیٹا آیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا باپ جیسا تھا۔ اچھو معلوم ہے۔ پھر بھی میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس کا جنازہ بھی پڑھیں۔ اور اپنی قبیل میں وہ کہیں اسکو اس میں کفن دوں۔ اور اس کی قبر پر بھی چلیں۔ بدر کے دن حضرت عباس جب قید ہو کر آئے۔ تو گلے سے ننگے تھے۔ بڑے جسم تھے۔ انکو کسی کی قبیل پوری نہیں آتی تھی صرف اس منافق کی قبیل پوری آتی۔ آنحضرت نے سوچا کہ جہاں اس منافق کے اسمان کا پڑا بھی ہو جائیگا۔ آپ نے اس کو قبض بھی دی۔ اور اس کا جنازہ بھی پڑھا۔ اس کے مز میں اپنا لب ملدک بھی ڈالا۔ لیکن اس منافق نے ایمان کی نجات پھر بھی نہ ہوئی۔ ۱۲۔

جنازہ جلدی لے جانا چاہئے
 (حاشیہ صفحہ ۱۲۴) اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسکا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مومن اور کافر کو اپنے انجام کا تیرہ جلی جاتا ہے۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ چونکہ نزع کے وقت ہی تک موت ہو کر کہ اس کے ٹھکانے کی اطلاع دے دیتا ہے۔ پھر قبر میں جہان سے پہلے ہی ہر ایک کو اپنے ٹھکانے کا پتہ چل جاتا ہے۔ مومن تو کہتا ہے۔ مجھے جلدی لے چلو۔ اگر کسی جاگو انام

- ۱۲۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَبْنَا مَعَهُ فَقَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا يَهُودِيَةٌ فَقَالَ إِنَّ الْمَوْتَ فَرَسٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقَوْمُوا مَتَّفِقِينَ عَلَيْهِ
- ۱۲۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ قَبْنًا وَقَعَدَا فَقَعَدْنَا بَعْنِي فِي الْجَنَازَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ مَالِكٌ وَإِنِّي دَاوُدُ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَا بَعْدًا
- ۱۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيثَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَقٌّ يُصَلِّيُ عَلَيْهَا وَيُفْرَغُ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَحْمَرِ يَقْبِرُ كُلُّ قَبْرٍ طِفْلٌ أَحَدٌ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ يَقْبِرُ طِفْلٌ عَلَيْهِ
- ۱۲۷۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ الْجَنَازَةَ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَ

- ۱۲۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک جنازہ گزرا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ تو یہودی موت کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ موت ڈرنے اور گھبرانے کی جگہ ہے۔ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور متفق علیہ
- ۱۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ انا آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھے گئے اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور مالک اور ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ آپ پہلے جنازہ کے لئے کھڑا ہوا کرتے تھے پھر بعد میں بیٹھے رہتے۔
- ۱۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مسلمان آدمی کے جنازہ کے پیچھے چلے ایمان اور ثواب کی نیت سے اور نماز جنازہ اور دفن تک اس کے ساتھ رہے۔ تو وہ قیراط اجر بیکرواپس آتا ہے ہر قیراط احد پناہ عتقا ہے۔ اور جو آدمی نماز جنازہ چھو کر دفن کرنے سے پہلے واپس آجائے۔ تو اسکو ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔ متفق علیہ۔
- ۱۲۷۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جنازہ کی موت کی خبر سنی دن سے دس دن کی عورتوں کوئی نکلنا اور ان آپ

- دعا میں متعلقہ صحف سابقہ اردوں اور کافر وغیرہ کتاب ہے مجھے کیوں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں لے جا رہے ہو۔ پھر وہ اس فدیہ ختم ہے کہ اسکی چیخیں تمام مہر میں سنتی ہیں صرف جن اور انسان نہیں سنتے اگر وہ سن لیں تو دنیا کا کاروبار معطل ہو جائے اور ایمان بالغیب نہ رہے۔
- جنازہ کیلئے کھڑا ہونا سنت نہیں ہے ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو ابی اسنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ آدمی کو اختیار ہے چاہے تو بیٹھا رہے چاہے تو کھڑا ہو جائے باقی ائمہ شافعی کہتے ہیں کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا ابتدا میں تھا بعد میں حضرت علی کی حدیث سے منسوخ ہو گیا۔ لیکن یہاں نسخ کی ضرورت نہیں تھیں ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ کھڑا ہونا استحباب کے لیے ہے اور بیٹھا ہونا اس کے لیے اور جابر کی حدیث کو نسائی اور ابن جان نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت علی کی حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور ابن جان نے بھی روایت کیا ہے۔
- رعاشہ صغیر نام لے قیراط درتی کے قریب ایک وزن ہے لیکن جو قیراط اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے جو دفن میت تک ساتھ رہے لے احد پہاڑ سے دگنا اجر ملے گا اور جنازہ کی نماز پڑھ کر آجائے لے احد پہاڑ کے پیراؤں تک ساتھ رہے۔

خَرَجَ بِهِيَ إِلَى الْمَصَلِّ فَصَفَّ بِهِنَّ وَلَكِبَرِ اَرْبَعٍ تَكْبِيْرَاتٍ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ
 ۱۲۸ :- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ ابِي كَيْلِي قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمٍ يَكْبِرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاَتَنَا
 لَبَّوْا عَلٰى جَنَائِزِهِ خَمْسًا فَسَأَلْتَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبِرُ هَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۲۹ :- وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَائِزِهِ فَقَرَأَ فَاَيْتَةَ
 الْكِتَابِ فَقَالَ لَتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

گوئیوں کو لے کر عید گاہ کی طرف نکلے۔ ان کی صف بنائی۔ اور چار تکبیریں پڑھیں۔ متفق علیہ۔

۱۲۸ عبد الرحمن بن ابی کیلی نے کہا کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں پڑھا کرتے تھے۔ ہر ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔
 ہم نے ان سے سوال کیا۔ تو فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔
 ۱۲۹ طلحہ بن عبد اللہ بن عوف نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ آپ نے اس میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی اور
 دیا کہ تم کو جانتا چاہیے۔ کہ یہ سنت ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۸ نجاشی کا غائبانہ جنازہ - اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ نجاشی حبشہ کا ایک نیک دل عیسائی بادشاہ تھا اور نجاشی
 حبشہ کے بادشاہوں کا لقب ہے اس بادشاہ کا نام بھی تھا جب مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے تو کفار کے لئے مسلمانوں کی واپسی کے لیے ایک وفد بھیجا
 کفار نے مسلمانوں کے متعلق مفاد امیر اطلاعات نجاشی کو دیں تو اس نے مسلمانوں کو بلا اور حضرت جعفر نے اسلام کی نمائندگی کی اور حضرت عیسیٰ اور
 مریم علیہما السلام کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کی تو بادشاہ دل سے مسلمان ہو گیا لیکن حالات کی مجبوری کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہ
 کر سکا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مخالف بھیجے اور کفار کو ناکام واپس آئے اور مسلمان اس کے ملک میں امن و امان سے رہنے
 لگے جب یہ بادشاہ فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو نجاشی کی موت کی خبر دی اور آپ نے صحابہ کو بتایا اور جنازہ کی نماز کے لیے باہر گئے اور
 غائبانہ جنازہ پڑھا۔ امام شافعی، احمد، اسحق اور صحابہ و تابعین کی ایک جماعت اور اہل ہجرت کا بھی مذہب ہے کہ غائبانہ جنازہ پڑھنا جائز ہے تغیبہ
 اسکو جائز نہیں سمجھتے اور اسکی یہ تائید کرتے ہیں کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت کے سامنے کو دیا گیا تھا لیکن اسکی کوئی دلیل نہیں اور لطف یہ کہ حنفیہ قبر پر
 جنازہ جائز سمجھتے ہیں۔ اور اس صورت میں بھی جنازہ سامنے تو نہیں ہوتا اور یہی یاد رہے کہ جنازہ ایک دعا ہے جس میں حاضر اور غائب کی کوئی قید نہیں۔
 بلکہ غائب کے حق میں دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ -۱۲-

۱۲۹ تکبیرات جنازہ کتنی ہیں - اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جنازہ کی تکبیریں چار سے لے کر نو تک ثابت ہیں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بدیوں کے جنازہ میں چھ تکبیریں پڑھیں اور دوسرے صحابہ پر پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے بعد میں صحابہ کے احترام کے پیش نظر
 اور لوگوں پر چار تکبیریں پڑھی جائے لگیں اور اسی پر اکثریت نے فیصلہ کر دیا۔ اگر آج بھی جنازہ میں پانچ یا چھ تکبیریں کہی جائیں تو درست ہیں -۱۲-
۱۳۰ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان، ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو
 صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے اور بعض روایات سے تو اس کے ساتھ سورہ کا ملانا بھی
 ثابت ہے۔ امام شافعی، احمد، اسحق اور صحابہ و تابعین کا بھی مسلک ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ یہی کیفیت آج بھی الکتبہ

۱۳۰۔ وَعَنْ عَوْتِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اجْنَازَةٍ فَوَقَفْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَكَرِّمْ نَزْلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَأَخِمْهُ بِالْمَاءِ وَالْتِمِيمِ وَالْبُرْدِ وَنَفِثٍ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَفَيْتَ التُّوبَ الْبَيْضَ مِنَ الدَّائِسِ وَأَيُّهَا دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ وَفِيهِ فَنَنَّةُ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ قَالَ حَتَّى تَمَيَّتَ أَنْ أَكُونَ ذَلِكَ الْمَيِّتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۱۔ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تَوَقَّتْ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ ادْخُلُوا بِي الْمَسْجِدَ حَتَّى أَصِلَ عَلَيْهِ فَإِنَّكَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ

۱۳۰۔ عورت بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھائی۔ میں نے آپ کی دعا یاد کر لی۔ آپ کہہ رہے تھے۔ اے اللہ اس کو بخش دے۔ اسپر رحم فرما۔ اس کو عذاب سے بچا۔ اسے معافی دیدے۔ اس کی ہمانی اچھی کر۔ اس کی قبر فراخ کر دے۔ اس کو پانی برون اور ازلے سے اس کو دھو دے۔ اور اس کو گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دے۔ جیسے تونے سفید کپڑے کو میل کھیل سے پاک کر دیا۔ اور اس کو اس کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اور اس کو اس کے اہل سے بہتر اہل عطا کر۔ اور اس کی بیوی سے اس کو اچھی بیوی دیدے اور اس کو جنن میں داخل کر۔ اور قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ عورت نے کہا۔ یہاں تک کہ میں نے خواہش کی کہ کاش یہ میت میری ہوتی۔ اس کو مسلم نے زوات کیا۔

۱۳۱۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے۔ کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ انکے جنازہ کو مسجد میں رکھو۔ تاکہ میں ان پر نماز پڑھ لوں۔ حضرت عائشہ کی اس بات کا انکار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ

لجنازہ میں باواز بلند دعا پڑھنا اس کو سائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ کیونکہ اگر آپ دل میں پڑھ رہے ہوتے تو عورت کو کیسے سنائی دیتی۔ الحدیث کا مذہب یہی ہے کہ دعا کو آہستہ پڑھنا بھی جائز ہے اور بلند آواز سے بھی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جنازے کی دعاؤں میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور فقہ قبر سے مراد یہاں منکر اور نگیر کے سوالوں کا جواب ہے کہ اس کو جواب صحیح آجائے اور منکر نگیر کے فتنے سے بچ جائے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک دعائیں احادیث میں آئی ہیں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی ساتھ لگا کر پڑھ لے تاکہ سب پر عمل ہو جائے۔ جنازے کی دعاؤں میں عورت اور مرد کے لیے ضمیریں بدلنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ضمیروں کا مرجع میت ہے اور یہ لفظ مذکر ٹونٹ دونوں طرح مستعمل ہے۔ ۱۳۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي بَيْضَاءَ فِي السَّيِّدِ سُهَيْلٍ وَأَجِيَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۳۲. وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَدَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ جَنَازَةٍ
 مَا تَتْ فِي نَفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
 ۱۳۳. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ
 هَذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا أَذْهَبُ فِي قَالُوا دَفْنَا فِي ظِلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَمْ هُنَا أَنْ نُؤْتِكَ فَقَامَ
 فَصَقَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی پر مسجد ہی میں نماز پڑھی تھی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔
 ۱۳۲۔ سمرون بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت پر جو نفاس میں فوت ہو گئی تھی۔
 جنازہ کی نماز پڑھی۔ آپ اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے تھے۔ متفق علیہ۔
 ۱۳۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس کی میت
 کو دفن کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے کب دفن کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ آج کی رات آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی کہنے لگے ہم
 نے اس کو رات کے اندھیرے میں دفن کیا تھا۔ ہم نے آپ کو اس وقت جگانا نامناسب سمجھا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے
 صفت باندھی۔ آپ نے اسپر واز پڑھی۔ متفق علیہ۔

۱۳۴۔ مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے اس حدیث کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ مسجد میں نماز
 جنازہ پڑھنا اور مسجد میں میت کو لے جانا جائز ہے امام شافعی، احمد اور ایک روایت میں امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ بھی
 اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہ اس کے خلاف ہیں اور وہ جو حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی مسجد میں جنازہ پڑھے اسے کوئی اجر نہیں ملتا
 اس حدیث کا قطعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ بیضاء کے تین بیٹے تھے۔ سہیل، سہیل اور صفوان ان کی ماں کا نام رعد بنت الجهم ہے اور
 بیضاء اس کی صفت ہے جس سے وہ مشہور ہوئی اور ان لڑکوں کے باپ کا نام دہب بن ریحہ قرشی ہے۔ ۱۲۔
۱۳۵۔ جنازہ میں کہاں کھڑا ہو۔ اس کو احمد اور اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر میت عورت ہو تو امام جنازہ کے وقت
 اس کے درمیان میں کھڑا ہو اور اگر میت مرد ہو تو امام سر یا سینہ کے مقابل کھڑا ہو امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور فقہ کی بعض کتابوں میں امام
 ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا بھی یہی مذہب بیان کیا گیا ہے۔ ۱۲۔

۱۳۶۔ قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ اس کو ابو داؤد نے مختصر اور طبرانی نے مطول روایت کیا ہے اور یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔ ابو ہریرہ
 کی حدیث میں جو اس کے بعد آ رہی ہے شک ہے کہ وہ قبر کسی نوجوان کی تھی یا اس عورت کی جو مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی ابن خزیمہ نے تخریج کی ہے کہ وہ
 (باقی صفحہ آئندہ)

۱۳۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقْرَأُ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًا فَقَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَنْهَا وَعَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ أَذِنْتُمُونِي قَالَ نَكَاهُمْ صَغُرًا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرًا فَقَالَ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهَا فَذَلُّوهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورُ مَسْلُوءَةٌ ظِلْمًا عَلَى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللَّهَ يُبَوِّدُهَا لَهُمْ لِيَصَلُّوا عَلَيْهَا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ وَلَقَدْ لَسِمَ
 ۱۳۵۔ وَعَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ يُقَدِّدُ أَوْ يُعَسِّفُ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ أَنْظِرْ مَا اجْتَمَعَ لَنَا مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُولُ هُمُ لَا يَعُونَ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوهُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۳۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت مسجد میں جھاٹو دیا کرتی تھی۔ یا ایک جوان تھا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید جھارتیایا تو اس کے متعلق سوال کیا تو لوگوں نے کہا، وہ فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ ابو ہریرہ نے کہا، گویا لوگوں نے اس کے جنازہ کو معمولی سمجھ کر اطلاع نہ کی۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بناؤ۔ لوگوں نے اس کی قبر بتائی۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر فرمایا۔ یہ قبریں اپنے اہل پراندھروں سے بھری ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ میرا نماز کے سبب ان کو روشن کر دیتے ہیں۔ متفق علیہ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۱۳۵ کریب حضرت ابن عباس کے مولیٰ (اندو شدہ غلام) ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کا ایک دوکاندار یا سفیان بن فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے کریب ذرا جا کر دیکھو۔ کتنے آدمی جنازہ کے لئے آگئے ہیں۔ میں باہر نکلا۔ تو کچھ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے آپ کو اطلاع دی۔ کہنے لگے کیا نیزے خیال میں چالیس آدمی ہوں گے۔ تو اسے کہا۔ ہاں۔ تو آپ نے فرمایا۔ جنازہ لگاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

(تقیہ صفحہ گذشتہ) قبریں عورت کی تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھنا جائز ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور مالک کہتے ہیں کہ اگر پہلے جنازہ نہ پڑ گیا ہو تو پھر جائز ہے درجہ پنجم ۳۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ ایک جامع حدیث - اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور منساری کا یہی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کس طرح غریبوں اور ناداروں کا خیال رکھتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوست احباب کو جنازہ کی اطلاع کر دینا چاہیے تاکہ وہ بھی جنازہ میں شامل ہو جائیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ غیب دان نہیں تھے کیونکہ اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض کا جو یہ خیال ہے کہ قبر پر جنازہ اس صورت میں جائز ہے جبکہ میت پر جنازہ نہ پڑھا گیا ہو یہ خیال غلط ہے کیونکہ صحابہ کرام نے اسے جنازہ پڑھ کر ہی دفن کیا تھا اور آنحضرت نے پھر بھی قبر پر جنازہ پڑھ لیا

يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ تَبَوَّأَ عَلَيْهِ قَبْرُهُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَائِزِهِ أَدْبَعُونَ رَجُلًا لَأَيْشَرَ كُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا
إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ قُصِلَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
يَبْلُغُونَ مِائَةَ كَلِمَةٍ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوهُ فِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرُّوا بِجَنَائِزٍ فَأَتَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِبَتْ
لَهُمْ مَرُّوا بِالْخُرَى فَأَتَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجِبَتْ عَنْهُمْ مَا وَجِبَتْ فَقَالَ هَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ
خَيْرًا فَوَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجِبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شَاهِدُوا أَمْرًا لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ

آپ نے فرمایا۔ جو مسلمان فوت ہو جائے۔ اور اس کے جنازہ پر چالیس یا پندرہ سو پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے
ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ان کی سفارش کو قبول فرماتے ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے۔ جو سو کے قریب ہوں
اور وہ سارے اس کے لئے شفاعت کریں۔ تو اس کے متعلق ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ صحابہ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے اور اس کی اچھی تعریف کی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم
ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے۔ اس کی برائی بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ واجب ہو گئی۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ کیا چیز واجب ہو
گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اس پر تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور یہ جس کی تم نے بری صفت بیان کی۔ اس کے لئے دوزخ

لے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث کو
جو اس کے بعد ہے احمد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ اگر سو آدمی سفارش کریں
تو ان کی سفارش قبول ہوگی بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس تعداد کو کم کر کے چالیس بنا دیا پھر بعد ازاں تین صفوں کی سفارش قبول
کی گئی خواہ صفیں چھوٹی ہوں یا بڑی و ذلک الفضل من اللہ۔ ۱۲

۱۳۷ اللہ تعالیٰ کوئی چیز واجب نہیں یہ بخاری کے الفاظ میں اور اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جانتا چاہئے کہ کسی کو بخشا یا سخت
میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے یہ بعض اس کی ہر بانی اور شفقت ہے اور اس طرح کسی مجرم کو اگر وہ چھوڑ دینا چاہے تو کوئی ایسا
ضابطہ نہیں ہے کہ اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے کہ تو دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہوئیں اس لیے کسی بھی آدمی کے
متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں آدمی حقیقی ہے یا دوزخی۔ ماسوائے ان آدمیوں کے جن کے متعلق قرآن اور حدیث میں حقیقی یا دوزخی
ہونے کی تصریح کر دی گئی ہے اگر کسی کے متعلق کچھ کہتا ہی ہو تو یوں کہے کہ میرے خیال میں وہ آدمی ان شاء اللہ حقیقی ہے۔ باقی یہی اکثریت کی شہادت
تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے جس کو اس کا بھی مواظفہ کرنا ہے اور اس کو اگر کسی کو ایک بار کہیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةِ الْمُؤْمِنُونَ سَهَّدَ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ

۱۳۸۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مَسْلَمٍ سَهَّدَ لَ أَرْبَعَةً يَجْزِيهِ أَدْخَلَ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَلَنَا ثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَلَنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ يُسَأَلْ عَنِ الْوَاحِدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
۱۳۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمَ مَوَارِثًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو متفق علیہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مومن زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں
۱۳۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان آدمی کے متعلق چار آدمی بھی شہادت دیں۔ اسکو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے۔ ہم نے کہا: اہل زمین آدمی آپ نے فرمایا اور تین آدمی بھی ہم نے کہا۔ اور دو آدمی آپ نے فرمایا، اور دو آدمی بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال کیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو گالی نہ دیا کرو۔ کہ وہ اپنی کمائی (اعمال) کو پہنچ گئے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۔ ابھی شہادت سے جنت کا دروازہ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی گواہی کو خدا تعالیٰ کے فیصلے میں ایک قسم کا دخل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی آدمی ظاہری طور پر نیک ہوتا ہے اور اندرونی طور پر عیبی اور مومن اس کے ظاہر پر نگاہ رکھ کر اس کے متعلق بھی شہادت دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جیسا تو ہے میں بڑا اچھی طرح تجھ کو جانتا ہوں لیکن اب چونکہ میرے بندے تجھ کو اچھا کہہ رہے ہیں لہذا میں تجھے اچھا ہی بنا دیتا ہوں۔ حضرت انس کی سالف حدیث میں اکثریت کی شہادت پر فیصلہ کی بنا رکھی گئی تھی۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اتنی تخفیف کر دی کہ اگر کسی مسلمان کے متعلق دو آدمی بھی اچھی شہادت دے دیں تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیں گے اور ایسا آدمی ان دو آدمیوں کی شہادت پر دوزخ سے بچ جائے گا۔ ۱۲۔

۱۵۔ مرنے کے بعد برا نہ کہنا چاہئے اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے کسی کافر مردہ کو بھی گالی نہ دینی چاہئے کہ گالی دینا کہاں کی مخالفت ہے۔ البتہ عام الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ لیکن کسی خاص آدمی کا نام لے کر لعنت بھی نہ کہنا چاہئے تا وقتیکہ قرآن اور حدیث سے اس کا ملعون ہونا ثابت نہ ہو جائے اور مرنے کے بعد بری شہادت سے بھی بچنا چاہئے اور مرنے والے کے متعلق کوئی بری بات نہ کہنا چاہئے۔ اور اگر بالفرض کوئی آدمی حقیقتاً برا بھی ہو تو بھی خدا جانے اور وہ بندہ جانے لوگوں کو اس سے کیا تعلق ہے۔ ۱۳۔

۱۲۰:- وَعَنْ جَابِرَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلِ أَحَدٍ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخَذَ الْقُرْآنَ فَإِذَا أُشْبِرَ إِلَى أَحَدٍ هَا قَدْ مَاتَ فِي الْحَدِيدِ قَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمْرٌ بَدِ فِيمَ بِي مَا يَهُمُّوهُمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغْسَلُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۲۱:- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ أُنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِسٍ مَعْرُورٍ فَزَكَيْتُ حِينَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ مَثْنَى حَوْلَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

الفصل الثاني

۱۲۲- عَنِ الْمَغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّكِبُ لَيْسَ يَرْخُلُ الْجَنَازَةَ

۱۲۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حملہ کے شہیدوں کو ایک ہی قبر میں دو دو آدمیوں کو جمع کر کے دفن کرتے رہے۔ آپ سوال کرتے تھے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد تھا جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا۔ تو اس کو لمبیدیں آگے رکھا جاتا اور فرمایا قیامت کے روز میں ان لوگوں پر گواہ بنوں گا۔ اور آپ نے شہداء کو خون میں اتھڑے ہونے دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ تو اپنی نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ان کو غسل دیا گیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۱- حضرت جابر بن سمور رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب ہم امیہ دحاح کے جنازہ سے واپس آ رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک نگی پٹیدہ والا گھوڑا پیش کیا گیا آپ اس پر سوار ہو گئے۔ اور ہم آپ کے ارد گرد پھیل پلتے رہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۲۲- مغبرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوار جنازہ کے پیچھے چلے اور پیٹل آگے اور پیچھے اور دائیں اور

بہ شہید کے لیے غسل نہیں ہے اس حدیث کو نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی قبر میں بلکہ ایک ہی کفن میں دو آدمیوں کو دفن کرنا جائز ہے اور یہ کہ شہید کے لیے غسل نہیں ہے بالاتفاق اور نہ شہید پر نماز ہے بالاختلاف۔

جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر نہ جاؤ۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور واپسی پر سوار ہو جانا بالکل جائز ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک جنازہ میں آپ کو گھوڑا پیش کیا گیا۔ تو آپ اس پر سوار نہ ہوئے اور فرمایا فرشتے تو پیٹل جا رہے ہیں اور میں سوار ہو کر جلوں اور اگر کوئی معذور ہو یا کہ اہت کے باوجود بھی سوار ہونا چاہے تو پھر جنازہ کے پیچھے نہ جاوے۔

وَالْمَاثِي مِثْنِي خَلْفَهَا وَأَمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ بَيْسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا وَالسَّفْقَطُ لُصَلِّيَ عَلَيْهِ
يُدْعَى لَوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ وَالْتِّرْمِذِي وَالنَّسَائِي وَابْنُ
مَاجَةَ قَالَ الرَّكِبُ خَلْفَ الْجَازَةِ وَالْمَاثِي حَيْثُ شَاكَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ لُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنِ

الْمَغْفِرَةِ بْنِ زِيَادٍ - یعنی بدل المغیره بن شعبہ وهو خطاء بین اذلیس فی الصلوة والتابین حدیثہم
۱۲۳۳. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ
وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَازَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ وَآهْلُ الْعَدِيثِ كَأَنَّهُمْ يَرَوْنَهُ مُرْسَلًا.

۱۲۳۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَازَةُ مَتَّبِعَةٌ

یاں اس سے قریب رو کر چلیں اور تا تمام بچے پر بھی نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے ماں باپ کے لئے رحمت اور بخشش کی دعا کی جائے۔ اس کو ابوہریرہ
نے روایت کیا۔ اور احمد ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ سو جاہزہ کے پیچھے چلے۔ اور پیادہ جہاں چاہے چلے۔
اور چھوٹے بچے پر نماز پڑھی جائے۔ اور مصابیح میں مغیرہ بن زیاد سے یہی حدیث مروی ہے۔

۱۲۳۳ زہری سالم سے وہ اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو جہانہ کے آگے چلنا دیکھا ہے۔ اسکو احمد ابو داؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا
کہ حدیث میں اس حدیث کو مرسل سمجھتے ہیں۔

۱۲۳۴ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہانہ کے پیچھے چلنا چاہیے۔ آگے نہ چلنا چاہیے۔ اور جو

۱۲۳۴ جہازہ کے آگے یا پیچھے چلنا۔ اس حدیث کو ابن جان نے بھی روایت کیا ہے۔ جہازہ سے آگے چلنا بہتر ہے یا پیچھے؟
تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حلیفہ اور اوزاعی کہتے ہیں پیچھے چلنا بہتر ہے اور شافعی اور احمد کہتے ہیں آگے چلنا بہتر ہے اور ابو ہریرہ
کا مسلک یہ ہے کہ دونوں صورتیں برابر ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ امام شافعی کے قول کی تائید زیادہ احادیث سے ہوتی ہے اور ابن مسعود
کی حدیث کی سند میں ایک راوی بھول ہے اور ان کی حدیث کو امام بخاری۔ ابن عدی۔ ترمذی۔ نسائی اور بیہقی نے ضعیف کہا ہے
کیونکہ اس کا ایک راوی ابو جہاد درجہ آخر کا ضعیف ہے۔ اور اس کی کسی نے بھی توفیق نہیں کی۔ امام بیہقی نے اس مضمون میں ایک
رسالہ لکھا ہے اور اس میں جہازہ کے پیچھے چلنے کی تمام حدیثیں اکٹھی کی ہیں اور جرح قدح کے بعد فیصلہ دیا ہے کہ ان میں سے
کوئی حدیث بھی ایسی نہیں ہے جو گفتگو سے ظالی ہو۔ ۱۲۔

وَلَا تَسْتَجِيبُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَ هَارِدَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاؤُدُ
الرَّوَادِيُّ لِحَدِيثِهِمْ.

۱۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَزَاةً وَحَمَلَهَا تَلَتْ
مِرَادٍ فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَى فِي
شَرْحِ السُّنَنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ جَزَاةً سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ الْعُمُودِيِّ.

۱۴۶۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَزَاةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكِبَانًا فَقَالَ
أَلَا تَسْتَجِيبُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ اللَّذَاتِ وَابْنُ رِزَاةٍ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
مَاجَةَ وَرَوَى أَبُو دَاؤُدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَدْ رَوَى عَنْ ثَوْبَانَ مَوْقُوفًا

اُدی جازہ کے آگے چلے وہ حقیقت میں جازہ کے ساتھ نہیں ہے۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور ابی ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ اور ابوجاہد
اس حدیث کا راوی مہربل ابوی ہے۔

۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی جازہ کے پیچھے چلے۔ اور اس کی چوہ پائی گوئیں وہ
اٹھائے۔ تو اس نے اس کا حق ادا کر دیا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور شرح السنہ میں روایت کیا گیا ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جازہ دو گھڑیوں کے درمیان اٹھایا۔

۱۴۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جازہ میں نکلے۔ آپ نے کچھ لوگوں کو سوار ہی پر جاتے دیکھا۔ تو
فرمایا۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تو میل پل رہے ہیں۔ اور تم سواروں کی پیٹھ پر بیٹھے ہو۔ اسکو ترمذی اور ابی ماجہ نے روایت
کیا۔ اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ کہ یہ حدیث ثوبان سے موقوف روایت کی گئی ہے۔

جہ جازہ کے ساتھ پیدل جاؤ اس حدیث کو پہنچنے نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو حقوق مسلمان کے ہر مسلمان
کے ذمہ لازم ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کے جازہ کے ساتھ جانے اور جازہ کے ساتھ جانے والے نے اپنا یہ حق پورا کر دیا۔
اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اس کی غیبت کی ہے یا اس کا قرض اس کے ذمہ ہے تو اس کا وہ حق پورا نہیں ہوگا۔ جب تک کہ صحیح طور پر
ان کی ادائیگی یا تلافی نہ کرے ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

۱۲۷۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ دَعَاةَ التَّوْبَةِ
وَأَبُودَاؤِدَ وَابْنَ مَاجَةَ

۱۲۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْبَيْتِ
فَاخْلُصُوا لَهُ اللَّهُ عَزَّ وَرَوَاهُ أَبُو دَاؤُدَ وَابْنَ مَاجَةَ.

۱۲۹۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ
لِعِبْنَاءِ وَمَيْتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَابِئْنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْنَا مِنَّا

۱۲۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اسکو ترکذا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۸ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی میت پر نماز پڑھو۔ تو اس کے لئے خاص طور پر دعا کیا کرو۔ اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۹ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ پر نماز پڑھتے۔ تو یوں کہتے۔ اے اللہ بخش دے ہمارے نزدیک کو ہمارے مردوں کو ہمارے حاضر کو ہمارے غائب کو ہمارے چھوٹے کو ہمارے بڑے کو ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے

۱۳۔ جنازہ میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔ پھر ابن عباس کی حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے جنازہ پڑھایا اور سورہ فاتحہ بھی پڑھی اور فرمایا جان لو کہ جنازہ پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور یہ موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اجتہادی امور میں سے نہیں ہے اور اس کے علاوہ اور حدیثوں سے بھی سورہ فاتحہ کا جنازہ کی نماز میں پڑھنا ثابت ہے جیسے کہ ابو امامہ بن سہل کی حدیث جو نسائی اور عبد الرزاقی میں صحیح سند سے مروی ہے اور ابن عباس کی نسائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی اور قراوت پھر سے کی اور اسی طرح ام شریک کی حدیث بھی ہے جو ابن ماجہ میں موجود ہے۔ یہ بھی جانا چاہئے کہ جنازہ کی تکبیروں کے رفع البدین کرنا بھی ثابت ہے اگر کوئی رفع بدین کرے تو بھی درست ہے اور نہ کہے تو بھی ٹھیک ہے ۱۲۔

۱۴۔ میت کیلئے دعا خلوص سے کرو اس کو سہتی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ جنازہ کی نماز میں چند ایک دعائیں منقول ہیں بہتر ہے کہ اپنی کو پڑھے لیکن اس کے علاوہ اور دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ میت کے لیے دعا بڑے خلوص سے کرنی چاہئے کیونکہ وہ اب دنیا سے جلا گیا ہے اور اس کے ساتھ زندگی کی رفاقت کا یہ آخری موقع ہے اور وہ اس وقت بڑی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہے۔ میت خواہ نیک ہو یا بد بڑے سوز سے اس کی بخشش کی دعا کرنی چاہئے وہ لوگ انتہائی شقی القلب ہیں جو کہتے ہیں کہ فاسق کے جنازہ میں اس پر ہمت کرنی چاہئے ۱۳۔

فَاجِبِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَقَّيْتَهُ مَتَأْتُوهُ عَلَى الْإِيمَانِ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا أَجْرًا وَلَا تَفْتِنْنَا بَعْدَهُ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَدَوَاؤُ النَّسَائِيِّ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَشْجَلِيِّ عَنْ
أَبِيهِ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ وَأَنَا تَأْتُو فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ فَاجِبِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَتَوَقَّيْتَهُ عَلَى
الْإِسْلَامِ فِي آخِرِهِ وَلَا تُضِلُّنَا بَعْدَهُ.

۱۵۰۔ وَعَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْفَعِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ
الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بَيْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحِجْلِ جَوَارِكَ فَقِهِ مِّنْ
فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفْلِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَفُورُ الرَّحِيمُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

اللہ جن کو تو ہم میں سے زندہ رکھے۔ اس کو اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسے تو ہم میں سے فوت کر لے۔ اس کو ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ ہیں
اس کے اجر سے محروم نہ کر۔ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور نسائی
نے اسکو ابوالبرہیم اشجلی سے روایت سے ذکر کیا۔ لیکن اسکی روایت وائیلہ بنت اسلم سے روایت ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح
ہے۔ زندہ رکھ اسکو ایمان پر اور فوت کر اسکو اسلام پر اور اس کے آخر میں ہے کہ ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کرنا۔

۱۵۰۔ وائیلہ بنت اسفع رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک مسلمان آدمی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ میں نے
آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ فلاں بن فلاں تیری امان میں ہے۔ اور تیری پناہ میں ہے۔ اس کو قبر اور آگ کے عذاب سے
بچا۔ تو عدسے پورے کرنے والے ہے۔ اور تیری باتیں سچی ہیں۔ اے اللہ اس کو بخش دے۔ اسپر رحم فرما۔ بیشک تو تو ہی ہے۔
بخشے والے رحم کرنے والے اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

لہ جنازہ کی ایک جامع دعا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ دعا صاحب
دعائوں میں سے زیادہ جامع ہے۔ اس میں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے متعلق اسلام کی دعائی اور موت
کے متعلق ایمان کی دعا فرمائی کیونکہ زندگی میں تو فرائض و روایا (اسلام) کی ضرورت ہے اور مرنے کے وقت فرائض و روایا کا وقت تو نکل گیا اب
یقین دایمان کا وقت ہے۔ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا مطلب یہ ہے کہ ہمیں صبر کی توفیق دینا تاکہ ہمارا اجر ثابت رہے۔ ۱۲۔
اس پر ابوداؤد اور متذہبی نے سکوت کیا ہے۔ اس دعا میں میت اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر نام معلوم نہ ہوں تو پھر پڑھا
المیت کہہ دے تاکہ اس میت کے لیے خاص دعا ہو جائے۔ ۱۲۔

۱۵۱- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْكَرُ وَالْحَمَّاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفْوَاعِنَ مَسَاوِيهِمْ رَفَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۱۵۲- وَعَنْ نَافِعِ أَبِي غَالِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالِ بَاسٍ ثُمَّ جَاؤَا بِجَنَازَةِ أَمْرَأَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوا يَا أَبَا حَزْمَةَ صَلَّى عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالِ وَسَطِ السَّرِيرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ هَكَذَا أَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنْهَا وَمِنَ الْحُلِيِّ مَقَامَكَ مِنْهُ قَالَ لَعَمْرُؤُا التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ نَحْوَهُ مَعَ زِيَادَةٍ وَفِيهِ قَامَ عِنْدًا بِجَنَازَةِ الْمَرْأَةِ.

۱۵۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی گھماپیں بیان کیا کرو۔ اور ان کی بری باتوں سے رک جائیا کرو۔ اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۱۵۲ نافع ابو غالب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرد پر جنازہ کی نماز پڑھی۔ آپ اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے۔ پھر قریش کی ایک عورت کا جنازہ لائے۔ لوگوں نے کہا۔ اسے ابو حمزہ اس پر بھی نماز پڑھا دیجیئے۔ تو آپ چار پائی کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔ تو علاء بن زیاد نے پوچھا کیا اسی طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنازہ پر کھڑے ہونے دیکھا ہے۔ یعنی مرد کے سر کے برابر اور عورت کی کمر کے برابر تو آپ نے کہا ہاں۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابو داؤد کی حدیث میں بھی اسی طرح ہے اس میں کچھ زیادہ الفاظ ہیں۔ اور اس میں اسی طرح ہے۔ آپ عورت کے کولے کے برابر کھڑے ہوئے۔

لہ مرنے کے بعد میت کی اچھی بات کرو اس حدیث کو حاکم اور بیہقی اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ علماء کو ام نے کہا ہے کہ زندہ آدمی کی غیبت سے مردہ کی غیبت بدرجہا زیادہ گناہ ہے کیونکہ زندہ سے تو اپنا گناہ معاف کر لینے کی بھی توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن مردہ سے تو کسی صورت میں یہ جرم نہیں بخشتایا جا سکتا۔ مرنے کے بعد مرنے والے کی اچھی باتیں کرو تاکہ تمہاری دلچسپی اور لوگ بھی اس کی اچھی باتیں کرنے لگیں اور اس کے حق میں نیک شہادت دیا ہو جائے اور اس کی بخشش کا سامان بن جائے اور اگر کوئی آدمی کسی کے حق میں کلمہ خیر نہ کہہ سکے تو کم از کم خاموش رہے۔

۱۵۲ امام جنازہ کے لیے کہاں نظر آس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور منذری اور ابو داؤد نے اس پر سکوت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر میت مرد ہو تو امام کو سر یا سینہ کے برابر کھڑا ہونا چاہئے اور اگر میت عورت ہو تو امام کو کمر کے برابر کھڑا ہونا چاہئے اور یہ جنازہ جس پر حضرت انس نے نماز پڑھا تھی حضرت عبداللہ بن عمر کا جنازہ تھا۔ رضی اللہ عنہما ۱۲۔

الفصل الثالث

۱۵۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ سَهْلٍ وَابْنُ حُنَيْنٍ وَوَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَيَقِيلُ لَهَا مَا أَهْلُ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الدِّمَاقَةِ فَقَالَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَيَقِيلُ لَهَا مَا أَهْلُ جَنَازَةِ يَهُودِيٍّ فَقَالَ لَيْسَتْ نَفْسًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۱۵۴۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَّبَعَ جَنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتَّى تُوَضَّعَ فِي اللَّحْدِ فَعَرَّضَ كَهَيْئَةِ يَهُودِيٍّ فَقَالَ كَذَّابًا هَكَذَا نَضَعُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ جَلَسَ

۱۵۳ عبد الرحمن بن ابی لیلی نے کہا کہ سہل بن سہل اور ویس بن سعید دونوں قادیسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے جنازہ گنا وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان کو کہا گیا کہ یہ تو ذمی کافر کا جنازہ تھا۔ تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گنا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کیا یہ جان نہیں رکھتا تھا۔ متفق علیہ

۱۵۴ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازہ کے پیچھے چلتے تو سب تک میت کو قبر میں نہ رکھ لیا جاتا۔ آپ نہ بیٹھتے۔ ایک یہودی عالم نے آنحضرت کے پاس آکر بیان کیا۔ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ جنازہ نے کہا۔ تو رسول اللہ

۱۔ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی توجیہ اس حدیث کے متعلق پہلی فصل میں گفتگو ہو چکی ہے۔ ان صحابہ کرام نے جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونے کی یہ توجیہ کی ہے کہ مقام ہجرت تو ہر ایک کی موت ہے خواہ مومن کی موت ہو یا کافر کی کہ اس سے انسان کی بے بسی اور دنیا کی ناپائیداری کا پتہ چلتا ہے اور اسی ہجرت کے لیے کھڑا ہوتے ہیں۔ اس میں میت کی تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ بعض صحابہ کرام نے کھڑا ہونے کی اور بھی توجیہیں بیان کی ہیں۔ اور انہی کے مطابق کسی نے کھڑا ہونے کو جائز کہا اور کسی نے ناجائز اور پھر بعض نے مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز کیا اور کہا کہ مسلمان کے جنازہ پر کھڑا ہونا ناجائز ہے اور غیر مسلم کا جنازہ گڈے تو نہ کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور پھر بعض نے اس کھڑا ہونے کو حضرت علی کی حدیث کی بنا پر منسوخ کہہ دیا ہے اور بعض نے جائز رکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہونا نہ منسوخ ہے نہ واجب بلکہ اس کی اجازت ہے۔ اور اجازت سے بھی بڑھ کر کھڑا ہونا مستحب ہے اور بیحد رہنے کی اجازت ہے۔ قادیسیہ کا مقام ایرانی سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ مسلمانوں نے جب ایران فتح کیا تو قادیسیہ ہی میں لڑائی لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں ایرانیوں کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار تھی اس کے باوجود مسلمانوں کو فتح اور کافروں کو شکست فاش ہوئی ۱۲۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوهُمْ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَبِشْرَيْنٍ رَافِعِ الرَّادِيِّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ -

۱۵۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا بِالصَّاهِبِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ
بَعْدَ ذَلِكَ وَأَمْرَنَا بِالْجُلُوسِ رِوَاةُ أَحْمَدَ

۱۵۶۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ جَنَازَةَ مَوْتٍ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ
وَكَمْ تَقْرَأُ فِيهِ فَقَالَ الْحَسَنُ الْبَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَنَازَةِ يَهُودِيٍّ
قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ رِوَاةُ النَّسَائِيِّ -

صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے گئے تو فرمایا۔ ان کی مخالفت کرو۔ اسکو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اسکو ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور بشیر بن رافع راوی قوی نہیں ہے۔

۱۵۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پہلے جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا۔ بعد میں آپ بیٹھے رہتے تھے۔ اور ہم کو بھی بیٹھے رہنے کا حکم دیا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۱۵۶۔ محمد بن سیرین نے کہا۔ کہ ایک جنازہ حسن بن علی اور ابن عباس کے پاس سے گزرا۔ حسن تو کھڑے ہو گئے۔ لیکن ابن عباس کھڑے نہ ہوئے تو امام حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے لئے کھڑے نہیں ہوئے تھے۔ تو ابن عباس نے کہا۔ ہاں۔ لیکن میرے بیٹھے رہتے اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۱۔ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھو۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ لیکن نفسِ مشکوٰۃ میں ہر طرح اجازت ہے۔ اگر کوئی جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھ جائے تو بھی درست ہے اور اگر بعد میں بیٹھے تو بھی ٹھیک ہے اسی طرح قبر میں دفن کرنے تک کھڑا رہنا یا بیٹھ جانا دونوں درست ہیں اس میں تنگی نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ جنازہ رکھنے سے پہلے نہ بیٹھا جائے۔ ۱۲۔

۲۔ یہ حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ہے اور اس کا مطلب بھی بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲۔

۳۔ جنازہ کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی جانتے تھے کہ مشکہ کی نوعیت کیا ہے اسی لیے آپ کبھی تو جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جاتے تھے اور کبھی بیٹھے رہتے۔ یعنی اس معاملہ میں وسعت ہے لیکن اگر اظہار کھڑا ہو جائے تو یہ بہتر ہے اور ایک تو جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کی یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں ان فرشتوں کی تعظیم کے لیے آدمی کھڑا ہو جائے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے ساتھ فرشتے ہوتے فرشتوں کے احترام میں گھوڑے پر سوار نہ ہوئے اور وہ اس آتے ہوئے سوار پر بیٹھ گئے۔ ۱۲۔

- ۱۵۷۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ جَالِسًا فَمَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتَّى جَاذَبَتِ الْجَنَازَةَ فَقَالَ الْحَسَنُ إِنَّمَا مَرَّ بِجَنَازَةٍ يَهُودِيٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى طَرَفِهَا جَالِسًا وَكَرِهَ أَنْ تَعْلُوَ رَأْسُهُ جَنَازَةَ يَهُودِيٍّ فَقَامَ رَوَاهُ الشَّيْخُ
- ۱۵۸۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّتْ بِكَ جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ أَوْ مُسْلِمٍ فَقَوْمُوا لَهَا فَاسْتَمُّوا لَهَا تَقْوَمُونَ إِنَّمَا تَقْوَمُونَ لِسِنِّ مَعْمَأَمِنَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ الشَّيْخُ
- ۱۵۹۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَنَازَةَ مَرَّتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِقِيلٌ مِنْهَا جَنَازَةَ يَهُودِيٍّ فَقَالَ إِنَّمَا قُمْتُ لِلْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ الشَّيْخُ

- ۱۵۷۔ امام جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امام حسن بن علی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب جنازہ چلا گیا۔ تو امام حسن نے کہا۔ کہ یہودی کا جنازہ گزرا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رستے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کو برا عیسوی ہوا۔ کہ ایک یہودی کا جنازہ آپ کے سر کے اوپر سے گزرا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔
- ۱۵۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے پاس کسی یہودی یا عیسائی یا مسلمان کا جنازہ گزرے تو کھڑے ہو جائیو۔ کیونکہ ہم جنازہ کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ فرشتوں کے لئے جو اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔
- ۱۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو فرشتوں کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔

۱۵۔ سند کے لحاظ سے یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ محمد بن علی کی حضرت امام حسن سے ملاقات نہیں ہے۔ البتہ اس کا مضمون درست ہے اور اس حدیث کے مضمون کو طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جو آدمی جنازہ کو دیکھ کر بیٹھ رہے تو اسے اجازت ہے اور اگر اٹھ کر کھڑا ہو جائے تو یہ بہتر ہے۔ اسی لیے حضرت حسن کعبیؓ تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور کعبی بیٹھے رہتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

عذاب اور رحمت کے فرشتے۔ اس حدیث کا ایک راوی لیث بن سلیم مدلس ہے لیکن اس کی تائید حضرت انس کی آگے آنے والی حدیث سے بھی ہوتی ہے اور اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ فرشتے جو جنازہ کے ساتھ جلتے ہیں یہ بالرحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور یا پھر ملائکہ عذاب ہوتے ہیں۔ اگر جنازہ مومن کا ہو تو اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور اگر جنازہ کسی کافر یا بدکردار کا ہو تو اس کے ساتھ عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔

۱۴۰۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُوجِبَ لَكَ إِذَا اسْتَقَلَّ أَهْلُ الْجَنَازَةِ جِزَاءٌ هُمْ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ لِهَذَا الْحَدِيثِ رَوَاهُ أَبُو جَاوِدَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهِ جِزَاءٌ هُمْ ثَلَاثَةُ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ أُوجِبَ وَرَدِّي ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ.

۱۴۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَبَيَّنَّا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ دُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ لِبَيْتِهَا وَهَذَا

۱۴۰۔ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو مسلمان مر جائے۔ اور اس پر سبلاؤ کی تین صفوں جنازہ کی نماز پڑھیں۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ جب آدمی حضورؐ سے ہوتے۔ تو مالک ان کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے اس حدیث کی وجہ سے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ کہ مالک بن ہبیرہ جب کسی جنازہ پر نماز پڑھتے۔ اور لوگ کم ہوتے۔ تو مالک ان کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے۔ پھر کہتے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی پر تین صفیں نماز پڑھیں۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

۱۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ کی دعا اس طرح روایت کرتے ہیں۔ اے اللہ تو اس کا رب ہے۔ تو ہی نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور تو ہی نے اس کو اسلام کی ہدایت دی۔ اور تو ہی نے اس کی روح کو قبض کیا۔ تو اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو اچھی طرح جانتا

۱۴۔ جنازہ میں صفوں کی ترتیب اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بہر حال خداوند تعالیٰ کی یہ انتہائی رحمت اور شفقت ہے کہ جیسے جیسے پہلے پہلے مسلمانوں کی بخشش فرماتے ہیں۔ یہ تین صفیں خواہ جھوٹی ہوں یا بڑی و علمدانے کہا ہے کہ ان تین صفوں کی ترتیب اس طرح ہونی چاہئے کہ پہلی صف میں لوگ ہوں اور درمیان میں جوان اور پچھلی میں بچے۔ یا دوسری صف میں ادریسؑ اور تیسری میں نوحؑ اور چوتھی ترتیب اس طرح ہو کہ پہلی صف میں علماء کرام ہوں اور دوسری میں طالب علم اور تیسری میں عام لوگ ۱۴۔

۱۵۔ نماز جنازہ سفارش ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس پر ابو داؤد اور متذری نے سکوت کیا ہے اور اس کے راوی حسن کے راوی ہیں۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اے اللہ تو اس کا خالق بھی ہے اور اس کو قوت بھی تو نے ہی کیا ہے اس کے گناہ اور ثواب اور نیکی اور بدی کو بھی تو ہی جانتا ہے ہمیں اس کی کچھ خبر نہیں ہے۔ تو ہی جانے کہ یہ سفارش کرنے کے لئے ہے یا نہیں لیکن بہر حال اس کی سفارش کے لیے حاضر ہونے میں سو تو اس کے متعلق ہماری سفارش قبول فرما اور اس کو معاف کر دے ۱۵۔

وَعَلَّا بَيْنَهَا جُنًا شَفَعَاءَ فَأَعْرِضْ لَهُ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۶۲۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ السُّيَبِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى صَبِيِّ لَمْ يَعْلَ خَطْبَةً

فَطَمَعَتْهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاةُ مَالِكُ

۱۶۳۔ وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ يَقْرَأُ الصَّنَّ عَلَى الطِّفْلِ فَاَتَمَّةَ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ

لَنَا سَلَفًا وَفَرْطًا وَذَخْرًا وَاجْرًا.

۱۶۴۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَ

لَا يُورَثُ حَتَّىٰ كَيْسَنْهَلُ رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَنْكُرْ وَلَا يُورَثُ.

ہے۔ ہم اس کی سندش کے لئے آئے ہیں۔ تو اس کو معاف کر دے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۶۲۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک بچے پر جس نے ابھی کوئی گناہ نہیں کیا تھا جنازہ کی نماز

پڑھی۔ میں نے آپ سے سنا۔ آپ کہتے تھے۔ اے اللہ اس کو قبر کے عذاب سے بچانا۔ اس کو مالک نے روایت کیا۔

۱۶۳۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے تعلقاً روایت کیا کہ امام حسن نے ایک بچے کے جنازہ میں سورتہ فاتحہ پڑھی۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ اے اللہ

اس کو ہمارے لیے پیشوا اور پیغمبر و خیر اور ثواب بنا دے۔

۱۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک پیدا ہو کر نہ اچھے ہوئے ہیں۔ نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی۔ اور نہ وہ

وارث ہوگا۔ اور نہ اس کی وراثت تقسیم ہوگی۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ لیکن ابن ماجہ میں لا یورث کا ذکر نہیں ہے۔

۱۷۔ نَابِلُغِ بِيحٍ كَيْسٍ مَعْفَرٍ سَعِيدِ بْنِ سَيْبٍ اور امام بخاری کی تفسیر میں چھوٹے نابالغ بچوں کے لیے دعا کا ذکر آیا ہے۔ پہلی میں

بچے کے لیے عذابِ قبر سے رهایی کی دعا ہے حالانکہ بچے معصوم ہوتے ہیں ان کا تو کوئی گناہ ہی نہیں ہے پھر دعا کس لیے ہے یہ دعا بالکل اس طرح

ہے جیسے کہ عیبوں کے لیے بخشش کی دعا کی جاتی ہے یعنی دعائے مغفرت معصوم کے حق میں موجبِ رفعِ درجات ہے اور دوسری میں جو

دعا ہے اس کا مفہوم اس حدیث سے لیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان کی

دقات پر مبرک ہے تو یہ قیامت کے دن اس کو بخشو الیں گے۔ ۱۔ فرطہ ہے جو تائفہ سے پہلے پہنچ کر کہاؤں کی ضیافت کا بندوبست کرے۔

۱۸۔ بِيحٍ مُّزْمَةٍ پیدا ہو تو جنازہ نہیں اس حدیث کا

سے تو پھر اگر وہ بچہ فوت ہو جائے تو اس پر جنازہ کا نماز پڑھی جائے گی اور وہ خود بھی وارث ہوگا اور پھر اس کی وراثت آگے

تقسیم ہو جائے گی اور اگر بچہ ماں کے پیٹ میں تو زندہ ہو لیکن باہر آکر وہ بچہ فوت ہو جائے اور اس میں زندگی کی کوئی علامت نہ پائی

جائے تو پھر وہ نہ وارث ہوگا نہ اس کا وارث تقسیم ہوگا نہ اس پر جنازہ پڑھا جائے گا۔ ۱۱۔

۱۶۵۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ فَوْقَ شَيْءٍ وَالنَّاسُ خَلْفَهُ لِيَعْنِي سَقْلَ مِنْهُ رِزَاةَ اللَّهِ أَوْ قَطِي فِي اللَّجْبَتِي فِي كِتَابِ الْجَائِزَةِ۔

بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۶۶۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي دُقَاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي دُقَاصٍ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْجَدُّ وَالِي لِحَدَّادٍ وَأَنْصَبُوا عَلَيَّ اللَّيْنُ لِنُصْبِ كَمَا نُصِبَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِزَاةً مُسَلِّمًا

۱۶۵۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ امام تو کسی بلند جگہ پر کھڑا ہو۔ اور مقتدی نیچے کھڑے ہوں اس کو وارظنی نے جتبی کی کتاب الجائزہ میں روایت کیا ہے۔

میت کو دفن کرنے کا بیان فصل اول

۱۶۶۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کی بیماری میں کہا کہ میری قبر میں لحد تیار کرنا۔ اور لحد پر کھڑی کہے کے ایشیوں لگانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۔ امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام اور مقتدی ایک سطح پر کھڑے ہوں یہ نہ ہونا چاہئے کہ امام نیچے کھڑا ہو اور مقتدی اوپر کی منزل میں ہوں یا امام اوپر کی منزل میں ہوں اور مقتدی نیچے منزل میں ہوں اور منزل سے مراد آدمی کا قدم ہے۔ اگر امام اتنا نیچے ہو کہ مقتدیوں کے پاؤں اس کے سر کی سطح سے اوپر ہوں یا امام اتنا اونچا ہو کہ مقتدیوں کے سر اس کے پاؤں کی سطح سے نیچے ہوں تو یہ ناجائز ہے۔ ہاں اگر جگہ کی قلت کی وجہ سے کچھ مقتدی اور امام ایک سطح پر ہوں اور کچھ مقتدی اوپر یا نیچے ہوں تو یہ جائز ہے۔ مثلاً مسجد دو منزل ہو ایک منزل میں امام مقتدی کھڑے ہوں جب وہ منزل بھر جائے تو باقی مقتدی اوپر یا نیچے کی منزل میں کھڑے ہو جائیں تو یہ جائز ہے لیکن اگر علیحدہ علیحدہ مکان ہوں تو شرط یہ ہے کہ ایک تو مقتدی کا مکان امام سے نیچے ہو اور دوسرا یہ کہ وہاں امام کی آواز سنی جاتی ہو۔

۲۔ لحد شقی سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر میت کے لیے قبر کی قبلہ کی جانب جگہ کھودی جائے تو اسے لحد کہتے ہیں اور اگر درمیان میں کھودی جائے تو وہ شقی ہے اور قبر دونوں طرح ٹھیک ہے لیکن لحد بہتر ہے کیونکہ اجماع صحابہ کے بعد اس طرح کی قبر کو لحد کہتے ہیں۔ لہذا لحد کی طرف اشارہ ہے کہ لگانا چاہیں اور آخرت کی قبر کو ایشیوں لگانا گئی تھیں سو وہی بہتر ہے۔ ۱۲۔

- ۱۶۶۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُطَيْفَةٌ حَمْرَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
- ۱۶۸۔ وَعَنْ سَفِيَانَ الثَّمَالِيِّ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَمَارًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
- ۱۶۹۔ وَعَنْ أَبِي الْهَيْبِ السَّيِّدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ أَلَا بَعَثْتَكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدْخُعَ مِمَّا لَا الْأَهْلِيَّةُ وَلَا قَبْرًا مُشْرَفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
- ۱۷۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُحْضِرَ الْقَبْرَ وَأَنْ يُجِصَّصَ الْقَبْرَ وَأَنْ يُدْنِيَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُفْحَدَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

- ۱۶۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ایک سرخ لونی رکھی گئی تھی، اسکو مسلم نے روایا
- ۱۶۸۔ سفیان کھوروش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کوہان کی طرح دیکھا ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔
- ۱۶۹۔ ابوالہیب اسدی نے کہا کہ مجھکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا، کیا میں تجھکو ایسے کام پر مقرر نہ کروں جس کام پر مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا، کہ جو تصویر دیکھے۔ اسکو مشاڈال۔ اور اگر بلند قبر دیکھے، تو اسکو برابر کر دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
- ۱۷۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی بنائے ادا ان پر ملا تیں کھڑی کرنے اور ان پر مجاور بن کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

- ۱۔ قبر میں بستری بھانا منع ہے۔** اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک غلام خرید کر لائے اس کا نام شقران تھا وہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دیا۔ شقران نے بغیر کسی سے پوچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لونی کو قبر میں بھینک دیا تاکہ اور کوئی آدمی آپ کے بعد یہ کوئی استعمال نہ کر سکے اور پھر اس لونی کو نکال بھی لیا گیا تھا۔ قبر میں کوئی کپڑا بھیا کرنا یا روضائی ڈال کر اس پر میت کو رکھنا بالاففاق منع ہے۔ ۱۲۔
- ۲۔ حضرت علی نے قبے کے گڑھے** اس کو ابن ماجہ کے سوا تمام اہل سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں کی اگر ایسی وضع قطع بنائی جائے جس سے ان کی بوجھ کا خطرہ ہو تو ان کو گرا دینا چاہئے آنحضرت نے اپنی زندگی میں حضرت علی کو اس کام پر باقاعدہ ملازم رکھا اور بیت المال سے تنخواہ دی اور حضرت علی نے اسی کام پر ابوالہیب اسدی کو ملازم رکھا۔ اگر کسی جاندار کی پوری جسم تقدیر ہو تو اس کا رکھنا بالکل حرام ہے اور عکسی تصویروں کے متعلق اختلاف ہے۔ بہر حال یہ قبے کے گرنے کا کام آج سے نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آ رہا ہے۔ کافروں نے بنائے اور حضرت علی نے آنحضرت کے حکم سے ڈھائے۔ ۱۲۔
- ۳۔ پختہ قبریں بنانا منع ہے۔** اس حدیث کو ابی سنن، ابن حبان، احکام اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ قبروں کو پکا بنانا۔ ان پر عمارت کھڑی کرنا۔ ان پر حج یا روضہ بنانا ان کی طرف متہ کر کے نماز پڑھنا۔ ان پر بیٹھنا یا مجاوری کرنا اور ان پر غلاف پڑھانا یہ سب کام ناجائز ہیں اور ان میں سے اکثر یہ حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ ۱۲۔

۱۶۱۔ وَعَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَقْلَبُوا إِلَيْهَا رِوَاةُ مُسْلِمٍ

۱۶۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَبْرِ فَيُحْرِقَ نَبِيَّاهُ فَيُخَلِّصَ إِلَى جُلْدِهِ خَيْرٌ لِمَنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ رِوَاةُ مُسْلِمٍ

الفصل الثاني

۱۶۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْعَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْعَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوْلَاهُ عَمَلٌ الْكَذِبِيُّ يَلْعَدُ فَلَعَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَاةُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ

۱۶۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُفْرُ لَنَا وَالشُّقُّ لِغَيْرِنَا رِوَاةُ

۱۶۱ حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبروں کی طرف نہ کر کے نہ نماز پڑھا کرو۔ اور نہ ان کے اوپر بیٹھا کرو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۶۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی آدمی کسی الگاسے پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے اور کھال بھی جل جائیں تو یہ کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

دوسری فصل

۱۶۵۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ یہ منورہ میں دو گورکن تھے۔ ایک تو لحد تیار کرتا تھا۔ اور دوسرا لوہانہ بناتا تھا۔ صحابہ نے کہا جو پہلے آجائے وہ اپنا کام کر لے گا۔ تو لحد بنانے والا آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد تیار کی۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۶۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے مسلمانوں کے لئے لحد ہے۔ اور دوسروں

لے لحد اور شق دونوں جائز ہیں یہ حدیث بالکل ضعیف ہے اور ایک حدیث امام احمد نے مروعا جریب سے روایت کی ہے کہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کے لیے لیکن وہ حدیث بھی بالکل ضعیف ہے ان سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اگر "دلانہ" اسلام میں منع ہوتا تو حضرت ابو علیہ بن جراح اتنے بڑے درجے والے صحابی دلانہ والی قبر نہ بنایا کرتے اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لیے لحد اور شق والوں دونوں کو بنایا گیا اور یہ اتفاق کی بات تھی کہ لحد والا پہلے آ گیا اور آپ کی قبر میں لحد تیار ہو گئی اور اگر شق والا پہلے آجاتا تو آنحضرت کی قبر دلانہ والی تیار ہوتی۔ اگر دلانہ والی قبر اسلام میں منع ہوتی تو صحابہ شق والے کو کبھی دعوت نہ دیتے۔ ۱۲

التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالتَّسَلِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 ۱۷۵- وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ مَا حِدَّ أَخْفَرُوا وَأَوْدَسِعُوا
 وَأَعْمَقُوا وَأَحْسَنُوا وَأَذْفَقُوا الْإِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ وَقَدْ مَوَّأَكْتُهُمْ قَرْنًا رَوَاهُ أَحْمَدُ
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالتَّسَلِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِمَا أَحْسَنُوا-
 ۱۷۶- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَنَا كَانَ أَحَدٌ جَاءَتْ عَمِّي بَابِي لِيَتَأَمَّنَ فِي مَقَابِرِنَا فَأَنَادَى مُنَادِي
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلَى إِلَى مَضَاجِعِهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ
 وَالتَّسَلِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَلَقَطْنَاهُ لِلتِّرْمِذِيِّ-

کے لئے وہاں اسکو ترمذی ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اسکو احمد نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کیا۔

۱۷۵۔ ہشام بن عامر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبریں کھودو۔ فرانس کرو۔ اور گہری کھودو۔ اور اچھی قبریں بناؤ۔ اور ایک ایک قبر
 میں دو دو تین تین آدمیوں کو دفن کرو۔ اور جس کو قرآن زیادہ یاد ہو اسکو قبہ کی جانب آگے رکھو۔ اسکو۔ احمد ترمذی۔ ابو داؤد اور نسائی نے
 روایت کیا۔ اور ابی ماجہ میں احسنو کے لفظ تک ہے۔

۱۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احد کے دن میری پھوپھی میرے باپ کی لاش کو اٹھا لائیں تاکہ ان کو اپنی قبروں میں دفن کریں
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی۔ شہیدوں کو ان کی جگہوں پر واپس لے آؤ۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی
 اور دارمی نے روایت کیا۔ اور یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔

لے شہداء کے احکام کیا ہیں۔ شہداء کے متعلق مختصر احکام یہ ہیں کہ ان کو غسل نہ دیا جائے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اگر کوئی
 کپڑا مسر جانتے تو فہارہ در وہی خون آلود کپڑے شہید کا اصلی کفن ہے۔ شہداء پر جنازہ کی نماز میں اختلاف ہے۔ اگر قبریں کھودنے کی فرصت اور
 موقع مل جائے تو بہتر ہے کہ قبریں الگ الگ کھودی جائیں ورنہ فرانس قبریں کھود کر ایک ایک قبریں دو دو تین تین دفن کر دیے جائیں اگر ایسا
 کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے تو پھر ایسی کھائی ہی کھودی کہ اس میں دفن کر دیا جائے ۱۲۔

لے شہید کو مقام شہادت پر دفن کر کے اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا مکروہ
 ہے۔ ہاں اگر میت کو مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ لے جایا جائے تو اس کو جائز رکھا ہے لیکن شہید کے لیے یہی حکم ہے کہ جہاں اس کی شہادت ہوئی
 ہو وہیں اس کو دفن کیا جائے۔ حضرت جابر کے باپ عبد اللہ جنگ احد میں میدان احد میں شہید ہوئے۔ ان کی بہن ان کو اپنے خاندان کی
 قبروں میں دفن کرنے کے لیے اٹھا لائیں تو آنحضرت نے اعلان کر دیا کہ جہاں سے کوئی میت اٹھائی گئی ہے وہیں واپس لے آؤ چنانچہ پھر حضرت
 عبد اللہ کی لاش میدان احد میں واپس لائی گئی ۱۳۔

۱۶۷ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ رِوَاةَ الشَّافِعِيِّ
 ۱۶۸ وَعَنْ ابْنِ أَبِي عَمْرٍاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا كَيْلًا فَأَسْرَجَ لَهُ بَيْرُوجًا فَأَخَذَ مِنْ قَبْلِ
 الْقَبْلَةِ وَقَالَ نَحِمْتُكَ اللَّهُ أَنْ كُنْتَ لِأَوَاهَا تَلَاةً لِلْقُرْآنِ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ فِي تَرْجُمَةِ السُّنَنِ
 إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

۱۶۹ وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ
 وَيَا اللَّهُ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ فِي رِوَايَةٍ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ رِوَاةُ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ ابْنُ
 مَاجَةَ وَرِوَايَةُ أَبُو دَاوُدَ الثَّانِيَةَ.

۱۶۷ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی جانب سے بھیج کر قبر میں داخل کیا گیا تھا۔ اسکو شافعی نے روایت کیا۔

۱۶۸ اور ابی عمر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایک قبر میں داخل ہوئے آپ کے لئے چراغ روشن کر دیا گیا تھا۔ آپ نے لاش کو قبر کی جانب سے لیا اور فرمایا اللہ تجھ پر رحمت کرے۔ تو بڑا مدد مند تھا۔ قرآن کو بہت زیادہ پڑھنے والا تھا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۶۹ حضرت ابی عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کو قبر میں آتے تھے تو فرماتے اللہ کے نام سے اور اللہ کی مدد سے اور رسول اللہ کے مذہب پر اور ایک روایت میں ہے۔ اس کے رسول کی سنت پر اسکو احمد ترمذی اور ابی ماجہ نے روایت کیا اور ابو داؤد نے دوسرے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

۱۷ **لے میت کو قبر میں کس طرح رکھیں** اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اھاس کو بہیقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ میت کو قبر میں کس طرح داخل کیا جائے ایک صورت تو یہ ہے کہ میت کی چار پائی کو بڑی یا نئی طول میں رکھا جائے اور میت کو سر کی جانب سے بڑا کر آہستہ سے لحد میں رکھ دیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ میت کی چار پائی کو قبہ رخ رکھا جائے اور میت کو اٹھا کر لحد میں عرض کی گئی سے داخل کیا جائے۔ امام شافعی اور احمد پہلی صورت کے قائل ہیں اور اصحاب دوسری صورت کے لیکن ہر ایک دوسری صورت کو بھی جائز سمجھتا ہے اختلاف صرف افضلیت میں ہے اور ابن عباس کی اگلی حدیث سند کے لحاظ سے بہت ضعیف ہے۔ حجت کے قابل نہیں ۱۲۔

۱۷ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے بہت سے شاہد ہیں۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ میت کو قبر میں اتارنے وقت یہ دعا پڑھنی مستحب ہے ۱۲۔

۱۸۰۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُرْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفِيَ عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حِكَايَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا وَأَنَّ رَسُلًا عَلَى قَبْرِ ابْنِ إِدْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ رَوَاهُ فِي تَرْجِمَةِ النَّبِيِّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ مِنْ قَوْلِهِ رَسُلًا.

۱۸۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَمِّصَ الْقَبُورَ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ تُوَطَّرَ رَوَاهُ الْتِّرْمِذِيُّ

۱۸۲۔ وَعَنْهُ قَالَ رَسُلًا عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي رَسُلًا الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رِبَاعٍ يَقْرَبُهُ بَدَأَ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ حَتَّى أَتَى إِلَى رِجْلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النَّبُوءَةِ.

۱۸۰۔ جعفر بن محمد اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ ملا کر تین پس مٹی کی میت پر ڈالیں۔ اور اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا۔ اور اس پر کنگریاں ڈال دیں۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور شافعی نے اس کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

۱۸۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا کرنے اور ان پر لکھنے اور انکو روندنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۸۲۔ اور ابیہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ اور پانی چھڑکنے والے بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے منگ سے سر کی جانب سے پانی چھڑکنا شروع کیا۔ اور پاؤں تک لائے۔ اس کو بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا

۱۸۳۔ قبر میں مٹی ڈالنا سنت ہے جعفر صادق اپنے باپ محمد باقر سے روایت کرتے ہیں اور باقر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تو اس صورت میں یہ حدیث مرسل ہوگی ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پھر آب میت کی قبر پر مٹی اور قبر کی سر کی جانب گھرے ہو کر آب نے تین لب گھر کر قبر میں مٹی ڈالی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر پانی چھڑکنا جائز ہے تاکہ مٹی پیچھ جانے اور یہ بھی کہ قبر پر کنگریاں ڈالی جائیں تاکہ مٹی محفوظ ہو جائے۔ ۱۲۔

۱۸۴۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت جابر سے ہی کئی طریقوں سے مروی ہے اور اسکو ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حدیث کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲۔

۱۸۵۔ ایک حدیث کی سند کی بحث۔ اسکو بیہقی نے سنن میں واقفی کے طریق سے روایت کیا ہے اور واقفی کے متعلق محدثین کی رائے بہت بری ہے لہذا اس حدیث کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جعفر بن محمد کی مرسل حدیث اور ابن اسکی حاصر بن ربیعہ کی حدیثیں جو مرفوع ہیں یہ کسی کام کی نہیں ہیں کیونکہ ان دونوں کی سندوں میں طرانی اور زرارہ دونوں کے استناد و محمول میں ۱۳۔

۱۸۳۔ وَعَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَمَاتُ عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ أُخْرِجَ بِمَنَازِلِهِ فَدُفِنَ أَمْرًا لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَهُ مَجْجٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَسْرَةً ذِرَاعِيهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الرَّبِّيُّ يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَسَرْتُهَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَعْلَمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۸۴۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّةَ الْكَيْفِ لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَمْ تَشْرَفْتِ وَلَا لَطِئْتِ

۱۸۳۔ مطلب بن ابی ذر روایت نے کہا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے۔ تو ان کا جنازہ باہر نکلا گیا۔ انکو دفن کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ پتھر لے آؤ۔ وہ اس کو اٹھانے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے۔ اور اپنے بازوؤں سے آستینیں اوپر چڑھا لیں۔ مطلب نے کہا۔ جس آدمی نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی تھی۔ اس نے کہا۔ گویا میں آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے ان سے کپڑا ہٹایا۔ پھر وہ پتھر اٹھایا۔ اور اس کو قبر کے سر کے پاس رکھا۔ اور کہا میں اس سے اپنے بھائی کی قبر کو یاد رکھوں گا۔ اور جو میرے خاندان سے فوت ہوں گے۔ میں ان کو ان کے قریب دفن کروں گا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۸۴۔ اسحاق بن محمد نے کہا۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ اور عرض کیا۔ اے میری ماں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی قبریں تو دروازہ کھول کر دکھاؤ۔ آپ نے مجھ کو تینوں قبریں دکھائیں جو تو زیادہ بلند تھیں نہ پست۔ ان پر ریح میدان

اپنے خاندان کی قبریں اکٹھی رکھنا جائز ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی حسن سند سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت عثمان بن مظعون اتنے پاک نفس آدمی تھے کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں بھی کبھی تڑپ نہیں پی تھی۔ مدینہ منورہ میں یہ سب سے پہلے ہجرت تھے۔ جو فوت ہوئے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے لئے قبر پر کوئی نشان دہیو رکھ دینا سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہے کہ اپنے خاندان کی قبریں اکٹھی رکھی جائیں۔ ۱۲۰۔

آنحضرت کی قبر کس طرح ہے۔ اس حدیث پر مندے نے سکوت کیا ہے۔ اور اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ سفیان ثمالی کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو لوہان بنا دیکھا ہے اور اس میں آپ کی قبر چھٹی تھی نہ زیادہ بلند تھی۔ نہ نیچی۔ تو ان کی تعلیم اس طرح ہے کہ آنحضرت اور مشرکین کی قبریں پہلے چھٹی تھیں پھر حبیب ولید بن عبد الملک کے درمیان میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے ولید کی طرف سے قبر کے ارد گرد دیوار بنائی تو اس وقت ان قبروں کو کوہان نما بنا دیا گیا۔ بلحاظ کا معنی ہے سنگرزو

مَطْبُوحَةٍ يَبْطَحُهَا الْعَرَضَةُ لِحُمْرِ رِوَاةِ الْبُودَاوُدِ

۱۸۵۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ فَأَتَيْتُمُنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا لَمَعَدَا بَعْدَ فُجُوسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلِ الْقَبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ رِوَاةِ الْبُودَاوُدِ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَذَاحِقِي أَخْبَرَهُ كَأَنِّي عَلَى دُوسِنَا الطَّيْرِ

۱۸۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُهَا كَسْرُهَا جِنَازَةَ رِوَاةِ مَالِكٍ وَالْبُودَاوُدِ وَأَبْنِ مَاجَةَ

کی کنکریاں بھی ہوتی تھیں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۸۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری آدمی کے جنازہ کے لئے نکلے۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے۔ تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف منکر کے بیٹھ گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اسکو ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اس کے آخر میں یہ لفظ ہیں کہ گویا اس سے سروں پر پونڈے تھے۔

۱۸۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ آدمی کی ہڈی کو توڑنا۔ اسکو مالک ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

قبر کے انتظار میں قبرستان میں بیٹھنا۔ اس پر ابو داؤد اور منذری نے سکرت کیا ہے۔ اور اس کی سند بھی ہے اور یہ حدیث بڑی تفصیل سے باب ما یقال عندہ من حضور الموت میں پہلے گزری ہے۔ ۱۷۔

انسانیت کا احترام ملحوظ رکھو۔ لکھ کہ روایت متروک ہے۔ احمد ابن ماجہ اور ابن حبان کی حدیث مرفوعہ ہے۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ جابر کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارہ پر بیٹھ گئے۔ گردن کے قریب کھودتے ہوئے زمین سے ایک بوسیدہ ہڈی نکالی۔ اور اس کو توڑنے لگا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ میت کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے۔ جیسے زندہ آدمی کی ہڈی کو توڑنا اس سے معلوم ہوا۔ کہ مومن کو موت کے بعد تکلیف دینا بھی اسی طرح گناہ ہے۔ جس طرح زندگی میں تکلیف دینا گناہ ہے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ جی چیزوں سے زندہ آدمی تکلیف پاتا ہے۔ اُسے مردہ میں تکلیف پاتا ہے۔ اور اگر اسے تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ تو یقیناً اس کو راحت اور لذت کا بھی احساس ہوتا ہوگا۔ اس کے علاوہ انسانی احترام کا مسئلہ بھی ہے۔ کہ اگر مردہ کی ہڈی توڑی جائے تو انسانیت کا احترام باقی نہ رہے گا۔ اور اس میں مومن اور کافر کا کوئی امتیاز نہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت نے مقلد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ مومن کا احترام اس سے بہت زیادہ ہونا چاہئے۔ ۱۷۔

الفصل الثالث

۱۸۷۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا بَيْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْفَنُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْي تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُعَارِفِ
الْمَيْتَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَأَنْزَلَ فِي قَبْرِهَا فَتَوَلَّى فِي قَبْرِهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۸۸۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لِإِبْنِهِ وَهُوَ فِي سِيَاقِ الْمَوْتِ إِذَا نَامَتْ فَلَا تُصَبِّبْنِي نَائِحَةً
وَلَا تَارِفًا إِذَا دَفَنْتُمُونِي فَسْتَوَاعَى التُّرَابَ سَنَانًا ثُمَّ أَقْبَمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْ رَمَا يَعْجُرُ وَرُوِيَ
لَهُمَا حَقٌّ اسْتَأْنَسَ بِكُمْ فَأَعْلَمَ مَا ذَا الرَّاجِعِ بِهِ رُسِلَ رِجِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (ام کلثوم) کے دفن کے وقت حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا کوئی ایسا آدمی بھی تم میں سوتہ رہے۔ جس نے آج کی رات بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ ابو طلحہ نے کہا میں ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی قبر میں اتار۔ سو وہ ان کی قبر میں اترا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۸۸۔ امیرین عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہا۔ جبکہ وہ موت کے چلاؤ میں تھے۔ جب میں امیر ہوں۔ تو میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت نہ چلے۔ اور نہ آگ۔ اور جب تم مجھ کو دفن کر چکو۔ اور مٹی درست کر لو۔ تو میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر تک ٹھہرو رہنا۔ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں تہہ سے صعب سے آرام پکڑوں۔ اور میں جان لوں۔ کہ میں کس جواب سے اپنے رب کے ایلچیوں کو واپس کرتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

آنکھوں میں آنسو آجانا منع نہیں ہے اس حدیث کے احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیٹی حضرت

ام کلثوم تھیں۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ بہت ہے۔ کہ میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں وہ آدمی آئے۔ جس نے اس رات میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ اور یہ کہ اگر مردت ہو۔ اور وہ یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کے حضور صعب سے صعب سے آرام پکڑوں۔ اور یہ کہ اسکو جاسکتا ہے۔ اور یہ کہ آنسو نکل جانا منع نہیں ہے اور یہی وہ دلیل ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل کے تم اور آنکھوں کے آنسو کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ زبان کی بات اور ہاتھ کے عمل کا ہے۔

قبر میں میت سے سوال و جواب کے عرب میں جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ میت کے ساتھ ایک لکڑی رکھ کر فرمایا (عاشیہ بصرہ فرماتے ہیں)

۱۸۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تُحْسِبُوهُ وَأَسْرِ عَوَابِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيَقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقْرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِحَامَةِ الْبَقْرَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ وَالصَّيْغَرُ أَنَّهُ مُوقُوفٌ عَلَيْهِ.

۱۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ لَمَّا تَوَقَّفَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِالْحَبَشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَجَلَ إِلَى مَكَّةَ فَدَفَنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَنْتَ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ هَ وَكُنَّا لَنَدْمَا مَاتَ جَدِّي بِنْتِ حَبْشَةَ
مِنَ الدَّاهِرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَّصِلَا
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَانِي وَمَا لِكَا
لِطَوْلِ اجْتِمَاعِ لَمْ يَنْتِ لَيْلَةٌ مَعَا

۱۸۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی آدمی فوت ہو جائے۔ تو اس کو زیادہ دیر گھر میں نہ رکھو۔ اسکو اس کی قبر کی طرف جلدی لے چلو۔ اور اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔ اور اس کے پاؤں کے پاس سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھو۔ اسکو بیعتی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور کہا۔ صحیح یہ ہے۔ کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر پر موقوف ہے۔

۱۹۰ ابن ابی ملیکہ نے کہا۔ کہ جب عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حبشہ میں فوت ہو گئے۔ تو ان کی لاش کو اٹھا کر حبشہ میں لایا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ پھر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما حج کے لئے مکہ میں آئیں تو عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر پر بھی آئیں اور کہا۔ ہم بڑی مدت تک جنائز کے دونوں ساتھیوں کی طرح اکٹھے رہے۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ یہ دونوں کبھی علیحدہ نہ ہوں گے۔

پھر جب ہم علیحدہ ہو گئے۔ تو گویا میں اور مالک بڑی مدت تک رہنے کے باوجود ایسے ہو گئے۔ کہ ہم کبھی ایک رات بھی اکٹھے نہیں رہے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۸) اپنے ساتھ آگ بھی لیجائے فال کے طور پر کہ اس کی قبر روشن رہے۔ اسلام نے ان چیزوں کو منع کر دیا ہے۔ عمرو بن عامر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بھی وصیت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں میت سے سوال و جواب کیا جاتا ہے۔ ۱۲۰۔
میت کو قرآن کا آداب پہنچانے کے لئے (حاشیہ صفحہ ۱۲۸) اس حدیث کو بھرائی نے بھی کہ میں روایت کیا ہے سورہ بقرہ کا نام سے لے کر مفلحون تک اور اخیراً من الرسول سے لائن تک ہے کہ اس کے ابتدا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ اور آخر میں کتابوں فرشتوں نبیوں اور قیامت پر ایمان ہے۔ تو اس طرح اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ بعض آثار میں آیا ہے۔ کہ سورہ فاتحہ اور اخلاص اور معوذتین پڑھ کر (حاشیہ صفحہ ۱۲۸)

۱۹۱۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّعٍ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا أَوْ رَشَّ عَلَى قَبْرِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۹۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جَازِةٍ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَنَحَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

۱۹۳۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتِّكًا عَلَى قَبْرِ فَقَالَ لَا تُؤْذِصَابَ هَذَا الْقَبْرَ وَلَا تُؤْذِصَا رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

پھر کہنے لگیں۔ خدا کی قسم اگر میں تیری وفات کے وقت وہاں موجود ہوتی۔ تو جہاں تمہاری موت ہوتی تھی۔ وہیں تمہیں دفن کر دیا جاتا۔ اور اگر میں اس وقت ہوتی۔ تو آج میں تیری قبر کی زیارت کرنے کو نہ آتی اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۱۔ ابو ذریعہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو سر کی جانب سے کھینچ کر قبر میں میں داخل کیا۔ اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ پھر قبر کے پاس آئے اس کے سر کی جانب آپ نے تین لب بھر کر مٹی ڈالی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۳۔ عمرو بن حزم نے کہا۔ کہ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

میت کو بخشنا چاہیے۔ اور اگر قرآن مجید پڑھ کر دوں تو اس کا ثواب بخشا جائے

تو جہد کے نزدیک وہ ثواب پہنچتا ہے۔ اور تینوں امام اسی کے قائل ہیں۔ حروف شافعی اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ۱۲۔

قبر پر مٹی ڈالنا سنت ہے۔ (ماشیعہ معنی) ابن ماجہ کی سند کے آدمی اچھے ہیں اور قبر میں مٹی ڈالنا ہر اس آدمی کے لئے

سنت ہے۔ جو وہاں موجود ہوں۔ ۱۲۔

قبر سے ٹیک نہ لگانا چاہئے۔ (حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے۔ کہ اس کا سنا بھی ہے۔ قبر سے ٹیک لگانے میں

صاحب قبر کی تائید ہے۔ اور اس کی روح کو اس قبر میں سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے قبر سے ٹیک لگانا منع قرار دیا گیا۔ ۲۔

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۹۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَيْفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظَنُّوا إِبْرَاهِيمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِبْرَاهِيمُ يُجُودُ بِنَفْسِهِ فَبَعَلَّتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذَرُفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ تُحَرِّمُ عَلَيْهَا بَأْخَرِي فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

میت پر رونے کا بیان فصل اول

۱۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف نواد کے گھر گئے وہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضا کا پاپ تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو لے لیا۔ اسکو بوسہ دیا اور سونگھا۔ پھر ایک دفعہ ہم اس کے پاس آئے۔ تو ابراہیم اپنی جان دے رہے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ تو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ بھی روتے ہیں۔؟ آپ نے فرمایا: اے ابن عوف یہ رحمت ہے۔ اور پھر اس رونے کے بعد پھر رونے۔ اور فرمایا: آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور دل غمگین ہوتا ہے۔ اور نہیں کہتے ہم مگر جو ہمارے رب کو پسند ہے۔ اور اے ابراہیم ہمیں تیری جدائی کا صدمہ ضرور ہے۔ متفق علیہ۔

میت پر کہنے سے کام منع ہیں۔ لہٰذا اس روایت کو ابوالدرداء نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوسیف حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضا کا پاپ تھے۔ اذنا ابراہیم بن اوس رضا۔ اور ان کا بیوی کا نام خولہ بنت سہیل کا حضرت ابراہیم دودھ پیتے تھے۔ حضرت ابراہیم رابیعہ قطیبیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلٹی تھیں۔ آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے تھی۔ لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی صرف ابراہیم رابیعہ قطیبیہ کے بطن مبارک سے تھے۔ بلکہ کبھی بیوی کے گھر اولاد نہیں ہوتی۔ حضرت ابراہیم کی عمر سولہ ماہ کی تھی۔ جبکہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا دودھ کی مدت کو پورا کرنے کے لئے ایک حور کو لگا دیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ دل پر غم کا اثر ہونا یا آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل جانا منع نہیں ہے۔ متفق ہے۔ روایتیں ناہی صبری کرنا۔ داؤد کرنا۔ کیرٹے چھڑانا۔ بال نوچنا وغیرہ۔ ۱۲۔

۱۹۵۔ وَعَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَرْسَلَتْ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ ابْنِي قَبِضَ فَأَتَيْتَا فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ يَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرُوا لِمَا نَحْسَبُ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ وَتَقَسَّمُ عَلَيْهِ كَمَا يَتَّبِعُهَا أَفْقَامٌ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبِي بَكْرٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبْرَ وَنَفْسَهُ تَتَفَعَّفُ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ فَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنِ عِبَادَهُ الرَّحْمَاءُ مُتَّفِقَةً عَلَيْهِ

۱۹۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعُدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

۹۵ احقرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ آپ تشریف لائیے۔ آپ نے سلام کہلا بھیجا۔ اور کہا جوئے جاسے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور جو رہنے دے۔ وہ بھی اسی کا ہے۔ اور ہر چیز اس کے پاس ایک مقرر وقت ہے۔ اسے چاہیے صبر کرنے۔ اور ثواب کی امید رکھے۔ اس نے پھر پیغام بھیجا۔ اور قسم دی۔ کہ ضرور تشریف لائیں۔ تو آپ اللہ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور کچھ اور آدمی بھی آگئے۔ پیچھے کہ اٹھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دے دیا گیا۔ اس کی جان نکل رہی تھی۔ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ تو سعد نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ جو رحم دل ہوتے ہیں۔

۱۹۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ حضرت سعد بن عبادہ کسی بیماری میں بیمار ہوئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کو آئے۔ آپ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود بھی تھے جیسا کہ آپ صبح کے پاس پہنچے۔ تو وہ ہیروشی

آنسو رحمدلی سے نکلتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس روئے کا نام حسن بن ابوالعاصم قدیمی نے بیان کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل سے کی وفات پر روتے گئے۔ تو حضرت سعد نے کہا اے اللہ کے رسول یہ دنا دھوا تو بے مبروں کا کام ہوتا ہے۔ آپ بذلکے برگزیدہ رسول ہو کر بھی روتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے سعد یہ دنا رزم دلی کی نشانی ہے۔ اور نرم دل لوگوں پر ہی مضائقہ ہے ارم کریں گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آنسو دل کا کلنا بے صبری نہیں ہے۔ ۱۳۔

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهَا فِي غَائِبَةٍ فَقَالَ قَدْ قُوِيَ قَوْلُوا لَأَيَّ رَسُولِ اللَّهِ فَكَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالُوا أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعِينُ يَدًا مَعَ الْعَيْنِ وَلَا يُجْزِنِ الْقَلْبَ وَ لَكِنْ يُعَدِّبُ بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَأَنَّ لِلْيَتِيمِ يُعَدِّبُ بِبُكَاؤِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ مُنْفِقًا عَلَيْهِ -

۱۹۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مَنَامُنْ صَوَّبَ الْحَدُّ وَوَسَّقَى الْجَيُوبَ وَدَعَى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ مُنْفِقًا عَلَيْهِ

میں تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ تو فوت ہو گئے۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول فوت تو نہیں ہونے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رونے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے۔ کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو لیا اور دل کے دم سے تو عذاب نہیں کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ عذاب کرتے ہیں۔ اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ یا رحم کرتا ہے۔ اور میت کو اس کے بچپلوں کے اسپر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ متفق علیہ۔

۱۹۷۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رخصتا سے بچے۔ اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی آوازیں نکالے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ متفق علیہ

میت پر گھر کرنے والا خود ہی مجرم ہے۔ اب میں دستور بتانا۔ کہ مرنے کے بعد بڑی بڑی مدت تک اس مرنے والے پر مین اور نوے کئے جاتے۔ اور جتنا زیادہ کسی پر دیا جاتا۔ اتنا زیادہ بڑا آدمی سمجھا جاتا۔ اس لئے کئی آدمی وصیت کر کے مرتے۔ کہ میرے مرنے کے بعد مجھ کو بہت روزنا۔ اگر کوئی دعوت کا وصیت کر جائے۔ یا اس کو معلوم ہو کہ ہمارے خاندان میں رونے پینے کی بدعات ہے۔ اور پھر اس سے منع کے ہونے منع نہ کر جائے۔ تو اس پر جو دیا وہ بیٹا جائے گا۔ اس کا اس کو بھی برابر کا گناہ ہوگا۔ اور اس کو اسکی سزا ملے گی۔ اور اگر وہ منع کر جائے۔ اور پھر بھی کوئی روٹے پینے۔ تو اس کو کوئی گناہ نہیں ہے۔ ۱۲۔

صبر نصف ایمان ہے۔ صبر دل پر کم اثر ہونا اور آنسوؤں کا نکلنا منع ہے۔ نہ اس پر پابندی ہے۔ اور نہ صبر کے معنی ہے۔ بے مبری یہ ہے۔ کہ اونچی آواز سے رو دیا جائے۔ بال نوچے جائیں۔ سینہ پٹھا جائے۔ کپڑے پھاٹے جائیں۔ نوچے کیے جائیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ کیونکہ کوئی گناہ گناہ انسان کو اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ کلمہ توحید رسالت کا تکرار کرتا رہے۔ اور اس حدیث کو تہذیب اور لسانی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید فلاح دنیوی و اخروی کے لیے چار چیزیں بیان کی ہیں۔ سورۃ آل عمران کے آخر میں خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور راہ خدا میں دشمنان خدا کے مقابلہ میں گھوڑے سے تھر جلات اسلام پر باندھو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ تو ان چار چیزوں میں سے دو صبر کے متعلق ہیں گویا آدمی فلاح و نجات مبر سے تعلق رکھتی ہے۔ ۱۷۔

۱۹۸۔ وَعَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَتْ امْرَأَةٌ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ تَصِيغُ بَرْنَةَ ثُمَّ آفَاقَ فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُعَذِّبُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَّقَ وَخَرَقَ مَشَفَّقَ عَلَيْهِ وَلَفَّقَهُ لِسُلَيْمٍ.

۱۹۹۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَذْكُرُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالِاسْتِسْفَاءُ بِالنُّجُومِ وَالْبِيَاحَةُ وَقَالَ النَّبِيَّةُ إِذَا الْمَثَبُ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ نَوْمُ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سَابِقَاتُ مِنَ قِطْرٍ وَدُرُجٍ مِنْ جَرَبٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۹۸۔ البرید نے کہا کہ ابو موسیٰ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ ان کی بیوی ام عبد اللہ سیخ کر روئے لگی۔ پھر ان کو آفاقہ ہو گیا تو فرمایا کیا مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اس سے بیزار ہوں۔ اس سے جو مصیبت میں اپنا سر منڈا ڈالے اور چھینے چلائے۔ اور کپڑے پھاڑے متفق علیہ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۱۹۹۔ ابوملک اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاہلیت کی چار چیزیں ہیں۔ جیسا کہ میری امت نہیں چھوڑے گی۔ حسب میں فخر کرنا۔ اور نسب میں طعن کرنا۔ اور ستاروں سے پانی مانگنا۔ اور نوحہ کرنا۔ اور فرمایا نجوم کرنے والی اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے۔ تو قیامت کو اس حال میں اٹھائی جائے گی۔ کہ اس پر گندھک کی قبض ہوگا اور عارض کی اور طعنی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

جاہلیت کے کام کون کون سے ہیں اس حدیث کو احمد نے ہی روایت کیا ہے۔ حسب یہ ہے کہ اپنے اخلاق کی تہن کرے۔ مثلاً میں بڑا بہادر ہوں۔ سخی ہوں۔ بیگ ہوں۔ اور نسب میں طعن کرنا یہ ہے کہ ہمارا خاندان تو ادبنا ہے۔ اور فلاں مظلومان کینہ ہے۔ ستاروں سے پانی مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں گیا۔ تو بارش ہو گئی۔ اگر ان کو سبب جتنی سمجھے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اگر ان کو سبب عارضی سمجھے۔ اور اس کو بھی خدا تعالیٰ ہی کا قدرت سمجھے تو اس طرح کہنا جائز ہے۔ لیکن پھر بھی ایسی کلام سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نوحہ کرنے والی کی قبض گندھک کی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو آگ بھڑک جلدی لگے گی۔ کیونکہ گندھک آتش گیر مادہ ہے۔ اور صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو اسی مناسبت سے یہاں لائے ہیں اور یہ سزا اس صورت میں ہے کہ نوحہ کرنے والی بغیر توبہ مرجعے اور توبہ سے تو خدا تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتے ہیں حتیٰ کہ کفر اور شرک بھی معاف ہو جاتے ہیں اور گناہ کبیرہ بھی بخشے جاتے ہیں۔ باقی رہے صغیرہ گناہ تو وہ مسلمان کو خداوند تعالیٰ بغیر توبہ بھی ازراہ فضل و کرم معاف کرتے رہتے ہیں ۱۲۔

۲۰۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرَةِ تَبَيُّعِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ أَتَيْتِي اللَّهُ وَاصْبِرِي
قَالَتْ أَيْبَكِ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تَصِبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَعَيْلُ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَكَ بَوَائِبِينَ فَعَالَتْ لِمَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ إِنَّمَا
الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَجْمُوتٍ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَالِدِ
قَبْلِهِ النَّارُ الْأَخْيَلَةُ الْفَسَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ ایک قبر کے
پاس رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر کہنے لگی: ہاں ہی راہ گو۔ تم کو میرے جیسی مصیبت نہیں آئی۔ اس میں
اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پھر وہ نبی سلم کے دواخانہ پر پہنچی تو دیکھا۔
کہ آپ کے دروازے پر کوئی دیبان نہیں ہے۔ کہنے لگی۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا صبر ابدانے صدمہ کے
وقت ہے۔

۲۰۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں
پھر وہ صبر کرے۔ تو صرف قسم پوری کرنے کے لئے آگ میں جائے گا۔ متفق علیہ

کونسا صبر اجر کا باعث ہے۔ اس حدیث کو ابی ماجہ کے مسابہل سنن نے بھی معایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ
صبر وہ ہے جو صدمہ آنے کے وقت صبر کیا جائے۔ حدیث آدمی ہر مصیبت پر رو دھو کہ صبر کر ہی لیتا ہے۔ اور پھر اس کا اجر نہیں ملتا۔ کیونکہ اس نے
تو جو کہ اس سے ہو سکتا تھا۔ وہ کر ہی لیا۔ اب ثواب کا ہے کا۔ ۱۲۔

چھوٹے بچوں کی وفات پر جنت۔ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں مسابہل کرام سے مروی ہے۔ جہاں میں بتایا گیا ہے
کہ چھوٹے اولاد کے فوت ہو جانے کا اجر آدمی کو ملتا ہے۔ اور چھوٹے بچے قیامت کو اپنے ماں باپ کی سفارش کر کے ان کو جنت میں لے جائیں
گے۔ لیکن اس کے ساتھ دو شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ آدمی کا خالہ کفر اور شرک پر نہ ہو اور دوسری یہ کہ ان کے مرنے پر اس نے صبر کیا ہو۔
اور یہ جو فرمایا کہ اگر تم پوری کرنے کے لئے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہی منکم الا دارہ ہا کان علی ربنا مقضیا۔
کوئی جہنم میں سے ایسا نہیں ہے۔ جس کا گزر اس پر نہ ہوگا۔ یہ تیرے رب کا حق وعدہ ہے۔ یا تو یہ جہنم سے گزرتے ہوئے باعراط سے پار ہونے پر
پورا ہو جائیگا۔ اور یا پھر تھوڑی سی مدت جہنم میں جائے گا۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی بات پوری ہو جائے۔ اور اس وقت بھی مومن پر آگ ٹھنڈی ہو جائے
گی۔ ۱۲۔

۲۰۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ لَكُنَّ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ فَخَنَسِبَهُ الْأَخْلَافُ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ أَمْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَوْثَانُ بَارِسُوهَ اللَّهُ قَالَ أَوْثَانُ رَوَاكُمُ سَلَامٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ لَمْ يَلْبِغُوا الْجَنَّةَ.

۲۰۳۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبِضْتُ صَفِيحَةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا تَمَّ أَحْسَنُهَا إِلَّا الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

الفصل الثاني

۲۰۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّائِثَةَ وَالْمُسْتَقْعَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۲۰۲ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریوں کی عورتوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ پھر وہ صبر کرے۔ تو یقیناً جنت میں داخل ہوگی۔ ان میں ایک عورت نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اگر وہ ہوں ہوں تو پھر آپ نے فرمایا۔ اگر وہ ہوں تو بھی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ امدان دونوں کی ایک روایت میں ہے۔ جو بچے جانی کر نہ پہنچے ہوں

۲۰۳ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب میں اپنے مومن بندے کے کسی عزیز کو فوت کروں۔ اور وہ اس پر صبر کرے۔ تو اس کی جزاء میرے پاس صرن جنت ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

فصل دوم

۲۰۴ حضرت ابراہیم خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوح کہنے والی اور سننے والی دونوں پر لعنت فرمائی۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

نوہ کرنے والی اور سننے والی کون ہیں ﷺ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ویسے ضعیف ہے اور جتنی بھی حدیثیں اس مضمون کی آئی ہیں۔ وہ سب ضعیف ہیں۔ نوہ کرنے والی وہ ہے۔ جو میت پر اونچی آواز نکال کر روئے۔ اور میت کے پاس بھی ساتھ ساتھ بیان کرتا جائے۔ اور سننے والی سے وہ عورت مر لے ہے۔ جو نوہ کو خوش ہو کر سنے۔ اور قسماً سننے ۱۴۔

۲۰۵۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبِيبٌ لِلْمُؤْمِنِ
إِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ اللَّهَ وَشَكَرَ وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ اللَّهَ وَصَبَرَ فَاَلْمُؤْمِنُ يُوجِرُنِي
كُلِّي أَمْرِي حَتَّى فِي اللَّفْمِزِ يُدْفَعُهَا إِلَيَّ فِي إِمْرَائِي رَوَاهُ الْإِبْرَاهِيمِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۲۰۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ الْأَوَّلُكَ بَابَانِ بَابٌ
يَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا مَاتَ بَلِيًّا عَلَيْهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَمَا بَكَتْ
عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ رَوَاهُ الْإِبْرَاهِيمِيُّ.

۲۰۷۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ قَطَانٌ مِنْ أُمَّتِي

۲۰۵ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی عجب حالت ہے۔ اگر اسے
بھلائی پہنچتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے۔ اور اگر اس کو مصیبت پہنچے۔ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے
اور مبرکتا ہے۔ پس مومن اپنے ہر کام میں اجر حاصل کرتا ہے۔ میدان تک کہ اس لقمے میں بھی جو وہ اپنی بیوی کے منہ میں
ڈالتا ہے۔ اس کو بھیقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۲۰۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مومن کے لئے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ
سے اس کے عمل چڑھتے ہیں۔ اور ایک دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب مومن فوت ہو جاتا ہے۔ تو دونوں دروازے
بھی اسپر لوتے ہیں۔ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول۔ پھر نہ روئے ان پر آسمان اور زمین۔ اس کو حمد ہی نے روایت کیا۔

۲۰۷ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت سے جس آدمی کے دو بچے پیشتر

مومن کو گھر کے اخراجات کا اجر ملتا ہے ۱۵ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو محدثین نے
اس بنا پر قبول نہیں کیا۔ کہ اس کی سند میں مورخ سعد بن ابی وقاص ہے۔ جو امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لشکر کا سردار تھا۔ لیکن
اس حدیث کے اور بھی بہت سے شواہد ہیں۔ جن کی بنا پر اس کو قبول کر لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مومن جو کچھ بھی کام کرتا ہے۔ خواہ
وہ بظاہر غلط نفس ہی کیوں نہ معلوم ہوتا ہو۔ اس میں اس کو اجر ملتا ہے۔ بیوی بچوں کے کپڑے اور خوراک کا بھی اس کو اجر ملتا ہے۔ کیونکہ
اس کی نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا خرچ میرے ذمے فرض کیا ہے۔ میں اسکی ادائیگی کر رہا ہوں۔ تو اس نیت کی بنا پر اس کو
ان کا اجر بھی ملتا ہے۔ بلکہ جو کچھ مومن اپنی ذات پر بھی خرچ کرتا ہے۔ اس کا بھی اس کو اجر ملتا ہے۔ ۱۲۔

کائنات کی ہر چیز میں اور اک ہے۔ ۱۶ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ عمل والا دروازہ تو اس نے رجا
ہے۔ کہ اس کے ذریعہ اس کے اعمال صالحہ اوپر جاتے تھے۔ اور وہ ان کا دہ سے دوسرے دروازوں پر نخر محسوس کیا کرتا تھا (حاشیہ صفحہ ۱۵۷)

أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِنَّ الْجَنَّةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرْطٌ مِنْ أَمْنِكَ قَالَ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرْطٌ يَأْتِيهِ فَقَالَ فَمَنْ لَوْ يَكُنْ لَهُ فَرْطٌ مِنْ أَمْنِكَ قَالَ فَإِنَّا فَرْطٌ أَمْنِي لَنْ يَصَابُوا بِمِثْلِي رَوَاهُ الْإِرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۲۰۸۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ قَلْدٌ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَايِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَكَلَدَ عَبْدِي يَقُولُونَ نَعَمْ يَقُولُ فَبَضْتُمْ ثُمَّ فَوَادِهِ يَقُولُونَ نَعَمْ يَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي يَقُولُونَ حَتَّى تَكُونَ وَاسْتَرْجَع يَقُولُ اللَّهُ ابْنُ الْعَبْدِ بَيْنَانِي الْجَنَّةِ وَسَمُوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْإِرْمِذِيُّ.

ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسکو ان کے بدلے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عائشہ نے سوال کیا۔ اور جس کا ایک ہی بچہ فوت ہوا ہو آپ نے فرمایا۔ اسے نیکی کی توفیق دی گئی۔ اور جس کا ایک بچہ ہو۔ وہ بھی پھر کہا آپ کی امت میں سے جس کا کوئی بھی پیشرو نہ ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں خود اپنی امت کا پیشرو ہوں میری مصیبت کی طرح انکو اور کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس کو تمہاری نے روایت کیا۔ اور کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۰۸ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں کو کہتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے بیٹے کو کپڑا لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ پھر فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے دل کے پھل کو توڑ لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہاں پھر فرماتے ہیں۔ اچھا پھر میرے بندے نے کیا کہا۔ کہتے ہیں تیری تعریف کی۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو۔ اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور رزق کا روزانہ اس لئے روتا ہے۔ کہ اس رزق سے اس کو نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے متعلق علم موجود ہے۔ اور اس کی تسبیح پڑھتی ہیں۔ اور اللہ سے ڈرتی ہیں۔ اور ہر چیز میں اداک اور ہوش ہے۔ ۱۲۔

آنحضرت کی وفات کا اجر۔ حاشیہ صفحہ ۱۱۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جو لگاؤ ہر مسلمان کو ہے۔ وہ تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اور اسی طرح ان کی وفات کا صدر میں مسلمانوں کو بہت زیادہ ہوا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ اور بعض لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے۔ وہ اس نعمت کی محسوس سے ہمیشہ ہی پر حیرت رہے ہیں۔ تو آپ کی وفات کا صدر جو نیک ہر مسلمان پر ہے۔ تو اگر کسی کا شفا رزق کرنے والا بچہ نہیں ہے۔ تو کیا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کی شفاعت کرنے کو موجود ہیں۔ ۱۳۔

۲۰۹. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدٌ بَيْتٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ الدَّوَابِيِّ وَقَالَ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ هَذَا الْأَسَانِدَ مُوَفَّقًا -

۲۱۰. وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزَى نُكْلِي كَيْسِي بَادًا فِي الْجَنَّةِ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ بَيْتٌ غَرِيبٌ -

۲۱۱. - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَاءَنِي جَعْفَرُ قَالَ الْبَيْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعُوا لِئَلْ جَعْفَرُ طَعَامًا فَقَدَاتَا هُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ

۲۰۹. عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے۔ اس کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو مروفا غافرت علی بن ماسم کی حدیث سے جانتے ہیں۔ اور ترمذی نے کہا۔ بعض نے اس کو محمد بن سوقة سے اسی سند سے موقوف اور روایت کیا ہے۔

۲۱۰. ابو بزرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی بچہ فوت ہوئی عودت کو تسلی دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک قیمتی لباس پہنائیں گے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۲۱۱. عبد اللہ بن جعفر نے کہا۔ کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کر دو۔ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے۔ جو ان کو مشغول رکھے گی۔ اس کو ترمذی اور داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۵ جس طرح نیکی کی تعریف دینے والے کو نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔ اسی طرح صبر کی تعریف کرنے والے کو صبر کرنے والے کے برابر

اجر ملتا ہے۔
میت والوں کے لئے کھانا پکانا۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن سکین نے صحیح کہا ہے۔
اور ترمذی نے اس کو سن کہا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوة موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ جب ان کی شہادت کی خبر آئی۔ تو یہ حال گھر والوں کو صدمہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کہا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ وہ تو پریشانی میں (دانی برصغیر) آئے

الفصل الثالث

۲۱۲۔ وَعَنْ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَمُرَّ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا يَمُرُّ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۱۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِذَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَذَكَرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ النَّاسِ عَلَيْهِ تَقُولُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا أَنْتَ لَمْ يَكُنْ يَدَّبُ وَكَانَ نَسِيًّا أَوْ أَخْطَا إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُسَبِّحُ عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّمَا هُمْ كَيْفُؤُنَ عَلَيْهَا وَإِنَّمَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

فصل سوم

۲۱۲۔ مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جس پر نوحہ کیا جائے گا۔ اس کو قیامت کے روز نوحہ کے عوض عذاب دیا جائے گا۔ متفق علیہ

۲۱۳۔ عمر بنت عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ آپ کے سامنے ذکر کیا گیا۔ کہ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں۔ کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو کہنے لگیں اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن پر رحم کرے۔ اس نے جھوٹ تو نہیں بولا۔ لیکن وہ بھول گئے۔ یا غلطی کر گئے۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ایک یہودی عورت کے گھر سے ہوا۔ جس کے پھیلے اس پر رو رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ اس پر رو رہے ہیں۔ اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ متفق علیہ۔

مقلد ہیں۔ وہ کھانا نہیں پکا سکیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میں گھر میں فوتیگی ہو گئی ہو۔ اس دن ان کی بدعتی کوئی اور پکا دیا کرے۔ امام شافعی اس کو سنت کہتے ہیں۔ اصل بھی لوگ یہ بدعتی پکاتے ہیں۔ اور علماء کوئی برادر ہی کا آدمی پکاتا ہے۔ پھر یہ لب آہستہ آہستہ حوض معاوضہ بن چکا ہے۔ امام ابو داؤد اور ابویسعویں اور میت کے گھر والوں کے پاس دفن کے بعد لوگوں کا اجتماع اور وہاں روٹی کھانا یہ بھی جاہلیت میں نوحہ میں شامل تھا۔ جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند سے یورین عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ہم اہل بیت کے پاس اجتماع کیا کرتے تھے۔ اور اس کے دن کے بعد کھانے کا تیار کرنا بھی نوحہ کی ایک قسم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نوحہ حرام ہے۔

پچھلوں کے نوحہ سے میت کو نرسا۔
کے پچھلوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے۔ اور صحابہ میں اس مسئلہ میں اختلاف تھا۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ پچھلوں کے رونے (واشیاہ پوصفا آتھا)

۲۱۴ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَيْكَةَ قَالَ تَوَقَّيْتُ بِنْتَ لِعَمَانَ بْنِ عَفَانَ بِنْتَهُ فَمَجَّئْنَا لِنَشْهَدَ هَاؤُ
 حَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فَلِئِنْ لَجَّالِيسُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِعَمْرِ بْنِ عَفَانَ وَهُوَ مَوْجُوهٌ
 أَلَا تَسْتَعِي عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ لَمَّيْتَ لِبُعْدَابِ بْنِ بَكْرِ أَهْلِيهَا
 عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضُ ذَلِكَ ثُمَّ حَدَّثَتْ فَقَالَ صَدَرَتْ مَعَ عُمَرَ
 مِنْ مَلَكَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْتِ إِذْ فَادَا هُوَ بِرُكْبٍ فَبَعَثَتْ ظِلَّ سَمْرَةَ فَقَالَ أَذْهَبُ فَأَنْظُرُ مَنْ هُوَ لِأَنَّ
 الرُّكْبَ فَظَنَرْتُ فَإِذَا هُوَ صَهْبِيْبٌ قَالَ فَأَحْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى صَهْبِيْبٍ فَقُلْتُ ادْعُ
 فَأَتَى صَهْبِيْبٌ فَلَمَّا أَنْ أُصِيبَ عُمَرُ دَخَلَ صَهْبِيْبٌ بَيْتِي يَقُولُ وَأَخَاهُ وَأَصْلِحَاةً فَقَالَ
 عُمَرُ يَا صَهْبِيْبُ أَتَيْتَنِي عَلَى وَفْدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْبَيْتَ لِبُعْدَابِ بْنِ بَعْضِ

۲۱۴ عبد اللہ بن ابی میکہ نے کہا۔ کہ حضرت عثمان بن عفان کی ایک لڑکی مکہ میں فوت ہو گئی۔ ہم اس کے جنازہ کے لئے آئے۔ اور
 عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس بھی آئے ہوئے تھے۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے عمرو
 بن عثمان کو کہا۔ وہی اس وقت ان کے سامنے تھے۔ کیا تم رونے سے منع نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے۔ میت کو اس کے اہل کے اسپر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت
 عمر فاروق کی بات سے تو کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر انہوں نے واقعہ بیان کیا۔ کہ میں حضرت عمر کے ساتھ مکہ سے واپس آ رہا
 تھا۔ جب ہم بیدار میں پہنچے۔ تو حضرت عمر نے دیکھا کہ ایک قافلہ کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ دیکھو
 یہ قافلہ ولے کون ہیں۔ میں نے دیکھا۔ تو وہ حضرت صہیب تھے۔ میں نے اگر ان کو اطلاع دی۔ تو کہنے لگے۔ ان کو بلا لاؤ۔ میں
 صہیب کی طرف واپس آیا۔ اور کہا کہ چلو امیر المؤمنین سے ملاقات کرو۔ پھر جب حضرت عمر زخمی ہوئے۔ تو حضرت صہیب رونے پر
 آئے۔ اور کہنے لگے۔ اے بیٹائی اے ساتھی تو حضرت عمر نے کہا۔ اے صہیب کیا تم مجھ پر رونے ہو؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(عاشیہ برصغور گورشا سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ یا اس کے عذاب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور کچھ یہ کہتے تھے کہ میت پر پھیلوں کے رونے سے
 کوئی بوجھ نہیں پڑتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ کہ الا تزدوا ورتة ذررا نخری کہ کوئی آدمی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ باپ
 کے جرم کا سوال بیٹے سے نہیں ہوگا۔ اور بیٹے کے گناہ کا جواب وہ باپ نہیں ہوگا۔ اسی قاعدہ کے مطابق اگر میت کے بچھلے وارث روئیں
 تو اس میں میت کا کیا قصور ہے۔ اسکو سزا کیوں ملے۔ تو وہ کہتے تھے کہ بچھیلوں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ اور سسٹہ کی
 حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر رونے والے رونے کی وصیت کر جائیں۔ یا وہ اس رونے اور نوحہ کرنے پر دل میں خوش ہوں۔ یا اسے معلوم ہو کہ ہمارے
 خاندان میں نوحہ کرنے کی عادت ہے۔ اور پھر بھی گم والوں کو منح کر کے نہ جائے۔ تو پھر نوحہ کی سزا دونوں کو ملتی ہے۔ نوحہ کرنے والوں (یا تو برصغور گورشا)

بِكَاءِ أَهْلِ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَدْرَحُمُ اللَّهُ عُمَرَ لَا وَاللَّهِ مَا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَيِّتَ لِيُعَذَّبُ بِبِكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ لَيْكُنَ إِنْ اللَّهُ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا أَبَا بِكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسِبُكُمْ الْقُرْآنَ وَلَا تَنْزِيلَ وَإِرْقًا وَذَلَا أُخْرَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ ذَلِكَ وَاللَّهِ أَصْحَابُكَ وَأَبْنِي قَالَ ابْنُ ابْنِ مَيْمَنَةَ فَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۱۵. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ ابْنَ حَارِثَةَ وَجَحَّفِرَ فَاثْنَيْنِ رَوَّاحَةً جَلَسَ يُعْرِفُ فِيهِ الْحَزَنَ وَإِنَّا الْأَطْرَمُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي شِقَّ الْبَابِ فَاتَاكَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنْ

وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے اہل کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا۔ جب حضرت عمر فوت ہو گئے۔ تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ تو وہ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت پر رحم کرے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بیان نہیں فرمایا کہ میت کو اس کے اہل کے اسپردنے سے سزا دی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کافر کی سزا میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ ضرور امانا دیکھتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ نے کہا۔ تمہیں قرآن کافی ہے۔ کہ کوئی آدمی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ تو ابن عباس نے اس وقت یہ آیت پڑھی۔ اللہ ہی ہنسنا ہے۔ اور اللہ ہی رولانا ہے۔ ابن ابی لیک نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پھر کچھ نہ کہا۔ متفق علیہ

۲۱۵. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس کا شہادت کی خبر آئی آپ ٹھیکیں ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں دروازے کی چھروں سے دیکھ رہی تھی۔ تو آپ کے پاس ایک

رقعیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کو بھی اور جس پر نوہ کیا جا رہا ہے۔ اس کو بھی۔ اور اگر مرنے والا منع کر جائے۔ یا وہ اسپر خوش نہ ہو تو پھر اس پر اس کا کوئی عذاب نہیں ہے۔ حضرت فاروق اعظم کہتے تھے۔ کہ بچھڑوں کے نوہ سے حیات کو عذاب ہوتا ہے۔ اور حضرت عائشہ اس کا انکار کرتی تھیں۔ صحابہ کرام کے اخلاق۔

۱۲. حاشیہ صفحہ گزشتہ

رضی اللہ عنہا ابن عمر کے متعلق فرماتے ہیں وہ تو صحیح نہیں بولتے۔ لیکن وہ بھول گئے ہیں۔ ان کو یاد نہیں رہا۔ اور حضرت عمر کے بر خلاف کہتی ہیں۔ تو فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کریں۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخشیں۔ آج مناظروں میں وہ بد ہتھیاریاں ہوتی ہیں۔ اور ایسے ایسے مذاق اور تسخیر ہوتے ہیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ ۱۲۔ حاشیہ صفحہ گزشتہ

۱۳. حضرت عثمان کی اس بیٹی کا نام ام ابان تھا۔ ۱۲۔

۱۴. براء کو کرم اور بیز منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔ ۱۳۔

۱۵. حاشیہ صفحہ ۱۵۱ حضرت عائشہ کی بات کا تاہد میں حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی

۱۶. یعنی ہنسنا اور رونا اور (باقی بر صفحہ ۱۵۲)

نِسَاءً جَعْفِرٍ وَذَكَرَ بَكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَنْهَهُنَّ فَذَهَبَتْ ثُمَّ آتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِيعَهُ فَقَالَ إِنَّهُنَّ
فَاتَاهُ الثَّلَاثَةَ قَالَ وَاللَّهِ عَلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرَعَمَتْ أَنَّهُ قَالَ فَاخْتُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ
الْتِرَابَ فَمَلَّتْ أَرْعَامَهُ اللَّهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنْةِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۲۱۶۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيبٌ فِي أَرْضِ غُرَبَةٍ لَكِنِّي
بَكَاءُ يَتَعَدَّاتُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ قَمِيَّاتُ بِلَبَّاءِ عَلَيْهَا إِذَا قَبَلْتُ امْرَأَةً تُرِيدُ أَنْ تُسَعِدَنِي
فَأَسْتَعْبِدُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْ تُرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطَانَ

آدی آیا اور کہنے لگا۔ کہ جعفر کے گھرانے کی عورتیں بو رہی ہیں۔ آپ نے اسکو حکم دیا کہ ان کو منح کر دو۔ وہ چلا گیا۔ وہ دو سری وضع
اگر کہنے لگا۔ وہ میرا کہنا نہیں مانتی آپ نے فرمایا۔ ان کو جا کر روکنے پھر وہ تیسری مرتبہ اگر کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول خدا کی قسم وہ
ہم پر غالب آئیں میرا خیال ہے آپ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔ میں نے دل میں کہا۔ خدا تجھے ذلیل کرے۔ جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کو حکم دیا۔ تو نہ وہ بھی نہ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا بھی نہ چھوڑا۔
متفق علیہ

۲۱۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جب ابو سلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا۔ ایک مسافر مسافری میں فوت ہو گیا۔
میں اسپر ایسا روئی گی۔ کہ لوگ اس کی داستان بیان کریں گے۔ میں رونے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ ناگہاں ایک عورت آئی۔ وہ میرے
ساتھ مل کر رونا چاہتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے آئے۔ اور فرمایا۔ کیا تو چاہتی ہے۔ کہ اس گھر میں شیطان کو

قسم کا ہے۔ ایک رونا خدا کے خوف سے ہے۔ یہ بڑا اچھا ہے۔ اور ایک رونا نوحے کا ہے۔ یہ بہت برا ہے۔ اسی طرح ایک ہنسنا مسخر کے طور پر ہے۔
یہ سراسر گناہ ہے۔ اور ایک ہنسنا خوش طبعی کے لئے ہے۔ یہ جائز ہے۔ تو اس کی سعادت صرف یہی مراد لی جا سکتی ہے۔ کہ ابن عباس کے قول
میں وہ ہنسنا نام نہاد ہے۔ جو بے اختیار آجائے۔ ورنہ اختیار والے پر تو عذاب اور ثواب ہے۔ ۱۲۔

جعفر کے گھر نوحہ ہوا تو آنحضرت نے روکا کہ وہ راسخے مغز ہوا۔ یعنی بلند آواز سے بین کر رہی ہیں۔ نوحہ ہو رہا ہے۔ ورنہ
مطلق رونا منع نہیں ہے۔
نوحہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

۱۳۔ دوسرے آدمی کو پریشان نہ کرنا چاہیے۔ اور یہی معلوم ہوا۔ کہ نوحہ اور بین کبیرہ گناہ ہیں۔ اگر یہ معمولی گناہ ہوتے۔ تو آنحضرت اتنی سختی نہ
فرماتے۔ ۱۳۔

بَيِّنًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ وَكَفَفْتُ عَنِ الْبَكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۲۱۷۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَخْبَى عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَعَجَلَتْ أَخْتَهُ عَمْرَةً
 نَبِيًّا وَاجْبَلَاةً وَكَذًا أَوَاكِنًا أُنْعِدُ عَلَيْكَ فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي
 أَنْتَ كَذَبِكِ ذَا دِفِي رَوَايَةٌ فَلَمَّا مَاتَ كَرِهْتُكَ عَلَيْكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۲۱۸۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ
 مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ بِأَكْبِمٍ فَيَقُولُ وَاجْبَلَاةً وَاسَيْدَاةً وَنَحْوِ ذَلِكَ إِلَّا ذَكَلَّ اللَّهُ بِهِ

داخل کرے جس گھر سے اللہ نکلے گا اس کو نکالا ہے۔ دوم مرتبہ تو میں بھی رونے سے رک گئی۔ اور نہ روایا۔ منفق علیہ

۲۱۷۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جب اللہ بن رواحہ پرے پیش ہو گئے۔ ان کا بہن عمرہ رونے لگا۔ ہائے پہاڑ ہائے غلا
 ہائے غلانے گنتی کرنے لگی۔ جب ان کو ہوش آیا۔ تو کہنے لگے۔ تو نے جو کچھ بھی کہا۔ مجھ سے پوچھا جاتا رہا۔ کیا تو واقعی اس طرح
 کا ہے۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ کہ جب وہ فوت ہو گئے۔ تو پھر نہ روئی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۲۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی مر جائے
 اور اس کے رونے والے رونے لگیں۔ اور کہیں ہائے پہاڑ ہائے غلا اور اسی طرح کے کلمے تو اللہ اس میت پر دو فرشتے مقرر کرنے

نوحہ کرنا شیطانی کام ہے۔

۱۵۔ اس حدیث کو لہرانے نے بھی کہیں روایت کیا ہے۔ یہ مسافری ہجرت تھی۔ کیونکہ ابو سلمہ
 ہاجر تھے۔ اپنا گھر بار اور وطن چھوڑ کر آئے تھے۔ داستانیں بیان کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگوں میں کچھ مدت تک میرے رونے کا خوب پوچھا جا
 گا۔ اور لوگ کہیں گے۔ کہ اس عورت کو اپنے مزاج سے کتنی محبت تھی۔ ساتھ ل کر دینا چاہتی تھی۔ جیسے یہاں ہندو پاک میں دو عورتیں آئے سنے
 بیٹھ جاتی ہیں۔ اور بادی بادی میں اور نوحہ کرتی جاتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نوحہ کرنا شیطانی کام ہے۔ اور نوحہ سے شیطان کو گھر میں
 آنے کی دعوت بھی جاتی ہے۔ اور یہ جو دو بار کا لفظ ہے۔ اس کا تعلق قال سے ہے۔ اخراج سے نہیں۔ آپ نے یہ کلام اس عورت کو دو دفعہ

فرمائی ۱۲۔

عبداللہ بن رواحہ کا ایک عجیب واقعہ

اس بیماری میں فوت نہیں ہونے تھے۔ بلکہ ان کی شہادت فرمہ موت میں ہوتی تھی۔ بعض مراسیل میں ہے۔ کہ عبداللہ بن رواحہ کی بیمار پرسی
 کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کا موجودگی۔ غشی ہو گئی۔ اور اتنی سختی ہوئی کہ آنحضرت نے دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ
 اگر اس کی اہل اہلی ہے۔ تو اس پر آسانی فرما۔ اور اگر اس کی زندگی ابھی باقی ہے تو اسکو سمیت دے۔ پھر عبداللہ نے آنحضرت کو کھول لی۔ اور کہنے
 لگے۔ ایک فرشتہ کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا وزنی گرز تھا۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا۔ کیا تو واقعی ایسا ہی تھا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا۔ تو وہ مجھ کو گرز مار

مَلَکَيْنِ يَبْهَرَانِيهِ وَيَقُولَانِ اَهَكَذَا اَكُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا اَحَدٌ يَثَّ غَرِيبٌ حَسَنٌ
 ۲۱۹۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَاتَ مَيْتٌ مِنْ اِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَمَعَتِ
 النِّسَاءُ يَبْكِيْنَ عَلَيْهِ فَقَامَ عَمْرُؤُهَا هُنَّ وَبَطَرُوْهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ دَعِهْنَ يَا عَمْرُؤُهَا اَلْعَيْنُ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبُ مُصَابٌ وَلَعَهْدُ قَرِيْبٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ
 وَالنَّسَائِيُّ۔

۲۲۰۔ وَعَنْ اَبِي عَمْرٍَا قَالَ مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عَمْرُؤُهَا يَبْكِيْنَ بِسَوِيْطِهَا فَاخْرَجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں۔ جو اس کو گھولنے مارتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کیا تو اسی طرح کا تھا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب حسن
 ۲۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھرانے سے ایک (زینب بیٹی) عورت فوت
 ہو گئی۔ عورتیں جمع ہو کر امیر رونے لگیں۔ حضرت عمران کو منع کرنے لگے۔ اور ان کو لگانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا۔ اے عمران کو چھوڑ دو۔ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ اور دل مصیبت زدہ ہے۔ اور صدر سے کا زمانہ قریب ہے۔ اسکو
 احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

۲۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب انتقال کر گئیں تو عورتیں
 رونے لگیں۔ تو حضرت عمران کو کوٹھے کے ساتھ مارنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہاتھ سے پیچھے دھکیل دیا۔ اور

اسلام دین فطرت ہے۔

۱۔ روح شرمی حد سے زیادہ تھا۔ اور حضرت ام ایمنی بھی سختی کرنے لگے تھے۔ جیسا
 کہ الگ حدیث میں ہے۔ کہ ان کو کوٹھے سے مارنے لگے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو ان کی غلطی سے سزا دیا۔ حضرت
 عمر کو سختی کرنے سے روکا۔ کہ کچھ خیال کر لیا کرو۔ کہ دل معنوم ہیں۔ اور صدر ابھی تازہ ہے۔ ذرا نرمی سے کام لو۔ اور عورتوں کو شیطانی
 آواز (یعنی نرہ اور مین کی آواز) سے روکا اور فرمایا صرف آنسوؤں سے نفع۔ اسلام دین فطرت ہے اس کا خاصہ ہے کہ خلقی اور جسمانی
 جذبات کو نہ تو دبا تا ہے نہ ختم کرتا ہے بلکہ جذبات انسانی کو اعتدال پر رکھتا ہے۔ حد سے کے وقت دل کا متاثر ہونا اور آنکھوں سے
 آنسوؤں کا رواں ہو جانا قدرتی بات ہے اور انسان اس معاملہ میں بے بس ہے ہذا اس پر شریعت نے کوئی گرفت نہیں رکھی اور
 نجان سے بکو اس کرنا اور آنکھوں سے ماتم کرنا۔ بال نوجنا۔ کپڑے بھاڑنا اور سینہ کو پی کرنا جو نکرہ اختیار می معاملات میں اور شیطانی
 تحریک ہے ہذا اس پر گرفت ہے۔

بِيَدِهِ وَقَالَ مَهْلًا يَا عَمْرُؤُ ثُمَّ قَالَ أَيَا كُنَّ وَنَعِيقَ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ
وَمِنَ الْقَلْبِ فَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الرَّحْمَنِ وَمَا كَانَ مِنَ أَلْيَدٍ وَمِنَ اللِّسَانِ فَبَيْنَ
الشَّيْطَانِ رِفَاةَ أَحْمَدَ -

۲۲۱۔ وَعَنِ الْبَغَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ضَارِبَتْ أَهْرَئِثَةُ
الْقَبْرَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً ثُمَّ رَفَعَتْ فَسَمِعَتْ صَوَاهِمًا يَقُولُ أَزَاهِلُ وَجَدُّوْا مَا فَقَدُوا
فَأَجَابَهُ أَخْرُبَلٌ يَبْسُوْا قَانُقَلْبُوْا -

۲۲۲۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ وَإِبْنِ بُرْزَةَ قَالَ أَخْرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا۔ اسے عمران کو چھوڑ دو۔ پھر مردوں سے فرمایا۔ یہ شیطان کی آواز نہ نکالو پھر فرمایا۔ جب تک معاملہ انکھ اور دل کا رہے۔ تو وہ
اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔ اور خدا کی رحمت ہے۔ اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ہو۔ وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اس کو
احمد نے روایت کیا۔

۲۲۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلقاً روایت کیا۔ کہ جب حسن بن حسن بن علی فوت ہو گئے۔ تو ان کی بیوی ان کی قبر پر
بھر بھر لگا کر بیٹھی رہی۔ پھر اس نے خیمہ اٹھایا۔ اور ایک عاتبانہ آواز سنی۔ جو کہہ رہا تھا۔ جو انہوں نے گم کیا تھا کیا وہ ان کو مل گیا
ہے۔ تو دوسرے ہاتھ غیبی نے اسکو جواب دیا۔ بلکہ ناامید ہو کر چلے گئے۔

۲۲۲۔ عمران بن حصین اور ابو ہریرہ نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے۔ آپ نے کچھ لوگوں

فاطمہ بنت حسین کا ایک واقعہ

فاطمہ بنت حسین تھیں۔ یعنی امام سید الشہداء حسین کی صاحبزادی جب ان کے خاوند فوت ہو گئے تو سال بھر تک ان کی قبر پر خیمہ لگایا۔ اور
وہیں بیٹھی رہیں۔ کہ اسی طرح اپنا عالم غلط کریں، اور ان کی قبر سے بائیں کر کے اپنے آپ کو تھلا دیں۔ جیسے کہ بعض لوگ کھنڈرات اور دریاؤں کو
مخاطب کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ غیبی کے ذریعہ سے اس کی برائی پر انکو آگاہ کر دیا۔ اور یہ ہاتھ یا تو فرشتے تھے
یا مومن جن۔ ایسی کاروائی ایک عام مومن سے بھی میسب تھی۔ چہ جائیکہ خاندان نبوت کی کوئی عورت ایسا کرتی۔ چونکہ نبوت تو ختم ہو چکی
تھی کہ وحی کے ذریعہ سے ایسے کاموں سے روکا جانا۔ لہذا خداوند تعالیٰ نے ایک غیبی آواز کے ذریعہ سے ان کو آگاہ کیا کہ تم نے جو کچھ کیا
غلط کیا اور وہ کام کیا جس سے کوئی فائدہ نہ ہو کیونکہ موت کے اس دنیا کی کوئی آواز عالم برزخ میں نہیں پہنچی ان اگر خدا تعالیٰ سے بچنا
چاہیں تو اور بات ہے۔

فِي جَنَازَةٍ قَرَأَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوا رِدْيَتَهُمْ يَمْشُونَ فِي قَمِيصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْفَعِلُ الْجَاهِلِيَّةُ تَأْخِذُونَ أَوْ يَصْنِيعُ الْجَاهِلِيَّةُ تَشْبَهُونَ لَقَدْ هَمَّتْ أَنْ أَدْعُو عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُونَ فِي غَيْرِ صُورِكُمْ قَالَ فَأَخَذُوا رِدْيَتَهُمْ وَلَمْ يَجُودُوا لِذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ-

۲۲۳- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَّبِعَ جَنَازَةَ مَعَهَا رَأَيْتَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ-

۲۲۴- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ مَاتَ ابْنِي فَوَجَدْتُ عَلَيْهِ هَلَّ سَمِعْتِ

کہو کیا۔ انہوں نے اپنی چادریں اتار دی تھیں۔ وہ صرف قمیصوں میں چل پھر رہے تھے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا جنازہ کے کام کرتے ہو۔ یا جاہلیت کے کاموں میں مشابہت کرتے ہو۔ میں نے ارادہ کیا۔ کہ تم پیر ایسی بد دعا کروں۔ کہ تمہاری صورتیں مسخ ہو جائیں۔ مگر ان نے کہا۔ کہ ان لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں۔ اور پھر السبا کبھی نہ کیا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کہ اس جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ جس جنازہ کے ساتھ کوئی روئے والی آئے۔ اس کو احمد ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے ان سے کہا۔ کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ میں بڑا سخت ٹمکن

جاہلیت کے نوحہ کی صورت ۱۵ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ عرب میں دستور تھا۔ کہ جب

کسی کا فوج یا سوگ کرتے۔ تو گلے میں صرف قمیص رہنے دیتے۔ اور اپنے سر کی چادر اتار دیتے۔ یعنی ننگے سر ہو جاتے۔ انہوں نے ویسے تو فوج یا سوگ وغیرہ نہ کئے۔ لیکن سوگ کی علامت جو بنانی تھی۔ اسکو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ اگر باغرض آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوگ کی صورتیں دیکھتے۔ تو معلوم نہیں کچھ فرماتے ۱۲۔

غیر اسلامی اجتماع میں جانا منع ہے ۱۶ جنازہ ان بنیادی حقوق میں سے ہے۔ جو ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر ہیں۔ اب

لوڑ کرنا چاہیے کہ اگر فوج ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شامل ہونا بھی منع ہے۔ تو سناوی سیاہ کے موقع پر جہاں باجے راگ ننگ آلتیاری اور کچھوں کے ناچ ہوں۔ جانا کیونکر جائز ہوگا۔ یہ حدیث اس مضمون میں اصل ہے۔ غیر اسلامی اجتماعات میں شامل ہونا قطعاً منع ہے۔ لیکن بعض اوقات مخصوص لوگوں کے لیے ایسے اجتماعات میں جانا بعض وجوہ کی بنا پر جائز ہے مثلاً ایک عالم آدمی اگر تبلیغ کی نیت سے جائے تو جائز ہے اور اگر ویسے بھی کوئی با اہتمام آدمی یا صاحب اثر آدمی جس کے منع کرنے پر برائی کے رک جانے کا امکان ہو ان کو چلے جانا چاہیے تاکہ لوگ ان کی وجہ سے باز آجائیں ۱۷۔

مِنْ خَلِيلِكَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَطِيبُ بِأَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ
 سَمِعْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صِفَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ يَلْقَى أَحَدَهُمْ بِأَبَاةٍ يَأْخُذُ
 بِنَاحِيَةِ نَوْبِهِ فَلَا يَفَارِقُهُمَا حَتَّى يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدٌ وَاللَّفْظُ لَهُ
 ۲۲۵. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَتْ أُمْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِعِدِّي بِئِكَ فَأَجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ
 نَقْلِنَا مِمَّا عَلِمْتَ اللَّهُ قَالَ أَجْمَعَنَّ فِي يَوْمٍ كَذَا أَوْ كَذَا فِي مَكَانٍ كَذَا أَوْ كَذَا فَأَجْمَعَنَّ قَاتِلِي
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلِمَهُنَّ مِمَّا عَلِمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مَنَكُنَّ أُمَّةٌ تَقْدِمُ

ہوں۔ کیا تو نے اپنے دوست صلوات اللہ علیہ سے کوئی ایسی چیز سنی ہے جو ہم کو ہمارے مرتد والوں سے خوش کرے۔
 تو آپ نے کہا ہاں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ چھوٹے بچے جنت کے جہانہ ہیں، کوئی
 ان میں سے اپنے باپ کو ملے گا۔ اس کے کپڑے کا کنارہ پکڑے گا۔ اور جنت میں داخل کیے بغیر اس کو نہ چھوٹے گا۔ اس کو مسلم
 اللہ احمد نے روایت کیا۔ اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔

۲۲۵۔ حضرت ابو سعید نے کہا۔ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی۔ اے اللہ
 کے رسول مرد تو آپ کی بائیں سنٹے رہتے ہیں۔ اور ہم محروم ہیں۔ آپ ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمادیں کہ ہم اس دن آپ کی
 خدمت میں حاضر ہو کر کچھ آپ کے علوم میں سے سیکھ لیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں جگہ میں اکٹھی ہو جائیں۔ سو
 عورتیں اکٹھی ہو گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان کو کچھ دیکھیں سو کھلائیں جو اللہ نے ان کو سکھائیں

مومنوں کے بچے جنتی ہیں۔ اس حدیث میں دوست سے مراد اسخفت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور
 دعامیں دعویٰ کی جمع ہے۔ اور دعویٰ ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا کپڑا ہے۔ جو صاف پانی میں رہتا ہے۔ اور کبھی وہ لکیاں لگاتا ہے۔ اور کبھی اوپر
 آتا ہے۔ اس کو ہندی میں جولایا کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح وہ کپڑے پانی میں اپنی موج سے بھرتے ہیں۔ کھلتے ہیں۔ اچھلتے پھرتے
 ہیں۔ اسی طرح مومنوں کے چھوٹے بچے بھی بے روک ٹوک بھرتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل
 احسان ہے کہ وہ مسلمانوں کی بخشش کے لیے بہانے بنا دیتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کا فوت ہو جانا بھی مومن کی بخشش کے لیے ایک بہانہ ہے
 لیکن اس بخشش کے لیے دو چیزیں شرط ہیں۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ بچے کی فوتیگی
 پر صبر کیا ہو۔ ۱۱۰

بَيْنَ يَدَيْهِمَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةٌ أَلَا كَانَ لَهَا جَبَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ أَمْرًا مَهْمًا يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَوْ اثْنَيْنِ فَأَعَادَتْهُمَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۲۶. وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ
يَتَوَقَّى لَهَا ثَلَاثَةً إِلَّا أَدْخَلَهَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ أَيُّهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ اثْنَانِ
قَالَ أَوْ اثْنَانِ قَالُوا أَوْ وَاحِدًا قَالَ أَوْ وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَلَّا تَسْقُطَ لِي بِهَا
أُمَّةٌ يَسْرُرُهَا إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ مِنْ قَوْلِهِ وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ ۲۲۷. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ

تقبیل پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے جس عودت کے بھی تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اسکو جہنم سے بچالیں گے۔ ان میں سے
ایک عودت نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اگر دو ہوں تو بھی اس نے دو بار اسکو دہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اور دو بھی اور دو بھی
اور دو بھی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۲۲۶۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان کے تین بچے فوت
ہو جائیں اس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل کریں گے۔ تو لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول یا اللہ
بھی۔ آپ نے فرمایا دو بھی۔ کہنے لگے یا ایک بھی و فرمایا۔ ایک بھی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔
کچھ عمل بھی اپنی ماں کو اپنی اول سے جنت کی طرف کھینچے گا۔ جبکہ وہ اسپر صبر کرے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے
والذی نفسی بیدہ سے لے کر آخر تک کو روایت کیا۔

۲۲۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے تین نابالغ بچے لگے

نابالغ بچے مانیا آپ کی سفارش کریں گے۔ اسکو احمد اور طبرانی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ آگے تین چار
حدیثیں اسی معنیوں کی آرہی ہیں۔ کہ چھوٹے بچے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔ اور ان کو بخشوا کہ اپنے ہمراہ جنت
میں لے جائیں گے۔ کسما حدیث میں ہے۔ کہ اگر کسی کے نابالغ تین بچے فوت ہو چکے ہوں۔ تو وہ اس کی سفارش کریں گے۔ پھر دو بھی پھر ایک
بھی اور پھر وہ کچھ بچہ بھی جو محل کی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی ضائع ہو جائے۔ وہ بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ان
نابالغ اور معسوم بچوں کی سفارش اپنی رحمت سے قبول فرمائیں گے۔ اور ان کے والدین کو معاف کر دیں گے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اس
کے ساتھ دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان بچوں کے مانیا کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ اور دوسرا شرط یہ ہے۔ کہ ان کے مرنے پر مانیا (پاتی برصغرا) کے

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَالِدِ كَمَا يَبْغُو الْجَنَّةَ كَأَنَّهُ لَمْ يَلِدْ أَبَا ذَرٍّ قَالُوا أَبُو ذَرٍّ قَدْ مَاتَ
اِثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ قَالَ أَبِي بِن كَعْبٍ أَبُو الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَاءِ قَدْ مَاتَ وَاحِدًا قَالَ وَوَلِدًا
وَوَاكَا التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۲۲۸۔ وَعَنْ قُرَّةِ الْمَرْزُوقِ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ فَقَالَ
لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْجَبُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجَبَكَ اللَّهُ كَمَا أَجَبَهُ فَقَدْ دَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فَلَانٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاتَ فَقَالَ

یہی ہے۔ وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے محفوظ قلعہ بن جائیں گے۔ تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے تو دو
بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اور دو بھی اور ابی بن کعب ابو المنذر صید القراء نے کہا۔ کہ میں نے ایک بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اولیک
بیٹی۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۲۲۸۔ قرۃ مرزوقی کہتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کہنا تھا۔ اور اس کے ساتھ اسکا بچہ بھی ہوتا تو
ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کہا۔ کیا تجھے اس سے محبت ہے؟ کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول جیسی مجھے اس سے محبت
ہے۔ اللہ آپ سے رکھے۔ تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کو نہ دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ تیرا بچہ کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا۔ اے

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ نے مبر کیا ہو۔ اور نوہ نہ کیا ہو۔ اور اگر خدا نخواستہ ان دونوں شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی رہ گئی۔ تو بچہ وہ سفارش
نہ کریں گے۔ نہ اس کی قبولیت ہوگی۔ ۱۳۔

۱۳۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔
تا بالغ بچے کی شرط کیوں ہے (ماثیہ صفحہ پہلا) اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور اس کو نسائی
نے بھی مختصر طور پر روایت کیا ہے۔ اس میں بھی اور دوسری حدیثوں میں بھی جو نابالغ کی شرط رکھی ہے۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ
نابالغ بچے معصوم اور بے گناہ ہیں۔ اور بے گناہ کی سفارش جلد قبول ہوگی۔ اور اس کے علاوہ معصوم اور بے گناہ کی شفاعت بے دوسرے
ہوگی۔ کیونکہ اپنے کو کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اور بڑے جو سفارش کریں گے۔ تو ہزار احتیاط سے کریں گے۔ کہ شاید کوئی لفظ حد ادب سے نہ بڑھ
جائے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ نابالغ بچے کی وفات پر مدد بھی ضرور ہوتا ہے۔ اولاد دلیبہ اولاد ہے۔ اس کا مدد تو ہر طرح میں ہوتا
ہے۔ لیکن بالغ بیٹا اچھی اولاد چھوڑ کر فوت ہو جائے۔ تو کم از کم یہ تسلی تو ضرور ہوتی ہے۔ کہ اس کی فصل قائم ہے۔ لہذا اس کا مدد بھی نسبتاً کم
ہوتا ہے۔ اور اس کا مدد زیادہ ہوگا۔ اسی کا اجر زیادہ ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں نابالغ بچوں کی شرط رکھی گئی ہے۔ ۱۳۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا تَحِبُّ أَنْ لَأْتِيَنَّ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ
يَنْتَظِرُكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُ خَاصَّةٌ أَمَرُكُنَا قَالَ بَلْ لَكُمْ رِوَاةٌ أَحْمَدُ.
۲۲۹- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السَّقْفَ لَبِرَاغِمِ رَبِّهِ
إِذَا دَخَلَ أَبُو يَتِيمٍ النَّارِ فَيَقَالُ أَيُّهَا السَّقْفُ أَلَمْ أَعْرِ رَبِّيَةَ أَدْخِلْ أَبُو يَتِيمٍ الْجَنَّةَ فَيُفَجِّرُهُمَا
بِسَرِّهِ حَتَّى يُبْدِيَا خِلْمَا الْجَنَّةِ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ.
۲۳۰- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

اللہ کے رسول فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو پسند نہیں کرتا کہ تو جنت کے جس دروازے پر بھی پہنچے
تو اس پر کوئی انتظار کرتے پائے۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول کیا یہ اس کے لئے خاص رعایت ہے۔ یا ہم سب کے
لئے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سب کے لئے ہے۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۲۲۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ کچھ عمل بھی اپنے رب سے جھگڑا کرے گا۔
جبکہ اس کے ماں باپ کو بدخیز میں داخل کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ تو کہا جائے گا۔ اے کچھ عمل اپنے رب سے جھگڑنے والے
اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کرے۔ وہ ان کو اپنے اولاد سے کھینچے گا۔ یہاں تک کہ ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اس
کو ابن ابیہ نے روایت کیا۔

۲۳۰- ابوالمہدی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے۔ اگر صدمہ پہنچے وقت تو صبر

تعزیت کرتا سنت ہے۔
۱۷ اس کا نہ صحیح ہے اور لسانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے جو دیکھا۔ کہ یہ کچھ بھی اپنے باپ سے جدا نہیں ہوتا۔ ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تو اس کے ساتھ جنت کرتا ہے۔ کہنے
گا۔ کہ مجھے اس کے ساتھ شدید محبت ہے۔ پھر وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ اور وہ آدمی بڑا غمگین تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اس طرح
تسلی دی کہ کیا تو پسند نہیں کرتا۔ کہ جنت کے جس دروازے پر بھی تو جائے۔ تو اس کو وہاں منتظر پائے۔ میں ناگہ تیرے کو جنتا کر سفارش کر کے اندر لے
کس طرح کے صبر سے اجرت ہے ۱۷ اس کا نہ صحیح ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ
اگر تو صبر کرے۔ اور میرا سطرہ کو جس طرح کہ اس سے پہلے ابو سعید کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ کہ گویا اپنے بچوں کو خود اپنی حفاظت کے لئے
اگے بیٹھا ہے۔ تو اس حدیث میں تو بے صبری کی کوئی ادنیٰ حدیث بھی نہیں ہوتی۔

إِنَّ أَدَمَ إِنْ صَبَّرَتْ فَاحْتَسَبَتْ عِنْدَ الصَّدَامَةِ الْأُولَى لِمَا أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۲۳۱۔ وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ فَيَدْكُرُهَا وَإِنْ طَالَ عَهْدُهَا فَيُعْدِتُ لِنَدِّكَ إِسْتِرْجَاعًا إِلَّا جَدَّدَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَعِنْدَ ذَلِكَ فَأَعْطَاهُ مِثْلَ أَجْرِهَا يَوْمَ أُصِيبَ بِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۲۳۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَطَعَ شَيْعْرُ

کرسے۔ اور ثواب کی امید رکھے۔ تو میں تیرے لئے جنت سے کم کوئی ثواب پسند نہیں کروں گا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔
۲۳۱۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسلمان مرو یا مسلمان عورت کو کوئی مصیبت پہنچ چکی ہو۔ پھر وہ اسے یاد آجائے۔ اگرچہ اسے لمبی مدت گزر چکی ہو۔ پھر اذسرنو انا اللہ وانا الیہ راجعون کہے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت بھی اس کو اتنا ہی اجر دیتے ہیں۔ جتنا کہ اس کو مصیبت کے روز دیا تھا۔ اس کو احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۲۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کے جوتے کا نسر

پرانی مصیبت پر بھی اجر ملتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر ایک مصیبت کو بڑی مدت گزر چکی ہو۔ اور وہ کسی ذقت یاد آجائے۔ اور اس وقت بھی آدمی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ تو اس کو وہی اجر ملے گا۔ جو کہ اصل مصیبت کے دن ملا تھا۔ مثلاً آج اگر کوئی آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کرے کہ انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ تو اس کو وہی اجر ملے گا۔ جو صحابہ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز صبر کرنے پر ملا تھا۔ ۱۷۔

معمولی مصیبت پر بھی انا اللہ پڑھو کہ جوتے کا نسر تو ایک مثال ہے۔ اور اگر حقیقتاً ہی ایسا ہی ہو تو بھی کیا تعجب ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چرانچ بچھ جانے پر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ مصیبت غمناہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ سب پر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھو اور اس حدیث کو بنا۔ اور ابن عدی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند ویسے کمزور ہے۔ لیکن اس کا تاثر اس حدیث سے ہو جاتی ہے۔ جس کو ابوامامہ سے لہرائی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور بزار نے شذوذین اوس سے ۱۷۔

أَحَدِكُمْ فَلْيَسْتَرْجِعْ فَإِنَّهُ مِنَ اللَّصَائِبِ.

۲۳۳۔ وَعَنْ أُمِّ الدَّادَةِ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ يَا عِيسَى ابْنِي بَاعِثْ مَنْ بَعْدَكَ أُمَّةً إِذَا أَصَابَهُمْ مَا يُجْبُونَ حَيْدُوا لِلَّهِ وَإِنْ أَصَابَهُمْ مَا بَكَرَهُمْ هَوْنًا احْتَسِبُوا وَصَبَرُوا وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ فَقَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ يَكُونُ هَذَا لَهُمْ وَلَا حِلْمَ وَلَا عَقْلَ قَالَ أُعْطِيَهُمْ مِنْ حِلْمِي وَعَلَى رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

نوٹ جلتے۔ تو اللہ وانا الیر راہولت کہہ کر یہ بھی معیبتوں میں سے ہے

۲۳۳۔ ام ولد نام نے کہا۔ کہ میں نے ابو الدادہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے۔ کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے کہا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیرے بعد ایک ایسی امت پیدا کرنے والا ہوں گی۔ کہ جب ان کو کوئی ایسا چیز ملے گی۔ جس سے وہ خوش ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کا حمد بیان کریں گے۔ اور اگر ان کو کوئی ناپسندیدہ چیز پہنچے گی۔ تو ثواب کی امید نہ کر سیر کریں گے۔ حالانکہ اس معیبت سے انکے ہوش و حواس بیکار ہو چکے ہوں گے۔ اور حوصلہ چھوٹ چھوٹ جاتا ہوگا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب یہ کیسے ہو سکے گا۔ جبکہ ان کے پاس حوصلہ اور عقل بھی ز رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ان کو اپنی طرف سے حوصلہ بخشوں گا۔ اور اپنے علم سے حصہ دوں گا۔ ان دونوں حدیثوں کو شعب الایمان میں ردایت کیا ہے۔

صبر کی فضیلت -

۱۷ اس حدیث کو احمد اور لہرائی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ اور اس امت سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ آیا آپ خوفناک رہے ہیں۔ کہ وہ پھندیدہ چیزوں پر ٹھکر کریں گے۔ اور ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کریں گے۔ حالانکہ اس معیبت سے ان کی عقلیں بھی اور حوصلہ بھی ختم ہو چکے ہوں گے۔ تو جب ان کی عقلیں اور حوصلہ ختم ہو جائیں گے۔ تو پھر وہ صبر کس طرح کر سکیں گے۔ اور شکر کیسے ہوگا کیونکہ یہ کام تو عقل اور حوصلہ کے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ فرمایا کہ میں ان کے کاموں کا طالب بن جاؤں گا۔ اور ان کو اپنے علم اور حکم سے حصہ دے دوں گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبر ایک ایسی خصوصیت ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء سے بھی کیا اللہ عزوجل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صبر کی بہت بڑی قسمت والے ہی کو نصیب ہوتا ہے اور دوسری جگہ فرمایا۔ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔ ۱۷۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ

الفصل الأول

۲۳۴۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ عَمَدِ الْأَضْرَاجِ فَوَقِّتْ لَيْلًا فَامْسُكُوا مَا بَدَأَ الْكُفْرَ وَتَهَيَّبْتُمْ عَنْ اللَّيْبِيِّنَ إِلَّا فِي سَقَاءٍ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْفِيطَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مَسِكْرًا رَفَاكَ مُسْلِمًا

قبروں کی زیارت کا بیان

فصل اول

۲۳۴۔ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے پہلے منع کیا تھا۔ سو اب تم جایا کرو۔ اور میں نے تم کو نین دن سے زیادہ قرآن کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ اب جتنی دیر چاہو رکھو اور میں نے تم کو منع کیا تھا کہ مشکوں کے سوا اور کسی چیز میں بیض نہ پیو۔ سو اب تمام برتنوں میں پی لیا کرو۔ البتہ نشہ آور چیز نہ پیو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

حرام چیزوں کے مجازات بھی بچو گے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ پہلے میں نے تم کو ان سے منع کیا تھا۔ لیکن اب ان کا اجازت دیتا ہوں۔ ان تین چیزوں کی فصاحت اس طرح ہے۔ کہ لرب میں جہاں تیری کیا پوجا مام ہوتی تھی۔ وہاں ہزگوں کی قبروں کی پرستش میں ہوتی تھی۔ لہذا آپ نے فرمایا کہ قبرستان میں نہ جایا کرو۔ نہ کرے لوگ نئے نئے مسلمان ہونے لگے۔ مجازا لکر قبریں دیکھ کر سجدہ کرنے کا شوق ہو جائے۔ لہذا آپ نے اعتیاداً قبرستان میں جانے کا سے روک دیا۔ اور اسی طرح عرب میں شراب نوشی بہت ہوتی تھی۔ اور شراب کے لئے انہوں نے کچھ مخصوص برتن بھی بنا رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پانی یا شربت ان برتنوں میں نہ پیا کرو۔ بلکہ مشکوں میں پیا کرو۔ مقصد یہ تھا کہ لیبیا نہ ہو کہ یہ شراب کے برتن دیکھ کر ان کو پھر شراب کا خیال آئے گا اور جب ہمارا جہان مدینہ منورہ میں آئے۔ تو خالی ہاتھ تھے۔ اور انصار بھی گھر ایسا اور فرمایا کہ جسے تھے۔ لیکن ہر حال عرب تھے۔ اس لئے اہل بیت ہجرت میں قرآنی بہت ہتھیاری ہوتی تھی۔ آپ نے حکم دیا کہ قرآنی کا گوشت تیسرے دن کے بعد کھانا بخا ہے۔ تاکہ لوگ گوشت خشک کر کے محفوظ کر لیں۔ یہ حکم آپ نے اس لئے دیا۔ تاکہ سب لوگوں کو کھانے کے لئے گوشت مل جائے۔ کئی عالی درجے۔ تو عرب مسلمان حد تک چرگئے۔ اور قرآنی کھانے کی تو آپ نے فرمایا۔ اب جتنی دیر چاہو گوشت کھ سکتے ہو۔ اور اسی طرح جب شراب اور بت پرستی (بقیہ صفحہ آئندہ)

۲۳۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أَبِيهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ اسْتَفْغِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَأَسْتَأْذِنْتُمْ فِي أَنْ أَدْخُلَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَرُودُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكَّرُ الْمَوْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۶۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْقُبَايِرِ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا نَسْأَلُ اللَّهَ بِكُمْ لِلْحَقِّقُونَ نَسَأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلكُمْ الْعَاقِبَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی۔ تو آپ رونے لگے اور بولوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے۔ وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے ماں کے لئے بخشش کی دعا کی اجازت مانگی، تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اور میں نے قبر کی زیارت کے لئے اجازت چاہی، تو مجھے اجازت مل گئی۔ سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کہ اس سے موت یاد آتی ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۳۶۔ بريدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قبرستان میں جا کر پڑھنے کے لئے دعا سکھایا کرتے تھے۔ اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر ذیق پر سلامتی ہو۔ ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، ہم اپنے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور قبرستی طبیعتوں سے بالکل لکل گئی۔ تو آپ نے اجازت دے دی کہ اب ان برتنوں کو بھی استعمال کر لیا کرو۔ اور قبرستان

میں بھی جا سکتے ہو۔ ۱۲

مشرک کے لیے دعائے کی جائے۔ ۱۳ اس کو احمد اہل سنن اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ

علیہ نے ترغیب میں اس کو امام بخاری کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے گھر کی ترسی رشتہ دار کی قبر کی زیارت تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے بخشش کی دعا نہیں کی جا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدر کو فرمایا تھا کہ میرا اور تیرا دونوں کے باپ

دورخ میں ہیں۔ اور ابوطالب کے متعلق صحیح حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ اس کو دورخ میں سب سے مکی سزا دی جائے گی۔ اسکو گنگ کی دو جوتیاں پہنائی جاتی ہیں گی۔ جس سے اس کا ومانا کھول رہا ہوگا۔ اور وہ جو زمین نے ایسی رعائیں نقل کی ہیں۔ کہ جن سے آنحضرت کے والدین کا دوبارہ ملنا

اور اگر پڑھکر مسلمان ہونا بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب ضعیف ہیں۔ اور اس چیز سے تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ خداوند تعالیٰ کا سارا کلمہ خانہ بے نیاز ہی پر پل رہا ہے۔ وہاں جھوٹے اور جسے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہاں جو قاعدہ مقرر ہو گیا۔ بس وہی چلے گا۔ ۱۲۔

دعا کے لیے سارے شرطیں سے نکالے اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم

الفصل الثانی

۲۳۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفْنَا وَمَنْ بِالْأَكْثَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ بَيِّنَاتِ حَسَنٍ عَرِيبٍ.

الفصل الثالث

۲۳۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ إِخْرَ اللَّيْلِ إِلَى الْبُقْعِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

فصل دوم

۲۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی کچھ قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے ان کی طرف توجہ فرمائی۔ اور کہا۔ اے قبروں والو تم پر سلامتی ہو۔ اللہ ہم کو اور تم کو سب کو بخشے تم ہم سے پہلے آگئے۔ اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن عزیز ہے۔

فصل سوم

۲۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ان کے گھر میں ہوتی تھی۔ آپ پچھلی رات کو جنت البقیع کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ اور فرماتے۔ اے مومن قوم کے گھر تم پر سلامتی نازل ہو۔ اور آیا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہوا۔ قبر والوں کو سلام کہنا چاہیے۔ ان کے لئے عافیت کی دعا کرنا چاہیے۔ مردوں کے لئے عافیت عذاب سے منجات ہے۔ اور سلامتی کی دعا مردوں اور زندوں سب کے لئے برابر ہے۔ بعض لوگوں کو شبہ ہوتا کہ اگر مردے صاف نہیں تو پھر السلام وعلیکم کیوں کہتے ہیں اس کا جواب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ یہ تو دعا ہے۔ اور دعا کے لئے حاضر اور غائب سنیئے طار اور نہ سنیئے طار سب برابر ہیں۔ ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ قبرستان جانے کے صحیح مقصد قبرستان میں جگہ کے تین مقصد ہیں۔ اپنے اور مردوں کے لیے دعا کرنا۔ موت کو یاد کرنا اور دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اس دعا میں تینوں چیزیں موجود ہیں۔ یعنی اللہ لانا و لکم میں اپنے اور مردوں کے لیے دعا ہے۔ نفعی بلا ٹوس موت کی یاد ہے اور اس کے ساتھ ہی دنیا سے بے رغبتی بھی اس میں موجود ہے۔ ۱۲۔

ذَارِقُوهُم مَّؤْمِنِينَ وَآتَاكُمْ مَا تَعِدُونَ غَدًا أَمْوَجَلُونَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲۳۹ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَعْنِي فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَالَ قُولِي السَّلَامَ

عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ السُّتْقِدِي مَيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِيرِينَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۴۰ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانَ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَارَقَ قَبْرَ

أَبِييَا وَاحِدًا هَاكُلَ جَمْعَةَ عَفْرَةَ وَكَلِمَتُ بَرٍّ رَوَاهُ أَبِي هَتَمٍ فِي شُعْبِ الْإِبْرَانِ مُرْسَلًا.

تمہارے پاس جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔ کل کو تم کو مہلت دی گئی ہے۔ اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ
بقیع غرقہ والوں کو بخش دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۳۹ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میں قبروں کی زیارت کرنے وقت کیا کہا کروں

آپ نے فرمایا۔ یوں کہا کرو۔ اے مسلمانوں اور مومنوں کے گھروں والو تم پر سلامتی نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے بیٹوں

اور بچپوں سب پر رحمت فرمائیں۔ اور اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہو تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۴۰ - محمد بن نعمان اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے ماں باپ کی یا ان میں سے

ایک کی ہر جمعہ میں ایک دفعہ زیارت کرے۔ اسکو بخش دیا جاتا تھا۔ اور وہ نیک لکھا جاتا ہے۔ اسکو ہتھی نے شعب الایمان میں مرسل

روایت کیا۔

قبرستان میں دعا کس طرح کرے۔ مطلب یہ ہے کہ جب آدمی قبرستان کے اندر یا اس کے پاس دعا کرنے لگے تو قبروں کے

پاس کھڑا ہو جائے۔ اور منہ قبروں کی طرف کر کے دعا کرے کہ اس میں حفاظت زیادہ ہے۔

عورتیں قبرستان میں جا سکتی ہے۔ حضرت عائشہ کی پہلی حدیث کو ابنا ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کو

نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت

منع نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عورتوں کو مرے سے زیارت ہی منع ہوتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرستے۔ تم کہاں جاؤ گی۔ عورتوں کو تو دینی قبرستان

میں جانا منع ہے۔ لہذا یہ حدیث مرسل اس لئے ہے کہ محمد بن نعمان تاسی اس لئے ہے۔ یہ صحابہ کا نام نہیں

لیتا۔ لیکن ابن عدی نے حضرت ابوسلمہ سے روایت فرمائی ہے اسکو ابورہیہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض کوئی آدمی اپنے

۲۴۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ هَيِّبْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرُدُّوْهَا فَإِنَّهَا تَزْهِي فِي الدُّنْيَا وَتَذَكِّرُ الْآخِرَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

۲۴۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَارِبِ الْقُبُورِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْبُزْجَنِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَالَ قُدَّانِي بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُرَخِّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَلَمَّا رَخِّصَ دَخَلَ فِي رُحُصَتِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ إِنَّمَا كَرِهَ زِيَارَةَ

۲۴۱۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا۔ سو اب تم ان کی زیارت کیا کرو کہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔ اور موت کو یاد دلاتی ہے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۲۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ اسکو احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کہا بعض اہل علم کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان اس وقت کا ہے جب کہ آپ نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیہ فرمائی۔ تو اس رخصت میں مرد بھی آگئے اور عورتیں بھی اور بعض نے کہا کہ عورتوں کے لئے اب بھی قبروں کی زیارت کرے گی کیونکہ

قبروں میں جانے کے مقاصد لہ اس حدیث کو حاکم نے بھی مستند میں بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں جانے کا تین موضوعیں بتائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبرستان والوں کے لئے دعا کر کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی بخشے۔ اور ہم کو بھی معاف فرمائے۔ اور دوسری موضوع یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو۔ کہ اگر آخر کو انجام یہی ہے تو دنیا میں یہ لڑکھو آخر کیوں ہے۔ اور بتنا وقت ہم دنیا کی زندگی کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ کچھ آخرت کے لئے بھی صرف کریں۔ اور دنیا کے کام تو کبھی پورے نہیں ہوں گے ج کار دنیا کے تمام نہ کرو۔ ہر چیز پر غور و فکر کرنا اور تیسری عرض یہ ہے کہ آدمی کو اپنی موت یاد آئے اور گند سے توبہ اور استغفار کرے۔ اور نیکی کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔ ان تین موضوعوں کے علاوہ جو عرض بھی ہے۔ وہ ناہانہ ہے۔ اور غار ہے۔ یا پھر کفر اور شرک بھی ہے۔ اگر کوئی قبروں پر شکر کے لئے جائے۔ تو یہ مقام مسجودوں کا ہے۔ قبروں کا نہیں ہے۔ اور اگر کوئی فردا سے کچھ مانگے۔ اولاد یا رزق یا کوئی اور چیز تو یہ صاف شرک ہے۔ اور اس کے ساتھ قبر پر بھی جا کر سجدہ بھی کرے۔ تو پھر تو دوہرا شرک سے خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے۔ جو کام قبروں سے لینے والا ہے۔ وہ تو لینے نہیں۔ اور جو کام قبروں سے لینے کا نہیں ہے وہ ان سے

الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ يَفْلِتَنَّ صَبْرَهُنَّ وَكَثْرَةَ جَزَعِهِنَّ تَحْمُ كَلَامَهُ -
 ۲۴۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي دَاحِضَةٌ نُؤْبَى وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ ذِي حَيٍّ فَلَمَّا دُفِنَ عَمَّرَ مَعَهُ حَقْوًا لِلَّهِ مَا دَخَلْنَا
 الرَّوَّاءَ أَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَى نِيَابِي حَيَاءً مِنْ عَمْرٍاءَ أَحْمَدُ -

یہ بے صبری زیادہ کرتی ہیں۔ اور میراں میں کم ہوتا ہے۔ ترمذی کا کلام ختم ہوا۔

۲۴۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں جب اپنے گھر میں داخل ہوتی تھی۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفن کیا گیا تھا۔ تو میں اپنی چادر اتار لیا کرتی تھی۔ اور اپنے دل میں سوچتی۔ کہ یہ میرے خاوند اور دوسرے میرے باپ کا تو ہیں۔ پھر جب حضرت عمرؓ کو بھی ان کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ تو اللہ کی قسم حضرت عمرؓ سے حیا کی وجہ سے ہمیشہ اپنی چادر لپیٹ کر ہی جاتی رہی۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

عورتیں قبرستان نہ جائیں اور اگر بالعرض کوئی ایسی صابرحورت ہو تو جو قبروں میں جا کر بے صبری فوج میں نہ کرے۔ تو اس کے لئے قبروں میں جانا منع نہیں ہے۔ لیکن مکروہ ہے۔ وہ اس کے اس کی دیکھا دیکھی اور عورتیں بھی قبرستان میں چلی جائیں گی۔ اور ان میں کوئی جا کر بے صبری فوج میں نہ گئے گی۔ تو اس بے صبری اور فوج کے لئے راستہ تو اس نے ہموار کیا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ آنحضرتؐ نے لفظ زورات کا استعمال فرمایا ہے۔ یعنی مباح کا صیغہ مطلب یہ ہے کہ ان عورتوں کا قبرستان میں جانا حرام یا مکروہ ہے۔ جو بہت زیادہ باہر ہارایا کریں۔ حدیث اگر کوئی کہی کہ قبرستان میں چلی جائے۔ تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ ۱۲۔

احتراماً پر وہ کرنا۔ یہاں بتی سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ عجز ہے۔ جس میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں رہتی تھیں۔ اور بعد از انتقال بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عجز جب وفات پا گئے۔ تو بھی ایک کونہ میں حضرت عائشہ رہیں۔ اور باقی جگہ میں آنحضرت اور ابو بکر کی قبریں آگئیں۔ پھر جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے۔ اور ان کی قبر بھی وہیں بنائی گئی تو اب وہ عجز بہت ہی تنگ ہو گیا۔ لہذا حضرت عائشہ نے ایک اور عجز بدل لیا۔ اب اس عجز میں چاند کے کر اپنے پیٹے گھر میں آئیں۔ جس میں اب تین قبریں ہی ہوتی تھیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کی قبریں رہیں۔ میں کوئی اتار دے گا خیال نہیں کیا کرتی تھی۔ لیکن جب عمرؓ آگئے۔ تو پھر میں نے چادر نہیں اتاری۔ کیونکہ مرنے کے بعد بجا اس طرح احترام کرنا چاہیے۔ جیسے زندگی میں تھا۔ اور یہ احترام بھی صرف ذہنی طور پر تھا۔ اور نہ تو خارج میں اس کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے اور صاحب تفسیر کی چیز دیکھ سکتا ہے۔ حضرت شہیدؒ ہیں اور شہداء کی ادراج جنت میں سبز پرندوں کے قالب میں اترتی اور جنت کے پہلے کھاتی پھرتی ہیں۔ روح قبر میں نہیں ہوتی اور بے روح جسم کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو پردہ کیا وہ حضرات احترام ہے۔ اور پھر اس میں حضرت عائشہ ام المومنین کا احترام بھی شامل ہے۔ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم جو نابینا تھے آنحضرت کے گھر آئے تو آپ نے اپنی جھولی کو پردہ کا حکم دیا۔ لیکن فاطمہ بنت نفیس کو آنحضرت نے مشورہ دیا کہ عبد اللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت

کِتَابُ الزَّكْوَةِ

الفصلُ الأوَّلُ

۲۴۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا ذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَعْيَابِهِمْ فَأَرْوِدُ عَلَى

زکوٰۃ کا بیان

فصل اوّل

۲۴۴۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا۔ تو اہل کتاب کی قوم کے پاس جا رہا ہے۔ پہلے تو ان کو بلاؤ۔ کہ شہادت دیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ اس بات میں تیرا کہتا مان لیں۔ تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کرائیں۔ دن اور رات میں۔ اگر وہ تیرا یہ کہنا بھی مان لیں۔

۱۔ زکوٰۃ کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا معنی پاکیزگی بھی ہے۔ اور بڑھنا بھی۔ اور شریعت کی اصلاح میں زکوٰۃ اس حصہ مال کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی مدد کے لئے ایسوں پر مقرر کیا ہے۔ اور چونکہ اس سے مال میں برکت بھی ہوتی ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ مال بڑھتا بھی ہے۔ جس سے زکوٰۃ آدا کی جاسکتے۔ اور پاکیزہ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔ اور زکوٰۃ کا لفظ صدفہ واجبہ اور صدقہ مستحبہ اور عام خرچ اور معافی اور رزق پر یولا جاتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان میں سے یہ ایک پانچواں رکن ہے۔ تمام اہل سنت اور تمام اماموں کا اس پر اتفاق ہے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے۔ کہ زکوٰۃ کس فرض پر ہے۔ صحیح یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ مسند چھری میں رمضان مندرجہ کے روزوں کی فرضیت سے پہلے فرض ہوتی ہے۔ حضرت معاذ کا یمن کو نہر نہر جانا ہے اس حدیث کے احوال اور اہل سنت نے یہی روایت کیا ہے۔ زکوٰۃ اگر کوئی بڑے تو اس سے جبراً بھی لی جائے گی۔ حضرت معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جب کہ وہ علاقہ فتح ہو جائے۔ یہاں یہود و نصاریٰ کی آبادی تھی۔ لہذا سے پہلے اسلام کی دعوت دینی ضروری ہے۔ لیکن یہ جب ہے کہ اسلام کی دعوت نکلے نہ پہنچی ہو۔ اور آگاہان کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو۔ پھر ضروری نہیں۔ فغیر وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور مسکین وہ لوگ ہیں۔ جن کے پاس رخصتہ پر مٹھائی

فَقَرَأْتُمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَيَّاكَ وَكَرَاهِمَ أَمْوَالِهِمْ وَأَتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ
بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ

۲۴۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ
وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِحَتْ لَهُ صَفَائِحٌ مِّنْ نَّارٍ فَاتَّخَذَ عَلَيْهَا
فِي نَارِ حَقِّهِمْ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبَهُ وَجَبِينَهُ وَظَهْرَهُ كُلَّمَا رَدَّتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِثْلَ ذَلِكَ
خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُكُمْ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ
قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِذْ بَلِّغْ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا

دفعہ کی ہے۔ محمد ان کے امیروں سے لی جاتے گی۔ اور ان کے عزیزوں کو دہی جاتے گی۔ اور اگر وہ تیرے کہنا بھی مان لیں۔ تو ان کے اچھے اچھے مال نہ لینا۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ متفق علیہ

۲۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بھی سونے اور چاندی والا اس لائق ہوا۔ نہیں کرنے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنا دی جائیں گی۔ تو ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ سیے جائیں گے جب پھر گرم کر کے لائی جائیں گی۔ تو پھر اسی طرح کیا جائے گا۔ اس دن میں کہ اس کی مقدہ اور پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے پھر اس کو راستہ دکھایا جائے گا۔ خواہ جنت کی طرف اور خواہ آگ کی طرف۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول اونٹوں کا کیا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) بقدر ضرورت نہ ہونہ کوڑا کی آٹھ مدیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مقرر کر دی ہیں۔ زکوٰۃ میں نہ عمدہ مال میں لیا جائے۔ اور نہ گھٹیا قسم کا۔ بلکہ درمیان مال لیا جاوے گا۔ ۱۲۔

ظلم بہر حال بدترین چیز ہے۔ (حاشیہ صفحہ پہلا) زکوٰۃ وصول کرنے وقت کسی قسم کا ظلم نہ کرنا چاہیے کہ زکوٰۃ حساب سے زیادہ لے لے۔ یا زکوٰۃ میں اچھا اچھا مال لے لے یا زکوٰۃ وصول کرنے میں ناجائز سختی اور بدزبانی کرے۔ اور اس میں اور بھی کسی قسم کا ظلم نہ کرنا چاہیے۔ کہ ظلم بہر حال بدترین چیز ہے۔ ۱۱۔

زکوٰۃ نہ دینے والے کا حشر۔ اسکو احمد بخاری۔ ابوداؤد نسائی۔ ترمذی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی نے حشر اور کسی نے مطول اور الفاظ میں بھی حشر اور بہت اختلاف ہے۔ سونے اور چاندی روپے سیسے کا یہ حکم ہے۔ کہ ان کی تختیاں بنا کر آگ میں گرم کی جائیں گی۔ اور ان سے صاحب مال کو داغ دیا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہونے لگیں گی۔ تو پھر ان کو ورنہ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ اور پھر داغ دیا جائے گا۔ ۱۲۔

حَبَّهَا يَوْمَ وِدْدِهَا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُطْمَلَمُ لَهَا بِفَاعٍ قَرَفٍ أَوْ فَرَمًا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا
 فِصْبًا وَلَا حِدًّا تَطَّأُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعْصُ بِأَفْوَاهِهَا كَلِمًا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْ لَهَا رَدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا
 فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهَا خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهَا أَمَّا إِلَى
 الْجَنَّةِ وَأَمَّا إِلَى النَّارِ فَيَقِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْبَقْرُ وَالْعُغْمُ قَالَ وَلَا صَاحِبَ بَقْرٍ وَلَا عُغْمٍ لَا يُؤْتَى
 مِنْهَا حَقُّهَا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُطْمَلَمُ لَهَا بِفَاعٍ قَرَفٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْبًا لَبَسَ فِيهَا عَقْصًا
 وَلَا جَلْبَاءً وَلَا عَضْبَاءً تَنْطَوُّ بِقُرُونِهَا وَتَطَّأُ بِأَنْظَلِهَا كَلِمًا مَرَّ عَلَيْهِ أَوْ لَهَا رَدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا
 فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهَا خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهَا أَمَّا إِلَى الْجَنَّةِ

حال ہے۔ آپ نے فرمایا اور انہوں نے اس کا حال بیان کیا جو ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ اور اس کا حق یہ ہے۔ کہ پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دودھ
 کر صدقہ کر دے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس کو مزہ کے بل ایک صاف چٹیل میدان میں لٹایا جائے گا۔ اور وہ اونٹ پورے
 کے پورے ہوں گے۔ ان میں سے کوئی اونٹ کا بچہ بھی تو کم نہیں ہوگا۔ وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور اپنے مونہوں
 سے کاشیں گے۔ جب اس پر پہلے گزر جائیں گے۔ تو پھیلے اسپر آجائیں گے۔ اس دن میں کہ اس کا امانہ پچاس ہزار سال کا ہے
 یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر اس کو راستہ دکھایا جائے گا۔ خواہ جنت کا اور خواہ دوزخ کا پھر سوال کیا گیا
 اے اللہ کے رسول گائے اور بکری کا کیا حال ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اور گائے اور بکری والہ بھی جو اس کا حق ادا نہیں کرتا۔ جب
 قیامت کا دن ہوگا۔ تو اس کو ایک صاف چٹیل میدان میں مزہ کے بل لٹایا جائے گا۔ پھر ان میں سے کوئی بھی کم نہیں ہوگی۔ نہ

اونٹوں کو پانی پلانے کا صدقہ **۱۷** یہ حکم مستحب ہے۔ روزِ فرض زکوٰۃ حساب سے لی جائے گی۔ برب کا دستور تھا
 کہ تیسرے چوتھے روز اونٹوں کو مشتمل پر پلانے کے لئے لے جاتے۔ وہاں عزیز لوگ اکٹھے ہو جاتے۔ اور اونٹوں والے انکو دودھ دودھ
 کر بلا دیا کرتے تھے۔ یہ دودھ بلا دینا مستحب ہے۔ فرض نہیں ۱۳۔

قیامت کے دن کی لمبائی۔ **۱۸** یہ پچاس ہزار سال کا دن قیامت کا دن ہے۔ اسکی اصل مدت یہی ہے۔ لیکن
 مومن کو یہ مدت اتنی کم معلوم ہوگی۔ جیسے دو رکعت نماز پڑھنے۔ اور پھر ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اسکی درازی معلوم ہوگی۔
 جتنی نیکیاں زیادہ ہوگی۔ اتنی مدت کم معلوم ہوگی۔ اور جتنی برائیاں ہوں گی۔ اتنی مدت زیادہ معلوم ہوگی۔ اسکی مثال اس طرح سمجھ لو۔
 کہ جو ان تندرست پیٹ بھرے آدمی کو سوتے ہوئے سوئیوں کی رات بھی کوئی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ اور بیمار آدمی کے لئے جو اتنا درد مہ کی
 سخت تکلیف میں مبتلا ہو۔ رات بڑھی لمبی معلوم ہوتی ہے۔ ۱۲۔

وَمَا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنِّي لَقَالَ قَالَ فَأَنجِلْ ثَلَاثَةً هِيَ لِرَجُلٍ وَذُوهُ هِيَ لِرَجُلٍ سِوَهُ
 وَهِيَ لِرَجُلٍ آخَرَ فَمَا أَلَّتِي هِيَ لَهُ وَذُوهُ فَجُلٌّ رِبَطَهَا رِيَاءً وَغَضًّا وَنَوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيهِ
 لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا أَلَّتِي هِيَ لَهُ سِوَهُ فَجُلٌّ رِبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظُهُورِهَا
 وَلَا دِقَابِهَا فِيهِ كَسِتْرٍ وَأَمَّا أَلَّتِي هِيَ لَهُ آخَرَ فَجُلٌّ رِبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ
 فِي مَرَجٍ وَرَفِضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرِّضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ لَهُ عَدَدَ مَا
 أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدُ ذُرِّيَّتِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا تَقْطَعُ طَوْلُهَا فَاسْتَنْتَ

ان میں سے کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی۔ ذنبہ سینگ اور زوٹے ہوئے سینگ والی وہ اسکو اپنے سینگوں سے چھید ڈالیں
 گی۔ اور اپنے پاؤں سے روندیں گی۔ جب اسپر پہلی گند جائیں گی۔ تو پھلی آجائیں گی۔ پچاس ہزار سال کے دن میں اسپر پہلی کچھ
 ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر اسکو رستہ دکھایا جائے گا۔ خواہ جنت کی طرف اور خواہ گ
 کی طرف پھر کہا گیا اے اللہ کے رسول گھوڑوں کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک گھوڑا آدمی کیلئے
 بوجھ ہے۔ دوسرا ایک گھوڑا اجر ہے۔ پھر وہ گھوڑا جو آدمی پر بوجھ ہے وہ تودہ گھوڑا ہے۔ جس کو کسی آدمی نے فخر اور ریا۔ اور اسلام کی دشمنی کے
 لئے باندھ رکھا ہے۔ یہ گھوڑا تو مگر بوجھ ہے۔ اور وہ گھوڑا جو بوجھ ہے۔ اور وہ گھوڑا جو بوجھ ہے۔ یہ وہ ہے مگر اسکو کسی آدمی نے اللہ کے رستے میں باندھا
 ہے۔ پھر اس کی سواری اور گودن میں اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں بھولتا۔ تو اس کے لئے پورہ ہے۔ اور وہ گھوڑا جو مگر بوجھ ہے
 وہ گھوڑا ہے۔ جس کو کسی آدمی نے اہل اسلام کی خدمت کے لئے باندھا۔ کسی چراگاہ میں یا کسی بلخ میں پر جو وہ اس چراگاہ یا بان
 سے جتنا کھائے گا۔ وہ اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا۔ اور اس کی لید اور پیشاب بھی اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا۔ اور اگر کبھی اپنا

گھوڑوں میں زکوٰۃ کا مسئلہ۔

۱۔ صنفیہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور پھر اسکو اختیار ہے
 کہ خواہ فی گھوڑا ایک اشتر فی زکوٰۃ ادا کرے۔ یا ان کی قیمت کا حساب لگا کر چالیسواں حصہ قیمت کا زکوٰۃ میں دیکھے۔ اور امام شافعی اور حنابلین
 کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ صرف ان جانوروں میں ہے جو چراگاہ میں چر کر اپنا گزارا کر لیں۔ یا
 کم از کم سال کا اکثر حصہ چر چر کر گزارا کریں۔ اور حکومتاً چارے لے کر کھلایا جائے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور یہ بھی بالاتفاق ہے کہ جو جانور
 کھیتی باڑی کا یا اور کوئی کام کرنے میں۔ وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ مجاہد کا گھوڑا اور اپنی سواری کا گھوڑا بالاتفاق زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے
 ہاں اگر تجارت کے گھوڑے رکھے ہوئے ہوں۔ تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اجماعاً یہ ہے کہ روایات کے لحاظ سے امام
 شافعی کا مسک زیادہ صحیح ہے۔ یعنی گھوڑوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ لیکن احتیاطاً اسی میں ہے۔ کہ ان کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ ۱۲۔

شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ نَارِهَا وَأَرْوَاتِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرِّهَا صَاحِبَهَا عَلَى نَهْمٍ
فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِبَهَا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قَبْلَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ فَأَنْجَحُوا قَالِ مَا أَنْزَلَ عَلَى فِي الْحَرَمِ شَيْءٌ إِلَّا هَدِيَّةٌ الْفَائِزَةُ الْجَامِعَةُ فَنَجَعُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا لَكُمْ وَمَنْ يَجْعَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرِكْ رَوَاةُ مُسْلِمٍ

۲۴۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ
زَكَوَتَهُ مِثْلَ مَالِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَفْرَعًا لَمْ تَرْبِيبَتَانِ يُطَوِّفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَمْرًا بِأُحْدِ

رسولؐ کا کہ ایک میدان یا دو میدان لے کر لے گا۔ تو اس کے قدموں کی تعداد بھی اور اس کی لیدر بھی اس کی نیکیوں میں لکھی جائیگی۔
اور اگر کسی نہر سے گزریگا۔ اور اس سے خود بخود پانی پی لے گا۔ حالانکہ مالک کا اس کو پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ ہو۔ تو یہ پانی بھی
جتنا اس نے پیا ہوگا۔ اس کی نیکیوں میں لکھا جائے گا۔ پھر پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسولؐ کہ حوروں کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو
آپؐ نے فرمایا۔ گدھوں کے متعلق مجھ پر کوئی علیحدہ حکم نازل نہیں ہوا۔ مگر یہی ایک ایسی جامع آیت کہ جو آدمی ایک ذرہ کے برابر
بھلائی کرے گا۔ تو اس کو دیکھے گا۔ اور جو آدمی ایک ذرہ کے برابر برائی کرے گا۔ وہ بھی اسکو دیکھے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو اللہ تعالیٰ مال دے۔ پھر وہ اس کی زکوٰۃ
ادار نہ کرے۔ تو وہ مال اس کے لئے قیامت کے دن گنہگار بن جائے گا۔ اس کی آنکھوں پر دوسیا لفظ ہوں گے اسکو قیامت

گدھے کی زکوٰۃ کیا ہے۔

کے وقت لگنے پر دیدے۔ پھر اگر نیک کام کے لئے دیگا۔ تو اسکو احمد ملے گا۔ اور برے کام کے لئے دے گا۔ تو اس کو گناہ ہوگا۔ ۱۲۔

ایک حدیث کے مختلف طرق

ابن مسعود سے ابن ماجہ ابن خزیمہ اور نائی میں بھی صحیح سند سے مروی ہے۔ اور ایک حدیث ابن عمر سے نائی میں بھی اس مضمون
کی آتی ہے۔ اور یزید رطیری ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسکو ثوبان سے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح کی ایک حدیث حاکم اور سعید
بن منصور نے بھی روایت کی ہے۔

۱۳ اس کے بال سر سے زہر کی زیادتی کی وجہ سے اڑ چکے ہوں گے۔ اور ایسا سانپ بدترین قسم کا زہر پلا سانپ جتنا ہے۔ مال روایت
کی قیامت کے روز دو شکلیں قرآن مجید نے بیان کی ہیں ایک یہ کہ اسکی سلاخیں جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کو داغ دیا جائے گا اور دوسری
یہ کہ وہی بے زکوٰۃ مال اس کی گردن میں طوق بن کر پڑا ہوگا۔ حدیث نے وضاحت کر دی ہے کہ وہ سانپ بن کر اس کی گردن کا طوق
بنے گا۔ ۱۳۔

يَذَرُ مَنِّيَّ يَعْنِي شِدْقِي ثُمَّ يَقُولُ اِنَّمَا مَالِكَ اَنَّا كُنَّا نَكْتُبُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الدِّينَ يَنْجَلُونَ
الْآيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۲۴۷۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ لِأَبِيهِ
أَوْ عَمِّهِ لَيْوَدِي حَقًّا إِلَّا آتَىٰ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا يَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَاهًا بِأَخْفِهَا وَ
تَنْجِيًا بِقَرْبِهِ كُلَّمَا جَارَتْ أُخْرَى رَدَّتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا حَتَّىٰ يَقْضَىٰ بَيْنَ النَّاسِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ
۲۴۸۔ وَعَنْ جَبْرِ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَأْتَاكَ الْمَصَدِيقُ
فَلْيَصِدْ رِزْقًا مِنْهُ وَهُوَ عِنْدَكُمْ رَاضٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

کے دن اس کے گلے میں ہار پہنایا جائے گا۔ پھر وہ اس کے جڑوں کو پکڑے گا۔ پھر کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو غیبی کرتے ہیں۔ پوری آیت تک اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۴۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس آدمی کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں ہوں اور پھر وہ ان کا حق ادا نہ کرے۔ تو ان کو قیامت کے دن لایا جائے گا کہ وہ بہت بڑی ہوں گی۔ اور وہ بہت موٹی ہوں گی۔ وہ اسکو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور سینگوں سے چھیدیں گے۔ جب پہلے گزر جائیں گے۔ تو پچھلے آجائیں گے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ متفق علیہ۔

۲۴۸۔ جبر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تمہارے پاس صدقہ وصول کرنے والا آئے تو پچھیجے۔ کہ وہ تم سے راضی رہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

پچاس ہزار سال کی کارگذاری۔ اس حدیث کو احمد نسائی ابن ماجہ ترمذی ابن حبان اور دارمی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ یعنی مویشی گول دائرے کی شکل میں اسپر سے گزرتے رہیں گے اسکو روزنہ اور کاٹتے ہوئے نگلیں گے جب پچھلا گزر چکے گا۔ تو اسپر پہلا آجائے گا پچاس ہزار سال تک اس کا یہی حشر ہوتا رہے گا۔

زکوٰۃ کس طرح ادا کرے۔ اس مطلب پر ہے کہ صدقہ لینے والے کو کسی طرح کی زکوٰۃ کی وصولی میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ سارا مال اس کے سامنے لاکر رکھ دو جو چاہے۔ اس میں سے حساب کے موافق لے لے۔ زکوٰۃ دینے والے کو اس طرح کرنا چاہیے۔ پھر اگر زکوٰۃ لینے والا زائد کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو سزا دیں گے۔ اسکے علاوہ اسکی حاکم اعلیٰ سے شکایت کی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کا احمد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۱

۲۴۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ فَإِنَّهُمَا قَوْمَانِ يَصَدَّقَانِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ فَإِنَّهُمَا قَوْمَانِ يَصَدَّقَانِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ فَإِنَّهُمَا قَوْمَانِ يَصَدَّقَانِ فَقَالَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ فَإِنَّهُمَا قَوْمَانِ يَصَدَّقَانِ

۲۵۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقِيلَ لَهُ مَنَ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقِيلَ لَهُ مَنَ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

مَنْعَ ابْنِ حَبِيلٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَقِمُ مِنْكُمْ ابْنَ حَبِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَكُنَّا نَأْتِيهِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَطْلُمُونَ خَالِدًا أَقْرَبَ أَحْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلِيٌّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا

۲۴۹۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی قوم زکوٰۃ لے کر آتی تو فرماتے اے اللہ فلاں کی آل پر رحمت فرما پھر آپ کے پاس میرا پ اپنی زکوٰۃ لے کر آیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ اے ابی اوفی پر رحمت نازل فرما۔ متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے جب کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی زکوٰۃ لے لے کر آتا تو فرماتے اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما۔

۲۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو صدقہ کی وصولی کیلئے بھیجا آپ کو اطلاع دی گئی کہ ابن حبیل اور خالد بن ولید اور عباس بنیوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی ہے۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن حبیل تو خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر ہے کہ وہ ایک فقیر آدمی تھا۔ سو اسکو اللہ تعالیٰ ادا اس کے رسول نے فنی کر دیا اور خالد تو تم اس سے زکوٰۃ مانگ کر اس پر ظلم کرنے ہو۔ اس نے اپنی ساری فدیوں اور سامان

صلوٰۃ کا اصطلاحی استعمال **۱۸۵** اور حدیث کو ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے صلوٰۃ کا لفظی ترجمہ رحمت ہے۔ لغت کے لحاظ سے تو یہ لفظ ہر چیز پر بولا جاسکتا ہے۔ لیکن اصطلاح میں یہ لفظ انبیاء علیہ السلام پر بولا جاتا ہے۔ اگر کسی نبی کی صلوٰۃ دوسرے کا تذکرہ بھی ہو۔ اور دونوں پر علیہما الصلوٰۃ والسلام کہہ دیا جائے تو یہ ہائز ہے۔ اور اگر کسی غیر نبی کا تذکرہ ہو تو یہ الفاظ اس پر نہیں بولتے چلا میں ۱۲۔

ابن حبیل کا مختصر واقعہ **۱۸۵** اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابن حبیل کا نام عبد اللہ تھا۔ پہلے منافق تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ تنگ دست تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے دعا کرو کہ اللہ مجھ کو بھی کر دے تو میں اسکی شکر گزار ہوں گا آپ نے دعا کی۔ دو تہ روز ہو گیا۔ تو وہ زکوٰۃ کا ہی شکر ہو بیٹھا۔ خالد بن ولید کی ذمہ داری کہ حضرت عمر نے نبوت کا مال سمجھ کر اسے ان کی زکوٰۃ کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے یہ دیکھا کہ خدا کے راہ میں وقف کر رکھی تھیں۔ اسلئے انکی زکوٰۃ نہ دی۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم

عَمَّا شَعُرْتُ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوَابِيهِ مَسْفُوقٌ عَلَيْهِ
 ۲۵۱۔ وَعَنْ أَبِي حَبِيبٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ
 الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللَّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ هَذَا الْكُفْرُ وَهَذَا الْهُدَى لِي
 فَخَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَدَّ اللَّهُ وَاتَّخَذَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي اسْتَعْلَمُ
 رَجُلًا مَسْفُوقًا عَلَى أُمُورٍ مِمَّا وَلَا يَنِي اللَّهُ قِيَامِي أَحَدُهُمْ يَقُولُ هَذَا الْكُفْرُ وَهَذَا الْهُدَى لِي هَذَا
 لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُّهُمَا كَلَّمَ لَدَا الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَلَا
 يَأْخُذُ أَحَدًا مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَهْبَتِهِ إِنْ كَانَ يُعْبَرُكَ الرَّعْلَةَ أَوْ يَبْقُرُ

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقفہ کر رکھا ہے اور رہے عباس قرآن کی زکوٰۃ میں ادا کروں گا۔ اور اتنی رقم اور بھی دوں گا۔ تو اپنے
 فرمایا۔ اے عمر کیا تو نہیں جانتا۔ کہ چچا پاپ کی شناخ ہے۔

۲۵۱ حضرت ابو حمید ساعدی نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ازد کے ایک آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے پر ملازم رکھا۔
 اسکو اس لقب سے کہا جاتا تھا۔ جب وہ واپس آیا۔ تو کہنے لگا سید تو تمہارا مال ہے اور یہ مجھے کہیں سے ہدیہ ملا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا۔ ابا بعد یعنی اس کے پیچھے میں تم میں سے کسی آدمی کو ان کاموں میں سے
 کسی کام پر مقرر کرتا ہوں جن کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ڈالی ہے۔ پھر لوگ ان میں سے آئے۔ اور کہتا ہے۔ یہ تو تمہارا ہے
 اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ پس اپنے باپ کے گھر ہی میں بیٹھا رہتا یا اپنی مال کے گھر میں پھردیکھتے کہ اس کے پاس ہدیہ آتے ہیں یا
 نہیں۔ اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو کوئی بھی اس میں سے کوئی چیز لے گا وہ اسکو نیا امت کے دن لانے

رمضانہ صغیرنا، یعنی اللہ عز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال کی ایک زکوٰۃ کی رقم لے کر اپنے گھر کے لیے لے گئے۔ ایک تو اس سال کی جس کی حضرت عمر نے ان سے وصول کرنی
 چاہی۔ اور ایک آئندہ سال کی بھی۔ تو آنحضرت نے اس زکوٰۃ کو اپنے ذمہ لے لیا
 (حاشیہ صفحہ ۱۸۶) اس حدیث کو ابو اسود نے روایت کیا ہے۔ لہذا سابقہ روایتوں کی ایک شاخ ہے اس آدمی کا نام عبد اللہ تھا۔ اور قبیلہ اس کی
 مال کا نام ہے۔ ۱۲۔

افسوس کو ہدیہ لینا ہے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا۔ کہ زکوٰۃ کی افسوس کو ہدیہ قبول کرنا بھی حرام ہے۔ اور ہدیہ بھی ارشاد
 کی ایک خوبصورت شکل ہے۔ اس میں اصول یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ کی افسوس کو ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے۔ جو اس کے افسوس کو ہدیہ سے پہلے ہی اسکو
 ہدیہ بھیج کر لیتا تھا جس کے ساتھ پہلے ہی اس کے لیے مراسم تھے کہ ایک وہ ہدیہ کو ہدیہ بھیج کر لے لیا۔ افسوس کو ہدیہ سے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۶)

لَهُ خَوَارِجٌ وَسَاءَ يَتَعَرَّفُهُمْ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَى نَاعِمَةَ أَبِي طَيْبٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغْتَ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَفِي قَوْلِهِ هَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ فَيَنْظُرُ أَيُّهُمَا يَلِي أُمَّ لَأَدْبِلَ عَلَى أَنَّ كُلَّ أَحْمَرٍ يَتَنَدَّرُ بِهِ إِلَى مَخْطُورٍ فَهُوَ مَخْطُورٌ وَكُلُّ ذَخِيلٍ فِي الْعَقُودِ يُنْظَرُ هَلْ يَكُونُ حُكْمُهُ عِنْدَ الْإِنْفِرَادِ كَحُكْمِهِ عِنْدَ الْإِقْتِرَانِ أَمْ لَأَهْمَدَنَا فِي شَرْحِ السُّنَنِ

۲۵۲- وَعَنْ عَبْدِ بَنِي عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَعْلَمَنَا مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَكُنَّا نَجْهَطُ فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُولًا يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

گا۔ اسے اسکو اپنی گردن پر اٹھایا ہوگا اگر اونٹ ہوگا۔ تو وہ بیلے گا۔ لہذا اگر گائے ہوگی۔ تو وہ بیلے گی اور اگر بکری ہوگی۔ تو وہ مینے گا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے۔ کہ آپ کی بخلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور فرمایا۔ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ متفق علیہ۔ اور خطابی نے کہا۔ کہ آنحضرت کے اس قول میں۔ کہ وہ ابھی ماں یا باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا۔ پھر دیکھتا کیا اس کی طرف ہدیے آنے میں یا نہیں۔ دلیل ہے اس امر کی کہ ہر وہ کام جو کسی ناجائز کام کا وسیلہ بنے۔ وہ خود بھی ناجائز ہے۔ اور عہد میں ہر چیز جو دوسرے عہد میں داخل ہو جائے۔ اسکو دیکھا جائے گا۔ کہ اس کا حکم علیحدہ کیا ہوتا اگر وہ اس کے شال نہ ہوتا۔ تو کیا ناجائز ہوتا یا نہیں۔ اسی طرح شرح المسند میں ہے۔

۲۵۲ حدیث ہی عمیر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم جس آدمی کو کسی کام پر غلام رکھیں۔ پھر وہ ہم سے ایک دھاکا بھی یا اس سے زیادہ کوئی چیز چھپائے گا۔ تو وہ حیثیت ہوگی۔ اس کو قنات کے دن لیکر آئے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸۷) تو وہ رشوت ہے۔ کو ظاہری طور پر رشوت معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی وقت وہ اس ہدیے کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا۔ کہ اس سے کسی رعایت کا مطالبہ کرے گا اور اسکو اس ہدیے کے لحاظ میں اسکی رعایت کرنی پڑے گا۔ سو اس طرح کے ہدیے بالکل حرام ہیں۔ ۱۲۔

۱۳۔ تاکہ میرا محشر میں سب لوگوں کے سامنے خوب اچھی طرح ذلیل ہو۔

ناجائز کام کا وسیلہ بھی ناجائز ہے کہ مثلاً غرض دیا۔ اور اس کا نفع حاصل کیا۔ یہ سود ہے۔ اور اسی طرح مکان گودی آیا۔ اور اس میں بغیر گودی کے اپنی رہائش رکھے۔ ویسے گودی لینا جائز تھا۔ لیکن بغیر گودی پر پہنچا جو کہ ناجائز ہے۔ اسلئے ایسا گودی لینا ہی ناجائز ہوگا۔

جس سے ناجائز نفع لیا جائے۔ ۱۲۔

مشروط قرض اور بیع منع ہیں کہ اسکی اصل سعادت یہ ہے۔ اسکی کسی سے ہزار روپیہ ترن مانگے۔ وہ صاف نظر میں تو سود کا مطالبہ نہ کرے۔ اور یہ کہے۔ کہ میں تجھ کو ہزار روپیہ ایک سال کے لئے اس شرط پر فراہم کرتا ہوں۔ کہ تو مجھ سے (حاشیہ صفحہ ۱۸۷)

الفصل الثانی

۲۵۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
الْآيَةَ كَبُرَ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرَانَا أَوْجَعُكُمْ عَنْكُمْ فَأَنْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ إِنَّهُ
كَبُرَ عَلَى أَهْلَابِكَ هَذِهِ الْآيَةُ فَقَالَ إِنْ أَرَادَ اللَّهُ لَمْ يُفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَبِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ
أَمْوَالِكُمْ وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيثَ وَذَكَرَ كَلِمَةً لِيَتَّكُونَ لِيَمْنُ بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَلَذَلِكَ عَمَّرْتُمْ قَالَ لَمْ
أَلَا أَخْبَرْتُكَ بِغَيْرِ مَا يَكْتُمُ الْمَرْءُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتَهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا
غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

فصل دوم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ وہ لوگ جو سونے اور چاندی کا ذخیرہ کرتے
ہیں۔ پوری آیت تک۔ تو یہ آیت مسلمانوں پر بڑی بھاری ہوئی۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ میں تمہاری اس پریشانی کو دور کرتا ہوں۔ سو
وہ چلے گئے۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی آپ کے صحابہ پر یہ آیت بھاری ثابت ہوئی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے کہ تمہارے مال پاک ہو جائیں۔ اور پھر اس نے میراث بھی مقرر فرمائی
ہے۔ اور آپ نے ایک کلام ذکر کیا تھا۔ تاکہ تمہارے پھیلوں کے لئے ورثہ بنے پس کہا کہ حضرت عمرؓ نے تکبیر کہی۔ پھر آنحضرت
نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کیا میں تجھے بہترین خزانہ نہ بناؤں۔ جو آدمی اکٹھا کرے۔ وہ ایک نیک عملت ہے کہ جب مرد اس کی طرف
دیکھے تو اس کو عرض کر دے۔ اور جب اسکو حکم دے۔ تو اسکو کہنا مانے۔ اور جب گھر سے باہر ہوتو اس کے گھر کی حفاظت کیے
اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سورہ بقرہ میں خریدے۔ اور وہ چیز حقیقت میں صرف دس روپیہ کی ہو۔ ثواب تو تے روپے جو اسکی قیمت میں شامل کئے گئے ہیں۔ جو
درحقیقت اس ہزار روپے کا سو روپے ہے جسے صاف طور پر وہ مانگ نہیں سکا۔ سو ایسے سود اذبیح بالکل حرام اور ناجائز ہیں۔ ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کا ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس میں امانت کی تزغیبہ اور خیانت کی توجیب ہے۔ ۱۲۔
۱۴۔ (حاشیہ صفحہ ۱۳) یعنی انہوں نے یہ سمجھا کہ مطلق مال جمع کرنا ہی عذاب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں نصاب یا زکوٰۃ لگا کر اسے
ہٹا دیا۔ تو اس وجہ سے صحابہ بڑے پریشان ہوئے۔ ۱۲۔
مطلق مال جمع کرنا منع نہیں ہے ۱۳۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا اس غلط فہمی کو دور کر دیا۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

- ۲۵۴۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّئَاتِكُمْ رَكِيبٌ مُبَغْضُونَ فَإِنْ جَاءَ وَكَمْ فَجَبُوا بِهِمْ وَخَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَتَّبِعُونَ فَإِنْ عَدَلُوا فَلَا تُغْنِيهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوا فَعَلَيْهِمْ وَارْضَوْهُمْ فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاةِكُمْ رِضَا هُمْ وَلَيْدَعُوا لَكُمْ رِضَاهُ أَبُو دَاوُدَ.
- ۲۵۵۔ وَعَنْ بَشِيرِ بْنِ الْخَصَّاصِيَّةِ قَالَ قُلْنَا إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا أَفَلَكُمْ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا يَعْتَدُونَ قَالَ لَأَدَاؤُهُ أَبُو دَاوُدَ.
- ۲۵۶۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَامِلُ عَلَى لَقْدَةٍ

- ۲۵۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس تمہارے قافلے والے آیا کریں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں۔ تو ان کو خوش آمدید کہنا۔ اور جودہ کرنا چاہیں۔ انکو منع نہ کرنا۔ اگر وہ انصاف کریں گے۔ تو اپنا بھلو کریں گے۔ اور اگر ظلم کریں گے۔ تو اپنا برا بھلا ہیوں گے۔ اور انکو راضی کرنا۔ کہ ان کو راضی کرنے ہی سے تمہاری زکوٰۃ پوری ہوگی۔ اس آیت میں چاہیے کہ وہ تمہارے لئے دعا کریں۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔
- ۲۵۵۔ بشیر بن خصاصیہ نے کہا کہ ہم نے عرض کیا کہ زکوٰۃ لینے والے ہم پر زیادتی کہتے ہیں کیا ہم اپنے اتنے مال چھپانے لیا کریں۔ جتنی کہ ہم پر وہ زیادتی کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہ اسکو ابرو اڈو نے رعایت کیا۔
- ۲۵۶۔ حضرت رافع بن خدیج نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حق کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا

دقیقہ مفکر گزشتہ اور فرمایا کہ مطلق مال جمع کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو زکوٰۃ مفقود کرنے کی نسبت ہی کب آتی۔ اور اسی طرح سر سے مال لٹکتا کرتا ہی ناجائز ہوتا تو دعا ست کے احکام ہی کیوں نہ آتے۔

زکوٰۃ پوری طرح ادا کرنی چاہئے (حدیث صفحہ ۱۸۹) اس حدیث کی سند میں ثابت بن علیس مدنی غسانی مختلف فیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والوں کو کم خوشی کر دو۔ پورا گروہ ظلم کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیں گے۔ اور صدقہ لینے والے کو چاہیے کہ زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد ان کے مال در دولت میں برکت کا دعا کرے۔ ۱۲۔

حساب میں غور و برد نہ کرو اس حدیث کو عبد اللہ مذاق نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث جویر بن عبد اللہ اور ابو ہریرہ سے بھی قوی میں بھی مروی ہے۔ زکوٰۃ لینے والے سے اس لئے مال چھپانا جائز ہے۔ کہ ہر سکتا ہے کہ زکوٰۃ لینے والا پوری ایمان داری سے زکوٰۃ لے لے لے۔ اور دینے والے بسبب محبت مال اسکو زیادتی سمجھ رہا ہو۔ اور اگر کوئی امر یا ظلم ظالم کر رہا ہو۔ جس میں کمی کو بھی شہ نہ ہو تو اس سے اتنا مال چھپایا جا سکتا ہے جس سے سارے مال کا حساب برابر ہو جائے۔ ۱۳۔

بِالْحَقِّ كَالْفَارِزِيِّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۲۵۷۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا جَلْبَ وَلَا جَنْبَ وَلَا تُوْحَدُ صَدَقَاتُكُمْ إِلَّا فِي دَوْرِهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۲۵۸۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ فِيهِ حَتَّى يَجُولَ عَلَيْهِ الْجَوْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَ جَبَاعَةَ أَنَّهُمْ وَقَفُوهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ.

۲۵۹۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَجْمِيلِ صَدَقَاتِهِ قَبْلَ

ایسا ہے جیسے کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا یہاں تک کہ اپنے گھر واپس آجائے۔ اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۲۵۷۔ مروین شعیب اپنے باپ کے ذریعہ داؤد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ زکوٰۃ لینے والا مریشیوں کو اپنے ہاں منگوائے۔ اور نہ مریشیوں والے اپنے مریشیوں کو اپنے گھر لائیں۔ زکوٰۃ گھروں میں وصول کی جائے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن کو کسی مال کا فائدہ ہو جائے تو اس پر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ نہیں لےئے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ذکر کیا کہ ایک جماعت نے اسکو ابن عمر پر موقوف کیا ہے۔

۲۵۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ کیا

زکوٰۃ کا سفر جہاد کے سفر کی طرح ہے۔ اس حدیث کو احمد بن محمد بن حمید۔ ابن ماجہ۔ ابویعلیٰ۔ ابن خزیمہ اور طبرانی

نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس طرح حاکم سعید بن منصور اور بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

عمر بن شعیب کی سند کی بحث اس حدیث کو احمد اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اسکی سند میں محمد بن اسحاق

میں ہے۔ جس نے اس میں غلطی کیا ہے۔ اور اس مضمون کی حدیث عمران بن حصین سے احمد ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی اور ابی جہاں میں بھی ہے۔ اللہ

اس طرح کی حدیث ۱۰۔ احمد بن حنبلہ۔ ابی جہاں اور عبداللہ بن عباس نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا کہیں سے بھی

بیٹھے اور لوگوں کو کہے کہ میرے پاس اپنے مال لاؤ۔ تاکہ میں زکوٰۃ وصول کروں۔ تو یہ ہر جہاں سے ہے۔ زکوٰۃ لینے والے کو چاہیے۔ کہ گھروں میں (تقریباً سفر کرتے)

أَنْ تَحُلَّ فَرَحَاصِلُ كُنْفِي ذَلِكَ رِفَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالرِّمْدِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَالِدَارِمِيُّ.

۲۶۰۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ الْأَمْرُ وَلِيَّ يَتِيمًا لَمْ مَالٍ فَلْيَتَجَرَّفِيهِ وَلَا يَلْتَمِسْكَ حَقٌّ تَأْكُلُهُ الصَّدَاقَةُ رَوَاهُ الرِّمْدِيُّ وَقَالَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ بَيْنَ الصَّبَاحِ ضَعِيفٌ

الفصل الثالث

۲۶۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَمَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُفَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ

میں سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر سکتا ہوں۔ تو آنحضرت نے اگو اسکی اجازت فرمائی۔ اسکو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۲۶۰۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ فرمایا اور کہا خیر باد جو یتیم کے مال کا دالی ہو۔ تو اس مال میں تمہارت کئے۔ اور اسکو چڑا رہنے دے۔ کہ اسکو زکوٰۃ ہی کھا جائے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کی سند میں گفتگو ہے۔ کیونکہ ثنی بن صباح ضعیف ہے۔

فصل سوم

۲۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ اور ابو بکر خلیفہ ہوئے۔ تو عرب میں سے جن کو کافر ہونا تھا۔ وہ کافر ہو گئے۔ تو عمر بن خطاب نے ابو بکر کو کہا۔ آپ لوگوں سے کیوں کر بڑھ سکتے ہیں۔ حالانکہ

ذریعہ معزز مشہور ہے کہ زکوٰۃ وصول کرے۔ اور اسی طرح یہ بھی ناچار ہے کہ زکوٰۃ لینے والا اگر آئے۔ تو صاحب مال اپنے مویشی و دودھ بک دے۔ عمرو بن شعیب عن ابن عمر کی سند کے متعلق یاد رکھنا چاہیے۔ کہ شعیب کے باپ کا نام محمد ہے۔ اور ان کے باپ کا نام عبداللہ اور ان کے باپ کا نام عمرو اور ان کے باپ کا نام عامر ہے۔ یعنی سند اس طرح ہوتی۔ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن ماسم اب اگر عبدہ کی غیر عورت کی طرف فرمائی جائے۔ تو وہ محمد ہیں۔ اور محمد معانی نہیں۔ بلکہ تابعی ہیں۔ اور اس صورت میں یہ حدیث منقطع ہو جاتی ہے۔ اور اگر عبدہ کی غیر شعیب کی طرف فرمائی جائے تو وہ عبداللہ ہیں اور معانی ہیں۔ چونکہ تمام محدثین اس سند کو قبول کیا ہے۔ لہذا غیر شعیب کی طرف سمجھنی چاہئے۔ تاکہ حدیث مرفوع ہو جائے۔ ترجمہ میں بعض جگہ دادا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور بعض جگہ پر دادا کا جہاں دادا کا لفظ ہے۔ وہاں بہ نسبت شعیب کے بیان کیا گیا ہے۔ اور جہاں پورا دادا (تہم ماشہ صحیحین)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک رٹوں۔ جب تک وہ لالہ الا اللہ نہیں کہتے۔ پھر میں نے لالہ الا اللہ کر لیا۔ اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان ہمواری کر لیا۔ مگر اسلام کے حق سے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ رہے گا تو ابو بکر نے کہا۔ خدا کی قسم میں تو ان لوگوں سے ضرور رٹوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں کوتاہی کرتے ہیں۔ کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر مجھ سے وہ بھیر کا ایک بچہ بھی روکیں گے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے۔ تو میں اس کے روکنے پر اٹھنے لڑوں گا۔ تو حضرت عمر نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے تو یہی سمجھ آتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے لڑائی کے لئے ابوبکر کا سینہ کھول دیا تھا۔ پھر مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ وہی بات ٹھیک تھی۔ متفق علیہ

۲۶۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ كَذَا أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۲۶۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت کے دن

زکوٰۃ سال گذرنے کے بعد ہے۔ ۳ (ماشائخ صفحہ گزشتہ) اس حدیث کو نسائی بیہقی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ شروع سال میں اگر ہزار روپیہ کی رقم تھی۔ اور سال گزرنے کے بعد وہ رقم دو ہزار ہو گئی۔ تو حقیر کی نزدیک اب اس پر دو ہزار کی زکوٰۃ ہے۔ اور باقی اماموں کے نزدیک ایک ہزار کی۔ کیونکہ سال ایک ہی ہزار ہو گیا ہے۔ اور غنیہ اس صورت میں منافع کو اصل میں شامل کر لیتے ہیں۔ جب کہ مال اور منافع کا جنس ایک ہی ہو گا۔

زکوٰۃ سال سے پہلے بھی ادا کر سکتے ہیں ۴ (ماشائخ صفحہ سابقہ) اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ حاکم دارقطنی۔ بیہقی۔ سعید بن منصور ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک ایک سال گزرنے سے پہلے پیشگی زکوٰۃ ادا کر دینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ صاحب نصاب ہو۔ اگر صاحب نصاب نہ ہو تو پھر چار ماہ میں ہے۔ ۱۲۔

قیمت کے مال میں بھی زکوٰۃ ہے۔ ۵ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند کمزور ہے۔ لیکن اسکے کچھ اور کتب اور حدیثیں ہیں جن سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ سفیر کے نزدیک قیمت کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ابھی بالغ نہیں۔ امیر کی شرعی حکم کا اسحاق نہیں ہو سکتا ہاں تینوں اماموں اور چھوڑا اس چیز کے قائل ہیں کہ ایک مال میں بھی زکوٰۃ ہے۔ خواہ وہ قیمت ہو۔ یا زکوٰۃ مال کا حق ہے نفس کا حق نہیں۔ کہ ایک مال پر زکوٰۃ اور آئندہ سے مال کی قیمت کے لئے زکوٰۃ کا حق نہیں ہے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفْرِقُهُ مِثْلَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُبْطِلُهُ حَتَّى يُلْقِيَهُ أَصَابِمَهُ زَوَاةَ أَحْمَدَ.

۲۶۳۔ وَعَنْ جَرِيْبَيْنِ عَيْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَنَا نَاسٌ يَعْزِي بِنِي مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَا تُوتُوْنَا قَبْطِلْمُونَا فَقَالَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ ظَلَمُونَا قَالَ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ وَإِنْ ظَلَمْتُمْ زَوَاةَ أَبُو دَاوُدَ.

۲۶۴۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ لِأَجْلِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مُصَدَّقًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَلَا يَجِبَنَّ الَّذِينَ يَجْلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ قَضِيهِ الْأَيْتِ زَوَاةَ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ.

گنجه سانپ کی طرح بنا دیا جاتے گا۔ وہ اس سے جیسے گا اور وہ سکو کر پڑے گا۔ اور وہ اپنی انگلیاں اس کے مز میں ڈالے گا۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۲۶۳۔ حضرت جریر بن عبد اللہ نے کہا کہ کچھ بد لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہنے لگے کہ کچھ حدیث لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں تو ہم پر ظلم کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی کیا کرو۔ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول اگرچہ وہ ہم پر ظلم کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی کیا کرو۔ اگرچہ وہ تم پر ظلم کریں۔

۲۶۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو سانپ بنا کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دے گا۔ پھر آپ نے اس کی تصدیق کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ ہم کو سنائی۔ اور نہ خیال کریں۔ وہ لوگ جو اللہ کے دیے ہوئے مال پر غلبہ کرتے ہیں پوری آیت تک۔ اسکو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فتنۃ ارتداد کئی طرح تھا۔

۱۔ لہذا زکوٰۃ لینے والے کئی طرح کے آدمی تھے۔ ایک وہ تھے جو بالکل اسلام سے نکل گئے انہیں لڑائی کرنے کے متعلق تو کسی کو شک نہیں تھا۔ ایک وہ تھے جو مسلمان تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ اور زکوٰۃ کے منکر ہو گئے تھے۔ اور ایک وہ تھے جو زکوٰۃ کے منکر بھی نہ تھے۔ لیکن غلبہ کے پاس بیت المال میں زکوٰۃ جمع کرانے کے قائل نہ تھے۔ انہی دنوں قسم کے لوگوں سے لڑائی کرنا حضرت عمر اور بعض دوسرے صحابہ بھارت نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت ابو بکر ان سے لڑنا چاہتے تھے۔ بالآخر حضرت عمر اور ان کے ہمراہیوں کی بھی تسلی ہو گئی۔ اور سب نے مل کر ان سے جنگ کی۔

۲۔ دماشہ صفحہ سابقہ۔ یہی جس طرح نماز انسان کے جسم کا حصہ ہے اسی طرح زکوٰۃ مال کا حصہ ہے۔ انہیں فرق نہیں کیا جاسکتا کہ ایک کو فرض سمجھا جائے۔ اور دوسرے کو سناپ لائقوں کو کیوں چاہئے گا۔

۲۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا خَالَطَتِ الزُّكُوةُ مَالًا قَطْرًا إِلَّا أَهْلَكَتْهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَالْحَمِيدِيُّ وَزَادَ وَقَالَ يَكُونُ قَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ فَلَا تُخْرِجْهَا فِيهِ لَكَ الْحَرَامُ الْحَلَالُ وَقَدْ أَحْبَبَ بِهِ مَنْ بَرَى تَعَلَّقُ الزُّكُوةُ بِالْعَيْنِ هَكَذَا فِي الْمُتَّقَى وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ بِإِسْنَادِهِ إِلَى عَائِشَةَ وَقَالَ أَحْمَدُ فِي خَالَطَتْ تَفْسِيرُهُ أَنَّ الرَّجُلَ يَأْخُذُ الزُّكُوةَ وَهُوَ مُوسِرٌ أَدْعَى وَإِنَّمَا هِيَ لِلْفُقَرَاءِ

۲۶۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ زکوٰۃ کا مال جس مال میں بھی مل جائے۔ اسکو برباد کر دیتا ہے۔ اسکو شافعی نے روایت کیا۔ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حمیدی نے بھی روایت کیا۔ اور اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جب تم پر زکوٰۃ فرض ہو جائے۔ تو پھر تو اسکو نہ لگا لے۔ تو وہ حرام مال حلال کو برباد کر دے گا۔ اور اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ زکوٰۃ عین مال سے دینی فرض ہے اسی طرح منتفی میں بھی ہے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں احمد بن حنبل سے اسی کی سند سے عائشہ تک روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے خالطت سے (کی تفسیر میں کہا ہے کہ آدمی دو نغمہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ لے کر اپنے مال میں ملا۔ اور زکوٰۃ کا مال تو صرف فقیروں کے لئے ہے۔

(عائشہ صدیقہ) میں ثواب کی حدیث ہے۔ اور ابن ابی عمیر اور ابن حبان نے بھی اس حدیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اور اس کا مطلب پہلے ابو ہریرہ کی حدیث کے تحت گزر چکا ہے۔ وہ سانپ ہاتھوں کو اسلئے جباڈا لے گا۔ کہ ہاتھوں ہی سے تو زکوٰۃ نہیں دی جتی۔ ۱۴۔
صریح ظلم برباد شدت نہ کر۔
 اس حدیث کو مسلم نے اپنی الحدیث میں اور ابن ابی عمیر نے بھی روایت کیا ہے اور ہذا کے سبب مذکور ہے۔ اور صاحب الایمان نے اس کی قیمت نو سو روپیہ ہے تو زکوٰۃ لینے والے تو جہنم میں روپیہ لگتا ہے۔ اور دینے والا جہنم کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے۔ اور صاحب الایمان کی نظر میں اس کی قیمت نو سو روپیہ ہے۔ مثلاً زکوٰۃ لینے کے حساب میں کسی مال تجارت کر کے حساب سے ساٹھ بائیس روپے بنتے ہیں۔ زکوٰۃ لینے والے کا ایسا مشہہ ظلم تو برباد شدت کیا جائے گا کہ نہ ہو سکتا ہے۔ کہ زکوٰۃ لینے والا اپنی غلط فہمی سے اسکو ظلم سمجھتا ہو۔ اور درحقیقت ایسا نہ ہو سکتا اگر ظلم کا بالکل کھل ہوئی محدث ہو جس میں کوئی مشہہ نہ ہو۔ تو ہر اسکو نہیں دیا جائیگا۔ مثلاً چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ ہے۔ اور زکوٰۃ لینے والا حد کم یا لینا چاہے۔ تو اسے نہیں دی جائیں گی۔ ۱۴۔

۱۵۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن ابی عمیر نے بھی روایت کیا ہے۔
زکوٰۃ عین مال سے نہیں لے سکتا
 مزین مسیح و مشرقہ کتاب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الزَّكْوَةُ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۲۶۶ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ أَوْاقٍ مِنَ الْوَرَقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۶۷ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي عَيْلِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَيْسَ فِي عَبْدِهِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کن کن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے۔
فصل اول

۲۶۶ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوسق سے کم کھجوریں ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی ہو تو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر ادلت پانچ سے کم ہوں تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ متفق علیہ۔

۲۶۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان پر اس کے گھوڑے اور اس کے غلام کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے غلام کی اسپر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر فطر کا صدقہ متفق علیہ۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور اس کی سند ضعیف ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ زکوٰۃ عین مال سے فرض ہے۔ حال یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اونٹوں کی زکوٰۃ بکریوں اور دیناروں سے لی جاسکتی ہے۔ ۱۲

غلام سونے اور چاندی کا نصاب - (حاشیہ صفحہ پہلا) اس حدیث کو احمد، مالک، اصحاب سنن اور تائیفی نے بھی زکوٰۃ کیا ہے اور احمد، ابن ماجہ، ترمذی اور ابی حبان نے اسکو ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ دوسرے ساتھ صحاح کا ہے اور بیہار، پارہ ۱۱، ص ۱۱۱ اور تہذیب کا ایک اور اور تہذیب کا اور رطل تقریباً آدھ سیر چھتہ سے کچھ فائدہ تو اس صحابے ایک صحابہ پورے تین سیر چھتہ کا ہوا۔ اور ایک دوسرے ساتھ چار من اور پانچ دسٹ سڑھے بائیس من غلہ ہوا یہ نصاب ہے غلہ کا اس سے کم غلہ ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جبکہ کلبی مذہب ہے۔ اور صاحبین بھی اسی کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ غلام میں نصاب کے قائل نہیں ہیں۔ وہ تمام پیداوار پر زکوٰۃ واجب کہتے ہیں۔ خواہ غلہ توڑا ہو (حاشیہ صفحہ گزشتہ)

۲۶۸. وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَ إِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَاقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولُ، فَمَنْ سَلَّمَهَا مِنْ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلْيُجِبْ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِذِلِّ قَمَا دُونَهَا مِنَ الْعِثْمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَإِذَا أَبْلَغْتَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ فِيهَا يَنْتَ تَخَاضُ أَنْتَى فَإِذَا أَبْلَغْتَ سِتًّا وَثَلَاثِينَ إِلَى خَمْسٍ وَارْبَعِينَ فِيهَا يَنْتَ لَبُونٌ أَنْتَى فَإِذَا أَبْلَغْتَ سِتًّا وَارْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ فِيهَا حَقَّةٌ طَرْدُوقَةٌ تَجْمَلُ فَإِذَا أَبْلَغْتَ وَاحِدًا وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ فِيهَا جَدَّةٌ فَإِذَا أَبْلَغْتَ سِتًّا وَسَبْعِينَ

۲۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (یعنی حضرت انس کو) بحرین کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ تو یہ تحریر انکو لکھ کر دی۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ یہ فرض زکوٰۃ کا وہ نصاب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمائی ہے۔ اور یہ وہ زکوٰۃ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتائی۔ اور مسلمانوں میں سے جس سے بھی اس زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے۔ اسے چاہیے کہ وہ اسکو ادا کرے۔ اور جس سے اس نصاب سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے۔ وہ نہ دے۔ چوبیس یا اس سے اگر کم اونٹ ہوں تو لڑائی بکریوں کی زکوٰۃ ہے۔ ہر پانچ اونٹ سے ایک بکری ہے جیب اونٹ چھبیس سے لے کر پچیس تک ہوں تو ایک بنت مخمس ہے۔ (مادہ) جب پچیس سے لے کر پندرہ تیس تک ہوں۔ تو ان میں سے ایک مادہ بنت لبون ہے۔ اور جب پچیس سے لے کر ساٹھ تک ہوں۔ تو ان میں سے ایک مادہ حقہ ہے۔ جو گاجن ہونے کے لائق ہو۔ اور جب آٹھ سے لے کر پچھتر تک ہوں تو ان میں ایک ہذع ہے۔ اور جب پچھتر سے لے کر نو گاجن تک

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) یا زیادہ حنفیہ میں بھی فقہی صاحبین کے قول پر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اور پانچ اوقیہ چاندی دو سو درہم ہوتے۔ اور دو سو درہم کا وزن ساٹھ دان تو لے چاندی ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور سونے کا نصاب ساٹھ سات

تولہ ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ ۱۲

غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ ۱۳ اس حدیث کو احمد مالک اہل سنن ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ غلام

اور گھوڑا جب خدمت کے لئے ہوں۔ تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور تجارت کے لئے ہوں تو ان کی قیمت کے حساب سے ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔

زکوٰۃ عین مال سے فرض نہیں۔ ۱۴ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ شافعی۔ ابن حبان۔ حاکم

ابن جریر۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ طحاوی۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ کسی نے منظر اور کسی نے مطول۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ

عین مال سے فرض نہیں ہے۔ اور جیسے کہ امام شافعی اور امام مالک کا قول ہے۔ بلکہ زکوٰۃ درمی جنس یا قیمت سے بھی دی جا سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

إِلَى تِسْعِينَ فِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ فِيهَا حَقَّتَانِ
 طَرَفًا لِلْعَمَلِ فَإِذَا رَأَتْ عَلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ فَقِي كُلُّ أَوْعَيْنٍ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ حَسْبَيْنِ
 حِقْفَةٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَالَا أَرْبَعٍ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ
 حَمْسًا فِيهَا شَاةٌ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجِدْعَةِ وَكَيْسَتْ عِنْدَهُ جِدْعَةٌ وَ
 عِنْدَهُ حِقْفَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنَ الْحِقْفَةِ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَ نَالَهُ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا
 وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِائَةٌ الْبَقَّةِ أَوْ آيِسَتْ عِنْدَهُ الْحِقْفَةُ وَعِنْدَهُ الْجِدْعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ
 مِنْهُ الْجِدْعَةُ وَيُعْطِيهِ الْمَصْدَقُ عَشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ

ہوں تو ان میں دو مادہ بنت لبون ہیں۔ اور جب اکانسے سے لے کر ایک سو بیس تک ہوں، تو ان میں سے دو مادہ حق ہیں۔ جو
 گاجھن ہونے کے قابل ہیں جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں۔ تو ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون ہے۔ اور ہر
 بیچاس میں ایک حق ہے۔ اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں تو اسپر کوئی زکوٰۃ فرض نہیں ہے مگر یہ کہ ان کا مالک کچھ دے
 دے۔ پھر جب پانچ ہو جائیں۔ تو ان میں ایک بکری ہے۔ اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ ان سے جذبہ نکلتا ہو اور
 اس کے پاس جذبہ نہ ہو۔ بلکہ اس کے پاس حق ہو۔ تو اس سے حق ہی لے لیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ دو بکریاں اسے دینی ہیں
 گی۔ اگر اسے میسر ہو سکیں۔ یا وہ بیس درہم دے دے گا۔ اور جس سے حق نکلتا ہو۔ اور اس کے پاس حق نہ ہو اور اس کے پاس جذبہ
 ہو تو اس سے جذبہ ہی لے لیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ لینے والے اسکو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اور جس سے حق نکلتا ہو۔ اور
 اس کے پاس بنت لبون ہو تو اس سے بنت لبون ہی لے لی جائیگی۔ اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی دے گا۔ اور جس
 سے بنت لبون نکلتی ہو۔ اور اس کے پاس حق ہو تو اس سے حق لے لیا جائے گا۔ اور زکوٰۃ لینے والے اسکو دو بکریاں یا بیس
 درہم دے دے گا۔ اور جس سے بنت لبون نکلتی ہو۔ اور اس کے پاس بنت مختاض ہو تو وہ لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ بیس درہم
 یا دو بکریاں بھی دے گا۔ اور جس کی زکوٰۃ بنت مختاض نکلتی ہو۔ اور اس کے پاس بنت مختاض نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون
 یا دو بکریاں بھی دے گا۔ اور جس کی زکوٰۃ بنت مختاض نکلتی ہو۔ اور اس کے پاس بنت مختاض نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون

بعض اصطلاحات کی تشریح

اسکو بنت مختاض کہتے ہیں۔ اور اگر دو سال پہلے کے کہ تبصرے میں شروع ہو جائے تو اسکو بنت لبون کہا جاتا ہے۔ اگر تین سال پورے ہو جائیں
 اور چوتھا شروع ہو جائے۔ تو اسکو حق کہتے ہیں۔ اور جب چار پورے کر کے پانچویں سال میں شروع ہو جائے۔ تو اس کو جذبہ کہتے ہیں۔ گائے
 اور بکر کی ذبیحہ میں زکوٰۃ کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اونٹ کی زکوٰۃ میں مادہ اونٹنی کی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بہ نسبت اونٹ کے زیادہ قیمتی ہوتا ہے
 اور ایک سال کا عمر میں اگر فرق ہو جائے تو شروعات نے ان کو قیمت میں برابر رکھا ہے۔ مثلاً دو سال کی مادہ اونٹنی اور تین سال کا نر اونٹ زکوٰۃ
 میں برابر ہونگے۔

وَلَيْسَتْ عِنْدَكَ إِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَيُعْطَى شَاتَيْنِ أَوْ عَشْرَيْنِ دَرَاهِمًا
وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَكَ حَقَّةٌ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ مِنْهَا حَقَّةٌ وَيُعْطِيهِ الْمَصْدَقُ
عَشْرَيْنِ دَرَاهِمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَكَ وَعِنْدَكَ بِنْتُ
غَضَّاصٍ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ غَضَّاصٍ وَيُعْطَى مَعَ عَشْرَيْنِ دَرَاهِمًا أَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ
صَدَقَتُهُ بِنْتُ غَضَّاصٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَكَ وَعِنْدَكَ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّمَا تَقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمَصْدَقُ
عَشْرَيْنِ دَرَاهِمًا أَوْ شَاتَيْنِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ عِنْدَكَ بِنْتُ غَضَّاصٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَكَ ابْنُ لَبُونٍ فَإِنَّمَا
تَقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةً

ہو تو اس سے بنت لبون ہی نے لی جائے گی۔ اور زکوٰۃ لینے والے اسکو بیس درہم یا دو بکریاں واپس دیدیگا۔ اور اگر اس کے پاس بنت مخاض نامہ نہ ہو۔ اور اس کے پاس ابن لبون ہو تو اس سے وہی لے لیا جاوے گا۔ اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ اس طرح ہے۔ کہ جب چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ہوں۔ تو ان میں ایک بکری ہے۔ اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں۔ دو سو تک تو ان میں دو بکریاں ہیں۔ اور جب دو سو زیادہ ہو جائیں۔ تین سو تک تو ان میں تین بکریاں ہیں۔ پھر جب تین سو زیادہ ہو جائیں۔ تو ہر سو میں ایک بکری ہے۔ اور جب چرنے والی

۱۰ چونکہ زکوٰۃ کا جانور جو اس سے وصول کرنا ہے وہ کم عمر تھا اور اس سے زیادہ عمر کا لیا جا رہا ہے اس لیے زکوٰۃ لینے والا اس کو یا تو بیس درہم واپس کرے گا یا دو بکریاں واپس دے گا اور اسی طرح اگر اس کے پاس مطلوبہ عمر سے کم عمر کا جانور ہوگا تو زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ادا کرے گا لیکن یہ حساب اونٹوں کے ایک سال کے فرق کا ہے۔ دوسرے جانوروں میں یا فقور کے فرق میں یہ حساب نہ ہوگا۔ اور یہ جو حساب لگایا گیا ہے کہ بیس درہم یا دو بکریاں تو اس وقت ان کا تناسب یہی تھا یعنی ایک بکری کی قیمت سربا اس درہم تھی یعنی اندازاً اڑھائی روپے تو یہ تناسب بدلتے رہتے ہیں آج جبکہ یہ الفاظ لکھے جا رہے ہیں ایک بکری کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو روپیہ ہے اور آج سے اندازاً چالیس سال پہلے بکری کی قیمت تین چار روپے ہو کر تھی۔ شریعت نے جو تناسب مقرر کیا ہے وہ اسی طرح قائم رہیگا۔ اس کی واضح مثالیں شریعت میں موجود ہیں مثلاً سونے اور چاندی کے نصاب کا مسئلہ کہ شریعت نے سونے کا نصاب سات تو لے مقرر کیا ہے اور چاندی کا نصاب ۵۲ تو لے آج اگر یہ تناسب نہیں تو کوئی حرج نہیں یہ تناسب تو بدلتے رہتے ہیں اور شریعت کی مقرر کردہ تقادیر انہی جگہ قائم رہتی ہیں اور اس فرق کا صل یہ ہے زکوٰۃ لینے یا دینے والا بکریوں کی صورت میں تبادلہ کر لیں پیسے کی صورت میں نہ کریں۔ پھر بکری خواہ کتنی قیمت کی خرید کر ادا کی جائے۔ ۱۲

شَاةٌ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ فَيَهَا شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَيَهَا ثَلَاثُ شِبَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَقِيَ كُلُّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَلَامَةً الرَّحْلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَلَا تَخْرُجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرْمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا نَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمَصْدِقُ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ مُنْقَرِفٍ وَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشِيَّةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَأَمَّا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسُّبُوتِ وَفِي الرِّقَةِ رُبْعَ الْعَشْرِ فَإِنْ لَمْ تُكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۲۶۹. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَّتِ السَّمَاءُ وَالْجِبُونَ

کیریاں چالیس سے کم ایک بکری بھی ہوتی ہے۔ ہاں اگر مالک چاہے تو دے دے۔ اور زکوٰۃ میں پونجا جانور اور بیٹاگا اور ساڑھ نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر زکوٰۃ وصول کرنے والے چاہے تو سہ سکتا ہے۔ اور علیحدہ علیحدہ لوگوں کو اکٹھا نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے لوگوں کو الگ الگ کیا جائے کہ زکوٰۃ دینی پڑے۔ اور اگر دو آدمی کسی مال میں شریک ہوں تو زکوٰۃ ان دونوں پر حصہ کے برابر ہوگی۔ اور چاندنی کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے پھر اگر کسی کے پاس ایک سو نوے دہم چاندی ہو تو اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مال کا مالک کچھ اپنی مرضی سے دیدے۔ اسکو سناری نے روایت کیا۔

۲۶۹. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جس زمین کو بارش یا چٹنے نے پلا دیا ہو یا وہ

علی جانور مصدق لے لے تو جائز ہے کہ شہ زکوٰۃ کے جانوروں میں ساڑھ نہیں ہے۔ تو اس زکوٰۃ کی بنا پر زکوٰۃ دینے والا ساڑھ ہی دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی جانور کچھ ٹکڑا یا بیٹاگا وغیرہ ہو۔ اور زکوٰۃ لینے والا اسے قبول کرے تو ٹھیک ہے۔

الگ الگ آدمی اکٹھے نہ ہوں کہ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ دو آدمیوں کے پاس چالیس بکریاں اگر ہوں تو دونوں پر ایک ایک بکری لگے گی یہ دونوں آپس میں اکٹھے ہو جائیں۔ تو سو بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ نکلے گی اس طرح ۱۲ ہونے سے ایک بکری زکوٰۃ کی بجالی اس طرح زکوٰۃ لینے والے بھی اکٹھے کرے۔ مثلاً دو آدمیوں کے پاس بیس بکریاں ہیں۔ اور زکوٰۃ نہیں آتی۔ اور زکوٰۃ لینے والے ان دونوں کو اکٹھا کر دے۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ لے جائے۔ یہ بھی منع ہے۔ ۱۲۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں حیلہ نہ کیا جائے کہ اکٹھے لوگوں کو لنگ کرنے کی صورت ہے۔ کہ مثلاً دو آدمیوں کے پاس شترک طور پر سو بکری ہے۔ اور زکوٰۃ لینے والے ان کو الگ الگ کہے کہ چالیس چالیس میں سے ایک ایک بکری لے جائے۔ اس طرح اس نے دو بکریاں حاصل کر لیں حالانکہ اگر وہ اکٹھے ہوتے تو ان پر ایک بکری ہی مقرر ہوتی۔ اور اس طرح دونوں شریک خود بھی علیحدہ نہ ہوں۔ مثلاً دو آدمیوں کے پاس شترک کھڑے چالیس بکریاں ہیں۔ وہ دونوں چالیس بکریاں تقسیم کر کے زکوٰۃ سے بچ جائیں۔ حالانکہ اگر وہ اکٹھے رہتے۔ تو ہر ایک ایک بکری زکوٰۃ آتی تھی ۱۲۔

كَانَ عَثْرِيًّا الْعَشْرُ وَمَا سَقَى بِالنَّصْرِ نِصْفُ الضَّرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۶۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَاءَ جَرَحَهَا جَبَّارٌ وَالْمَعْدِنُ جَبَّارٌ وَالْبَهْرُ جَبَّارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۲۶۱۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْغَيْلِ وَالرَّهْقِ فَهَا تَوَاصَدَقَةُ الرَّهْقِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فِيهَا خُمْسَةٌ دَرَاهِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدُ وَفِي رِوَايَةِ إِبْنِ كَثِيرٍ مَا وَدَّعَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرُ.

ہی تم وار ہون تو اس میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ لی جائے گی۔ اور جس زمین کو پانی نکال کر میراب کیا جائے۔ اس میں سے بیسواں حصہ ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۲۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جانور کا زخم معاف ہے۔ اور کنوئیں کا خون معاف ہے۔ اور کان میں اگر کوئی مرجائے۔ تو اسکا خون معاف ہے۔ اور خزانہ میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۲۶۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ تو معاف کر دی ہے۔ اور چاندی کی زکوٰۃ چالیس درہموں میں سے ایک درہم لاؤ۔ اور ایک سو نوے درہم ہوں۔ تو ان میں کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ اور جب دو سو درہم ہو جائیں۔ تو ان میں سے پانچ درہم ہیں۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور

زکوٰۃ کی رقم حصہ کے مطابق ادا ہو۔ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً دو آدمی ایک ہی جگہ گار کھتے ہیں۔ اور آپس میں شریک ہیں۔ اور تمام نقد اور چالیس بکریاں ہے۔ لیکن ہر ایک اپنی اپنی بکریوں کو پہنچاتا ہے۔ اب زکوٰۃ لینے والے نے ایک بکری لے لی۔ تو اب حسی کی بکری لے لی گئی ہے۔ وہ دوسرے سے نصف بکری کی قیمت لے لے گا۔ یا مثلاً دو آدمیوں کے دو بوجھریاں ہیں۔ ایک کی چالیس اور ایک کی ایک سو ساٹھ اور آپس میں شریک ہیں۔ تو زکوٰۃ لینے والے ان سے دو بکریاں لے گا۔ اور ہر چالیس والے ایک سو ساٹھ والے سے بکری کی تین تیس قیمت وصول کرے گا۔ ۱۲۔

۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱) اس حدیث کو احمد۔ اہل سنن۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

دینیہ میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوالحسن۔ ابوالحسن نے بھی روایت کیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۸۱)

عَنْ عَنِّي قَالَ زُهَيْرٌ أَمْسَيْتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ هَذَا رُبْعَ الْعَشْرِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ
 دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتَّى تَبْتِمَ مِائَتِي دِرْهَمًا فَإِذَا كَانَتْ مِائَتِي دِرْهَمًا فَيُفِيهَا خَمْسَةٌ
 دَرَاهِمٌ فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ وَفِي الْعَقْمِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةً إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ
 فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ فَإِنْ زَادَتْ فَثَلَاثٌ شِيَاةٌ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ فَوَيْ كُلِّ
 مِائَةٍ شَاةٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَثَلَاثُونَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهَا شَيْءٌ وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ
 تَبِيعٌ وَفِي الْكِرْبِيِّنِ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ.
 ۲۷۲ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا وَجَّهًا إِلَى الْيَمَنِ أَمْرًا أَنْ يَأْخُذَ مِنْ

ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے جو کہ ہمارا اٹھواں ائمہ کی حضرت علی سے روایت ہے کہ زہیر نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیسواں حصہ لاؤ۔ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور نہیں ہے۔ تم پر کوئی چیز یہاں تک کہ دو سو درہم پورے ہو جائیں۔ اور جب دو سو درہم پورے ہو جائیں۔ تو ان میں پانچ درہم ہیں۔ پھر جو زیادہ ہوتا ہلے گا۔ تو اسی حساب سے اس کی زکوٰۃ ہوگی۔ اور بکریوں میں ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ ایک سو بیس تک اگر اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے گی۔ تو دو بکریاں ہو جائیں گی۔ دو سو تک اور اگر اس سے زیادہ ہو جائیں گی۔ تو تین بکریاں ہوں گی۔ تین سو تک۔ اگر تین سو سے زیادہ ہو جائیں گی۔ تو ہر سو بکری میں ایک بکری ہوگی۔ اور اگر صرف اتنا لیں ہی ہوں۔ تو پانچ سو ان میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اور گالیوں میں ہر تیس میں ایک تبیع ہے۔ اور ہر چالیس میں ایک مسنہ اور کام کرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲۷۲ - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من پر حاکم بنا کر بھیجا تو اس کو حکم دیا کہ گالیوں میں

در حاشیہ صفحہ گزشتہ) مطلب یہ ہے کہ اگر مثلاً کسی آدمی کی بیسیس کسی آدمی کو مار دے تو بیسیس والے پر کچھ تاوان نہیں پڑے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے گنوٹ میں گونی گر کر مر جائے۔ تو گنوٹس والے پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی کو گاڑا ہوا مال (دھین) مل جائے۔ تو اس میں سے پانچواں حصہ خدائی کے نام کا صدقہ کرنا فرض ہے۔ ۱۲۔

گائے کی زکوٰۃ کا نصاب۔
 (در حاشیہ صفحہ ۲۷۱) پہلی حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اس پر سخت کی ہے۔ مطلب
 ادا ہوا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صحیح کہا ہے۔ اور دوسری حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اس پر سخت کی ہے۔ مطلب
 یہ ہے کہ یہ حدیث استناد کے قابل ہے۔ ۱۲۔

النَّمْرَةُ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِعًا وَتَبِعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مَسْنَةً نَوَاكٍ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ وَالِدَارِيُّ.

۲۷۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْنَدِيُّ فِي الصَّدَقَةِ كَمَا نَعِيَهَا
نَوَاكٍ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۲۷۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي حَبِّ وَلَا تَمْرٍ
مَدَقَةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ زَوَاكٍ النَّسَائِيُّ.

۲۷۵۔ وَعَنْ مُوسَى بْنِ ظَلْحَمَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابٌ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے تیس اگر ہوں۔ تو ایک تیس ہے۔ خواہ نرم ہو یا بادہ اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ ہے۔ اسکو ابو داؤد و ترمذی۔ نسائی اور دارقانی نے روایت کیا

۲۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ لینے میں زیادتی کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا اسکو ابو داؤد و ترمذی نے روایت کیا۔

۲۷۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلہ اور کھجور جب تک پانچ اوسق تک نہ جائے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسکو نسائی نے روایت کیا

۲۷۵۔ حضرت موسیٰ بن ظلمہ نے کہا کہ ہمارے پاس معاذ بن جبل کی وہ تحریر ہے۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

کون سے جانور زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں لہذا اس حدیث کو احمد ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح

کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لگاتار بیسی کاغصا نہیں ہاوندیں۔ غنہ۔ مادہ۔ بھوٹے۔ بڑے سب شہاد ہوں گے۔ بشرطیکہ نہ چمگاہ میں چھوٹا کو گزارہ کرتے ہیں۔ جس ہاوندوں کو قیمتاً خرید کر چادہ کھلایا جائے۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور کام کرنے والے جانور اس تعداد سے مستثنیٰ ہوں گے مشدود ہے۔ جو در سال ہونے کو سے تیسرے میں شروع ہو چکا ہو۔ ۱۲

زکوٰۃ لینے والے کو ہدایات لہذا اس حدیث کو احمد ابن ماجہ۔ نسائی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث

میں زکوٰۃ لینے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کوئی کسی قسم کی زیادتی نہ کریں نہ زیادہ وصول کریں۔ اور نہ اچھا اچھا مال حاصل کریں۔ ۱۲۔

سینوں کی زکوٰۃ کس طرح ہے۔ لہذا اس حدیث کو احمد ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ اسی مضمون کی ایک

حدیث ابو سعید کی روایت سے پہلے گزر چکی ہے۔ ندی پیدا ہوا رہیں ان چیزوں پر زکوٰۃ ہے جو سال بھر ذخیرہ نہ سکیں اور جو ذخیرہ نہ رہ سکیں مثلاً سنبل وغیرہ تو ان میں ندی جنسیت سے زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ سال بعد ان کی باقی ماندہ رقم پر زکوٰۃ بر جہت مال دولت ہوگی۔ ۱۲۔

أَنَّكَ قَالَ لَمَّا أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْمُخْطِئَةِ وَالشَّعْبِ وَالرَّيْبِ وَالْتِمْرِ مُرْسِلٌ رَوَاهُ فِي تَارِيحِ السَّنَةِ -

۲۷۶ - وَعَنْ عَنَابِ بْنِ أَبِي سَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي زَكَاةِ الْكُرْمِ إِنَّمَا تَخْرُصُ كَمَا تَخْرُصُ الْفَخْلَ تَوَلُّوهُ زَكَاةً زَيْبًا كَمَا تَوَلُّوهُ زَكَاةً الْفَخْلَ تَمَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ
 ۲۷۷ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَسْمَةَ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَرَصْتُمْ فَمَنْ دَعَا الثَّلَاثَ فَإِنْ لَمْ تَدْعُوا الثَّلَاثَ فَدَعُوا الرَّبْعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ -

حکم دیا تھا۔ کہ گندم جو منقہ اور کھجوروں سے زکوٰۃ وصول کرو۔ اس کو شرح السنہ میں مرسس روایت لیا ہے۔

۲۷۶ - حضرت عناب بن اسید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکوڑ کی زکوٰۃ کے متعلق فرمایا کہ اس کا اندازہ کر لیا جائے جیسا کہ کھجوروں کا اندازہ کیا جاتا ہے پھر اس کی زکوٰۃ منقہ سے لے لی جائے۔ جیسے کہ ترکھجوروں کی زکوٰۃ خشک کھجوروں سے لی جاتی ہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۷۷ - سہل بن ابی حسمہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب تم اندازہ کرو تو زکوٰۃ لے لو۔ اور اس میں سے نفیر حصہ چھوڑ دیا کرو۔ اور اگر نفیر حصہ نہ چھوڑو تو چوتھا حصہ ضرور چھوڑ دیا کرو۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں میں ہے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد، سفیان ثوری اور حسن بصری کا مذہب یہ ہے کہ ان چار چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اس کا تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کو یحییٰ لبرانی اور قطنی نے ابو موسیٰ اور معاذ سے روایت کیا۔ کہ آنحضرت نے جب ان کو زمین کی طرف اسلام کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ تو فرمایا۔ ان چار چیزوں کے علاوہ کسی اور غلے سے زکوٰۃ وصول نہ کرنا۔ جو گندم۔ منقہ اور کھجور اور امام شافعی کے نزدیک ہر اس چیز میں زکوٰۃ ہے جو نوراک کا کام دے سکے مثلاً بھار۔ یا بجرہ۔ کسی وجہ سے بھی ان کے نزدیک زکوٰۃ کا محل ہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک زمین کی ہر پیداوار پر زکوٰۃ ہے۔ خواہ وہ قوت کا کام دے سکے یا نہ۔ مثلاً ان کے نزدیک سبزیاں و چیز بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں۔ مثلاً۔ آلو، لہسی، پیاز، لہسن اور دوسری زریزہاں بھی زکوٰۃ کا مال ہے۔ ۱۲۔
ترکھجور کی زکوٰۃ خشک جس سے لینا ہے اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ۔ ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ کیونکہ عناب بن اسید سے روایت کرنے والے سعید بن مسیب ہیں۔ اور سعید کی ولادت بھی عناب کی وفات کے بعد ہوئی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کسی طریق سے مروی نہیں ہے۔ البتہ اگر کرام نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہے (تعبیر صفحہ آئندہ)

۲۷۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى يَهُودِ قَيْصَرِ صُ النَّخْلِ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۲۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ فِي كُلِّ عَشْرَةِ أَرْزُقِ زِقِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَلَا يَجِزُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرٌ شَيْءٌ.

۲۸۰۔ وَعَنْ نَيْبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ لَصَدَقْنَ وَلَوْ مِنْ حِلِّتِكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۲۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو خیر کے یہودیوں کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ وہ کھجوروں کا اندازہ کرتے۔ جبکہ ان میں شیرینی آجاتی۔ اس سے پہلے کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۷۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کے متعلق فرمایا کہ دس مشکوں میں سے ایک مشک اس کی زکوٰۃ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ اس کی سند میں گفتگو ہے۔ اور اس باب میں جو اگر حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں۔ وہ صحیح نہیں ہیں۔

۲۸۰۔ حضرت زینب عبد اللہ بن مسعود کی بیوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو۔ اگرچہ تنہا اپنے زیور ہی سے کیوں نہ کرنا پڑے۔ کیونکہ تم قیامت کے دن جہنم میں زیادہ جاؤ گی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

دعا شیخ صفیہ گوشتیں کیونکہ ضرورت اس کا تقاضا کرتی تھی۔ اس سے کہ زکوٰۃ کی وصولی کے وقت ضروری نہیں۔ کہ تمام کھجوریں کٹ چکی ہوں۔ اور بار بار زکوٰۃ کی وصولی کے لئے جانا بھی مشکل ہے۔ اسلئے شریعت نے اجازت دی ہے۔ کہ درختوں کے اوپر یا گورد اور کھجور کا مختلط طریقہ سے اندازہ کر لیا جائے۔ اسی کی زکوٰۃ منفقہ یا خشک کھجور سے وصول کر لی جائے۔ ۱۲۔

زکوٰۃ احتیاط سے لی جائے ۱۳۔ اسکو احمد طبرانی ابن حبان احمد حاکم نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے پہلے تو اندازہ بڑی احتیاط سے لگائے۔ اور پھر ہی اس سے تمیز یا چوتھا حصہ بھجور دے۔ کیونکہ احتمال ہے کہ اندازہ صحیح نہ ہو۔ اور پھر یہ احتمال ہے۔ کہ خشک ہونے سے جو کمی واقع ہوتی ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہو۔ جس کا اندازہ کیا گیا ہے۔ ۱۲۔

اندازہ سے زکوٰۃ لے لی جائے ۱۴۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲) اسکو احمد اور طبرانی نے ہی روایت کیا ہے۔ اس (حاشیہ صفحہ ۱۲)

۲۸۱- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَمْرَأَتَيْنِ أَتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَيِّدِيهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَمَّا تَوَدَّ بَيَانَ زَكْوَتَهُ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتَانِ أَنْ يُسَوَّرَكُمَا اللَّهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَأَدِيَا زَكْوَتَهُمَا رِجَالًا التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ قَدَرَوِي الْمُتَشَنَّبِيُّ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ نَحْوَهُمَا وَالْمُتَشَنَّبِيُّ بْنُ الصَّبَّاحِ وَابْنُ لَهَيْعَةَ يُصَتَفَانِ فِي الْحَدِيثِ وَلَا يُصَحِّفُ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا.

۲۸۲- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ الْبَسُّ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرُ

۲۸۱- عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا۔ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیا کرتی ہو کہنے لگیں نہیں۔ تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنا دے۔ کہنے لگیں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا۔ اس حدیث کو متشانی بن صباح نے عمرو بن شعیب سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور متشانی بن صباح اور ابن لہیعہ دونوں حدیث میں ضعیف ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

۲۸۲- حضرت ام سلمہ نے کہا کہ میں سونے کے کڑھے پہنا کرتی تھی میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا یہ بھی خزانہ ہے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ کی سند میں ابن جریر اور زہری کے درمیان ایک جھول واسطہ ہے۔ اور ابن جریر مدلس بھی ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اندازہ جائز ہے۔ جیسا اس میں مذکور ہے۔

شہد کی زکوٰۃ کا بیان اس کو طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شہد کے متعلق جتنی بھی حدیثیں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی صحیح ثابت نہیں ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے امام ابو حنیفہ دسواں حصہ زکوٰۃ واجب کہتے ہیں۔ ۱۲۔

اس حدیث کو ترمذی نے دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور اس کا سند صحیح ہے۔ اور اس کا مضمون بخاری مسلم میں بھی ہے۔
حاشیہ صفحہ پہلا اس حدیث کو احمد ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے اسکو ایسے طریق سے روایت کیا ہے۔ جس میں متشانی بن صباح اور ابن لہیعہ دونوں نہیں ہیں۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوا ہے کہ زکوٰۃ میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اور سلف کا ایک جامع کا یہ مذہب ہے۔ امام مالک اور احمد زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں بلکہ صفحہ گزشتہ کے محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

هُوَ فَقَالَ مَا يَلْعَنُ أَنْ تُوَدِّيَ زَكْوَتُهُ فَرُبِّي قَلَيْسَ يَكْنِزُ دَوَاهُ مَالِكَ وَأَبُو دَاوُدَ.
۲۸۳۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الْبَيْتِ
نُعَدُّ لِلْبَيْعِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۲۸۴۔ وَعَنْ رَبِيعَةَ بِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غَيْرِ وَاجِدَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ
بِلَالُ بْنُ الْخَدَّارِ الْمُتَنَبِّئِ مَعَادِنَ الْقَبِيلَةِ وَهِيَ مِنْ نَاجِيَةِ الْفَرَجِ فَلَيْسَ الْمَعَادِنُ لِأَنْوَاعِ
مِنْهَا إِلَّا الزُّكُوتُ إِلَى الْيَوْمِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث

۲۸۵۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي النَّبْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي الْخَضِرَاءِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْعَرَبِيَّاتِ

تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے۔ تو اس کی زکوٰۃ دے دیا کرے۔ تو پھر تو خزانہ نہیں ہے اسکو مالک
اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۸۳۔ حضرت سمور بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تجارت کے مال سے زکوٰۃ دینے
کا حکم دیا کرتے تھے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۲۸۴۔ ربیعہ بن عبد الرحمن بہت سے صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن خدیج
مزی کو قبیلہ کی کانیں بھاگیں میں دیں۔ اور وہ فرج کی طرف ہیں۔ ان سے آج تک صرف زکوٰۃ ہی وصول کی جاتی ہے۔ اس
کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۲۸۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سبز یوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے اور
(بقیہ صفحہ گزشتہ) لیکن صحیح یہ ہے۔ کہ زبور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ جبکہ اس کا سونا یا چاندی نصاب کو پہنچ جائے۔ کیونکہ زبور کی زکوٰۃ کی حد میں

صحت کو پہنچ چکی ہیں۔ ۱۷۔

۱۷۔ حاشیہ صفحہ ۱۷۱ اس حدیث کو حاکم صحیح اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے

سامان تجارت پر زکوٰۃ ہے
اسکو دارقطنی اور ہزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
تجارت کے سامان میں عوام کوئی چیز ہو۔ زکوٰۃ ہے۔ اور چاروں اماموں اور فقہاء سب سے اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔ اسوائے ظاہریہ کہ
کہ وہ سامان تجارت پر زکوٰۃ فرض نہیں سمجھتے لیکن یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ۱۷۵)

صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقْلٍ مِنْ خَسْتٍ أَوْ سِقِيٍّ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي الْجَهَةِ صَدَقَةٌ
قَالَ الصَّقْفِيُّ الْجَهَةُ الْبَيْعُ وَالْبَيْعُ وَالْعَبِيدُ رَوَاهُ الدَّارِقُطِيُّ -

۲۸۶۔ وَعَنْ طَاوُسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أُتِيَ بِوَقْفِ الْبَقْرِ فَقَالَ كَمَا يُؤْتَى فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَبَيُّ رَوَاهُ الدَّارِقُطِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْوَقْفُ مَا لَمْ يَبْلُغِ الْقَرِيبَةَ -

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۲۸۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَهِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ

نہ ملگے ہوئے درختوں میں زکوٰۃ ہے۔ اور نہ ہی پانچ وسق سے کم غلہ میں زکوٰۃ ہے۔ اور نہ کام کرنے والے جانوروں
میں زکوٰۃ ہے۔ اور نہ ہی بیہوشی میں زکوٰۃ ہے۔ معقر نے کہا جیہہ گھوڑے پھر اور غلام کو کہتے ہیں۔ اسکو دارقطنی نے روایت
کیا۔

۲۸۶۔ حضرت طاووس کہتے ہیں۔ کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس وقص کا تین لائی گئیں۔ تو آپ نے فرمایا
مجھے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ اسکو دارقطنی اور شافعی نے روایت کیا۔ اور شافعی
نے کہا کہ وقص وہ ہیں جو زکوٰۃ کے لصاب کو نہ پہنچیں۔

صدقۃ فطر کا بیان فصل اول

۲۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر صدقۃ فطر کھجور اور جو سے

(عاشیہ معقر کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حاکم طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا انوں سے نکلنے والی تمام چیزوں کا
زکوٰۃ یا انوں سے کہتے ہیں۔ اور یہی صحیح ہے۔ امام مالک چالیسواں حصہ زکوٰۃ کہتے ہیں۔ اور یہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے۔ اور اس حد
میں بھی جو زکوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔ ممکن ہے۔ اس سے مراد پانچواں حصہ زکوٰۃ ہی ہو۔ کیونکہ کان اور دقینہ کی زکوٰۃ شریعت نے پانچواں حصہ مقرر کیا

ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ حدیث مرسل بھی ہے۔ ۱۲۔

سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے (عاشیہ معقر نے کہا) اس حدیث کے دو راوی احمد بن حنبل اور معقر بن حبیب
سخت منجیف ہیں۔ اور اس مضمون کی جتنی حدیثیں بھی آئی ہیں۔ سب کی سند میں گفتگو ہے۔ اور ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک سبزیوں میں زکوٰۃ
نہیں ہے۔ خواہ تڑپوں یا خشک اور نہ ہی مصالحات۔ زعفران اور میدوں میں زکوٰۃ ہے۔ خواہ جوئے خشک ہوں یا تر۔ لیکن (عاشیہ معقر کہتے)

عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْرٌ بِأَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۸۸- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ

أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۲۸۹- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي آخِرِ رَمَضَانَ أَخْرَجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرًا أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ

ایک ٹوہ پے مقرر کیا ہے۔ خواہ کوئی آزاد ہو یا غلام اور خواہ مرد ہو یا عورت اور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور حکم دیا ہے کہ عبد کی نماز میں نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ متفق علیہ۔

۲۸۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آنحضرت کے زمانہ میں گندم جو کچھ چھوڑ پھیر اور منقے سے ایک ٹوہ پی کس صدقہ فطر نکالا کرتے تھے۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۲۸۹- حضرت عبداللہ بن عباس نے آخر رمضان میں فرمایا کہ اپنے روزوں کا صدقہ نکالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صدقہ کو مقرر فرمایا۔ کھجور اور جو سے ایک ٹوہ اور گندم سے نصف ٹوہ ہر آزاد۔ غلام مرد و عورت چھوڑنے

وہاں سے صغیر گزشتہ) امام ابو حنیفہ زمین کی ہر پیداوار پر زکوٰۃ واجب سمجھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی دسواں حصہ۔ اور وہ صرف گھاس بانس اور کڑھک کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

۱۵ اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر گاہ میں نہیں سے کم ہوں۔ تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

صدقہ فطر میں نصاب شرط نہیں۔ ۱۵ اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ صدقہ فطر امام شافعی اور احمد کے نزدیک فرض ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب اور امام مالک کے نزدیک سفت موکدہ۔ غلام لونڈی کا صدقہ مالک کے ذمہ ہوگا۔ حنیفیہ صدقہ فطر کے لئے نصاب زکوٰۃ شرط قرار دیتے ہیں۔ باقی ائمہ ثلاثہ اور اسحاق ہی راہبویہ نصاب کے قائل نہیں ہیں صدقہ فطر ہر چیز سے ایک صاع ہے۔ یعنی پونے تین سیر یعنی گندم۔ جو۔ چاول۔ پنے۔ بجوار۔ باجرہ ہر چیز سے ایک صاع لیکن بعض اصحاب نے کہا ہے کہ اگر گندم سے نصف صاع اور جو سے نصف صاع اور چھوڑنے والوں کو ایک صاع سے کم نہیں ہے۔

مَلُوكٍ ذَكَرَ اَوَّانَثِي صَغِيرًا وَاكْبَرَ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
 ۲۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرًا لِلصِّيَامِ مِنَ اللُّغْوِ
 وَالرَّفَثِ وَطَعْنَةً لِلْمَسَاكِينِ رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ۔

الفصل الثالث

۲۹۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي
 بُيُوتِ مَكَّةَ الْإِلَّانَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرَ اَوَّانَثِي حِرًّا وَعَبْدًا صَغِيرًا وَاكْبَرَ مِمَّا
 مِنْ فِيهِ أَوْ سِوَاهُ أَوْ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اور شیبے کی طرف سے اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۲۹۰۔ اور ابھی سے معاینت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر مقرر کیا ہے۔ یہ روزوں کو نفا اور بیہودہ
 باتوں سے پاک کرنا ہے۔ اور مسکینوں کا کھانا ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۲۹۱۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ داد اسے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں
 منادی کرنے والے بھیجا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ مرد ہو یا عورت۔ آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو یا بڑا اور چروٹی
 نصف صاع گندم سے ایک اور صاع دوسرے غلوں سے اسکو ترمذی نے روایت کیا

۱۱ (حاشیہ معمر گزشتہ) اس حدیث کو احمد اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۱ ایک حدیث کی تحقیق۔ (حاشیہ صفحہ ۲۸۱) اسکو احمد شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس

حدیث میں جو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے طعام سے مراد گندم لیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ جیسے کہ حافظ ابن حجر نے اس کی تفریح کی ہے۔ اور ابن خزیمہ اور حاکم
 نے خطبہ لفظ نقل کیے ہیں وہ غیر محفوظ ہے۔ جیسے کہ ابن خزیمہ نے خود اس کی تفریح کی ہے۔ چنانچہ خطبہ دودھ کو کہتے ہیں۔ ۱۲۔

صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کیا جائے ۱۱ اس حدیث کو ابن ماجہ اور دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ صدقہ فطر چار
 اماموں کے نزدیک عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ اگر بعد بھی ادا کرے تو جائز ہے۔ لیکن گنہگار ہوگا۔ ۱۲۔

صدقہ فطر نصف صاع گندم ہے۔ ۱۱ اس حدیث کو دارقطنی، جزیرہ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی

سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والا ابن جریر ہے۔ اور اس کا اسماعیل بن شیبہ سے ثابت نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ حدیث بھی ہے۔ یہ
 حدیث بھی ان لوگوں کی دلیل ہے۔ جو کہتے ہیں کہ صدقہ فطر میں نصف صاع (آدھ ٹوپی) گندم کافی ہے۔ ۱۲۔

۲۹۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي صَعْبِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعٌ مِنْ بَرَادٍ وَفِيهِ مِنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا حُرًّا أَوْ عَبْدًا ذَكَرًا أَوْ نَثَى أَمَا غَيْبُكُمْ فَيَذِكِبُهُ اللَّهُ وَأَمَا فَيْبُكُمْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِمُ الْتَرِيمَ مَا أَعْطَاهُ رُوَاةُ الْبُودَاوَدِ

بَابٌ مَنْ لَا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۲۹۳۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَتْرُوقٌ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَوْلَا أَنِي أَخَافُ أَنْ

۲۹۲۔ عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک ٹوپہ عام گندم یا دو ڈانگ گندم کا دو آدمیوں کی طرف سے ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت جو غنی ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے پاک کریں گے۔ اور جو فقیر ہیں۔ اس کے دینے سے اللہ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ دے گا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

صدقہ لینا کس کو جائز ہے۔

فصل اول

۲۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں پڑی ہوئی ایک کھجور ملی اپنے فرمایا

۱۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے ذیل لی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ صدقہ فطر کے لئے نصاب زکوٰۃ شرط نہیں ہے۔ اس حدیث میں ہی اور جو حدیث کی حدیث میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ صدقہ فطر میں نصف صاع گندم کافی ہے لیکن یہ دونوں حدیثیں اپنی سند کے لحاظ سے بخاری۔ مسلم کی حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جن میں دوسری چیزوں کے ساتھ گندم کا بھی ایک ٹوپہ ہی بتایا گیا ہے۔ اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وہ مکالمہ بھی تاریخی حقیقت رکھتا ہے جو صدقہ فطر کے متعلق ان کے درمیان ہوا۔ امیر معاویہ نے اجتہاد کی بنا پر قیمت کا اندازہ کر کے فتویٰ دے رہے تھے کہ درمی اجناس کا ایک ٹوپہ اور گندم کا نصف ٹوپہ ہے۔ حضرت ابو سعید خدری نے ان کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم گندم کا بھی ایک ٹوپہ ہی صدقہ فطر میں دیا کرتے تھے اور آئندہ بھی ٹوپہ ہی دیا کریں گے۔ اور مدینہ کا ٹوپہ پانچ رطل اور شام رطل ہے یعنی ہمارے حساب سے قریباً اڑھائی سیر اور اسی حساب سے صدقہ فطر اکرنا چاہئے ۱۲۔

تَكُونُ مِنَ الصَّدَقَةِ لِأَكْلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَعَجَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ
الْبَيْهَقِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ لِيْطَرَّحَهَا تَمْرًا قَالَ أَمَا شَعُرْتَ إِنَّا لَأَنَاطِلُ الصَّدَقَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۵۔ وَعَنْ عَبْدِ الْمَطْلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذِهِ
الصَّدَقَاتُ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَعْمَلُ لِصَحْبٍ وَلَا لِأَيِّ مَحَبٍّ وَلَا لِأَيِّ رَوَاكٍ مُسْلِمٍ

۲۹۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نِيَّ بَطْعَامٍ سَأَلَ عَنْهَا هَذَا
أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لَا صَهَابِيَهُ كَلُوا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هِدْيَةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَأَكَلَ

اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ شاید یہ صدقہ کی کھجوریں ہوتی ہیں اس کو کھا لیتا متفق علیہ
۲۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور پر کڑی
اور منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تھوک دے تھوک دے تاکہ وہ اس کو پھینک دے۔ پھر
فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ متفق علیہ

۲۹۵۔ حضرت عبدالمطلب بن ربیع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صدقے لوگوں کی میل کچیل
ہوتی ہے۔ اور یہ محمد اور آل محمد کے لئے حلال نہیں ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا

۲۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا لایا جاتا تو آپ
اس سے پوچھ لیتے کہ یہ ہدیہ یا صدقہ اگر کہا جانا یہ صدقہ ہے تو اپنے صحابہ کو فرماتے تم کھاؤ۔ اور آپ اس سے نہ کھا

معمولی گری پڑی چیز کھالینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی معمولی چیز گری پڑی چیز مل جائے جس کے متعلق
خیال ہو کہ اس کا تاش نہیں کرے گا تو اس کا لے لینا جائز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منفق آدمی کو شہ کی چیز سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور یہ بھی

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل پر صدقہ حرام ہے۔ ۱۲۔

زکوٰۃ کن لوگوں پر حرام ہے۔ اس حدیث کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل پر بھی صدقہ حرام ہے۔ اور آل کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح وہ تفسیر ہے۔ جو زید بن العرقم

نے بیان کی ہے کہ آل علی آل عباس۔ آل جعفر آل عقیل اور آل محمد بن عبدالمطلب پر صدقہ حرام ہے۔ ۱۲۔

صدقہ میل کچیل ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ بیہقی اور طبرانی نے بھی صحابہ برصغیر (مکمل)

مَعَهُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۲۹۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سِنِينَ أَحَدَى السَّنِينَ أَتَاهَا عَيْتَقَتْ فُجِرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَالِدُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَلْمَةُ تَقُوْرُ بِكُمْ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْرًا وَأَدَمَ مِنْ أَدَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ الْمَارِبُوقَةُ فِيهَا لَحْمٌ قَالُوا بَلَىٰ وَلَيْكُنْ ذَلِكَ لَحْمٌ نَصِدَاقِي بِهِ عَلَىٰ بَرِيْرَةَ وَأَنْتِ لَأَتَاكُلِي الصَّدَاقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَاقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۲۹۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُنْيِبُ عَلَيْهَا رَوَاكَا الْبَخَارِ

اور اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ بھی اپنا ہاتھ بٹھاتے اور ان کے ساتھ مل کر خود بھی کھاتے۔ متفق علیہ
 ۲۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بریرہ کی وجہ سے تین احکام کا پتہ چلا۔ ایک حکم تو یہ تھا کہ وہ آزاد ہوئی۔
 تو اسے اپنے خاندک کے متعلق اختیار دیا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلاء اس آدمی کو ملے گی۔ جس نے
 آزاد کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے۔ اور ہنڈیا گوشت سے بھری ہوئی ابل رہی تھی۔ آپ کے سامنے روٹی
 اور گھر کا سائین رکھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کیا میں نے گوشت کی ہنڈیا نہیں دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ لیکن یہ گوشت تو
 بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا۔ وہ اس کے لئے صدقہ تھا۔ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ متفق علیہ۔
 ۲۹۸۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور اس کا معاوضہ بھی
 دیدیا کرتے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(حاشیہ صحیح گوشت) روایت کیا ہے۔ صدقہ کو میں اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ جس طرح بدن سے میل اتر جائے تو بدن پاک صاف ہو جاتا ہے
 اسی طرح صدقہ دیا جائے۔ تو مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔ ۱۱۔

صدقے اور ہدیے کا فرق
 (حاشیہ صفحہ ۱۱۱) اس حدیث کو محمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ
 ہیں۔ اور ابویانہ اور انس نے اسے اس معنی میں روایت کیا ہے۔ صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ تو ہر جوں کو ان کی اولاد
 کے لئے دیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اس میں لینے والے کی ذلت بھی ہوتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی مقرر آل پر حرام ہے۔ آپ اس
 کو نہ لیتے اور ہدیہ بطور اعزاز کسی معزز آدمی کو دیا جاتا ہے۔ آپ اسکو کھا لیتے۔ صدقہ غنی پر بھی حرام ہے۔ اور ہدیہ غنی کے لئے بھی جائز ہے۔ اس کے علاوہ
 وہ صدقہ بھی معاوضہ نہیں ہوتا۔ اور ہدیہ میں معاوضہ بھی ہوتا ہے۔ ۱۲۔

صفت کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی۔
 اس حدیث کو امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم (حاشیہ صحیح گوشت)
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۹۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دُعِيْتُ إِلَى كُرْعٍ لَجَبْتُ وَ لَوْ أَهْدَى إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبَلْتُ ذَوَاةَ الْبُخَارِيِّ.

۳۰۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمَسْكِينُ الَّذِي يُكْوَفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللَّقْمَةُ وَاللُّقْمَانُ وَالثَّمَرَةُ وَالثَّمَرَاتُ وَلَكِنَّ الْمَسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غَنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفِطِنُ بِهِ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۳۰۱۔ عَنْ أَبِي ذَرِفِعَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ

۲۹۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے پارچہ کی طرف دعوت دی جائے تو مجھیں قبول کروں۔ اور اگر مجھ کو بازو کا ہدیہ دیا جائے۔ تو میں قبول کروں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۳۰۰۔ انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں سے پھر کر مانگ لے کر پھیرتا ہے اسکو ایک لقمہ یاد دقتے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں لیکن مسکین وہ ہے جو اتنی گنجائش نہ مانے۔ جو اس کو بے نیاز کر سکے۔ اور جس کا پتہ بھی نہ چل سکے۔ کہ اسپر صدقہ کیا جائے۔ اور نہ ہی وہ کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرے۔ متفق علیہ

فصل دوم

۳۰۱۔ ابو ذریعہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو ہاشم کے ایک آدمی کو صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرنے

اور حاشیہ معزز شہنشاہی ہوا کہ جب صدقہ کی صفت بدل جائے۔ تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے جیسے کہ کوئی امیر آدمی کسی غریب سے صدقہ لے کر پھیرتا ہے یا کوئی فقیر صدقہ لے کر پھیرتا ہے یا کسی کو اس کے طور پر دینے۔ تو اس کو اس کا کمالینا ہونا چاہیگا۔ ۱۲۔

ہدیہ کا معاوضہ فوری طور پر نہ دے۔ ۱۳۔ اس کو احمد اور ابو داؤد ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ ہدیہ کا معاوضہ ضرور ادا کر دینا چاہیے۔ چاہے کسی سعادت میں بھی ہوا اور کسی وقت معاوضہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کسی اور وقت اس کا معاوضہ ادا کرنا۔ ۱۴۔ ہدیہ واپس نہ کرنا چاہئے (حاشیہ معزز) اس کو نہ ماننے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خوشی سے ہدیہ پیش کرے۔ تو خواہ وہ ہدیہ اپنا ذات میں کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اسکو واپس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ہدیہ لانے والے کی دل شکنی ہوتی ہے۔ ۱۵۔

۱۶۔ اس حدیث کو مالک احمد ابو داؤد۔ نسائی ابن حبان اور ابن مردودہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہدیہ مانگنے والوں کی نسبت ان سفید پوش غریبوں کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ جو شرم کا وہم سے کسی کے آگے اپنا ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔

فَقَالَ لِأَبِي رَافِعٍ أَصْبَعِي كَيْمَا تُصِيبُ مِنْهَا فَقَالَ لِأَخِي أَبِي رَسُولٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَسْأَلُكَ فَأَنْطَلِقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تُحِلُّ لَنَا وَإِنَّ
مَوَالِيَ الْقَوْمِ مِنَ انْفُسِهِمْ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۰۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحِلُّ الصَّدَقَةُ لِعَبِيٍّ
وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سِوَى رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو مَاجَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۳۰۳. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْجَارِ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ أَنَّهُمَا اتَّبَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کے لئے بیجا۔ اس نے ابورافع سے کہا۔ کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ جو مجھے ملے گا۔ اس سے آپ کو بھی حصہ مل جائے گا میں نے کہا کہ نہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ اور کسی قوم کا مولیٰ (آزاد شدہ غلام) انہی میں سے ہوتا ہے اسکو اس کی ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ غنی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور نہ تندرست کافر کے لئے حلال ہے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی نے روایت کیا۔ اور احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے اسکو ابوہریرہ سے روایت کیا۔

۳۰۳۔ عبید اللہ بن عدی بن حیار نے کہا۔ کہ مجھ کو دو آدمیوں نے خبر دی۔ کہ وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے

سید محکمہ زکوٰۃ میں ملازمت نہ کرے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل و عیال پر حرام ہے۔ اسی طرح ان کے اموں پر بھی حرام ہے۔ خواہ وہ ابھی حکمت میں ہوں یا آزاد ہو چکے ہوں۔ یہ ابورافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ غلام تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے غلاموں کو صدقہ احد زکوٰۃ کے محکوموں پر ملازمت بھی نہیں کرنی چاہیے۔ ۱۲۔

تندرست آدمی زکوٰۃ کے لئے مستاہل ہے یا نہیں؟ غنی آدمی کو زکوٰۃ لینا بالاتفاق حرام ہے۔ اور تندرست کافر کے لئے اگر غریب ہو تو امام شافعی کے لئے بھی صدقہ اور زکوٰۃ حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ تندرست جو ان آدمی کو اگر وہ غریب ہوں زکوٰۃ لینا جائز قرار دیتے ہیں اور غنی وہ ہے جس کے پاس دو سو درہم ہوں یا اور کسی طرح کے نصاب زکوٰۃ کا مالک ہو۔ اس حدیث کو ابن حبان۔ بنار۔ حاکم اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ وَهُوَ يُقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَهُ مِنْهَا فَرَفَعَ قَبِيْلًا النَّظْرَ وَخَفَضَهُ فَرَأَى نَجْلًا
فَقَالَ إِنَّ سِنَّتَهُمْ أَعْطَيْتُمْكُمْ وَأَلْحَقْتُمْ فِيهَا الْغَنِيَّ بِمَلَاقِيٍّ مَكْتَسِبٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
۳۰۴. وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْلُ الصَّدَقَةَ
لِغَنِيِّ إِلَّا لِحَسْبَةٍ لِعَارِفٍ سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِعَارِمٍ أَوْ لِحُلٍّ إِشْتَرَاهَا بِبَالٍ أَوْ لِحُلٍّ
كَانَ كَجَارٍ مُسْكِينٍ فَصَدَّقَ عَلَى الْمُسْكِينِ فَأَهْدَى الْمُسْكِينُ لِلْغَنِيِّ رَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ
دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ دَاوُدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَوْ ابْنِ السَّبَّيْلِ
۳۰۵. وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِقِيُّ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَذَكَرَ حَبِيبَنَا

اور آپ حجۃ الوداع میں صدقہ کا مال تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم دونوں نے بھی آپ سے سوال کیا۔ تو آپ نے ہم کو بغور دیکھا
کہ اچھے منطوب موٹے تازے ہیں۔ تو آپ فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تم کو دسے دوں۔ لیکن اس میں غنی آدمی اور طاقتور کمانی
کر لینے والے آدمی کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۰۴۔ عطاء بن یسار نے مرسلہ روایت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ غنی آدمی کو حلال نہیں
گر پانچ طرح کے غنی کو لینا جائز ہے۔ یا قائلہ کے راستہ میں لڑائی کرنے جا رہا ہو۔ یا صدقہ وصول کرنے پر لازم ہو۔ یا اس کو کوئی
توان دینا پڑ جائے۔ یا جو صدقہ کے مال کو قیمت سے خریدے۔ یا جس کا ہمسایہ عزیز ہو۔ اور اس پر صدقہ کیا جائے۔ بچہ مسکین
غنی کو ہدیہ بھیجے۔ اسکو مالک اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی ابوسعید وال روایت میں مسافر کے لفظ بھی ہیں۔
۳۰۵۔ زیاد بن حارث صدائی نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپ سے بیعت کی۔ پھر اس نے لمبی

حجۃ الوداع کیوں نام ہوا۔ لہ اس حدیث کو احمد و ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حجۃ الوداع
وہ حج ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد سلسلہ میں کیا تھا۔ اور وداع اس کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد ان حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔

۳۰۵۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند اچھی ہے۔ اس حدیث میں جو پانچ صورتیں بیان کی گئی ہیں ان میں صدقہ
حقیقت میں صدقہ ہی نہیں رہتا۔ اس کی صورت یکسر بدل جاتی ہے اور صدقہ کا لفظ ان پر ظاہری صورت کے لحاظ سے بولنا گیا ہے۔ پہلی صورت
میں تو وہ فوجی کا اسلحہ یا تنخواہ ہے اور دوسری صورت میں وہ لازم کی تنخواہ ہے اور تیسری صورت میں وہ حکومت کا کام ہے اور چوتھی صورت
میں وہ پیسے سے خریدی ہوئی چیز ہے اور پانچویں صورت میں وہ ہدیہ ہے ۱۱۲

طَوِيلًا فَاتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَرْضَ بِكُمْ بَعِي وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَأَهَا ثَابِتًا نَبِيًّا أَجْزَاءً فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ اعْطَيْتَكَ زَوَاكَاةَ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث

۳۰۶۔ عن زيد بن أسلم قال سرتب عمر بن الخطاب لبنا فاعجبه فسأل الذي سقاه من أين هذا اللبن فاجتبه أنه ورد على ماء قد سماه فإذا تعم من نعم الصدقة وهم يسقون فحلبوا من ألبانها جعلت في سقائي فهو هذا فأدخل عمر يداه فاستقاء زواكاه مالك واليه في سبعين الإيمان

حدیث بیان کی۔ پھر کہا کہ آپ کے پاس ایک آدمی نے اگر کہا کہ مجھ کو کچھ صدقہ کے مال سے دیدو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کی تقسیم میں نبی کے فیصلہ پر رضا مند ہوا۔ اور نہ کسی اور کے فیصلہ پر بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا۔ اور ان کو آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اگر تو ان لوگوں میں سے ہے۔ تو میں تجھ کو دے دوں گا۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا

فصل سوم

۳۰۶۔ زید بن اسلم نے کہا۔ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا۔ آپ کو بڑا مزیدار معلوم ہوا۔ آپ نے پلانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے لائے۔ تو اس نے بتایا کہ وہ فلاں پانی کے گھاٹ پر گیا تھا۔ وہاں صدقہ کے اونٹ تھے۔ وہ ان کو پانی پلا رہے تھے۔ انہوں نے ان کا دودھ دوبا۔ تو میں نے بھی اپنی چھاگل میں لے لیا۔ یہ وہی دودھ ہے۔ تو حضرت عمر نے مزہ میں اپنا ہاتھ ڈال کرتے کر دی۔ اس کو مالک اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

زکوٰۃ کے آٹھ مصروف
اسکو لہاوی نے بھی روایت کیا ہے۔ زکوٰۃ کے مصروف کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو آٹھ دین مقرر کیے ہیں۔ یہ ہیں۔ فقیر مسکین زکوٰۃ وصول کرنے والے کی تنخواہ اور وہ لوگ جن کو اسلام کی طرف مائل کرنا یا اسلام پر مضبوط کرنا۔

مقصود ان پر خرچ کرنا۔ غلاموں کا آزادی میں دینا۔ نادان بھرنے والوں کی امداد کرنا۔ غازیوں اور طالب علموں کی امداد کرنا۔ امداد مسافروں کو خرچ دینا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اپنی زکوٰۃ کے آٹھ حصے کرے۔ اور ہر ایک حصہ کو ایک ایک دین میں ادا کرے۔ اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں۔ کہ تمام دینوں میں خرچ کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ ان آٹھ دینوں میں سے کسی دین میں خرچ کر دے۔ تو ٹھیک ہے۔ بعض کے نزدیک مؤلفہ العقوب کی مدد ختم ہو چکی ہے۔ تاوان بھرنے والا اگر غنی بھی ہو تو بھی اس کی امداد کی جائے کہ اس طرح غازی امداد مسافر اگر غنی بھی ہوں تو بھی ان کی امداد کی جائے گی۔ بشرطیکہ مسافر کے پاس اس وقت پیسہ موجود نہ ہو۔ ۱۲۔

ربانی برصغور آئندہ

بَاب مَنْ لَا يَعْمَلُ لِمَسْئَلَةٍ وَمَنْ يَجْعَلُ لَهُ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۳۰۷۔ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالََةً فَأَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُ فِيهَا فَقَالَ أَمْرٌ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَمَا مَرَّلَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَجْعَلُ إِلَّا رَجُلًا ثَلَاثَةَ رَجُلٍ تَجْعَلُ حَمَالََةً فَجَعَلْتَ لِمَسْأَلَةٍ حَتَّى يُصِيبَ بِهَا ثُمَّ يَسِيكَ وَدَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِعَةٌ يُتَمَاتِحُ مَا لَهُ فَجَعَلْتَ لِمَسْأَلَةٍ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سَدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُومَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْعِيْلِ مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ أَصَابَتْ فَلَنَا فَاقَةٌ فَجَعَلْتَ

کس کو سوال کرنا جائز ہے اور کس کو جائز نہیں ہے
فصل اول

۳۰۷۔ قبیسہ بن مخارق نے کہا کہ میں نے ایک ضمانت اٹھائی۔ اس سلیبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوال کرنے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھہر جا۔ جب ہمارے پاس کوئی صدقہ آئے گا۔ تو ہم نیزے لئے حکم دیں گے۔ پھر فرمایا۔ اسے قبیسہ سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جو کوئی ضمانت اٹھائے۔ اور وہ اسکو ادا کرنی پڑے۔ تو اس کو اتنی رقم مانگنے کی اجازت ہے کہ وہ تادم پورا ہو جائے۔ پھر بس کر دے۔ اور ایک وہ آدمی جس کو کوئی بستی آفت پڑے۔ کہ اس کا مال برباد ہو جائے۔ تو اس کو اتنا مانگنا جائز ہے۔ کہ اپنی حالت کو درست کر سکے۔ اور ایک وہ آدمی جس کو فاقہ آرہے ہوں۔ یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین معتبر آدمی اس کے متعلق شہادت دیں۔ کہ فلاں آدمی کو فاقہ آ رہی ہے

علم فاروق کے تقویٰ کا منظر **۱۷** یہ حدیث منقطع یا معطل ہے حضرت عمر خود تو فرماتے تھے صدقہ کا مال لینے کے مستحق نہ تھے اور پلٹنے والا بھی نوب د تھا۔ کہ ان سے صدقہ لے کر آگے بڑھ دیا ہو۔ اس لئے حضرت عمرؓ وہ دد دھتے کر دیا اور یہ تقویٰ تھا۔ حد لائی میں اگر کوئی ایسی چیز کی مالیت۔ تو اس پر کوئی مسامحہ نہیں ہے۔ ۱۷۔

تین آدمیوں کو مانگنا جائز ہے **۱۷** (حاشیہ صفحہ ۲۱۷) اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن خنیہ۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ان تین آدمیوں کو مانگ لینا جائز ہے۔ ایک ضمانت اٹھانے والے مثلاً لوگ لڑ رہے ہوں۔ خون خرابہ ہونے والے یا مال غنایا۔ ایک شخص بچہ میان میں اگر دیت اپنے ذمے لے لی۔ یا کسی مفروضہ کا قرض اپنے ذمے لے لیا۔ اس کو اتنی رقم مانگ لینا جائز ہے کہ جس سے یہ نہیں پوری ہو جائیں۔ یا وہ آدمی جس کا مال برباد ہو گیا۔ یا چوری ہو گیا۔ یا مکان جل گیا۔ یا کلبیاں کو آگ لگ گئی۔ اور اگر دوسرے سے مانگا گیا (حاشیہ صفحہ ۲۱۷)

لَا الْمَسْئَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِّنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سَدًا حَامِنَ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ
يَا قِيَصَةَ سُحَّتْ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُهْنًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ
تَكَثُرًا فَإِنَّمَا يَسْتَلُّ جَهَنَّمَ أَفَلَيْسَتْ تِلْكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۹. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ
يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَيْسٌ فِي وَجْهِهِ مُزَعَةٌ لَحْمٍ مَّتَّقَى عَلَيْهِ
۳۱۰. وَعَنْ مَعْقُوبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْحَقُوا فِي الْمَسْأَلَةِ فَوَاللَّهِ

ہیں۔ تو اس کے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی درمیانی زندگی گزار سکے۔ اور ان کے سوا جو سوال ہے اسے قبیحہ
وہ حرام ہے جو اس کا کرنے والا حرام کھاتا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جو لوگوں سے صرف مالدار ہونے کے لئے سوال کرے، تو وہ آگ کے انگارے
اکٹھے کرتا ہے۔ خواہ تھوڑے کرے یا زیادہ کرے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۰۹۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمی لوگوں سے سوال کرنا ہے یہاں
تک کہ جب وہ قیامت کو آئے گا۔ تو اس کے چہرے پر کوئی گوشت کا ٹکڑا نہیں ہوگا۔ متفق علیہ

۳۱۰۔ معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کرنے میں مبالغہ نہ کیا کرو۔ خدا کی

رہائی سے گزرتے) اسکو سوال کرنا جائز ہے۔ اور تیل یا قزورہ آدمی وہ ہے۔ جو پیلے لوگوں میں غنی اور مالدار مشہور ہو۔ اس کی گواہی کی ضرورت
ہے۔ کہ اب یہ آدمی واقعی تنگ دست ہے۔ اور یہ شہادت بھی مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے۔ اور جو پیلے ہی تنگ دست ہو اس کی عزیمی کی
شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ شہادت کے بغیر بھی مانگ سکتا ہے۔

تاجانز مانگنے والا اور خبی ہے **۱۵** اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم
ہوا۔ کہ اگر گزیر ہر کئی صورت ہو سکتی ہو۔ تو ایسے آدمی کو سوال کرنا حرام ہے۔ ممکن ہے یہ پیسے گرم کر کے اس کو ان سے داغ دیا جائے۔

یا جسے یہاں جہنم کی سزا دی جائے۔ **۱۶۔**
مانگنے والا قیامت کو بد شکل ہوگا۔ **۱۷۔** اس کو سنائی نے روایت کیا ہے۔ اور احمد اور ابن جریر نے بھی اسی مضمون کی
ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تاجانز سوال کرنے والا قیامت کے دن نہایت ذلیل ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ
حقیقتاً اس کے چہرے پر گوشت ہاتی نہ رہے۔ کہ قیامت کو انتہائی بد صورت ہوگا۔ کیونکہ مانگتے وقت بھی اپنی شکل و صورت بری بنانی پڑتی ہے۔ **۱۷۔**

لَيْسَ لِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا فَخَرَجَ لَمْ يَسْئَلْنِي مِثِّي شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارَةٌ فَيُبَارِكُ لِي فِيمَا أُعْطِيتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۳۱۱ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّازِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَلْخُذَ أَحَدُكُمْ
 حَبْلَكَ فَيَأْتِي بِخَيْرٍ مَتَى حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعُهَا فَيَكْفُ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ
 أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۱۲ - وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ
 فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصْرٌ حَلُوفٌ مَنْ أَخَذَكَ بِسَخَاوَةِ نَفْسِ بُرُوكَ لَمْ
 فِيهِ وَمَنْ أَخَذَكَ بِإِشْرَافِ نَفْسِ لَمْ يُبَارِكْ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا

تم اگر کوئی تم میں سے مجھ سے زبردستی کوئی چیز حاصل کر لے گا۔ جس کو دینا میں پسند نہیں کرتا۔ تو جو کچھ میں اس کو دوں گا۔ اس میں اس کو برکت نہیں ملے گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۱۱ - زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی تم میں سے اپنی رسمالے لے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا ایک گٹھالے آئے۔ اور اس کو بیچ کر اپنے منہ کو سوال کی ذلت سے بچائے تو یہ اس کے لئے لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے۔ چاہیں تو اس کو دیں۔ اور چاہیں تو اس کو نہ دیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۳۱۲ - حکیم بن حزام نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ آپ نے مجھ کو دے دیا پھر سوال کیا پھر دے دیا۔ پھر مجھ کو فرمایا۔ اسے حکیم یہ مال بڑا ترسناک اور بیٹھلے ہے۔ جو اس کو سخاوت نفس سے لے گا۔ تو اس کو اس میں برکت ہوگی۔ اور جو اس کو نفس کی خواہش سے لے گا۔ اسکو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے

سوال میں ضد نہ کرے۔ - **۱۷** اس حدیث کنانی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون کی ایک

حدیث ابو یوسف نے ابن عمر سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں سائل کو سمجھایا گیا ہے۔ اگر نہایت مجبوری کا وجہ سے مانگا پڑ جائے۔ تو پھر سوال کرنے میں باغ و کرہ۔ اس سے دو نقصان ہوتے ہیں۔ ایک تو اپنے مال میں برکت نہیں رہتی۔ اور دوسرے اس شخص کو قبیح تکلیف ہوتی ہے۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ اور سائل اس کو مانگ کر تنگ کرے۔ سوالی کو چاہیے کہ سوال کرے۔ کسی نے کچھ دے دیا تو یہ لیا در ضد نہ کرے۔ ۱۷ -
 محنت کر لینا مانگنے سے بہتر ہے۔ - **۱۸** اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی مضمون کی ایک حدیث مالک بخاری۔ کنانی اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث میں ترفیہ دی گئی ہے۔ کہ حضرت اور حاجت کے وقت بھی اگر لوگ آدمی سوال کرے تو بہتر ہے سوال کی ذلت سے محنت کر لینا ہر دو بہتر ہے۔ اس میں کوئی ذلت نہیں ہے۔ ۱۸ -

خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَىٰ قَالَ حَلِيمٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَدُ أَحَدًا بَعْدَكَ
شَيْئًا حَتَّىٰ أَفَارِقَ الدُّنْيَا مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ

۳۱۳۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى النَّبْرِ وَهُوَ يَدُ كُرِّ الصَّدَاقَةِ
وَالْتَعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ الْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ التَّنْفِيقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ
السَّائِلَةُ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ

۳۱۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ إِنَّ أَنَسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَمَّ فَأَعْطَاهُ حَتَّىٰ لَقَدَا مَا عِنْدَكَ فَقَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَكَ عَنْكُمْ وَ

کوئی کھاتا جائے۔ اور میرا نہ ہو۔ اور بلند ہاتھ پچھلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اس
خدا کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کے بعد میں کسی کا مال مانگ کر کم نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ میں دنیا
سے چلا جاؤں۔ متفق علیہ۔

۳۱۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضہ اور سوال سے بچنے کا نکتہ
کہنے ہوئے فرمایا۔ بلند ہاتھ پچھلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور بلند ہاتھ وہ خرچہ کرنے والا ہے اور پچھلے ہاتھ وہ سوال کرنے والا ہے۔
۳۱۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کیا۔ آپ نے ان کو دے دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ میں

خواہش نفس سے لینا بہت پر لہے ۱۵ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ بغیر لیل
اور بغیر خواہش کے اگر کوئی چیز لے جائے۔ تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن مانگنا اور دل میں خواہش رکھنا برا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد حکیم بن حزام نے ساری عمر کوئی چیز نہ لے۔ ۱۶

۱۵ اس حدیث کو مالک۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث میں سہل کی مذمت اور علی رضی اللہ عنہما کی توجیہ ہے۔ کہ دینے والے
جو لینے والے نہ بنو۔ آدمی کو چاہئے کہ جتنا بھی ہو سکے سوال کرنے سے بچے اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ وہی دینے والا ہے اور جب تک
ہو سکے سوال کرنے اور لینے سے بچے کہ اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے علاوہ اور کوئی چیز نصیب
نہیں ہوتی اور ماسوا اس کے مانگنا شرعی جرم بھی ہے جب تک کہ وہ شرائط پائے جائیں جو مانگنے کے لیے شریعت نے مقرر کر رکھی
ہیں اور ایسے تین آدمی ہیں ہر طرح کے معذور لوگ، خود دانا آدمی جو مزدوری کرنا ہو لیکن انحرافات پورے نہ ہوتے ہوں، یا تاجران بھر پورے ۱۶۔

مَنْ يَسْتَعِفُّ لِعِيفَةِ اللَّهِ وَمَنْ يَسْتَعْفِفُ لِعِيفَةِ اللَّهِ وَمَنْ يَتَصَبَّرُ لِصَبْرَةِ اللَّهِ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدًا عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۱۵۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِبْ أَفْقَرًا إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ خُذْهُ فَاقْبَلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْكَمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا تُتْبِعُهُ نَفْسَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۳۱۶۔ عَنْ سُمَّةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلُ كَمَا دَخَلَ بَيْتَكَ

تہے چھپا کر ذخیرہ نہیں کرتا۔ اور جو سوال کی ذلت سے بچے گا۔ اللہ اس کو بچائے گا۔ اور جو غنی رہنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو مستثنیٰ کر دے گا۔ اور جو صبر کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا۔ اور صبر سے بہتر کسی آدمی کو بھی کوئی بخشش یا خیر نہیں ملی متفق علیہ

۳۱۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بعض اوقات کچھ دیتے تو میں کہتا جو مجھ سے زیادہ غریب ہیں۔ ان کو دیدو۔ تو آپ فرماتے۔ اس کو لے لو۔ اور زیادہ دو تمہد بن جاؤ۔ اور صدقہ کرو جو مال بغیر طبع اور بغیر سوال کے مل جایا کرے۔ وہ لے لیا کرو۔ اور جو اس طرح نہ لے۔ تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت لگاؤ۔ متفق علیہ

فصل دوم

۳۱۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کرنا خراش ہے

صبر کرنا مانگنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کا احمد اور ابن ماجہ کے سوا باقی اصحاب سنن۔ ابن جریر اور طحاوی، ابی

بن سعد۔ ابی نعیم۔ ابن حبان اور سعید بن مسعود نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں سوال سے بچنے کی ترمیم اور قناعت اور گزند رسکوں کی پرہیزگاری ترمیم دیکھی گئی ہے۔

بغیر خواہش کے مال ملے تو لے لو۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا

کہ وہ مال جو بغیر سوال اور دل کی خواہش کے مل جائے۔ تو وہ حلال اور طیب ہے۔ اور اگر صدقہ اور زکوٰۃ کا مال نہ ہو تو ایسا مال دو تمہد اور غنی کو بھی لے لینا جائز ہے۔ اور اگر سوال کر لیا۔ یا کم از کم اپنے دل میں اسکی خواہش رکھی۔ اور تاک لگائے۔ کہ یہ مجھ کو مل جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو تمہد آدمی کے لئے حلال اور طیب نہیں رہتا۔ البتہ غریب آدمی کو اس کے پیچھے کوئی حرج نہیں ہے۔ ۳۔

بِمَا الرَّجُلُ وَجَّهَهُ فَمَنْ شَاءَ ابْتغَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهَا اِلَّا اَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْ فِي اَمْرٍ لَا يَجِيءُ مِنْهُ بَدَأًا اِنْفَاكَ اَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسَاتِيءُ

۳۱۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَمْ يَأْتِ بِغَيْرِهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْئَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ خُمُوشٌ اَوْ خُدُوشٌ اَوْ كَدُوشٌ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا يُغْنِيهِ قَالَ خَمْسُونَ دَرَاهِمًا اَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّرِمِيُّ

۳۱۸۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَكَ مَا يُغْنِيهِ فَاِنَّمَا يَسْتَكْرِئُ مِنَ النَّارِ قَالَ التَّفِيْلِيُّ وَهُوَ اَحَدُ لِقَاتِهِ فِي مَوْضِعٍ اٰخَرَ وَمَا الْغِنَى الَّذِي لَا يُغْنِي

کہ جس سے سوال کرنے والا اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے۔ پھر جو شخص چاہے۔ اپنے چہرے کی آبرورکھے۔ اور جو چاہے اسکو بھیٹ دے۔ گریہ کہ آدمی سوال کرے۔ بادشاہان سے یا کسی ایسے کام میں سوال کرے۔ جس میں کوئی چارہ نہ ہو۔ اسکو ابو داؤد۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی لوگوں سے سوال کرے۔ حالانکہ اس کے پاس گزراہے کے لئے ہو۔ تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا۔ کہ اس کے چہرہ پر خروشیں ہوں گی۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول گزارہ کتنے سے ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پچاس درہم یا سونے سے اس کی قیمت۔ اس کو ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۱۸۔ سہل بن محمد نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سوال کرے۔ اور اس کے پاس گزراہے کے لئے ہو۔ تو وہ زیادہ آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ نقلی نے (اور وہ اس حدیث کا ایک راوی ہے) ایک دوسری جگہ میں کہا ہے۔

دو تمتع بیت المال سے امداد نہ لے لے اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اس سے اگلی حدیث میں راوی نے یہی لفظ استعمال کیئے ہیں خموش۔ خدوش اور کدوش یہ راوی کو شک ہے۔ کہ انھوں نے غشا نذیر لفظ فرماتے تھے۔ یا یہ بیگن ان کے معنی قریباً ایک ہی ہیں یعنی زخم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ بغیر اللہ عز و جرت کے کسی سے سوال نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر کہنا ہی ہو تو بادشاہ سے سوال کرے۔ جو بیت المال کا مالک ہے۔ پھر اگر مانگنے والا زویب ہے۔ تو بیت المال سے اس کو مال لینا درست ہے۔ اور اگر وہ غنیمت ہو اور بیت المال میں زکوٰۃ وغیرہ کا پیسہ بھی غلط لطف ہوتو اس سے دو گونہ کہ نہیں لینا چاہیے اور اگر صدقات کی رقم اس میں شامل نہ ہو تو پھر آزادی سے لے سکتا ہے۔ ۱۰۔ کس حالت میں سوال کرنا جائز ہے اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود کی وصی شہر بن حواری نے

مَعَ الْمَسْئَلَةِ قَالَ قَدَّارٌ مَا بَعْدَ يَدٍ وَيُعْشِبِي وَيَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ أَنْ يَكُونَ لَهُ شَبَعٌ بِيَوْمِ أَوْلِيَّتِهِ وَيَوْمِ رَوَاةِ أَبُو دَاوُدَ.

۳۱۹۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أَوْقِيَةٌ أَوْعِدْ لَهَا فَقَدْ سَأَلَ الْحَافِرَ وَأَهْمَالِكُ وَأَبُو حَافِرَةَ الشَّامِيُّ.

۳۲۰۔ وَعَنْ حُبَيْشِ بْنِ جَنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيِّ وَلَا لِدِينِي مَرَّةٍ سِوَى الْأَلَيْنِي فَقِيمٌ مُدْفِعٌ أَوْ غَرِيمٌ مُفْطِيعٌ وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ لِيُثْرِي بِهِ مَالَهُ كَانَ تَحْشَانِي وَجِهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَرِضْفًا يَا كُلَّهُ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَقِلْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُبْكَدْ رَدَاةُ التَّرْمِذِيُّ.

اور وہ غنی کنتھی ہے۔ اور جس کے بعد سوال کرنا منع ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا ایک دن سات کا کھانا اور ایک دوسری بجگین کہا جس کے پاس ایک دن کی سیری کے لئے کھانا ہو۔ یا دن سات کی سیری کے لئے ہو۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ۳۱۹۔ عطاء بن یسار بنو اسد کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی تم میں سے سوال کرے۔ اور اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر چاندی ہو تو اسے بے حرودت چٹ کر سوال کیا۔ اسکو ابو داؤد۔ مالک اور نسائی نے روایت کیا۔

۳۲۰۔ حبشی بن جنادہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنا تو غنی کو جائز ہے۔ اور نہ طاقتور کائی کرنے والے کو مگر اس آدمی کو جسکو نوزی نے مٹی میں ملا دیا ہو۔ یا اس پر تافان ہو۔ بہت بھاری۔ اور جو آدمی اس نے سوال کرے تاکہ اپنے مال کو بڑھائے تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم ہوں گے۔ یا اس کے لئے جہنم کے گرم پتھر ہوں گے جس کو وہ کھائے گا۔ پھر جو شخص چاہے کم کرے۔ اور جو چاہے زیادہ کرے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

ہاشیہ صفحہ گذشتہ) حدیث میں سوال کرنے کا نصاب پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر ہونا آیا ہے۔ کہ جس نے پان اتنا ہو۔ وہ سوال نہ کرے اور ایک حدیث میں چالیس درہم لکھا ہے۔ اور ایک حدیث میں سات دن کا کھانا فرمایا ہے۔ ۱۱۱۱۔ ابن مبارک اور اسحاق نے پہلی حدیث کا مقبول کیا ہے اور بعضوں نے دوسری حدیث کو معمول بنایا ہے۔ ۱۱۱۱۔ ابو حنیفہ نے تیسری حدیث کو ملسنے دکھ کر کہا ہے کہ جس آدمی کے پاس ایک دن سات کا کھانا ہو۔ اس کو سوال کرنا حرام ہے۔ اور زکوٰۃ کا لینا حرام نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے لئے الگ نصاب ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب تک وہ کسی نصاب زکوٰۃ کا تک نہ ہو۔ تب تک زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ ۳۰۔

(باقی صفحہ آگے)

۱۱۱۱۔ اس حدیث کو طرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے عمیر میں بھی روایت کیا ہے۔ ۴۳۔

۳۲۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَقَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَأَلِهِ فَقَالَ أَمَا فِي بَيْنِكَ شَيْءٌ فَقَالَ بَلَى جِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضُهُ وَنَتَبَسُّ طَبَعُهُ وَقَعَبٌ تَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ قَالَ أَتَيْتَنِي بِمَا فَاتَاكِ بِهِمَا فَأَخَذَ هُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ وَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا أَخَذُ هُمَا بِدَرَاهِمِينَ فَأَعْطَاهُمَا أَبَاكَ فَأَخَذَ الدَّرَاهِمِينَ فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِي لِحَدِيثِهَا طَعَامًا كَأَنِّي نَذَرْتُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِي لِأَخِي فَقَدْ دَامَا فَاتَيْتَنِي بِهِمَا فَاتَاكِ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَوْدًا بِبَيْدِهِ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبْ فَأَحْطَبْ وَبِعْ وَلَا أَرِيَنَّكَ حُمَّةَ عَشْرٍ يَوْمًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ

۳۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے؟ اس نے کہا ایک کبلی ہے۔ جس کا ہم کچھ حصہ بیچا لیتے ہیں۔ اور کچھ حصہ ہم اوپر اٹھ لیتے ہیں۔ اور ایک پیلا ہے۔ جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور فرمایا۔ ان دونوں چیزوں کو کون خریدتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ کہ میں ان دونوں کا ایک درہم دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ درہم سے زیادہ کتنا دیتا ہے۔ عیا جن مرتز فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا۔ میں ان کو دو درہموں سے خریدتا ہوں۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اس کو دے دیں اور دو درہم کے لئے انصاری کو دے دیے۔ اور فرمایا۔ ایک درہم کا کھانا خرید کر گھر لے جاؤ۔ اور ایک درہم سے کچھ کھانا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ کلبھارا لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس پر دست دیکھی گاڑ دیا۔ اور فرمایا۔ جاؤ جا کر لکڑیاں لاکھو۔ اور پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا۔ وہ آدمی چلا گیا۔

بعض صحابہ کو کھانا لکھنا تھا انہی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ وہ لوگ چٹ کر لوگوں سے سوال نہیں کرنے تو جس آدمی کے پاس ایک اونٹنی چاندی ہو جس کی قیمت ہمارے حساب سے نہیں تو وہ میرے لئے ہے۔ تو پھر بھی وہ سوال کرے۔ تو وہ چٹ کر سوال کرتا ہے۔ اسے لکنا کب بنا بھوک سے گریٹے تو سوال کرے **مثلاً** اس حدیث کے لبرانی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بھی مانگنے کی ہمت کی گئی ہے۔ ان اگر غریب اور بھوک نے اسکو آنا جسد کر دیا ہے کہ وہ زمین پر گر پڑا ہو۔ اور بھوک کی شدت کا وجہ سے اللہ ہی نہ سکتا ہو۔ تو پھر سوال کرے۔ انہوں میں قوم کو یہ تعلیم دی گئی تھی۔ اس لئے مانگنے کو کبھی پیشہ بنا رکھا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۳۲۲۔ (روایت صحیحہ) اس حدیث کو احمد ثمالی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ساتھی کو محنت کی رحمت طلالی اور نوٹا میں لچھی لی اس سے یہ (روایت صحیحہ) آئی ہے

يَجْتَلِبُ وَيَبْنِعُ فِجَاءِكَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَأَشْتَرِي بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَيَبْعُهَا طَعَامًا
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّخِيَ الْمَسْئَلَةَ نَكْتَةً فِي وَجْهِكَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَصْلُمُ إِلَّا لثَلَاثَةٍ - لِذِي قَعْرِ مُدَقِّعِ أَوْلَادِنِي عَرِمٍ مُقْطِعِ أَوْلَادِنِي
دِيمٍ مُوَجِّعِ رِقَاةِ أَبُو دَاوُدَ وَدَوْدَى ابْنِ مَاجَةَ إِلَى قَوْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

۳۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ
فَأَنْزَلَهَا بِالتَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَةٌ وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللَّهِ أَدَشَكَ اللَّهُ لَهْ بِالْغِنَى إِمَّا مَوْتٌ
عَاجِلٌ أَوْ غِنَى عَاجِلٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ -

کھلیاں لانا۔ اور بیچنا رہا۔ پھر جب وہ پندرہ دن کے بعد آیا۔ تو اس کے پاس دس درہم تھے۔ اس نے کچھ درہموں کے نو
کپڑے خریدے۔ اور کچھ درہموں کا کھانا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ اس سے کہ
تو سوال کرے۔ اور قیامت کے دن تیرے چہرہ پر داغ ہوگا۔ سوال صرف تین آدمیوں کو ہائز ہے یا تو کوئی ذلیل کر نیوالی
غزبی میں مبتلا ہو۔ یا کسی ہولناک تاوان میں گرفتار ہو۔ یا کسی دوناگ خون کے مقدمہ میں گرفتار ہو۔ اسکو ابو داؤد نے
روایت کیا۔ اور ابن ماجہ نے اسکو قیامت کے دن تک روایت کیا۔

۳۲۲۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی
کو فاقہ پہنچے۔ اور وہ لوگوں کو اپنی غزبی کا قصہ سنانا پھرے تو اس کی غزبی کبھی دور نہیں ہوگی اور جو اسکو اللہ کس نے بیا
کرے گا۔ تو قریب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو فنا عنایت کرے گا۔ خواہ جلدی کی موت سے یا دیر کی دو تہمتی سے اسکو
ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

(حاشیہ سوم: کزشتہ ہی معلوم ہوا۔ کہ کسی چیز کی بولی دینا جائز ہے۔ کہ جو زیادہ پیسے دے۔ وہ پیڑے لے۔ لیکن یہ بولی کھلی ہونی چاہیے۔ کج
جو بولی پردہ کے پیچھے ہوتی ہے۔ وہ درست نہیں ہے۔ ۱۲۔

آنحضرت کے ہاتھوں کی برکت **۱۲** اس خوش نصیب آدمی کی قسمت دیکھئے۔ کہ حضرت رسالت پناہ خود اس کے
لام میں مصروف ہیں۔ اور شایب آپ ہی کے مبارک ہاتھوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی قلیل مدت میں فخر اور تکرار سے نجات
دے دی۔ کہ صرف پندرہ دن کے بعد وہ ایک خوشحال زندگی بسر کرنے لگا۔ ۱۲۔

اپنی تکلیف کسی پر ظاہر نہ کرے **۱۳** (حاشیہ صفحہ ۲۱۸) اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اس کو طبرانی نے
کبیر میں اور بیہقی ابن جریر۔ ابونعیم اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اس میں ترغیب دہی لگی ہے۔ کہ آدمی (حاشیہ بر صفحہ ۱۲۵) **۱۳**

الفصل الثالث

۳۳۳۔ عَنِ بْنِ الْمَرْبُوتِيِّ أَنَّ الْقُرَاشِيَّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَرَأْنُ كُنْتُ لَا أَبَدًا فَسُئِلَ الصَّالِحِينَ زَكَاةَ الْبُودَاؤِ وَذَوَالنَّسَاءِ ۳۳۴۔ وَعَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغَتْ مِنْهَا وَأَدَيْتَهَا إِلَيْهِ أَمَرَنِي بِعَالِيَةٍ فَقُلْتُ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ وَأَجْرِي عَلَى اللَّهِ قَالَ خُذْ مَا أُعْطِيتُ فَإِنِّي قَدْ عَمَلْتُ عَلَى عَمْدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَلْتَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْطِيتُ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ انْزَالَةٍ لِكُلِّ وَصَدَقَ زَكَاةَ الْبُودَاؤِ۔

فصل سوم

۳۳۳۔ ابن قریشی سے روایت ہے کہ فراسی نے کہا میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا میں انگ لیا کروں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ اور اگر تجھے کوئی چارہ نہ ہو تو نیک لوگوں سے سوال کر لیا کر۔ اسکو بوداؤ اور نساہی نے روایت کیا۔

۳۳۴۔ ابن ساعدی نے کہا۔ کہ مجھے حضرت عمر نے صدقہ وصول کرنے پر لازم رکھا۔ جب میں اس سے فارغ ہو گیا۔ اور مال حضرت عمر کے سپرد کر دیا۔ تو مجھے مزدوری دینے کے متعلق آپ نے حکم دیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ میں نے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے۔ اور میری مزدوری اللہ کے فمے ہے آپ نے فرمایا۔ جو تو دیا گیا ہے۔ اے لے کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نانہ میں کام کیا۔ تو اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مزدوری دینا چاہی۔ تو میں نے بھی تیری بات کی طرح بات کہی تھی۔ تو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جب تجھے کوئی چیز بغیر سوال کے لے۔ تو کھا بھی۔ اور صدقہ بھی کر۔ اس کو بوداؤ نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) کو اپنی تکلیف کسی آدمی کے سامنے بیان نہیں کرنی چاہیے۔ یہ حقیقت میں ایک طرح کا گمراہی ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو کبھی بدر نہیں فرمائیں گے۔ اور اگر آدمی سرت اپنے مولیٰ ہی سے اپنی تکلیف کا اظہار کرے گا۔ اور اس میں سے اسی سے مدد چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت مدد کر دیں گے۔ اگر اس کی قسمت میں دو تہذیبی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دو تہذیبی کر دیں گے۔ ورنہ اسکو موت دے کر اس کی مصیبتوں کا سزا کر دیں گے۔ اور آخرت کی لازوال زندگی میں اسکو خوشحالی نصیب فرمائیں گے۔ ۱۳۔

سوال نیک لوگوں سے کرو (حاشیہ صفحہ ۱۳) اس حدیث پر بوداؤ اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ یعنی یہ حدیث اسناد کے قابل ہے۔ اور جامع صغیر کے شارح نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر مجھوہی کہ صبر سے سوال کرنے کی نوبت آئی جلد سے تو یہ (حاشیہ صفحہ ۱۳)۔

۳۲۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ يَوْمَ عَرَفَةَ رَجُلًا يَسْأَلُ النَّاسَ فَقَالَ آفِي هَذَا الْيَوْمِ وَفِي هَذَا الْمَكَانِ تَسْأَلُ مِنْ غَيْرِ اللَّهِ تَحْفَقُهُ بِالذَّنْبِ دَفَاكَ رَزِيْنٌ۔

۳۲۶۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ تَعَلَّمْنَا بِأَيْمَانِ النَّاسِ إِنْ الطَّمَعُ فَقَرٌّ وَإِنَّ الْإِيَّاسَ غَنِيٌّ وَإِنَّ اللَّمْرَ إِذَا يَلِيْسَ عَنِ شَيْءٍ اسْتَغْفَى عَنْهُ دَفَاكَ رَزِيْنٌ۔

۳۲۷۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَأَتَكْفُلَ لَهُ بِأَجْتَةِ فَقَالَ ثَوْبَانُ أَنَا فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا دَاوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابُودَاوُدَ۔

۳۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو عود کے من لوگوں سے سوال کرتے ہوئے سنا تو فرمایا کیا اس من میں اور اس جگہ میں بھی تو اللہ کے غیر سے سوال کرتا ہے۔ پھر آپ نے اس کو مدہ سے مارا۔ اس کو رزین نے روایت کیا۔

۳۲۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ لوگو جان لو کہ طمع فقر ہے۔ اور لوگوں سے ایس ہو جانا غنا ہے۔ اور آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے۔ تو اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسکو رزین نے روایت کیا۔

۳۲۷۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون آدمی مجھے ضمانت دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ تو ثوبان نے کہا۔ کہ میں پھر لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا کرتا تھا۔ اسکو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

رحاشیہ صفحہ گزشتہ) تو پھر تک لوگوں سے سوال کر لیا کرے۔ ایک تو ان کا مل حلال ہوگا۔ اس میں برکت ہوگی۔ اور اس سے عبادت الہی کی توفیق میرے آئے گی۔ اور اس کے علاوہ نیک لوگ نسبتاً بردبار اور مہربان ہوتے ہیں۔ ان سے ہو سکے گا تو مزود اس کی مدد کریں گے۔ اور ایک خوب ان میں یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو نہیں بتاتے۔ کہ میں نے ظان آدمی کی مدد کی ہے۔ اور دینا دار بد کردار آدمی اگر کچھ دے گا بھی تو سوطح کا احسان سمجھے گا۔ اور لوگوں کو سنائے گا۔ جس سے لینے والے کچھ ذلیل ہوتا ہے۔ ۱۲۔

کام کی اجرت بیت المال سے لے لو گے اس حدیث کو بخاری مسلم اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور احمد ابن حنبلہ۔ ابن جہان ابن ابی شیبہ اور داؤد قطنی نے بھی اسی طرح کا مضمون بیان کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کام کی اجرت بیت المال سے لیا جاتا ہے۔ اور پھر بھی اگر آپ نہ کھانا چاہے۔ تو صدقہ کر دے۔ بہر حال لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انتہائی بد قسمت آدمی
۱۳۔ (رحاشیہ صفحہ ۱۲) اس حدیث کو رزین کے سوا اور کسی نے روایت نہیں کیا۔ بہر حال روز کے دن لوگوں کے میکان میں جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اتڑ رہی ہو۔ اور لوگ خدا کی رحمت سے اپنی جھولیاں بھر رہے ہوں۔ وہاں رحاشیہ صفحہ گزشتہ)

۳۲۸۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّقَانَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لِيَشْتَرِطَ عَلَيَّ أَنْ نَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا سَوَاطِكَ إِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتَّى تَنْزِلَ إِلَيَّ فَخَاخَذَاكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ

بَابُ الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهِيَةِ الْإِمْسَاكِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۳۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أَحَدٍ ذَهَبًا لَتَوَنَّى أَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ تِلْكَ كِبَالٌ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شِئْتُ أَنْ أَرْضِيَهُ لِدَيْنٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۲۸۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا۔ آپ نے مجھ سے شرط لی کہ لوگوں سے کبھی سوال نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ ہاں نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تیرا کوئی اکرا جائے۔ تو نیچے اتر کر کچھ لینا۔ وہ بھی کسی کو نہ کہنا۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

سخاوت کا بیان اور بخل کی مذمت فصل اول

۳۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا بھی سونا ہو تو مجھے پسند آتا ہے کہ مجھ پر تین راہیں بھی نہ گزریں۔ کہ میرے پاس اس میں سے کوئی چیز بھی ہو مگر اتنی سی کہ جس سے میں قرعہ ادا کروں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

(فقیر حاشیہ گوشت اور مرغی مرادیں ل رہی ہوں۔ انتہائی بد قسمتی ہے۔ کہ اس وقت بھی انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ سے اٹکنے کی بجائے لوگوں سے

سوال کرنے کی طرف ہو۔ اسی لیے حضرت علی نے اس کو ۱۲۔

طمع سے محتاجی برپا ہوتی ہے۔ ۱۳۔ اس حدیث کو بھی اردین کے سوا کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا

کہ اس سے محتاجی حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر آدمی حرم اور لاپرواہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو سختی کرتے ہیں۔ ۱۴۔

سوال نہ کرنے والا جنتی ہے۔ ۱۵۔ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ۔ ابن جریر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی

سند صحیح ہے۔ جنت میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اپنے ذمہ سے جنت میں چلا جائے گا۔ یعنی سوال نہ کرنے کی برکت سے اس کا خاتمہ

بالجہ ہوگا۔ اور یہ جب تک ہے۔ کہ آدمی کی محفوظ ہو۔ اور اگر بھوک سے یا کسی اور طرح سے جان خطرے میں ہو تو پورا تنگ لیتا کسی (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۳۱۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصِيبُ الْعِبَادَ فِيهِ الْإِمْلَاقُ يُنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ اعْطِ سُنْفِيقًا خَلْقًا يَقُولُ الْآخِرُ اللَّهُمَّ اعْطِ مُسِيكًا نَلْفًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ

۳۳۲۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقِي وَلَا تَحْصِي وَلَا تَحْصِي فَيُحْصِي اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِي اللَّهُ عَلَيْكَ أَرْضِعِي مَا اسْتَطَعْتَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ

۳۳۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْفِقْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْفِقْ عَلَيْكَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ

۳۳۴۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ تَبْدُلَ الْفَضْلَ

۳۳۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دن بھی لوگوں پر طلعوں ہوتا ہے اس میں دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے۔ یا اہی دینے والے کو اس کی جگہ اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ کہ یا اہی نبیل کامل برباد کر۔ متفق علیہ۔

۳۳۲۔ حضرت اسماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو خرچ کرتی جا۔ اور گنتی نہ کر۔ اللہ تعالیٰ بھی تجھ کو گن کر دے گا۔ اور سنبھال سنبھال کر رکھ۔ کہ اللہ بھی تجھ کو سنبھال کر دے گا۔ اور جتنا ہو سکے دینی جا متفق علیہ۔

۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹے تو خرچ کرتا جا۔ میں تجھ خرچ بھیجا جاؤں گا۔ متفق علیہ۔

۳۳۴۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے آدم کے بیٹے اگر تو (حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے مدد لینا پرانی ہے۔ بلکہ جان بچانے کے لئے اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ ۱۲۔

انحضرت کی سخاوت کا بیان اس حدیث میں مدعا کرنے کا ترغیب دیا گیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا بیان ہے۔ آپ کی سخاوت کے متعلق بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کسی نے بھی اگر کوئی چیز مانگی آپ نے اس سے نہ نہیں کی۔ اگر اس وقت پاس ہوتی تو دے دیتے اور اگر نہ ہوتی۔ تو کہتے تھے ہر جاؤ۔ کہیں سے آجاتی ہے۔ تو میں تم کو دے دوں گا۔ اور پھر جب آجاتی۔ تو اسکو دے دیتے۔ اور خصوصاً رمضان شریف میں آپ بہت زیادہ سخاوت کرتے۔ اور پھر آخری مشرف میں تو کوئی حدیث نہ رہی۔ ۱۲۔

نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرو۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲) اس حدیث کو سنانی ابن حبان اور طبرانی نے بھی حاشیہ صفحہ ۱۲ (۱۲)

الْفَضْلَ خَيْرًا لَكَ وَأَنْ تُسَكِّتَ شَرَّكَ وَلَا تَكْلِمَ عَلَى كَفَاتٍ وَأَبْدًا مِنْ تَعُولُ رِوَاةٌ مُسَلِّمَةً
 ۳۳۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَيْعِلِ وَالْمُتَصَدِّقِ
 كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى شَيْءٍ تَهْمَا وَتَرَا فِيهِمَا جَعَلَ
 الْمُتَصَدِّقُ كَمَا لَتَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ابْتَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَيْعِلُ كَمَا هُمْ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ
 وَآخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔

۳۳۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلْمٌ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا النَّسَمَ فَإِنَّ النَّسَمَ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَلَمُوا عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا

حاجت سے نائد خرچ کر دیا کرے۔ تویر تیرے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تو اس کو روک رکھے۔ تویر تیرے لئے بُرا ہے۔ اور اگر
 تو گزارے کے لئے رکھے۔ تو اس پر طاعت نہیں ہے۔ اور وہ بیان سے شروع کر۔ جو تیری پرورش میں ہیں۔ اسکو مسلم
 نے روایت کیا۔

۳۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیخبل اور صدقہ کرنے والے کی مثال
 دو آدمیوں کی مثال ہے۔ جن پر لوہے کی دو عین تھیں۔ ان کے ہاتھ سینے اور ہتھیلی سے بندھے ہوئے تھے۔ تو صدقہ دینے
 والا جوں جوں صدقہ کرتا گیا۔ اس کے ہاتھ کھلتے گئے۔ اور بیخبل جب بھی صدقہ کا قصد کرتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ بند ہو جاتا
 ہیں۔ اور ہر سلفہ اپنی جگہ پر آجاتا ہے۔ متفق علیہ۔

۳۳۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ظلم سے بچو۔ کہ ظلم قیامت کے
 دن اندھیرے ہوں گے۔ اور بخیلی سے بچو۔ کہ بخیلی ہی نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔ جو تم سے پہلے تھے۔ اسی نے لوگوں

(ہاشمہ صفحہ گزشتہ) روایت کیا ہے۔ علاوہ کہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے نیک کاموں میں خرچ کرنا اپنے بال بچے کا پرورش کرنا اور فقراء اور
 مساکین کی نگرانی کرنا عمن کہ ہر ایک کام میں خرچ کرنے والے کے حق میں فرشتہ رکھتا ہے کہ یا انہی نواں کو اور دے۔ اور اسی دعا کا نتیجہ ہے
 کہ تم کو کبھی تنگدست نہیں دیکھا گیا۔ اور جہاں ضروری کاموں میں بھی خرچ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تنگدست کر دیتا ہے۔ اس کا مال عموماً برباد
 ہو جاتا ہے۔ اور برسے کاموں میں مدبر یہ پیسہ بہاؤ کرنا جائز نہیں ہے۔ جسے امران کہا جاتا ہے۔ مثلاً بیچ گانے۔ راگ رنگ اور شراب نوشی اور
 قمار بازی میں روپیہ برباد کرنا جائز نہیں ہے۔ ۱۷۔

نیک کاموں میں خرچ کرنا برکت ہے ۱۵ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ
 ہے۔ کہ مال کو خرچ کر کے رکھنا۔ اور ضروری کاموں میں بھی خرچ نہ کرنا بے برکتی کا باعث ہے۔ خداوند تعالیٰ بھی ایسے آدمی سے ہاتھ روک
 لیتے ہیں (تقریب بر ص ۱۸۷)

تَعَارَفَهُمْ وَرَدَّ اِلَيْهِمْ سَلَامًا

۳۳۶۔ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوا فَإِنِّي بَاتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَمُودُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتُ بِهَا يَا لَأَخْسِ لَقَبَلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَتِي لِي بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۳۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوا فَإِنِّي بَاتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَمُودُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتُ بِهَا يَا لَأَخْسِ لَقَبَلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَتِي لِي بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کو قتل کرنے پر ابھارا۔ اور حرام چیزوں کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۳۶۔ حارثہ بن وہب نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ کرو کہ ایک وقت وہ بھی ائے گا۔ کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر چلے گا اور اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اس کو قبول کرے۔ آدمی اس کو کہے گا۔ اگر تو کل لے آ۔ تو میں اس کو قبول کر لینا۔ اور آج تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ متفق علیہ۔

۳۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کو نسا صدقہ اچر کے لحاظ سے بہت بڑا ہے تو فرمایا۔ کہ تو صدقہ کہے۔ اور تو تندرست ہو بچھے اس کی ضرورت ہو۔ اور تجھے ضرر کا بھی ڈر ہو۔ اور غنا کی امید ہو اور اتنی دیر نہ کہہ کہ جان، منسلی کو پہنچ جائے۔ تو پھر کہے۔ کہ تمنا ظلال کو دیدو۔ اور وہ تو ظلالوں کا پتھر پچا۔ متفق علیہ۔

سخنی اور بخیل کی مثال۔ ۱۵ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی اور دارقطنی نے ہی روایت کیا ہے۔ سخنی کے ہاتھ کبھی

خال نہیں ہوتے۔ اسکی مثال کنوئیں کی مثال ہے۔ کہ اس سے پانی نکلتا جاتا ہے۔ تو اور آجاتا ہے۔ کبھی اس سے پانی ختم نہیں ہوتا۔ اور اگر اس سے پانی نہ نکالا جائے۔ تو پھر وہ ایک سطح پر اگر تک جاتا ہے۔ کبھی بھر نہیں جاتا۔ اسی طرح بخیل کی مثال ہے۔ کہ اگر وہ خرچ نہ کرے۔ تو ایک مقام پر اگر آتا بند ہو جاتی ہے۔ سو یہ سمجھنے کی بات ہے۔ (ماہنامہ اشیر معہ گذشتہ)

۱۶ اس حدیث میں احمد ترمذی اور دارقطنی نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سفیر

کر رکھنا تو کئی سال میں بھی اچھا نہیں ہے۔ خرچ مزدور کرنا چاہیے۔ اور وہ نیک کاموں میں لگنی چاہیے۔ بال بچہ اور لڑکوں کے اخراجات کو پورا کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ باہر کوئی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ باہر تو آدمی سخاوت کرنا چہرے۔ اور گھر کے آدمی جو اسکے پیٹھے ہوں۔ ۱۲۔

سخنی اور بخیل کی ایک اور مثال۔ ۱۷ اس حدیث کو احمد اور دارقطنی نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ

کے فضیلت اور احسان سخنی کو پوری طرح ڈھانپ لینے میں۔ اس کو درسا کی مثال لے کر سمجھا گیا ہے کہ جیسے کوئی وسیع اور فراخ (حدیثیہ صفحہ ۱۲)

۳۳۸۔ وَعَنْ أَبِي قَدْرِ قَالَ أَنْهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَأَى قَالَهُمْ الْأَخْرُودُ وَدَبَّ الْكَعْبَةَ فَقُلْتُ فِدَاكَ إِي وَأُمِّي مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا فَهَكَذَا وَهَكَذَا إِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَ قَلِيلٌ مَا هُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۳۳۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّخَى قَرِيبٌ مِنَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَجِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ

۳۳۸۔ عزت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا۔ تو فرمایا: کعبہ کے رب کی قسم وہ نقصان اٹھا گئے۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان کون نقصان اٹھا گئے۔ آپ نے فرمایا: زیادہ دولت والے۔ ہاں مگر وہ شخص جس نے اس طرف بھی کہا۔ اور اس طرف بھی۔ اور اس طرف بھی۔ اور اس طرف بھی۔ یعنی آگے بھی اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی دیا۔ اسی لیے آدمی بڑے کم ہوتے ہیں۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۳۳۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ سے قریب۔ بندوں سے قریب۔ جنت سے قریب۔ دوزخ سے دور ہے اور بجیل اللہ سے دور۔ بندوں سے دور۔ جنت سے دور اور دوزخ سے قریب

(عاشق موعود گوشت) میں ہو جو سر سے لے کر پاؤں تک ہر اسی طرح سخی پر خدا کی مہربانی سے لے کر پاؤں تک ہوتی ہے۔ اور بخیل کا مثال تنگ درجہ کی سی ہے کہ اس پر خدا کی رحمت تنگ ہو جاتی ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ بخیل دل کی تنگی سے خرج کرتا ہے۔ اور سخی دل کی خوشی اور فراخی کا لہ اس حدیث کو احمد اور بخاری نے ادب مفرد میں بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

امام ہمدی کے وقت کے حالات۔ ۱۳۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ یہ حالت امام ہمدی کے زمانہ میں ہوں گے یا جوج ابوج ہلک ہو چکے ہوں گے۔ لوگ ان جگہوں میں کم رہ جائیں گے۔ اور زمین اپنے خزانے اگلے شروع کر دے گی۔ دینی ظاہر ہونے لگیں گے۔ ۱۰۔ ایسے وقت میں کوئی آدمی مال کو قبول نہ کرے گا۔ ۱۳۔

کو نسا صدقہ افضل ہے۔ ۱۴۔ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، ابن حبان، ابن ماجہ اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خرج کرنے کا قاب اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب آدمی کو جینے کا خواہش ہو اور زندگی کا امید ہو اور فریضوں

بَعِيدًا مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ وَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ رَوَاهُ الزُّمَيْدِيُّ
 ۳۴۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَتَّصِدَ قِيَامٌ
 فِي حَيَاتِهِ يَدْرِهِمْ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَتَّصِدَ قِيَامًا بِيَأْتِي عِنْدَ مَوْتِهِ رَقَاءَ أَبُو دَاوُدَ۔
 ۳۴۱۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْكِنِزِيِّ يَتَّصِدُ قِيَامًا
 عِنْدَ مَوْتِهِ أَوْ يُعْتِقُ كَالَّذِي يَهْدِي إِذَا شَبِعَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّيْثِيُّ وَالزُّمَيْدِيُّ وَصَحَّحَهُ
 ۳۴۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَلْتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي
 مُؤْمِنٍ الْبَخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ رَوَاهُ الزُّمَيْدِيُّ۔

ہے اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل عابد سے بہت پیارا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا

۳۴۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر آدمی اپنی زندگی میں
 ایک سال تک صدقہ کہے۔ تو یہ صدقہ موت کے وقت سودرہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔
 ۳۴۱۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی مثال جو موت کے وقت صدقہ کرنا
 ہے۔ یا اتنا دے کہتا ہے۔ اس آدمی کی طرح ہے جو خود سیر ہو کہ لوگوں کو ہدیہ دے۔ اسکو احمد۔ نسائی۔ حاری اور ترمذی نے
 روایت کیا۔ اور صحیح کہا۔

۳۴۲۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عبادتیں مومن میں جمع نہیں ہو
 سکتیں بخل اور بد خلقی اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

واقعیہ صورت گذشتہ تمام انسان کو مجبور کریں۔ اور وہ ہر وقت اس کی
 آدمی دیکھتا ہے۔ کہ اب سالانہ ہفتوں سے بجا رہا ہے۔ تو سب کچھ دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اسوقت کا دنیا کچھ اتنا مہیا نہیں ہوتا۔ ۲۲۔ عاشیہ صفحہ ۲
 نیکی کے تمام کاموں کی طرف توجہ کرو **۱۵** اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ کہ کھلی کے صرف ایک
 کام کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ نیکی کے ہر کام میں توجہ کرنا چاہئے۔ آگے بھیجے وائیں بائیں لایہی مطلب ہے۔ ۱۲۔
 سخی خدا کا پیارا ہے اور بخیل مبعوض **۱۶** (حاشیہ صفحہ ۲) اس حدیث کا سند ضعیف ہے۔ اور اس کے جتنے بھی مشابہتیں
 سب کچھ ہیں۔ بہر حال حدیث میں سخاوت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ۱۲۔
 اگر ضرورت کے مطابق ملتا ہے۔ **۱۷** اس حدیث کا سند بھی کمزور ہے۔ اور اسکا ابن جان نے ایک اور حاشیہ صفحہ ۲

اسکا۔ اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے۔ اور اس کی سند بھی ہے۔ بڑی ہے۔ کہ اسلام اور ایمان کے منافی بات

۳۲۲۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدُ خُلِّ الْجَنَّةِ حَبٌّ وَلَا خَيْلٌ وَلَا صَنَاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۲۲۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدُ خُلِّ الْجَنَّةِ حَبٌّ وَلَا خَيْلٌ وَلَا صَنَاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۲۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ شَرُّ هَالِكٍ وَجَبْنُ خَالِعٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَسَنَدُهُ كَرِهُتُ

۳۲۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ مَا فِي الرَّجُلِ شَرُّ هَالِكٍ وَجَبْنُ خَالِعٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَسَنَدُهُ كَرِهُتُ

الفصل الثالث

۳۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّبِيُّ بَكَتُ لِحُوقِ مَا قَالَتْ أَطْلُوكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَدٌ دَعَوْنَهَا وَكَانَتْ سُودَةً أَطْلُوهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا

۳۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّبِيُّ بَكَتُ لِحُوقِ مَا قَالَتْ أَطْلُوكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَدٌ دَعَوْنَهَا وَكَانَتْ سُودَةً أَطْلُوهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا

۳۲۴۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لو اور خیل اور دوسے کراہت کے جلنے والے جنت میں نہیں جائے گا۔ اس کو نزدیکی سے روایت کیا۔

۳۲۴۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے خصلتیں جو آدمی میں ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

۳۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے خصلتیں جو آدمی میں ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

۳۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے خصلتیں جو آدمی میں ہرگز نہیں ہونے چاہئیں۔

۳۲۵۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ بعض ازواجِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے پہلے آپ کو کون لے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے ہاتھ لیے ہوں گے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی سے ہاتھ اپنے شروع کر دیے حضرت

۳۲۵۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ بعض ازواجِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے پہلے آپ کو کون لے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے ہاتھ لیے ہوں گے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی سے ہاتھ اپنے شروع کر دیے حضرت

فصل سوم

۳۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی نے کہا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپ کو کون لے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے ہاتھ لیے ہوں گے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی سے ہاتھ اپنے شروع کر دیے حضرت

۳۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی نے کہا کہ ہم میں سے سب سے پہلے آپ کو کون لے گا۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے ہاتھ لیے ہوں گے۔ تو انہوں نے ایک لکڑی سے ہاتھ اپنے شروع کر دیے حضرت

سودہ کے ہاتھ سب سے لیے نکلے۔ پھر ہم کو بعد میں معلوم ہوا۔ کہ لیے ہاتھوں سے مراد صدقہ تھا۔ اور ہم میں سے سب سے پہلے (عائشہ سے گزشتہ) سند سے روایت کیا ہے۔ اور وہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پیسہ خرچ کرنے کا جو اس حساب سے ہوتا ہے۔ اس حساب سے اس کے خرچ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تندرستی میں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خرچ کرنے کے بعد باقی فرہنگوں کی تکلیفیں سامنے آجاتی ہیں۔ اس لئے اس کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔ اور سرنہ کے وقت آدمی روپے پیسے سے بے نیند ہو جاتا ہے۔ اس کی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا اجر بھی نہیں ملتا۔ یا بہت کم ملتا ہے۔ ۱۲۔

سودہ کے ہاتھ سب سے لیے نکلے۔ پھر ہم کو بعد میں معلوم ہوا۔ کہ لیے ہاتھوں سے مراد صدقہ تھا۔ اور ہم میں سے سب سے پہلے (عائشہ سے گزشتہ) سند سے روایت کیا ہے۔ اور وہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پیسہ خرچ کرنے کا جو اس حساب سے ہوتا ہے۔ اس حساب سے اس کے خرچ کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ تندرستی میں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خرچ کرنے کے بعد باقی فرہنگوں کی تکلیفیں سامنے آجاتی ہیں۔ اس لئے اس کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔ اور سرنہ کے وقت آدمی روپے پیسے سے بے نیند ہو جاتا ہے۔ اس کی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کا اجر بھی نہیں ملتا۔ یا بہت کم ملتا ہے۔ ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو پہلی اور ابھی صہان لے میں روایت کیا ہے ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو پہلی اور ابھی صہان لے میں روایت کیا ہے ۱۲۔

بَعْدَ اِنَّمَا كَانَ طُولُ يَدَيْهَا الطَّوِيلَ فَتَوَكَّأَتْ اَسْرَعًا لِحَوْقِ اَبِ زَيْبٍ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ وَكَانَتْ
 الْبَخَارِيُّ فِي دَوَائِجِ مُسْلِمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعُنْ لِحَوْقَانِي اَطْوَلُ لَكِنْ يَدَا
 قَالَتْ وَكَانَتْ تَبْتَاطِلُنَّ اَبِيهِنَّ اَطْوَلُ يَدَا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا اَزَيْبٍ كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدَيْهَا وَتُصَدِّقُ
 ۳۴۶ - وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاتُصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ
 بِصَدَقَةٍ فَوَضَعَهَا فِي يَدِي سَارِقِي فَاصْبَحُوا يَبْحَثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى سَارِقِي فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ
 عَلَى سَارِقِي لِاتُصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَوَضَعَهَا فِي يَدِي زَانِيَةٍ فَاصْبَحُوا يَبْحَثُونَ تُصَدِّقُ
 اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لِاتُصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَةٍ فَوَضَعَهَا

پہلے حضرت زینب آپ سے جا ملیں۔ اور حضرت زینب صدقہ کو بہت زیادہ پسند کیا کرتی تھیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا
 اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے پہلے بھجھ کر وہ ملے
 گی۔ جو رقم میں سے لیے ہاتھوں والی ہوگی۔ کہنے لگیں۔ کہ عورتیں اپنے ہاتھ اپنے لگیں۔ کہ ان میں سے لیے ہاتھوں والی کون ہے
 کہنے لگیں۔ کہ ہم میں سے لیے ہاتھوں والی زینب تھیں۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں۔ اور صدقہ کرتی تھیں۔

۳۴۷ - حضرت ابوبہرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسولی امتوں میں (ایک آدمی
 کہنے لگا۔ کہ میں مزید کچھ صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور رات کے اندھیرے میں ایک آدمی کو دے آیا۔ صبح کو لوگوں
 میں مشہور ہو گیا کہ آج رات چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا۔ اے اللہ تیری ہی تعریف ہے۔ میں چور کو دے آیا۔
 اچھا میں آج پھر صدقہ کروں گا وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور ایک بدکار عورت کو دے آیا۔ صبح کو لوگوں میں پھر چرچا ہوا
 گیا۔ کہ آج رات ایک بدکار عورت کو صدقہ ملا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اے اللہ تیری ہی تعریف ہے۔ میں صدقہ زانی عورت کو دے

(ہاشمیہ صفحہ گزشتہ) امام دیکھ کر کوئی غیرت نہ آئے۔ خواہ خواہ کا جوش مقصود نہیں ہے۔ ۱۲۔

حضرت زینب کے فضائل - اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن حبان۔ ابن سعد اور حاکم نے بھی مسترک میں

بیان کیا ہے۔ اور مسلم کی روایت کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ مسلم کی شرط پر ہے۔ یہ روایت پہلی روایت کی حشر ہے۔
 اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی جو بالکل پوری ہو گئی۔ یہ آپ کا ایک معجزہ تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا
 کہ بغیر قرینہ کے الفاظ کو مجاز پر معمول کر دینا جائز ہے۔ جبکہ حقیقی معنی بھی مراد لیے جاسکتے ہوں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آنحضرت
 نے حضرت سودہ ہی سے نکاح کیا تھا۔ یہ بڑھی عورت تھیں۔ اس کے بعد پھر حجرت کے آباد ہونا شروع ہونے سے حضرت زینب بڑھے پانے کی عورت
 تھیں۔ ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے خود آسمانوں پر پڑھا۔ اسی لیے نیاز اور مستغنی طبیعت پائی تھی۔ کہ جب آنحضرت نے ان کو نشادی کو بیگانہ سمجھا
 تو کہنے لگیں۔ میں اپنے رب سے مشورہ کر لوں۔ صدقہ اتنا زیادہ کرتی تھیں۔ کہ انکا لقب ام المساکین پڑ گیا تھا۔

فِي يَدِ عَنِّي فَأَصْبَحُوا يَتَّخِذُونَ تَصَدِيقَ اللَّيْلَةِ عَلَى عَنِّي فَقَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقِي وَذَانِيَّتِي
وَعَنِّي قَاتِي فِقِيلٍ لِمَا صَدَّقْتُكَ عَلَى سَارِقِي فَلَعَلَّكَ أَنْ يَسْتَعِثَّ عَنْ سَرَقَتِهِ وَأَمَّا النَّارُ ابْنَةُ فَلَعَلَّهَا
أَنْ يَسْتَعِثَّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْعَيْ تُفَعَلُّ بِعَبْرٍ فَيَنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ لِقَطْرِ الْبُخَارِيِّ
۳۴۷۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ رَجُلٍ بِفَلَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ فَمِمْعَ صَوْتًا فِي سَخَاةٍ
أَسْفَى حِدَيْتَةً فَلَا يَنْفَعِي ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حُورَةٍ فَادَّانَتْ رَجُلًا مِنْ نِيْلِكَ الشَّرَاحِ قَدِ
اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءُ كُلَّهُ فَتَتَّبَعُ الْمَاءَ فَادَّانَتْ رَجُلًا فَاثْمًا فِي حِدَيْتَةٍ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمَسْحَاتِهِ فَقَالَ لَمَّا
بَاعَبَدَ اللَّهُ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانُ الْإِسْمُ الَّذِي سَمِعْتُ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَمَّا بَاعَبَدَ اللَّهُ لِمَا سَأَلَنِي عَنْ

آیا۔ اچھا میں آج پھر کچھ صدقہ کروں گا۔ پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور ایک دو لہندہ کے ہاتھ میں دے آیا۔ پھر میں کو چور چاہو
گیا۔ کہ آج رات ایک مالدار کو صدقہ دے دیگیا۔ وہ کہنے لگا۔ اے اللہ تیری ہی تعریفیں ہیں۔ کبھی میں چور کو دے آیا۔ اور
کبھی زانیہ کو اور کبھی مالدار آدمی کو پھر اسے خواب میں کہا گیا۔ کہ جو تو نے چور کو صدقہ دیا ہے۔ شاید اس کی برکت سے وہ
چوری سے باز آجائے۔ اور وہ زانی عورت شاید اپنے زنا سے رک جائے۔ اور وہ غنی شاید ہجرت حاصل کرے۔ اور
خود بھی اللہ کے دے ہونے سے دیئے لگے۔ متفق علیہا اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

کے ۳۴۷۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی جنگل میں جا رہا تھا۔ اس نے بادل سے یہ آواز
سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ۔ وہ بادل کا ٹکڑا علیحدہ ہو گیا۔ اس نے ایک میدان میں پانی برسایا۔ تو ان نالیوں میں سے
ایک نالی نے اس سارے پانی کو سمیٹ لیا۔ وہ آدمی اس پانی کے پیچھے چل پڑا۔ دیکھا کہ ایک آدمی ہاتھ میں کمال لیے کھڑا ہے۔
اور پانی کے نالے بنا رہا ہے۔ اس نے اس آدمی سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا فلاں وہی نام
جہاں سے بادل سے سنا تھا۔ پھر اس نے اس سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں نے

۱۷۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ دارقطنی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس مضمون
کی ایک حدیث مرسل روایت عبدالرزاق نے بھی ملاؤس سے روایت کی ہے۔ امام احمد کی روایت میں تصریح ہے کہ یہ صدقہ کہ نبالہ آدمی بنی اسرائیل
سے تھا۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں آج کی رات کے لفظ بھی ہیں۔ جب اس آدمی نے تین رات مسلسل صدقہ کیا۔ اور تینوں مرتبہ یہ وہ صدقہ نالہ
لوگوں کے ہاتھ پڑا۔ تو اس آدمی کو اس کا بڑا دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تسلی فرمائی۔ کہ تجھے صدقہ کا ثواب بہر حال مل جائے گا۔ اہدیرے اس صدقہ
کی برکت سے جو کہ حلال کا کافی سے دیگیا تھا۔ ان برسے آدمیوں کو حلال کی روزی کھا کر تو برہ کی توفیق نصیب ہو گئی۔ اور مالدار کے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

بِسْمِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّمَاءِ الَّذِي هَذَا أَمَّا وَذَلِكَ يَقُولُ أَسْنِي حَدِيثًا قَلِيلًا لِأَسْمِكَ
فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا قَالَ أَمَا إِنْ قُلْتِ هَذَا فَإِنِّي أَنْظُرُ فِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَالْصَّدَقُ بِثَلَاثٍ وَأَكْلِي أَنَا وَعِيَالِي
ثَلَاثًا وَرَدُّ فِيهَا ثَلَاثَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۴۸۔ وَعَنْدَانَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبُو صَ وَاقْرَعَ
وَأَعْنَى فَإِذَا رَأَى اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَإِنِّي الْأَبْرَصُ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ كَوْنُكَ حَسَنًا
وَجِلْدًا حَسَنًا وَيَدٌ هَبَّ عَنِّي الَّذِي قَدْ فَزِنَ رِزْقِي النَّاسُ قَالَ فَسَمِعَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَدْرَةٌ وَأُعْطِيَ
كُونًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِذْلُ أَوْ قَالَ الْيَقْرُ شَكََّ اسْمُ الْإِلَاتِ

بادل سے ایک آواز سنی تھی جس بادل کا یہ پانی ہے۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ فلاں کے باغ کو پانی پلاؤ۔ یعنی تیرا نام لیا تھا۔ اب تم
بتاؤ کہ تم اس میں کیا کرتے ہو اس نے کہا۔ جب تم نے اتنا سنا لیا۔ تو میں بھی بتا دیتا ہوں۔ اس باغ کی جتنی پیداوار ہوتی ہے
اس کا تیسرا حصہ تمہارے لئے ہے۔ اور تیسرا حصہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کر دیتا ہوں اور تیسرا حصہ اسی باغ پر لگا
دیتا ہوں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۴۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ انہوں نے جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ نبی اسرائیل میں
تین آدمی تھے۔ ایک پھلہری دار و درسا گنجاہ اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان تینوں کو آزمائے تو اللہ تعالیٰ نے
ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ پھلہری والے کے پاس آیا۔ اور کہا مجھے سب سے زیادہ بیماری چیز کونسی معلوم ہوتی ہے۔ اس
نے کہا۔ اچھا رنگ اور اچھی جلد (چمڑا) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ بیماری لے جائے۔ جس کے سبب سے لوگ مجھ کو گند
سمجھتے ہیں۔ راوی نے کہا پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ تو اس سے اس کی وہ گندگی چلی گئی۔ اور اسے بڑا اچھا رنگ۔ اور

(ماشیہ مغز گزشتہ) دل میں ہی صدقہ کر لیا خیال پیدا ہوگا۔ یہ تسلی یا تو اسے خوب پس دی گئی۔ یا اس زمانہ کے بیگز کی معرفت اسکو اطلاع کے
دی گئی کہ حدیث کے الفاظ دونوں معنی کے متحمل ہیں۔ صدقہ دینے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے۔ کہ کسی نیک آدمی کو صدقہ دے۔ جو اس کھاکر خدا
تعالیٰ کی عبادت کرے۔ اور پھر اس عبادت میں وہ بھی شریک ہوگا۔ اور اگر دیدہ و ناستہ کسی بدکار آدمی کو صدقہ دے گا۔ تو اس کی طاقت سے جو

گناہ کرے گا۔ اس میں صدقہ دینے والا بھی شریک ہوگا۔ ہاں اگر کوئی آدمی مرتا ہو تو اس کی جان فرود چینی چاہیے۔ خواہ برا ہو۔ یا نیک ہو۔
صدقہ سے مشققت کم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے
سے ایک تہائی صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور اس کی بركت سے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی محنت اور مشققت اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ اس
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ باقاعدہ نام لے کر فرماتے ہیں۔ کہ فلاں کھیت فلاں علاقہ اور فلاں ملک میں بارش کی وحاشیہ صوفی

الْأَبْرَصَ وَالْأَقْرَمَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِذِلُّ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقْرُ قَالَ فَأُعْطِيَ نَاقَةً عَشْرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ
لَكَ فِيهَا قَالَ فَاتَى الْأَقْرَمَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَدٌ هَبٌّ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ
قَدَّرَ لِي النَّاسُ قَالَ فَسَخَفَ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاتَى الْمَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقْرُ
فَأُعْطِيَ بَقْرًا حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَاتَى الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ يَرَى
اللَّهُ إِلَيَّ بَصِيرَتِي فَأُبْصِرُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَسَخَفَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَعْرَةً قَالَ فَاتَى الْمَالَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ
الْعَمَى فَأُعْطِيَ شَاةً وَالْيَدَ الْفَانِيَةَ هَذَا مِنْ دَوْلَتِكَ هَذَا مِنْ دَوْلَتِكَ هَذَا مِنْ دَوْلَتِكَ هَذَا مِنْ دَوْلَتِكَ
وَلِهَذَا إِذَا مَرَّ مِنَ الْعَمَى قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ اتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَجَلٌ مَسْكِينٌ قَدْ لَفِظَتْ

اچھا پڑا مل گیا پھر اس نے کہا تجھے سب سے پیارا مال کون سا معلوم ہوتا ہے اس نے کہا اونٹن یا شاٹا لگائے کہا اسحاق کو شک ہے گمیری یعنی
ہے کہ چلیبھری والے اور گنچے میں سے ایک نے اونٹ کے تھے اور دوسرے نے لگائے پھر اسے ایک قریب الوضوح اونٹنی دی گئی اور فرشتے
نے کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے گا وہی نے کہا پھر فرشتہ گنچے کے پاس آیا اور کہا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پیاری ہے اس نے
کہا اچھے مال اور دوسرا یہ کہ میری یہ بیماری سہلی جاوے جس کے سبب سے لوگ بھوک گنا۔ سمجھتے ہیں اس نے کہا پھر فرشتہ نے اس پر ہاتھ چیرا
تو اس کو وہ بیماری چلی گئی اور اسے بڑے اچھے بلبل لگے پھر فرشتہ نے پوچھا تجھے سب سے زیادہ کون سا مال پیارا ہے اس نے کہا لگائے تو اسے ایک
حاملہ لگائے وہی گئی اور فرشتہ نے کہا اللہ تجھے اس میں برکت دے گا وہی نے کہا پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تجھے سب
سے زیادہ کون سی چیز پیاری ہے اندھے نے کہا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو میری نظر دے دین کہ میں لوگوں کو آنکھوں سے دیکھوں۔

فرشتہ نے اس پر ہاتھ چیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ نظر دیدی پھر کہا تجھے کون سا مال پیارا ہے اس نے کہا
کریاں اسے ایک حاملہ کر دی گئی تو پھر اونٹنی اور لگائے اور کر دی گئی دیکھو اس چلیبھری والے کے اونٹنوں سے ایک جنگل بھر گیا اور
بقیہ کوشتہ حاشیہ ابانے کا فرشتہ کرتے ہیں سلم اور نظری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے آدمی کو چاہیے کہ کسی چیز کو اتفاقی نہ سمجھے بلکہ ہر نعمت کو اللہ
تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اس پر اس کا شکر ادا کرے۔ ۳۳۔

بخل سے نعمت نائل ہو جاتی ہے
یعنی فرشتہ اس چلیبھری والے کے پاس اس شکل آیا جس شکل میں پیر چلیبھری
والا تھا اسی طرح چلیبھری کے داغ اس کے جسم پر نمایاں تھے اسی طرح کی نعمت اور افلاس عیاں تھا اس صورت میں فرشتہ اس لیے آیا تاکہ اس پر
محبت اچھی طرح سے پوری ہو جائے اور اس کو اپنا پہلا دولت یاد آجائے کہ میں بھی کبھی اسی طرح تھا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا مجھ کو تندرست بھی
کردیا اور دولت بھی بے اندازہ دے دی اور مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر اس مسکین کی مدد کو کرنی چاہیے ۱۲-۱۰ حدیث کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے
کہ چلیبھری والے اور گنچے کو ان کے بخل کی سزا ملی اور ان سے سب کچھ چھین گیا اور اندھے کو خدا تعالیٰ نے اس کی نیک نیت کا پھل دیا اس کو ہر چیز کی
گنتی دنیا کی دولت بھی اور خدا کی رضامندی بھی ۳۳۔

بِالْبَيْتِ فِي سَفَرِي فَلَا بِلَاغَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ كُنْتُ بِكَ أَسَانُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْبِلْدَ
 الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيدًا أُنَبِّئُكَ بِفِي سَفَرِي فَقَالَ الْحَقُّوْ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ إِنَّهُ كَانِي أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ
 يَقْدُرُكَ النَّاسُ فَعَبْرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ مَا لَفَقَالَ إِنَّمَا وَرَثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنِ كَابِرٍ فَقَالَ إِنْ كُنْتُ
 كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ لِي مَا كُنْتُ قَالَ وَآتَى الْفَرَجَ فِي صُوْرِيْهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا أَوْدَعْتُ عَلَيْكَ مِثْلَ
 رَدَعِيْ هَذَا فَقَالَ إِنْ كُنْتُ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ لِي مَا كُنْتُ قَالَ وَآتَى الْأَعْمَى فِي صُوْرِيْهِ وَهَيْبَاتِهِ فَقَالَ
 رَجُلٌ مَسْكِيْنٌ وَابْنٌ سَبِيْلٌ انْقَطَعَتْ يَدَا الْجِبَالِ فِي سَفَرِي فَلَا بِلَاغَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَتْ أَسَانُكَ
 بِالَّذِي رَدَعِيْكَ بِعَدْلِكَ شَاءَ أَنْ تَبْلُغَ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ تَدَا كُنْتُ أَعْمَى فَخَرَّ اللَّهُ الْأَبْصَرِيْ فَعَدَمًا

گئے کہ گاؤں سے جنگل بھر گیا اور اندھے کے کبوتروں سے جنگل بھر گیا رادی نے کہا پھر وہ فرشتہ پھلپھری والے کے پاس آیا اس صورت اور شکل میں
 جو پہلے اس کی تھی اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں سفر میں میرا اسباب ختم ہو چکا ہے میں آج کے دن اللہ کی مدد اور پھر تیرے سہارے کے بغیر
 نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اللہ کے نام پر مانگتا ہوں جس نے تجھ کو اچھا رنگ اور اچھی جلد عطا فرمائی اور مال بھی دیا مجھے ایک اونٹ سے دو تاکہ میں اپنی
 منزل پر پہنچ جاؤں وہ کہنے لگا فرج بہت میں فرشتہ نے کہا میں تجھ کو پہچانتا ہوں کیا تو پھلپھری والا نہیں تھا جس کو لوگ گلا سبھتے تھے اور محتاج
 نہیں تھا ہوسا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو مال ہی زیادہ کہنے لگا یہ سال تو ہمارا کئی ہشتون سے آ رہا ہے تو فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ
 تعالیٰ تجھے ویسا ہی کرے رادی نے کہا پھر فرشتہ گئے کے پاس اسکل صورت میں آیا اور اس کو بھی اسی طرح کہا جیسے کہ اس نے پھلپھری والے کو کہا تھا
 اور اس گئے نے بھی اس کو پھلپھری والے جیسا جواب دیا تو فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو تمنا ہی تجھے ویسا ہی کرے جیسے کہ تو پہلے تھا رادی نے
 کہا پھر فرشتہ اندھے کے پاس اسکی شکل و صورت میں آیا اور کہا ایک مسکین آدمی اور مسافر ہوں میرے اسباب اور وسائل سفر میں سب ختم ہو
 چکے ہیں آج میں اللہ کی مدد اور پھر تیرے سہارے کے بغیر اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا میں تجھ سے اس اللہ کے نام سے سوال کرتا ہوں جس
 نے تجھے دوبارہ فقر عطا فرمائی ایک کبریٰ دے دو کہ میں اس کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ جاؤں وہ کہنے لگا بیشک میں ایک نابینا آدمی تھا اللہ

حقیقی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ لے حقیقی طور پر مسبب الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ کاموں کو کبھی جو اسباب کی
 طرف نسبت کیا جاتا ہے۔ تو یہ نسبت مجازی ہے۔ حقیقی نہیں اور اگر حقیقی سمجھے۔ تو آدمی کا فرج ہوتا ہے۔ ۱۱۔

دنیا داروں کا ایک مشہور مقولہ۔ لے عام طور پر دنیا دار بھی کہتے ہیں۔ کہ فرج پورے ہی نہیں ہوتے۔ کہاں سے دیں۔

حدیث کے الفاظ حقوق کی توجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ کہ ایضاً بہت ہیں۔ تجھ کو حصہ کے مطابق ایک اونٹ بھی نہیں مل سکتا۔ ۱۲۔
السان عموماً کبیر میں مبتلا ہو جاتا ہے لے انسان کی عام حالت یہی ہے۔ کہ جب اس پر اللہ تعالیٰ احسان کرنے پر توجہ فرماتا
 تعلق کو قبول جاتا ہے اور تکبر اور فریض مبتلا ہو جاتا ہے۔

السان اپنی اوقات کبھی نہ بھولے لے اس نابینا آدمی کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری آنکھیں ہی دیں۔ اور باطنی آنکھیں بھی عطا

فرمائی۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی اوقات کو کبھی نہ بھولے۔ اپنی انکساری اور مسکنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل پر نگاہ رکھنے سے وہ نابینا عدا
 محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سُنْتُ وَدَخَّ مَا سُنْتُ قَوْلَ اللَّهِ لَا أَجْمَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَ بِيَدِهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَا لَكَ فَإِنَّا
أَبَيْلَيْتُمْ فَقَدَرَضِيَ عَنْكَ وَسَخَطَ عَلَيَّ صَاحِبِيكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۴۹۔ وَعَنْ أُمِّ بَعْجِدٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمُسْكِينَ لَيَقِفُ عَلَى بَابِي حَتَّى اسْتَجِبِي فَلَا
أَجِدُ فِي بَيْتِي مَا أَدْفَعُ فِي يَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْفَعِي فِي يَدِهِ وَلَوْ خِلْفًا
فَهَذَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَصَحِيحٌ

۳۵۰۔ وَعَنْ مَوْلَى لِعَقْنٍ قَالَ أَهْدَيْتُ لِمَسَلَمَةَ بَضْعَةً مِنْ لَحْمٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُجِبُهُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْحَادِمِ صَبِيغٍ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ فَوَضَعْنِي فِي

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بارہ نظر عطا فرمائی سو تو جو چاہے سے جا۔ اور جو چاہے چھوڑ جا۔ اللہ کی قسم آج تو جو چیز بھی اللہ کے نام پر کھڑے گا میں
تجھ کو اسپر سزا منہ نہیں کروں گا۔ فرشتے نے کہا۔ اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ تمہارا امتحان لیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ تجھ پر تورا ماضی ہو گیا ہے
اور تیرے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہو گیا ہے۔ متفق علیہ۔

۳۴۹۔ ام بجد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول بعض دفعہ مسکین میرے دروازہ پر کھڑا ہوتا
ہے۔ یہاں تک کہ میں شرم کرنے لگتی ہوں کہ میں اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جس اس کو دے سکوں۔ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دیا کرو۔ اگرچہ علی ہوئی کھڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اسکو احمد ابوداؤد
ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۵۰۔ حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو گوشت کا ایک ٹکڑا ہدیہ بھیجا گیا۔ اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بڑا پسند آتا تھا حضرت ام سلمہ نے خادمہ سے کہا۔ اس کو جا کر اندر رکھ آؤ۔ شاید کہ نبی صلی اللہ

خدا کے احسان کو یاد رکھنے کی برکت سے چونکہ چھ کوبہ سب مال دونوں اور ظاہری اور باطنی آنکھیں اللہ تعالیٰ ہی سے
دی ہیں۔ اور نہ میں تو ایک نابینا آدمی تھا۔ اور دیکھا تو کریں کہا آپر اتھا۔ کہیں گرتا تھا اور کہیں زخمی ہوتا تھا۔ اور دو وقت کی روٹی کو بھی محتاج تھا۔
لہذا خدا کے نام پر تیرا جود دل چاہے ہے ہا میں تجھ کو نہیں روکوں گا۔ ۱۲۔

سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دو۔ اس حدیث کو ابی خزیمہ، ابن حبان، مالک، یحییٰ بن یساف، نسائی، حاکم اور طبرانی نے بھی
کہیں روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دینا چاہیے۔ خواہ کوئی بالکل معمولی ہی چیز کیوں نہ ہو۔ اور صدقہ
کہہ لیا خیر نہ سمجھنا چاہیے خواہ وہ بکری کی جی ہوگی کھڑی کیوں نہ ہو۔ ۱۲۔

كُوَّةِ الْبَيْتِ وَجَاءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوا بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمْ فَقَالُوا بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ
فَذَهَبَ السَّائِلُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُمَّ سَلْتَنَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ
فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لِنَحَائِمِ إِذْ هَبِي فَأَنَّى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ اللَّحْمِ فَذَهَبَتْ
فَلَمْ يَجِدْ فِي الْكُوَّةِ إِلَّا وَطْعَةً مَرْدُودَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذَلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْدُودَةً لَمَّا
لَمْ تَطْعُوهُ السَّائِلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

۳۵۱- دَعْنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ النَّاسِ مَا نَدْرَأُ قِيلَ نَعَمْ
قَالَ الَّذِي يُسْأَلُ بِإِلَّهِ وَلَا يُعْطَى بِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

علیہ وسلم اس کو کھائیں۔ وہ جا کر مکان کے طاقچے میں رکھ آئی۔ اور اس کے بعد ایک سوالی آیا۔ اور وہ ان سے پرکھ رہا ہو کر کہنے لگا۔
صدقہ کرو۔ اللہ تمہیں برکت دے۔ تو انہوں نے بھی جواب میں کہا۔ اللہ تجھے ہی برکت دے۔ وہ سوالی چلا گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
داخل ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے ام سلمہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے۔ کہ میں وہ کھا سکوں۔ ام سلمہ نے کہا۔ ہاں پھر خادو سے کہا جاؤ۔ وہ گو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکر دے دو۔ وہ گئی۔ تو طاقچے میں ایک پیڑ کا ٹکڑا پڑا تھا۔ اور کوئی چیز نہ تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ گوشت
پیڑ کا ٹکڑا بن گیا۔ کیونکہ تم نے یہ سائل کو نہ دیا۔ اس کو نبی صلی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔

۳۵۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بُرا آدمی
نہ بتاؤں۔ کہا گیا۔ ہاں بتلائیے۔ فرمایا۔ وہ آدمی جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے۔ اور وہ نہ دے۔ اس کو احمد نے روایت کیا

سوال کرنے کی ابھی صدا۔

کہا تھا اللہ برکت دے یعنی محمد کو کچھ دے حضرت ام سلمہ نے بھی کہا اللہ تجھے بھی برکت دے یعنی معاف کرو

بخل سے مال برباد ہو جاتا ہے

اور اس میں ایسی بے برکتی آتی ہے کہ مال کس کام کا نہیں رہتا اس کی ظاہری اور حس صورت اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ملاحظہ کرادی
اس مضمون کی وہ حدیث تائید کرتی ہے جو حضرت ابو ہریرہ سے فصل اول میں گذر چکی ہے کہ فرشتہ دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ کا مال برباد کر دے ۱۲-
خدا کا نام لے کر نہ مانگے۔

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور نسائی اور ترمذی نے بھی
روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اس کو مالک نے عفاء سے مرسل روایت کیا ہے اور احمد اور طبرانی میں یہ لفظ میں مضمون ہے
وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال کرے اور نفعی ہے وہ آدمی جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور بھی وہ کچھ نہ دے مطلب یہ ہے کہ دنیا
کے معمولی چیزوں کے لیے خدا تعالیٰ کے نام کو ذلیل نہ کرنا چاہیے اولاً تو وہ سائل ہی بڑا کمینہ ہے جو پیسہ دو پیسہ کے لیے خدا کے نام کی تپو
ضائع کرے اور اس نے ایسی حرکت ہی کی ہے تو پھر وہ آدمی بھی بڑا کمینہ ہے جو خدا کا نام سن کر بھی کچھ نہ دے ۱۲-

۳۵۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَأَلَ عُمَانَ فَأَذِنَ لَهُ وَيَبْدِيهِ عَصَاهُ فَقَالَ عُثْمَانُ يَا كَعْبُ ارْجِعْ إِلَى الرَّحْمَنِ تَوَقُّفًا وَتَرَكْ مَا لَمْ تَرَ فِيهِ فَقَالَ ابْنُ كَلَانَ يَصِلُ فِيهِ حَقُّ اللَّهِ فَلَا بَأْسَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ أَبُو ذَرٍّ عَصَاهُ فَضَرَبَ كَعْبًا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَحَبُّ لَوَانٍ لِي هَذَا الْجَبَلُ ذَهَابًا أَنْفَعُ وَيُقْبَلُ مِنِّي أَدْرُخِلُ فِي مَنْسَبَتِ آدَائِي أَنْشُدُكَ يَا اللَّهُ يَا عُثْمَانَ أَسَمِعْتَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ لَعَمْرُؤُا هَذَا أَحْمَدُ۔

۳۵۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَحَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ مُجْرِنَيْهِمْ فَقَرَأَ النَّاسُ مِنْ سَاعَتِهِ فَخَرَّجَ

۳۵۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے ابو ذر کو آنے کی اجازت دی۔ اور ابو ذر کے ہاتھ میں اکامصاف تھا۔ تو حضرت عثمان نے کہا اے کعب عبد الرحمن بن عوف فوت ہو گئے۔ اور مال بھی بہت چھوڑا ہے۔ تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ تو کعب نے کہا کہ اگر وہ اس مال میں سے اللہ تعالیٰ کے حق ادا کیا کرتے تھے۔ تو پھر تو کوئی حرج نہیں

تو الحمد نے اپنا مصاف اٹھایا۔ اور کعب کو روکے مارا۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ اگر میرے لیے یہ پہاڑ سونے کا ہو جائے۔ کہ میں اس کو خرچ کروں۔ اور وہ مجھ سے قبول بھی کیا جائے۔ کہ میں اپنے پیچھے اس سے چھ اوقے بھی چھوڑ جاؤں۔ اے عثمان میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ نے بھی اسخبر سے یہ سنا ہے یا نہیں۔ میں مرتبہ پوچھا۔ تو حضرت عثمان نے کہا۔ ہاں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

۳۵۳۔ عقبہ بن عمار نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پریمز منہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سلام پھیل اور جلائی سے اللہ کھڑے ہوئے۔ اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں میں سے کسی کے حجرے میں گئے۔ لوگ آپ کی اس جملہ سے کچھ گھبرائے۔ پھر آپ تشریف لائے۔ اور معلوم کیا کہ لوگوں کو ان کی جملہ سے تعجب ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھ یاو گیا۔ کہ ہمارے

حضرت ابو ذر کا طرز عمل۔

بخاری میں بھی ہے لیکن عبد الرحمن کے فریق اور کعب اور ابو ذر کا قصہ نہیں ہے اور اس کے علاوہ فصل اول میں حضرت ابو ذر یہ وہی حدیث گذر چکی ہے کہ انحضرت نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر تین راتیں بھی گذر جائیں اور اس سے میرے پاس کوئی چیز بھی بھری ہے حضرت عبد الرحمن بن عوف بڑے دولت مند صحابی تھے اور اپنے پیچھے بے انداز دولت چھوڑ گئے تھے اور حضرت ابو ذر درویش نش آدمی تھے یہ دولت کو جمع کرنا بڑا عیب سمجھتے تھے اور جو کچھ ان کو ملتا بقدر ضرورت رکھ کر باقی سب خدا تعالیٰ کے رستے میں۔ خیر کر دیا کرتے تھے۔

عَلَيْهِمْ فَرَأَىٰ أَنَّهُمْ قَدْ تَعَجَّبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ كَثُرَتْ سَيِّئَاتِي مِنْ تَبَرُّعِنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْسِبَنِي قَامَرْتُ بِقِسْمَتِهِ رَوَاكَ الْبُخَارِيُّ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ قَالَ كُنْتُ خَلَفْتُ فِي الْبَيْتِ تَبْرًا مِنَ الصَّنَدَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَبَيْتَهُ -

۳۵۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمَا قَالَتَا كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدِي فِي مَرَضِهِ سِنَّةٌ دَنَائِبًا بِرَأْسِ سَبْعَةٍ فَأَمَرَ نِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَفْرِقَهَا فَشَغَلَنِي وَجَرَّبَنِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْهَا مَا قَعَلْتُ السَّنَةَ وَالسَّبْعَةَ قُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ يَشْغَلُنِي وَجَعَلْتُ قَدَاعِيهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِي كَيْفِهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ لَوْلَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهَذِهِ عِنْدَكَ رَوَاكَ أَحْمَدُ -

پاس کچھ سونا پڑا ہوا تھا۔ سو میں نے نہ پسند کیا کہ وہ مجھ کو قرب الہی سے روکے۔ تو میں نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کی ایک روایت میں ہے۔ کہ صدقے کے سونے میں سے کچھ سونا بیچ گیا تھا۔ تو میں نے نہ پسند کیا۔ کہ وہ ہمارے ہاں رات گزارے۔

۳۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار آپ کی بیماری میں میرے پاس پڑے ہوئے تھے۔ تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ ان کو تقسیم کر دو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں میں مشغول ہو گئی۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ ان چھ یا سات دیناروں کا کیا بنا۔ میں نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے تو آپ کی بیماری نے مشغول کر دیا۔ پھر آپ نے وہ منگائے۔ اور ان کو اپنی پتھیلی میں رکھا۔ اور فرمایا۔ اللہ کے ہی کا کیا خیال ہے۔ کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں لے۔ کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۷۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں۔

صدقہ میں جلدی کرو۔

تغییب ہے کہ نیک اعمال کرنے میں بڑی جلدی کرنی چاہیے کیونکہ کسی وقت بھی کوئی آفت پہنچ سکتا ہے اور ذرا غفلت پیش آ سکتے ہیں اور ان کے علاوہ موت کا ہر لمحہ کسی وقت بھی اگر درپوش سکتا ہے اور دیر کو کسی حال میں بھی اچھا نہیں ہے فکر و غمٹ کے لائق مقدم کرانے ہیں کہ مقربین کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے اور دوسری چیزیں مقربین کو قرب الہی سے روک دیتی ہیں ۱۷۔

۱۷۔ اس حدیث کو ابن عساکر اور ہناد نے بھی اپنی مسندوں میں روایت

بتنا ہوسکے خرچ کرو۔

کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن عدی اور ابو نعیم میں بھی ابن عباس سے مروی ہے اور اس سے پہلی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے اس حدیث میں دنیا سے بے رغبتی کی ترفیہ دلائی گئی ہے اور امت کو سبق دیا ہے کہ بتنا ہوسکے اللہ تعالیٰ کے رستے خرچ کرتے جاو اور اور دنیا کے کام خدا کے سپرد کروں گا وہ نیکے تمام نہ کر دہرہ گروہ و متفرگ ہو ۱۷۔

۳۵۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى بِلَالٍ وَعِنْدَهُ صَبْرَةٌ مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ مَا هَذَا يَا بِلَالُ قَالَ شَيْءٌ آذَخَرْتُهُ لِعَدُوِّ فَقَالَ أَمَا تَخْشَى أَنْ تُرَى لَهُ عَدَا بِلَالًا فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْفَيْقُ بِلَالُ وَلَا تَخْشَى مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَابًا۔

۳۵۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَمَنْ كَانَ سَخِيحًا أَخَذَ بِعُضْوٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْفُصْنُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَالشُّجْرَةُ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ فَمَنْ كَانَ سَخِيحًا أَخَذَ بِعُضْوٍ مِنْهَا فَلَمْ يَتْرُكْهُ الْفُصْنُ حَتَّى يَدْخُلَ النَّارَ رَفَاهَا اللَّهُ إِلَيْهِ حَتَّى فِي شُعْبِ الْإِدْيَانِ۔

۳۵۷۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا دُرَّابُ الصَّدَاقَةُ فَاتِ الْبَلَدَ لَا يَخْطَاهَا

۳۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے پاس تشریف لائے۔ ان کے پاس کچھ عددوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے بلال یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ میں نے آئندہ کے لئے ذخیرہ بنایا ہے آپ نے فرمایا۔ کیا تو اس سے نہیں ڈرتا۔ کہ کل کو تو جہنم کی آگ کا بخار قیامت کے دن دیکھے۔ اسے بلال خرچ کرنا اور عرش کے مالک سے تنگی کا خطرہ نہ رکھے۔

۳۵۶۔ اور اپنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخاوت ایک جنت کا درخت ہے جو شخص سخی ہو اسے اس کی ایک شاخ پکڑ لی وہ شاخ اسے جنت میں داخل کر کے ہی چھوڑے گی۔ اور سخی جسم کا ایک درخت ہے۔ پھر جو شخص بخیل ہوا۔ اسے اس کی ایک شاخ پکڑ لی۔ وہ شاخ اسے دوزخ میں داخل کر کے ہی چھوڑے گی۔ اس کو سخی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۳۵۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ دینے میں جلدی کیا کرو۔ کہ مصیبت اس

سال بھر کا خرچ رکھ لینا جائز ہے
۱۷۔ اس حدیث کو ابوالحسن ابوداؤد و بزاز اور طبرانی نے اوسط میں ہی روایت کیا۔ ہے اور اس کی سند بھی ہے اور اس ضمن میں ایک حدیث ابن مسعود سے بزاز اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مسعود سے ہزار نے روایت کی ہے آئندہ کے لئے ذخیرہ کرنا حرام نہیں ہے لیکن مقربین کے مقام کے بھی لایق نہیں ہے بیان جواز کے لیے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو بعض دفعہ سال بھر کا خرچ دیا ہے چنانچہ آگے باب النقی میں یہ حدیث آئے گی ۱۲۔

سخاوت اور سخی کی ایک مثال
۱۸۔ اس حدیث کو خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن عدی نے کامل میں ہی روایت کیا ہے اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخاوت اور سخی کی ایک درخت سے تشبیہ دی ہے اور درخت میں چونکہ بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اس طرح سخاوت کی بھی بہت سی شاخیں ہیں اور ان کے برعکس اور برعکس اسی طرح سخی کی بھی بہت سی شاخیں ہوں گی سخاوت۔ ایسی اچھی چیز ہے کہ اگر اس کی ایک شاخ بھی اٹھی پکڑے تو وہ اس کو جنت میں لے جائے گی اور سخی ایسی بڑی چیز ہے کہ اگر اس کی ایک شاخ بھی پکڑی جائے تو وہ دوزخ میں اس کو لے جائے گی ۱۳۔

رِزْقًا وَرِزْقًا -

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ الْفَصْلُ الثَّانِي

۳۵۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدَلٍ تَمَرًا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيِّبَ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُهَا يَمِينُهُ ثُمَّ يَرِيهَا بِصَلِحِهَا كَمَا يَرِي أَحَدُكُمْ فُلُوكَهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجِبَلِ مُتَفَقَّ عَلَيْهِ

۳۵۹- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَتْ

سے سجاؤ نہیں کر سکتی۔ اس کو زین نے روایت کیا۔

صدقہ کی فضیلت فصل اول

۳۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کھجور کے برابر حلال کئی سے صدقہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کماٹی ہی سے قبول کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے دائیں ہاتھ میں قبول کرتے ہیں پھر اس کے مالک کے لئے اس کی پرورش کرتے رہتے ہیں جیسا کہ کوئی تم میں سے اپنے پھیرے کی پرورش کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ صدقہ پہاڑ جتنا بڑھتا جاتا ہے۔ متفق علیہ

۳۵۹- اور ابھی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور معافی اور اللہ کے لئے سے آدمی کی عزت زیادہ بڑھتی ہے۔ اور جو آدمی اللہ کے لئے تواضع کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو بلند کریں گے۔ اس کو مسلم نے

۱۵ اس حدیث کو زین نے اپنی جامع میں اور طبرانی نے اوسط میں بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ مصیبت اور بلا کو روک دیتا ہے اور اس سے تقیریں بدل جاتی ہیں ۱۲۔

۱۵ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد کے علاوہ اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور مالک نے اسکو روایت کیا ہے یہ حدیث قرآن مجید کی تفسیر کرتی ہے یعنی اللہ ہر بلا و برائی الصدقات کے لئے تمنائی سود کو مٹانے اور صدقہ کر بڑھاتے ہیں ۱۲۔

اللَّهُ عِبَادًا يَعْقُوا الْأَعْرَابَ وَمَا تَوَاصَحَ أَحَدٌ بِلِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ دَرَجَاتٍ مِمَّنْ سَلِمَ
 ۶۰۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اتَّفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الشَّيْءِ
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنَ ابْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِبَعْنَةِ ابْوَابِ قَمْنٍ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ
 بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ
 دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا
 عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْبَابِ مِنْ ضَرْفَةٍ فَمَلَّ يَدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْبَابِ كُلِّهَا قَالَ
 نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ مَنَّافٍ عَلَيْهِ.

روایت کیا۔

۶۰۔ اسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی چیز کا جو اللہ کی راہ میں خیر کے
 وہ جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اور جنت کے کئی دروازے ہیں۔ جو نمازی لوگ ہوں گے۔ وہ نماز کے دروازے سے
 بلائے جائیں گے۔ اور جو مجاہد لوگ ہوں گے۔ ان کو جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزے والے ہوں گے
 وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں ہے کوئی ضرورت اس آدمی کو جو ان سب دروازوں
 سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہو۔

صديق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔
 اس حدیث کو نسائی، ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔
 اور اس مضمون کی ایک حدیث احمد ابن حبان نسائی اور حاکم نے ابوزر سے بھی روایت کی ہے مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں دے جو آدے مشکوٰۃ و درود
 دو کپڑے دو درمیاں دو اشرفیاں دھو وغیرہ یعنی دوسری نیکیاں ایسی ہیں ان کے لئے خاص دروازے مقرر ہیں اور صدقہ خیرات ایسی عمدہ چیز ہے

کہ اس کی وجہ سے جنت کے ہر دروازے سے کنی داخل ہو سکے گا جس سے چاہے گا اسی سے چلا جائے گا۔ اللہ جو الگ الگ الگ الگ
 دروازے ہیں ان کا مطلب صرف یہی ہے کہ نفل طہر پر وہ عبادت اس میں غالب ہو ورنہ مومن کم از کم فرائض تو ضرور ہی ادا کرتا ہے جس کو نفل روزے
 رکھنے کی عادت ہوگی وہ باب الریان سے داخل ہوگا اور جس کو نفل نماز زیادہ پڑھنے کی عادت ہوگی وہ نماز کے دروازے سے داخل ہوگا۔ اس
 حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نہایت فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جنت کے ہر دروازے سے داخلے کی دعوت ہوگی اور اللہ تعالیٰ
 آپ سے لائق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال اور صحبت کے لحاظ سے فقرا احسان مجھ پر ابو بکر نے کیا ہے آنا اور کسی نے
 نہیں کیا۔ ۱۲

۳۶۴ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَكَأَنَّ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلِيقٍ تَوَاهَا مُسْلِمًا.

۳۶۵ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَمِيزْ قَالَ فَيَجْعَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَطَهَّرُ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمُسْلِمِ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُصْبِرُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّ لَهُ صَدَقَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۶۶ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَلَامِي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ

۳۶۴ - حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ تو اپنے بھائی کو خندہ پلستانی سے ملے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا

۳۶۵ - اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے کہا اگر اسکو نہ ملے تو فرمایا۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرے خود بھی اس سے نفع اٹھائے۔ اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے کہا۔ اگر اسکو توفیق نہ ہو۔ یا نہ کرے۔ تو فرمایا۔ کسی مسکین صاحب خندہ کی مدد کر دے۔ کہنے لگے۔ اگر ایسا بھی نہ کرے۔ تو اپنے فرمایا۔ نیکی کا حکم دے اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا۔ کم از کم برائی ہی نہ کرے۔ تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ متفق علیہ

۳۶۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں کے ہرچہ پر صدقہ ہے۔ اور ہر روز صدقہ

اچھے اخلاق کے لیے کوشش کرو۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے

اس حدیث میں حسن ظن کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ۱۲

۱۳ اس حدیث کو احمد و نسائی نے بھی روایت کیا ہے اللہ ہونے پر توجیز و بقرار

مزدور بھی صدقہ کریں۔

اور ظلم ہے مطلب یہ ہے کہ صدقہ صرف یہی نہیں ہوتا کہ روپیہ بیخروج کیا جائے بلکہ جس طرح روپیہ پیسہ دے کہ کسی کا دل خوش کیا جاسکتا ہے اسی طرح اس کے ساتھ اچھا سلوک نیکی یا خوش اخلاق سے پیش آکر بھی اس کا دل خوش کیا جاسکتا ہے اور پھر یہی صدقہ ہے کہ کم از کم آدمی کسی سے برائی کر کے اس کے دل کو آندہ نہ کرے۔ اس حدیث میں یہ بھی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر آدمی دولت مند نہ ہو تو محنت مزدوری کرے اپنی حالتیں بھی پوری کرے اور غریبوں مسکینوں پر صدقہ بھی کرے یعنی مزدوروں کو بھی ترغیب دلائی ہے کہ تم بھی صدقہ کیا کرو۔ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں

نہ ہو۔ ۱۲

صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْإِسْتَيْنِ صَدَقَةٌ وَلِوَعَيْنِ الرَّجُلِ عَلَى دَائِبَتِهِ فَيَجِلُ عَلَيْهَا
أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَا عَدَّ صَدَقَةً وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ
وَيُعِطُ لِأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۶۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِقُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ
عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِينَ مَقْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَهَلَّلَ اللَّهَ وَسَبَّحَ اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لِلَّهِ
وَعَمَلَ حَجْرًا عَنِ طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكَةً أَوْ عِظْمًا أَوْ أَمْرًا بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَهَى عَنِ مَنكَرٍ عَدَدَ ذَلِكَ السِّتِّينَ
وَالثَّلَاثِينَ فَإِنَّهُ يَمُوتُ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحَّزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ ذَوَاةً مُسَلِّمَةً.

صدقہ ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دے۔ یہ بھی صدقہ ہے۔ اور کسی کو سواری پر چڑھانے میں مدد کرے۔ تو یہ بھی صدقہ ہے
یا کسی کو بوجھ اٹھوا دے۔ تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اور اچھی بات بھی صدقہ ہے۔ اور تکلیف دہ چیز کو راستہ سے مٹائے۔ تو وہ بھی صدقہ
ہے۔ منفق علیہ۔

۳۶۷۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی آدم میں سے ہر انسان ۳۶
جوڑوں پر پیدا ہوا ہے۔ پھر جو آدمی اللہ اکبر کہے۔ اور الحمد للہ کہے۔ اور سبحان اللہ کہے۔ اور استغفار کرے۔ اور لوگوں کے راستے
سے کوئی پتھر یا کانٹا یا ٹہنی مٹا دے۔ یا بھلائی کا حکم کرے۔ یا بری بات سے روکے۔ تین سو ساٹھ عدد کے برابر تو وہ اس دن اس
حال میں چلے گا کہ اسنے اپنی جان کو آگ سے بچالیا ہوگا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

جسمانی امداد بھی صدقہ ہے

۱۵ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان
کے جسم میں جتنے جوڑے رکھے گئے ہیں انکی مکتبیں حقیقت میں تو خداوند تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں لیکن ان کے فوائد جنکی وجہ سے انسانی جسم میں۔
مختلف حکمت پیدا ہوتی ہیں بلاشبہ یہ جوڑے خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت میں اور نعمتوں پر شکر یہ ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے چونکہ ہر دن ان
جوڑوں کا صحیح سلامت رہنا خدا تعالیٰ کا ایک علیحدہ احسان ہے اسلئے ہر روز صدقہ کرنا چاہیے پھر جس طرح مالی امداد صدقہ ہے اس طرح
جسمانی امداد بھی صدقہ ہے۔ ۱۲۔

۱۶ اس حدیث کو نسائی ابن ماجہ اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ خیرات ہی کی طرح تسبیح اور تہنید کا بھی ثواب ہے یعنی عبادت مالی ہو یا بدنی یا قوی سب میں اجر ہے اور ہر ایک
عبادت صدقہ کے قائم مقام ہے۔ ۱۲۔

- ۳۶۸۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّقَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِكُلِّ نَسِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْمِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَبِئْسَ أَحَدُكُمْ صَدَقَةً قَالَُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَاتِي أَحَدٌ نَأْتِيهِ وَيَكُونُ لَهَا فِيهَا أَحَدٌ قَالَ رَأَيْتُمْ لَوْ وَصَّعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهِ وَدَّرَ فَكُنَّا لِكَ إِذَا وَصَّعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ ^{وَمِنْهُ} ^{وَمِنْهُ} ^{وَمِنْهُ}
- ۳۶۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعَمَ الصَّدَقَةُ الْبَلْقَةُ الْبَلْقَةُ الْبَلْقَةُ مَهْمَةً وَالشَّاةُ الصَّقِيَّةُ مَهْمَةً تَعْتَدُو بِنَائِهِ وَتُرْوَمُ بِأَحْرَمَتَيْهِ عَلَيْهِ
- ۳۷۰۔ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ

۳۶۸۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نسیحہ صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ ہر تہمیل صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے۔ اور امر بالمعروف صدقہ ہے۔ اور نہی عن المنکر صدقہ ہے۔ اور اچھائی شکرگاہ میں صدقہ ہے۔ لوگ کہنے لگے اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں کوئی اپنی شہوت پوری کرے۔ تو اس میں بھی اسکو اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا بھلا یہ تو نبی اور اگر شہوت کو حرام طریقہ سے پورا کرتا تو کیا اسپر بوجھ نہ ہوتا۔ پھر اسی طرح اگر وہ اسکو حلال طریقہ سے پورا کرے گا۔ تو اسکو اجر بھی ہوگا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۳۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بہترین صدقہ بہت دودھ دینے والی اونٹنی مانگے سے دے دینی ہے بہت دودھ دینے والی بکری مانگے سے دینی جو صبح بھی ایک برتن بھر دے اور شام کو بھی ایک برتن بھر دے۔ منفق علیہ۔

۳۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کوئی درخت لگائے یا کوئی کھیتی کرے

حرام سے بچنا بھی صدقہ ہے۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نسیحہ۔ تہلیل۔ تہمیل۔ ہر چیز صدقہ میں شامل ہے اور اسی طرح اپنی بیوی سے صحبت کرنا بھی صدقہ ہے لہذا ہر چیز خواہش نفس معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے ایک تو اس سے بیوی کا حق ادا ہوتا ہے اور دوسرے اس سے آدمی اپنے آپ کو حرام سے بچتا ہے۔ اگر وہ کہیں جا کر نہ لگے تو جس طرح اس کو گنہ ہوگا اسی طرح اگر وہ حلال طریقہ سے اپنی خواہش نفس پوری کرے اور حرام سے بچ جائے تو وہ تو ب بھی پائے دودھ دینے والا جانور دینا بھی صدقہ ہے۔ اس حدیث کو احمد ابوالکلی نے بھی روایت کیا ہے ضرورہ شہید اور جانور ہے جو کسی کو مددھ پینے کے لیے ڈیریا جائے اور جب مددھ دینا ختم کر دے تو مالک اس کو والی لے لے وہ جانور خواہ اونٹنی ہو یا گائے یا بھینس یا بکری یا بھڑی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بہترین صدقہ قرار دیا ہے کیوں کہ اس سے ہر صبح اور ہر شام ان کو تازہ اور خاص دودھ پینے کے لیے مل جاتا ہے

يَزِدُّ زِدْعًا قِيَاكُلٍ مِّنَ الْإِنْسَانِ أَوْ لَيْدًا وَبِهَيْمَةَ الْأَكَاثِ لَكَ صَدَقَةٌ مُنْفَقٌ عَلَيْكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَمَا سَرِقَ مِنْهُ لَكَ صَدَقَةٌ

۳۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرًا لِأَمْرَأَةٍ مُوسَى مَرَّتْ بِكَ عَلَى دَاسٍ بِرِيٍّ يَدُهُمْ كَادِيْقَتُهُ الْعَطَشُ فَزَرَعَتْ خُضْرًا فَأَوْقَعَتْهُ بِمِخْرَافِهَا فَزَرَعَتْ لِمَنْ الْمَاءُ فَغَفَرَ لَهَا بِذَلِكَ قِيلَ إِنَّ لَنَا فِي الْبَيْتِ إِجْرًا قَالَتْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَيْدٍ رَطْبُنَا إِجْرٌ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۴۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذِّبَتْ أَمْرَأَةٌ فِي هَرَقٍ أَمْسَلَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ مِنَ الْجُوعِ فَلَمْ تَكُنْ تَطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَأْكُلُ مِنْ خَشَائِشِ الْأَرْضِ مُنْفَقٌ عَلَيْكَ

پھر اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھا جائے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ منفق علیہ اور مسلم کی ایک روایت میں جابر سے ہے کہ جو کچھ ہمیں سے چرایا جائے۔ وہ بھی صدقہ ہے۔

۳۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بدکار عورت کو اس لئے بخش دیا گیا کہ وہ ایک کنوئیں کے پاس سے گزری کہ اسپرکتا ہوا پانی بہا تھا۔ اور پیاس سے مرنے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس عورت نے اپنا موزا اتارا اور اس کو اپنے دوپٹے سے باندھا۔ اور اس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا تو اس کو معاف کر دیا گیا۔ سوال کیا گیا۔ کیا تم کو جانوروں میں بھی اجر ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہر ترسگروالے میں اجر ہے منفق علیہ۔

۳۷۴۔ ابن عمر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک عورت کو عذاب دیا گیا۔ ایک بلی کے منفق کہ اس نے اس کو پانچ روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ بز نو وہ اسے کھانا کھلائی۔ اور نہ ہی اسے چھوڑتی۔ کہ وہ زمین کے کیرے کوڑے کھا لیتی۔ منفق علیہ۔

نقصان ہو جانے کا بھی اجر ملتا ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے کھیتی باڑی کی فیصلت ثابت ہوئی اور یہی معلوم ہوا کہ مسلمان آدمی کا مال میں جو کچھ بھوکھا جائے اس کو ثواب ملتا ہے اسی طرح اگر کوئی نقصان ہو جائے مثلا چوری ہو جائے بل جائے غرق ہو جائے گریبے تو اس میں بھی مومن کو اجر ملتا ہے اگر اپنے ہاتھ سے دے تو اس سے کم از کم دس گناہ اجر ملتا ہے لیکن اگر اپنے ہاتھ سے نہ دے تو سب اصل مان تو ضائع نہیں ہوتا ہر سال اس کا اجر اس کو ملے گا۔

جانور کو کھلانے میں بھی ثواب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک جس چیز سے بھی کھائے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان خواہ وہ انسان ہی ہو اس کا اجر ہے بلکہ ان کو مار دینا کا ثواب ہے مثلاً سانپ بچھو چلا دفرہ اس حدیث سے یہی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ بعض دفعہ کبیرہ گناہ بفریہ کرے کہ بخش دیتے ہیں اس۔

اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے ایک روایت میں آیا ہے بقیہ مضمون

جانور کو بھوکا رکھنا کبیرہ گناہ ہے

۳۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ جِبِلٌّ يُعْصِنُ شَجْرَةً عَلَى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ لَا تَحْتِمْ هَذَا عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ فَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ

۳۷۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَّقِي فِي الْجَنَّةِ فِي شَجْرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَأَنَّهُ تُوذِي النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۵۔ وَعَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلِمْتُ شَيْئًا أَنْتَعِبُ بِهِ قَالَ اعْرِضِ الْأَذَى عَنِ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَدُكَ حَدِيثُ عَبْدِ بَنِي حَاتِمٍ أَلْفَوْا النَّارَ فِي بَابِ عِلَامَاتِ النَّبُوَّةِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

۳۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ ایک آدمی ایک درخت کے پاس سے گزرا۔ اس کی ایک شاخ راستے پر تھی۔ اس نے کہا کہ میں اسکو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دوں گا۔ کہ یہ ان کو تکلیف دے گا اس کو بخش دیا گیا۔ متفق علیہ

۳۷۴۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک آدمی کو جنت میں پھرتے دیکھا کہ اسے ایک درخت کو راستے سے کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۳۷۵۔ ابو بربزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے کوئی ایسی چیز بتاؤ جس سے مجھ کو نفع ہو آپ نے فرمایا مسلمانوں کے راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور عدی بن حاتم کی حدیث انفوانہ کو ہم باب النبوة میں انشاء اللہ بیان کریں گے

باقی مشاہیر کی عورت عیوہ سے تھی مسلم کی روایت میں ہے کہ یہودی مذہب رکھتی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کہ پیاس سے جانوروں کو مار دینا بہت بڑا کبیرا گناہ ہے جو آدمی کو روزے میں لے جا سکتا ہے اور پھر انسان کو اس طرح ہموک پیاس سے مار دینا کتنا بڑا جرم ہے۔ ۱۲۔

لوگوں کو راحت پہنچانے کا ثواب

۱۳۔ (مشاہیر صحابہ) اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ، ترمذی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے ابوداؤد میں ہے کہ اس آدمی نے اور کوئی نیک کام کبھی نہیں کیا تھا صرف مسلمانوں کے راستے سے ایک تکلیف دینے والی شاخ کو کاٹ دیا تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اس سے لوگوں کو راحت اور آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ۱۲۔

۱۴۔ اس حدیث کو بخاری نے بھی کیا ہے اس سے یہی عورتی چیز کو راستے سے ہٹانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ۱۲۔

۱۵۔ اس حدیث کو بخاری نے ادب مفرود ابن ماجہ ابن سعد طبرانی نے کبیر میں۔

اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس کا مضمون بھی وہی ہے جو پہلی دونوں حدیثوں کا ہے۔ ۱۲۔

الفصل الثانی

۳۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ جِئْتُ فَلَمَّا بَيَّعْتُ وَبُيِّعْتُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَدَّابٍ فَكَانَ أَوَّلُ مَا قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقْبُوا السَّلَامَ وَأَطِعُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ يَتَأَمَّرُونَ خُلُوًّا الْجَنَّةِ بِسَلَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۳۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْبُدُوا الرَّحْمَنَ وَأَطِعُوا الطَّعَامَ وَأَقْبُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

فصل دوم

۳۷۶۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو میں آیا۔ جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا۔ تو میں نے جان لیا۔ کہ یہ مزہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ آپ نے پہلی کلام یہ فرمائی۔ کہ اے لوگو۔ سلام کو عام کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ اور صلہ رچی کرو۔ اور لوگ سو رہے ہوں۔ تو ہم اٹھ کر نماز پڑھ لو۔ تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۷۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحمان کی عبادت کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ اور سلام کو عام کرو۔ اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

لوگوں کو فائدہ پہنچانے کا ثواب۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح صحیح کہا ہے اس حدیث کو یہاں صلہ جس کے لیے لائے ہیں لیکن اس میں ہر کام وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے مثلاً سلام کہنا کھانا کھلاؤ صلہ رچی کرنا اور نماز میں اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا

کرنا ہے یہ کہ دوسری چیزوں میں تعلق بندوں سے تعلق پیدا کرنا مقصود ہے۔

لوگوں کی مدد سے خدا کی مدد پہنچتی ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت ہے اور ترمذی نے صحیح کہا ہے مطلب اس حدیث کا یہی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے۔ یعنی یہ وہ تمام اخلاق حسنہ ہیں جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کا بھلا کرے حدیث میں ہے کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی مدد حاصل کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ خدا کے بندوں کی مدد کرے۔

۳۷۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَذْفُقُ مِثْقَالَ السُّورَةِ رِزْقًا لِلتِّرْمِذِيِّ.

۳۷۹۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ وَإِنْ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ يَوْجِبُ طَلْقَ فَإِنَّ تَفَرُّقَ مِنْ دَلُوكَ فِي إِنْجَارِ أَخِيكَ رِزْقًا لِأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيِّ.

۳۸۰۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّقَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّوكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ وَتَعَارُكَ الرَّجُلَ الرَّهْدِيَّ الْبَصِيرَ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُكَ النُّجْمَ وَالشُّوكَ وَالْعِظْمَ عَنِ

۳۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ صدقہ خدا کے غضب کو بھاد دیتا ہے۔ اور بری موت کو روکتا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۳۷۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بھلائی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی بھلائی ہے۔ کہ تو اپنے بھائی کو خذہ پشانی سے ملے۔ اور یہ بھی نیکی ہے۔ کہ تو اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دے۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۸۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی کو دیکھ کر تیرا قسم کرنا صدقہ ہے۔ اور تیرا بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ اور تیرا بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور تیرا بھوٹے ہوئے کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔ اور کسی نابینا کو تیرا مدد دینا صدقہ ہے۔ اور تیرا راستے سے پتھر۔ کانٹا اور ہڈی کو دور کرنا صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں

بری موت کیا ہے؟

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو ضعیف من کہا ہے بری موت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ایسی موت دے جس سے خاتمہ خراب ہو جائے مثلاً کسی گناہ کے کرتے ہوئے موت واقع ہو جائے یا ایسی حالت میں موت واقع ہو جائے کہ آدمی خدا کی رحمت سے دایر ہو یا کسی ایسے وقت میں موت آجائے جبکہ آدمی اللہ کے سوا اور کسی چیز کی طرف متوجہ ہو رہا۔

پانی پلانا بہترین صدقہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور اس کو احمد اور عساکر نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کے پہلے حصہ کو بخاری مسلم نے بھی روایت کیا ہے اگر اپنے ڈول سے مسلمان بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی ایک صدقہ ہے تو فرد کو چاہیے اگر اس کے پاس ڈول نہ ہو تو پھر اس کو پانی دے دینا کتنا بڑا صدقہ ہوگا اور کس قدر بڑھ کر ہوگی اگر ۱۲۔

الطَّرِيقِي لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاقَكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَحْيِكَ لَكَ صَدَقَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۳۸۱ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَتَى الصَّدَقَةَ أَفْضَلَ قَالَ الْمَاءُ فَحَضَرَهَا وَقَالَ هَذِهِ لِي أُمَّ سَعْدٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۳۸۲ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا مُسْلِمُ كَسَا مُسْلِمًا تَوْبًا عَلَى عَرَبِيٍّ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ وَأَيُّهَا مُسْلِمُ اطَّعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ اطَّعَمَهُ اللَّهُ مِنْ ثَلَاثِ الْجَنَّةِ وَأَيُّهَا مُسْلِمُ سَقَا مُسْلِمًا عَلَى ظَمَأٍ سَقَاهُ اللَّهُ مِنَ الرَّجِيِّ الْخَمْرُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ -

پانی انڈیل دینا صدقہ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۳۸۱ - حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول سعد کی ماں فوت ہو گئی ہے۔ سو کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پانی۔ پھر سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا۔ یہ ام سعد کے لئے ہے۔ اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۸۲ - حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو رنگا ہونے پر کپڑا پہنائے۔ اللہ تعالیٰ اسکو جنت کا سبز لباس پہناتا ہے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بیھوکا ہونے پر کھانا کھلاتے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے میوے کھلاتے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاسا ہونے پر پانی پلانے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت کی مہرگی ہوتی خاص شرب پلائیں گے۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

نیکی کے سب کام صدقہ ہیں۔

۱۵ ترمذی نے کہا یہ حدیث سن غریب ہے اور اس کو بخاری نے بھی ادب

منزوم روایت کیا ہے اور ابن حبان نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے جامع صغیر کی شرح میں عزیزی نے اس کو ضعیف کہا ہے اس مضمون کی

ایک حدیث ہزار اور طبرانی نے بھی ابن عمر سے روایت کی ہے ہے مومن کو مرنے کے بعد بھی تو اسب پہنچایا جاتا ۱۵ اس حدیث کو احمد بن ماجہ ابن حبان اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے

اور یہ حدیث قطع ہے کیونکہ سعید بن منصور اور ابن عمر کی سعید بن عبادہ سے ملاقات نہیں ہے اس کا ایک اور طریق ابواسحاق سے بھی ہے لیکن اس میں

ایک مہجور روای ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہترین صدقہ کسی کو پانی پلانا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمان آدمی کو بعض چیزوں کا ثواب

پہنچا رہتا ہے ۱۲ صدقہ کی فضیلت کا ایک منظر ۱۵ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے ابو خالد یزید بن عبد الرحمن والانی کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس حدیث میں ہے اس حدیث سے بھی صدقہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۲ -

۳۸۳۔ وَعَنْ قَاهِلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْمَالِ لَخَصَاوِعَ الزُّكُوفَ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا زُكُوفًا وَجُوهَكُمْ قَبْلَ الشُّرْبِ وَالْمَغْرِبِ الْأَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْكَوْثَبِيُّ.

۳۸۴۔ وَعَنْ جُمَيْسَةَ عَنْ أَيْهَا قَالَتْ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشُّيْءُ الَّذِي لَا يَجْعَلُ مَنَعَةً قَالَتْ لَمَاءُ قَالَ يَا بِنْتُ اللَّهِ مَا الشُّيْءُ الَّذِي لَا يَجْعَلُ مَنَعَةً قَالَ لِلْمَاءِ قَالَ يَا بِنْتُ اللَّهِ مَا الشُّيْءُ الَّذِي لَا يَجْعَلُ مَنَعَةً قَالَ أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرًا لَكَ رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ.

۳۸۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْبَبَ لِأَخِيهِ لَأَضَامِيَّتِهِ فَلَمْ يَهَابِ أَحَدًا

۳۸۳۔ قاہلہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اور نہیں ہے۔ جسکی یہ کہ پھر لو تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھولی آیت تکملاً سکو تو زنی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۸۴۔ جُمیسہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول وہ کونسی چیز ہے جس سے روکنا نہیں چاہیے۔ آپ نے فرمایا۔ پانی پھر کہا۔ اے اللہ کے نبی کونسی وہ چیز ہے جس سے روکنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نمک کہا اے اللہ کے نبی کونسی وہ چیز ہے جس سے روکنا جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سارے ہی بھلائی کے کام تیرے لیے بہتر ہیں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۳۸۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرد زمین کو آباد کرے تو اس کو اس میں

زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں۔ اس حدیث کی سند تو صحیح نہیں ہے کیونکہ ابو جریزہ میمون الاحمری ضعیف ہے لیکن اس میں جو استدلال قرآن مجید کی آیت سے کیا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت پر مال سے قربت والوں کو اور سچوں اور سچوں کو اور مسلمانوں کو ان تمام حقوق کو بیان کرنے کے بعد فرمایا یعنی اور اگر وہ زکوٰۃ دے تو معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال لوگوں کے کچھ حقوق ہیں اور

نمک سے کسی کو نہ روکا جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے زائد پانی سے کسی کو روکنا نہیں چاہیے اور اس طرح نمک سے بھی خواہ وہ کان میں ہو یا کان سے باہر نہ لانا چاہیے اور

وَمَا أَكَلَتِ الْعَايِقَةُ مِنْهُ فُهِوَلَهُ صَدَقَةٌ رَقَاءُ الدَّارِجِيَّ.

۳۸۶۔ وَعَنْ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَنَّمَنِي فَحَتَّى لَبِنٍ أَوْ دِرْقِي أَوْ هَدَانِي قَالَمَا كَانَ لَهُ مِثْلُ عَتِقِي رَقَبَةً رَوَاهُ الْبُرْهَانِيُّ.

۳۸۷۔ وَعَنْ أَبِي جُرَيْجٍ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ آتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ قَرَأْتُ رَجُلًا يَصْدُقُ النَّاسَ عَنْ دَابِئِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَقًا وَدَاعَتُهُ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَحَتَّى الْبَيْتِ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ قُلْتُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِنْ أَصَابَكَ صَوْغٌ فَدَعُوْنَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ

اجر بھی ہے اور جو کچھ اس سے کوئی کھائے والہ کھا جائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ اسکو دارمی نے روایت کیا ہے۔
۳۸۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی دودھ والہ جانور مانگے سے دید سے پیا کرے
کو بلا زاریا کوچے کا راستہ بتا دے۔ تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ اسکو دارمی نے روایت کیا ہے۔

۳۸۷۔ ابو جریج جابر بن سلیم نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے مطابق کام کرتے ہیں وہ جو کچھ کہتا ہے۔ اس کے علم کی تکمیل ہوتی ہے میں نے پوچھا۔ یہ کون آدمی ہے کہنے لگے یہ اللہ کے رسول ہیں کہا کہ میں نے عرض کیا
عَلَيْكَ السَّلَامُ (تجہ پر سلام) اسے اللہ کے نبی دو مرتبہ کہا۔ آپ نے فرمایا عَلَيْكَ السَّلَامُ نہ کہ عَلَيْكَ السَّلَامُ تو مردوں کا تحفہ ہے۔
بلکہ کہا کہ۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ میں نے کہا۔ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو فرمایا۔ میں اس اللہ کا رسول ہوں۔ کہ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔
اور تو اس کو پکارے۔ تو وہ تکلیف تجھ سے دور کر دے گا۔ اور اگر تجھ پر قحط سالی آجائے۔ اور تو اسے پکارے۔ تو تیرے لئے آگاہے

زراعت کی فضیلت

۱۷۔ اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن حبان اور فیاض نے مختار میں بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے اور طبری لاسمن طالب زروق نے بخارہ وہ آدمی جو کوئی اور جانور اس حدیث سے میں زراعت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ۱۷۔
۱۸۔ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے حدیث صحیح غریب ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو آدمی کسی نائین کو
دھو کر ڈال دے یا کسی بھولے بھولے آدمی کو راستہ بتا دے تو اسکو اتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ ایک غلام آزاد کرنے کا ۱۸۔

عَلَيْكَ السَّلَامُ اور السَّلَامُ عَلَيْكَ میں فرق

۱۹۔ اس حدیث کو نسائی نے مستطرف طور پر روایت کیا ہے اور ترمذی نے پھر روایت بیان کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور کسی نے ریاض الصالحین میں کہا ہے کہ ابو داؤد اور ترمذی نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے یہ جو فرمایا کہ۔
عَلَيْكَ السَّلَامُ مردوں کا تحفہ ہے یہ جاہلیت کے پرانے دستور کے مطابق کہا کہ وہ لوگ مردوں کو عَلَيْكَ السَّلَامُ کہا کرتے تھے وہ نہ یہ مطلب نہیں کہ مردوں کو
السَّلَامُ عَلَيْكَ یا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا منع ہے حدیث شریف میں جس جگہ آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صوبہ قبرستان میں تشریف لے جاتے تو فرماتے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
اہل البیت علیہم السلام اور اگر کسی نے پوچھا میں کہ اگر قبرستان میں جاؤں تو کیسے کہوں تو اسکو بھی یہی کہا کہ اس طرح السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

عَامِرِ سَيِّدٍ قَدْ عَوْتَهُ ابْنَتُهُمَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ فَفِرْ وَلَا تَقْلِقْ فَصَلَّتْ رَا حِلَّتْكَ قَدْ عَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ
 قُلْتُ رَاعِيهِ إِلَى قَالَ لَا تَسْبِنَ أَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً قَالَ
 وَلَا تُخْفِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوبِ وَإِنْ تَكَلَّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُتَبَسِّطٌ أَلْبَسْهُ مِنْ جَهَنَّمَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوبِ
 وَأَنْفَعُ إِذَا رَأَيْتَ إِلَى نَصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْأَذْرَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْخَيْلِ
 وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُجِيبُ الْخَيْلَةَ وَإِنْ أَمْرٌ شَتَمَكَ وَعَيْبَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعْتَبِرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهَا فَإِنَّمَا
 وَبَالَ ذَلِكَ عَلَيْكَ رَدَّكَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ حَدِيثَ السَّلَامِ وَفِي رِوَايَةٍ فَيَكُونُ لَكَ أَجْرُ
 ذَلِكَ وَوَبَالَهُ عَلَيْهِ۔

گلاب و عیب تو کسی زمین یا جنگل زمین میں ہو۔ اور تیری سواری بھاگ جائے۔ پھر تو اس کو پکاسے۔ تو وہ تجھ کو واپس لادے گا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ مجھ سے کوئی عہد لے لیں۔ آپ نے فرمایا کسی کو گالی نہ دینا۔ ابو سلیم نے کہا اس کے بعد میں نے کسی کو گالی نہیں دی۔ نہ لڑنے کو نہ غلام کو۔ اور نہ اونٹ کو اور نہ بکری کو۔ آپ نے فرمایا۔ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اور اگر تو اپنے بھائی سے ٹس کر خندہ پیشانی سے بات کرے تو یہ بھی نیکی ہے۔ اور اپنے بند نصف پتہ کی تک اشاکر رکھو۔ اور اگر اس سے انکار کرو۔ تو بہر حال سختوں سے نہ بند اوپر رکھو۔ اور سختوں سے بچنے بند لٹکانے سے بچو۔ کہ یہ تکبر سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے۔ یا تجھے کوئی عیب لگائے۔ جو وہ جانتا ہو۔ کہ تجھ میں ہے۔ تو تو اسے عیب نہ لگانا جو اس میں تو جانتا ہے کہ اس کا وبال اسپر ہے گا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے اس سے سلام کی حدیث کو روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تجھ کو اس کا جوڑے گا۔ اور اسپر اس کا وبال دے گا۔

۱۲۔ یہ صفات اس لئے بیان فرمائیں کہ اسکو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی ترغیب دے دیا ہو۔
 گالی دینا مومن کی شان نہیں
 گالی دینا مومن کی شان کے لائق نہیں ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کو گالی دینے سے آدمی خود فاسق ہو جاتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ مومن گالی نہیں دیتا فاسق نہیں ہوتا اور بائزادوں شور و غوغا نہیں کرتا۔
 تکبر کیا ہے اور اس کی علامت کیا
 تکبر ایک بدترین صفت ہے جو انسان کو جنت میں جانے سے روک دیتی ہے یہ تکبر بھی تھا جس نے شیطان کو لڑنے دیا اور گلاب اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تکبر میرا لباس ہے جو اس کو جہنم سے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اس کو اپنی آگ میں جھونک دوں گا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کو ٹھکانے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے

اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے رستہ میں دے دیا گیا وہ تو آخرت کے نوازنے میں صحیح ہو کر کھڑے ہو گیا ہے

اس کو تو کوئی خطرہ ہی نہیں ہے اور نہ لڑائی اور نہ جھگڑا اور نہ کسی اور چیز سے ڈر ہے اور نہ کسی اور چیز سے ڈر ہے اور نہ کسی اور چیز سے ڈر ہے

۳۸۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ ذَجَّجُوا شَاةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا إِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

۳۸۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ كَسَا مِسْلًا ثَوْبًا إِلَّا كَانَ فِي حِفْظٍ مِنَ اللَّهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ حِرْقَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۳۹۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَفَعَهُ قَالَ كَلَّمْتُ نَجْمَهُمُ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتْلُو كِتَابَ اللَّهِ وَرَجُلًا يَتَّصِدُّ بِبَصَدَقَةٍ يُبَيِّنُ بِحِفْظِهَا آدَاءَ قَلَمٍ مِنْ شِمَالِهِ وَرَجُلًا كَانَ فِي سِرِّيَّةٍ فَانْتَهَزَ أَحْصَابَهُ فَاسْتَقْبَلَ الْعَدَا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ أَحَدُ كَوَاتِبِهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ

۳۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، کہ انھوں نے بکری ذبح کی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے کیا باقی بچا ہے کہنے لگیں۔ اس سے صرف ایک کندہ باقی بچا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سارا بچ گیا ہے صرف کندھا ہی نہیں بچا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

۳۸۹۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو مسلمان کسی مسلمان کو کوئی کپڑا پہنا دے۔ وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے جب تک کہ اس کے جسم پر اس کپڑے کا ایک چھتیہ رہی رہے گا۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۳۹۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرموا کہتے ہیں۔ کہ تین آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک وہ آدمی جو رات کو کھڑا ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرے۔ ایک وہ آدمی جو دامن ہاتھ سے صدقہ کرے۔ اور اس کو مخفی رکھے۔ میرا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا تھا اپنے ہاتھ میں ہاتھ سے بھی۔ اور ایک وہ آدمی جو لشکر میں تھا۔ اس کے ساتھ شکت کھا گئے۔ اور وہ پھر دشمن کے سامنے کھڑا رہا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی ابو بکر بن عیاش بہت غلطیاں کرنے والا ہے۔

خدا کی راہ میں دیا ہوا محفوظ ہو گیا ۱۵ اس حدیث کو احمد نے ہی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے رستہ میں دے دیا گیا وہ قرآن کریم کے نذرانے میں جمع ہو کر محفوظ ہو گیا اب اس کو تو کوئی فطرہ ہی نہیں اور جو خدا تعالیٰ کے لیے نہیں دیا گیا وہ فنا ہو جائے گا اس لیے حقیقت

میں وہی نہیں رہتا۔ ۱۲۔

کپڑا دینے کا اجر کیا ہے۔ ۱۵ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو فریب کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کپڑا کسی کو دیا جاوے تو جب تک کپڑا اس کے بدن پر ہے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ ۱۲۔

عَیَاشٍ كَثِيرًا غَلَطٍ

۳۹۱۔ وَعَنْ أَبِي ذَرِّقَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمْ اللهُ وَثَلَاثَةٌ يَبْغِضُهُمْ اللهُ فَمَا أَلَذُّ مِنَ اللهِ فَرَجًا لِي قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ وَكَمْ يَسْأَلُكُمْ لِفِرَاقَتِهِ بَيْنَهُمْ وَمِنْهُمْ مَنْعُوهُ فَخَلَفَ دَجَلٌ بِأَعْيَانِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِوَا مَا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ وَالَّذِي أَعْطَاهُ وَقَوْمًا سَأَلُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ فَوَضَعُوا رُءُوسَهُمْ فَقَامَ يَمْتَلِقُنِي وَيَتَلَوُّوا آيَاتِي وَرَجُلٌ فِي سَارِيَةٍ فَتَلَقَى الْعَدُوَّ فَهَرَمُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُثْمَلَ أَوْ يَقَعَّ لَهُ وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللهُ الشَّيْخُ النَّزَّانِيُّ وَالْفَقِيرُ الْكُتْمَالُ وَالْغَنِيُّ الظُّلُومُ رَدَّاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ - مِثْلُهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا ثَلَاثَةً يَبْغِضُهُمُ

۳۹۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جو دوست رکھتا ہے۔ ان کو اللہ اور تین آدمی ہیں کہ ان کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر وہ آدمی جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک تو وہ آدمی ہے جو کسی قوم کے پاس آیا۔ اور ان سے اللہ کے نام پر مانگا۔ اور کسی قربت کی وجہ سے سوال نہیں کیا۔ جو ان سے وہ رکھتا ہو۔ سو انہوں نے اسکو کچھ نہ دیا۔ اور ایک آدمی اپنی قوم سے پیچھے رہ گیا۔ اس نے اس کو پوشیدہ طور پر کچھ سے دیا کہ اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یا وہ جانتا ہے۔ جس نے اس کو دیا۔ اور ایک قوم ساری بات بھلی رہوں۔ جب ان کو نیند پر تیزی سے زیادہ پیاری معلوم ہونے لگی۔ تو سونے کے لئے انہوں نے سر رکھ دیئے۔ اور وہ آدمی کھڑا ہو کر میرے سامنے عاجزی کرنے لگا۔ اور میری باتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک وہ آدمی جو کسی لشکر میں تھا۔ اس کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ اور وہ شکست کھا گئے۔ اور وہ اپنا سینہ تان کر کھڑا ہو گیا جیسا کہ وہ ختم ہو جائے۔ یا پھر وہ فتح حاصل کرے۔ اور وہ تین آدمی ہیں جو اللہ ناپسند کرتا ہے ایک بوٹھا زانی اور دوسرا شکر فقیر اور تیسرا دو لہتمند ظالم اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

صدقہ ظاہر کر کے نینا بہتر ہے یا چھپا کر رکھنا اس حدیث کو ابن خوزیمہ اور ابان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابو داؤد اور مسلم نے بھی اور اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے قرآن مجید میں ہے کہ اگر تم صدقہ ظاہر کر کے دو تو یہی اچھی بات ہے اور اگر صدقہ چھپا کر دو تو یہ بہتر ہے اب اس میں اختلاف ہے کہ صدقہ ظاہر کر کے دینا بہتر ہے یا چھپا کر رکھنا ایک فائدہ ظاہر کر کے دینے میں ہے کہ شاید لوگوں کو یہی صدقہ کی تعظیم ہو ایک فائدہ چھپا کر دینے میں سے پاک ہے۔

تلافی سزاؤ شخص ہے کہ جس کو یہی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگ چکی ہے اور میرے لئے یہاں سے صحیح سلامت نکالنا ناممکن ہے اور ہمت کو دیکھتے ہوئے میں خدا تعالیٰ کے دین کی سرپرستی کے لیے ڈٹ جائے اور اپنی جان و دین کے لیے کیفیت کی تبدیلی سے نوعیت کی تبدیلی تک یہ تین وہ آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتے ہیں جن کا ہر عرصہ کیمرگنا ہے لیکن اوائل جوانی میں جب شہرت کا زور ہوتا ہے اور عقل اتنی پختہ نہیں ہوتی اس زمانہ میں اولاد فقیر اور شہرت کی کمی کے زمانہ میں جو زنا کیا جاسکے ان دونوں کا نتیجہ حاشیہ ہوتا ہے۔

۳۹۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيْدُ
لَخَلْقِ الْجِبَالِ فَقَالَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَجَعَبَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَاةِ الْجِبَالِ فَقَالُوا يَا رَبِّ
هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْعَبِيدُ فَقَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ
مِنَ الْعَبِيدِ قَالَ نَعَمْ النَّاسُ فَقَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ النَّاسِ قَالَ نَعَمْ الْمَاءُ
فَقَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ الدَّبْحُ فَقَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ
شَيْءٌ أَشَدُّ مِنَ الدَّبْحِ قَالَ نَعَمْ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقْ بِمِثْلِهِ بِمِثْلِهَا وَمِنْ شِعَالِهِ دَوَاةُ التُّرْمِذِيِّ
وَقَالَ هَذَا أَحَدُ بَيِّنَاتِ غُرَيْبٍ وَذَكَرَ حَدِيثُ مُعَاذٍ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ الْعَطِشَ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ -

۳۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی
پورا پورا نجانے پہاڑوں کو پیدا کیا۔ اور زمین پر ان کو گاڑ دیا۔ تو وہ ٹھہر گئی۔ تو فرشتوں کو پہاڑوں کی سختی سے تعجب ہوا۔ کہنے لگے۔ اے رب
کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ لو کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے
کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا ہاں۔ آگ کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ سخت ہے۔
فرمایا ہاں پانی۔ کہنے لگے۔ اے رب کیا تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا ہاں۔ ہوا۔ کہنے لگے۔ اے رب کیا
تیری مخلوق میں سے کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا ہاں وہ آدم کا بیٹا جو اس کا دایاں ہاتھ صدقہ کرے۔ تو اپنے بائیں ہاتھ سے
بھی پھینکے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور معاذ کی یہ حدیث کہ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ یہ حدیث کتب
الایمان میں گزر چکی ہے۔

میں زمین و آسمان لافز ہے۔ اسی طرح تکبر و دقت ہی نبی ہے لیکن دولت مند میں عام طور پر آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور تک وستی میں عموماً آدمی منکسر المزاج
ہوتا ہے اور اگر قرضہ کا دیر سے ادراک نہ آیا اور نادر و نادر چیزیں ہوں ہیں لیکن اگر ناماد آدمی دیر سے قرضہ ادا کرے تو اس میں اور دولت مند آدمی کے زیر کوشش بہت
بڑا فرق ہے۔ ۱۲۔ مومن سب کے طاقتور ہے۔ لہذا مشیہ صغیر ہذا اس حدیث کو اس حدیث نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں سلیمان
بن ابی سلیمان مجہول آندہ ترمذی نے اس کو ضعیف کہا ہے پہاڑ زمین سے اس لیے سخت ہوتے کہ انہوں نے زمین کی حرکت کو روک دیا اور لوہا پتھر سے
سخت ہے کہ وہ اس کو توڑ دیتا ہے اور آگ لوہے سے اس لیے سخت ہے کہ وہ لوہے کو گھلا دیتی ہے اور پانی آگ سے اس لیے سخت ہے کہ وہ اس کو
بھاتا ہے اور ہوا پانی سے اس لیے سخت ہے کہ وہ ہوا کو بھرتی ہے اور بندہ مومن ان تمام چیزوں سے اس لیے طاقتور ہے کہ یہ چیزیں ایک
ایک چیز پر غالب ہیں اور مومن آدمی دو چیزوں پر غلبہ پاتا ہے شیطان پر بھی اور نفس پر بھی ۱۲۔

الفصل الثالث

- ۳۹۳۔ عَنْ أَبِي خَدْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ ذَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَجَّةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَا عِنْدَهَا قُلْتُ وَ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبِعِيْرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً فَبَقْرَتَيْنِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ
- ۳۹۴۔ وَعَنْ مُرْتَدِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ اصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ ظَلَّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صِدْقَةً رَوَاهُ أَحْمَدُ
- ۳۹۵۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَسَعَنِي فِي عِيَالِي فِي النَّقْضِيِّو

فصل سوم

- ۳۹۳۔ حضرت ابو خدرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ اپنے مال سے جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے۔ جنت کے سارے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے کہ جو ہمارے پاس ہے اسکو قبول کرو۔ میں نے عرض کیا جوڑا کس طرح خرچ کرے۔ فرمایا اگر اس کے پاس اونٹ ہوں تو دو اونٹ دے۔ اور گاؤں ہوں تو دو گاؤں دے۔ اسکو سنائی نے روایت کیا۔
- ۳۹۴۔ مرتد بن عبد اللہ نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے حدیث سنائی کہ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن مومن کو اس کے صدقہ کا سایہ ہی ملے گا۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔
- ۳۹۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی عاشقوں کے دن اپنے مال بچہ

۱۵ اس حدیث کو احمد ابن حبان اور عاکم نے بھی روایت کیا ہے اور پہلی نسل میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں اس کی تشریح ہو چکی ہے ۱۲۔

صدقہ کا نام صدقہ کیوں ہے ۱۵ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور عاکم نے اس کو عقب بن عامر سے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے مسلمان گری۔ دھوپ وغیرہ سے بچاتا ہے اسی طرح قیامت کو صدقہ مومن کو آفات حشر غم۔ پریشانی پیاس۔ بھوک اور گرمی سے بچائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کو صدقہ کہا ہے خواہ وہ فرض زکوٰۃ ہو یا نفل خیرات۔ اور صدقہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ مسلمان کے دعوئے اسلام کی صداقت کا نشان ہے اگر وہ اسلام کے نافذ کردہ پروگرام پر یقین رکھتا ہے تو اسے اپنا مال اس پر خرچ کرنا چاہئے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے ورنہ اس کا مسلمان ہونے کا دعویٰ جھوٹا ہے ۱۲۔

عَاشُورَاءَ وَسَمِعَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَائِرُ سَنَتِهِ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاكَ لَكَ رِوَاةَ
بِزْبِنٍ وَدَدِي الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ عَنَّا وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَصَتْفَةَ
۳۹۶ - وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرِيَّةَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الصَّدَقَةَ مَاذَا هِيَ قَالَ أَصْفَا
مُضَاعَفَةٌ وَعِنْدَ اللَّهِ الْبَيْرُ يُدْرَقُ أَحَدًا -

بَابُ أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۳۹۶ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ

پرفراخی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر سانا سال فرمائی کہسے گا سفیان نے کہا۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے اور بالکل اسی طرح پایا ہے۔ اسکو زرین نے روایت کیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس سے بھی اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور جابر سے بھی روایت کیا ہے اور اسکو ضعیف کہا ہے۔

۳۹۶ - ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی یہ تو فرمائیے صدقہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا۔ دنیا میں دگنے سے دگلا اور اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ اسکو اسم نے روایت کیا ہے۔

بہترین صدقہ کونسا ہے۔ فصل اول

۳۹۶ - حضرت ابو ہریرہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۷ اس حدیث کو برانی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کے کئی ایک طرق ہیں جن میں سے بعض تو بہت کم ہیں اور بعض صحیح ہیں ۱۸ -
صدقہ کئی کئی بڑھ جاتا ہے ۱۹ اس حدیث کو برانی نے بھی روایت کیا ہے اور ان دونوں کی سند میں علی بن یزید رووی
بہت لیکن اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی آیت سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو تضرع سے تضرع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو
کئی گنا بڑھا کر دے گا۔ اس سے لے کر سات سو تک بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے بھی بہت زیادہ۔ اور دوسری جگہ فرمایا جو لوگ اپنا مال غلط
کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک دانہ کی سی ہے جس سے سات بائیاں پیدا ہوں اور ہیرا بی میں سو دانہ ہو اور اللہ تعالیٰ جس کے چاہیں
اس سے بھی دگنے کر دیں اور اللہ تعالیٰ اور بھی بہت وسعت والے ہیں جانتے ہیں ۱۹ -

۳۹۸. وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً مُنْفَقَةً عَلَيْهِ.

۳۹۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارٌ نَفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ نَفَقْتَهُ فِي رِقَبَةٍ وَدِينَارٌ نَفَقْتَهُ عَلَى مِسْكِينٍ وَدِينَارٌ نَفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَغْظَمَهَا أَجْرًا لِمَنْ نَفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۰. وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ

بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضرورتیں پوری کر کے دیا جائے۔ اور اسے شروع کر جن کی پرورش تیرے ذمہ ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مسلم نے اس کو ایک ہی حکیم سے روایت کیا۔

۳۹۸۔ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان کوئی خرچ اپنے بال بچہ پر کرتا ہے اور وہ اس کے ثواب کی امید بھی رکھتا ہو تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ منفق علیہ۔

۳۹۹۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جس کو تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرے۔ اور ایک دینار وہ ہے جو تو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے۔ اور ایک دینار وہ ہے جو تو مسکین پر خرچ کرے۔ اور ایک دینار وہ ہے جو تو اپنے بال بچہ پر خرچ کرے۔ تو ان میں سب سے بڑا وہ دینار ہے جس کو تو اپنے بال بچہ پر خرچ کرے اس کو مسلم نے روایت کیا۔ ۴۰۰۔ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دینار جسے آدمی خرچ کرے وہ دینار ہے جس کو آدمی اپنے

ضروریات پوری کر دیکھ صدقہ کرو اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابوداؤد و عبد الرزاق ابن ماجہ۔ حاکم۔ ابن خزیمہ اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنا بڑا اچھا کام ہے لیکن ایسا نہ ہونا چاہیے کہ اپنے بال بچہ کو تیسو کے پیاسے اور بنگے ہوں اور دوسروں کو اپنی صدقہ خیرات کرتا چھوڑے بہتر یہ ہے کہ پینٹا پینے گھر کے ضروری اخراجات پورے کرے اور بعد ازاں دوسروں کی طرف تو جو بکے ۱۲۔

فطری خواہشات پر بھی اجر ہے۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت ہے مطلب یہ ہے کہ گوساری دنیا اپنے بچوں اور بیوی کے اخراجات پورا کرتی ہے لیکن اگر آدمی یہ خیال اور نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اخراجات میرے لئے فرض کیے ہیں اور مجھے اس ننھی اجلی کو پورا کرنا ہے تو اس کو اپنے بچوں اور بیوی پر خرچ کے چھوٹے پیسے کا بھی اجر ملے گا بلکہ جو اپنی ذمت پر بھی خرچ کرے گا اس کا ثواب بھی ہر گاہ سبحان اللہ تعالیٰ کی کیا جتنی ہیں کہ مسلمان کو فطری خواہشات کا بھی اجر ملتا رہتا ہے ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو احمد بخاری نے لب لباب مفرد میں روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اجر آدمی کو اس خرچ کا ملتا ہے جو وہ اپنے بال بچہ پر خرچ کرے اور اتنا اجر اور کس بھی خرچ کا نہیں ملتا ۱۲۔

وَدِينًا نَبِيْعُهُ عَلَىٰ عِيَالِهِ وَدِينًا نَبِيْعُهُ عَلَىٰ دَابَّتِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينًا نَبِيْعُهُ عَلَىٰ أَهْلِيهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۱- وَعَنْ رُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَجْرَانِ أَنْفَقْتُ عَلَىٰ نَبِيِّ أَبِي سَلَمَةَ أُمَّهُمُ بَنِي فَقَالَ أَنْفَقِي عَلَيْهِمْ فَلَاكِ أَجْرٌ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۲- وَعَنْ زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حِلْيَتِكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُمْ إِلَىٰ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُمْ إِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفٌ ذَاتُ أَيْدِي وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَأَيُّهَا فَاسْأَلُهُ

اہل و عیال پر خرچ کرے۔ اور وہ دینار ہے جس کو اپنے فی سبیل اللہ گھوڑے پر خرچ کرے۔ اور وہ دینار ہے جس کو اپنے ساتھیوں پر اللہ کے راستہ میں خرچ کرے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۰۰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اگر میں ابو سلمہ کے بیٹوں پر کچھ خرچ کروں۔ تو کیا مجھ کو اس کا اجر ملے گا۔ کیونکہ میرے ہاں بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان پر خرچ کر جو تو ان پر خرچ کرے گی۔ اس کا تجھے اجر ملے گا۔ متفق علیہ۔
۱۔ ام زینب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا کی بیوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو۔ اگرچہ اپنے زیوروں سے کرو۔ کہنے لگیں میں عبد اللہ بن مسعود کے پاس آئی۔ اور میں نے کہا۔ تو ہلکے ہاتھ والا ہے۔ وغریب ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کا حکم دیا ہے۔ تم جا کر ان سے پوچھو۔ اگر یہ جائز ہوتا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں پھر کسی اور کو صدقہ دے

اخراجات کی ترتیب کیا ہے۔ اس حدیث کو احمد ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث

میں جس ترتیب سے اخراجات ذکر کئے ہیں اس ترتیب سے ان کا اجر ملتا ہے سب سے زیادہ اس روپے پیسے کا اجر ملتا ہے جو آدمی۔ اپنے بال بچہ پر خرچ کرے پھر عورت کا خرچ اور پھر غازیوں کی امداد اور اس کے بعد دوسرے صدقات کا اجر ہے جو ان تینوں سے میرا حال کم ملتا ہے۔ اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ان سے ان کی۔ اولاد بھی تھی ایک لڑکا اور دو لڑکیاں عمر زینب اور زہرا آپ نے آنحضرت سے پوچھا کہ اگر میں ان کو کچھ دوں تو مجھے کچھ ثواب ملے گا یا نہیں آپ نے فرمایا ملے گا۔

فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ يُغَيِّرُنِي عَنِّي وَالْأَصْرَ قَهْمًا إِلَىٰ غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بَلِي أَيْتِمَةٌ أَنْتِ قَالَتْ
فَأَنْطَلَقْتُ فَيَا ذَا الْمَرْأَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ بِبَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتُنِي حَاجَتَهَا
قَالَتْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَلْقَيْتُ عَلَيْهِ لَهَا بَابَهُ فَقَالَتْ فَخَرَّ عَيْنَا بِلَالٌ
فَقُلْنَا لَأَنْتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبِرْتُهُ أَنْ إِمْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِيكَ
الْأَجْرِي الصَّدَقَةَ عَنَّمَا عَلَىٰ آذَانِ جِهَتَا وَعَلَىٰ آيَاتِنَا فِي مَجُورِيهَا وَلَا تُخْبِرُهُمَا مَنْ كُنْتُ قَالَتْ فَدَخَلَ
بِلَالٌ عَلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
هَذَا قَالَتْ مَرْأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْبُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ

دول۔ کہنے لگیں۔ عبد اللہ نے مجھ کو کہا۔ نہیں تو ہی جا کہنے لگیں۔ میں جب آئی۔ تو انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صداغز پر کھڑی تھی۔ اسے بھی وہی کام تھا۔ جو مجھے تھا۔ کہنے لگیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عیب تھی کہنے لگیں۔ بلال ہم پر
باہر نکلے۔ ہم نے اس کو کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ اور آپ کو اطلاع کرو۔ کہ دروازے پر دو عورتیں کھڑی ہیں آپ
سے پوچھتی ہیں۔ کہ کیا عورتیں اپنے خاوندوں کو یا ان یتیم بچوں کو صدقہ دے سکتی ہیں۔ جو ان کی گود میں ہوں۔ یا نہیں؟ اور یہ نہ بتانا کہ
ہم کون ہیں تو بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ اور آپ سے سوال کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ
کون ہیں۔ کہا انصار کی ایک عورت ہے۔ اور وہ سرری زینب ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کونسی زینب؟ کہنے لگے عبد اللہ
بن مسعود کی بیوی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا۔ متفق علیہ

عورت اپنے شوہر کو صدقہ دے سکتی ہے لہذا اس حدیث کو احمد علیہ السلام۔ نسائی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے یعنی
وہ عورت بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی ہوئی تھی کہ اگر عورت اپنے خاوند کو صدقہ دے تو جائز ہے یا نہیں ۱۲۔
آنحضرت کی سعادت بہت تھی لہذا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت زیادہ رعب تھا ان سے بات کرنے کو بوسے جھبک
عموس ہوتی تھی حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بھو رعب اور رعبیت دی گئی ہے حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ بھی تو کھل کر بات نہیں کر سکتے تھے ۱۱۔
فرض اور نفل صدقہ برابر ہے۔ لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے خاوند کو صدقہ اور زکوٰۃ دے سکتی ہے۔
صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے بعض لوگوں نے خواہ مخواہ تکلف کیا ہے کہ نفل صدقہ عورت اپنے مرد کو دے سکتی ہے اور فرضی زکوٰۃ نہیں دے سکتی اس کی
کئی دلیل نہیں ہے صحیح یہ ہے مرد اپنی عورت کو صدقہ اور زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ اس کے اخراجات کو پورا کرنا مرد کے ذمہ ہے اور عورت اگر مالدار
ہو اور خاوند غریب ہو تو وہ اس کو صدقہ اور زکوٰۃ دے سکتی ہے کیونکہ عورت کے ذمہ مرد کے اخراجات نہیں ہیں ۱۲۔

أَمْرًا عَبْدَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْفِرَاقِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ

۴۰۳۔ وَعَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا عَنَّتْ وَبَيَّنَّتْ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِمُسْلِمٍ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتَهَا أَهْوَالَكَ كَانَ أَعْظَمَ
لِأَجْرِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْكَ

۴۰۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَاِلَى أَيِّمَا أُهْدِي قَالَ لِي أَقْرَبَهُمَا مِنْكَ
بَابًا دَعَاكَ الْبَغْدَادِيُّ-

اور یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

۴۰۳۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی آزاد کی۔ اور اس کا تذکرہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو یہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتی۔ تو تجھے اس کا زیادہ اجر ملتا۔
متفق علیہ۔

۴۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں ان میں سے کس کو ہدیہ دیا کروں
آپ نے فرمایا جس کا دروازہ ان دونوں میں سے زیادہ قریب ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۷ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے زیادہ اجر اس لیے ملتا ہے کہ اس سے صلہ رحمی ہوتی ہے صلہ رحمی
کا اجر غلام لونڈی آزاد کرنے سے زیادہ ہے ۱۲۔

۱۷ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ اور عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے جو ہمسایہ زیادہ قریب ہر اس کا زیادہ حق ہے یہ نسبت دور کے
ہمسائے کے۔ حق صلہ رحمی میں کئی ایک چیزیں ملحوظ ہیں سب سے مقدم تقویٰ و پرہیزگاری ہے دو ہمسالیوں میں سے جو زیادہ
متقی آدمی ہو کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ اس کے ساتھ روابط قائم ہوں اگرچہ وہ دوسرے کی نسبت دور ہو اگر وہ دونوں
پرہیزگاری میں برابر ہوں تو بھی جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اس کو ہدیہ دیا جائے۔ اگر دروازے برابر ہوں تو بھی جو معمر اور نزدیک ہو
اس کا زیادہ خیال رکھا جائے اور پھر آخر میں محض ہمسائیگی کے بھی کچھ حقوق ہیں اگرچہ ہمسایہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ ہمسائیگی کے حقوق
میں کمتر حق یہ ہے کہ ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے۔ اور جتنا ہو سکے ہمسایہ سے اچھا سلوک کرے اور اگر غیر مسلم ہمسایہ اسلام کی طرف
مائل ہو تو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے ۱۲۔

۴۰۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَجِئْتَ مَرَاتَةً فَأَلِثْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ حَيْدَانَكَ رَدَاكَ مُسَلِّمًا

الفصل الثاني

۴۰۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ هَذَا الْبِقِلِّ وَابْتِئَانًا مِنْ تَعْوَلِ رَدَاكَ أَبُو ذَرٍّ

۴۰۷۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَقَةٌ وَيَهَى عَلَى ذِي الرَّجْرِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصَلَةٌ رَدَاكَ أَحْمَدُ وَالْتِمِينِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَالذَّهَبِيُّ

۴۰۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو شوہر اپکائے۔ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کر۔ اور اپنے ہمسایوں کا بھی خیال رکھا کر اسکو مسلم نے روایت کیا۔

دوسری فصل

۴۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول سب سے بہتر صدقہ کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا غریب آدمی کی خدمت کا پسہ لکھایا ہوا۔ اور ان سے شروع کر دین کی تو پرورش کرتا ہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۰۷۔ امام سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین پر صدقہ کتنا صرف صدقہ ہے۔ اور قربت والوں پر صدقہ کتنا صدقہ بھی ہے۔ اور صدقہ بھی ہے۔ اسکو احمد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۷۔ اس حدیث کو احمد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے اس حدیث میں ترفیب ہے کہ ہوائے سے صبر معاشرت رکھو اور تمہارا بہت جتنا ہو سکے اس کو یہ دیتے رہا کرو۔

غریب کو ثواب زیادہ ملتا ہے ۱۷۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن خزیبہ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ غریب آدمی جو محنت سے لگا کر عیبہ ظالمیاد میں خرچ کرے اس کا اجر بہ نسبت امیر آدمی کے خرچ کرنے کے بہت زیادہ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ غریب لوگوں کا ایک روپیہ خدا کے رستہ میں خرچ کیا ہو اور تمہارے ایک لاکھ روپے سے بڑھ جائے گا اور حدیث صحیح ہے ۱۷۔ اپنے محتاج نہ ہوں تو اوروں کو دو۔ ۱۷۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے من کہا ہے اور اس کو دارقطنی ابن خزیبہ اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی منہج ہے اگر اپنے قربت والے خدا کے فضل سے آسودہ حال ہوں اور صدقے کے محتاج نہ ہوں تو پھر اوروں کو صدقہ دینا بہتر ہے ۱۷۔

۴۰۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِي دِينَارٌ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِي أَخْرُقُ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِي أَخْرُقُ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى أَهْلِكَ قَالَ عِنْدِي أَخْرُقُ قَالَ أَنْفِقْهُ عَلَى خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِي أَخْرُقُ قَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۴۰۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَخْبَارُ كَرْمٌ يَخْتَارُ النَّاسُ رَجُلٌ مُسِيكٌ يَهْتَانُ فَرَسِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا أَخْبَرَكُمْ بِالَّذِي يَتْلُوهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غَيْبَتِهِ لَيْدِي حَقِّي اللَّهُ فِيهَا إِلَّا أَخْبَرَكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْأَلُ بِاللَّهِ وَلَا يُعْطَى بِهِ رِقَاةٌ

۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا اس کو اپنے نفس پر خرچ کر اسے کہا۔ میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکو اپنی اولاد پر خرچ کر اسے کہا۔ میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسکو اپنی بخیر پر خرچ کر اس نے کہا۔ میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو اپنے ظلم پر خرچ کر۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اب تو بہتر رہا۔ اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو خبر نہ دوں۔ کہ کونسا آدمی بہترین آدمی ہے۔ سب سے بہتر وہ آدمی ہے جس نے اپنے گھوڑے کی گام اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں تمام رکھی ہو۔ کیا میں تم کو وہ آدمی نہ بتاؤں۔ جو اسی کے لگ بھگ ہے۔ وہ آدمی ہے جو کچھ اپنی بکریاں لیکر الگ تھلگ رہتا ہے۔ اور اللہ کا حق اس میں سے ادا کرتا رہتا ہے۔ کیا میں تم کو بدترین آدمی نہ بتاؤں۔ وہ آدمی ہے جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے۔ اور وہ پھر بھی نہ دے۔ اسکو ترمذی،

پہلے اپنے اخراجات پورے کر دو۔ ان اس حدیث کو احمد شافعی، ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ابو داؤد شافعی نے بچے کو پوری پور مقدم اور باقی نے پوری کر بچے پر مقدم ذکر کیا ہے بہر حال اتفاق فی سبیل اللہ اور غلاموں کو آزاد کرانے اور مسکینوں کو صدقہ دینے سے بلاشبہ ہے کہ پہلے اپنے گھر کے حالات درست کرے اور اس کے بعد جس کو مستحق سمجھے اس کی امداد کر دے۔

بہترین اور بدترین آدمی کون ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے منقول کیا ہے اور احمد ابن حنبل نے بھی اس کو روایت کیا ہے اس حدیث نے اس کو حلال سے اس روایت کیا ہے پھر ان کو نکال دیا تھا۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ بہترین آدمی وہ ہے جو اللہ کی راہ میں جگ کرے اور دوسرے کو چھوڑ دے آدمی ہے جو اپنے گزارہ آپ کے کسی کو تکلیف نہ دے اور دوسرے کو فتنوں سے بچا دے اور بدترین آدمی وہ ہے جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور کچھ نہ دے یہ آدمی دوسرے مردوں سے بد چاہتا ہے۔

الْتَرْمِينِي وَالنَّسَائِي وَاللَّدَارِي.

۴۱۰ - وَعَنْ أُمِّ بَجِيدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدُّوا السَّائِلَ وَكَلِّمْهُ بِمَهْرٍ فِي نَفَاةٍ مَالِكٍ وَالنَّسَائِي وَرَدِّي التَّرْمِينِي وَالْبُودَاؤُدَ مَعْنَا.

۴۱۱ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنْكُمْ بِاللَّهِ فَأَعْبَدَهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا مَكَافِيئُهُ فَإِنَّ لَهُمْ نَجْدًا وَمَا تَكَافِيئُهُ فَادْعُوهُ حَتَّى تَرَوْا أَنْ قَدْ كَفَا فَمَوْءُودًا أَحَدًا وَالْبُودَاؤُدَ وَالنَّسَائِي.

۴۱۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةُ

نسائی اور دارمی نے روایت کیا۔

۴۱۰۔ ام بجد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیا کرو۔ اگرچہ کوئی علیٰ برہنی کھری ہی کیوں نہ ہو۔ اسکو مالک، نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی اور ابو داؤد نے اس کا مضمون روایت کیا۔

۴۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی تم سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسکو پناہ دے دو۔ اور جو آدمی تم کو بلائے تو اس کے ہاں جاؤ اور جو تم سے کوئی جلا کرے تو اس کو اس کا معاوضہ دیا کرو۔ اور اگر معاوضہ دے سکے تو اتنی دعا مانگیں اسکو کہ تم سمجھنے لگو۔ کہ تم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا ہے۔ اسکو احمد، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۴۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے نام پر صرف جنت ہی مانگی جائے۔ اسکو ابو داؤد

سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دو اس کو احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے ادب مفرد میں اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں

اور طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ سوالی کو کچھ نہ کچھ دے ہی دینا چاہیے بلکہ کوئی کھری ہوئی کھری ہوئی کوئی دینے کی حیرت نہیں ہے یہ مبالغہ ہے کچھ نہ کچھ دینے کا۔

اس حدیث کو ابن ماجہ اور مالک نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔

احمدی چیزیں خدا کے نام پر نہ مانگو اس کو ضیاء اللغات میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کی اس طرح بے پیمائی کے لئے خدا کا نام ہی پھر دکر کھرا کے نام پر بیچ بچ کر دے دے خدا تعالیٰ کے نام پر خدا تعالیٰ سے جنت مانگنی چاہیے مثلاً اس طرح کہے

تیرے ہی نام پر جنت کا سوال کرتا ہوں۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

الْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۱۳۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَا لَمْ يَمُنْ نَحْلٌ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَى بَيْتِهَا وَكَانَتْ مُسْتَفِيدَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَ يَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَتْ أَنَسٌ فَلَمَّا تَرَوْتُ هَذِهِ الْآيَةَ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا يُحِبُّونَ فَأَمَّا أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا يُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِرِّهَا وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ

نے روایت کیا۔

فصل سوم

۴۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار میں سے حضرت ابو طلحہؓ سب سے زیادہ کھجوروں کے لحاظ سے مالدار تھے۔ اور ان کا سب سے زیادہ پیارا باغ بیرحاء تھا۔ یہ مسجد کے سامنے تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں چلے جاتے۔ اور اس کا خوشگوار پانی پیتے۔ تو انس نے کہا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کبھی بھی بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ تم اپنی پیاری چیزیں اللہ کے سواہ میں خرچ نہ کرو گے۔ تو ابو طلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اٹھ کر گھڑے ہو گئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جب تک تم اپنی پیاری چیزیں اللہ کے سواہ میں خرچ نہ کرو گے۔ بھلائی کو نہ پہنچو گے۔ اور میرا سب سے پیارا مال بیرحاء

۱۷۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زبیر بن سہل ہے۔ یہ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے باپ ہیں بیعت عقبہ ثانیہ میں یہ بھی حاضر ہوئے تھے۔ بلا کے تیر انداز تھے۔ جنگ بدر میں شریک تھے اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں بھی شامل ہوئے ان کی آواز بڑی پرہیزگاری سے سمیٹ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے میں ابو طلحہ کی آواز ایک جماعت کی آواز سے بہتر ہے سائے میں ستر سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی آپ سمندری سفر پر گئے اور وہیں انتقال کیا اور جزیرہ میں دفن ہوئے۔ اچھے خاصے دولت مند آدمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مجھے ایک خادم کی ضرورت ہے تو آپ نے حضرت انس کو جو آپ کے سوتیلے بیٹے تھے آنحضرت کی خدمت میں لے دیا اور حضرت انس آنحضرت کی مدنی زندگی میں پوری مدت تک خادم رہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مجھ پر ناراض نہ ہوئے مگر کوئی کام ہو کر نہ تھا نہیں کیا تو آپ نے یہ کبھی نہ کہا کہ کیوں نہیں کیا اور اگر کوئی نہ کرنے کا کام کر لیا تو آپ نے کبھی نہ کہا کہ ایسا کیوں کیا ۱۷۔

يَلَهُ تَعَالَى اَرْجُو بَرَّهَا وَزَخَّرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَصَعَمَ اَبَا رَسُوْلٍ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْجٌ بَعْجٌ ذَلِكُمْ مَالٌ رَّايْتُمْ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتُمْ وَاِنِّي اَرَى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي
الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُو طَلْحَةَ اَفْعَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَ اَبُو طَلْحَةَ فِيْ اَنْفَارِيْهِ وَبَنِي عَمِيْهِ مَنَفَقَةً عَلَيْهِ
۴۱۴ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشَبَّعَ كَيْدًا اَجَابًا
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعْبِ الْاِيْمَانِ -

ہے۔ اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے۔ میں اس کی نیکی اور خیر سے کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ تو اے اللہ کے رسول
جہاں آپ مناسب خیال کریں، اسکو خرچ کر ڈالیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شاباش، شاباش، یہ مال بڑا فائدہ مند
ہے اور جو کچھ تو نے کہا، وہ میں نے سن لیا ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ تو اس کو فراتنداروں میں تقسیم کر دے۔ تو حضرت ابو طلحہ نے کہا۔
میں ایسا ہی کروں گا۔ اے اللہ کے رسول تو ابو طلحہ نے اسکو اپنے فراتنداروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ متفق علیہ
۴۱۴۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین صدقہ یہ ہے۔ کہ تو بھوکے بھگڑے کو سیر کر دے۔ اس
کو بیٹھی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے

قرابتداروں کو صدقہ دینا افضل ہے ۱۷۔ اس حدیث کو احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طیالسی، ابن خزیمہ، طحاوی،
بیہقی، ابویوسف، اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ مراد حضرت ابو طلحہ کے کھجوروں کے باغ کا نام تھا اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ صدقہ
اپنے کو دینا زیادہ بہتر ہے یہ نسبت دو صورتوں کے دینے سے نکلا ہے کہ چچا زاد بھائیوں کے لفظ قرابتداروں کی تفسیر ہے۔ ۱۷۔
کھانا کھلانے کے مدارج۔ ۱۷۔ حدیث اپنی منہ کے لحاظ سے بہت گزرتی ہے یہاں تک کہ ابن حزمی نے اس کو موضوع حدیثوں
میں بھی لکھ دیا لیکن سیوطی نے اس کا تعقب کیا ہے اور اس کے چند ایک شواہدات بھی تھے جن سے یہ حدیث صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے بھوکے کو کھانا
کھانا اس کی جان بچانا بہتر حال تک کام ہے خواہ وہ انسان یا حیران اور پھر انسانوں میں خواہ وہ مومن ہو یا کافر اور مومنوں میں سے خواہ وہ جائزہ حلال ہو یا حرام
البتہ وہ پانچ جائزہ کی صورت میں مار ڈالنے کا حکم ہے ان کی جان نہیں بچانی چاہیے اس طرح دوسرے کوڑی جانوروں کو بھی مار ڈالنا چاہیے جس طرح دینے میں
مدارج میں اسی طرح کھانا کھلانے میں بھی مدارج کو ملحوظ رکھنا چاہئے مثلاً ایک آدمی کا کھانا ہو اور بھوکے دو ہوں تو نیک آدمی کو کھلائے
اگر ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو تو مسلمان کو کھلائے۔ اگر ایک طرف انسان ہو اور دوسری طرف حیوان تو انسان کی جان بچانے کی
کوشش کرے اور اگر وہ جانوروں میں سے ایک حلال ہو اور دوسرا حرام تو حلال جانور کی جان بچانے کی فکر کرے اور پھر بدرجہ آخر
ہر جانور کی جان بچانے میں اجر ہے۔ ۱۷۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ الزَّوْجِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۱۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُسَدَّدَةٍ كَانَ كَمَا أَجْرَهَا بِمَا انْفَقَتْ وَلَيْزِمَ أَجْرُهَا بِمَا كَسَبَتْ وَالنَّخَازِنُ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۱۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ

عورت کا تاواند کے مال سے صدقہ کرنے کا بیان فصل اول

۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے صدقہ کرے اور مال ضائع نہ کرے۔ تو اس کو اس کے خرچ کرنے کا اجر ہوگا۔ اور اس کے تاواند کو اس کے کھانے کا اجر ہوگا۔ اور اسی طرح رکھو۔ کبھی اجر ہوگا۔ بعض ان میں سے بعض کے اجر کو کم نہیں کریں گے۔ متفق علیہ۔

۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے تاواند کی کمائی سے بغیر اس

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے کہ اسے اور حدیث کو نسائی۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ ابویسلی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے عورت کا اپنے تاواند کے گھر سے بغیر تاواند کی اجازت کے خرچ کرنے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ خرچ کر سکتی ہے لیکن اصل یہ ہے کہ عورت کی اجازت اور طہونہ کے مزاج کے لحاظ سے اس کے مختلف احکام ہیں مثلاً تاواند فیاض طبع ہو اور اس نے بیوی کو اشارہ کیا اور ممانعت کر لینے کی اجازت اسے رکھی ہو یا یہ کہ عورت صلی ہو جس کی پردہ لونی جاتی ہو مثلاً لوثی وغیرہ یا کسی فقیر محتاج کو کچھ دے دینا یا وہ چیزیں ایسی ہو جو ضرورہ نہ رہ سکی ہو تو ان صورتوں میں عورت تاواند کی اجازت بغیر خرچ کر سکتی ہے بشرطیکہ اس کے خرچ کرنے کا انداز یہ نہ ہو کہ گھر کو برباد کر کے رکھ دے اور اگر حالات اس کے برعکس ہوں مثلاً تاواند بیخبر طبع ہو یا عورت کوئی غیر عورتی ہو یا وہ چیز ضرورہ رہ سکتی ہو اور اس کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس صورت میں عورت کو تاواند سے اجازت لے کر خرچ کرنا چاہیے بغیر اجازت خرچ کرنا منع ہے۔ ۱۲۔

ذَوِيهَا مِنْ غَيْرِ امْرِي فَلَهَا نِصْفُ اجْرِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۱۷۔ وَعَنْ ابْنِ مُوسَى الشَّعْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَائِزَةُ الْمُسْلِمَةُ الْإِمِينُ الَّذِي يُعْطَى مَا امْرِي بِكَامِلًا مَوْفُرًا طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُ إِلَى الَّذِي امْرِي بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۱۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ امْرِي أَهْتَلَتْ نَفْسَهَا وَأَهْتَلَتْ لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ فَمَلَ لَهَا اجْرَانِ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۴۱۹۔ عَنْ ابْنِ أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ

کی تخریج کرے۔ نو اس کو نصف اجر ملتا ہے۔ متفق علیہ۔

۴۱۷۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان امین خزاچی کو جو اسے حکم دیا جانے۔ پورا پورا دیدیے۔ اور دل کی خوشی سے اس آدمی کو دیدیے۔ جس کے متعلق اسے حکم دیا گیا ہے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں ایک ہے۔

۴۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں ناگہانی طور پر فوت ہو گئی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بول سکتی تو صدقہ کا حکم دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو اجر ملے گا یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں متفق علیہ۔

فصل دوم

۴۱۹۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرما رہے تھے کہ

لے اس حدیث کو ایسا اور دوسرے بھی روایت کیا ہے اس میں حریت کو تخریب دہی ہے کہ خداوند سے اجازت لے کر فرج کرنا چاہیے نیز اجازت فرج کرنے کی توجہ ادا رکھنا چاہیے۔ ۱۲۔ نو کہ کو بھی اجر ملتا ہے۔ ۱۳۔ اس حدیث کو ترمذی کے سوا اصحاب سنن اور محدثین بھی روایت کیا ہے بعض نو کہ ایسے مزاج کے مالک ہوتے ہیں کہ اگر مالک ان کو کسی سکیں کو کھڑے کر دینے کہیں تو تھوڑا دیر لگے یا بل جین جائیں گے ایسے لوگوں کو کچھ بھی اجر نہیں ملتا اور اگر نو کہ پوری خوشی اور دل کے انصاف سے فرج کرے اور جہاں مالک کہہ دے اس کو پورا پورا فرج کر دے تو اس کو بھی صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اگرچہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے ۱۴۔

مہبت کو تو اب پہنچتا ہے۔ ۱۵۔ اس حدیث کو امام دار ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے یہ آدمی صدقہ میں عبادت کے ال عبادت کا ثواب ذرا اتنا ہی جنت کو پہنچتا ہے اور باقی قرنی عبادت کا بھی البتہ جہاں عبادت میں سلف صالحین کا اختلاف تھا لیکن اس میں یہ ترجیح اس کو ہے کہ اس کا ثواب ہی مہبت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ اس کا خالص اسلام پر ہوا ہو۔

جَعَّةُ الْوَدَاعِ لَا تَسْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا يَأْذِنُ زَوْجُهَا قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْطَّعْنَ
قَالَ ذَلِكَ أَحْضَلُ أَمْوَالِنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۴۲۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ قَلْبَةَ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ حَبِيلَةٌ
كَانَتْهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا كُلُّ عَلِيٍّ أَبْنَاؤُا وَأَبْنَاؤُنَا وَأَزْوَاجُنَا يَجْعَلُ لَنَا مِنْ
أَمْوَالِهِمْ قَالَ الرَّطْبُ تَأْكُلُهُ وَتَهْدِي بِنَهْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث

۴۲۱۔ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي الْحَجَّاجِ قَالَ قَالَ أَمْرِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَهَا نَحْوَ نَحْوِ مِائَةِ مِسْكِينٍ فَأَطَعْتُهُ

کوفی عورت اپنے خاوند کے گھر سے بغیر خاوند کی اجازت کے کوئی چیز صدقہ نہ کرے۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول کیا کھانا بھی بغیر اجازت
کے نہ دے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو ہمارا سب سے بہتر مال ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۲۰۔ حضرت سعد نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت کی تو ایک بزرگ سی عورت کھڑی ہوئی۔
معلوم ہوتا تھا کہ وہ مضر کی عورتوں سے ہے کہنے لگی۔ اے اللہ کے نبی ہم تو اپنے باپوں اور بیٹوں اور خاوندوں پر بوجھ ہیں ان
کے مالوں میں سے ہم کو کیا کچھ جانتے ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ناچھیز میں کہ تم خود بھی کھا لو۔ اور ہدیہ بھی دے لیا کرو۔ اس کو ابو داؤد نے
روایت کیا۔

فصل سوم

۴۲۱۔ عُمَيْرِ كَتِي الْحَمِّ كَرْدَه غلام نے کہا کہ مجھ کو میرے مالک نے گوشت چھیرنے کا حکم دیا۔ ایک مسکین آیا۔ میں نے اس کو

عورت کھانا صدقہ کر سکتی ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو سن کہا ہے یہ حکم اس عورت کے لیے
ہے جن کو خاوند کے گھر چکنے سے صاف صاف طرد پڑنے کو دیا ہو یا وہ چیز عرف کے مطابق تیار کھانا پکا ہو اور عورت کسی کو دے سکتی ہے بشرطیکہ اثنا دس کے گھر کے
انفرادی طور کے ہیں اسلئے نیک ناسخ وغیرہ خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں دینا چاہیے ۱۲

۱۳۔ اس کو ابن ماجہ اور عوف نے شرح السنن میں روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ پکا ہوا کھانا بغیر اجازت بھی دے سکتی ہے کیونکہ اگر وہ پڑا ہے گا تو ویسے
بھی غراب ہو جائے گا ۱۴۔ پہلی حدیث میں جو طعام کے الفاظ میں ان سے مراد خشک خاں ہے یعنی خشک غلہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت
کسی کو نہیں دے سکتی اور دوسری حدیث میں رطب سے مراد تازہ یا پکا ہوا کھانا مراد ہے۔ عورت پکا ہوا کھانا بغیر اجازت بھی کسی فقیر
مسکین یا بھوکے یا ہمسائے کو دے سکتی ہے ۱۵

مِنَهُ فَعَلِمَ بِذَلِكَ مَوْلَاهُ فَيَضْرِبُنِي فَأَيْدِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذَرْتُ ذِي الشَّوْءِ
فَدَاةً فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ قَالَ يُعْطِي طَعَامِي بِغَيْرِ أَمْرٍ فَقَالَ الْأَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ
مَمْلُوكًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوْلَانِ يَشِينِي قَالَ لَعَمْرُكَ الْأَجْرُ

بَيْنَكُمَا إِضْطِهَانِ لِقَاكَ مُسْلِمًا

بَابٌ مِّنْ لَا يَعُودُ فِي الصَّدَقَةِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۲۲۔ عَنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ قَرِيْبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ

اس سے کچھ دے دیا۔ میرے مالک کو پرہ چلا۔ تو اس نے مجھ کو ملا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ذکر کیا۔ آپ نے اس کو بلایا۔ اور پوچھا۔ کہ تو نے اسے کیوں مارا۔ اسے کہا۔ یہ میرا گناہ تھا بغیر میری اجازت کے دے دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اجر تم دونوں کو ملتا ہے۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ میں غلام تھا۔ سو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کیا میں اپنے مالک کے مال سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں اور اجر تم دونوں کو نصف نصف ملے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

اومی اپنا دیا ہوا صدقہ واپس نہ لے۔

فصل اول

۴۲۲۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ میں نے ایک گھوڑا خدا کی راہ میں کسی کو چھیننے کے لئے دیا تھا۔ تو اس اومی نے اس گھوڑا

تینگی اور برائی میں شرکت کر کے لوٹے برابر میں ملے اس کو نساۓ۔ ابوجہان اور حاکم نے ہم روایت کیا ہے اور یہ فرمایا کہ ہر تم دونوں کو نصف۔ نصف لے گا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک اور کو حصے کر کے کہ وہاں وہاں سے ایسا ہے گا بلکہ ہر تم دونوں کو برابر برابر ملے گا اور پورا ملے گا غلام اس لیے کہ میں نے سچا کہ شاز مالک تناسف کر دیتے سے ندا میں نہیں ہو گا اس کو تو اب دل گیا مالک گرض نہ ہوا لیکن اس کا مال کو تلف ہوا لہذا اس کو بھی اجر ملے گا۔ اور یہ بھی کچھ لینا چاہئے کہ نیک کام میں جتنے آدمی بھی شریک ہوتے جاتیں گے ان سب کو لہذا پورا اجر ملتا جائے گا۔ خلا اگر عورت اپنے ملازم کے ہاتھ کوئی چیز صدقہ کرے گی تو اس میں تین آدمی شریک ہو جائیں گے۔ خوشتر اس لیے کہ مال اس نے کمایا تھا عورت اس لیے کہ اس نے حکم دیا اور ملازم اس لیے کہ اس نے جا کر دیا۔ اسی طرح جتنے آدمی بھی اس سلسلہ میں شریک ہوتے جاتیں گے سب اجر کے مستحق ہوں گے اور یہی حال گناہ اور برائی کا بھی ہے کہ اس میں بھی جتنے آدمی شریک ہوتے جاتیں سب برابر کے گناہگار ہوں گے۔ ۱۱۔

فَأَدْرَتْ أَنْ أَسْتَوِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنْ يَبِيْعَهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدَّ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِإِدْرَاهِمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِكَ كَالْكَلْبِ يَعُوذُ فِي قَيْئِهِ وَفِي رِدَائِهِ لَا تَعُدَّ فِي صَدَقَتِكَ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِكَ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ

۴۷۲- وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَصَدَقْتُ عَلَى أُمَّيِّ بَجَارِيَةٍ وَإِنَّمَا مَاتَتْ قَالَ وَجِبَ اجْرُوكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ أَلَيْسَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمٌ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ صُومِي عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا لَمْ تَجْعَلْ قَطًا فَاجْعَلْ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حِيَّ عَنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کھانچ کر دیا میں نے ارادہ کیا۔ کہ اس سے خرید لوں۔ اور میرا خیال تھا کہ وہ اسکو سستا بیچ دے گا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اسکو نہ خریدنا۔ اور اپنے صدقے میں رجوع نہ کرنا۔ اگرچہ وہ تجھے ایک ہی دہم میں دے۔ کیونکہ صدقے واپس لے لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے۔ جو تھے کر کے پھر کھا لیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے صدقے میں رجوع نہ کرنا کہ اپنے صدقے میں رجوع کرنے والے کی مثال ابسی ہے۔ جیسے کوئی تھے کر کے پھر چاٹ لے متفق علیہ۔

۴۷۳- بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ناگہاں ایک عورت آئی۔ اس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں نے اپنی ماں پر ایک لونڈی صدقہ کی تھی۔ اور میری ماں مر گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرا اجر واجب ہو گیا اور میراث نے اس لونڈی کو تجھے واپس کر دیا۔ کہنے لگی اے اللہ کے رسول اسپر ایک بیٹے کے روزے بھی تھے۔ کیا میں اسکی طرف سے روزے رکھوں اپنے فرمایا۔ اسکی طرف سے روزے رکھ۔ پھر اس نے کہا۔ اس نے کوئی حج بھی نہیں کیا تھا۔ کیا میں اس سے حج بھی کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اس کی طرف سے حج کر۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۔ اس حدیث کو احمد مالک ابو داؤد نسائی دارقطنی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ جن اس کو سوسے کی بھی طرحوں میں کہا ہے۔ اور اس کو لاغز اور کوزہ کوزیا ۱۲۔ صدقہ کی ہوئی پیر خریدنا بھی منع ہے۔ لہذا آپ نے حضرت عمر کو فرماتے ہوئے کہ کیا ایک کوزہ اس سے خریدے تو اس کو تھپتھپایا خیال آجائے گا کہ اس نے ہی پیر کو دفت کوزہ اسے دیا تھا۔ میں ان کو کچھ روایت کر دوں تو تمہاری وہ اس کی قیمت میں روایت کرتا گا۔ اگر اتنے صدقے میں رجوع کر لیا ۱۲۔

۱۳۔ یہ بڑی سی مثال اس لیے بیان کی کہ اس طرح کچھ خریدنے کی بڑائی بھی طرحوں میں نہیں ہوجائے ۱۲۔

مانناپ کی طرف سے فرائض ادا کرو۔ لہذا اس حدیث کو احمد امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حج کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صدقہ کی ہوئی چیز کو آدمی کو واپس نہیں لے سکتا۔ لہذا جو چیز اگر تیرے خورد و خوراک میں والیں کو اپنے لیے خریدو۔ اور وہ مرد و عورت اس حدیث سے یہی مطلب ہوا کہ صدقہ کی طرف سے اگر اس کی اولاد حج کرے یا اس پر گزرتی رہے۔ تو اس کو اس کی طرف سے اگر اس کی اولاد سے لکھ دے تو اس کو اور بھی ماننا ہے۔ اور اس سے فرائض بھی ادا ہوجاتے۔ اور اس نے صیحت کی ہر یاد کی ہو ۱۲۔

کِتَابُ الصَّوْمِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۲۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْمَلُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِسَتِ الشَّيَاطِينُ وَفِي رِوَايَةٍ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۲۵- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ

روزہ کا بیان فصل اول

۴۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان شریف داخل ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۴۲۵- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک

شیطانوں کے قید ہونے کا مطلب یہ اس حدیث کا حوالہ دینا۔ مالک تمذی۔ ابن حبان ابن ماجہ۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ صوم کا لغوی ترجمہ روکنا ہے اور شریعت کی اصطلاح عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو صحیح سادق سے لے کر فروب آفتاب تک کھانے پینے اور جارج سے روکنا ہے۔ فرضی طور پر اور ہجرت باقی گالی گلوچ اور گلا اور نیت سے اپنے آپ کو روکنا استعجابی طور پر شیطان کو قید کرنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ سے شہواتی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور جسے شیطان بند ہے۔ پرتا اور پاتا ہے۔ جب شہواتی قوتیں بند ہو گئیں تو گویا شیطان بھی بند ہو گئے اور قرآن شہواتی کی کوری سے گلے توڑیں بیلاہوتی ہیں۔ جن کو جسے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ سو ان دنوں میں جلالی کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور گناہ سے بہت زیادہ پرہیز کرنی چاہیے۔ روزہ اسلام کے پنجگانہ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ مگر آپ خود روزہ نہ رکھنے کی طاقت ہوتو اس میں کفارہ ہے۔ نیابت نہیں یعنی کوئی آدمی کسی کی طرف سے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ جیسے کہ کوئی آدمی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اگر کوئی آدمی روزہ کی فرضیت سے انکار کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ۷۔

مِنْهَا يَأْتِي الرِّيَّانُ لَا يَدُخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 ۲۲۶- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَدِينًا وَحَسَابًا عَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَصَمَّ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَحَسَابًا عَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَصَمَّ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَحَسَابًا عَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 ۲۲۷- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يُبَاعَعُ لِحَسَنَةٍ يَعْشَرُ أَمْثَلِهَا إِلَى سَبْعِينَ مِثْقَالًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنِّي وَأَنَا أَجْرِي بِبَيْتِ عَشْرُونَ دَلْعَامًا مِنْ أَجْلِ الصَّائِمِ فَرِحَ خَلْقٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرِحَ عِنْدَ لِقَائِهِ وَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ

دروازہ کا نام تیان ہے۔ اس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ متفق علیہ

۲۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رمضان شریف کے روزے ایمان اور ثواب کی نیت سے رکھے۔ تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو آدمی رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرے۔ تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو آدمی لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرے۔ تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ متفق علیہ

۲۲۷- اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کا ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مگر روزہ کو وہ صرف میرے ہی لئے لکھا جاتا ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ وہ اپنی شہوت اور اپنا کھانا میرے لیے چھوٹاتا ہے۔ روزے دار کو دو مرتبہ خوشی ہے۔ ایک خوشی تو روزہ کھولنے کے وقت ہے۔ اور ایک خوشی اب کوٹنے کے وقت ہوگی اور روزے دار کے مزے کی بول اللہ کے نزدیک کسٹوری کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے اور روزہ ڈھال ہے اور

روزے کا اجر کیا ہے۔
 اس حدیث کا ترجمہ ترمذی نسائی۔ ابن خوزیمہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ بیان کا نقل۔
 ترجمہ ہے بہت زیادہ سیلاب کا دروازہ چرکوں سے نہ ملے اور نہ بیابانوں کے پیا سے۔ جو ان کے لہذا ان کے لئے ایک خاص طبقہ تھوڑے کیا جائے گا جس میں مخالفت بہت زیادہ ضرور توش کا سامان ہو گا۔ ۱۲۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام اور اللہ کی نیت سے روزہ رکھے۔ یہ نہیں کہ بدلہ خواستہ لوگوں کے رکھانے کو تیار کرے کی نماز برائے نام چھوڑ کر یا حج و زکوٰۃ کی کوئی بلکہ پورے سے انصاف اور شہی سے کرے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ ۱۲۔ روزہ دار کو زیادہ نعمتیں ملیں گی۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن بھی ابن عباس ابن خوزیمہ۔ مالک۔ بزر۔ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسری نیکیوں کا اجر کسی حساب سے خدا تعالیٰ کے فرشتے دینگے لیکن روزے کا اجر ہے حساب ہو گا کیونکہ اس میں زیادہ کھلاؤ والا ہے ہی نہیں یہ عمل یا سے خالص ہے تو اس حدیث میں خود خداوند تعالیٰ کی رضا روزے دار کا اجر ہو گا۔ ۱۲۔ (تفسیر حاشیہ آئندہ)

أَطِيبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَالصَّيَامِ رَجْتًا فَلَا إِكَانَ يَوْمَ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرِفُتْ وَ لَا يَتَعَبُ فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِيَّايَ أَمْرٌ وَصَلِّمْ مَتَّقِ عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۴۲۸۔ عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُغِدَاتِ الشَّيَاطِينِ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ عُلِقَتِ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ قُفَّتِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُعْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَ يُنَادِي بِأَبَايَ يَا بَايَ يَا بَايَ يَا بَايَ الشَّرِّ أَقْصَرُ وَ لِلَّهِ عَقَابٌ مِنَ النَّارِ وَ ذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ رَفَاةٌ لِلزُّمَيْنِ وَ إِنْ مَاجَةٍ وَ زَادَ أَحَدٌ عَنْ دَجَلٍ وَ قَالَ

جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو۔ تو نہ کوئی بری بات کرے۔ اور نہ شور و غوغا کرے۔ اگر اسے کوئی گالی دے۔ یا اس سے لڑائی لڑے تو چاہیے کہ کہہ دے۔ میں روزیدار آدمی ہوں۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۴۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان شریف کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی روزانہ بھی نہیں کھولا جاتا۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے کوئی روزانہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ کھلائی کے چاہنے والے جلدی آجا۔ اور اسے برائی کے طالب رک جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کچھ آگ سے آزاد کئے ہوئے غلام ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر رات ہونا رہتا ہے۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور احمد نے اسکو ایک اور آدمی سے روایت کیا اور

واقعہ ہر شب اللہ ایک نرشی تو روزہ کھولنے کا ہوتی ہے کہ خدا کا ٹکڑا ہے فرض پورا ہو گیا اور آخرت کو خوشی اسوقت سے ہو گی جب روزے کا اجر دیکھے گا کہ کتابیے صاب ابو یعلیٰ گیا۔ روزہ دار کے منہ کی بو۔

آنے لگتی ہے اور چونکہ روزہ خواتین کے فرمان کی تعمیل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو یہ بول پر از دستور لیوں سے زیادہ محبوب ہے ۲۲
رمضان صحت نڈا طے اس کو کافی۔ ایسا خود کیر ایسا جان بیتی۔ ابو نعیم اور حاکم نے بھی روایت ہے اس کی سند بہت اچھی ہے رمضان شریف کے پہلے میں خدا تعالیٰ کا بخشش عام رہتی ہے خدا تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اے نیکی کرنے والے دوڑ کر آ جا کہ یہ وقت بڑا غلیظت ہے اتنا بڑا جو دوسرے کسی وقت میں نہ ملے گا اور اے برائی کرنے والے رک جا کہ یہ وقت عذاب الہی کو دعوت دینے کا نہیں ہے اور پھر جو لوگ نیکی کرتے ہیں اور برائی سے رک جاتے ہیں ان کو آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔

التِّرْمِذِيُّ هَذَا لِحَدِيثٍ غَرِيبٍ -

الفصل الثالث

۲۲۹ - عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا لَمْ دَمَضَاتُ شَهْرًا مَبَارَكًا دَرَسَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامًا مَنَعْتُمْ فِيهِ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَتَلَقَى فِيهِ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ وَتَعَلَّ فِيهِمْ دَرَسُ النَّبِيَّةِ يَلُوهُ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ رِزْقًا أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ -

۲۳۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلصِّيَامِ وَالْقِرَآتِ يَسْتَفْعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصِّيَامُ أَرَى رَبِّي أَنِّي مَنَّعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَسَقَعْنِي فِيهِ -

ترجمہ کے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

فصل سوم

۲۲۹ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں۔ اس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور اسی میں کفر و شیطانی قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے جہنم سے جو اس سے محروم رہ گیا وہ ہر جہنمی سے محروم رہا۔ اس کو احمد اور نسائی نے روایت کیا۔

۲۳۰ - حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لئے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس کو کھانے اور شہوت سے روک رکھا۔ اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما۔

۱۷ اس حدیث کو بہت ہی نے بھی روایت کیا ہے لیکن اللہ کے فضل سے خود قرآن مجید میں آیا ہے یہ شام سے لے کر طلوع فجر تک یکساں تدریجی رات ہے کئی بڑا ہی برکت ہر کاموں کو اس عبادت سے کہہ بھی محمد نزل سکے۔ ایسا اللہ کی تعیین تو نہیں کی جاسکتی البتہ اتنا یقینی ہے کہ وہ رمضان میں ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ آخری عشر میں ہے اور یہ بھی آنحضرت نے بتایا ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے یعنی اکیس تیس پچیس ستائیس اور انیس کی راتوں میں سے ایک رات ہے۔ یعنی ان راتوں میں اس کا دورہ ہوتا ہے اور صحابہ کرام میں سے اکثر کا مشاہدہ یہ ہے کہ وہ ستائیس کی رات میں زیادہ دورہ کرتی ہے۔ بہر حال ان راتوں میں عبادت کی کوشش زیادہ کرنی چاہئے۔ بہتر ہے کہ عبادت سے اس ایک رات کی عبادت بہتر ہے یعنی تراسی سال چار مہینے کی عبادت سے وہ بہتر ہے اور اس رات کے ایک گھنٹہ کی عبادت سات سال کی عبادت کے برابر ہے۔ ۱۷

وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْنَا النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَقَّعْنِي فِيهِ فَيشقَّعَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ
۴۳۱- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا
الشَّهْرَ قَدْ حَفَرَ كَرَمٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنَ الْعَشْرِ مِنْ الْغَيْرِ مَنْ حَرَمَهَا فَقَدْ حَرَمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يَحْرَمُ خَيْرَهَا
إِلَّا كُلَّ هَرَمٍ رَوَاهُ أَبُو بِنٍ مَاجَةَ

۴۳۲- وَعَنْ سُلَيْمَانَ الْقَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شُعْبَانَ
فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَمَ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مَبَارَكٌ شَهْرٌ فِي لَيْلَتِهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ
جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَيَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِمَخْصَلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ

اد قرآن کہے گا میں نے اسکورات کے سونے سے روک رکھا۔ سو اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما پھر ان دنوں کی سفارش
قبول ہوگی۔ اس کو بھیقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۴۳۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ رمضان شریف آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ تمہارے
پاس آیا ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے جس سے محروم رہا وہ محروم ہوا اور انکی بھلائی سے وہی محروم رہتا ہے۔ جو ہر بھلائی
سے محروم ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۳۲- سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ اسے لوگو تم
پر ایک بڑا مہینہ آیا ہے۔ یہ برکت دار مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزے فرض کیے ہیں
اور اس کی راتوں کا قیام فعلی عبادت ہے۔ جو کوئی اس میں کوئی بھلا کام کرے گا۔ تو وہ ایسا ہے۔ جیسے دوسرے دنوں میں اس نے کوئی
فرض ادا کیا۔ اور جس نے اس میں فرض ادا کیا۔ وہ ایسا ہے۔ جیسے اس نے دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے۔

۱۵- اس کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے قرآن اور روزے کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی شفاعت کو اللہ تعالیٰ روز فرمائیں گے ۱۲-

۱۶- منہ مذکورہ لکھا اس کی سند ابھی ہے۔

۱۷- رمضان بہت بڑا مہینہ ہے۔ اس حدیث کو ابن خزیمرہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کو اور طریق سے بھی روایت
کیا ہے اس کو جو بڑا مہینہ فرمایا ہے تو یہ اجر کے لحاظ سے ہے کہ اس میں نفلوں کا ثواب فرضوں کے برابر ملتا ہے اور فرضوں کا ثواب ستر گناہ زیادہ کروایا جاتا
ہے اور خصوصاً اس کی بیعت اللہ کی برکت کہ اس کے اجر کا کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا ۱۲-

۱۸- یہ مہینہ ہے۔ روکن یعنی اپنے آپ کو گناہ سے روکن عبادت الہی پر نفس کو ہرگز نہ کہے چھپے شے سے روکن گائی مگر بے گلا۔ غیبتا۔ لڑائی جھگڑا سے روکن ۱۲-

أَذَى فَرِيضَةٍ فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَذَى فَرِيضَةٍ فِيمَا سِوَاهُ كَمَنْ أَذَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ
 وَهُوَ شَهْرُ الصَّيْرِ وَالصَّبْرِ قَوَابِلُ الْجَنَّةِ وَشَهْرُ الْمَوَاسِيَةِ وَشَهْرُ إِزَادِ قِيْدِ الرُّمُومِ مِنَ
 فَطْرِ فِيهِ صَابِئًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِمَنْ نُؤِيْبُ وَعَتَقَ رَقَبَتَهُ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ
 غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كُنَّا نَجِدُ مَا نَفْطُرُ بِهِ الصَّامُ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُعْطِيَ اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَابِئًا عَلَى مَدَنَةٍ
 لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرِبَتْهُ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَابِئًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرِبَتْهُ لَا يَبْطَأُ حَتَّى
 يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ أَوْلَى رَحْمَةً وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَأَخْرَجَهُ عَتَقَ مِنَ النَّارِ وَمَنْ حَفَّتْ

اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور موافقت کا مہینہ ہے۔ اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو آدمی اس میں روزہ دار کا روزہ
 کھلائے۔ تو وہ اس کے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوگا۔ اور اس کو بہم سے آزادی ہوگی۔ اور اسے بھی روزہ دار کے برابر اجر ملے گا بغیر
 اس کے کہ اس کے اجر سے کوئی چیز کم ہو۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر ایک کو تو اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کا
 روزہ کھلوائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ ثواب اس آدمی کو ملے گا۔ جو روزہ سے دار کو دودھ کا ایک گھونٹ یا ایک کھجور
 یا ایک پانی کا پیار دے دے گا۔ اور جو روزیہ دار کو سیر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی بلائیں گے۔ کہ اس کے بعد
 جنت میں داخل ہونے تک پیسا نہیں ہوگا۔ اور یہ وہ مہینہ ہے۔ جس کے بندائیں رحمت ہے۔ اور درمیان میں بخشش ہے۔ اور آخر میں
 آگ سے آزادی ہے۔ اور جو روزہ میں اپنے غلام سے کچھ بوجھ لہکا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ اور آگ سے آزاد

۱۷۔ اس میں فریضوں کو روزہ رکھنے کی سہولتیں مہیا کرنی چاہئیں اگر کسی کے پاس آٹھ ماہ نہ ہو تو اس کی مدد کی جائے۔ کوئی لمبی دودھ۔ یا وہی سے اس کی مدد کر دی
 جائے۔ ۱۸۔ رمضان میں مومن کا رزق بڑھتا ہے۔ ۱۹۔ یہ شاہد ہے کہ روزوں کے مہینہ میں جتنی اچھی روٹی مومن کو ملتا ہے اتنی اچھی امدادوں میں نہیں
 ملتی۔ روٹی بھی کھائی جاتی ہے۔ اور اچھی بھی کھائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ بھی بے شمار نعمتیں اس کو کھانے کے لئے مل جاتی ہیں اور جو بھی بے حساب مل جاتا ہے۔ ۲۰۔
 اللہ کی رحمت اس وقت بندہ مومن اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ لیکن اس کو مزبور کی نعمت چاہئے۔ اور روزہ دار کی مزدوری آگ سے رہائی اور جنت کا داخلہ ہے تو اس کو۔
 رمضان قریش کی آخری رات میں یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں۔ اس حدیث میں کسی مسلمان کا روزہ افطار کرنے کی بہت بڑھی فضیلت بیان کی گئی
 ہے کہ اس کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا پانی کا ایک گلاس دے دینے سے روزہ رکھنے والے کے برابر اجر مل جاتا ہے اور اگر روزہ دار
 کو بیٹ بھر کر رات کو کھلانا کھلا دے تو اس کا لے یا ان اجر الگ بیان کیا گیا ہے یہ خداوند تعالیٰ کی بے نہایت رحمتوں میں سے ایک رحمت
 ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کا ملہ سے سرفراز فرمائیں ۱۷

عَنْ مَسْلُوكِهِ فِيهِ عَقْرُ اللَّهِ كَمَا عَقَّتْ مِنَ النَّارِ-

۴۳۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرَ رَمَضَانَ أَطْلَقَ كُلَّ أَسِيرٍ وَأَعْلَى كُلِّ سَابِلٍ-

۴۳۴۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخَّرُ لِرَمَضَانَ مِنْ نَابِ الْخَوْلِ إِلَى خَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ قِيَادًا كَانَ أَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيحٌ مَحَمَتَ الْعَرْشِ مِنْ وَدِّي الْجَنَّةِ عَلَى الْخَوْلِ الْعَيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْدًا جَاءَ تَقْرِهْمَ أَعْيُنُنَا وَتَقْرَأُ عَلَيْهِمْ بِنَادِيِ الْحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ-

کودے گا۔

۴۳۳۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان شریف کا مہینہ آجاتا۔ تو ہر قیدی کو رہا کر دیتے۔ اور ہر سولی کو دیتے

۴۳۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت شروع سال سے لے کر آئندہ سال تک سجائی جاتی ہے آپ نے فرمایا۔ جب رمضان شریف کا پہلا دن ہوتا ہے۔ تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا جنت کے بتوں کو سرسراتی ہوئی جوڑیں لگے بہتی ہے۔ وہ کہتی ہے اے ہمارے رب ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے بخاوند بنا دے۔ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں ان تینوں حدیثوں کو بہتی ہے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۵۔ اس حدیث کو نیز امام دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور تمام سند یہ کہو یہی بیحدیث جنت کے لائق نہیں ہے۔ ۱۶۔

۱۷۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر اور واسط میں اور ابوالنعیم اور دارقطنی نے افراد میں اور اس میں ہوا کرتے

یہی روایت کیا ہے لیکن جنت شمال کے مہینے سے لے کر آخر رمضان شریف تک زمین کی مٹی ہے اور سولہ ہی ماہ ہے اور جو لوگ اس کے رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کو جنت دے دی جاتی ہے اور جنت کی حمدوں سے ان کا نکاح کر دیا جاتا ہے جس کے لئے میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کر لی ہے کہ تمہاری اور جو رمضان شریف کی پہلی رات کو عرش الہی کے نیچے سے ہوا چلتی ہے اور جنت کے بتوں کو سرسراتی ہے اور جو زمین کے چروں کو چھوٹی ہے اس ہوا کی کیفیت یہ ہے کہ یہ جہاں جہاں سے گذرتی جاتی ہے حسن کی افزائش کرتی جاتی ہے ہر چیز کا حسن اس سے دو بالما ہو جاتا ہے اور یہ ہوا آخرت میں بھی مومنوں کے جنت کے داخلے کے بعد بھی جلا کرنے کی جس سے جنتیوں اور حوروں کے حسن میں اضافہ ہو جایا کرے گا۔

۴۳۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُعْفَرُ لَكُمْ فِي إِخْرَاجِكُمْ فِي تَمَكُّبَاتٍ
قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهِيَ بَيْدَةُ الْقَدَرِ قَالَ لَا وَبَكْنَ الْعَمَلِ إِنَّمَا تَوَفَّى أَجْرَكَ إِذَا أَقْبَضَ تَمَكُّبَاتَكَ

بَابُ رُؤْيَا الْهِلَالِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۳۶- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْوا الْهِلَالَ وَ
لَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنَّ عَمْرًا عَلَيْكُمْ فَأَقْدِرُوا لَهُ فِي رِوَايَةِ قَالَ الشَّهْرُ سَمِعْتُهُ وَعَشَرُونَ لَيْلَةً

۴۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی امت کو رمضان شریف کی آخری
رات میں بخش دیا جاتا ہے۔ پوچھا گیا۔ اے اللہ کے رسول کیا یہ لیلۃ القدر کی رات ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والے جب
کام پورا کرے تو اسے پوری مہینہ یعنی پچاس دنوں کا اجر ملتا ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

چاند دیکھنے کا بیان فصل اول

۴۳۶- حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑو۔
اور اگر بادل ہو جائے۔ تو اس کا اندازہ کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ چھینے آتیس دنوں کا ہے جب تک چاند نہ دیکھو

روزے پورے ہونے پر بخشش ملتی ہے لہذا اس حدیث کو احمد اور دیگر نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث ایک ہی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ صحابہ نے پوچھا یہ جو آخری رات میں روزے داروں کو بخش دیا جاتا ہے تو کیا یہ لیلۃ القدر کی برکت کی وجہ سے ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا نہیں
لیلۃ القدر کا اجراس کے علاوہ ہے یہاں نہ صرف روزے پورے کرنے کا ہے اگر تشریح غریب یا ریاں سفر یا عورت کے لیے بعض نفس کی مجبوریوں کی وجہ سے کسی
روزے پورے نہ ہو سکیں تو اس کی بخشش بھی ہو جاتی ہے لیکن بعد میں اس کو اتنے دنوں سے رکھنے پڑتے ہیں ۱۲۔

روزہ رکھنے میں احتیاط کرو۔ ۱۳ اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن حبان، مالک اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے
اگر بادل وغیرہ نہ ہو اور مطلع صاف ہو تو چاند دیکھنے پر روزے شروع کیے جائیں اور دیکھنے پر ختم کیے جائیں اور ہر ایک کا دیکھنا ضروری نہیں
بلکہ بعض آدمیوں کا دیکھ لینا کافی ہے اگر مطلع صاف ہو تو پھر بہت سے آدمیوں کی شہادت کا ہے اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو پھر ربانی پیشوا (مشہور)

فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهَا فَإِنْ عَزَمَ عَلَيْكُمْ فَأَكْلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ
 ۴۳۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْمُ الْمَرْءِ وَنَيْبِ وَأَفْطَرُهَا
 لِرُؤْيَيْهَا فَإِنْ عَزَمَ عَلَيْكُمْ فَأَكْلُوا عِدَّةَ سَبْعَانِ ثَلَاثِينَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ
 ۴۳۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أُمَّةٌ أَمِينَةٌ لَا تُكْتَبُ وَلَا
 تُحْسَبُ الشُّهُرُ هَكَذَا أَوْ هَكَذَا أَوْ عَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّلَاثَةِ ثُمَّ قَالَ الشُّهُرُ هَكَذَا أَوْ
 هَكَذَا أَوْ هَكَذَا أَيْعْنِي ثَمَامَ الثَّلَاثِينَ يَعْنِي مَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَمَرَّةً ثَلَاثِينَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ
 ۴۳۹۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا عَيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ

روزہ نہ رکھو پس اگر تم پر بادل ہو جائے تو گنتی پورے تیس دن کرو متفق علیہ۔

۷۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے دیکھنے پر روزہ رکھو۔ اور اس کے دیکھنے پر روزے چھوڑو پھر اگر تم پر بادل ہو جائے تو شعبان کی گنتی تیس دن پورے کرو۔ متفق علیہ

۷۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم بڑے پڑھی امت میں۔ ہم نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب کرنا جانتے ہیں۔ جہیزہ آنا ہوتا ہے اور اتنا اور اتنا اور تیسری مرتبہ میں آپ نے انگوٹھے کو بند کر لیا پھر فرمایا۔ جہیزہ آنا ہے اور اتنا یعنی پورے تیس دن یعنی کبھی اسی دن کا اور کبھی تیس دن کا متفق علیہ۔

۷۳۹۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عید کے دنوں میں نہ کم نہیں ہوتے رمضان اور

دیبا حاشیہ صفر گزشتہ رمضان شریف کے چاند کے لیے ایک مومن کی شہادت اور عید کے چاند کے لیے دو مومن عادل آدمیوں کی شہادت کافی ہے اور اگر ایسا حال ہی کوئی شہادت نہ ہو تو پھر پہلے شعبان کے پورے تیس دن گزارنے کے بعد روزے شروع کیے جائیں اور پھر رمضان کے روزے بھی تیس پورے کیے جائیں اگر آخری دن میں کسی وقت بھی الملاح ہو جائے کہ رات کو فطاح جگہ پر چاند دیکھا گیا ہے تو روزہ کھول دینا چاہئے بشرطیکہ ان کا مطلع ایک ہو پھر اگر دو پیر سے پہلا اطلاع ہو جائے تو عید کی نماز بھی اسی دن پڑھی جائے اور اگر بعد دو پیر اطلاع ہو تو عید دوسرے دن پڑھی جائے اور روزہ اسی دن کھول دیا جائے ۱۲۔

(حاشیہ صفر ہذا)

۱۵۔ اس حدیث کو احمد، بیہقی، دارقطنی اور ابوداؤد کے سوا اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب ابو ہریرہ حدیث میں بیان ہو چکا ہے رمضان کا اجر پورا مانا ہے ۱۶۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہیزہ کبھی اسی دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا اس لیے پوری احتیاط کر لینی چاہئے اور اگر فی الواقع اسی دن کا جہیزہ ہو تو بھی اس کا اجر پورا ملیگا ایک روزہ کم ہو جانے سے جو کم نہیں ہوگا ۱۷۔

رَمَضَانَ وَذُو الْحِجَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۴۴۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَقَدَّمُ مِنْ أَحَدِكُمْ رَمَضَانَ يَصُومُ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلًا كَانَ يَصُومُ صَوْمًا قَلْبِي صَوْمَ ذَلِكَ الْيَوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۴۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَصَفَ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا ذَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَذُو لَيْثٍ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۴۴۲۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِهُ رَمَضَانَ

ذی الحجہ کا مہینہ متفق علیہ۔

۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی تم میں سے رمضان کی پیشوائی کا روزہ ایک دن یا دو دن پہلے نہ رکھے۔ ہاں اگر کوئی آدمی پہلے ہی سے کوئی روزہ رکھتا ہو۔ تو وہ اس دن کا روزہ رکھنے متفق علیہ۔

فصل دوم

۴۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان ہو جائے۔ تو اس کے بعد روزے نہ رکھا کرو۔ اسکو ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۴۴۲۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی احتیاط کے لئے شعبان کی گنتی کیا کرو۔ اس

۱۹ روزے ہوں تو بھی اگر پورا مانتا ہے اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کے کئی مطلب بیان کیے گئے ہیں ایک یہ کہ رمضان اور ذی الحجہ کے چھینے اگر گنتی کے لحاظ سے اسی دن کے بھی ہو جائیں تو بھی ان کے اجر میں کمی نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ ایک ہی سال میں رمضان اور ذی الحجہ کے دونوں چھینے اسی دن کے نہیں آتے اگر ایک اسی دن کا ہو گا تو دوسرے اسی دن کا ہو گا تیسرا یہ کہ ذی الحجہ کا مہینہ اگرچہ لحاظ سے رمضان کے مہینہ سے کم نہیں ہے اور نہ رمضان کا مہینہ اگرچہ ذی الحجہ سے کم ہے کیونکہ اس میں اگر روزے ہیں تو اس میں حج ہے اور دونوں ہی ارکان اسلام میں سے ہیں ۱۲۔

شک کے دن کا روزہ منع ہے رمضان کے استقبال اور شاک کے دن کا روزہ رکھنا منع ہے حال اگر کوئی شخص بالفرض ہر مہینہ کی انتیس تاریخ کا روزہ رکھتا ہو یا شہنا سو موار کا روزہ رکھتا ہو اور سو موار کا دن انتیس شعبان کو آجائے تو وہ شخص اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

اور اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے نصف شعبان کے بعد فقیہوں نے روزے رکھنا منع ہے تاکہ کوئی زیادہ نہ ہو جائے ہاں اگر کسی کے فرضی روزے بھی رہتے ہوں تو وہ رکھ سکتا ہے۔

(القبیرہ پر صفحہ آئندہ)

رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ -

۲۴۳۔ وَعَنْ أُمِّ سَكَمَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسْلِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ -

۲۴۴۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ يَاسِرٍ قَالَ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالتَّسْلِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ -

۲۴۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْإِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ هَلَالِ رَمَضَانَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

کو ترمذی نے روایت کیا۔

۳۴۳۔ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی دو مہینوں کے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا مگر شعبان اور رمضان کے چھینے اسکو ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۳۴۴۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا۔ اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اسکو ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۳۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں نے جہاد دیکھا ہے یعنی رمضان شریف کا جہاد میں آپ نے کہا کیا تو شہادت ہے۔ کہ اللہ نے ان کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہنے لگا۔

(حاشیہ صفحہ ۲۸۱)

دقیقہ صفر گذشتہ لکھ اس حدیث کو حاکم دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲۔

۱۳۔ اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جیسے کہ آپ وصال کے دن سے رکھے تھے اور آپ نے شفقت کی وجہ سے امت کو منع فرمایا اسی طرح آپ شعبان میں بہت زیادہ روزے رکھتے اور امت کو شفقت کی وجہ سے منع فرمایا کہ زیادہ کر ورنہ ہو جائیں ۱۲۔

۱۴۔ اس کو احمد۔ ابن حبان، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو قریباً سب نے صحیح کہا ہے۔ شک کا دن میں شعبان کا دن ہے اگر اس میں جہاد نظر آجائے تو فیہا در نہ روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین میں انتہائی احتیاط کام لینا چاہئے اگر اس میں کمی نہیں ہو سکتی تو اس میں اضافہ بھی کسی صورت نہیں ہو سکتا اور دین میں غلو کرنا بھی ویسا ہی جرم ہے جیسے کہ دین میں کمی کرنا جرم ہے ۱۲۔

قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ أَدْنُ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا عِدَّةَ رَوَاةِ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۴۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَرَأَى النَّاسَ الْهَلَالَ فَأَحْبَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ فِصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث

۴۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْفَظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَحْفَظُ مِنْ غَيْرِهِ ثُمَّ يَصُومُ رُؤْيَةَ رَمَضَانَ فَإِنَّ عُمَرَ عَلَيْهِ عِدَّتَانِ لَثْنَيْنِ يَوْمًا تَمَّ صَامَ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ.

آپ نے فرمایا کیا تو شہادت دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں کہنے لگا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اسے ہلال لوگوں میں آواز دے دو کہ کل روزہ رکھیں۔ اسکو ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۴۶۔ حضرت عید اللہ بن عمر نے کہا کہ لوگوں نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا اسکو ابو داؤد، اور دارمی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۴۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا اتنا حساب رکھتے۔ کہ اس قدر کسی مہینے کا نہ حساب رکھتے پھر رمضان کا روزہ چاند دیکھ کر رکھتے۔ اگر بادل ہو جاتا۔ تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے پھر روزہ رکھتے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا

۴۔ یہ حدیث مسند اور مسند دونوں طریقوں سے روایت کی گئی ہے۔ نسائی نے اس کے ارسال کو ترجیح دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف کے اثبات کے لیے ایک مومن آدمی کی شہادت کافی ہے۔ ۱۳۔

۵۔ اس حدیث کو دارقطنی، ابن جبران اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث سے بھی ثابت ہو کہ روزے کے اثبات کے لیے خبر واحد کو قبول کیا جائے گا۔ ۱۴۔

۶۔ اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس سے بھی معلوم ہو کہ رمضان شریف کے روزہ میں پوری اہمیت دینی ہے کہ روزہ رمضان سے پہلے نہ شروع ہو جائے اور چاند دیکھ کر روزہ رکھنا اسی صورت میں ہے کہ مطلع صاف ہو اگر نہیں شعبان کو بھی بادل وغیرہ ہو تو کوئی صبح نہیں روزہ رکھا جائے گا۔ ۱۵۔

۴۲۸۔ وَعَنْ أَبِي الْخَيْرِ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعَمْرِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بَطْنِ نَخْلَةَ تَرَانَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ كَيْلَتَيْنِ فَذَيْبُ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا إِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ كَيْلَتَيْنِ فَقَالَ أَيُّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ فَقُلْنَا كَيْلَةَ كَدَّ أَوْ كَدَّ أَنْ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّكَ لِلرُّؤْيَى فَهُوَ لِللَّيْلَةِ رَأَيْتُمُوهُ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ أَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَهَمُّنُ بِدَايَةِ عَرِيقٍ فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدَّ أَمَدًا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ أُنْجِيَ عَلَيْكُمْ فَاتَّبِعُوا الْعِدَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۸۴۸۔ ابو الخیر نے کہا کہ ہم براہ کے لئے نکلے پھر جب ہم بطن نخلہ میں اترے۔ تو ہم نے چاند دیکھنا شروع کیا۔ بعض لوگوں نے کہا یہ تو تیسری رات کا چاند ہے۔ اور بعض نے کہا۔ دوسری رات کا چاند ہے۔ پھر ہمیں ابن عباس ملے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے چاند دیکھا۔ تو بعض لوگوں نے کہا یہ تیسری رات کا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ دوسری رات کا ہے۔ تو ابن عباس نے کہا کہ تیسری رات میں تم نے اسکو دیکھا تھا۔ ہم نے کہا۔ فلاں فلاں رات تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی مدت دیکھنے پر متورک کی ہے۔ وہ اسی رات کا ہے۔ جس رات کو تم نے اسکو دیکھا۔ اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے رمضان کا چاند ذات عرق میں دیکھا۔ تو ایک آدمی کو ابن عباس کے پاس بھیجا کہ آپ سے پوچھے تو ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعبان کی مدت کو چاند دیکھنے تک لیا کیا ہے۔ اگر تم پر بادل ہو جائے۔ تو تم گنتی پوری کر لو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

روزہ رکھنے میں پوری احتیاط کرو لے اس حدیث کو دار قطن نے بھی روایت کیا ہے۔ بطن نخلہ مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور اسی طرح ذات عرق بھی ایک جگہ کا نام ہے اور وہ بطن نخلہ سے ایک منزل اور مکہ مکرمہ سے دو منزل مشرقی جانب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف کے چاند کو ذات عرق کے دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ چاند کو بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور خواہ مخواہ اس شب میں مبتلا نہ ہونا چاہئے کہ چاند نظر آ رہا ہے شاید کوئی روزہ رہ نہ گیا ہو ویسے اپنی طرف سے پوری احتیاط کرنی چاہئے کہ کوئی روزہ نہ جائے اور اسی لیے شعبان کی گنتی کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن احتیاط کا یہ معنی نہیں کہ شب کے دن روزہ رکھ لیا جائے اور اگر احتیاط کے باوجود یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ ایک روزہ رہ گیا ہے مثلاً تیس شعبان کو بادل کی وجہ سے روزہ نہ رکھا اور اٹھائیسویں روزہ پر مشاکیا چاند نظر آ گیا تو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ ایک روزہ رہ گیا ہے تو اس صورت میں بعد میں ایک روزہ کی قصاصی ہمارے گی۔ اس روزہ کا اجر بھی رمضان شریف کے روزہ کے برابر ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مواخذہ بھی نہ ہو گا ۱۱

بَاب الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

- ۲۴۹ - عَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي تَسَاحُرِكُمْ سَفْقًا مَبْرُورًا
 ۲۵۰ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَسِيتُ مَا نَسِيتُ مِنْ صِيَامٍ
 وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكَلَةُ التَّحْمِيرِ ذَوَالَهُ مُسَلِّحًا
 ۲۵۱ - وَعَنْ سَهْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ مَسْفُوقًا
 ۲۵۲ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ

فصل اول

- ۲۴۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کا کھانا کھایا کرو۔ کہ سحری کھانے میں برکت ہے متفق علیہ۔
- ۲۵۰ - حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق صرف سحری کھانے کا ہے۔ اسکو مسلم نے ہدایت کیا۔
- ۲۵۱ - حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک لوگ روزہ بیلدی افطار کرتے رہیں گے بھلائی سے رہیں گے متفق علیہ۔
- ۲۵۲ - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ادھر سے سیاہی نمودار ہو جائے۔ اور اس کو بوداؤ دے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے ایک برکت تو سحری کھانے میں یہ ہے کہ اس سے کمزوری نہیں ہوگی اور دوسری برکت خدا تعالیٰ کے انعام کی قبولیت کی وجہ سے ہوتی ہے اور ثواب علیحدہ تھا ہے ۷
- روزہ میں رعایت کر دی گئی ہے ۸ اس حدیث کو ابن خزیمہ، ابن حبان، احمد اور ابن ماجہ کے سوا باقی اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کا روزہ عشا کا وقت شروع ہونے سے لیکر دوسرے دن کے غروب آفتاب تک ہوتا تھا اور ابتداء اسلام میں بھی یہی حال تھا لیکن بعد ازاں خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے رعایت کر دی اور روزہ کا وقت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کر دیا ۱۲
- سحری آخری وقت میں کھاؤ ۹ اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابن حبان، ابن خزیمہ حاکم اور طبرانی نے بھی کثیر میں روایت کیا۔ سنت یہ ہے کہ سحری کا کھانا اخیر وقت میں کھایا جائے جبکہ کھانے کے بعد صبح صادق ہو جائے اور روزہ سورج غروب ہونے کے باقی بر وقتاً اللہ

هَمْنَا وَخَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَظْمَرَ الصَّامُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۵۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ فِي الصُّومِ فَقَالَ
لَهُ رَجُلٌ إِنَّكَ تَوَاصَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَائِيكُمْ مِثْلِي إِنْ آيَتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الفصل الثاني

۲۵۴۔ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَجْعَلِ الصِّيَامَ قَبْلَ
الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ

دھروان پیٹھ دے پیمانے۔ اور سورج نروب ہو جانے۔ تو روزہ دار روزہ کھول دے متفق علیہ۔

۲۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ سے
یک آدمی نے کہا کہ آپ تو لے اللہ کے رسول وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون میری مثل ہے۔ میں اپنے رب کے
اس رات گزارتا ہوں۔ وہ مجھے کھلا بھی دیتا ہے اور پلا بھی دیتا ہے متفق علیہ

فصل دوم

۲۵۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح ہونے سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت
نہ کرے۔ وہ روزہ سے نہیں ہے سکا ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور دارمی نے روایت کیا اور ابو داؤد نے کہا کہ اس حدیث کو حفصہ پر حضور
پا ہے۔ معرا اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یوش ایلی سب نے زہری سے

بقیہ صفحہ گذشتہ بعد جلد ہی افطار کر دیا جائے اتنی احتیاط سراسر مغلط ہے کہ اندھیرا ہونے لگے اور ستارے نمودار ہونے لگیں جیسا کہ بعض آدمی کرتے ہیں
حاشیہ صفحہ ۱۱۷ اس کو ابن ماجہ کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس میں روزہ کھولنے کا وقت متعین کر دیا کہ جب مغرب
میں سورج نروب ہو جائے اور مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہئے ۱۲۔

وصال کا روزہ منع ہے۔ ۱۳ اس حدیث کو احمد اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ وصال یہ ہے کہ شام کے وقت روزہ نہ
کھولا جائے اور دوسرا روزہ شروع کر لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت جو نیک بہت زیادہ تھی جس کی وجہ سے جسمانی کمزوری بھی
زیادہ اثر نہ کرتی تھی لہذا آپ وصال سے روزہ رکھ لیا کرتے تھے اور اپنی امت کو آپ نے منع کر دیا کہ وصال سے روزہ نہ رکھیں تاکہ کمزوری نہ ہو ۱۲۔
روزہ نیت کرنے سے ہوگا۔ ۱۴ اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ تمام اعمال کا اور روزہ
جو نیک نیت پر ہے اس لیے نیت کے بغیر کوئی عمل ہی نہیں ہے۔ مثلاً روزہ کا نیت نہ لگتی ہو اور روزہ جیسی یا بندیاں لپٹے اور لنگالی جاشیں تو

حَفْصَةُ مَعْرُوفُ الرَّبِيعِيُّ وَابْنُ عَيْنَةَ وَيُونُسُ الْأَيْلِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الرَّهْرِيِّ-

۴۵۵- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ النَّبِيَّ أَحَدًا كَرِهَ إِلَّا نَاءَ فِي يَدَيْهِ فَلَا يَبْصَعُهُ حَتَّى يَقْضَى حَاجَتَهُ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ-

۴۵۶- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ إِعْجَلُكُمْ فُطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ-

۴۵۷- وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ كَرِهَ فُلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ

۴۵۵- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اذان سنے اور کھانے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن کو کھانا کھا کر پیچھے رکھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۵۶- اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۵۷- سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزہ کھولے تو کھجور سے روزہ کھولے۔ کہ اس میں برکت ہے۔ اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کھولے۔ کہ وہ پاک کرنا ہے۔ اس کو احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ

۱۷ اس حدیث کو احمد، دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو تو اذان ہوتے ہوتے یا اذان کے بعد بھی اپنا کھانا پورا کر لے بشرطیکہ اذان صحیح وقت پر ہو رہی ہو اور اگر صبح صادق ملو دار ہو چکی ہو تو پھر نہیں کھانا چاہیے۔ ۱۲-

۱۸ اس حدیث کو احمد، ابن جہان، ابن خزیمہ، بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ جلدی سے جلدی کھولنا چاہیے بشرطیکہ سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے۔ ۱۲-

کھجور سے کیوں افطار کرنا بہتر ہے ۱۷ اس کو نسائی، ابن خزیمہ اور ابن جہان، ابن عدی، بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ ترمذی نے اس کو سنن کہا ہے کھجور سے روزہ کھولنا مستحب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے جسم اور بیانی میں جو کمزوری واقع ہوتی ہے کھجور اس کے لیے نہایت مفید ہے خصوصاً نظر کی کمزوری کے لیے اور وہ سری وجہ یہ ہے کہ پیٹھے کھلنے نمکین کھانوں کی نسبت بدن کو زیادہ موٹا کرتے ہیں اور کھجور اگر میسر نہ ہو تو نمکین چیز سے روزہ افطار کرنا چاہئے اور اس کے بعد اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو کھجور پانی سے افطار کرنا بہتر ہے۔ ۱۲-

۲۵۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطْبَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطْبَاتٍ فَمُمَيَّزَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ مُمَيَّزَاتٍ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءِ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَالْبُخَارِيِّ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنِ مَاجَةَ وَالنَّارِضِيُّ وَكَرْمِينٌ كَرَامَةٌ تَبَرَكَةَ عَبْدُ التِّرْمِذِيِّ فِي رِوَايَةِ أُخْرَى - وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدَّثَنَا أَحَدُ ثِقَاتِ حَسَنٍ عَمْرِيٌّ -

۲۵۹۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا أَوْجَهَزَهُ غَازِيًا فَلَمْ يَمُتْ لَجِرَهُ رِوَاةُ أَبِي يَحْيَى فِي شُعَبِ الْأَيْمَانِ وَحُمَيْ السُّنَنِ فِي تَرْغِيمِ السُّنَنِ وَقَالَ صَهِبِيُّ ۲۶۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَسَلَتْ

اور روایت نے روایت کیا۔ اور ترمذی کے سوا خانہ برکے کے لفظ کسی نے بھی روایت نہیں کئے۔ لیکن دوسری روایت میں یہ لفظ کہیں نہیں۔ ۲۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تازہ کھجوریں کھا کر روزہ افطار کر لیا کرتے تھے۔ اور اگر تازہ کھجوریں نہ ملتیں تو خشک کھجوریں کھا لیتے۔ اور اگر وہ بھی نہ ملتیں۔ تو پانی کے چند چلو پھیر کر پی لیتے۔ اسکو ترمذی۔ ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۲۵۹۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی روزہ دار کو روزہ افطار کرانے یا کسی نمازی کو سامان نیا کر دے۔ تو اس کو بھی اس کے برابر اجر ملے گا۔ اس کو یحییٰ نے شعب الایمان میں اور حمی السنہ نے شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور کہا کہ صحیح ہے۔

۲۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو کہتے پیاس چلی گئی۔ اور رگیں تازہ ہو

۱۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ افطار کر کے اگر کچھ کھانا موجود ہو تو وہ کھا کر مغرب کی نماز پڑھنا چاہئے اتنی دیر تک مغرب کی نماز قضا نہیں ہو جاتی اور روزہ دار کو کھجور کے پیاس تو ہوتی ہی ہے اگر کھانا پاس موجود ہو تو وہ کھالے کیونکہ اس طرح نماز میں پوری توجہ نہ رہ سکے گی خیال کھانے کی طرف رہیں گے ۳

غازی اور روزیدار کی ضیافت کرو۔ ۱۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ غازیوں اور روزے داروں کی ضیافت کر کے تو اب حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور غازی کو جہاد کا سامان خرید کر دینا چاہئے۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اتنے تھوڑے سے کام پر اتنا بڑا اجر دے دیتے ہیں حقیقت میں خدا تعالیٰ کی ایسی ہی بہرانیوں سے گنہگاروں کی بخشش کا سامان ہو گا ۱۲

الرَّهْطُ وَتَبَّتْ الْجُرُانُ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۴۶۱ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ مُمْتٌ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مُرْسَلًا -

الفصل الثالث

۴۶۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُؤَالِ الدِّينَ ظَاهِرًا مَا جَعَلَ النَّاسُ الْفِطْرَةَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۴۶۳ - وَعَنْ ابْنِ عَطِيَّةٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ دُجِّلَانِ مِنْ

گئیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اہم ثابت ہو گیا۔ اس کو ابورواہد نے روایت کیا۔

۴۶۱ - معاذ بن زہرہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو کہتے ہیں نے تیرے لئے روزہ رکھا۔ اور تیرے رزق پر میں نے افطار کیا اسکو ابورواہد نے مرسل روایت کیا۔

فصل سوم

۴۶۲ - حضرت ابورہیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی دیر سے افطار کرتے ہیں۔ اس کو ابورواہد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۶۳ - ابوعلیہ نے کہا۔ کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے ام المؤمنین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو سنائی۔ حاکم اور درقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے اس میں روزہ دار کو یہ بھی سمجھانا مقصود ہے کہ بھوک پیاس تو عارضی چیزیں تھیں وہ نعمت ہو گئیں اور کمزوری جاتی رہی اور روزہ کا اجر و معاوضہ ہمیشہ قائم رہے گا یہ کام نفع بخش ہی ثابت ہوا۔ ۱۲

۱۲ - اس حدیث کو درقطنی اور طبرانی نے بھی کہیں روایت کیا ہے۔ اس کی سند متصل ہے لیکن ضعیف ہے امام شوکانی نے کہا ہے کہ یہ پہلی حدیث ہی کا ایک حصہ ہے اس صورت میں یہ حدیث حسن ہوگی۔ یہ دعا پڑھنی بھی مستحب ہے۔ ۱۲

۱۳ - اس حدیث کو حاکم، ساقی، ابن خزیمہ اور ابن جان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ روزہ جلد افطار کریں۔ دیر سے افطار کرنا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے اس سے بچنا چاہئے مسلمانوں میں بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو روزہ افطار کرنے میں اتنی دیر کرتے ہیں کہ آسمان پر ستارے نمودار ہوجاتے ہیں۔ شاید ان کی ان سے کوئی روحانی نسبت ہو۔ ۱۲

أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدَهَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ
 وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ فَلَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَتْ هَكَذَا
 صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى دَوَاةَ مُسَلَّمٍ
 ۴۶۴ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الشُّعْرِبِ فِي
 تَمَّضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ إِلَى الْعَدَاءِ الْمُبَارِكِ دَوَاةَ أَبُو دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ
 ۴۶۵ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْرُبُ الشُّعْرُبُ مِنَ التَّمْرِ
 دَوَاةَ أَبُو دَاؤُدَ.

علیہ وسلم کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں۔ ایک جلدی افطار کرتا ہے۔ اور جلدی نماز پڑھتا ہے۔ اور دوسرا دیر سے افطار کرتا ہے
 اور دیر سے نماز پڑھتا ہے کہنے لگیں۔ کونساں دونوں میں سے جلدی افطار کرتا ہے۔ اور جلدی نماز پڑھتا ہے۔ ہم نے کہا
 حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ اور دوسرے ابو موسیٰ ہیں۔ اس کو مسلم نے
 روایت کیا۔

۴۶۴ - عیاض بن ساریہ نے کہا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سحری کے کھانے کی طرف بلایا۔ اور فرمایا مبارک
 کھانے کی طرف آجاؤ۔ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۴۶۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کی سحری کا بہترین کھانا کھجور ہے۔
 اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۷ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورج غروب ہوجانے کے بعد روزہ جلدی افطار کرنا
 اور مغرب کی نماز اول وقت ادا کرنا دونوں کام سنت میں اور اس کے خلاف کرنا سنت کے برخلاف ہے اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی
 اتنی دیر نہ کیا کرتے تھے کہ اندھیل ہوجائے اور ستارے نمودار ہونے لگیں بلکہ ان کی دیر بھی دو تین منٹ کی ہوتی تھی وہ کہتے تھے کہ جس وقت
 مغرب کی اذان ختم ہوتی ہے اس وقت شروع ہونی چاہئے تاکہ غروب آفتاب میں کوئی شبہ نہ رہے ۱۲

۱۸ اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے ۱۳

۱۹ اس حدیث کو بیہقی۔ ابن عساکر اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ کھجور کے علاوہ ہر میٹھا کھانا بہترین کھانا ہے
 کیونکہ دیر بھضم ہوتا ہے اور بھوک جلدی نہیں لگتی ۱۷

بَابُ تَنْزِيهِ الصَّوْمِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۶۶۔ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَوَيْدَ قَوْلِ الزُّورِ وَالْعَلَّ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ذَوَاةَ النَّجَارِيِّ
۴۶۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهِيلُ وَيَبَاتِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ أَمْلَكُكُمْ لِأَزِيدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

روزہ کو پاک رکھنے کا بیان فصل اول

۴۶۶۔ حضرت ابیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے جھوٹ نہ چھوڑا۔ اور نہ برے عمل چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا یا پانی چھوڑے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔
۴۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز کی حالت میں بوسہ اور معانقہ کر لیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی خاتون پر تم سے بہت زیادہ قابو رکھتے تھے۔ متفق علیہ۔

روزے کا مقصد کیا ہے۔ اس حدیث کو احمد، اصحاب سنن، ابن خزیمہ، ابن جبان، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ روزے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان میں اتنی قوت برداشت پیدا کی جائے کہ جب اور جس مقام پر اپنے نفس پر کنٹرول کرنا چاہیے کر سکے اور جو چیزیں خدا تعالیٰ نے ہمیشہ سے حرام کر رکھی ہیں ان سے خصوصاً پرہیز کرے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے وقتی طور پر حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہے تو کبھی اگر کوئی روزے دار بوسہ، معانقہ، جھوٹ، بظلم، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز نہ کرے تو ایسا روزہ رکھنے کا کیا فائدہ؟
روزہ توڑنے کا کفارہ۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اپنی بیوی کا بوسہ لینے یا اس سے معانقہ کرنے سے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اس سے پرہیز بھی ہے ایسا نہ ہو کہ آدمی شہوت سے مغلوب ہو کر جان کر بیٹھے اور روزہ ٹوٹ جائے اگر کوئی کھانے یا پینے یا جام سے عذر روزہ توڑنے والے تو اس پر کفارہ لازم ہے سب سے پہلے تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۲۶۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَارِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ

حُلْمٍ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۲۶۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْتَجِمَ وَهُوَ حُرْمٌ وَأَحْتَجِمَ وَهُوَ صَالِحٌ

مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۲۷۰۔ وَعَنْ ابْنِ مَهْرَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَالِحٌ فَأَكَلَ أَوْ

شَرِبَ فَلَيْسَ صَوْمُهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۲۷۱۔ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا هُنَّ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَ لَا دَجْلَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۲۶۹۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں بغیر احتلام کے جنابت کی حالت میں صبح

کرتے پھر آپ غسل کرتے اور روزہ رکھتے متفق علیہ

۲۷۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اور روزے کی حالت میں سبیلگی گواہی ہے متفق علیہ

۱۔ اے ہم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے روزے کی حالت میں

بھول کر کھالیا یا پی لیا۔ تو وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو کھلایا اور پلایا ہے۔ متفق علیہ

۲۔ اے ہم۔ اور انہی سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ تو اس نے

جنابت روزے کے خلاف نہیں ہے اس حدیث کو احمد، مالک، اصحاب سنن اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے

کہ جنابت روزے کے خلاف نہیں ہے کیونکہ صبح صادق تک تو کھانا، پینا، جماع کرنا درست ہے پھر غسل کرنا لازمی طور پر طلع فجر کے بعد ہی ہوگا۔

اور اس میں کوئی صبح نہیں البتہ صبح کے بعد جتنی جلدی ہو سکے غسل کر لے تاکہ بروقت نماز پڑھ سکے۔

روزے اور احرام میں سبیلگی کی اجازت ہے اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے پہلے اتنا اس روزے اور احرام کی

حالت میں سبیلگی گواہی کی حالت تھی لیکن بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی حائضت کی وجہ یہ تھی کہ خون نکل جانے کی وجہ

سے طبیعت کے اندر رہا ہو جائے کاغظ اور احرام میں اس لیے حائضت کھن کی سبیلگی کے لیے بال موڑنے یا توڑنے یا کاٹنے پڑنے میں جو

احرام کی حالت میں منع ہے لیکن بعد ازاں بیماری کے فساد کی وجہ سے اجازت دیدی

خطا اور نسیان پر مواخذہ نہیں ہے۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم، ابن خزیمہ، ابن جریر

اور عارضی میں یہ الفاظ ہیں کہ جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کھالیا یا اس پر نہ کفارہ ہے نہ قضا اور اسی طرح اگر کوئی بھول کر جماع

کے بعد اس کا بھی یہی حکم ہے جو نیکو نماز اور اکثر کھانے پینے کی وارداتیں ہی ہوتی ہیں لہذا کھانے پینے ہی کا ذکر کیا یا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے

کہ اس نے خطا اور نسیان پر کوئی مواخذہ نہیں رکھا ہے

هَكَتُ قَالَ مَالِكٌ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ
 قَبِدُ رَقَبَةً تُعْتَقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَبَلِّ سَنَطِيعًا أَنْ تَصُومَ تَهْمَرِينَ مُتَتَابِعِينَ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ
 إِطْعَامَ سِتِّينَ وَسَلِيمًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَاقِحُنَّ عَلَى ذَلِكَ
 أُمَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِقُ فِيهِمْ وَالْعَرَقُ الْيَسْتَلُّ الْعَحْمُ تَلُّ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَال
 حَذُّ هَذَا أَفْصَدُ فِي بِنْتِ الرَّجُلِ أَعْلَى أَفْقَرُ مِنِّي بِرَسُولِ اللَّهِ فَوَاللَّهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَرِيدُ الْحَرْبَيْنِ
 أَهْلَ بَيْتِي أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَصَحَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أُنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ
 أَطْعِمُوا أَهْلَكَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

کہا۔ اے اللہ کے رسول میں بردبار ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ میں بھڑے کی حالت میں اپنی عورت پر جا پڑا۔ تو رسول
 کریم نے فرمایا۔ کیا تو کوئی غلام یا لونڈی رکھتا ہے۔ کہ اس کو آزاد کر سکے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ کیا دو مہینے کے متواتر بھڑے رکھ
 سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا اور نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹھہرے رہے۔ ہم ابھی اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں کالیک ٹوکرا لایا گیا
 (روح کا ترجمہ ہے بڑا ٹوکرو) آپ نے فرمایا وہ سوال کرینالا کہاں ہے۔ کہنے لگا۔ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا اسکو پکڑے۔ اور یہ صدقہ
 کر دے۔ تو اس آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول۔ کیا ایر جو مجھ سے زیادہ غریب ہیں؟ تو اللہ کی قسم مدینہ کے دونوں طرفوں میں یعنی
 سمہ و براءہ ترہ و اقم (میرے گھر والوں سے زیادہ فقیر کوئی گھر والے نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ
 آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے متفق علیہ

عند آروزہ توڑنے کا کفارہ ۱۷ اس حدیث کو احمد، اصحاب سنن، دارقطنی، ابن خزیمہ، بیہقی، ابو حواز، طحاوی، ہزار، ابن
 عساکر اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے، اگر کوئی جانتے بوجھتے عداً جامع سے روزہ توڑ ڈالے تو اس پر بالافتاح کفارہ ہے۔ کسی امام کاہن
 میں اختلاف نہیں۔ خواہ وہ مالدار ہو یا غریب، غلام لونڈی کے آزاد کرنے میں گویاں کسی قید کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن مومن کی اس میں شرط ہے
 کیونکہ اس کو قتل کے کفارہ برقیاس کیا گیا ہے پھر اگر غریب آدمی کسی حیثیت سے بھی کفارہ ادا نہ کر سکے تو اس کو صدقہ کے مال سے کفارہ ادا
 کرنا چاہئے پھر مسکین کی حیثیت سے خود بھی اس سے کھا سکتا ہے بلکہ اگر کوئی آدمی اس کے برابر غریب نہ ہو تو سارا ہدقہ خود کھا سکتا ہے
 اور جس عورت سے جماع کیا ہے اگر وہ بھی رضا مند ہو تو اس پر بھی کفارہ ہو گا ورنہ صرف قضا ہوگی اور اگر پانی پی کر یا کھانا کھا کر کوئی عداً روزہ
 توڑے تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس پر بھی کفارہ ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک اس پر قضا ہے کفارہ نہیں
 اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔ ۱۱

الفصل الثانی

۴۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَيَمْسُ لِسَانَهَا رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ۔

۴۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِشَائِرِ لِلصَّائِمِ فَخَصَّ لَهُ وَأَنَّا أَحْوَقُ سَأَلَهُ فَهِيَ آيَةُ الَّذِينَ رُخِصَ لَهُ شَيْءٌ وَإِذَا الَّذِينَ تَهَاكَ شَابَتْ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ۔

۴۶۴۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعْنَا لِقَى وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنْ اسْتَفَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ رَوَاكَ الْإِمْرِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ وَقَالَ الْإِمْرِيُّ

فصل دوم

۴۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے۔ اور ان کی زبان بھی چوس لیتے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزے دار کو اپنی عورت سے مباشرت کرنے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے اس کو اجازت فرمائی۔ اور ایک دوسرے نے اگر سوال کیا تو اس کو اس سے روک دیا۔ تو وہ آدمی جس کو آپ نے رخصت دی تھی۔ وہ بوڑھا آدمی تھا اور جس کو منع کیا تھا۔ وہ جوان آدمی تھا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۶۴۔ اور ابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی پر قے غالب آجائے۔ اور وہ روزے دار ہو تو اسپر کوئی قضا نہیں ہے۔ اور جو عداقت کرے۔ وہ روزے کی قضا دے۔ اس کو ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے

۱۲۔ یہ حدیث اہل تصنیف ہے استاد کے قابل ہرگز نہیں ہے۔

مباشرت کا لغوی معنی۔ ۱۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں عورت کے جسم سے جسم لگا لینا روزے کو نہیں توڑتا۔ لیکن جوان آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ مبادا اس سے آگے بڑھ کر جماع کی نوبت پہنچ جائے اس حدیث میں مباشرت کا یہ لفظ آیا ہے اس کے معنی جماع نہیں بلکہ لغوی معنی جسم سے جسم لگانا مراد ہے۔

۱۴۔ ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۵۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ قے تھوڑی ہو یا زیادہ اور منہ بھر کر آئے یا نہ اگر غلبہ کر کے قے آجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس پر اتفاق ہے اور اگر آدمی خود قے کو اس پر قضا ہے یعنی اس کی جگہ ایک روزہ رکھے گا اور کفارہ نہیں ہے اور وہ عذرہ بھی پورا کرنا ہوگا اگر اس کو پھر توڑ دے گا تو اس پر کفارہ بھی پڑ جائے گا۔

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَأَنْعَزَ الْإِمْنُ حَدِيثَ عَيْسَى بْنِ يُونُسَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَيْعَنِي الْبَغَارِيُّ لِأَدَاةِ مَحْفُوظًا
 ۴۷۵ - وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا الدَّوْدِ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاظْفَرَ
 قَالَ فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَا الدَّوْدِ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاظْفَرَ قَالَ صَدَقَ وَأَنَا صَبَبْتُ لَدَى وَضُوءِ رَوَاةُ أَبُو الدَّوْدِ وَالْبُرَيْدِيُّ وَالْبَارِقِيُّ
 ۴۷۶ - وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَأَحْصِي يَتَسَوَّكُ وَهُوَ
 صَائِمٌ رَوَاةُ الْبُرَيْدِيُّ وَالْبُرَيْدِيُّ

۴۷۷ - وَعَنْ أَنَسِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَكْبَيْتُ عِبْنِي أَفَأَكْتَعِلُ وَأَنَا

روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث عزیز ہے۔ ہم اس کو مروی عیسیٰ بن یونس کے طریق ہی سے پہچانتے ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میں اسے محفوظ نہیں سمجھتا۔

۴۷۵ - معدان بن طلحہ نے کہا کہ حضرت ابو داؤد نے انکو حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی پھر آپ نے اظفار کر لیا پھر میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو بلا۔ میں نے کہا کہ ابو الدرداء نے مجھ کو حدیث سنائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی اور اظفار کیا۔ تو ثوبان نے کہا۔ ابو الدرداء نے سچ کہا۔ اور میں نے آپ کے وضو کے لیے پانی اٹھایا تھا۔ اسکو ترمذی۔ ابو داؤد اور وارمی نے روایت کیا۔

۴۷۶ - حضرت عامر بن ربیعہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں اتنی دفعہ مسواک کرتے دیکھا ہے کہ میں انکو شمار بھی نہیں کر سکتا۔ اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۷۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا۔ میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا میں روزے

۱۷ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن جارود، ابن جبران، دارقطنی، بیہقی، طبرانی، ابن منذر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس کا مضمون بھی وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں گذر چکا ہے۔

۱۸ مسواک سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کو احمد، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ، بنارہ طبرانی، ابن بخاری، دارقطنی اور مستدرک ابن راہبوری نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو مسواک سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی یہ خلاف اولیٰ ہے۔ یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ مسواک سے روزے دار کے منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پیاری ہے لہذا مسواک نہیں کرنا چاہیے یہ غلط ہے مسواک سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہوتا۔ ۱۷

صَابِرٌ قَالَ لَعَمْرُؤَاكَ الْيَمِينِيُّ وَقَالَ لَيْسَ اسْتَاذُكَ بِالْقَوِيِّ وَأَبُو عَاتِكَةَ الرَّادِيُّ يُضَعَّفُ
 ۴۷۸. وَعَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِالْعَرَجِ يُصِيبُ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْعَرَجِ ذَاكَ مَالِكٌ وَأَبُو دَاوُدَ.

۴۷۹. وَعَنْ سَدِّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ رَجُلًا بِالْبَقِيعِ وَهُوَ يَجْعَلُ
 وَهُوَ خَدَّيْهِ لِيَتَمَائِي عَشْرَةَ حَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْحَجُّومُ ذَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَإِنْ
 مَا جَاءَ وَالذَّارِقِيُّ قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ حَبِيبُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ دَنَا قَلْبَهُ لِبَعْضِ مَنْ نَحَّصَ فِي الْحَجَّاتِ أَيُّ
 تَعَرَّفْنَا لِلْحَجَّاتِ وَالْحَجُّومُ لِلضَّعِيفِ وَالْحَاجِمُ لِأَنَّهُ لَا يَأْمَنُ مِنْ أَنْ يَبْصُلَ شَيْءًا إِلَى جَوْفِهِ بِمِصِّ اللَّذَائِرِ.

کی حالت میں سر پر ڈال لیا کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند قوی نہیں ہے۔ اور ابو داؤد بھی
 ضعیف ہے۔

۴۷۸. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عراج میں دیکھا۔ آپ اپنے سر پر پانی
 کی دبر سے یا گرمی کی دبر سے پانی گرتے تھے۔ اور آپ بظہر دار تھے۔ اس کو مالک اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۴۷۹. ہم شداد بن اوس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرتیق کے پاس ایک آدمی پر ہوا۔ وہ آدمی سینگیوں لگوانا
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ سینگی لگانے والے اور لگوانے والے
 دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کو ابو داؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ شیخ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جن لوگوں
 نے بظہر میں سینگی لگوانے کی اجازت دی ہے۔ ان میں سے بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ وہ دونوں اطفال کہیں قریب پہنچ گئے
 ہیں سینگی لگوانے والے کو گرمی کی دبر سے اور سینگی لگانے والا اس لئے کہ وہ نہیں مطمئن ہے اس چیز سے کہ اس کے پیٹ میں
 کوئی چیز پہنچ جائے۔ سینگی کھینچنے کی دبر سے

۱۷ اس طرح کی اور بھی کئی حدیثیں آئی ہیں لیکن سب کی سب کمر در ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ امام احمد روزہ دار کو سر پر لگانا
 کہہ کر بعضوں کو دوسرے امام جائز سمجھنے میں ۱۷۔
 ۱۸ اس حدیث پر احمد اور سنی نے بھی روایت کی ہے ترمذی مدینہ منورہ سے ۷۸ میل کے فاصلہ پر ایک جستی ہے اس حدیث سے معلوم
 ہوا کہ پیاس کی دبر سے کلی کرنا یا جسم پر پانی ڈالنا روزہ دار کے لیے مکروہ نہیں ہے ۱۷۔
 ۱۹ یہ حدیث مشروح پہنچتی ہے ۱۷۔

۴۸۰۔ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطْعَمَ يَوْمًا مِنْ تَمَّعَانَ مِنْ غَيْرِ حَصْنَةٍ وَلَا حَرَضٍ كَرِهَ بَيْضَ عَنَّةٍ صَوْمِ اللَّهِ هُرَيْرَةَ وَإِنْ صَامَ مَدِينَةَ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيَّ وَابْنِ مَدِينَةَ وَابْنَ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيَّ وَالتَّبْرَانِيَّ فِي تَرْجَمَةِ بَابٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي الْبُقَيْرِ يَقُولُ أَبُو الْمَطْوِيِّسِ الرَّائِيَّ لَا أَعْرِفُ كَهَذَا الْوَضُوءِ.

۴۸۱۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ مِنْ صَائِرِ كَيْسٍ كَهَذَا مِنْ حَيَاوِمِهَا إِلَّا الظُّلْمَ وَكَرِهَ مِنْ قَالِهِمْ لَيْسَ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا الشَّهْرَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَذَكَرَهُ حَدِيثُ كُفَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ فِي بَابِ سُنَنِ الوُضُوءِ.

۴۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی نے رمضان شریف کے ایک دن کا روزہ بغیر حصنت اور بیماری کے چھوڑ دیا تو ہمیشہ کے روزے بھی اس کی پوری قضا نہیں دے سکتے۔ اگرچہ روزے ہمیشہ رکھتا جائے اس کو احمد ترمذی ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی اور بخاری نے بھی ترجمہ باب میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا۔ کہ میں نے محمد بن ابی بکر سے سنا۔ وہ فرماتے تھے۔ ابو المظویس رادی کی اس حدیث کے سوال اور کوئی حدیث میں نہیں جانتا۔

۴۸۱۔ اور ابی جہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کتنے ہی روزہ دار ایسے ہوں گے کہ جن کو روزے سے سوائے جھوک اور پیاس کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اور کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہوں گے کہ جن کو سوائے بگراتے کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اور لعقیط بن صبوہ کی حدیث باب سنن الوضوء میں مذکور کی جا چکی ہے۔

۱۵۔ اس حدیث کو نسائی، بیہقی اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اگرچہ اس ایک روزہ کی قضا ایک دن کے روزے سے پوری ہو جائے ہو جائے گی لیکن وہ فضیلت اس کو کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکے گی لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ بغیر ہفتہ شریف کے ہوا اور شریفی خدیجی بیہقی، سقز، حقیق اور نقاش ۱۲۔

۱۶۔ قبول نہ ہونے والا روزہ۔ اس حدیث کو احمد، بیہقی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ جس روزہ میں گالی گلوچ، لڑائی، جھگڑا، لگہ اور غیبت وغیرہ سے پرہیز نہ کیا جائے اس روزہ کا ثواب نہیں ملتا کیونکہ روزے کا مقصد ہی پورا نہیں ہوا۔ روزے کا مقصد تو یہ تھا کہ آدمی میں اپنے نفس پر کسٹرول کرنے کی قوت پیدا ہو جائے یعنی روزہ کی اوج حاصل نہ ہوئی اور اسی طرح وہ نماز ہے جس کے ظاہری ارکان پوری طرح ادا کیے جائیں یا جس نماز میں شروع و ختم نہ ہو تو ایسی نماز بھی گویا بے مقصد ہے اور بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کے قابل نہیں ہے ۱۱۔

الفصل الثالث

۲۸۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَفْطِرُنَ الصَّائِمَ حَاجَةً وَالتَّقِيَّ وَالْإِحْتِلَامَ وَدَاةَ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَيْرٌ مَحْفُوظٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدٍ الرَّادِيُّ يُضَعِّفُ فِي الْحَدِيثِ.

۲۸۳۔ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْجِمَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَلْمَنُ أَجَلَ الضُّعْفِ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ.

۲۸۴۔ وَعَنْ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ كَانَ بِنُ عَمْرٍو يَحْتَمُّ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَمُّ بِاللَّيْلِ وَعَنْ

فصل سوم

۸۲۴ھ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں روزہ میں توڑیں سببگی اور تھکے اور احتلام اس کو توڑنے والے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اور عبد الرحمن بن زید راوی حدیث میں ضعیف ہے۔

۸۲۵ھ ثابت بن ثابت نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا تم سببگی لگو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں روزہ دار کے لئے ناپسند کیا کرتے تھے۔ کچھ لگے نہیں صرف کمزوری کی وجہ سے اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۸۲۶ھ امام بخاری نے تعقیقاً روایت کیا کہ ابن عمر روزے کی حالت میں سببگی لگو ایسا کرتے تھے۔ پھر اس کو چھوڑ دیا۔ اور پھر رات کو لگو ایسے

۱۔ اس حدیث کو بیہقی، دارقطنی اور ہزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کے اور بھی کئی ایک طرق ہیں لیکن سب کے سب ضعیف ہیں خطابی نے کہا ہے کہ اگر بالفرض اس حدیث سے دلیل لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو آدمی خود تھے نہ کرے بلکہ تھے اس کو زبردستی آجھانے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور احتلام اور سببگی سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۲۔ اس حدیث کو ابن جریر، بیہقی، ابوالقاسم اور ابن مندہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہو کہ سببگی لگوانے سے روزہ میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا لیکن اگر کمزوری کا خطرہ ہو تو نہ لگوانے۔

۳۔ کوئی چیز چھیننے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ابن عمر کے اس اثر کو امام مالک نے موطن میں دس لیا ہے اور سی طرح عبد الرزاق نے بھی اپنی مستدرک میں اور عطاء کے اثر کو سعید بن منصور اور عبد الرزاق نے اپنی مستدرک میں دس لیا ہے۔ اگر کوئی چیز منہ میں ڈالی جائے اسے تھوک دینے کے بعد اگر اس کا اثر تھوک میں شامل ہو جائے اور اس تھوک کو آدمی نگل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مصطفیٰ اور یونس چونکہ منہ میں خشکی پیدا کرتے ہیں اس لیے روزہ دار کو اس سے روکا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے پہلے ہی منہ میں خشکی موجود ہوتی ہے اس سے اور پیاس بڑھ جائے گی۔

عَطَاءٍ قَالَ إِنَّ مَقْصُودَ الْمُؤْمِنِ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يُضِيدُكَ أَنْ يَزِدَّ رَيْقَهُ وَمَا بَقِيَ فِيهِ وَلَا يَنْصَحُ الْعَلَكُ فَإِنْ أُرِدَّ دَرِيْقُ الْعَلَكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يَفْطُرُ وَلَكِنْ يَنْبَغِي عَنْهُ دَوَاكُ الْبَعَارِي فِي تَجَمُّبِهَا

بَابُ صَوْمِ الْمَسَافِرِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۸۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ حَزْرَةَ ابْنَ عُمَرَ وَالْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصُومُ فِي السَّفَرِ دَكَانَ كَثِيرًا الْقِيَامِ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَافْطِرْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

فقہ۔ اور عطا سے مروی ہے۔ کہ اگر گلی کرے پھر اپنے منکاپانی گرا دے۔ تو اسے پھر متوک نکلنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر اس کے ساتھ پانی کی آمیزش بھی ہو تو حرج نہیں ہے۔ اور مصطلک رہ جائے۔ اور اگر مصطلک کی متوک نکل جائے۔ تو میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ لیکن اسے اس سے روکا جانے گا۔ اس کو بخاری نے ترجمہ باب میں روایت کیا ہے۔

مسافر کے روزے کا بیان فصل اول

۴۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں اور یہ بہت زیادہ روزے رکھارتے فقہ۔ آپ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو روزہ رکھو۔ اور چاہو تو افطار کرے۔ متفق علیہ

۱۔ روزہ کی قضائیں تو اترا لازم نہیں اس حدیث کو احمد، مالک، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد، مسلم، ابو داؤد، نسائی، بیہقی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور دارقطنی نے اس کو حمزہ بن عمرو اسلمی سے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو روزہ رکھ لینے کی اجازت ہے لیکن تمام روایات کو سامنے رکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ افطار کر لینا روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اگر سفر آرام دہ ہو جیسا کہ بچل عموا سفر آرام دہ ہے تو پھر رکھ لینا ہی بہتر ہے اور اگر سفر پیدل کا ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ پھر رمضان شریف کے بعد اس روزہ کی قضا دے دے اور اسی طرح ہمارے بعض دفعات دلی عورت بھی رمضان شریف گزارنے کے بعد جتنے دنوں ان کے دوگے ہوں ان کی قضا دے لیں اور قضائیں یہ ضروری نہیں کہ متصل اور متواتر ہی ہو بلکہ سارے سال میں جب چاہیں اکٹھے یا متفرق طور پر روزے رکھ کر قضا دے لیں۔ ۷۔

۴۸۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ عَزَّ وَتَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِسْتِ عَشْرَةَ مَعْتَةً مِنْ تَمْرٍ وَمِثْلَ ذَلِكَ مِنْ صَامٍ وَمِثْلَ ذَلِكَ مِنْ أَطْمَرٍ فَلَمْ يُعَيِّبِ الصَّائِمَ عَلَى الْمُقَطِّرِ وَلَا الْمُقَطِّرُ عَلَى الصَّائِمِ وَلَا مَا سِوَاهُ مُسْلِمًا۔

۴۸۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ طَلَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا أَقَالُوا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصُّومُ فِي السَّفَرِ مُنْفِقٌ عَلَيْهِ۔

۴۸۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَبَيْنَا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُقَطِّرُ قَدْ مَنَزَلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوْمُ أَمُونٌ وَقَامَ الْمُقَطِّرُ وَنَ كَضَرُوا الْأَبْيَةَ وَسَقُوا الْأَسْكَابَ فَقَالَ

۴۸۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رمضان تشریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ کی۔ رمضان تشریف کی سولہ تاریخ تھی۔ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ اور بعض نے روزہ افطار کر رکھا تھا۔ نہ تو روزہ رکھنے والے روزہ افطار کرنے والوں پر عیب لگاتے تھے۔ اور نہ افطار کرنے والے روزے داروں پر عیب پکڑتے تھے۔ اس کو مسلم نے روا کیا۔

۴۸۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ آپ نے کچھ بھیرو کبھی اور ایک آدمی دیکھا کہ اس پر سیاہی ہو افتخا تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ روزیدار ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ منفق علیہ

۴۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ بعض ہم سے روزیدار تھے اور بعض ہم میں سے افطار کے ہوئے تھے۔ ہم ایک منزل پر اترے۔ دن بڑا گرم تھا۔ روزیدار تو گر پڑے۔ اور افطار والے کھڑے رہے۔ انھوں نے سنیے لگائے

۱۔ اس حدیث کو نسائی ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ یہ جنگ بدم کا واقعہ ہے اور جنگ بدر رمضان تشریف میں ہوئی تھی صحابہ نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا اگر روزہ رکھنے تو اجازت ہے نہ رکھنے تو بھی درست ہے۔ آج کل طبری خدری کی بنا پر بھی کوئی روزہ افطار کرنے تو اس کو مہیوب سمجھا جاتا ہے ایسا نہ ہونا چاہیے ۱۲۔

۲۔ مشقت کے سفر میں روزہ نہ رکھو اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں مشقت کا احتمال ہو تو روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور اگر بالفرض روزہ رکھ لیا ہو اور سفر میں تکلیف ہو جائے تو روزہ کھول دینا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لوگوں کی تکلیف کو مد نظر رکھا کہ اپنا روزہ کھول دیا تھا اور اگر کوئی تکلیف کے باوجود روزہ نہ کھولے تو روزہ تو ہو جائے گا لیکن یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہوا نہ خدا اس سے خوش ہے نہ خدا کے رسول ۱۳۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْبُفَيْرُ وَنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ مَتَّقِ عَلَيْهِ -

۴۸۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِبْرَاهِيمَ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَأَظْفَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَذَكَرَ فَرَضْنَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْفَرَ نَحْنُ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَظْفَرَ مَتَّقِ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِسُلَيْمٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ -

الفصل الثاني

۴۹۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكَلْبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ

اور سولہوں کو پانی پلایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج روزہ نہ رکھنے والے اجزیادہ لے گئے۔ متفق علیہ۔

۴۸۹۔ حضرت ابن عباس نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے۔ آپ نے روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب آپ عسفان میں پہنچے۔ پھر آپ نے پانی منگایا۔ اس کو اپنے ہاتھ پر اٹھایا۔ تاکہ اس کو لوگ دیکھ لیں۔ پھر آپ نے روزہ کھول دیا۔ یہاں تک کہ آپ کو میں آئے۔ اور یہ رمضان شریف میں تھا۔ تو ابن عباس کہا کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا بھی ہے۔ اور اظفار بھی کیا ہے۔ پھر چوا ہے۔ روزہ رکھے۔ اور جو چاہے۔ اظفار کرے۔ متفق علیہ۔ اور مسلم کی جابر کی حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے عصر کے بعد پانی پیا۔

فصل دوم

۴۹۰۔ حضرت انس بن مالک کلبی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے ادھی نماز صاف کر کے اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم سفروں اور مجاہدوں کی خدمت کرنا سفر میں روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔

۴۹۱۔ سفر میں تکلیف ہو تو روزہ کھول دو اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ عسفان ایک بستی کا نام ہے جو مکہ کے شمال میں ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ بعض آدمی روزہ کی وجہ سے سفر میں انتہائی تکلیف میں ہیں تو آپ نے پانی کا پیالہ منگایا اور سب لوگوں کو دکھا کر پانی کا پیالہ لپی لیا تاکہ وہ سب سے آدمی بھی آپ کو دیکھ کر روزہ کھول دیں اور پھر کچھ لوگوں نے تو آپ کو دیکھ کر روزہ کھول دیا اور بعض نے نہ کھولا کیونکہ اب غروب آفتاب کا وقت قریب تھا کیونکہ یہ واقعہ کہ عصر کی نماز کے بعد ہوا تو جب آپ کو اطلاع ہوئی کہ بعض لوگوں نے روزہ نہیں کھولا تو ان پر آپ نے لعینہ نازل کی۔ انہما رفرقا۔

لَسَافِرٍ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ عَنِ الْمَسَافِرِ وَعَنِ الْمَرْضِعِ وَالْجَبَلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالسَّرْمَدِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۴۹۱- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْعَبْقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ حَوْلَةٌ
تَأْوِي إِلَى شَيْعٍ فَلْيُصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أَذَكَكَ دَفَاةً أَبُو دَاوُدَ -

الفصل الثالث

۴۹۲- عَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى
بَلَغَ كِرَاعَ الْعِغِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ

دی ہے۔ اس روزہ مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے معاف کیا ہے۔ اسکو ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے
روایت کیا۔

۴۹۱- سلمہ بن عبیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جس آدمی کے پاس سواری ہو کہ وہ سیری پر جگہ پر پہنچ جائے۔ تو وہ رمضان کا روزہ رکھے۔
یہاں کہیں بھی اسکو پائے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۴۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ کی طرف رمضان شریف
میں نکلے اور آپ نے روزہ رکھا۔ یہاں تک کہ آپ کراخ الغنیم میں پہنچے۔ لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا آپ نے پانی کا پیارہ لگایا آپ

سے مضر اور حاملہ قحنا اور فدیہ دے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور کہا کہ انس بن
مالک کہی سے اس کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ ایک انس بن مالک مشہور صحابی ہیں اور رسول اللہ کے خادم ہیں وہ انصاری
ہیں یہ انس بن مالک اور ہیں۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کو دو گنا نماز پڑھنی چاہیے اور سفر میں روزہ نہ رکھنا چاہیے بعد ازاں اس
کی قضا دیدے اور اسی طرح حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنے بچے کے کمزور ہو جانے یا بھوکے رہنے کا خوف ہو تو
وہ بھی روزہ قحنا کو لے جب بچے کا نذر دور ہو جائے پھر روزہ سے رکھے۔ حنفیہ کے نزدیک تو اس پر صرف روزہ کی قضا ہے لیکن
امام احمد اور شافعی کے نزدیک ان عورتوں پر قحنا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے یعنی ہر ایک روزہ کے بدلے روزہ بھی رکھے اور ایک
مسکین کو کھانا بھی کھلائے ۱۲-

۱۳- اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث بالکل ضعیف ہے اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی ۱۳-

فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ أَدُلِّيكَ الْعَصَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
 ۴۹۳۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَدْوِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ لِحُرِّ رَمَضَانَ فِي
 السَّفَرِ كَالْمَطِيرِ فِي الْحَضَرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔
 ۴۹۴۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قُوَّةٌ عَلَى الصِّيَامِ وَالسَّفَرِ
 فَهَلْ عَلَى جَنَاحٍ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ
 فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کو رو پڑھا یا تاکہ سب لوگ اس کو دیکھ لیں۔ پھر آپ نے پوچھا تو اس کے بعد آنحضرت سے کہا گیا کہ بعض لوگوں نے ابھی تک روزہ رکھا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا: یہی لوگ! بفرمان ہیں اس کو مسلم نے روایت کیا۔
 ۴۹۳۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں رمضان شریف کا روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے والا اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔
 ۴۹۴۔ حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میں سفر میں بعض روزہ رکھنا ہوں کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے۔ اگر میں روزہ رکھ لوں تو آپ نے یہ فرمایا: کہ یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے جو اس کو لے لے اس نے اچھا کیا اور جو آدمی روزہ رکھنا پسند کرے۔ تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۵۔ سفر میں روزہ کی تکلیف ہو تو کھول دو اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ کراخ النعمیم
 عسافن سے آگے ایک داوی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سفر میں روزہ رکھ بھی لیا ہو اور سفر میں روزہ کی تکلیف ہو جائے
 تو روزہ کھول دینا چاہئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھولا تو بعض لوگوں نے اسی وقت روزہ کھول دیا اور بعض
 نے نہ کھولا تو آپ نے ان کو نافرمان کہا کیونکہ انہوں نے رخصت خداوندی سے قائلہ نہ اٹھایا ۱۷۔

۱۶۔ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی بہت کمزور ہے اس کے علاوہ یہ حدیث منقطع بھی ہے
 کیونکہ ابوسلمہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو یہ اس حالت پر محمول ہوگی
 جبکہ سفر میں روزہ کی مشقت ہو ایسی حالت میں روزہ رکھنا واقعی گناہ ہے ۱۲۔

۱۷۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ سفر میں روزہ رکھنے کی اجازت ہے اگرچہ افطار
 کرنا بہتر ہے ۱۲۔

بَابُ الْقَضَاءِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۴۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ عَلَى الصَّوْمِ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اسْتَطِيعَ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ
قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ تَعْنِي الشُّغْلَ مِنَ النَّبِيِّ أَوْ بَالِئِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۴۹۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِئُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَ
زَوْجَهَا سَاهِدًا إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذُنُ فِي بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا مُسْلِمٍ۔

۴۹۷۔ وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيِّتِهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَا لِهَذَا الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ

روزے کی قضا کا بیان فصل اول

۴۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مجھ پر رمضان شریف کے روزے ہوتے تو میں شعبان سے پہلے پہلے ان کی قضا
رہ سکتی۔ یحییٰ بن سعید نے کہا۔ حضرت عائشہ کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ شغل یا ان کا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ شغل قضا میں دیر کر دیتا۔ متفق علیہ۔

۴۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی عورت کو جائز نہیں کہ خاوند کی موجودگی
میں نفلی روزہ بغیر اجازت کے رکھے۔ اور خاوند کے گھر میں کسی کو بھی اس کی اجازت کے بغیر آنے دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۹۷۔ معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کرائفہ عورت کا کیا حال ہے۔ کہ روزے کی قضا تو دیتی ہے۔ لیکن

۱۔ نفلی روزہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ اس حدیث کا احمد مالک ابن خزیمہ اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب
یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا ہینہ بھی روزے رکھتے ہیں تو آپ
بھی اپنی قضا کے روزے ابھی دنوں میں رکھ لیتیں کہ شاید کسی وقت آنحضرت کو صحبت کی ضرورت ہو تو آپ کا روزہ آنحضرت کی
خواہش میں روک دین جائے۔ سبحان اللہ حضرت صدیقہ بنت صدیق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر خواہش کا کتنا احترام تھا۔
ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان شریف کے علاوہ عورت کو اجازت نہیں کہ مرد کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے ۱۲۔
۲۔ اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ عورت کے محرم مرد کی اجازت کے محتاج نہیں ہیں ہاں اگر وہ
گھر کا نقصان کرنا چاہیں تو ان کو روکا جاسکتا ہے ۱۳۔

قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمِرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمِرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ زَوَاةٌ مُسْلِمَةٌ
 ۴۹۸. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ
 وَلِيَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۴۹۹. عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ شَهْرٍ
 رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُمَا كَمَا كَانَ كُلَّ يَوْمٍ مُسْكِينًا زَوَاةٌ الْبَرْمِذِيَّةُ قَالَ وَالصَّيْحَمِيُّ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ

الفصل الثالث

۵۰۰. عَنْ مَالِكٍ يُلْفَعُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يَصِلِي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ

نماز کی قضا نہیں دیتی تو عائشہ صدیقہ لے گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ماہواری کے تيام ہمیں بھی آتے تھے۔ ہمیں تو
 کا قضا کا تو حکم ہوا تھا۔ لیکن نماز کی قضا کا تو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی فوت ہو جائے۔ اور اس پر روزے ہوں۔
 تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔ متفق علیہ

فصل دوم

۴۹۹۔ حضرت نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مر جائے۔ اور
 اس کے ذمے رمضان کے مہینے کے روزے ہوں تو اس کے وارث کو چاہیے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔
 اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا کہ صحیح یہ ہے۔ کہ یہ حدیث ابن عمر پر موقوف ہے۔

فصل سوم

۵۰۰۔ امام مالک کو یہ حدیث پہنچی کہ عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا۔ کہ کیا کوئی آدمی کسی آدمی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے۔ یا کوئی آدمی

۱۔ عائشہ نماز کی قضا نہ دے اس حدیث کو احمد بخاری اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس بات پر تمام امت کا اتفاق
 ہے کہ عائشہ عورت ایام ماہواری کی نمازوں کی قضا نہیں دے گی البتہ ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے کہ خارجی رضوان پر سنت کرے عائشہ عورت
 کے لیے نماز کی قضا بھی واجب جانتے تھے اور روزے کی قضا بالاتفاق عائشہ اور نفاس والی عورت پر واجب ہے۔ معاذ نے جب یہ
 سوال کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا اور رسول کے حکم کی تعمیل کرنا چاہیے اور قرآن یا لیت و عمل نہ کرنا چاہیے ۱ (باقی جوفوا اللہ)

لَا يَصُومُ أَحَدًا عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدًا عَنْ أَحَدٍ وَلَا فِي النُّوْطَا -

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

الفصل الأول

۵۰۱ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَفْطِرُ وَيَفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَهَا صِيَامًا فِي شَعْبَانَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ

کسی آدمی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نہ تو کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے نہ کوئی نماز پڑھ سکتا ہے اسکو
موطا میں روایت کیا

تفصیلی روزے کا بیان

فصل اول

۵۰۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنا شروع کر دیتے۔ تو ہم کہتے۔ کہ اب نہیں چھوڑ سکتے۔ اور جب چھوڑ دیتے۔ تو ہم کہتے۔ کہ اب نہیں رکھیں گے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کوئی پورا مہینہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ سوائے رمضان کے اور آپ سب سے زیادہ روزے شعبان میں رکھتے۔ اور ایک روایت میں ہے

ابنہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۳۰ میت کی طرف سے روزہ کی قضا اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس کے فرضی روزے رہ گئے اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے اس کا فلی روزے رکھے تو اس کے ذمے سے روزے ساقط ہو جاتے ہیں یہی صحیح مذہب ہے اور امام شافعی کا مشہور قول بھی یہی ہے امام مالک اور ابو حنیفہ میت کی طرف سے روزے کی قضا کے قائل نہیں ہیں اور انکی حدیث میں جو آیا ہے کہ روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو اولاً تو یہ حدیث ہی صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر دونوں کام جائز ہوں گے خواہ کوئی روزے رکھے یا مسکین کو کھانا کھلا دے ۱۲۔

۱۳ اس حدیث کو بہیقی اور دارقطنی نے بھی موقوفہ اہل بیت کیا ہے اور یہ اثر صحیح مرفوع حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۱۲۔
(حاشیہ صفحہ ۱۳۰) اس حدیث کو عبد الزراق اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ بھی موقوفہ اثر ہے اس سے صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ۱۲۔

كُلُّهُ وَكَانَ يَصُومُ سَعْبَانَ الْاَقِيلًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ

۵۰۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرُهُ كُلَّهُ حَتَّى يَصُومَ مِنْهُ حَتَّى مَضَى لَيْسِيْلَهُ نَفَاةً مُسْلِمًا -

۵۰۳ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْسَالَ رَجُلًا وَعُمَرَ يُسَمِّعُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا فُلَانُ أَمَا صُمْتَ مِنْ سَعْبَرِ سَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاذْأَفْطَرْتَ فَصُمَّ يَوْمَيْنِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

کہ آپ نے کہا کہ کبھی تو پورا مہینہ شعبان کا روزے سے گزار دیتے۔ اور کبھی شعبان کا اکثر حصہ روزوں میں گزار جاتا متفق علیہ
۵۰۲ - عبد اللہ بن شعیب نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پورا مہینہ بھی روزوں میں گزار دیا کرتے تھے۔ آپ نے کہا۔ مجھے تو معلوم نہیں کہ آپ نے کبھی کسی مہینے کے سارے دنوں میں روزے رکھے ہوں۔ ماسوائے رمضان کے اور نہ آپ نے کبھی کوئی سارا مہینہ خالی گزار دیا تھا۔ کچھ نہ کچھ روزے رکھ لیتے۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۰۳ - عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس سے سوال کیا۔ یا کسی اور آدمی سے سوا کیا۔ اور عمران سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابو فلان کیا تو نے شعبان کے آخر کے روزے رکھے ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا جب تو روزے صوم کرے۔ تو دو دنوں کے روزے رکھ لینا متفق علیہ۔

۱۷ اس حدیث کی روایت کی ہے بعض حدیثوں میں جو آیا ہے کہ آپ شعبان کے مہینے کے روزے بھی رکھا کرتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسکے اکثر دنوں کے روزے رکھتے اور کبھی کبھی دن کا نام بھی کر لیتے تاکہ بالکل فرضی روزوں کی طرح نہ ہو جائیں اور اسی طرح کبھی کوئی مہینہ خالی بھی نہیں چھوڑتے تھے اگر زیادہ روزے رکھتے تو کم از کم ایام بیض کے روزے تو ضرور رکھ لیتے ۱۷۔

۱۷ اس حدیث کے مضمون کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۱۷۔

۱۷ نذر کے روزے رکھ لے۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس آدمی کی یہ عادت تھی کہ یہ مہینے کے آخری دنوں کے دو روزے رکھا کرتا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ آنحضرت نے رمضان کی پیشوائی کے دنوں سے منع فرمایا ہے تو اس نے یہ خیال کیا کہ یہ روزے بھی تو استقبال کے روزے بن سکتے ہیں اس لیے اس نے یہ روزے درگھے آنحضرت نے اس سے پوچھا کہ تو نے شعبان کے آخری روزے رکھے ہیں تو اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا جب رمضان گزر جائے تو دو روزے رکھ لینا (باقی صفحہ آئندہ)

- ۵۰۴۔ دَعْنِ ابْنِ مَرْثِدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْحَرَمِ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
- ۵۰۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْرِي صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرُ كَيْفِي شَهْرُ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
- ۵۰۶۔ وَعَنْ قَالَ جِبْنِ صَامٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشُورَاءَ وَأَمْرٌ بِصِيَامِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَوْمٌ يُعْظِمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِقَبِيئَتِي إِلَى قَابِلٍ لِأَصُومَنَّ التَّاسِعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

- ۵۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد بہترین روزہ اللہ کے مہینے محرم کا ہے۔ اور رمضان کے بعد بہترین نماز رات کی نماز ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
- ۵۰۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ اس دن یعنی عاشوراء کے دن کے علاوہ کسی اور دن کو روزہ رکھنے کے لئے تلاش کرتے ہوں اور یا پھر یہ مہینہ یعنی رمضان شریف کا مہینہ متفق علیہ
- ۵۰۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا۔ اور اس کے روزے کا دوسروں کو بھی حکم دیا تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ وہ دن ہے جس کی تعظیم یہود اور نصاریٰ کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو میں نوین تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

دقیقہ صفر گذشتہ تاکہ تیری عادت کے روزے پورے ہو جائیں اور یہ جو اسکو روزے رکھنے کا حکم لایا ہے یا سحاب کے پلے ہے روزہ نقل روزے کی کوئی قصدا نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی آدمی کسی خاص دن یا تاریخ کا روزہ رکھتا ہو اور وہ تاریخ یا دن شعبان کے آخری دن میں آجائے تو اس کا روزہ رکھ سکتا ہے یہ استقبال کا روزہ نہیں ہے گا۔ ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ۲۸)

۱۳۔ ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے دسویں اور نویں محرم کا روزہ فرضی روزوں کے بعد سب سے زیادہ افضل ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ روزہ ابتداء اسلام میں واجب تھا رمضان کی فرضیت کے بعد یہ مستحب رہ گیا اور دوسریں کے نزدیک یہ پہلے ہی مستحب تھا اور اب بھی مستحب ہے ۱۲۔

۱۴۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے دسویں محرم کا روزہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا اور نویں محرم کے روزہ کی نیت کی اور کہا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کا روزہ بھی رکھوں گا لیکن آئندہ سال آنے سے پہلے آپ کی وفات ہوگئی ۱۳۔ دسویں محرم کا روزہ کیوں ہے اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہودی دسویں محرم (باقی آئندہ)

۵۰۷. وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَدَاوَعُوا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ تَقْدِيرَ لَيْلٍ وَهُوَ وَاخِفْ عَلَى بَعَثِهِ بِعَرَفَةَ فَتَرَبُّهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
۵۰۸. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ وَطَرَفًا أَكْبَرَ
۵۰۹. وَعَنْ أَبِي قَادَةَ أَنَّ رَجُلًا لَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَقَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَوْلِهِ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ غَضِبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِحَبَشَاتِنَا نَعُودِيَا لِلَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ فَعَمَلُ عُمَرَ بِرُجْدِ هَذَا الْكَلَامِ حَتَّى

۵۰۷۔ ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن اس کے پاس جھگڑا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ سے ہیں یا نہیں۔ بعض لوگ تو کہتے تھے کہ آپ روزیدار ہیں۔ اور بعض کہتے تھے کہ آپ روزہ دار نہیں ہیں۔ سو میں نے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ عرفات کے میدان میں اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔ تو آپ نے اس دودھ کو پی لیا۔ متفق علیہ۔

۵۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ والی الجبہ میں کبھی روزہ سے نہیں دیکھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۰۹۔ حضرت ابو قادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ کیسے روزہ رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اس بات سے سخت ناراض ہوئے۔ تو جب حضرت عمر نے آپ کی ناراضگی دیکھی۔ تو کہا ہم اللہ کے رب ہونے پر ایمان لائے ہیں۔ اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ہم اللہ کی پناہ لیتے ہیں۔ اللہ اہاس کے رسول کی ناراضگی سے حضرت عمر بار بار ان کلمات کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی ناراضگی دور ہو گئی تو حضرت عمر نے پوچھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اسراہیل کو اس دن فرعون سے نجات دی تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے شکر لے کر روزہ رکھا سو ہم بھی رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہمارا موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ فضل ہے۔ نسبت ہمارے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھا اور جب دیکھا کہ اس میں یہودیوں کی موافقت ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نوں تاریخ کو بھی روزہ رکھوں گا لیکن آئندہ سال تک آپ روزہ نہ رہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲)

۱۔ عرفات میں عرفہ کا روزہ نہیں ہے اس حدیث کو احمد، مالک اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے عرفہ کے دن کا فنی روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یہ روزہ عاشورہ کے روزہ سے بھی افضل ہے لیکن عرفات کے میدان میں حاجی لوگوں کو عرفہ کے دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہئے تاکہ گزردہ کی وجہ سے ارکان حج کی ادائیگی میں سستی نہ ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حنظل میں کوئی چیز کھا جائے تو روزہ صحیح ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۲)

سَكَنَ عَصَبُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ اللَّذَّهْرُ كُلَّهُ قَالَ لَصَامٌ فَلَا أَقْطِرُ أَوْ قَالَ
 لَرِيحٌ وَلَا حَرٌ يُفِطِرُ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفِطِرُ يَوْمًا قَالَ وَيُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدًا قَالَ
 كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفِطِرُ يَوْمًا قَالَ ذَلِكَ صَوْمٌ دَاؤُدُ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَ
 يُفِطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَوَدِدْتُ أَنْ تَطَوَّقْتُ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَّتْ
 مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ فَهَذَا صِيَامُ اللَّذَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمٍ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى
 اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ لِسَنَةِ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمٍ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ
 أَنْ يُكَفِّرَ لِسَنَةِ الَّتِي قَبْلَهُ وَرَمَضَانَ مُسَلِّمًا

اللہ کے رسول جو آدمی ہمیشہ ہی روزہ رکھے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے نہ تو روزہ رکھا۔ اور نہ اونٹن رکھا۔ یا یہ لفظ فرماتے کہ لم یصوم ولم یفطر یعنی وہ بھی پھر صحت کرنے پوچھا۔ جو آدمی دو دن روزہ رکھے۔ اور ایک دن چھوڑے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا کسی کو اتنی گناہ ہے؟ پھر پوچھے کہا۔ جو آدمی ایک دن روزہ رکھے۔ اور ایک دن نہ رکھے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے پھر پوچھا کہ جو آدمی ایک دن روزہ رکھے۔ اور دو دن چھوڑے۔ وہ کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس کی توفیق مل جائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مہینے کے تین روزے اور رمضان دوسرے رمضان تک یہ ہمیشہ ہی کا روزہ ہے اور پورے کے دن کا روزہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ کفارہ ہوگا۔ پہلے سال کے گناہوں کا بھی اور آئندہ سال کے گناہوں کا بھی اور عاشورے کے دن کا روزہ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے سے پہلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۷ فقیر عاشقہ صغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روزے نہ رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ عشرہ ذی الحج کے روزے نہ رکھتے ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ کو تیرہ دن میں اس کا ہو جیسا کہ حضرت حفصہ کی حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کا روزہ اور عشرہ ذی الحج کے روزے اور ہر مہینے سے تین روزے اور صبح کی سنتیں یہ چار چیزیں کبھی نہیں چھوڑا کرتے تھے اس حدیث کو احمد انسانی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے ۱۸
 ۱۹ آنحضرت صغیرہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناراض ہونے کا سبب اس کا سووا دہ تھا۔ حق یہ تھا کہ وہ پوچھتا کہ میں کیسے روزہ رکھا کروں تو آپ اس کو حسب حال جواب ارشاد فرماتے تھے لیکن اس نے یہ پوچھا کہ آپ کیسے روزے رکھتے ہیں تو گویا ایک رنگ میں آپ سے برابر کی خواہش کا اظہار ہے اور پھر آنحضرت کے کاموں میں تو اور بھی کئی مصعبتیں ہوتی تھیں ان کے کسی کام کو کم یا زیادہ کرنے کا خیال نہ کرنا جاسیے بلکہ ان کے حکم کی تعمیل کرو ۱۲ (عاشقہ صغیرہ فرماتے ہیں) روزہ اس لیے نہ ہو اگر خلاف شریعت ہے اور اس کو اگر نہیں لے گا اور چونکہ دنیا میں کھایا پیا بھی نہیں اس لیے انتظار بھی نہ کیا ۱۲۔

۵۱۰ - وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْأَثْنَيْنِ فَقَالَ فِيهِ وُلْدَاتٌ

فِيهِ أَنْزَلَ عَلَى رِوَاةٍ مُسَلِّمًا

۵۱۱ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّتِهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ

مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ قَالَتْ كَعَرَيْنِ بَنَاتِي

وَمِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُومُ رَوَاهُ مُسَلِّمٌ

۵۱۲ - وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ رَوَاهُ مُسَلِّمٌ

۵۱۰۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوماہ کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: میں

اسی میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۱۔ معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین دن کے روزے رکھ

کرتے تھے کہہ لگیں ہاں پھر معاذہ نے پوچھا۔ کہ مہینے کے کونسے دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے کہنے لگیں۔ آپ اس ہتیر کی پرواہ نہیں

کرتے تھے۔ کہ مہینے کے کونسے دنوں میں روزے رکھیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۲۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی رمضان کے روزے رکھے۔

پھر اس کے بعد شوال کے بھی پھر روزے رکھے۔ تو وہ ایسا ہے۔ جیسے کہ اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیر کے دن کا روزہ مستحب ہے ۱۲۔

۲۔ اس حدیث کو نسائی کے سوا اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ ہر روزی نہیں کہ کسی خاص دن میں روزہ رکھے لیکن ایام بھین کے روز

افضل ہیں کہ اور حدیثوں سے انکی تخصیص ہوتی ہے اور یہ تخصیص بھی مستحب ہے ہر روزی نہیں ہے ۱۲۔

۳۔ اللہ کے فضل کی انتہا نہیں ہے۔ اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ رمضان کے

تیس دن اور پھر دن شوال کے کل چھتیس دن ہوتے اور ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے تو ان کو دس سے ضرب دینے سے تین سو اٹھ

دن ہوتے اور اتنے ہی دن سال کے ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ چھتیس دن کے روزوں سے سارے سال کے روزوں

کا اجر دے دیتے ہیں اور یہ دس گنا کا تو وعدہ ہو چکا اس کے علاوہ دلدارنا مزید کے تحت خدا تعالیٰ ہی بہتر جانشین کس کو کتنا

کتنا اجر ملیگا بعض اعمال کا سات سو تک وعدہ ہے اور بعض کو چودہ سو گنا تک ثواب ملے گا اور بعض کو اس سے بھی زیادہ اور اللہ تعالیٰ

بہت بڑے فضل والے ہیں ۱۲۔

۵۱۳۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْفِطْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۱۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَصَوْمِ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۱۵۔ وَعَنْ بُيُوتَةِ الْهَدَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلِ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى مُسَلِّحًا

۵۱۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُومُ أَحَدٌ كَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۱۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ متفق علیہ۔

۵۱۴۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں میں روزہ نہیں ہے۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن متفق علیہ۔

۵۱۵۔ ہمیشہ پہلے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی تم میں سے صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے یا اس سے پہلے ہی رکھے۔ یا اسکے بعد کا بھی روزہ رکھے۔ متفق علیہ۔

۱۔ پانچ دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اس حدیث کو احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا دونوں عید کے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے اور تین دن ایام تشریق کے یعنی عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دن میں قربانی کی جاتی ہے ان پانچ دنوں کے روزے رکھنا منع ہے۔

۲۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔ متفق ایام تشریق میں روزہ رکھے۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے جس طرح عیدین کے دن روزہ رکھنا منع ہے اسی طرح تشریق کے دنوں میں بھی روزہ رکھنا منع ہے ہاں اگر کسی حاجی نے حج تمتع کی نیت کی ہو اور اس کو قربانی نہ ملے اور حج سے پہلے وہ تین روزے نہ رکھ سکا ہو تو وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے اور دو ستر آدمیوں کو ان دنوں میں روزے رکھنا شرفاً منع ہے۔ ۱۳۔ اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے یعنی حج تطہیم شریعت نے جمعہ کے دن کی کجی ہے اس سے بڑا کوئی گریہ و دھنسا ری کا شیوہ ہے۔ ۱۴۔

۵۱۷۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخْتَصُوا أَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي فَلَا تَخْتَصُوا أَيُّومَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُ أَحَدًا كَمْ رَدَاهُ مُسَلِّمٌ

۵۱۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ حَرْفًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ

۵۱۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ أُخْبَرَنَّ أَنَّكَ لَتَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مُمْ وَأَفْعُرْ وَتُمْ وَتَمْرَفَانِ بِحَسْبِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرُوحِكَ عَلَيْكَ

۵۱۷۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لئے خاص نہ کرو اور دنوں میں سے جمعہ کے دن کو خاص نہ کرو۔ مگر یہ کہ یہ روزہ ان دنوں میں آجائے جن میں کوئی تم میں سے روزہ رکھتا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۱۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ کے رستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو لگ سے ستر سال کا راستہ دور کر دے گا۔ متفق علیہ۔

۵۱۹۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا۔ اے عبد اللہ مجھ کو اطلاع ملی ہے۔ کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے۔ اور رات کو قیام کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کیا کر۔ روزے بھی رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو اور رات کو کھڑا بھی ہو۔ اور سویا بھی کر۔ کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی

۱۷۔ جمعہ کو روزہ کے لئے مخصوص نہ کرو اس حدیث کو سنی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی رات کو عبادت کے لیے اور جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے مخصوص نہ کرنا چاہئے ہاں اگر کوئی شخص کسی تاریخ کا روزہ رکھتا ہو اور وہ تاریخ جمعہ کے دن آجائے تو پھر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایک روزہ اور اس کے ساتھ چھ ملائے خواہ جمعرات کا اور خواہ ہفتہ کا۔

۱۸۔ مسنون روزے کا اجر ابو داؤد کے سوا اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے بعض لوگوں نے یہاں سبیل اللہ سے مراد واقعی راستہ لیا ہے یعنی جہاد یا حج کے سفر میں روزہ رکھنا لیکن یہ شرط عائد کی ہے کہ اگر سبیل جہاد میں قصور واقع ہونے کا احتمال ہو اور سبیل اللہ سے مراد واقعی ہو تو پھر روزہ رکھے ورنہ نہیں لیکن منادوی نے کہا ہے کہ یہ ضمنی تکلفات ہیں یہاں سبیل اللہ سے مراد نقلی روزہ ہے اور پھر نفل روزوں میں بھی بعض روزوں کو بعض پر فضیلت ہے یہ اجر جو بیان کیا گیا ہے ایک عام روزے کے کا ہے خاص مسنون روزے کا اجر اس سے زیادہ ہے۔

حَقَّوْرَانَ لِيَرْوِيكَ عَلَيْكَ حَقًّا صَامَ مِنْ صَامِ الدَّهْرِ - صَوْمٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ اللَّهِ
كُلِّهِمْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَهُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صَمُّ
أَفْضَلُ الصُّوْمِ صَوْمٌ دَاوُدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِنظَارُ يَوْمٍ وَاقْرَأِ فِي كُلِّ سَبْعٍ لَيْلًا مَرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلَى
ذَلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۵۲۰ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

تجھ پر حق ہے۔ اور تیرے وہاں کا بھی تجھ پر حق ہے۔ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا۔ اس کا کوئی روزہ نہیں ہے۔ سہر مہینے سے تین روزہ
ہمیشہ کا روزہ ہے۔ تو سہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔ اور ایک مہینے میں قرآن مجید ختم کر لیا کر۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے اس سے
زیادہ کی طاعت ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر بہترین روزہ رکھ۔ داؤد علیہ السلام کا روزہ ایک دن کا روزہ اور ایک دن کا نماز اور
سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کر۔ اور اس سے زیادہ نہ کرنا۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۵۲۰ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو موارید جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس
کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۷ دین میں غلو نہ کرو۔ اس حدیث کو احمد اور صحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دین میں غلو
کرنا حرام ہے۔ جیسا تیوں نے بھی اسی طرح کا غلو کیا اور بالآخر اس سے عاجز آگئے اور اس کو نباہ نہ سکے۔ جہینے کے تیس دن ہوتے ہیں اگر
ہمینہ سے تین روزے رکھے گا تو اس کا دس گنا اجر تیس دن کے روزے بنے گا تو پورا ہمینہ روزوں سے گذر گیا اور اسی طرح اگر سہر مہینہ
سے تین روزے رکھے گا تو ہمیشہ کے روزے بن جائیں گے۔ ۱۷

۱۸ قرآن مجید غور سے پڑھو۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر پڑھنا چاہئے اور غوراؤ و تدبر بہت زیادہ کیا کر
کہ قرآن مجید کے الفاظ پڑھ دینا کوئی زیادہ مفید نہیں ہے۔ قرآن مجید تھوڑا پڑھو اور سوچ سمجھ کر پڑھو اور قرآن مجید پڑھتے کامل
مقصد ہی ہے کہ اس کے مفاہیم ذہن نشین ہوں۔ ۱۸

۱۹ اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن جبران نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی تفسیر اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ ۱۹

- ۵۲۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ فَأَحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَالِحٌ رِزَاةُ الْيَرْمِينِيِّ.
- ۵۲۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا أَحْمَتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَارْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ رِزَاةُ الْيَرْمِينِيِّ وَالنَّسَائِيِّ.
- ۵۲۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنْ غَيْرِهِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَكَلِمَا كَانَ يُعْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رِزَاةُ الْيَرْمِينِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَرِزَاةُ أَبُو دَاوُدَ دَلِي ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.
- ۵۲۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ مِنَ الشَّهْرِ السَّبْتِ وَالْاِحْتِدَاءِ

- ۵۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کے روز اعمال ہمیشہ کے جاتے ہیں۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل اس حال میں پیش کئے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔
- ۵۲۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ابو ذر جب تو مجھ سے تین دن کے روزے رکھے۔ تو تیرہ، پچودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھ۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔
- ۵۲۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے پہلے تین دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور جمعے کے دن کا روزہ بہت کم چھوڑا کرتے تھے۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ابو داؤد نے اسکو تین دن تک روایت کیا۔

- ۵۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک مہینے میں ہفتہ۔ اتوار اور سوموار کے روزے پھیرا اور پھر کے دن کی فضیلت اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس کا مضمون بیان کیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رات کے عمل دن ہونے سے پہلے اٹھالیے جاتے ہیں اور دن کے عمل رات ہونے سے پہلے اٹھائے جاتے ہیں اور یہ حدیث اس کے منافی نہیں ہے کہ دنیا سے اٹھانا اور چہیز ہے اور اعمال کے دفاتر کو سدرۃ المنہجی سے لے کر جناب خداوندی میں پیش کرنا اور چہیز ہے اور وہ دو دن پیش کیے جاتے ہیں سوموار اور جمعرات کے دن ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

- ۱۳۔ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح اور حسن کہا ہے۔ ان حدیثوں میں منافات نہیں ہے کبھی تو آپ شروع ہینے میں روزے رکھ لیتے اور کبھی ایام بعض کے روزے رکھ لیتے یعنی جبرہ پچودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھ لیتے ۱۳۔

وَالْإِثْنَيْنِ وَمِنَ الشَّهْرِ الْآخِرِ الْمَثَلُ وَالْأَبْلَغُ وَالْخَبِيثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۲۵۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتُرُنِي أَنْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَأُولَئِكَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَبِيثِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

۵۲۶۔ وَعَنْ مُسْلِمِ الْقُرَشِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَوْسَيْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ قَالَ إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صَوْمَ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلِّ أَدْبَعَاءِ وَخَبِيثِ فَإِذَا أَنْتَ قَدِصَمْتَ الدَّهْرَ كُلَّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

۵۲۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ يَعْرِفُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

رکھتے، تو دوسرے چھینے میں منگلی۔ بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے۔ اس کو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

۵۲۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو حکم دیا کرتے تھے کہ میں ہر چھینے میں تین دن کے روزے رکھا کروں۔ کہ ان میں سے پہلا دن یا نو سو موار ہو اور یا دیر وار۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۵۲۶۔ مسلم قرشی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ہمیشہ کے روزے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ رمضان کے روزے رکھا کر۔ اور ان دنوں کے جو ان کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور ہر بدھ اور جمعرات کے روزے رکھ لیا کر۔ تو ایسا ہی ہوگا جیسے کہ تو نے ہمیشہ کے روزے رکھے۔ اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۵۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں سو دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۷۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور یہ حدیث متوقف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہفتے کے سارے دنوں کے روزے پورے ہو جائیں ایک چھینے میں سو موار منگلی اور بدھ کے اور دوسرے چھینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے ۱۷۔

۱۸۔ اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے اور ابو داؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ ۱۷۔

۱۹۔ ہمیشہ کا روزہ رکھنا منع ہے اس حدیث کو نسائی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے روزے رکھنا منع ہے اگر رمضان تشریف اور شوال کے پھر روزے رکھ لیے جائیں تو رمضان کے روزوں سمیت سال کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے اور باقی روزے پھر اس پر بھی زاید ہوں گے اور ہمیشہ روزے رکھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس سے طبیعت کمزور ہو جاتی ہے اور دوسرے فوائد جو اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر ڈالے ہیں ان کی ادائیگی میں خلل واقع ہوگا اور انہی فرائض میں بیوی کے حقوق بھی ہیں۔ ۱۷۔

۲۰۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے عرفات کے میدان میں عرفہ کے دن کا روزہ اس لیے منع ہے کہ حاجی لوگوں کو بہت محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے اگر روزہ بھی ہو تو طبیعت کمزور ہو جائے گی اور حج کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی

۵۲۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدٍ عَنْ أُخْتِ الْعَمَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاتِّصُوا يَوْمَ النَّبِيِّ الْإِيْمَاءَ أَفْزَضَ عَلَيْكُمْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْأَعْمَاءِ عِنَبَةَ أَوْ عَوْدَ شَجَرَةٍ فَلْيَمِضْهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۵۲۹۔ وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۵۳۰۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِنَبَةُ الْبَارِدَةُ الصُّومُ فِي الشِّتَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ مَا مِنْ

۵۲۸۔ عبد اللہ بن بسرانی بہن صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہفتہ کے دن فرضی روزوں کے علاوہ کوئی روزہ نہ رکھا کرو۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی چیز کھانے کے لئے نہ ملے۔ تو انگور یا کسی درخت کا پھل کھا ہی لے کہ چبا لو۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۵۲۹۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دن کا نفل روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسکے اور دوزخ کے درمیان اتنی بڑی خندق بنا دے گا۔ جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۵۳۰۔ عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سردیوں کے روزے ٹھنڈی غنیمت ہے۔ اس کو

۱۔ ہفتہ کے دن نفل روزہ نہ رکھو اس حدیث کو سنائی، ابن جان۔ بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے چونکہ یہودی لوگ ہفتہ کے دن کو بڑا متبرک سمجھتے ہیں اور اس دن کو عبادت کا دن مقرر کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں اس لیے آپ نے ان کی مشابہت سے منع فرمایا اور کہا کہ تم اس دن روزہ نہ رکھا کرو یا رمضان شریف کے فرضی روزے ہوں تو ہفتہ کے دن بھی روزہ رکھا جائے گا۔ ۱۳۔

۲۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے اور طبرانی نے اس کو کیر میں روایت کیا ہے لیکن اسکی سند کٹر در ہے ۱۲۔
۳۔ سردیوں کے روزے مفت کی غنیمت اس کو ابو یعلیٰ اور طبرانی نے کیر میں بھی روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسکو سردیوں کی غنیمت کہا ہے کیونکہ عامر بن مسعود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے۔ ٹھنڈی غنیمت اس لیے کہا کہ دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور سردی کی وجہ سے پیاس یا نکل محسوس ہی نہیں ہوتی اور روزہ کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور تو اب گرمیوں کے روزوں کے برابر مل جاتا جو اگر بنظر خاطر دیکھا جائے تو بالکل مفت کا اجر ہے ۱۲۔

أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ فِي بَابِ الْأَضْحِيَّةِ.

الفصل الثالث

۵۳۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي تَصُومُونَهُ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَخْبَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ وَعَرَقَ فِيهِمْ عَمَلَهُمْ وَقَوْمَهُ فَصَامَ مُوسَى شُكْرًا فَخَنُّ نَصُومَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَنُّ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث مرسل ہے۔ اور ابو ہریرہ کی حدیث ماسن ایام احب الی اللہ وہ قربانی کے باب میں ذکر کر دی گئی ہے۔

فصل سوم

۵۳۱- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو آپ نے یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا۔ تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ یہ کون سا دن ہے۔ جس کا تم روزہ رکھتے ہو۔ کہنے لگے یہ بہت بڑا دن ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی۔ اور فرعون اور اس کی قوم کو نزع کیا تھا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا۔ تو ہم بھی وہ روزہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا تعلق تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تم سے زیادہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا۔ اور ہم کو اس کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ۔

۱۷- آنحضرت مکہ میں بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے ترمذی کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کا مضمون حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔ دوسری حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کا روزہ مکہ مکرمہ میں بھی رکھا کرتے تھے اور یہ اتفاق ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں آ کر تہہ جلا کہ یہودی بھی عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان سے وجہ پوچھی انہوں نے بتایا کہ ہم اس لیے روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان کو بتایا کہ ہم بھی عاشوراء کا روزہ رکھیں گے یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی دیکھا دیکھی یہ روزہ رکھنا شروع کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام سے تعلق کا ذکر فرمایا گیا ۱۷۔

۵۳۲- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ

الْأَحَدِ الْكَثْرَ مَا يَصُومُ مِنَ الْأَيَّامِ وَيَقُولُ إِنَّمَا يَوْمَا عِيدٍ لِلشَّرِيفِينَ فَأَنَا حَبِيبَانِ أَخَالِفُهُمَا ذَاكَ أَحْمَدًا

۵۳۳- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِمُرُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَ

يُجْتَنَأُ عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُ نَاعِدًا ذَا فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْتِمُرْ بِهَا وَلَمْ يَنْهَأْ عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْهَا نَاعِدًا ذَا

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۳۴- وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرِنِي لَمْ تَكُنْ يَدَاهُمُتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُورَاءَ وَنَحْوِهَا

وَالشَّرِيفَاتِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ذَاكَ النَّسَائِيُّ.

۵۳۲- ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے روزے سبھتے اور التوار کے دن رکھا کرتے تھے کیونکہ وہ مشرکوں کی عید کے دن ہیں۔ اور میں پسند کرتا ہوں۔ کہ ان کی مخالفت کروں۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۵۳۳- حضرت جابر بن سمورہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزہ رکھنے کا حکم دیتے۔ اور ہمیں اس کی ترغیب دلاتے۔ اور اس روزے کے متعلق ہماری خبر گیری کرتے۔ پھر جب رمضان فرض ہو گیا۔ تو نہ ہم کو اس کا حکم دیا۔ اور نہ ہم کو اس سے منع کیا۔ اور نہ اس کے متعلق ہماری خبر گیری کی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۳۴- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ چار چیزوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں پھوڑا کرتے تھے۔ عاشورہ کا روزہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے روزے اور ہر مہینے سے تین دن کے روزے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اسکو مسلم نے روایت کیا

۱- اختلاف نیت سے حکم بدل جاتا ہے اس حدیث کو نسائی، بیہقی، ابن حبان، ابن خزیمہ، حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھا جائے اور اس حدیث میں ہے کہ آپ زیادہ روزے اتوار اور ہفتہ کو

رکھا کرتے تھے ان دونوں حدیثوں کی تطبیق اس طرح ہے کہ اگر ہفتہ کو روزہ تقسیم کے خیال سے رکھا جائے تو منع ہے اور اگر ان کی مخالفت کی وجہ سے رکھا جائے تو جائز ہے بلکہ محبوب ہے کیونکہ یہ دونوں دن یہود و نصاریٰ کی عید کے دن ہیں یا یہ کہ آپ کا یہ

خاصہ ہوا اور دوسروں کے لیے یہی حکم ہے کہ ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھا جائے ۱۲

۲- عاشورہ کا روزہ نفل روزہ ہے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور طبرانی نے اس کا مضمون روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان کی فرضیت سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عاشورہ کے روزہ کی بہت ترغیب

دلاتے تھے لیکن پھر اس کے بعد ہم کو منع بھی نہیں کیا اور حکم بھی نہیں دیا ۱۲۔

۳- اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ روزے جن کو اس حدیث میں تذکرہ ہے سب صحیح ہیں

۵۳۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطُرُ أَيَّامَ الْبَيْضِ فِي حَضْرَةٍ وَلَا سَفَرٍ دَرَاكَ النَّسَائِيِّ.

۵۳۶۔ وَعَنْ ابْنِ كَهْرَبُوهَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ وَسَرَّ كُوهٌ الْجَسَدِ الصَّوْمِ رَدَاةُ ابْنِ مَاجَةَ.

۵۳۷۔ وَعَنْ ابْنِ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَيَقِيلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَصُومُ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَقَالَ إِنَّ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ يَعْفِرُ اللَّهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ إِذَا هَاجَرَ بَيْنَ يَتُوقُلْ دَعْمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا رَدَاةُ أَحْمَدَ وَابْنِ مَاجَةَ.

۵۳۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے نہ چھوڑا کرتے تھے خواہ آپ سفر میں ہوتے یا حضر میں، اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۵۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اور جسم کی زکوٰۃ بھوکہ ہے اس کو ان ماجہ نے روایت کیا۔

۵۳۷۔ ادناہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول آپ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں تو پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتے ہیں۔ سوائے ان آدمیوں کے جنہوں نے آپس میں قطع تعلق کر رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ انکو بھی رہنے دو، یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔ اس کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۷۔ اس حدیث کی سند میں یعقوب بن عبداللہ قحقی اور جعفر بن ابی اللخیزہ دونوں ضعیف ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام بیض کے روزے سفر میں بھی مستحب ہیں اور اسی طرح دوسرے نقلی روزوں کا بھی یہی حکم ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ ان سے تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو پھر نہ رکھے جائیں ۱۷

۱۸۔ اس حدیث کو مندری نے ضعیف کہا ہے اور اسکو طرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں حماد بن ولید ضعیف ہے یعنی جس طرح مال میں سے زکوٰۃ نکل جانے سے مال پاک ہو جاتا ہے اسی طرح روزے سے جسم کا کچھ حصہ گھل جاتا ہے اور وہ پاک ہو جاتا ہے ۱۸

۱۹۔ پیر اور جمعرات کو رحمت الہی عام ہوتی ہے اس حدیث کو ابن ماجہ، مالک، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ کے راوی فقہ میں دوسری روایت میں ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن خدا تعالیٰ کی عالم بخشش ہوتی ہے اور ہر مسلمان کو بخش دیا جاتا ہے لیکن شکر کرنے والے اور آپس میں بد بھنسنے والے آدمیوں کو نہیں بخشا جاتا۔ اس حدیث سے پیر اور جمعرات کے روزے کی تفصیلات ثابت

ثابت ہوتی اور آپس میں بھنسنے اور دشمنی رکھنے سے ڈرایا گیا ہے ۱۹۔

۵۳۸- وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ مِنْ جَهَنَّمَ كَبَعْبِ عَرَبٍ كَانَتْ رِوْدُهُمْ فَرَسٌ حَتَّى مَاتَ هَرِمًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ قَيْسٍ

بَابُ الْفَصْلِ الْأَوَّلِ

۵۳۹- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْنَا قَالَ فَإِنِّي إِذَا صَلَّيْتُمْ أَتَانَا يَوْمًا الْخَرَفُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْدِي لَنَا حَيْثُ فَقَالَ أَرِيضٌ

۵۳۸- اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ایک روزہ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو جہنم سے اتنا دور کر دیں گے جتنا کہ ایک بچہ کو اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مر جائے۔ اسکو احمد نے روایت کیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں سلمہ بن قیس سے روایت کیا۔

بَابُ فَصْلِ أَوَّلِ

۵۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے حجرہ میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے کہا نہیں تو فرمایا اچھا پھر پیش روزیدار ہوں۔ اور پھر ایک دن تشریف لائے ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم کو بدیہ بھیجا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ مجھے دکھاؤ۔ میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔ پھر آپ نے کھالیا اس کو مسلم نے

لِأَحَدِكُمْ نَفْلِي رَوْزَةٍ كَأَقْوَابِ اس حدیث کو جو اس نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک شخص مہبول ہے اور اس کو ابو یعلیٰ اور طبرانی نے کبیرہ اور اس میں سلمہ بن قیس سے روایت کیا ہے۔ یعنی عمر بڑے میں کو آشہور ہے اور نفل روزہ سے جو جہنم سے روزہ کو بعد حاصل ہوتا ہے اس کو کوڑے کے پھین سے لے کر بوڑھا ہو کر مر جانے تک اڑتے ہوئے فاصلہ طے کرنے سے تشبیہ دی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دیتے ہیں کہ اس کا حساب ہونا بھی مشکل ہے ۱۲۔

۱۲- نفل روزہ توڑنے سے صرف قصداً ہے اس حدیث کو احمد اور صحابہ منن نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نفل روزہ کے لیے صبح سے پہلے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کچھ کھایا یا نہ ہو تو دوپہر سے پہلے پہلے نفل روزہ کی نیت کی جا سکتی ہے اور اگر روزہ کی نیت کر لی ہو تو پھر بھی اسکو اختیار ہے چاہے تو اس کو پورا کر لے چاہے تو کھول دے اور اگر روزہ رکھ کر کھول دے تو پھر اس کی جگہ اور روزہ اس کو رکھنا پڑے گا ۱۲۔

فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا فَأَكَلَ رَوَاكَ مُسْلِمٌ

۵۴۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِرْسَلِيمَ فَاسْتَبَقَهُ وَسَمِعَ فَقَالَ أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَابِهِ وَتَمَكَّرُوا فِي وَعَائِهِ فَإِنِّي صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاجِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ قَدَّ عَلَيْهِ مِرْسَلِيمٌ وَأَهْلُ بَيْتِهِادَاةُ الْبُخَارِيِّ

۵۴۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقْبَلْ فَإِنِّي صَائِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا دَعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجِبْ فَإِن كَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ وَإِن كَانَ مُقْبِطًا فَلْيَطْعَمْ رَوَاكَ مُسْلِمٌ

روایت کیا

۵۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے پاس تشریف لائے۔ وہ آپ کے سامنے کھجوریں اور گلی لے آئیں آپ نے فرمایا: اپنا گھی کپے میں ڈال لو۔ اور کھجوریں پورے میں رکھ دو۔ کیونکہ میں روزے دار ہوں پھر آپ نے گھر کے ایک کونے میں کھرے ہو کر نفلی نماز پڑھی۔ اور ام سلمہ اور اس کے گھر والوں کے لئے دعا کی۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے دار ہو۔ تو اسے چاہیے کہ کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں کسی کو بلایا جائے۔ تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔ پھر اگر وہ روزے دار ہو۔ تو اس کو دعا دے دے اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھائے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

لے ہمان کو بے تکلف کھانا پیش کرو۔ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزہ کو کھانے وغیرہ کا تحفہ بغیر تکلف کے پیش کر دینا چاہئے اور اگر بیدار دینے والے کو شاق نہ گذرے تو اس کو والیس کر دینا بھی جائز معلوم ہوا اور پھر اگر وہ والیس کرے تو یہ بہت ہی رجون نہیں ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کا کھانا نہ کھایا جائے تو اس کو دل کی شکستگی سے بچانے کے لیے دعا کر دینی چاہئے اور نماز کے بعد دعا مانگنا بھی اس سے ثابت ہوا۔ ۱۲۔

۱۳۔ روزہ دار میں زبان کو اطلاع دیدے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور دوسری روایت کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔ میرزاں کو: ہ کی اطلاع کہنا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے دل میں رنجش نہ پیدا ہو کہ اس نے میرا کھانا نہیں کھایا اور اگر روزہ نہ ہو تو خواہ مخواہ تکلفات کی بہرہ کھانے سے انکار نہ کرنا چاہئے اس کو سنت سمجھ کر کھائے تو دونوں کو تو اب بھی ہو گا کھانے والے کو بھی اور کھلانے والے کو بھی ۱۳۔

الفصل الثانی

۵۴۲۔ عن ام ہانی قالت لما كان يوم الفطر في مكة جاءت فاطمة فجلست على يار رسول الله صلى الله عليه وسلم وام هاني عن يميني فجاءت الوليدية باناء فيه شراب فناولته فترب منكم فناولت ام هاني فتربت منه فقالت يار رسول الله لقد افطرت وكنت صائمة فقال لها اكنت لفضين شيئا قالت لا قال فلا يصرك ان كان تطوعا رواه ابو داود والترمذي والدارقطني ورواية احمد والترمذي وخوة وفيه فقالت يار رسول الله اما اني كنت صائمة فقال للصائم السطوع امير نفسي ان شاء ما رواه ان شاء افطر.

فصل دوم

۵۴۲۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب فتح مکہ کا دن تھا تو حضرت فاطمہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب اگر کھڑی ہو گئیں۔ اور ام ہانی آپ کی دائیں طرف آبیٹھیں تو ایک لوندی ایک برتن میں کوئی پینے کی چیز لے کر آئی۔ اور یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کھل دیا۔ سو آپ نے پی لیا۔ پھر وہ برتن ام ہانی کو کھلایا۔ تو اس نے اس سے پیا۔ اور پھر کہا اے اللہ کے رسول میں نے روزہ کھول دیا حالانکہ میں روزہ سے تھی۔ آپ نے اس کو فرمایا کیا کسی فرضی روزے کی قضاء ہے یہی تھیں۔ کہنے لگیں نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تیرا نفعی روزہ تھا تو پھر تجھے کوئی نقصان نہیں ہے۔ اسکو ابو داؤد ترمذی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ اور احمد اور ترمذی کی ایک روایت میں اسی طرح ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ ام ہانی نے کہا اے اللہ کے رسول میں تو روزے دار تھی۔ آپ نے فرمایا۔ نقلی روزے دار اپنی مرضی کا بادشاہ ہے۔ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو روزہ کھول دے۔

۱۲۔ نقلی روزہ کھولنے کی صرف قضا ہے اس حدیث کو نسائی دارقطنی طبرانی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت ام ہانی نے روزہ تو بے دھڑک کھول دیا کہ جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوشا دودھ کیوں نہ پیوں جو ہزاروں برکتوں سے مالا مال ہے وہ پی لیا تو اب روزے کا پوچھا کہ اس کا کیا ہے گا آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں اس پر کھانا یا شرف وغیرہ کچھ نہیں اس کی جگہ ایک اور روزہ رکھ لینا ۱۲۔

۱۳۔ نقلی روزہ میں ہر طرح کا اختیار ہے۔ اس دوسری روایت کو احمد ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نقلی روزہ والے کو ہر طرح کی آزادی ہے چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو نہ رکھے چاہے تو رکھے کہ تو روزے اور اگر نہ کھا ہو تو دوپہر سے پہلے پہلے روزہ کی نیت کر لے غرضیکہ ہر طرح کا اختیار ہے۔ ۱۳۔

۵۴۳۔ دَعَى الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ صَلَّيْتَيْنِ فَعَرَضَ لَنَا طَعَامٌ مِثْلَ شَهْبِينَا فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَكَلْنَا صَائِمَتَيْنِ فَعَرَضَ لَنَا طَعَامٌ مِثْلَ شَهْبِينَا فَأَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَ أَفْضِيَا يَوْمًا آخَرَ مَكَانَهُ دَرَاكَةَ التَّرْمِينِيِّ وَذَكَرَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَافِظِ دَرَاكَةَ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَائِشَةَ مُرْسَلًا وَكَرِهِيًا كَرَاهِيَةً عَنِ عُرْفَةَ وَهَذَا أَصَحُّ دَرَاكَةَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ مَوْلَى عُرْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

۵۴۴۔ وَعَنْ أُمِّ عِلَّةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَدَعَتْ لَهَا لِبَطْعَامٍ فَقَالَ لَهَا بِنْتُ النَّبِيِّ فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّائِمَ إِذَا أَكَلَ عِنْدَكَ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَفْرُغَ وَأَرَاكَ أَحْمَدَ وَالتَّرْمِينِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۵۴۳۔ زہری نے عروہ سے اور عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں اور حفصہ دونوں روزیہ تھیں۔ ہمارے سامنے ایسا کھانا رکھا گیا۔ جس کو ہم چاہتی تھیں۔ ہم نے اس سے کھالیا۔ تو حفصہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ہم دونوں روزیہ ہیں۔ ہمارے سامنے ایسا کھانا رکھا گیا۔ جو ہم کو مزہ تھا۔ تو ہم نے اس سے کھالیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کسی دن اس کی تھکانے لینا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حافظوں کی ایک جماعت کا ذکر کیا۔ جنہوں نے زہری سے حضرت عائشہ سے مرسل روایت کیا۔ اور انہوں نے اس میں عروہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ طریق زیادہ صحیح ہے۔ اور ابو داؤد نے اس کو زمیل موی عروہ عن عروہ عن عائشہ کے طریق سے روایت کیا۔

۵۴۴۔ ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ تو ام عمارہ نے آپ کے لئے کھانا منگوایا۔ آپ نے اس کو فرمایا۔ تم خود ہی کھاؤ۔ وہ کہنے لگیں۔ میں تو رونے دار ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب روزیہ کے پاس کھانا کھایا جائے۔ تو فرشتے اس پر رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کھانے سے لوگ فارغ ہو جائیں۔ اسکو احمد ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۷۔ فعلی روزہ کی قضا صرف مستحب ہے اس حدیث کو سنائی نے بھی روایت کی ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے اور ضعیف ہے۔ اور زمیل راوی ضعیف ہے۔ اگر فعلی روزے کو توڑا جائے تو امام مالک اور امام ابو حنیفہ اس کی قضا کو واجب جانتے ہیں اور امام شافعی اور امام طہم کے نزدیک اس کی قضا بھی نہیں ہے اسی لیے شافعیہ اس امر کے صیغہ کو استحباب کے لیے کہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ ۱۷۔

۱۸۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ حتیٰ لو سمع روزے دار کے پاس کوئی چیز نہ کھانا چاہتے کیونکہ اس سے روزے دار کے نفس میں کھانے کی خواہش بیدار ہوتی ہے اور اس کو دہلنے میں روزے دار کو ایک قسم کی کوفت اور تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس پر رحم فرما کہ محض تیری رضا کے لیے اپنے محبوب کھانے کو چھوٹے ہوئے ہے۔ ۱۸۔

الفصل الثالث

۵۴۵۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ دَخَلَ بِلَالٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَعَدَّى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَاءُ يَا بِلَالُ قَالَ إِنِّي صَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَأْكُلُ رِزْقَنَا وَفَقُلْ بِرِزْقِ بِلَالٍ فِي الْجَنَّةِ أَشَعَرَتْ يَا بِلَالُ أَنَّ الصَّائِمَ يُسَبِّحُ عِظَامَهُ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ مَا أَهْلُ عِنْدَنَا ذَوَاكَ الْيَبْتَقِي فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

باب لیلة القدر الفصل الأول

۵۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَمْرًا الْبَيْلَةَ الْقَدْرِي فِي الْوَتْرِينَ الْعَشْرِ

فصل سوم

۵۴۵۔ - بیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلال آؤ صبح کا کھانا حاضر ہے۔ تو بلال نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں روزہ دار ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم تو اپنا رزق کھا رہے ہیں۔ اور بلال کا رزق جنت میں بہتر ہے۔ اے بلال تجھے خبر ہے کہ رفتیلا کے پاس اگر کھایا جائے۔ تو اس کی ہڈیاں تسبیح پر بھتی ہیں۔ اور فرشتے اس کیبیسے بخشش کی دعا کرتے ہیں جیسا کہ اس کے پاس کھایا جاتا ہے۔ اسکو بھتی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

لیلة القدر کا بیان

فصل اول

۵۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلة القدر کو رمضان شریف کے آخری دھکے کی

۱۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ منذری نے کہا اس کی سند میں ایک توفیقہ راوی ہے جو طوس ہے اور دوسرا محمد بن عبد الرحمن ہے جس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے۔ لیکن اس حدیث کی تائید امام عمارہ کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے جو فصل دوم میں گذری ہے اور وہ حدیث صحیح ہے۔ بہر حال ان احادیث میں روزے دار کو تسلی دی گئی ہے اور ترغیب دی گئی ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی چیز کھائی جائے تو اس کی طرف مطلقاً توجہ نہ کرے۔ ۷۔

الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۷۔ وَعَنْ بِنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَجَالَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى دُرُؤِيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَعَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُقَرَّبًا مِنْهَا فَلْيَتَمَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔

۵۴۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ كَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تِسْعَةِ تَبَقِي فِي سَابِعَةِ تَبَقِي فِي خَامِسَةِ تَبَقِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۵۴۹۔ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ

طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۴۷۔ حضرت عمر بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو خواب میں لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں نظر آئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہارے خوابوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ آخری سات راتوں کے زیادہ موافق ہیں۔ پھر جو آدمی اس کی تلاش کرنا چاہے۔ وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے متفق علیہ۔

۵۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو آخری رمضان شریف کے آخری دہے میں تلاش کرو۔ اور خصوصاً پچیس، ستائیس اور اسی کی راتوں میں اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۴۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے پہلے عشرے کا احکام کیا۔

۱۔ لیلۃ القدر کو نسی رات ہے۔ لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس کی عبادت ستر اور بیسے کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ ابتدا

میں اس رات کے متعلق صرف اتنا ہی بتایا گیا تھا کہ وہ سال میں ایک رات ہے جو بھرتی رہتی ہے کبھی کسی جینے میں اور کبھی کسی جینے میں۔ ابن مسعود امام ابو حنیفہ، امام مالک ثوری، اسحق اور امام احمد اسی کے قائل ہیں۔ پھر بتایا گیا کہ وہ رمضان شریف کی راتوں میں سے ایک رات ہے

ابن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور بعض کا قول ہے کہ رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں ہے اور یہ بھی بہت سے صحابہ کا مسلک تھا اور اکثر امت کا اس پر اتفاق ہے کہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور ابن کعب

یعنی حضرت ابی توہمہ کھا کہتے ہیں کہ وہ ستائیس رمضان کی رات ہے اور اس حدیث کو احمد، مسلم، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

۲۔ ذہن پر عبادت کا تصور قائم رہے اس حدیث کو احمد، مالک نے بھی روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ گنت امت کا یہی قول ہے کہ وہ آخری سات راتوں میں سے کسی طاق رات میں ہے اور لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ عبادت میں کچھ زچہ تو عنایت کریں اور اگر ایک معین رات بتا دی جاتی تو لوگ دوسری راتوں میں عبادت کرنا (باقی صفحہ آئندہ)

وَمَعَانَ ثُمَّ اَعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ وَالْاَوَّلَ الْمَسْ
 هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ ثُمَّ اَبْتَدَتْ فِقِيلٌ لِي اِنْتَهَى فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ فَمِنْ كَانَ اَعْتَكَفَ
 مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ فَقَدْ اُرِيَتْ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَنْسَبْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِي اَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَرِطْبِ
 مِنْ صَيْبِهَا فَانْفَسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ وَالْقِسْمُ هَا فِي كُلِّ وَنَزِقَالَ فَطَرَبَتِ السَّمَاءُ ثَلَاثَ اللَّيْلَةِ
 وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرَشِي فَوَكَّفْتُ الْمَسْجِدَ فَصَوَّرْتُ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى
 جَبْهَتِهِ اَثَرُ الْمَاءِ وَالرِّطْبِ مِنْ جَبْهَتِي هَذَا وَيَعْتَكِفُ عَيْنِي فِي الْمَعْنَى وَاللَّفْظِ الْمُسْلِمِ اِلَى
 قَوْلِهِ فِقِيلٌ لِي اِنْتَهَى فِي الْعَشْرِ الْاَوَّلِ وَالْبَارِقِيُّ لِلْبَغَارِيِّ وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْسٍ قَالَ لَيْلَةَ

پھر درمیانے عشرے کا اعتکاف ایک نرکی نیبے میں کیا۔ پھر آپ نے اپنا سر باہر نکالا۔ اور فرمایا میں نے پہلے وہ ہے کا اعتکاف کیا۔ میں اس رات
 ایلہ القدر کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ پھر میں نے درمیانے عشرے کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس کوئی فرشتہ آیا۔ اور مجھے بتایا گیا۔ کہ وہ آخری
 عشرہ (حال) میں ہے۔ سو جن لوگوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ آخری عشرے کا بھی اعتکاف کریں۔ مجھے یہ
 رات دکھائی گئی تھی۔ پھر میں اسے چھلایا گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا۔ کہ میں پانی اور مٹی میں لیلة القدر کی صبح کو سجدہ کر
 رہا ہوں۔ سو اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اور ہر دو رات میں تلاش کرو۔ راوی نے کہا کہ اس رات پھر بارش برسی۔ اور مسجد پر
 پھر بار تھا۔ سو مسجد ٹپکنے لگی۔ سو میری آنکھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھا کہ اس پر پانی اور کچھ کا اثر تھا۔ اور یہ اکس
 کی رات تھی یہ حدیث معنی کے لحاظ سے تو متفق علیہ ہے۔ اور الفاظ انہاں عشرہ الاخرہ تک تو مسلم کے ہیں۔ اور باقی الفاظ بخاری کے ہیں

رحمہ حاشیہ صحیحہ ششہ ابالکل ہی چھوڑ دیتے اور یہ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کہ باقی اوقات تو انسان ہمیشہ بے کار گزار سے اور سال بعد ایک رات
 انسان عبادت الہی میں گزارے بلکہ مناسب ہے کہ آدمی روزانہ تھوڑا تھوڑا عمل کرتا رہے اس طرح عبادت الہی کا تصور انسان کے ذہن
 پر مستقل اور پائیدار ہوگا ۱۲۔

تلاہ اہل ذوق لیلة القدر معلوم کر لیتے ہیں اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اکثر امت کا بھی مذہب ہے
 کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلة القدر کا زیادہ امکان ہے لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ رمضان شریف کا چھٹا اگر
 انیس دن کا ہو جائے تو لیلة القدر طاق راتوں میں آتی ہے اور اگر تیس دن کا ہو تو پھر حضرت راتوں میں بھی آجاتی ہے اور اس کے گزرنے
 سے پہلے تو کوئی علامت نہیں ہوتی البتہ اس کے نکل جانے کے بعد دوسرے دن سورج کی شعاعیں نہیں ہوتیں البتہ اہل ذوق کی ذلی
 کیفیت کچھ محسوس کر لیتی ہے ۱۳

ثَلَاثٌ وَعِشْرِينَ دَعَا مُسْلِمًا

۵۵۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ مَنِ كَعْبٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ مَنْ لَيْمَ
الْعَوْلُ يُصِيبُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ النَّاسُ أَمَا إِنَّهُ قَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي
رَمَضَانَ وَأَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ وَأَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَنْتِي أَنَّهَا لَيْلَةُ
سَبْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْتُ يَا ابْنَ الْمُنْذِرِ قُلْ بِالْعِلْمَةِ أَوْ بِالْأَيَةِ أَلَمْ أَخْبَرْنَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لِاسْتِعَاعِ لَهَا رَدَاكَ مُسْلِمًا

۵۵۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ
مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ رَدَاكَ مُسْلِمًا

اور عبد اللہ بن ابی اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ رات تینس کی تھی۔

۵۵۰ - زید بن جبیش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا کیا آپ کے بھائی
عبد اللہ بن مسعود تو کہتے ہیں
کہ جو آدمی سارا سال قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پا لے گا۔ تو حضرت ابی نے کہا۔ اللہ اس پر رحم کرے اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ لوگ اس
پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ اور وہ یقیناً جانتے ہیں کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے اور پھر آخری عشرہ میں ہے۔ اور وہ ستائیس کی رات
ہے اور پھر حضرت ابی نے قسم اٹھائی۔ اور انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ کہ وہ ستائیس کی رات ہے۔ میں نے کہا۔ اے ابوالمنذر آپ یہ کس لحاظ
سے کہتے ہیں تو ابی نے کہا۔ اس علامت سے یا اس نشانی سے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی ہے کہ سورج اس
دن چڑھتا ہے تو اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۵۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے تھے کہ اتنی اور کسی وقت
میں نہ کرتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

ابو سعید کی روایت کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن ابی اسحاق کی حدیث

۱۱۱ ایک روایت کی تخریج

کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ دونوں روایتیں بطور ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں سے تخریج
ابو سعید کی حدیث کو ہے کیونکہ وہ متفق علیہ حدیث ہے۔ یہ خواب میں آنے والا فرشتہ جبرئیل تھا ۱۱۱۔

اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن خزیمہ۔ ابن جریر اور ابو عوانہ نے بھی روایت

۱۱۲ لیلۃ القدر کی علامتیں

کیا ہے اور اسی طرح محمدی۔ ابن حبان۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ ابن خزیمہ اور بیہقی نے ابن عباس سے
مرفوعاً روایت کیا ہے کہ لیلۃ القدر معتدل ہوتی ہے اس میں سردی یا گرمی شدت کی نہیں ہوتی اور دوسرے دن جب سورج طلوع ہوتا ہے تو سرخ
رنگ کا گرد سا ہوتا ہے اسکی شعاعیں نہیں ہوتیں اور اس رات ستارے نہیں ٹوٹتے شبنم پڑتی ہے اور دھبی دھبی ہوا چلتی ہے ۱۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۵۵۱۔ وَعَمَّا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِيزْوَةً وَأَجْبَى لَيْلَهُ وَأَيُّظًا هَلْ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ۔

الفصل الثاني

۵۵۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَنَّ لَيْلَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا أَتَقُولُ فِيهَا قَالَ قَدْ خَرَّ اللَّهُ بِكَ عَفْوٌ حَيْثُ الْعَفْوُ فَاعْتُ عَنِّي رَوَاةُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ۔

۵۵۴۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْفَسْوُهَا يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي نِسْبِ بَيْقِينَ أَوْ فِي نِسْبِ بَيْقِينَ أَوْ ثَلَاثِ أَوْ آخِرِ لَيْلَةِ رَوَاةُ التِّرْمِذِيُّ۔

۵۵۲۔ اور اپنی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ اپنی کمرہت باندھ لیتے۔ اور راتوں کو جاگا کرتے۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی جاگاتے۔ منفق علیہ۔

فصل دوم

۵۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر کونسی رات ہے۔ تو میں اس میں کیا کہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو کہنا۔ اے اللہ تو معاف کرنے والے ہے۔ تو معافی کو پسند کرتا ہے۔ سو تو مجھے معاف کر دے۔ اسکو احمد ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ او اس کو صحیح کہا۔

۵۵۴۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر کو ایس یا تیس یا پچیس یا ساتیس یا انیس کہ راتوں میں تلاش کرو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ گذشتہ ۱۱۷ اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح مغرب کہا ہے چونکہ اس عشروس لیلۃ القدر ہے اس لیے اس میں زیادہ کوشش کرتے اور یہ بھی خیال ہوتا کہ برکت والا ہیبتہ ختم ہو جا رہا ہے جتنا ہو سکے اس میں کچھ کر لیا جائے۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱۷)

۱۱۔ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

۱۱۔ اس حدیث کو نسائی۔ بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ یہ دعا بڑی جامع ہے دین و دنیا کی بھلائیاں اس میں مضمر ہیں۔ ایک حدیث میں آئی ہے کہ اس سے بہتر نیندوں کی کوئی دعا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے اور عاقبت دے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کو پہچانا بھی جا سکتا ہے۔ ۱۲۔

۱۱۔ اس حدیث کو احمد حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کا زیادہ تر خیال انہی پانچ راتوں میں ہے یعنی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں۔ ۱۲۔

۵۵۵۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ رَوَاهُ سُفْيَانٌ وَشُعْبَةُ عَنْ أَبِي رَاسِحٍ مَوْفُوفاً عَلَى ابْنِ عُمَرَ.

۵۵۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَبَادِيَةٌ أَكُونُ فِيهَا وَأَنَا أَصِلُ فِيهَا بِحَمْدِ اللَّهِ فَمُرِّي بِلَيْلَةٍ أَنْزَلَ إِلَيْهَا إِلَيَّ هَذَا الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَنْزَلَ إِلَيْكَ ثَلَاثَ وَعِشْرِينَ قِيلَ لِابْنِ كَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصَا فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ ابْنَتَهُ عَلَى يَابِ السَّيِّدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَوَلَّيْتُ بِبَادِيَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث

۵۵۷۔ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنِي بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ

۵۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلة القدر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور کہا، اسکو سفیان اور شعبہ نے ابواسحق سے ابن عمر پر موقوفاً نقل کیا ہے۔

۵۵۶۔ حضرت عبداللہ بن انیس نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میرا ایک جنگل ہے۔ اور میں وہاں ہی رہتا ہوں۔ اور الحمد للہ میں وہیں نمازیں پڑھتا رہتا ہوں۔ سو آپ مجھے رمضانِ شریف کی کسی رات کے متعلق حکم دے دیں کہ میں اس عادت میں اس مسجد میں اٹھایا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہیں کی رات اچھا۔ ان کے بیٹے سے سوال کیا گیا، کہ پھر آپ کے باپ کس طرح کیا کرتے تھے۔ کہنے لگا کہ صبح کی نماز پڑھ کر مسجد میں داخل ہو جاتے تھے۔ تو سوائے انسانی حاجت کے مسجد سے نہ نکلتے۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لیتے۔ اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے۔ تو مسجد کے دروازہ پر اپنی سواری کو پاتے، اس پر بیٹھ کر اپنے جنگل کو چلے آتے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۵۵۷۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو لیلة القدر کی اطلاع دینے کے لئے باہر تشریف لے گئے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے اس حدیث کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ لیلة القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے کوئی رمضان اس سے خالی نہیں جاتا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ لیلة القدر ہر حال میں رمضان ہی میں ہے۔ پہلے یہ ہی بتایا گیا تھا لیکن بعد میں بتایا گیا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔

۵۵۸۔ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور مسلم نے بسیر بن سعید عن عبداللہ بن انیس سے بھی روایت کی ہے جو پہلی فصل میں گذر چکی ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث عبداللہ بن جہش کی بھی ہے جس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بھی محمد بن اسحاق

رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ خَرَجْتَ لِخَيْرِكُمْ لَيْلِيَةِ الْقَدْرِ فَقُلَا نَحْيُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ قَمْ فِعَتْ وَ
عَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهُمَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْعَاشِرَةِ ذَوَا الْبُحَارَى.
۵۵۸- وَعَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَائِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كِبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
فَإِذَا كَانَ يَوْمٌ عِيدٍ هُمْ يَعْنِي يَوْمَ فِطْرِهِمْ يَا هُوَ يَهُمُّ مَلَائِكَتُهُ فَقَالَ يَا مَلَأَيْكَتِي مَا جَزَأُوا أَحَبِّ
وَفِي عَمَلِكَ فَالْوَارِدُ جَزَأُوا أَنْ يَكُونَ فِي أَجْرِهِ قَالَ مَلَائِكَتِي عِبِيدِي وَإِمَائِي قَضُوا فِرْيَئِي
عَلَيْكُمْ ثُمَّ خَرَجُوا يَجْعُونَ إِلَى الدَّعَاءِ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَعُلُوِّي وَإِرْتِفَاعِ مَكَانِي لِجِبْبَتِهِمْ

لائے تو مسلمانوں میں سے دو آدمی بھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نکلا تھا کہ تم کو لیلۃ القدر کی خبر دوں۔ تو فلاں فلاں آدمی بھگڑ رہے
تو اس کی تصدیق اٹھائی گئی۔ اور شاید یہی تمہارے حق میں بہتر ہو کہ تم لیلۃ القدر کو چھپیں۔ سائیس اور انتیس کی راتوں میں تلاش کرو۔ اس
کو بخاری نے روایت کیا۔

۵۵۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں
کی ایک جماعت میں اترتے ہیں۔ وہ ہر بندے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو۔ یا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہو۔ پھر جب ان
کی عید کا دن ہوتا ہے یعنی ان کے روزہ کھولنے کا دن تو ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اسے سب
فرشتوں کی بددعا ہے اس مزدور کا جس نے اپنا کام پورا کر لیا ہو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسکو پورا پورا اجر دیا
جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے فرشتو میرے بندوں اور میری لوٹوں نے اس فریضے کو پورا کر دیا ہے۔ جو میں نے ان پر عدا
کیا تھا۔ پھر اب وہ نکلے ہیں۔ اپنی آوازیں بلند کرتے ہوئے مجھ سے دعا کرتے ہیں۔ اور میری عزت اور میرے جلال اور میری سخاوت اور میرے

۱۔ لیلۃ القدر مخفی رکھنے کی حکمت اس حدیث کو جو اور لیاہی نے بھی روایت کیا ہے اور اسی معنوں کی ایک حدیث مفصل
اول میں ابن عباس سے بھی گذر چکی ہے۔ حدیث کے الفاظ سے دونوں طرح کے معنی نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ لیلۃ القدر کو اس وقت تلاش کرو جبکہ
نورائیس باقی رہ جائیں۔ سات رہ جائیں۔ یا سچ رہ جائیں تو اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا کہ اکیس۔ تیس اور چیس کی راتوں میں زیادہ تلاش
کرو اور دوسرا مطلب یہ نکل سکتا ہے کہ چیس کی رات۔ سائیس کی رات اور انتیس کی رات میں زیادہ تلاش کرو اور یہ آخری معنی زیادہ
قرن قیاس ہیں ۱۱

فَيَقُولُ ارْجِعُوا قَدْ عَفَمْتُ لَكُمْ وَبَدَلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَجِئُونَ مَغْفُورًا لَهْمُ رَوَاهُ
الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ.

بَابُ الْإِعْتِكَافِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۵۵۹. عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ وَأَخْرَمَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى
تَوَقَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ آذَانَهُ مِنْ بَعْدِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۶۰. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْأَخْيَرِ وَكَانَ أَجْوَدَ

بند مرتبہ کی قسم میں ان کی دعائیں کو ضرور قبول کروں گا پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ واپس چلے جاؤ۔ بیشک میں نے تم کو بخش دیا ہے اور
میں نے تمہاری برائیاں نیکوں میں تبدیل کر دی ہیں۔ راوی نے کہا پھر سب بخشتے ہوئے واپس آتے ہیں۔ اسکو بھیجئے شعب الایمان
میں روایت کیا

اعتکاف کا بیان فصل اول

۵۵۹. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اپنی دوکات تک اعتکاف
کرتے رہتے پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ متفق علیہ۔

۵۶۰. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور پھر رمضان

۱۔ اس حدیث کو ابن جازہ نے ضعیف میں نقل کیا ہے اس کی سند میں اصرم بن حوشب کذاب ہے اور ابن جوزی نے اس حدیث کو مرفوعہ
میں بیان کیا ہے اور دہلی نے مستفرد میں اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابان راوی متروک ہے اور ابن شامین نے اسکو
ترغیب میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عباد بن عبد الصمد منکر الحدیث ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث ابن عباس سے ابن حبان نے قرآن
میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے اپنی سند میں بھی روایت کی ہے لیکن سب کی سندیں کمزور ہیں اور اس کے کچھ شواہد
بھی ہیں جن میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے بہر حال فضائل اعمال میں کچھ گنجائش رکھی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو قبول کر لیا گیا ہے۔ ۱۷۔

۲۔ اعتکاف کا شرعی اور لغوی معنی اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے
اس کو صحیح کہا ہے۔ اعتکاف کا لغوی ترجمہ ہے کسی چیز پر دھرنانا اور بیٹھ جانا اور نفس کو اس کے ساتھ لگانے رکھنا اور شریعت کی اصطلاح
میں اعتکاف یہ ہے کہ آدمی جا مع مسجد میں روزہ کی حالت میں جا کر خدا کو خوش کرنے کے لیے اور اس سے لائے کیلئے دھرنانا کر بیٹھ جائے
اس کے لیے کچھ پابندیاں اور شرائط ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ۱۷۔

مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ كَانَ جِبْرِئِيلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا انْقَبَ جِبْرِئِيلُ كَانَ أَجُودَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرَّبِّ الْمُرْسَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۶۱- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَأَعْتَكَفَ عَشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۵۶۲- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ آدَنَى إِلَى رَأْسِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرَجَلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا حَاجَةً الْإِنْسَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ میں آپ اور جی بہت زیادہ سخی ہو جاتے۔ جبرائیل ہر رات آپ کے پاس آتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرآن مجید کا دور کرتے اور پھر جب جبرائیل آجاتے۔ تو پھر مال کی سخاوت میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتے۔ متفق علیہ

۵۶۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ہر سال ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک پیش کیا جاتا تھا۔ اور جس سال آپ کی وفات ہوئی۔ اس سال دو مرتبہ پیش کیا گیا۔ اس آپ ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ لیکن جس سال وفات ہوئی۔ اس سال بیس دو دن کا اعتکاف کیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف بیٹھتے۔ تو آپ سر کو میرے قریب کر دیتے ہیں آپ کے سر میں لنگھی کر دیتی۔ اور گھر میں فضائے حاجت کے علاوہ نہیں داخل ہوتے تھے متفق علیہ

۱۷- آنحضرت بہت زیادہ سخی تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بخشش اور احسان کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی اور رمضان شریف میں آپ خصوصاً بہت زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے اور اسی چیز کی ترغیب آپ اپنی امت کو بھی فرمایا کرتے تھے اور اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۱۷

۱۸- اس حدیث کے دو ٹکڑے ہیں ایک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ پر قرآن پیش کیا جاتا تھا اور دوسرا ٹکڑا یہ ہے کہ آپ اعتکاف کیا کرتے تھے یہ اصل میں دو الگ الگ حدیثیں تھیں جن کو مؤلف نے ایک ہی حدیث بنا دیا ہے۔ پہلے حصہ کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری۔ مسلم اور ابن ماجہ نے اس کو عائشہ سے روایت کیا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے قاریوں کا دو گزنا ثابت ہوا ۱۸

۱۹- معتکف النساء حاجت کے سوا اپنا شکر اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے مشکوٰۃ کے لیے مندرج ہے کہ اپنا تمام وقت مسجد ہی میں گزارے اور پانچاٹھ بیسب یا اختلام سے جنابت کے سوا اور کسی بھی ضرورت کے لیے مسجد سے باقی ہر صغیر اور

۵۶۳۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْكَافُرِ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتِكَفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۵۶۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتِكَفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتِكَفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامَ الْمُقْبِلُ اعْتِكَفَ عَشْرِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ -

۵۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتِكَفَ صَلَّى الْفَجْرَ

۵۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ میں نے جاہلیت میں نذرمانی تھی۔ کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پورا کر متفق علیہ۔

فصل دوم

۵۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک سال اعتکاف نہ کیا۔ تو آٹھ سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ابو داؤد نے اور ابن ماجہ نے اسکو ابی بن کعب سے روایت کیا۔

۵۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو اکیس رمضان کی صبح کی نماز

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ، زنگیے اور دوسری پابندی یہ ہے کہ گھر نہ جائے ہاں اگر شہر ہو اور یا خانہ پیشاب کے لیے باہر محل میں جانا مشکل ہو تو اپنے گھر میں انسانی حاجت کے رفع کرنے کے لیے جا سکتا ہے لیکن اس کے بعد گھر میں ٹھہرے نہیں اور ایک پابندی یہ بھی ہے کہ شہوت سے عدت کو باختر نہ لگائے اور بغیر شہوت کے اپنی عورت کے جسم سے ہمبھوجا نہ ہو جائے تو کوئی مخرج نہیں ہے۔ مختلف نگلی کی کرسکتا ہے سرد ہو سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جس جگہ اعتکاف کرتے تھے وہ جگہ حضرت عائشہ کے حجرہ کے دروازے کے آگے تھی آپ اپنا سرد دروازے کے اندر کر دینے حضرت عائشہ سے بھی دوسو دینیں اور نگلی بھی کر دینیں ۱۲۔

۱۳۔ صحیح نذر کو ضرور پورا کرنا چاہئے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا اگر گھر کی حالت میں کسی نے ایسی نذرمانی ہو جو اسلام کے موافق ہو تو مسلمان ہونے کے بعد بھی اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر لوگ بھی اعتکاف کیا کرتے تھے ۱۴۔

۱۵۔ اعتکاف کی قضاء دینا درست ہے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح اور حسن کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن آدمی کی ہر سال اعتکاف کی عادت ہو اگر کسی سال اس کا اعتکاف نہ جائے تو پھر اس کی قضاء بیدے ۱۶۔

ثُمَّ دَخَلَ فِي مَعْتَكِفٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۵۶۶۔ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَهُوَ مَعْتَكِفٌ قِيمٌ كَمَا هُوَ

فَلَا يُعْرَجُ يُسْأَلُ عَنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۵۶۷۔ وَعَنْهَا قَالَتْ أَلَسْتُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسُّ الْمَاءَ

وَلَا يَبَايُرُهَا وَلَا يَجْرِي لِحَاجَتِهِ إِلَّا بِالْأَيْدِي مَنْدُورًا وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا

فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

الفصل الثالث

۵۶۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طَرَحَ كَفْرَاشَتَهُ أَوْ بَوَّصَحَ

چھ کر اپنے اعتکاف کی جگہ میں چلے جاتے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بیمار پرسی کر لیتے۔ آپ اپنی چال سے چلتے جاتے۔

اور ٹھہرتے نہ تھے۔ اور بیمار کے متعلق پوچھ لیتے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۷۔ اور انہی سے روایت ہے کہ معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ کسی بیمار کی بیمار پرسی کے لئے نہ جائے۔ کسی کے جنازہ پر

نہ جائے۔ اور عورت کو شہوت سے ہاتھ نہ لگائے اور نہ اس سے مہاشرت کرے۔ اور کسی مزدی حاجت کے سوا مسجد سے نہ نکلے۔ اور

نہیں ہے۔ اعتکاف مگر روزے سے اور نہیں ہے۔ اعتکاف مگر جامع مسجد میں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۵۶۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ جب آپ اعتکاف بیٹھتے تو آپ کا لیٹر بچھا

لے کر معتکف چاند ہو جائے تو باہر نکلے اس حدیث کو بخاری مسلم احمد اور بقیرا صحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اعتکاف کے لیے

ایک پردہ لٹکایا جاتا ہے تاکہ معتکف دوسرے لوگوں سے ننہائی میں گوشہ نشین رہ سکے۔ اعتکاف آخری پورے عشرہ کا ہے اور ایس کی رات

بھی عشرہ میں داخل ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ ایس کی رات کو مسجد میں جلا جائے اور رات جہاں بھی گزارے ٹھیک ہے صبح کی نماز پڑھ کر اپنے

اعتکاف کی جگہ میں جلا جائے۔ اعتکاف کے لیے یہ تو مزدی نہیں ہے کہ پورے دس دن کا ہو بلکہ دس دن سے لے کر ایک دن رات بھی ہے لیکن پورا

اعتکاف دس دن کا ہے ہاں یہ مزدی ہے کہ جب اعتکاف کی نیت سے مسجد میں آجائے تو پھر چاند نکلنے تک اعتکاف سے باہر نہ نکلے ہاں اگر نہ نکلے

مسجد ہی گر جائے تو دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔

۵۶۸۔ معتکف پر کیا کیا پابندی ہے مسلم نے اس حدیث کو حضرت عائشہ سے موثوقاً روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے (باقی برصغیر آئندہ)

لَهُ سَرِيرَةٌ وَذَلِذَا اسْطَوَانَةُ التَّوْبَةِ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ
 ۵۶۹- وَعَنْ بَنِي عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يُعْتَكِفُ
 الذُّنُوبَ وَيُجْعَرَى لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ.

کتاب فضائل القرآن الفصل الأول

۵۷۰- عَنْ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ.

دیا جائے یا آپ کی چار پائی اسطوانہ توبہ کے دیکھے بچھا دی جاتی۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف والے کے متعلق فرمایا کہ وہ گناہوں سے بند رہتا ہے اور اسکو نیکیوں کا اتنا اجر ملتا ہے جیسے کہ کوئی تمام قسم کی نیکیوں پر عمل کرنے والا ہے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

قرآن کی فضیلت کا بیان فصل اول

۵۷۰- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ آدمی ہے جو قرآن کو سیکھے یا سکھائے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

دقیقہ صفحہ گذشتہ ۱۲ کا رفق ثابت نہیں ہے کیونکہ مرفوع کی سندیں لیث بن ابی سلمہ ضعیف ہے اس سے معلوم ہوا کہ معتکف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کی بیماری پر کسی کے لیے نہ جائے کسی کے جنازہ کے لیے نہ نکلے ہاں اگر فقہائے حاجت کے لیے باہر نکلے اور راستہ میں کسی بیمار آدمی کا کوئی رشتہ دار مل جائے تو اس سے چلتے چلتے بیمار کے متعلق پوچھ سکتا ہے ۱۲۔

۱۳ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے لیکن اس حدیث کا آٹھویں حصہ موقوف ہے یعنی یہ قول کہ روزے کے بغیر اعتکاف نہیں ہے اور یہ صحیح بھی نہیں ہے کیونکہ ابن عباس سے حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا معتکف پر روزہ ضروری نہیں ہے ہاں اگر وہ خود اپنے ذمہ روزہ ضروری قرار دے لے تو یہ علیحدہ بات ہے ۱۳۔

۱۴ حاشیہ صفحہ ۱۲ اس مسجد میں چار پائی بچھانا جائز ہے اسطوانہ توبہ وہ ہے جہاں ابولہبہ کی توبہ کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا تھا اور یہ لمبا قطعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معتکف کے لیے مسجد میں بسترا نہ چار پائی بچھالیا جائز ہے اور اتنی سی جگہ اعتکاف کے لیے دوسرے

۵۷۱۔ وَعَنْ عُقْبَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ أَبُكُمْ
يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ وَكُلَّ يَوْمٍ إِلَى بَطْحَانَ أَوِ الْعُقَيْقِ يَا قِيَّ بِنَا قَتَيْنٍ كَوْمَاوَيْنٍ فِي غَيْرِائِهِمْ وَلَا قَطْعِ
رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُو وَاحِدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ
يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ نَافَتَيْنِ وَتِلْكَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ ثَلَاثٍ وَارْبَعٍ خَيْرٌ لَكُمْ
مِنْ أَرْبَعٍ وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۷۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِبُّ أَحَدَكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ
أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خِلَافَاتٍ عَظِيمَةٍ سَمَّيْنَا نَعْمَةً قَالَ فَمِلْكَ آيَاتٍ يَهْرُؤُوهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي

۵۷۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ہم اسوقت صفہ میں تھے آپ نے فرمایا کہ تم
میں سے پسند کرتا ہے کہ ہر روز بطحان کی طرف جاتے۔ یا عقیق کی طرف اور وہاں سے دو موٹی بڑی کوہان والی اونٹنیاں بغیر کسی گناہ اور
قطع رحمی کے لئے آئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اسے اللہ کے رسول ہم میں سے ہر ایک یہ پسند کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پس کیوں نہیں جلداً کوئی
تم میں سے پس سکھلائے یا سیکھ آئے۔ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ اور تین اس کے لئے تین
سے بہتر ہیں۔ اور چار جہاد سے بہتر ہیں۔ اور ان کے برابر اونٹوں کی گنتی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے
گھر آئے۔ تو اس میں تین بڑی موٹی اور جسیم اونٹنیاں اپنے گھر میں پائے۔ ہم نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا۔ تین آیتیں جو کوئی تم میں سے اپنی نماز

القبیحہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۲ مقتطف کو تمام نیکیوں کا ثواب اس حدیث کو بہت ہی بھی روایت کیا ہے۔ سندھی نے کہا ہے کہ اس کی سند
ابھی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقاد والا جو نیکیاں نہیں کر سکتا مثلاً بیہار پر کسی کے لیے نہیں جاسکتا یا جنازہ میں شامل نہیں ہو سکتا تو ان نیکیوں
کا اس کو اجر ملے گا ۱۲۔

۱۳۔ قرآن سیکھنے کا مطلب کیا ہے اس حدیث کو احمد مسلم اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے
مطلب یہ ہے کہ قرآن کو ابھی طرح سیکھ اس کے معانی اور الفاظ اور مفہوم اور مطلب سب ذہن نشین کرے ۱۳۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲)
۱۴۔ قرآن کی ایک آیت بھی دنیا سے قیمتی ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کو ابن ماجہ نے بھی
روایت کیا ہے۔ بطحان اور عقیق مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر اونٹوں کی خرید و فروخت کی دو مشٹیاں تھیں۔ عربوں کو چونکہ اونٹ بہت
پیارا تھا اس لیے مثال میں اسی کا ذکر کیا اور نہ ایک آیت کی قیمت اگر سارا جہان بھی ہو تو وہ تھوڑا ہے۔ ان حدیثوں میں قرآن سیکھنے کی تعظیم
فرمائی ہے ۱۴۔

صَلَوْتِهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلْقَاتٍ عِظَاوِ سَمَانَ رَدَاةً مُسَلِّمًا - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ الشَّفَقَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ بِهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَأْنٌ لَهُ أَجْرَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۵۴۴- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحْسَدُ الْأَعْمَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُقْرَأُ بِهِ إِنَّهُ اللَّيْلُ وَإِنَّهُ النَّهَارُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَا فُحُو يُنْفِقُ مِنْهُ نَاءَ اللَّيْلِ وَإِنَّهُ النَّهَارُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۵۴۵- وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ لَلَّذِي

میں پڑھے تو وہ اس کے لئے بہتر ہیں تین بڑی موٹی حسیم اونٹنیوں سے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کا ماہر قیامت کے دن بزرگ نیک لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن پڑھنے سے ہٹے گا اڑا جاتا ہے، اور وہ اس پر دشوار ہو جاتا ہے۔ تو اس کو دو گنا اجر ملتا ہے۔ متفق علیہ

۵۴۴- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے حسد اگر دو آدمیوں پر ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو وہ قرآن کو نمازیں دن رات پڑھتا ہو۔ اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دے رکھا ہو۔ اور وہ اس سے دن رات خرچ کرتا ہو۔ متفق علیہ۔

۵۴۵- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مثال اس مؤمن کی جو قرآن پڑھتا ہے

لہ ماہر قرآن کا کیا درجہ ہے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی مختلف الفاظ اور طرق سے روایت کیا ہے۔ ماہر قرآن کے اجر اور مرتبہ کا تو کہنا ہی کیا ہے وہ تو اعلیٰ درجہ کے فرشتوں کے برابر ہے اور باہر سے مراد وہ آدمی ہے جو قرآن مجید کے اسرار و معانی سے بخوبی واقف ہو اور جو آدمی اڑا کر قرآن پڑھتا ہو تو اس کو دو گنا اجر ہے ایک قرآن پڑھنے کا اور دوسرا شفقت اٹھانے کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو ماہر قرآن سے بھی دو گنا اجر ملتا ہے ۱۱

۱۱۔ دو آدمی قابل رشک ہیں اس حدیث کو نسائی ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہاں حسد سے مراد غیظ ہے حسد یہ ہے کہ آدمی کسی کے پاس کوئی نعمت آتی دیکھ کر غل جلاٹے اور خواہش کرے کہ اس کے پاس یہ چیز نہ رہے یہ حرام اور گناہ ہے اور غیظ یہ ہے کہ آدمی کسی کے پاس کوئی نعمت آتی دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اے الہی نعمت مجھ کو بھی عطا فرما اور یہ جائز ہے جسے عام طور پر رشک کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ان دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے اور ان جیسا بننے کی کوشش کرنا چاہئے ۱۲

يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلَ الْأُرْتَجِزِ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمِثْلَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلَ
الثَّمَرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا خُلُوٌّ وَمِثْلَ الْمَنَاقِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمِثْلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَ
طَعْمُهَا مَرٌّ وَمِثْلَ الْمَنَاقِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمِثْلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مَرٌّ وَمِثْلَ الْمَنَاقِقِ
الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلَ الذَّرْبَعَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبَةٌ وَطَعْمُهَا مَرٌّ

۵۷۶۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ
أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمین کی طرح ہے۔ اسکی خوشبو بھی اچھی ہے۔ اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے۔ اور مثال اس مومن کی جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی طرح ہے۔
کہ اس میں خوشبو تو کوئی نہیں۔ لیکن مزہ میٹھا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندراشن (مذہ) کے پھل کی مثال ہے کہ اس
میں خوشبو بھی نہیں۔ اور مزہ بھی کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ نیاز بو کی مثال ہے۔ اس کی خوشبو تو اچھی ہے۔ لیکن
مزہ کڑوا ہے۔ متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مومن جو قرآن پڑھتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی مثال ترجمین کی سی ہے
اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی مثال کھجور جیسی ہے۔

۵۷۶ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کتب کے ساتھ کچھ قوموں کو
بلند کرے گا۔ اور کچھ لوگوں کو اس کے سبب سے نیچے گرا دے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

لہ قرآن پڑھنے والوں کی مثال اس حدیث کو احمد اور صحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ مومن کی دو صفیں ہیں کہ وہ قرآن
پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ عمل سے باطن درست ہوتا ہے جس کو اچھا مزہ کہا ہے اور پڑھنے سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اس
کو خوشبو سے تعبیر کیا ہے اور جو مومن قرآن پر عمل کرتا ہے اور پڑھ نہیں سکتا اس کی مثال کھجور سے دی ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن
خوشبو کوئی نہیں اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال اس پھول کی سی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہو لیکن مزہ کڑوا ہو اور جو منافق
قرآن بھی نہیں پڑھتا اور اس پر عمل بھی نہیں کرتا اس کی مثال اندراشن کے پھل کی سی ہے کہ اس کا مزہ بھی انتہا درجہ کڑوا ہے اور
خوشبو بھی بالکل نہیں ہے ۱۲۔

اعمال قرآن بلند مقام پر پہنچے گا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ جو لوگ اس قرآن مجید پر عمل کریں گے ان کو خداوند تعالیٰ نہایت بلند مقامات پر پہنچا دیں گے اور جو لوگ اس پر عمل نہیں
کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دیں گے ۱۳۔

۵۷۷۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ السَّيِّدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيَّمَاهُ لِقَرَأِ الْقُرْآنِ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ
فَرَسًا فَمَا لَوْ طَأَّ عِنْدَكَ الْإِجَالِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَاءَتْ فَسَكَتَتْ فَسَكَتَتْ ثُمَّ نَزَّ الْجَالِ
الْفَرَسُ فَأَنْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَاشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ وَلَمَّا أَخْرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِنَّا
مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيهَا امْتِثَالُ الْمَصَابِيحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَفَرَأَى يَا ابْنَ حُضَيْرٍ
أَفَرَأَى ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَايَحِي كَأَنْ مِنْهَا قَرِيبًا فَأَنْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِي
إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا امْتِثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا
قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَّتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَا صَبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لِاتِّوَالِي مِنْهُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
وَاللَّفْظُ لِلخُدْرِيِّ وَبِئْسَ مُسَلِّمٌ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ بَدَلٌ فَخَرَجْتُ عَلَى صَيْغَةِ الْمُتَكَلِّمِ۔

۵۷۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ وہ رات کو سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے اور آپ
کا گھوڑا بھی آپ کے پاس بندھا تھا۔ بالباب گھوڑا اچھلنے لگا۔ اسے خاموش ہو گئے۔ تو وہ بھی ٹھہر گیا۔ اس نے پھر پڑھا۔ تو پھر وہ اچھلا۔ تو پھر وہ
خاموش ہو گئے۔ تو وہ بھی ٹھہر گیا۔ اسے پھر پڑھا۔ پھر اسے پڑھنا چھوڑ کر دیا۔ کیونکہ اس کا بیٹا سبھی گھوڑے کے قریب ہی سوا
ہوا تھا۔ اسے ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی دولتی اسکو جا لے۔ پھر جب اسکو دور سر کا دیا۔ تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ تو ساتباں کی طرح کی
کوئی چیز تھی۔ اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی تھی۔ جب صبح ہوئی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ابی
حضیر پڑھ۔ اے ابن حضیر پڑھ۔ اسید نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں ڈر گیا۔ کہ گھوڑا سبھی کو نہ لٹا ڈرے اور وہ گھوڑے سے قریب ہی
تھامیں اسکی طرف چر گیا۔ اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ تو ساتباں کوئی چیز ساتباں کی طرح تھی۔ اس میں چراغوں جیسی روشنی ہو رہی
تھی۔ میں باہر نکلا۔ تو پھر وہ روشنی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو جانتا ہے کہ وہ کیا تھا۔ اسید نے کہا۔ میں آپ نے فرمایا
یہ فرشتے تھے۔ تیری آواز کے قریب ہوئے تھے۔ اور اگر تو پڑھنا نہ بنا۔ تو لوگ ان کو دیکھتے۔ ان میں سے کوئی بھی نہ چھینتا۔ متفق علیہ اور یہ الفاظ
بخاری کے ہیں۔ اور مسلم میں ہے کہ وہ فضا میں پڑھ گئے فرجبت صبیغہ متکلم کے بدل

۱۔ مباح کی مشغولیت بھی حارج ہوتی ہے، اس حدیث کو حاکم اور ضائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے اسید بن حضیر
کی مشغولیت اور سورہ بقرہ کی فضیلت اور رات کی نماز میں خشوع کی برکت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ دنیا کی مباح چیزوں
میں مشغول ہونے سے بھی بعض دفعہ بہت سی بھلائی فوٹ ہو جاتی ہے۔ غور کرنا سچا ہے کہ اگر کسی غیر مباح چیز میں آدمی مشغول ہو
جائے تو کتنا نقصان ہوتا ہوگا ۱۲۔

۵۷۸. وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ إِلَى جَانِبِ حِصَانٍ فَرُوَطٌ بِشَظَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ لَجَعَلَتْ تَدُلُّهُ وَتَدُلُّهُ وَجَعَلَ فَرَسًا يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ الشَّيْئَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۵۷۹. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ رَاجِعُهُ ثُمَّ آتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي قَالِ الْمُرْقِيلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَاللَّوَسُورِ إِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَعْلَمَكُمْ اعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَا تَخَذُ بِيَدِكَ فَلَمَّا

۵۷۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا۔ اور اس کے ایک طرف گھوڑا بچھاڑیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اسکو ایک بادل نے گھاپ لیا۔ وہ بادل قریب ہوتا گیا قریب ہوتا گیا۔ اور وہ گھوڑا بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا۔ یہ سکینت تھی۔ جو قرآن پڑھنے سے اتری۔ متفق علیہ۔

۵۷۹۔ ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ میں نے پکڑ کر چلا آیا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (راستے دیر ہوئی) آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کا کہا مانو۔ جس وقت کہ وہ تم کو بلا لیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو قرآن کی سب سے بڑی سورت زسکلاؤں۔ اس سے پہلے کہ تو مسجد سے نکلے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ

۱۔ سورہ کہف کی فضیلت۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ سکینت کا معنی ہے خاطر جمعی۔ تکین قلب اور رحمت آہنی۔ ان دونوں حدیثوں سے سورہ بقرہ اور سورہ کہف کی بہت فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ کہف کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ جو آدمی ہر جمعہ کو سورہ کہف کی تلاوت کرے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ دجال کا فتنہ دنیاوی مال و دولت ظاہری دجاہت و حشمت دنیا کی عیش و عشرت ہوگا اور اس سورہ کو ان چیزوں کی محبت دل سے زائل کرنے میں عجب تاثیر حاصل ہے۔ اس سورت کے مضامین سے آخرت کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اس سورت میں حاصل ہوتا ہے کہ آدمی کا ایمان قرآن مجید پر بختم ہوا اور اس کے معانی کو جانتا ہو ورنہ مقصود حاصل ہونا مشکل ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید سننے کے لیے فرشتے آتے ہیں اگرچہ وہ لوگوں کو نظر نہیں آتے اور گھوڑا اس لیے بدکنے لگا کہ اس پر فرشتوں کا ڈر اور ہدایت چھا گئی تھی حضرت براء نے اس حدیث میں اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ لیکن گمان غالب یہی ہے کہ یہ واقعہ خود اپنی کے ساتھ پیش آیا ہو ۱۲

أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلُوبَ يَارَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۵۸۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوا أَبْوَابَكُمْ مَقَابِرَ ابْنِ الشَّيْطَانِ يَفْرُدُّ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يَقْرَأُ فِيهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۵۸۱. وَعَنْ أَبِي أَمَانَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اقْرَأُوا الْقُرْآنَ فَإِنِّي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِاصْحَابِهِ اقْرَأُوا الزَّهْرَ أَوْ بِنِ الْبَقَرَةِ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا نَائِبَانِ يَوْمَ

رسول آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی سب سے بڑی سونے سکھلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ رب العالمین ہی سب سے بڑی ہے۔ یہ قرآن پاک ہے جو میں دیا گیا ہوں، اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں نہ بنا دو یقیناً شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ جس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ فرماتے تھے قرآن پڑھو کہ وہ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں کا سفارشی بن کر آئے گا وہ روشن قلوب کو پڑھا کر وہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو وہ دونوں قیامت کے

سورہ قرآن کی سب سے سورہ سورہ فاتحہ اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا رسول کسی آدمی کو آواز دے تو اس کو فوری طور پر حاضر ہو جانا چاہئے اور اگر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے نماز توڑ دینا چاہئے خواہ وہ نماز فرض ہی کیوں نہ ہو۔ حاضر کی کے بعد پھر نماز پڑھنا چاہئے اور ماں باپ کے بلانے پر نفل نماز کو توڑ دینا چاہئے تاکہ انھیں انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اور اس کی شہادت جبریل کا واقعہ ہے جو صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتبہ کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت سورہ فاتحہ ہے اگرچہ الفاظ کے لحاظ سے بہت سی سورتیں اس سے بڑی ہیں۔ سورہ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس لیے ہے کہ اس سورہ کو بار بار نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے اور قرآن عظیم اس کا نام اس لیے ہے کہ سارے قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ اس سورت میں دیا گیا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ کی صفات اور اسکی حمد و ثنا قیامت کا قائم ہونا اور اس دن تمام اختیارات خدا تعالیٰ کے پاس ہونا۔ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اسی سے مدد مانگنا اور صراط مستقیم کی جستجو اور گمراہی اور غیب الہی سے بچنے کی آرزو وغیرہ اور قرآن کے ہی مضامین ہیں۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ گھوس میں ذکر الہی عبادت اور تلاوت قرآن مجید نہ ہوتی ہو وہ قدر کی طرح بے آباد ہے۔ ۱۲۔

الْقِيَمَةِ كَانَهُمَا عَمَامَتَانِ أَوْ غِيَابَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرِ صَوَاتٍ مُتَحَابَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا أَفْوَاؤُهُمَا سَوْرَةُ
الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخَذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرَكَهَا لَحْسَرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيعُ الْبَطْلَةُ رَوَاةٌ مُسْلِمٌ.

۵۸۲ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُؤْتَى بِالْقُرْآنِ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ وَأَهْلِيهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ تَقْدَمُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَاللُّغَمَانُ كَانَهُمَا عَمَامَتَانِ أَوْ ظَلَمَتَانِ
سَوَادَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقِيٌّ أَوْ كَانَهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرِ صَوَاتٍ مُتَحَابَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا رَوَاةٌ مُسْلِمٌ.

۵۸۳ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا النَّذْرِ لَأَنْتَ رَأَى أُمَّيَّيْنِ

دن اٹیں گی۔ گویا کہ وہ دو بڑے بھارے بادل ہیں۔ یا دو بہت بڑے سایہ کرنے والے ہیں۔ یا دونوں صف باندھے ہوئے پرندوں کے ڈار
ہیں۔ اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارش کریں گی۔ سورہ بقرہ پڑھا کرو کہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے۔ اور اس کا پھیر دینا حسرت ہے
اور باطل مذہب والے اس کو یاد نہیں رکھ سکتے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۲۔ نواس بن سمعان نے کہا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ قیامت کے دن قرآن کو اور اسپر
عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا۔ سورہ بقرہ اور آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی۔ گویا کہ وہ دو بادل ہیں۔ یا سیاہ رنگ کے دو
ساٹیان ہیں۔ کہ ان میں سے روشنی چمکتی ہے۔ یا وہ صف باندھے ہوئے پرندوں کی دو قاریں ہیں۔ اپنے یاد کرنے والوں کی طرف سے
جھگڑا کریں گی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوالنذر کیا جانتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی

۱۔ سورہ بقرہ کا ایک خاصہ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کا
جو قیامت کے دن دو بڑے بادلوں کی طرح آئے گا یا پھر بہت بڑے نیچے کی طرح۔ یا دل تو ایک علاقہ پر اپنا سایہ کر لیتا ہے اور بڑا
خیر صرف مالک ہی کو نہیں بلکہ اس کے سارے خاندان پر سایہ کر دیتا ہے اسی طرح ان کا اثر صرف پڑھنے والے ہی پر نہیں بلکہ اسکے
خاندان پر بھی ہوگا اور بعض مخلص آدمیوں کی قزاقوں کا اثر پورے علاقہ پر ہوگا اور یہ خاصہ بھی سورہ بقرہ میں ہے کہ اس کو باطل
مذہب والے یاد نہیں رکھ سکتے۔ ۱۲۔

۲۔ سورہ بقرہ اور آل عمران تو نہیں اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ جس طرح بادلوں سے بجلی چمک کر روشنی کر دیتی ہے اسی طرح سورہ بقرہ اور آل عمران اپنے پڑھنے والوں کو روشنی جیسا کہ روشنی
اور اپنے پڑھنے والے کی سفارش جیسی پروردگار کی گئی یہاں تک کہ ان کو بخشائیں گی۔ ۱۲۔

مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ يَا أَبَا النَّذْرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَعَكَ أَعْظَمُ قُلْتُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قَالَ فَضْرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا أَبَا النَّذْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۸۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَنَا ابْتُ جَعَلُ يَحْتَمُونَ الطَّعَامَ فَأَخَذْنَا وَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي مُحْتَاَجٌ وَعَلَى عِيَالٍ وَإِلَى حَاجَةٍ شَدِيدَةٍ قَالَ فَخَلَيْتُ عِنْدَهُ فَاصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

کتاب میں سے قہار سے پاس کو کسی بڑی آیت ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانے۔ آپ نے فرمایا۔ اے ابوالنذر کیا تو جانتا ہے۔ کہ کوئی آیت تیرے پاس بہت بڑی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ لا الہ الا ہوا الحی القیوم (یعنی آیت الکرسی) ابی نے کہا کہ آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ اے ابوالنذر تجھے کو علم مبارک ہو، اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صنفہ قطر کا غلہ میرے سپرد کیا۔ رات کو ایک آدمی آیا اسنے غلہ سے لپٹیں بھرنی شروع کی ہیں نے اسکو کچھ لیا۔ اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ کہنے لگا۔ میں محتاج آدمی ہوں۔ اور میرا مال بچنا ہے اور مجھے ضرورت بھی شدید ہے۔ ابو ہریرہ نے کہا۔ کہ میں نے اسکو چھوڑ دیا۔

۱۷ آیت الکرسی قرآن کی سب سے بڑی آیت اس حدیث کو الوداؤ و نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور ابن ابی شیبہ نے اسکو مسلم ہی کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ قیامت کے دن اس کی زبان بھی ہوگی اور ہونٹ بھی ہوں گے یہ آیت اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرنے گی۔ ابوالنذر حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علم کی تعریف فرمائی کہ تیرے علم نے تیری صحیح رہنمائی کی ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت سورہ بقرہ کی اِذَا تَدَا بَيْنَكُمْ وَالِی آیت ہے اور مضمون کے لحاظ سے آیت الکرسی قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت اور ثنا اور توحید بیان کی گئی ہے اس لیے یہ آیت بڑی آیت ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ سب سے بڑے ہیں اور جس آیت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہوگی وہ آیت بھی بلاشبہ سب سے بڑی

آیت ہوگی ۱۲۔
۱۸ کئی صحابہ کو یہ واقعہ پیش آیا۔ اس حدیث کو نسائی نے جوہر اللیلۃ میں اور اسمعیلی نے اپنی مستخرج میں اور ابونعیم نے بھی بیان کیا ہے اور بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ معاذ بن جبل کو بھی پیش آیا اور اس واقعہ کو طبرانی اور ربیعانی نے بیان کیا ہے اور اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ابی بن کعب کو بھی پیش آیا اس کو نسائی اور ابن جان نے (باقی صفحہ آئندہ)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَاهُ يَرْفَعُ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَاحًا شَدِيدًا وَعَيْلًا
فَرِحْتُمْ فَنَحَلْتُمْ سَبِيلًا قَالَ أَمَا إِنَّكَ تَذَكَّرُكَ وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُمْ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ سَيَعُودُ فَرِصَتَانِ نَجَاءٌ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتَهُ فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي لِحُتَّاجٌ وَعَلَى عَيْلٍ لَأَعُودُ فَرِحْتُمْ فَنَحَلْتُمْ
سَبِيلًا فَاصْبِرْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَاهُ يَرْفَعُ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
شَكَاحًا شَدِيدًا وَعَيْلًا فَرِحْتُمْ فَنَحَلْتُمْ سَبِيلًا فَقَالَ أَمَا إِنَّكَ تَذَكَّرُكَ وَسَيَعُودُ

جب میں صبح کو آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول
اس نے شدید حاجت اور عیالداری کی شکایت کی تھی مجھ کو اس پر رحم آیا۔ تو میں نے اسکو چھوڑ دیا آپ نے فرمایا۔ وہ تجھ سے چھوٹ
بول گیا ہے۔ اور وہ پھر بھی آئے گا۔ تو جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے معلوم ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا۔ تو میں نے اس کی
نگرانی کی۔ وہ آیا۔ اور قلعہ سے پسین بھرتے لگا۔ میں نے اسکو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ آج تو میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں لے جاؤں گا کہنے لگا۔ مجھے چھوڑ دے۔ میں حاجت مند آدمی ہوں۔ اور بال بچہ زیادہ ہے۔ اب میں نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر پھر تڑپ
آئی۔ اور میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ میں جب صبح آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا۔ اے ابو ہریرہ تیرے قیدی نے کیا کیا۔ میں
نے کہا اے اللہ کے رسول اس نے شدید حاجت اور عیالداری کا شکایت کی۔ مجھے اس پر ترس آیا۔ تو میں نے اسکو چھوڑ دیا۔ آپ نے
فرمایا۔ وہ تجھ سے چھوٹ بول گیا ہے۔ اور پھر بھی آئے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے معلوم کر لیا۔ کہ وہ پھر بھی آئے

(تفسیر حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بیان کیا ہے اور ابواسید انصاری کو بھی ایک دفعہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کو ظہیرانی نے روایت کیا ہے اور زید بن ثابت
کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کو ابن ابی الدنیانے روایت کیا ہے اور ایسا ہی ایک واقعہ ابو ایوب انصاری کو بھی پیش آیا
اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ مختلف صحابہ کو مختلف اوقات میں ایسے واقعات پیش آئے۔ شیطان صدقہ فطر کے دلنے
اور قلعہ کیوں جانے آیا؟ اسے اس کی کیا ضرورت تھی؟ ویسے شیطان کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ ہرہ دہ
پر چوری کی تہمت لگے اور اس کا لائقہ کٹے اور شیطان کی ابن آدم سے دشمنی پوری ہو ۱۲۔

(حاشیہ منقطعہ صفحہ ہذا)

۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بذریعہ وحی معلوم ہوئی کہ آپ قیب نہیں جانتے تھے ۱۲۔

..... فَوَصَّيْتُ الْفَجَاءَ لِيُحْتَمُوا مِنَ الطَّعَامِ فَاخَذُوا
 قَلْبًا لَّارْفَعْتِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا الْخَبْرُ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَدْعُمُ لَا تَعُودُ
 ثُمَّ تَعُودُ قَالَ دَعْنِي أَعْلَمْتُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَقْرَأِ آيَةَ الْكُرْسِيِّ اللَّهُ لَا
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظًا وَلَا يَفْرُبُكَ شَيْطَانٌ
 حَتَّى تُصْبِحَ تُخَلِّتُ سَبِيلًا فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ
 قُلْتُ زَعَمْتُ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا قَالَ أَمَا إِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ وَتَعْلَمُ مَنْ يُخَاطَبُ
 مُنْذُ ثَلَاثِ كَيَالٍ قُلْتُ لَأَقَالَ ذَلِكَ شَيْطَانٌ زَوَّاهُ الْبَخَّارِيَّ.

گاہیں نے اسکی نگرانی کی وہ آیا اور غلہ کی پیمیں بھرنے لگا۔ میں نے اسکو پکڑ لیا۔ میں نے کہا، آج تو میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ اور تین مرتبہ سے آخری بار ہے۔ تو ہر روز کہہ جاتا ہے کہ نہیں اُسے گا۔ اور پھر آجاتا ہے کہنے لگا۔ مجھ کو چھوڑ
 دے۔ میں تجھ کو کچھ ایسے کلمے سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کے ساتھ نفع دے گا۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹے۔ تو آیت الکرسی اللہ لا
 الہ الا ہوا الحی القیوم آخر تک پڑھ لیا کرتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک حفاظت کرنے والا رہے گا۔ اور صبح تک شیطان تیرے قریب
 نہ رہائے گا۔ میں نے اسکو چھوڑ دیا جب میں نے صبح کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے کہا۔ اسنے
 کہا۔ کہ وہ مجھ کو کچھ ایسے کلمے سکھائے گا۔ جن سے مجھ اللہ تعالیٰ نفع دے گا۔ آپ نے فرمایا تھا تو وہ بڑا جھوٹا لیکن یہ تجھ سے سچ کہہ گیا ہے
 اور کیا تجھ معلوم ہے کہ تین راتوں سے تو کس سے باتیں کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ اسکو بخاری نے
 روایت ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت یعنی آیت الکرسی کی فضیلت کے متعلق جو کچھ اس نے کہا ہے وہ صحیح ہے دوسری
 حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آدنی رات کو سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرے تو اس رات میں اس کے گھرنے تو چوری ہوگی
 اور نہ اس کے مکان کو آگ لگے گی اور اس کے علاوہ اس کے ارد گرد کے دس مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی اور یہ جو کہا ہے کہ کعبہ
 پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا رہے گا اس سے مراد فرشتہ ہے جو ہر طرح کی تکلیف سے اس کی حفاظت کرے
 گا۔ حضرت معاذ بن جبل کی حدیث میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آکر اس واقعہ کی اطلاع دی کہ آج رات ابوہریرہ سے اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے لہذا ابوہریرہ پر کسی قسم کا شک و شبہ نہ کیا
 جائے کیونکہ وہ غفلت سے مسلمان ہے حیانت کار نہیں ہے۔ ۱۲۔

۵۸۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ هَذَا آيَاتُ مِنَ السَّمَاءِ فَتَمَّ لِيَوْمَ لَمْ يَفْتَمَّ قَطْرًا إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هَذَا مَلِكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطْرًا إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ الْبَشَرُ يُنَزِّلُ آيَاتِيهِمَا لَمْ يُوْتُهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتَّخَذَ الْكِتَابَ وَخَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيَ رِزْقًا مُسَلِّمًا -

۵۸۶ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِنْتَانِ مِنَ آيَةِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

۵۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ اس وقت کہ جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے تھے جبرائیل نے اپنے اوپر بڑا سخت آواز سنا۔ اسے اپنا سراٹھایا۔ اور کہا آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ اترا۔ تو جبرائیل نے کہا۔ یہ وہ فرشتہ ہے جو زمین پر آج سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ اس نے آکر سلام کہا۔ اور کہا۔ آپ دو لوگوں کی خوشخبری کا حامل کریں۔ جو آپ کو دینے گئے ہیں۔ اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں آپ کو جو بحرف ان میں سے پڑھیں گے۔ آپ کو وہ دیا جائے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۶۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو

لہ قرآن مجید کے دو خاص نورا۔ اس حدیث کو نسائی اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری مسلم کی شرط پر ہے اس حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ان کو وہ وہ انعامات عطا فرمائے گئے جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے تھے اور سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان کو ایک علیحدہ فرشتے کو آیا اور ایک ایسے دروازے سے اترا جو کبھی کسی وحی کے لیے نہیں کھلا تھا اور جو فرمایا کہ آپ ان میں سے جو بھی حوت پڑھیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعائیں ان میں بیان کی گئی ہیں وہ مانگنے والے کے حق میں قبول ہوں گی مثلاً جب وہ پڑھے گا کہ جھ کو سیدھے راستہ پر چلا تو اللہ تعالیٰ اس کو سیدھے راستہ پر چلا پیش گئے اور جب کہے گا کہ مجھے گمراہوں اور مغضوب علیہم کی راہ سے بچا تو واقعی اس کو یہود و نصاریٰ کی روش سے محفوظ رکھا جائے گا اور سورہ بقرہ کا آخری من الرسول سے لے کر آخر تک ہے یعنی پچھلی دو آیتیں ان میں بھی دعائیں ہیں مثلاً وہ کہے گا کہ اگر میں بھول جاؤں یا غلطی سے کچھ کہ کر دوں تو اس پر مواظف نہ کرنا تو واقعی اللہ تعالیٰ اس پر مواظفہ نہ کریں گے۔ اور پھر کہیں گے کہ ہم پر پہلی امتوں کی طرح یا ناقابل برداشت ہو جائے تو یقیناً اس سے ایسا ہی معاملہ ہو گا علی ہذا القیاس آخر سورہ تک اور جو الفاظ ان میں سے دعا کے نہیں ہیں ان کا اجر اس کو دیا جائے گا یعنی ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ۱۲۔

مَنْ قَرَأَ بِهِنَّ فِي لَيْلَةٍ كَفْتَا لَا مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ

۵۸۷ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنَ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۸۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْعِزُّ أَحَدَكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ قَالُوا كَيْفَ يَقْرَأُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُعَدِّلُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

پڑھے گا۔ نووہ دونوں اس کو کافی ہوں گی۔ تحقق علیہ۔

۵۸۷ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۵۸۸ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عجزاً نہایت ہے کہ تم میں سے ایک رات میں تیسرا حصہ قرآن مجید پڑھے کہنے لگے تیسرا حصہ کوئی کس طرح پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا قل هو اللہ احد تیسرا حصہ قرآن کے برابر ہے اس کو مسلم نے روایت کیا اور بخاری نے اسکو ابو سعید سے روایت کیا۔

۱۷ **اخلاص سورہ بقرہ کافی ہیں۔** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کافی ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ شیطان سے اس کو بچائیں گی کہ وہ اس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس رات اٹھ کر تہجد نہ پڑھ سکیں گا تو یہ دو دنوں اس کے لیے تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی ۱۷

۱۸ **سورہ کہف کیوں دجال سے بچائیں گی** اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ایک حدیث میں پہلے تین آیتیں بھی آئی ہیں اور ایک حدیث میں سورہ کہف کا آخر بھی آیا ہے۔ ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں میں بے ثباتی دنیا و آخرت کی بنیاداری اور فضیلت مذکور ہے تو چونکہ دجال کا فتنہ دنیاوی جاہ و جلال اور مال و دولت سے بھرپور ہو گا تو جو لوگ دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں وہ تو اس کے دام فریب میں آجائیں گے اور جن کی نگاہوں میں دنیا کی بے ثباتی بس جکی ہوگی وہ اس کے فتنے میں کبھی بھی مبتلا نہ ہوں گے ۱۸۔

۱۹ **سورہ اخلاص قرآن کا تیسرا حصہ ہے** اس حدیث کو نسائی نے بھی علی الیوم واللیلہ میں روایت کیا ہے اور ابو سعید کی روایت کو مالک۔ ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں تین طرح کے اصولی مضامین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم۔ عبرت اور امثال کا علم۔ یعنی گزشتہ لوگوں کے حالات و واقعات اور ان کا انجام اور اور آخرت و فیروز (باقی صفحہ ۳۵۴)

۵۸۹ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَلًّا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ الرَّحْمَةَ فِي صَلَاتِهِمْ نِيحْتُمْ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُّوا لِي شَيْئًا يَصْنَعُ ذَلِكَ فَسَالُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَإِنَّا أَحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ هَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُونِي أَنَّ اللَّهَ يُجِبُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۹۰ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ جَلًّا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قَالَ إِنَّ جُبُلَكَ آيَاهُ أَدْخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعَاهُ.

۵۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ اس کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا۔ تو قرأت کو قتل ہوا اللہ احد پر نغمہ کرتا۔ پھر جب وہ واپس آئے۔ تو انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا۔ اس لئے کہ وہ رحمن کی صفت ہے۔ اور میں اسکو پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسکو جا کر بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ بھی اسکو پسند کرتے ہیں متفق علیہ ہے۔

۵۹۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں اس سورۃ قُلْ ہوا اللہ احد کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری اس سورۃ سے محبت تجھ کو جنت میں داخل کر دے گی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کاظم تو سورہ اخلاص میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق پورے معلومات دیئے گئے ہیں اس لیے یہ چھوٹی سی سورۃ مغمون کے لحاظ سے قرآن مجید کا نیلر حصہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے پڑھنے کا اجر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دس پاروں کی تبادلت کے برابر دیدیں۔ ۱۲

(حاشیہ مطلقہ صفحہ ہذا)

۱۵ سورہ اخلاص کے خدا کی محبت ملتی ہے اس حدیث کو سنائی نے بھی روایت کیا ہے۔ چونکہ وہ آدمی سورۃ قُلْ ہوا اللہ احد سے محبت رکھتا تھا اس لیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ بھی یقیناً اس سے محبت رکھتے ہیں قرأت کو اس سورت پر نغمہ کرنے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص صرف یہی سورت نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا تھا اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے کوئی اور سورت پڑھ لیتے پھر آخر میں سورۃ قُلْ ہوا اللہ احد پڑھتے تھے ۱۲۔

۱۶ اس حدیث کو نزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث میں بھی سورۃ قُلْ ہوا اللہ احد کی فضیلت بیان کی ہے کہ اس سے محبت جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ ۱۲۔

۵۹۱- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَثَرَاتُ أَنْزَلَتْ اللَّيْلَةَ لَمْ يَرِ مِثْلَهُنَّ قَطُّ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۵۹۲- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أُوْحِيَ إِلَىٰ فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفِيَّةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا نَفْرًا فَيُهْمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَسْحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَىٰ رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ لَمَرَاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَنَدُ كَرْحَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۵۹۱- حضرت عقیب بن عایشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے وہ آیتیں نہیں دیکھیں جن کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ اس کو مسلمانوں نے روایت کیا۔

۵۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو لیٹ کر سوتے پڑھتے تھے تو اپنی دونوں ہاتھیلیوں کو جمع کر لیتے پھر ان میں بھونک مارتے پھر ان دونوں میں پڑھتے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پھر اپنے ہاتھوں کو جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم پر پھیرنے اپنے سر اور چہرے سے شروع کرتے اور اپنے سامنے کے جسم سے آپ اس طرح تین مرتبہ کرتے متفق علیہ اور ابن مسعود کی حدیث لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ ہم ان شاء اللہ باب المعراج میں بیان کریں

لہ آنحضرت پر جادو کیا گیا تھا۔ اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے

ان دونوں سورتوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں صرف استعاذہ ہے اور استعاذہ بھی خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات سے ہے یہ دونوں سورتیں جادو کا اثر نازل کرنے اور مہینتوں سے بچانے کے لیے بے نظیر ہیں ان کی مثال اور کوئی آیت نہیں ہے خدا تعالیٰ نے یہ سورتیں اس وقت نازل فرمائی جبکہ لیلید بن حاصم یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا اور آپ کی طبیعت اس سے متاثر ہونے لگی اس کی کیفیت یہ تھی کہ ایک کنگھی لے کر دھاگے پر گیارہ گہریں لگا کر اس کنگھی کے دندانوں میں لیسے لہجا دیا۔ پھر کھور کے درخت سے پھل کا غلاف لے کر کنگھی کو اس میں رکھ دیا اور دیر دھاگہ لپیٹ کر اس کو ذرا ان نامی کنویں میں پھینک دیا اللہ تعالیٰ نے ان دو سورتوں میں گیارہ آیتیں نازل فرمائیں انکے پڑھنے سے وہ گیارہ گہریں کھل گئیں اور اس کے جادو کا اثر جاتا رہا ۱۲۔

لہ سوتے وقت کی دعا

اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آپ انھوں میں بھونک پہلے مارتے اور بعد معوذتین اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے تاکہ جادو گروں کے ہتیر کے مشابہ نہ ہو کہ وہ پہلے پڑھتے ہیں اور بعد میں بھونکتے ہیں اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے پڑھتے ہوں اور بعد میں ہی بھونکوں اور اسکو ذکر بعد میں کیا گیا ہو جیسے کہ قرآن مجید کی یہ آیت کہ جب آپ قرآن پڑھ لیں تو شیطان سے پناہ مانگیں حالانکہ مطلب یہ ہے کہ جب پڑھنے لگو تو شیطان سے پناہ مانگیں

وَسَلَّمَ فِي بَابِ الْعَوَارِجِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

الفصل الثاني

۵۹۳ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ نَحَتَّ الْعَرْشُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْآنَ يُجَازِمُ الْعِبَادَةَ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَالْآيَاتُ وَالرِّحْمُ تُنَادِي الْأَمْنَ وَصَلَّى اللَّهُ وَمَنْ تَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ نَادَانِي تَمْرِحُ السَّنَةَ

۵۹۴ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اقْرَأْ وَأَرْتِي وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تَرْتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَ الْخِيَرَةِ تَقْرَأُهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

گے

فصل دوم

۵۹۳ - حضرت عبد الرحمن بن عوف بنی عوف بنی عبد العلیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے روز عرش کے سامنے گئے۔

یہ بچے ہوں گی۔ قرآن یہ بندوں کی طرف سے جھگڑے گا۔ اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور امانت اور رحم آواز دے گا۔ خبردار جس نے مجھ کو ملایا۔ اسکو اللہ ملانے گا۔ اور جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا۔ اللہ اس سے قطع تعلق کرے گا۔ اسکو شرح السنۃ میں روایت کیا۔

۵۹۴ - عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن واسلے کو کہا جائے گا کہ پڑھتا تھا اور پڑھتا تھا۔

اور آہستہ آہستہ پڑھے۔ جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا۔ تیری منزل وہیں ہے جہاں تجھے آخری آیت کی قرأت پہنچا دے۔ اسکو احمد

ترمذی۔ ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۷ قرآن اور امانت شفاعت کہیں گے یہ حدیث سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن

کا ایک تو ظاہر ہے۔ جو بغیر کسی سوچ اور پکار کے سمجھ میں آجائے اور ایک باطن ہے اور وہ اسرار و معانی میں جو غور و فکر سے حاصل ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن جس طرح قرآن اپنے بڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا اور ان کی طرف سے جھگڑا لگایا اسی طرح امانت بھی امانت دار کی شفاعت کرے گی۔ ۱۷

۱۷ حافظ قرآن کا درجہ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اس حدیث سے قرآن کے حافظوں کا درجہ ملاحظہ کرنا چاہئے کہ وہ جنت کے آخری اور سب سے بلند درجہ میں ہونگے کیونکہ جن کو حضور قرآن یاد ہوگا وہ نیچے رہے گا اور جس کو سارا قرآن یاد ہوگا وہ سب سے بلند مرتبہ ہوگا۔ ۱۷

وَالْوِدَادِ وَالنَّسَائِي -

۵۹۵ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدُّنْيَا لَيْسَ فِي جَوْفِ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْحَرَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَ أَرْمِي وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

۵۹۶ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَن ذِكْرِي وَتَسَلَّلَتْ أَعْيُنُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ عَلَيَّ سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَيَّ خَلْقِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَ أَرْمِي وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ

۵۹۵ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس سے کچھ بھی قرآن نہیں ہے۔ وہ بے آباد گھر کی طرح ہے۔ اسکو ترمذی اور داری نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

۵۹۶ - ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے روک رکھا میں اس کو سوال کرنے والے سے بہتر ہوں گا اور اللہ تعالیٰ کلام کی بزرگی دوسری کلاموں پر اس طرح ہے جیسے کائنات کو اس کی دوسری مخلوق پر اس کو ترمذی، دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن فریب ہے۔

۱۰ بے قرآن دل غیر آباد مکان ہے اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو کچھ قرآن یاد ہو یا سارا یاد ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو اور عمل بھی کرتا ہو تو اس کا باطن نور ایمان سے آباد ہے اور جس کا قرآن پھل اور قیہن نہ ہو وہ بے آباد اور اندھیرے گھر کی طرح ہے ۱۲۔

۱۱ قرآن مجید کے معجزے - اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہے اور دعائیں کرنے کے لیے اس کے پاس وقت نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں سے بہتر انعام عطا فرمائیں گے جن کو دعائیں کرنے کے باعث کچھ ٹٹے گا اور انشکی کلام کی بزرگی کسی طرح سے ہے۔ الفاظ کی بندش اور نظم کلام کے لحاظ سے بھی قرآن مجید معجزہ ہے اور اسرار و معانی کے لحاظ سے بھی یہ ناسید اکتا سمندر ہے۔ اور تو انین و ضوابط کے اعتبار سے بیکتا دے مثال ہے۔ تزکیہ نفس میں اس کی تاثیر عجیب شے ہے۔ کلام کی حلاوت و مٹھاس دیکھو کہ طبیعت میں اس سے عجیب سرور پیدا ہوتا ہے۔ جو امع الکلم ہونے میں لاتانی ہے۔ اور ہر ت و آخر آفرینی اس کی روح ہے۔ نظم کلام کی سادگی اور روانی عجیب بہار دکھاتی ہے۔ یاد کرنے اور اسے پڑھنے میں حلاوت و نفاذ لے دہ سہولت و آسانی رکھی ہے کہ اور کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مقابلہ کرنے سے بڑے بڑے فصیح ادیبلیغ تھلیل اور شاعر عاجز آگئے اور راج تک قرآن کے اس چیلنج کو قبول نہ کیا کہ اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ ۱۲۔

التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۵۹۷ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ الْف حَرْفٌ وَلَا م حَرْفٌ وَمِمَّنْ قَرَأَهُ وَكَأَنَّ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَ لِرِجُلٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا

۵۹۸ وَعَنِ الْحَارِثِ الْأَنْهَوْرِيِّ قَالَ فَهِرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَذَا النَّاسِ يَخُوضُونَ فِي الْأَحَادِيثِ فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَخَبَّرْتُهُ فَقَالَ أَوْ قَدْ فَعَلَوْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمَا لِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

۵۹۷ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیک نئی اور بچی دس گنا پڑھے گی میں نہیں کہتا کہ آتھہ ایک حرف ہے بلکہ الف حرف ہے اور لام حرف ہے اور م حرف ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن و غریب ہے

۵۹۸ اسے سنا اور نے کہا کہ میں مسجد میں سے گذرنا تو کچھ لوگ بے فائدہ باتوں میں مشغول تھے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کیا ہے میں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ۔

۱۰ تلاوت قرآن کا مقصد کیا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور حاکم نے مستدرک میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حروف سے مراد حروف مجاہس اور ہر ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہ ثواب بلاشبہ ملے گا لیکن اصل مقصد اس کتاب کے صرف الفاظ پڑھنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصد الفاظ پڑھنے کے ساتھ مضامین و معانی پر غور کرنا اور اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی لئے محاشا تلاوت پر پابندی لگا دی ہے۔ آپ نے یہ لیدر فرمایا کہ آدمی سات دن میں قرآن مجید ختم کرے اور تیسرے روز سے پہلے ختم کرنے کو حکم روک دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت تلاوت کی وجہ سے آدمی کا ذہن ٹھک جاتا ہے اور سوچنے سمجھنے کی قوت جواب دے جاتی ہے اور تلاوت کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ آج کل ہماری ریاضتیں کی انتہا ہے کہ ہم نے یہ کچھ لیا ہے کہ جب قرآن مجید کے الفاظ پڑھ لیں گے تو صرف اتنے ہی سے قرآن کی تلاوت کا حق ادا ہو گیا۔ اب ہم یہ ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کہ اس کا ترجمہ اور یہ معلوم کریں کہ خالق کائنات نے ہمیں اس میں کیا بدایا فرمائی ہیں۔ قرآن مجید ایک نسخہ مشظہ ہے اب ظاہر ہے کہ جب تک اس کے مطابق عمل نہ کریں گے تب تک شفا نہ ہوگی۔ نسخہ کے الفاظ اور کاغذ شفا نہیں دیتے اس پر عمل کرنے سے شفا حاصل ہوتی ہے ۱۲۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْإِنهَاسْتَكُونُ نِتْنَةً قُلْتُ مَا أَخْرَجَ مِنْهَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ
 نَبَأُ مَا تَبَدَّلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعَدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفُضْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَوَكَّلَ مِنْ جَبَابِ قَوْمِهِ
 اللَّهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى نِي غَيْرِ أَضَلُّ اللَّهُ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ الْكَلِيمُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْعَلِيمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ
 الْمُسْتَقِيمُ هُوَ الَّذِي لَا تَرِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَمِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلُقُ
 عَنْ كَثْرَةِ الرَّيِّ وَلَا يَنْقُضِي عَجَابُهُ هُوَ الَّذِي كَرَّمَتْهُ الْجِنَّ إِذَا سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا
 عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرَّشْدِ فَا مَنَابِهِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ
 وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هَدَى إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثِ

فرماتے تھے میرے بعد عنقریب نفع پیدا ہو جائیگا گے میں نے عرض کیا ان سے نکلنے کی کیا صورت ہے تو فرمایا اللہ کی کتاب اس میں تم سے پہلے کی خبریں
 اور تمہارے بعد کے حالات ہیں اور تمہارے مقدموں کا فیصلہ ہے اور یہ فیصلہ کن حقیقت ہے یہود و باطن نہیں ہے جو آدمی تمہاری راہ سے اس کو چھوڑے
 گا اللہ تعالیٰ اس کو توڑے گا۔ اور جو اس کے سوا کسی اور چیز سے ہدایت ڈھونڈے گا اسکو اللہ گمراہ کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی غضبناک ہے۔ اور وہ حکمت
 والا ذکر ہے۔ اور وہی سیدھا راستہ ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ میں تمہاری ہر بات میں اس کی پیروی سے خواہشیں اور نہیں ہوتیں۔ اس کے ساتھ کتابیں اور
 اس سے علاحدہ میر نہیں ہوتے۔ اور دنیاوی حکمرانوں سے یہ کتاب پرانی نہیں ہوتی۔ اور اس کے عجائب تم نہیں ہوتے۔ اور یہ وہی کتاب ہے کہ میں کو سکرین نامی
 ذرہ کے۔ اور بے اختیار کہہ لیتے تھے عجیب قرآن ہے۔ جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ میں نے اس کے ساتھ کہا۔ اس نے
 پہنچا کہا۔ اور میں نے اس پر عمل کیا۔ وہ اجر دیا جائے گا۔ اور میں نے اس کے ساتھ حکم کیا۔ اس نے انصاف کیا۔ اور میں نے اس کی طرف بلایا۔ وہ سیدھا
 رستے کی طرف ہدایت دیا گیا۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ اسکا سند جھول ہے۔ اور اس کے راوی حدیث میں گھٹو ہے۔

لہ قرآن سب سے جامع کتاب ہے عمارت کو ابن مدینی اور شعبی نے کذاب کہا ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ عمارت حضرت
 علی سے جو روایت بھی بیان کرے وہ غلط ہے اور طبرانی نے اس کو معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عمرو بن واقد
 متروک ہے۔ پہلوں کی خبروں سے مراد گدڑی ہوئی امتوں کے حالات ہیں اور آئندہ کو جو واقعات دنیا یا آخرت یا عالم برزخ میں
 پیش آئے وہ ہیں ان کی نشاندہی کی ہے اور دنیا میں زندگی گزارنے کا لائحہ عمل بھی ہے جو آدمی قرآن مجید کو تکبر کی وجہ سے چھوڑ دے
 خواہ اس کی ایک آیت ہی چھوڑ دے وہ کافر ہے اور اگر اس پر ایمان پورا ہو لیکن سستی کی وجہ سے اس کی تلاوت سے فراموش ہو گیا
 آدمی گنہگار نہیں ہے لیکن بہر حال فضیلت سے محروم ہے۔ جنوں کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ہجرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطن
 نخل میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن مجید سن لیا اور وہ مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے اپنی قوم سے بھی
 جا کر کہا تو کئی بن ان میں سے بھی مسلمان ہو گئے اس کا ذکر خود قرآن مجید میں موجود ہے ۱۲ -

إِسْنَادُهُ جَاهِلٌ وَفِي الْحَارِثِ مَقَالٌ -

۵۹۹ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أَيْسَرَ وَالِدَاتَهُ تَلْجَأْنَ لِمِ الْبَيْتِ صَنْوَةً أَحْسَنُ مِنْ صَنْوَةِ الشَّمْسِ فِي بَيوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنَنْتُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا آوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُودَازْدُ -

۶۰۰ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ جَعَلَ الْقُرْآنُ فِي إِبْطِ ثَمَّ الْقَتِي فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ دَوَاهُ الدَّارِئِيِّ

۵۹۹ - معاذ بن جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا۔ جس نے قرآن پڑھا۔ اور اس کے مطابق عمل بھی کیا۔ تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ کہ اس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی ہونگی جب کہ تمہارے گھروں کے اندر ہو۔ پھر تمہارا اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے۔ جس نے اسپر عمل کیا۔ اسکو احمد اور البودازد نے روایت کیا۔

۶۰۰ - عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ اگر قرآن کو کسی چمچے میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے تو نہ جلے گا اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۱۰ خاتمہ خراب ہو جائے تو نیکی برباد ہوگی اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث سے حافظ کے درجہ کا اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ کیا سمجھ ہوگا جب کہ صفت اس کی وجہ سے اس کے مانباپ کے سر پر ایسا نوزاری تاج رکھا جائے گا کہ جس کی جگہ دمک کے سامنے سورج بے حقیقت ہوگا۔ لیکن یہ سب باتیں اس شرط سے مشروط ہیں کہ حافظ کے مانباپ کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو اور حافظ اپنی زندگی میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہا ہو اور اس پر اس کا ایمان اور عمل بھی ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو کیونکہ تمام بھلائیوں خوبیاں اور نیکیاں ایمان کے ساتھ مشروط ہیں اور اگر ایمان صحیح نہ ہو تو کوئی بھی نیکی قبول نہیں ہوتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور اگر نیکی کرتے وقت تو مومن ہو اور بعد میں ایمان سے خارج ہو جائے یا مرتے وقت خاتمہ خراب ہو جائے تو ساری زندگی کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں پھر خواہ وہ خود حافظ ہو یا اس کی اولاد حافظ ہو سب کچھ فاسخ ہو جائے گا ۱۲۔

۱۱ قرآن مجید کا ایک عجیب معجزہ اس حدیث کو احمد۔ بیہقی۔ ابویعلیٰ اور طبرانی نے کبیر میں اور ہواف نے خود شرح السنۃ میں بھی روایت کیا ہے۔ ایک ایسا ہی واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا تھا کہ سارے مکان کو آگ نے جلا کر خاک بنا کر دیا لیکن قرآن مجید محفوظ رہا اور یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی جس کے اندر قرآن ہوگا اس کو آگ نہیں لگے گی اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ قرآن مجید کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ اور عذاب الہی سے بچائے پھر خود آگ کیسے کھا سکتی ہے ۱۳

۶۰۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظَّهَرَهُ فَاحْلَحَ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَشَفَعَهُ فِي عَشِيرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهُمْ قَدْ وَجِبَتْ لَهُ النَّارُ وَإِذَا أَحْصَدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ بَاجَةَ وَالِدُ أَرْبَعِي وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ عَرَبِيٌّ وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّاهِزِيُّ لَيْسَ بِإِسْنَادٍ يَضَعُفُ فِي الْحَدِيثِ.

۶۰۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَبِيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أَنْزَلْتُ فِي التَّوْرَةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزَّبُورِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا وَإِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الثَّلَاثِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ

۶۰۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے قرآن پڑھا، پھر اسکو یاد کیا۔ اس کے حلال کو حلال سمجھا، اور اس کے حرام کو حرام جانے۔ اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس کے گھروالوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق آپ کی سفارش قبول فرمائے گا۔ جن پر کافر واجب ہو چکی ہوگی۔ اسکو احمد ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث مزید ہے۔ اور حفص بن سلیمان راوی قوی نہیں ہے۔ بلکہ وہ حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے۔

۶۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو فرمایا: تو نماز میں کس طرح پڑھتا ہے۔ تو ابی نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تو بیت ماجیل، زبور اور خود قرآن مجید میں بھی اس کی مثل کوئی سورۃ نہیں ملے گی۔ اور یہ سب مثنیٰ ہے۔ اور یہی قرآن عظیم ہے جو کہ میں دیا گیا ہوں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

لہ ہمیشہ کا جہنی مشرک اور منافق ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو مزید کہنے کے بعد یہ بھی کہا ہے کہ اس کی ہی ایک سند ہے اس کی اور سند کوئی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا آدمی ابتداء ہی سے جنت میں جلا جائے گا اور اس کے اقربا کے مشفق ہو فرمایا کہ ان کے لیے آگ واجب ہو بھی ہوگی کہ وہ آگ میں داخل ہونے کے لائق ہوں گے نہ یہ کہ وہ آگ میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہوں گے۔

۱۲۔ سورۃ فاتحہ کے نام۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے اور حاکم نے اس کو مستدرک میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ سبع مثنیٰ کا معنی ہے سات آئینیں بار بار پڑھی جائے والی یہ سورۃ فاتحہ کا نام ہے چونکہ اس کی سات آئینیں ہیں اور نماز کی ہر رکعت میں یہ پڑھی جاتی ہے اس لیے اس کا نام خدا تعالیٰ نے سبع مثنیٰ رکھا اور قرآن عظیم بھی اس سورت کا نام ہے چونکہ سارے قرآن مجید کے مضامین کا خلاصہ الحمد میں دے دیا گیا ہے اس لیے اس کو ام القرآن (قرآن مجید کی بنیاد) اور قرآن عظیم کہا گیا ہے۔

اللَّهِ اَعْطَيْتُ رَوَاةَ التِّرْمِذِيِّ وَرَوَى النَّبِيُّ مِنْ قَوْلِهِ مَا اَنْزَلْتُ وَلَمْ يَدِكُمْ ابْنُ كَعْبٍ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ فِي هَذَا لِحَدِيثٍ حَسَنٍ صَحِيحٍ۔

۶۰۶۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلَمُوا الْقُرْآنَ اِنْ فَاتَكُمْ فَاَنْزَلْتُمْ فَاَنْزَلْتُمْ فَاَنْزَلْتُمْ فَاَنْزَلْتُمْ فَاَنْزَلْتُمْ فَاَنْزَلْتُمْ
تَعْلَمُوا نَقْرًا فِقَامًا بِمِثْلِ جِبَابٍ تَحْشُوْهُ مِسْكَ تَفُوْحُ رِيْحًا كُلِّ مَكَانٍ وَمِثْلُ مَنْ تَعَلَّمَ فَرَقْدًا وَهُوَ فَرَقْدٌ
كُنْثَى جِبَابٍ اَوْ كَى عَلَى مِسْكِ رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَلْجَةَ۔

۶۰۷۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ خَمْرًا تَوَمَّنَ اِلَى اِيْدِهِ الْمَصِيْرُ وَآيَةٌ
الْكُرْسِيِّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفْظُهُ بِمَسَاحَتِي يُسْبِي وَمَنْ قَرَأَ اِيْمَانًا حِيْنَ يُسْبِي حُفْظُهُ بِمَسَاحَتِي يُصْبِحُ رَوَاةُ

کیا۔ اور دارمی نے انزلت تک روایت کی ہے۔ اور اس میں ابی بن کعب کا ذکر نہیں ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۶۰۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن سیکھو اور اسکو پڑھو۔ کہ یقیناً اس آدمی کی مثال ہے
جو قرآن سیکھے پھر پڑھے اور اس کے ساتھ قیام کرے۔ ایک قبیلے کی مثال ہے جس میں کستوری بھری ہوئی ہو۔ ہر جگہ اس کی خوشبو بھیلی ہے
اور اس آدمی کی مثال جس نے اسکو سیکھا پھر سو رہا۔ اور قرآن اس کے پیٹ میں ہے جیسے کہ قبیلے میں کستوری بھری ہو اس کا منہ بند کر دیا
گیا ہو۔ اسکو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۶۰۷۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح کے وقت حکم کو من ایہ المصیر تک اور آیتہ الکرسی پڑھے
تو وہ شام تک ان کے سبب سے ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ اور جو ان کو شام کے وقت پڑھے گا وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ اسکو ترمذی

۱۔ قرآن یاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ اس حدیث کو ابن جبران نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو
حسن فریب کہا ہے۔ قرآن مجید کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے اور علمائے اس کے یاد کرنے کو نفل نماز پڑھنے سے افضل قرار دیا ہے اور جتنا
قرآن نمازیں پڑھتا ضروری ہے وہ فرض میں ہے اور سو رہنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے غفلت کی اور اس کی تلاوت میں مشغول
نہ ہو تو اس کی مثال اس کستوری کی طرح ہے جس کو کسی جو راب میں ڈال کر ادا پر سے اس کا منہ بند کر دیا جائے ۱۳

۲۔ آیتہ الکرسی اور سورہ سجدہ کی فضیلت اسکی سند میں عبدالرحمن بن ابی بکر بن ابی میکہ ہے ترمذی نے کہا اسکے حافظہ
کے متعلق بعض محدثین نے اعتراض کیے ہیں اور علامہ مغزی نے اس کو ضعیف کہا ہے مطلب یہ ہے کہ آیتہ الکرسی اور سورہ سجدہ کی
ان آیتوں کی رکعت سے آدمی آفات اور مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے اس لیے کہ ان آیات میں خدا تعالیٰ کے بڑائی اور اپنی عاجزی
کا اقرار ہے تو گویا ایک رنگ میں آدمی اللہ تعالیٰ کی امداد کی درخواست کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے صحن طلب کو جانتے ہیں
اور اس کی درخواست کو قبول کرتے ہیں اور اس کو تمام آفتوں سے بچا لیتے ہیں ۱۳

التِّرْمِذِيُّ وَالِدَ الدَّارِمِيِّ وَالتِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدٌ مِنْكَ غَرِيبٌ

۶۰۵ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ كِتَابًا تَقْبَلُ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْفَنَى عَلَيْهِمْ أَنْزَلَ مِنْهُ آيَاتٍ خَتَمَ بِهِنَّ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَالْقُرْآنَ فِي دَائِرَتِكَ لِكَيْ يَبْقُرَ بِهَا الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَ الدَّارِمِيِّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدٌ مِنْكَ غَرِيبٌ -

۶۰۶ وَعَنْ أَبِي الدُّدْوَيْقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ الْكِتَابِ عَصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ مِنْكَ حَسَنٌ وَصَحِيحٌ -

۶۰۷ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يُسِّسُ وَمَنْ قَرَأَ لَيْسَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ لِقَمًا لِقَمًا قَرَأَتْ الْقُرْآنَ عَشْرًا قَرَأَتْ الْقُرْآنَ عَشْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالِدَ الدَّارِمِيِّ وَقَالَ

نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰۵ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کی دو آیتوں کے ساتھ سورۃ البقرہ کو ختم کیا گیا ہے۔ یہ آیتیں جس گھر میں تین رات پڑھی جائیں۔ شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں آتا۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰۶ حضرت ابو الدود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سورہ کہف کی پہلی تین آیتیں پڑھے۔ وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن و صحیح ہے۔

۶۰۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے۔ اور قرآن کا دل یہ ہے اور جو شخص لیس پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسکو اسکے پڑھنے کے سبب سے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا اجر دے گا۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۷ اس کو ابو داؤد اور نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور ابن جبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو مسلم کی شرط پر بتایا ہے۔ اس حدیث سے سورہ بقرہ کی آخری آیتوں کی فضیلت ثابت ہوئی یعنی آمن الرسول سے لے کر آخر تک ۱۷۔

۱۸ اس کے متعلق فصل اول میں بیان ہو چکا ہے ۱۸۔

۱۹ سورہ لیس قرآن کا دل ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن و غریب ہے۔ لیس اس لیے قرآن کا دل ہے کہ اس میں قیامت کے احوال و احوال کو ایسے انکار سے بیان کیا گیا ہے کہ دلوں پر اثر کرتا ہے اور اس میں ایمان کی فضیلت ایک مومن کا واقعہ بیان کر کے ذہن نشین کرانی گئی ہے اور یہی قرآن کریم کی غرض و غایت ہے ۱۹۔

التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

۶۰۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَرَأَ طُورًا وَلَيْسَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْفِي عَالِمٍ فَلَمَّا سَمِعَتْ لِلدَّلَائِكِ الْقُرْآنَ قَالَتْ طُورِي لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هَذَا عَلَيْهَا وَطُورِي لِجَوَانٍ تَحْمِلُ هَذَا أَطْوَبِي لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهَذَا رِوَاةُ الدَّارِمِيِّ۔

۶۰۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْحَمْدَ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةٍ أَصْبَحَ لِسْتِغْفَرٍ لَسَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعُمَرُ بْنُ أَبِي خَتْمَةَ الرَّادِي ضَعِيفٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي الْبُخَارِيُّ هُوَ مِنْكُمْ الْحَدِيثُ۔

کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۶۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طہ اور یس کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے پڑھا۔ جب فرشتوں نے قرآن سنا۔ تو کہنے لگے مبارک ہے وہ امت جس پر یہ قرآن اترا ہے۔ اور مبارک ہے۔ وہ بیٹا جو اس کو اپنے اندر اظہار میں لگے۔ اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو اسکے ساتھ بولیں گی۔ اسکو

۶۰۹۔ اور ابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی رات کو سورہ حمد آفاق پڑھے۔ تو وہ اس حال میں صبح کو تازہ ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور عمرون ابی ختمہ راوی ضعیف ہے۔ اور محمد یعنی امام رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔

۱۱۔ قرآن کے حافظ مبارک ہیں۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن ابی حاتم۔ عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں۔ ابن عدی۔ ابن مردودہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ عقیلی نے کہا اسکی سند میں ابراہیم بن ہاجر بن مسعود منکر الحدیث ہے اور ابن جوزی نے تو موضوعات میں اسکو ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو حکم دیا کہ باقی فرشتوں پر ان کو پڑھیں تاکہ فرشتوں پر قرآن کی بزرگی ظاہر ہو سو جب انہوں نے ان دونوں سورتوں کو سنا تو بے اختیار پکاراٹھے مبارک ہیں وہ زبانیں جو ان کی تلاوت کیا کریں گی اور مبارک ہیں وہ بیٹ جن میں قرآن ہوگا یعنی جو لوگ قرآن پاک کے حافظ ہوں گے۔ ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اگلی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ ابن جوزی نے تو ان کو موضوعات میں بیان کیا ہے اور علامہ سیوطی نے اس پر تعقب کیا ہے۔ لیکن سیوطی کا تعقب بھی تعقب کے قابل ہے۔ ۱۴۔

۶۱۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَمْرَ الدَّخَانِ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَ لَهُ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَهَشَاةُ الْوَالِقِدَامِ الرَّائِي يُضَعْفُ -

۶۱۱ وَعَنِ الْعَرِيَّاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُفْرَأُ السَّبْحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرُودَ يَقُولُ إِنَّ فِيهِمْ آيَةً خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُؤَدَاؤُةُ وَرِوَاةُ الدَّارِمِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ كُنْ سَلَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ -

۶۱۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ سُورَةَ فِي الْقُرْآنِ تَلْتُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَآيَةُ أَحْمَدَ التِّرْمِذِيِّ وَالْبُؤَدَاؤُةُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَلْجَةَ

۶۱۰ - اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی جمعرات کو سورۃ حم دھان پڑھے گا۔ اسکو بخش دیا جائے گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور ہشام ابوالقدام راوی ضعیف ہے۔

۶۱۱ - عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مستحبات پڑھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیت سے بہتر ہے۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور دارمی نے اسکو خالد بن معدان سے مرسل روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۶۱۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن میں ایک سورۃ ہے۔ جس کی تیس آیتیں ہیں وہ اتنی دیر تک شفاعت کرے گی۔ کہ جب نکاس کے پڑھنے والے کو بخش دیا جائے۔ اور وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ اسکو احمد ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابویا ہریرہ نے روایت کیا۔

۱۱ ایک آیت جو ہزار آیت سے بہتر ہے اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مستحبات وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء یُسْرٌ یُسْرٌ سے ہوتی ہے۔ ان سورتوں میں جو آیت ہزار آیت سے بھی زیادہ بہتر ہے وہ ابن کثیر کے قول کے مطابق سورہ حدید کی یہ آیت ہے هُوَ الَّذِي وَالْاِخْرَادُ الطَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ يُجَلِّي لِي عَلِيمٌ ۱۲۔

۱۲ سورہ ملک کی فضیلت اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو نسائی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں اور ابن جان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر غور سے اس سورت کو پڑھا جائے تو اس سے ایمان کی ترقیب اور اعمال صالحہ کا شوق پیدا ہوتا ہے جو آخرت میں عذابِ الہی سے نجات کا سبب ہوگا اور قبر میں اور میدانِ محشر میں یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی ۱۲۔

۶۱۳ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِيَابَهُ عَلَى قَبْرِ هُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرُ قَاذِئَةِ السَّانِ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتَّى خَتَمَهَا ذَاتِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُجْعِلُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ رَوْاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۶۱۴ وَعَنْ جَابِرِ ابْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ الْمُرْتَزِلَ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَكَذَلِكَ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ فِي الْمَصَابِيحِ غَرِيبٌ.

۶۱۳- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض نے ایک قبر پر اپنا خیر لگایا۔ اور اسے معلوم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ تو ناگہاں اس میں ایک آدمی سورۃ تبارک الذی بیوہ الملک پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے تمام سورۃ ختم کی۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اپکو خبر دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ سورۃ عذاب کو روکنے والی ہے۔ یہ پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۱۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم الم مرتزل اور تبارک الذی بیوہ الملک پڑھ کر سویا کرتے تھے۔ اسکو احمد دارمی اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اسی طرح شرح السنۃ میں بھی ہے۔ اور مصابیح میں ہے کہ یہ غریب ہے۔

۱۷ سورۃ ملک عذاب قبر سے بچاؤ کی یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے ضعیف ہے اس صحابی نے جانتے ہوئے اس کو قبر والے سے سنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ سورت قبر میں اپنے پڑھنے والے کے اوپر بھجا جائے گی اور جس طرح مرنے اپنے بچوں کو پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے اسی طرح یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اپنے پروں کے نیچے چھپالے گی اور قبر میں عذاب دینے والے فرشتوں سے بھگڑے گی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ کر چلے جائیں گے ۱۷۔

۱۸ مشکوٰۃ کے نسخہ میں بھی لکھا ہے کہ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے حالانکہ ترمذی میں اس کی تحسین یا تصحیح کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ امام ترمذی کا کلام اس کو مزید دلائل کرتا ہے کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور حاکم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ سورہ سجدہ اور سورہ ملک رات کو پڑھ کر سونا چاہئے اور کان لا یتناثر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے ۱۸۔

۶۱۵ وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ وَالنَّسَبِيِّ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْآنِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تَعْدِلُ رُبْعَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۱۶. وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ قَرَاتٍ أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَقَرَأْتُكَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ وَكَلَّمَ اللَّهُ بِمِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيَّ حَتَّى يُسَبِّحُوا وَإِنْ مَاتَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا أَوْ مَنْ قَالَهَا حِينَ يُسَبِّحُ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدٌ مِنْ غَرِيبٍ.

۶۱۵۔ حضرت ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذ انزلت نصف قرآن کے برابر ہے۔ اول قل هو اللہ احد قرآن کے تیسرا حصہ کے برابر ہے۔ اور قل یا ایہا الکفرین جو حقانی حصہ قرآن کے برابر ہے۔ اسکو ترمذی نے روا کیا۔

۶۱۶۔ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو وہی صبح کے وقت تین مرتبہ کہے۔ اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم اور اس کے بعد سورہ شجرہ کی آخری تین آیتیں پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتے ہیں جو شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔ اور اگر اس دن میں مر جائے تو شہید مرے گا۔ اور جو اسے شام کے وقت کہے گا۔ تو وہ بھی اسی مرتبہ میں ہوگا۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۲۔ کچھ سورتوں کے فضائل
اس حدیث کو حاکم نے بھی بیان بن مغیرہ سے روایت کیا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بیان کے علاوہ اور کسی طریق سے مروی نہیں ہے اور بیان ضعیف ہے اور اس کو بھیقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید کے مضامین کی تقسیم کئی طرح پر ہے ایک تقسیم ابتدا اور متناہ یعنی دنیا اور آخرت کے لحاظ سے ہے اور اذ انزلت میں آخرت کا مضمون اچھی طرح بیان کیا ہے اس حساب سے یہ آدھا قرآن ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات، امثال و غیر اور احکام کے لحاظ سے ایک دوسری تقسیم ہے اس لحاظ سے سورہ اخلاص، قرآن کا تیسرا حصہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے متعلق خوب بیان کیا گیا ہے اور ایک لحاظ تو جید رسالت، احکام اور قصص کے اعتبار سے سورہ کافرون قرآن کا چوتھا حصہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان کے پڑھنے سے نصف۔ نہائی اور جو حقانی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو احمد طبرانی نے کبیر میں اور ابن سنی اور بھیقی نے بھی روایت کیا ہے۔ آخر سورہ حشر هو اللہ الذی لا الہ الاہو سے لے کر آخر تک ہے۔ اس کے پنے فرشتے دفع شر اور طلب خیر کی دعا کرتے ہیں ۱۳

۶۱۷ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ قُرْآنٍ قُلِّهُ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا فَمِي غَنَّةٍ ذُنُوبٍ خَمْسِينَ سَنَةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

الدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَتِهِ خَمْسِينَ قُرْآنًا وَلَمْ يَذْكُرْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.

۶۱۸ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَزِمَ إِذَا نَامَ عَلَى فِرَاشِهِ فَنَامَ عَلَى يَمِينِهِ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ قُرْآنٍ قُلِّهُ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ لَكَ الرَّبُّ يَا عَبْدِي أَدْخُلْ عَلَى يَمِينِكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

۶۱۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلِّهُ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا فَقَالَ

۶۱۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جو آدمی ہر روز سو مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھا کرے۔ تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ مگر یہ کہ اسپر قرضہ ہو۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور دارمی کی روایت میں پچاس مرتبہ کا ذکر آیا ہے۔ اور اس میں یہ نہیں ہے کہ گمیریہ کہ اسپر قرضہ ہو۔

۶۱۸ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے۔ وہ اپنی دائیں جانب لیٹے۔ اور سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسکو کہیں گے۔ اے میرے بندے اپنی دائیں جانب جنت میں داخل ہو جا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۶۱۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھتے

۱۵ اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے اور اس کی سند میں حاتم بن میمون کلابی بہت ہی کمزور راوی ہے۔ ابن حبان نے کہا اس حدیث سے سند نہیں لینی چاہئے بلکہ ابن جوزی نے تو اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن سیوطی نے اس پر تفسیر کیا ہے بہر حال یہ حدیث بہت ہی ضعیف ہے ۱۲۔

۱۶ دائیں جانب کی جنت افضل ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے ترمذی کے تبصرہ میں حسن غریب کے الفاظ کہہ دیے ہیں حالانکہ ترمذی نے اس کو حسن نہیں کہا صرف غریب کہا ہے اور اس کی سند میں بھی وہی حاتم بن میمون ہے اور اس کی سند بھی ضعیفہ اسی حال کی ہے جس حال کی اوپر کی سند ہے۔ بہر حال اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے دروازہ کے دائیں جانب کے عمل اور قصور بائیں جانب سے افضل اور اعلیٰ ہوں گے۔ ویسے جنت ساری کی ساری بائیں جانب ہی ہے کہ جنت میں ایک کونڈے کی جگہ ساری دنیا سے بہتر ہے اللهم ارزقنا الجنة واخذنا من عذابك ۱۳۔

وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ لَجَنَةٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.
 ۶۲۰ وَعَنْ فُرْوَةَ بْنِ زُوَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي شَيْئًا أَقُولُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى بَيْتِي
 فَقَالَ أَقْرَأْ لِي يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ فَأَتَاهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشَّرِّ لَوْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُؤَدُ وَالِدُ الدَّارِمِيُّ.
 ۶۲۱ وَعَنْ عُقَبَةَ بْنِ عَالِمٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَ
 الْأَبْوَادِ غَشِيَتْ نَارِيهِمْ وَظَلَمَتْ شَدِيدًا يَدَّ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْعُودُ بِأَعْوُدٍ
 يَرِيْتُ الْفَلَكِ وَأَعْوُدُ يَرِيْتُ النَّاسِ وَيَقُولُ يَا عُقَبَةُ تَعَوَّذْ هَهُنَا تَعَوَّذْ هَهُنَا تَعَوَّذْ بِمَثَلِهَا رَوَاهُ الْبُؤَادُ
 ۶۲۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبَيْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِي لَيْلَةٍ مَطْرًا وَظَلَمَتْ شَدِيدًا تَطْلُبُ رَسُولَ اللَّهِ

ہوتے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کے لئے واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا۔ کیا واجب ہو گئی۔ آپ نے فرمایا جنت ہے۔ اس کو مالک تمہاری
 اور نسائی نے روایت کیا۔

۶۲۰۔ زوہ بن زویل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھ کوئی ایسی چیز سکھلاؤ۔ کہ جب
 میں بستر پر لیٹوں۔ تو اس کو پڑھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا قل یا ایہا الکفرؤن پڑھا کر۔ کہ وہ شرک سے برأت کا اعلان ہے۔ اس کو ترمذی
 ابو داؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۶۲۱۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ اس وقت کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ اور ابواء کے درمیان سفر
 کر رہا تھا۔ تو ہمیں ایک تند ہوا اور گہرے اندھیرے نے ڈھانپ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل اعوذ برب العلق اور قل
 اعوذ برب الناس پڑھ کر خدا کی پناہ لینے لگے۔ اور فرماتے۔ اے عقبہ ان کے ساتھ پناہ ڈھونڈو۔ ان جیسی پناہ کسی ڈھونڈنے والے
 نے نہیں پائی۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۶۲۲۔ حضرت عبداللہ بن حبیب نے کہا۔ کہ ہم بارش والی اور شدید لیل اندھیرے والی رات میں باہر نکلے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سے اس حدیث کو نساؤ نے علی ایوم و لیلہ میں اور صاحب کے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اسکی سند صحیح ہے جوادی سورۃ اخلاص کے
 معنی کو سمجھتا ہو اور اس پر ایمان رکھتا ہو اس کے لینے واقعی جنت واجب ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کو جنت میں داخل کرے خواہ ابتدا
 ہی سے باہر اعمال کی کچھ سزا دینے کے بعد ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو ابن جان اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو پڑھ کر سونے گا تو شرک سے پاک مان
 ہو کر سونے گا اور اگر مرنے سے پہلے گا تو جہنم پر مرے گا ۱۴۔
 (باقی بر صفحہ آئندہ)

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْرَكْنَا فَقَالَ تَلَّ قُلْتُ مَا قَوْلُ قَالَ تَلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْعِزُّ ذَوِي الْقُرْبَىٰ
 نُصَبِيهِمْ وَجِئِن مَّسَّتْ فَلَمَّ أَتَّكَفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُدَاوُدُ وَالنَّسَائِيُّ
 ۶۲۳ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ رَسُولَ اللَّهِ أَقْرَأُ سُورَةَ هُودٍ أَوْ سُورَةَ يُوسُفَ قَالَ لَنْ
 تَهْرَأَ شَيْئًا أَبْلَغَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ قُلِّ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَكَانَ دَارِيُّ
 الْفَضْلُ الثَّلَاثُ

۶۲۴ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَبُوا الْقُرْآنَ وَأَتَّبِعُوا غُرَابِيَّةَ
 وَغُرَابِيَّةَ فَزَالَتْ وَحُدُودُهَا

و سلم کو تلاش کرنا چاہتے تھے۔ سوہ نے آپ کو پایا۔ تو آپ نے فرمایا کہہ میں نے عرض کیا کیا کہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ قل ہوا اللہ
 احد اور معوذتین صح اور شام اگر تین بار پڑھ لیا کرے تو تجھ پر جہیز سے کفایت کریں گی۔ اسکو ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا
 ۶۲۳ عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول رکیا میں سودہ ہو یا سودہ یوسف پڑھ
 لیا کروں؟ آپ نے فرمایا قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ اللہ کے نزدیک بلیغ چیز کوئی نہیں پڑھ سکے گا۔ اسکو احمد نسائی ابوداؤد
 نے روایت کیا۔

فصل سوم

۶۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کے معنی بیان کیا کرو۔ اور اس کے غزاق
 کی پیروی کرو۔ اور اس کے غزاق اس کے فرض اور اس کی حد ہیں۔

(تفسیر صفحہ گذشتہ) ۱۷ اس حدیث کو نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مجھ اور ابوداؤد مقام میں مکر اور دین کے درمیان
 آفات اور مصائب کے دور کرنے میں ان سے بڑھ کر اور کوئی تعویذ افضل نہیں ہے۔ باقی لمبید بن حاکم یوسف کے آنحضرت پر جہاد
 کرنے کا واقعہ پہلے گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں سے آپ کو شفا بخشی تھی ۱۷۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۷ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں سورتیں ہر آفت اور بلا کو دفع کرنے کے لیے کافی ہیں ۱۷۔
 ۱۸ معوذتین بہترین تعویذ ہیں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے
 سائل کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے کے لیے کیا میں ان سورتوں کو پڑھ لیا کروں کیونکہ ان میں سے سودہ ہود میں مومنین کی
 نجات اور خلاصی کا نام مذکور ہے اور سورتہ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کوشش میں موت سے اور عزیز
 کی بیوی کے ناپاک ارادے سے محفوظ رکھا تو کیا ان کے پڑھنے سے مجھ کو بھی امان اور پناہ مل جائے گی یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا (باقی پڑھو)

۲۵۷ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنَ الشَّيْءِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جَنَّةٌ مِنَ النَّارِ -

۲۵۸ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ التَّقْفِيِّ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الْمُصْحَفِ أَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهُ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلَى ذَلِكَ إِلَى أَلْفِي وَدَرَجَةٍ -

۲۵۹ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا

۲۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں قرآن پڑھنا زیادہ افضل ہے نماز کے بغیر قرآن پڑھنے سے اور نماز کے بغیر قرآن پڑھنا۔ تسبیح اور تکبیر سے زیادہ افضل ہے۔ اور تسبیح صدقہ سے بہتر ہے اور صدقہ روزے سے بہتر ہے۔ اور روزہ گنگ سے ڈھال ہے۔

۲۵۸۔ عثمان بن عبد اللہ بن اوس الثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بغیر قرآن دیکھو یا دوسرے قرآن پڑھنے میں ایک ہزار درجہ ہے۔ قرآن دیکھو کہ پڑھنا اس سے دگن یعنی دو ہزار درجہ ہے۔

۲۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دلوں کو یہی اس طرح رنگ لگاتا ہے

(بہتر حاشیہ مندرگذاشتہ) اگر پناہ یعنی مقصود ہے تو سورہ فلق پڑھا کر کہ وہ اس موضوع میں لے مثال ہے اور اسی طرح سورۃ الناس بھی کہ یہ دونوں سورتیں آپس میں لازم ملزوم ہیں ایک کے بنانے سے دوسری خود بخود ذہن میں آگئی ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ حاکم اور ابویعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے قرآن سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور عدد سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے کرنے سے روک لیا گیا ہے ۱۴۔ (حاشیہ صفحہ ۲۵۸)

۱۵۔ بعض اعمال کی ترتیب اس حدیث کو دیلی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند کا حال معلوم

نہیں ہو سکا لیکن اسی مضمون کی ایک حدیث ابو امامہ سے ترمذی نے روایت کی ہے اور اس کو ترمذی نے سن کہا ہے۔ یہاں صدقے اور روزے سے مراد نفل صدقہ اور روزہ ہیں۔ قرآن تسبیحات سے اس لیے بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور تسبیح صدقہ سے اس لیے بہتر ہے کہ صدقہ کا فائدہ ایک بندے کو پہنچتا ہے اور تسبیحات سے خدا تعالیٰ کی تقدیس ثابت ہے اور صدقہ روزے سے اس لیے بہتر ہے کہ صدقہ کا فائدہ متعدی ہے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے اور روزے کا فائدہ صرف اپنے آپ کو ہوتا ہے۔ ۱۶۔

۱۷۔ قرآن دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ قرآن دیکھ کر پڑھنے کا ثواب اس لیے زیادہ ہے کہ ایک تو عرب کی غلطی وغیرہ سے آدمی مطلع ہو جاتا ہے اور دوسرا اس لیے کہ اس طرح عجز اور نکر زیادہ کیا جا سکتا ہے ۱۸۔

يَصْدُقُ الْحَدِيثُ إِذَا أَصَابَ الْمَاءُ قَبْلَ يَأْرُسُوهُ اللَّهُ وَمَا جَلَّ وَهَاقَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْقُرْآنِ وَبِإِذْنِ اللَّهِ
رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الْأَرْبَعَةَ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

۶۲۸ وَعَنْ أَيُّعَبْنِ عَبِيدِ الْكَلَابِيِّ قَالَ قَالَ نَجَلٌ يَأْرُسُوهُ اللَّهُ أَيُّ سُوْرَةٍ مِنْ الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ
قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ يَا بَنِيَّ اللَّهُ تُحِبُّ أَنْ تُصِيبَكَ وَأُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرَاتِنِ
رَحِمَتِ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهِ أَعْطَاهَا هَذِهِ الْأُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
إِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ رِوَاةُ الدَّارِمِيِّ -

جیسا کہ بھیجے ہوئے نو ہے کو رنگ لگ جاتا ہے۔ سوال کیا گیا۔ اسے اللہ کے رسول پھر اس کا چمکا کس طرح ہے۔ آپ نے فرمایا۔ موت
کے زیادہ تذکرے اور قرآن کی تلاوت سے۔ ان چاروں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔
۶۲۸۔ ایف بن عبد کلابی نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسے اللہ کے رسول قرآن کی
سب سے بڑی سورت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سورت قل ہو اللہ احد اسے کہا۔ قرآن کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے۔
آپ نے فرمایا آیت الکرسی اللہ لا اله الا هو الحي القيوم۔ کہنے لگا اسے اللہ کے نبی آپ کونسی آیت کو پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو اور
آپ کی امت کو مل جائے۔ تو آپ نے فرمایا سورہ بقرہ کی آخری آیت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خزانوں میں سے ہے جو اللہ
کے عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس امت کو بخشی ہے۔ اور یہ آیت دین اور دنیا کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے۔
اسکو دارحجی نے روایت کیا۔

لے قرآن دل کا رنگ دور کرتا ہے۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید
دلوں سے مال و جاہ کی محبت کو زائل کرتا ہے اور اس طرح لوگوں کے دلوں سے میل کھیل صاف ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔
لے قرآن کی ایک بے مثل دعا۔ اس حدیث کے بہت سے شواہدات ہیں۔ سورہ اخلاص اس لیے بڑی سورت ہے کہ اس
میں خدا تعالیٰ کی صفت بیان کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات سب سے با عظمت ہے اور اسی لیے آیت الکرسی بھی قرآن مجید کی سب سے
بڑی آیت ہے اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں میں بے مثل دعا ہے اگر وہ دعا کسی کے حق میں قبول ہو جائے تو دین و دنیا کا بیڑا پار ہو جائے
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ شِئْنَا أَوْ آخِذْنَا ۱۲۔

۶۲۹ وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مَرَّ سَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شَفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۶۳۰ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ إِخْرَالَ عِمْرَانَ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ.

۶۳۱ وَعَنْ كَعْبُولٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۶۳۲ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا اللَّهُ خَتَمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ أُعْطِيَتْهُمَا مِنْ كَثْرَةِ الذِّمَى نَحْتِ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوهُنَّ وَعَلِّمُوهُنَّ نِسَاءَكُمْ فَإِنَّهَا صَلَوَةٌ

۶۲۹۔ عبد الملک بن عمیر نے مرسل کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میں ہر باری کی شفا ہے۔ اکتودار محمد ابوبہنی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۳۰۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو آدمی رات کو سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھے اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

۶۳۱۔ حضرت کعبول نے کہا کہ جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ آل عمران پڑھے۔ اس کے لئے فرشتے رات تک دعا کرتے رہتے ہیں۔ ان دونوں حدیثوں کو دارمی نے روایت کیا۔

۶۳۲۔ جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ کو دو آیتوں سے ختم کیا ہے۔ جن کو اللہ نے مجھے اپنے عرش کے نیچے کے خزانے سے دیا ہے۔ سو تم اکتو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔ کہ وہ سراسر

۱۔ سورۃ فاتحہ اور اخلاص کا خلاصہ۔ اس حدیث کو بیہقی۔ ابن حبان اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور سعید بن منصور کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ یہ ہر بزرگ سے شفا ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے اور اوپر کی حدیث میں گزرا کہ سورۃ اخلاص قرآن کی سب سے بڑی سورۃ ہے تو یہ مختلف حیثیتوں سے ہے۔ خدا کی مغفرت و تناسل سورۃ اخلاص سب سے بڑی ہے لیکن سورۃ فاتحہ اس حیثیت سے قرآن کی بڑی سورت ہے کہ اس میں حمد اور دعا اور عبادت کا مضمون بیان کیا گیا ہے جو کہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔ ۱۲۔

۲۔ اس کی سند میں ابن ابی عمیر، راوی ضعیف ہے اور سورۃ کا آخر ان فی خلق السموات سے لے کر آخر تک ہے اور پہلے ابوامامہ اور نواس بن سمان کی حدیثیں سورۃ آل عمران کی فضیلت میں بیان ہو چکی ہیں۔ ۱۳۔

۳۔ اس حدیث کے مادی فقہ میں طبرانی نے ابن ابی ملیکہ سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ ۳۔

وَقُرْبَانَ وَدُعَاءَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُسَلَّمًا.

۶۳۲ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ قَالَ أُنزِلُ سُورَةُ هُودٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.
۶۳۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ
أَصَابَهُ النُّورُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى.

۶۳۵ وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ أَقْرَأُوا النَّصِيحَةَ وَهِيَ الَّتِي تَنْزِيلُ فَإِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّ رَجُلًا كَانَ
يَقْرَأُهَا مَا يَقْرَأُ شَيْئًا غَيْرَهَا وَكَانَ كَثِيرُ الْخَطَايَا فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ قَالَتْ رَبُّنَا أَغْفِرُ لَهُ فَإِنَّهُ
كَانَ يَكْثُرُ قِرَاءَتِي تَشْفَعُهَا الرَّبُّ تَعَالَى فِيهِ وَقَالَ الْتَبَوُّكَهُ بِكُلِّ خَطِيئَةٍ حَسَنَةً وَإِرْفَعُوا أَلْسِنَتَكُمْ

رحمت ہیں۔ اور خدا سے قرب کا سبب ہیں۔ اور دعا ہیں اسکو دارمی نے مسلمان روایت کیا

۶۳۲۔ حضرت کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن سورۃ ہود پڑھا کرو۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۶۳۳۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے گا تو اس کے لئے آئندہ جو بیک فور چکنا سب سے گا۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۶۳۵۔ خالد بن معدان نے کہا کہ تم مغیرہ (نجات دینے والی) کو پڑھا کرو یعنی الم تنزیل السجود کو کہو کہ مجھے بیچا ہے۔ کہ ایک کلمہ اس سورۃ کو پڑھا کرتا تھا۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ اور ویسے بڑا گنہگار تھا۔ سو اس سورۃ نے اسپر اپنے باپ پھیلا دیے۔ اور کہتے تھے اسے میرے رب اسکو بخش دے یہ مجھ بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی

۱۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے مرسل میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو منقول روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے ۱۲۔

۲۔ اس کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث مرسل ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۳۔

۳۔ سورہ شجرہ سے دل میں نور آتا ہے۔ اس حدیث کو کافی نے بھی روایت کیا ہے اور دارمی نے اس کو موثق روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو مرفوع روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہدایت اور ایمان کا نور اس کے دل میں چمکتا رہے گا ایک اور حدیث میں ہے کہ جو آدمی اس کو جمعہ کے دن پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھیں گے۔ ان حدیثوں میں جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ جمعہ انسان کی پیدائش کا دن ہے اور پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی ہے سو یہ مضمون اس سورت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے ۱۴۔

وَقَالَ أَيضًا إِنَّهَا تَجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَقِّعْنِي فِيهِ وَإِنْ لَمْ أَكُنْ مِنْ كِتَابِكَ فَاجْعَلِي عَنِّي وَأَنْتَا تَكُونُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتَشْفَعُ لَهُ فَمَنْعًا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَالَ فِي تَبَارُكٍ مِثْلَهُ وَكَانَ خَالِدًا لِرَبِيبَيْتٍ حَتَّى يَفْرَأَهَا وَقَالَ طَاوُسٌ فَضَّلْنَا عَلَى كُلِّ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِسِتِّينَ حَسَنَةً رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

۳۶۶ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِيحٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ لَيْسَ فِي صَدْرِهِ النَّهَارُ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

اور فرمایا، اس کے ہر گناہ کے بدل نیکیاں نکھو۔ اور اس کا درجہ بلند کر دو۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قریب جگہ لگاتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں۔ تو میری سفارش اس کے لئے قبول فرما اور اگر تیری کتاب سے نہیں ہوں۔ تو پھر مجھ اس سے مٹا دے۔ اور وہ پڑھنے کی طرح اپنے پر اس آدمی پر پھیلاتی ہے۔ پھر اس کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔ تو وہ اسکو قبر کے عذاب سے بچا لیتی ہے۔ اور سورۃ تبارک الذی کے حق میں ہی اسی طرح آیا ہے۔ اور خالد جب تک ان دونوں کو نہ پڑھ لیتے۔ رات کو نہ سوتے۔ اور طاووس نے کہا۔ کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر سورۃ پر ساٹھ نیکیوں کی فضیلت دی گئی ہیں۔ اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۳۶۵۔ حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا۔ کہ مجھے پہنچا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی شروع دن میں سورۃ لیس پڑھے گا۔ اس کے تمام کام پورے کر دیے جائیں گے۔ اسکو دارمی نے مرسل روایت کیا۔

لے عذاب قبر سے بچانے والی سورتیں اس حدیث میں دو اثر ہیں پہلا اثر اس کا درجہ بلند کر دینا ہے اور دوسرا اثر تک پہلے اثر کے ماویٰ ثقب میں اور دوسرے اثر میں عبد اللہ بن صالح ضعیف ہے اور آخر میں طاووس کا ایک اثر ہے اسکی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اثر دوم کی تائید ابو ہریرہ کی حدیث کرتی ہے جس کو احمد اور اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور جو فصل دوم میں گذر چکی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قرآن کی سورتوں میں سے سب سے افضل سورۃ فاتحہ اور سورۃ البقرہ ہیں اور یہ حدیث ان کے مخالف نہیں ہے ان کا ایک خاصہ ہے کہ یہ سورتیں عذاب قبر سے بچاتی ہیں اور اس مضمون میں یہ سورتیں افضل ہیں ۱۳۔

۱۳ سورۃ لیس کا ایک خاصہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور کام سے مراد تمام دینی اور دنیاوی کام مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ اس کو اس دن نیکی کی توفیق بھی ملے گی اور دنیاوی کام بھی اس کے اللہ تعالیٰ پورے کر دیں گے ۱۴۔

۶۳۷ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الزُّبَيْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ لَيْسَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ
اللَّهِ تَعَالَى عَفْرًا مَا لَقَدَّ مَرَّ مِنْ ذَنْبِهِ فَاقْرَأْ وَأَهَا عِنْدَ مَوْتِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

۶۳۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ
وَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ كَبَابًا وَإِنَّ كَبَابَ الْقُرْآنِ لِمَفْصَلِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ .

۶۳۹ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوسٌ وَ
عَرُوسُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمُ .

۶۴۰ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْوَاقِعَةِ

۶۳۷ کے ۶۳۷ معقل بن یسار زبیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابی خود اعلیٰ کو خوش کرنے کے لیے سورۃ بقرہ پڑھے تو اس

کے پہلے سارے گناہ مٹا کر دینے میں گئے اور یہ سورۃ اپنے قریب المرگ آدمیوں کے پاس پڑھا کر دے کہ وہ بقی نے شعب الایمان میں روایت کیا

۶۳۸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر چیز کی ایک کوہان جتنی ہوتی ہے اسی قدر ان کی کوہان سورۃ بقرہ ہے ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن

کا خلاصہ مفضل سورہ میں ہیں اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۳۹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۃ الواقعة ہے

۶۴۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہر رات سورۃ واقفہ پڑھا کرے گا۔ اس کو کبھی

۱۷ مرنے والے کے پاس لیس کیوں پڑیں اس حدیث کو احمد ابو داؤد نسائی ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ موت

کے قریب آدمیوں کے پاس اس لیے اس کو پڑھنا چاہئے کہ اس میں ایک مومن کے لیے جنت کی بشارت کا مضمون بیان کیا گیا ہے تو اس

خوشخبری سے مومن پر جان کی نزع مشوق کے قلب میں آسان ہو جاتی ہے ۱۷

۱۸ سورہ بقرہ میں عجیب مضامین ہیں اس حدیث کی اپنی سند تو ابھی نہیں ہے لیکن اس کے شو اہدات بے شمار ہیں۔

جن سے اس کو تقویت ہوتی ہے قرآن کی بلند ہی سورۃ البقرہ ہے کہ اس کے مضامین نادر اور عجیب و غریب ہیں اور گمراہ لوگوں کی

گمراہی کی نشان دہی اس سورت میں خوب کی گئی ہے اور مفصلات سورتیں سورۃ بقرہ سے شروع ہو کر آخر تک ہیں یہ سورتیں

گو الفاظ کے لحاظ سے چھوٹی ہیں لیکن ان میں بڑی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ دے دیا گیا ہے ۱۷

۱۹ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے سورۃ الرحمن طرب انگیز ہے اور نعمائے الہی اور جنت کی نعمتیں مقیم ولولہ لنگیز

میں ارزقنا اللہ منہ تا رہی طور پر ثابت ہے کہ کئی کا فرصت اس سورت کو سن کر مسلمان ہو گئے ۱۷

فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصَبِّ نَاقَةٌ أَبَدًا وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَأْتِي بِنَاتِهِ يُقْرَأُ فِيهَا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۶۴۱ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ سَيِّمَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۶۴۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَلَى رَجُلٍ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ فِي يَأْسُورِ اللَّهِ فَقَالَ اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ الرَّاقِ فَقَالَ كَبُرَتْ سِنِّي وَاشْتَدَّ قَلْبِي وَغَلْظَ لِسَانِي قَالَ فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ حَمِّ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ قَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْرَأْ فِي سُورَةِ جَامِعَةٍ فَاقْرَأَ كَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَا لَمْ تَلْتِ حَتَّى فَرَعَمَ مِنْهُ فَاقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَى يَدُ

فائدہ نہیں پہنچا اور عبد اللہ بن مسعود اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ ہر رات اس کو پڑھا کریں ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ۶۴۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ سبح اسم اللہ الاعلیٰ کو پسند کیا کرتے تھے اس کو احمد نے روایت کیا ۶۴۲ حضرت عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا اے اللہ کے رسول مجھے کچھ پڑھا کتاب نے فرمایا تم میں سے تیس آیتوں سے یاد کر لے اس نے کہا میں پڑھا ہر جگہ ہوں اور میرا دل سخت ہو چکا ہے اور میری زبان موتی ہو چکی ہے آپ نے فرمایا پھر تیس سویتوں کو پڑھ لے اس نے پھر بھی اسی طرح کہا پھر اس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے کوئی جامع سورۃ یاد کرو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اذا دلزلت پڑھائی یہاں تک کہ جب اس سے خلع ہوئے تو اس آدمی نے کہا اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ

۱۷ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابن السنی اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے اور کثرت طرق سے اس کو تغویب پہنچی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود اپنی بیٹیوں کو اس لیے حکم دیا کرتے تھے کہ وہ فاقہ سے محفوظ رہیں اور دنیا میں بھی مشغول زندگی بسر کر سکیں اس حدیث کی اپنی سند تو اتنی اچھی نہیں لیکن اس کے طرق بہت ہیں جنکی وجہ سے قابل استناد ہے ۱۷

۱۸ سورہ اعلیٰ اور غاشیہ جمعہ میں کیوں پڑھیں اس حدیث کو بزاز اور ابن مرددہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں زعیب ہے کہ اس سورۃ کو زیادہ پڑھا کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ اعلیٰ اور غاشیہ کو جمعہ اور عید کی نمازوں میں پڑھا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں سویتوں میں قیامت کے حالات اور احوال بیان کیے گئے ہیں اور جمعہ اور عید میں جو نیکو اجتماع زیادہ ہوتا ہے لہذا آپ یہ سویتیں تلاوت فرماتے تاکہ لوگوں کے دلوں میں احسان بجالا آخرا ت اور غوث خدا پیدا ہو اور نیکی کی طرف میلان بڑھے ۱۷

عَلَيْهِ اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَمْ التَّوَجَّعْ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ -

۶۴۳۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْتِطِيْعُ اَحَدَكُمْ اَنْ يَقُوْلَ الْفَايْتِي فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالُوْا مَنْ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَقْرَأَ الْفَايْتِي فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدَكُمْ اَنْ يَقْرَأَ الْهَكَمُ التَّكَاتُرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْاِيْمَانِ -

۶۴۴۷ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ السَّيِّبِ مَرْسَلًا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ بِنِي لَيْ بِهَا فَصَّرَنِي الْجَنَّةَ وَمَنْ قَرَأَ عَشْرِينَ مَرَّةً بِنِي لَيْ بِهَا فَصَّرَنِي فِي

بھیجا میں اسپر کبھی کچھ زیادہ نہیں کروں گا پھر اس آدمی نے بیٹھ بھری۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھا اور نجات پائیگا۔ دو مرتبہ فرمایا۔ اسکو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۶۴۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی آدمی حفاظت رکھتا ہے کہ ہر روز قرآن کی ہزار آیت پڑھا کرے کہنے لگے کس آدمی کو یہ طاقت ہے کہ ہر روز ہزار آیت پڑھا کرے آپ نے فرمایا کیا کوئی تم میں سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ سو دن الہام التکاثر پڑھا کرے اسکو بھی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۴۴۴۔ سعید بن سبیب نے مرسل بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جو آدمی دس مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھے گا۔ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جائے گا اور جو بیس مرتبہ پڑھے گا اس کے لئے جنت میں دو محل تیار کیے جائیں

۱۷ سورہ اذالزلزلت جامع سورۃ ہے اس حدیث کی سند اچھی ہے اور اسکو نسائی ابن حبان اطرنی ابن مرددیر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ ذوات الکر کے مراد وہ سورتیں جو الزلزلے سے شروع ہوتی ہیں اور ذوات تم سے مراد وہ سورتیں ہیں جو تم سے شروع ہوتی ہیں۔ اس آدمی نے کہا میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں، حافظہ پر نسیان غالب ہے میں زیادہ قرآن یاد نہیں کر سکتا خصوصاً لمبی سورتیں تو آپ نے اسکو سورۃ اذالزلزلت کھانی یہ سورۃ اس لیے جامع ہے کہ اس کی ایک آیت بڑی جامع ہے کہ جو آدمی کوئی نیکی کرے گا وہ اسکو بھی دیکھے گا اور جو آدمی کوئی برائی کرے گا وہ بھی اسکو دیکھے گا اس میں کہنے اور نہ کہنے کے سب کام گئے۔ ۱۷۔

۱۸ سورہ تکاثر کی تفصیلت اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور منذری نے کہا اس کی سند کے لاوی اچھے ہیں۔ اس سورۃ میں دنیا سے بے رغبتی دلائی گئی ہے اور دل پر ایسی اثر انداز ہوتی ہے کہ جیسے کسی نے ایک ہزار آیت تلاوت کر کے دل کو خدا کی طرف مائل کیا ہو اور تو اب بھی ہزار آیت کے پڑھنے کے برابر ملتا ہے۔ ۱۷۔

الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِينَ مَرَّةً نَبِيٌّ لَهَا بِهَا ثَلَاثَةٌ تُصَوِّرُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا التَّكْرُرُ قُصُورًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَوْسَعُ مِنْ ذَلِكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۶۴۵ وَعَنِ الْحَسَنِ مُمْسَلًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ لَمْ يَحَاجَّهُمُ الْقَهْرَانُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ خَمْسَ مِائَةِ آيَةٍ أَكْفَتْ أَصْبَحَ وَلَهُ قُعُطَارُكَ مِنَ الْأَجْرِ قَالُوا وَمَا الْقُعُطَارُ قَالَ ثَلَاثُ عَشْرَةَ الْقَارِئَةَ الدَّارِمِيُّ

بَابُ

الفصل الأول

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ

گے۔ اور جو تیس مرتبہ پڑھے گا۔ اس کے لئے جنت میں تین محل تیار کئے جائیں گے۔ تو حضرت بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس طرح تو ہم بہت سے محل اکٹھے کر لیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اس سے زیادہ فراموشی والا ہے۔ اسکو داری نے روایت کیا۔

۶۴۵۔ عن لصری نے مرسل کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی رات کو سو آیت قرآن مجید کی پڑھے گا۔ تو قرآن اس سے ۴ رات کو فی ہجرت کرے گا۔ اور جو رات میں دو سو آیتیں پڑھے گا۔ اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا۔ اور جو آدمی رات میں پانچ سو آیت سے لے کر ہزار آیت تک پڑھے گا۔ تو وہ اس حال میں صبح کرے گا۔ کہ اس کے پاس اجر کا خزانہ ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا۔ خزانہ کتنا ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ باہ ہزار کا۔ اسکو داری نے روایت کیا۔

فصل اول

۶۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کی نگرانی کرو۔ اس اللہ کی قسم جس

لے سورہ اخلاص کی فضیلت اس سورہ کے فضائل بے شمار ہیں اور بہت سی حدیثوں میں اس کے پڑھنے کی تعریف دلائی گئی ہے۔ حضرت عمر نے تعجب کیا کہ اگر دس بار سورہ اخلاص پڑھنے سے جنت میں ایک محل بنیا رہو جاتا ہے تو اس طرح تو پڑھ کر ہی بہت سے محل بنانا جائیگا اور جنت میں اتنی وسعت کہاں ہوگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تعجب نہ کرو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی ملک بڑی وسیع ہے دنیا کے تمام لوگ اگر تمام عمر بھی اس سورہ کو پڑھتے رہیں اور اپنے لیے محل بنانے رہیں تو خدا کی دنیا تنگ نہیں ہوگی۔

(باقی صفحہ ۳۸۰)

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِبِيَدِهِ لَكُمُوهَا أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنَ الْإِبِلِ فِي عَقْلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۶۲۷ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَسَ مَالِ الْإِحْدَاهِمَ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٌ بَلُّ نِسِيِّ وَاسْتَذْكُرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدْرِ الرَّجُلِ مِنَ النَّعْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعَقْلِهَا -

۶۲۸ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مِثْلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمِثْلِ حَبَا لِلْإِبِلِ الْعَقْلَ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ طَلَقَهَا ذَهَبَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۶۲۹ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأُوا الْقُرْآنَ

کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قرآن سینے سے اس سے بھی جلدی نکل جاتا ہے جس قدر کہ اونٹ اپنی رسی سے نکل جاتا ہے متفق علیہ
۶۲۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بری بات ہے اس کیلئے جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ بلکہ کہے کہ بھلا دی گئی ہے۔ اور قرآن کیا کرتے رہو کہ یہ لوگوں کے سینے سے اس سے بھی جلدی نکل جاتا ہے کہ جس قدر اونٹ اپنی رسی سے نکل جاتا ہے متفق علیہ۔ اور مسلم میں اسی کا ذکر زیادہ ہے۔

۶۲۸ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن دلے کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹوں و اکی طرح ہے۔ اگر اس کا گلابی کرے گا تو اس کو محفوظ رکھ سکے گا۔ اور اگر آزاد چھوڑ دے گا۔ تو چلا جائے گا۔ متفق علیہ
۶۲۹۔ حضرت جندب بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن اس وقت تک پڑھا کرو۔ جب تک کہ تمہارے دل آ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۱۔ قرآن یاد کر کے بھلانا** نا کہ یہ کتاب ہے مطلب یہ ہے کہ جو آدمی قرآن پڑھے گا اور اس پر عمل بھی کرے گا تو قرآن اس سے جھکا نہ کرے گا بلکہ اس کی سفارش کرے گا اور اگر ایک آیت بھی عمل سے رہ گئی تو قرآن اس سے جھکے گا جو آدمی سو آیت پڑھے اور رات کو نماز میں پڑھے تو اس نے اس دن قرآن کا حق ادا کر دیا اور اگر وہ سو آیتیں پڑھے تو گویا اس نے ساری رات عبادت الہی میں گزار دی اور پانچ سو آیتیں پڑھنے والا تو خزانے اٹھے کر رہے ہے۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲)

۲۔ اس باب میں قرآن مجید کے متعلق متفرق مسائل مذکور ہیں۔ ۱۲۔

۳۔ قرآن مجید کا دور کرنا لازمی چیز ہے۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن پاک کی تلاوت التزام سے نہ کی جائے تو یہ بڑی جلدی بھول جاتا ہے اسلئے حافظ کو چاہئے کہ اس کا دور اور تکرار کرتا رہے۔ ۱۲۔
۴۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، ابن جہان حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے صحیح کہا ہے یہ کہنا کہ میں بھول گیا ہوں اپنی سستی اور کم توہمی پر دلالت کرتا ہے اور سننے والے کو اس کے کم ذوق کا پتہ لگ سکتا ہے اور قرآن کا بھلا دینا کیوں گناہ ہے۔ ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

مَا تَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِنَّا اٰخْتَلَفْتُمْ لِقَوْمٍ مَوَاعِنًا مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ.

۶۵۰ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعَ النَّسَّ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدَامَدًا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَبْدُؤًا بِبِسْمِ اللهِ وَمَبْدُؤًا بِالرَّحْمَنِ وَمَبْدُؤًا بِالرَّحِيمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۶۵۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اِذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَّا اِذِنَ لِنَبِيِّ يَتَّبِعُنِي بِالقُرْآنِ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ.

۶۵۲ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اِذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَّا اِذِنَ لِنَبِيِّ حَسْبِ الصَّوْتِ بِالقُرْآنِ يَتَّبِعُنِي بِهِ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ.

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِمَّا مَنِتَّفِقُ بِالقُرْآنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سے محبت رکھیں۔ اور جب طبیعت اکتا جائے تو اسے کھڑے ہو متفق علیہ

۶۵۰۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کس طرح ہوتی تھی۔ تو انہوں نے کہا۔ درازی سے ہوتی تھی۔ پھر آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔ بسم اللہ کو مدد کرتے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۶۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنتے۔ جتنا کہ نبی کی آواز کو جو خوش آواز سے قرآن کو پڑھے۔ متفق علیہ

۶۵۲۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۳۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ ہم سے نہیں ہے جو قرآن خوش آواز سے نہ پڑھے اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۶۵۴۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۵۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۶۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۷۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۸۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۶۵۹۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر کسی آواز کو نہیں سنا جتنا کہ اپنے آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے نبی کی آواز کو خوش ہو کر سنتے ہیں۔ متفق علیہ۔

اس حدیث کو بخاری اور صحیح مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا باقی حصہ دیکھئے

۶۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَوْرَعًا عَلِيٌّ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ لِي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي فَقَرَأَتْ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى آتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ حَسْبُكَ الْإِنِّ فَأَلْفَغَتْ إِلَيْهِ فَاذْأَعَيْنَاكَ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۶۵۴ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَنْ كَعْبٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأُ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ اللَّهُ سَمَانِي لَكَ قَالَ لَعَمْرُكَ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ لَعَمْرُكَ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأُ عَلَيْكَ لَعَمْرُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَانِي

۶۵۳۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور آپ اس وقت منبر پر تھے مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا کیا میں آپ کو سناؤں؟ ہلا کہ آپ ہی پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں پسند کرتا ہوں۔ کہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔ تو میں نے سوئے لہذا پڑھنی شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا۔ پس کیا سال ہوگا جبکہ ہم ہر ایک امت سے گواہ لائیں گے۔ اور ہم آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب بس کرو۔ میں نے جب آپ کی طرف تو جھکی۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے متفق علیہ۔

۶۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو قرآن سناؤں۔ تو حضرت ابی نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا آپ نے اللہ کے دہد میں میرا ذکر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور ایک روایت کے یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو ہم کین الدین کفر اور پڑھ کر سناؤں۔ تو اس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

دقیقہ صفحہ گدشتہ (مطلب یہ ہے کہ قرآن کو خوش آواز سے پڑھا جائے لیکن اس طرح نہ ہو کہ راگ کی کیفیت پیدا ہو جائے اور الفاظ کے قعر اور دہد میں فرق پڑنے لگے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ سرب لوگ سفر میں یا فراغت کے وقت شعر خوانی کرتے تھے آپ نے فرمایا جب تک اس شعر خوانی کے بچائے قرآن پاک کی تلاوت نہ لے لے اور دنیا سے دل سرور نہ ہو جائے تب تک صحیح مسلمان نہیں بنتا ۱۳ (حاشیہ صفحہ ۲۸)

۱۳۔ رسول اللہ کو اپنی امت سے محبت ابن ماجہ کے سوا اس کو تمام اصحاب سنی نے بھی روایت کیا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت سنی تو قیامت کا ہولناک منظر نگاہ میں پھر گیا اور اپنی امت کا ضعف اور ان کی نجات کی فکر میں رونے لگے۔ اللہ اللہ آپ کو اپنی امت کا کس قدر خیال تھا کاش امت کو اس کا سوا دل حصہ بھی اپنا خیال ہو تو بڑا پار ہو جائے ۱۳

۱۴۔ ابن ماجہ کی فضیلت اس حدیث کو احمد ترمذی نسائی ابوالعلیٰ ابن عساکر اور ابن بخاری نے بھی روایت کیا ہے حضرت ابی قرآن پاک کے بہت بڑے قلدی تھے۔ آپ کو آواز بھی اللہ تعالیٰ نے غضب کا عطا کر رکھا تھا جب آپ خوش الحانی (باتی برصوات) نہ

قَالَ نَعَمْ نَبِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۶۵۵ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافِرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى الْأَرْضِ الْعَدُوِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَبِئْسَ لِمَنْ لَا يُسَلِّمُ لِأَسَافِرُ وَالْقُرْآنِ فَإِنِّي لَا أَمِنُ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ -

الفصل الثاني

۶۵۶ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسْتُ فِي عَصَابَةٍ مِنْ صُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ وَأَبْغَضُهُمْ لَيْسَتْ بَعْضُهُمْ مِنَ الْعَرَبِيِّ وَقَارِي يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِي فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ

پورو روئے گئے۔ متفق علیہ۔

۶۵۶ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقہ میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قرآن سفر میں اپنے ساتھ نہ لے جایا کرے کہ مجھ اطمینان نہیں ہے۔ کہ شاید اسکو دشمن پکڑ

لے۔

۶۵۷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کرمہد مہاجروں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بعض مہاجر بعض کی آواز میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ جسم سے ننگے تھے۔ اور قاری ہم پر قرآن پڑھ رہا تھا۔ کہ ناگہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو قاری نے پڑھنا بند کر دیا۔ آپ نے اسلام علیکم کہا

دقیقہ صفحہ گذشتہ سے قرآن پڑھتے تو ماحول پر ایک ستانا سا بچھا جاتا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم اور قاری حضرات کو قرآن ستانا چاہئے اگرچہ قاری اس سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابی خوشی سے رو پڑے تھے کہ اللہ اللہ آج میرا تڑکرا بارگاہِ خلدوں کا ہیں بھی ہو گیا۔ کیا قسمت ہے ابی بن کعب کی ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ بڑا)

۱۷ کافر کے ہاتھ قرآن نہ بیچو۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کافروں کے ملک میں قرآن لے جانے سے منع کیا ہے تو اس کی وجہ بھی بتادی ہے کہ شاید کافر لوگ قرآن کی بے ادبی نہ کریں اور اگر اس کے متعلق اطمینان ہو مثلاً مسلمانوں کے کامیاب اور غالب لشکر کے ہمارے قرآن کو بھی دشمن کے ملک میں لے جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کے ہاتھ قرآن خرید نہیں بیچا چاہئے اور اس میں کسی امام کا احتیاط

نہیں ہے۔ ۱۲۔

۱۷ اس حدیث کو حاکم، ابونعیم اور ابن ابی داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

قُلْنَا كَمَا نَسْتَمِعُ لِكِتَابِ اللَّهِ لَعَلَّكَ نَفَعَالِي فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أَهْرَأَتْ أَنْ أَصْبِرَ لِنَفْسِي
مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسَطْنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا ثُمَّ قَالَ بَيِّدِي هَكَذَا فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزَتْ وَجْهُهُمْ
لَهُ فَقَالَ الْبَشِيرُ أَيَا مَعْشَرَ صَعَالِيكَ لِمَ هَاجَرْتُمْ بِالنُّورِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ
أَعْيَانِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذَلِكَ خَمْسِيَانَةَ سَنَةٍ رَوَاهُ الْبُؤَادُودُ -

۶۵۷۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُؤَادُودُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالِدَّارِيُّ -

۶۵۸۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أُمَّةٍ قَرَأَتْ

پھر چائیں کہ کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سن رہے تھے تو آپ نے فرمایا سب تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے میری امت
میں ایسے آدمی پیدا کر دیئے ہیں کہ جن کے ساتھ بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے پھر آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ آپ ہمارے برابر ہو بیٹھیں پھر آپ نے
اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو صحابہ نے سلف بنا یا پھر ان سب کے چہرے آپ کے سامنے آگئے تو آپ نے فرمایا اے غریب ہمارے ہر مرد کی جماعت قیامت کے
دن پر سے نور کی روشنی حاصل کرے تو جنت میں مالداروں سے نصف دن پہلے جنت میں جاوے گا یعنی پانچ سو سال اس کو البوادود نے روایت کیا۔

۶۵۷ حضرت براء بن عباد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قرآن پڑھتا ہو اور پھر اس کو صہل جانے تو قیامت کے روز نور بھی
ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا

۶۵۸ حضرت سعد بن عباد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قرآن پڑھتا ہو اور پھر اس کو صہل جانے تو قیامت کے روز نور بھی

۱۔ غریب ہاجرین کا مقام بلند۔ اس حدیث سے صحابہ کی تشدد ستی اور غربت کا اندازہ کرنا چاہئے کہ ان کا یہ حال تھا کہ منتر
عورت کے سوا باقی جسم سب ننگے تھے۔ مسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ ہزار ہاجرین جنت میں چالیس سال
پہلے جائیں گے اور اس حدیث میں ہے کہ پانچ سو سال پہلے جائیں گے ان دونوں حدیثوں میں ایک بار یک فرق ہے جسے یہاں سمجھ لینا
چاہئے غریب لوگ دو تہذیبوں سے پانچ سو سال جنت میں پہلے جائیں گے اور غریب لوگوں میں سے پھر غریب ہاجر چالیس سال دو تہذیبوں
غریبوں سے بھی پہلے جنت میں جائیں گے کیونکہ ان کا مقام بڑا بلند ہے۔ ۱۲۔

۲۔ قرآن کی تلاوت میں راک نہ ہو۔ اس حدیث کو نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی متذکر میں روایت کیا ہے
حاصل مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو بڑے لچھے آواز سے پڑھنا چاہئے۔ لکھڑ پٹھر کر اور تہ سے اور اچھے آواز سے لیکن ایسا نہ ہو کہ راک کی وجہ
سے عورت میں کمی بیشی ہونے لگے یہ بالاتفاق حرام ہے۔ ۱۲۔

۶۵۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثِ رَوَاةٍ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَاللَّيْثِيُّ.

۶۶۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَاهُ بِالْقُرْآنِ كَأَجَاهُ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسْرِبُ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسْرِبُ بِالصَّدَقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا لِحَدِيثٍ حَسَنٍ غَرِيبٍ.

۶۶۱۔ وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَمِنَ بِالْقُرْآنِ مِنْ اسْتَحْلَلْ

بمکر اللہ تعالیٰ کرے گا اس کو اللہ اور داری نے سعادت کیا

۶۵۹ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میں نے وہ سے کم حد تک قرآن کو ختم کیا اس نے قرآن کا کچھ مطلب نہیں سمجھا اس کو ترمذی ابو داؤد اور دارمی نے روایت کیا

۶۶۰ عقوبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن بلند آواز سے پڑھو والا ایسا ہی ہے جیسے صدقہ ظاہر کر کے دینے والا اور قرآن کا بہت پڑھنے والا ایسا ہے جیسا کہ صدقہ چھپا کر دینے والا اس کو ترمذی ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۶۶۱ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام نہ مانے اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں

۱۔ قرآن بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کو ابو داؤد نے نماز کے باب میں روایت کیا ہے اور اس کو احمد طبرانی بہیقی ابوداؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے جس طرح کوڑھی کے اقد بے کار اور بد نما ہوتے ہیں اسی طرح قرآن کو بھولنے والا بھی ہر طرح کی بھلائی سے خالی اقد اور بد شکل اٹھے گا اس سے معلوم ہو کہ قرآن کو بھلا دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ۱۲۔

۲۔ عین دن سے پہلے قرآن ختم نہ کرو۔ اس حدیث کو نسائی ابوداؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ بعض سلف صالحین کا اسی حدیث پر عمل تھا وہ تین دن سے کم مدت میں کبھی قرآن ختم نہ کیا کرتے تھے۔ ۱۳۔

۳۔ قرآن آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا ایک عذاب سے بچنا ہے اور ایک لحاظ سے ظاہر کر کے دینا اچھا ہے پہلا اس لیے اچھا ہے کہ اس میں ریبا نہیں ہوتا اور بیٹے والا لذت محسوس نہیں کرتا اور دوسرا اس لیے اچھا ہے کہ اس سے اوروں کو بھی ترغیب ہوتی ہے اسی طرح قرآن ظاہر کر کے پڑھیں تو اس کا اثر اعلیٰ پر بھی ہوگا اس لیے بلند آواز سے قرآن پڑھنا بہتر بھی ہے اور چھپ کر پڑھیں تو ریاست پاک ہے۔ ۱۴۔

۴۔ اس حدیث کو بہت سے بھی شعبہ الایمان میں روایت کیا ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرے اور اگر حکم نہیں مانتا تو ایمان کیا ہے۔ ۱۵۔

فَحَارَمَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ
 ۶۶۲ وَعَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَعْقُبَ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّرَسَلَةَ عَنْ
 قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هِيَ تَنعَتُ قِرَاءَةً مَفْسُورَةً حَرْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 وَالْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ -

۶۶۳ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمَّرَسَلَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَقْطَعُ قِرَاءَةَ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُولُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
 ثُمَّ يَقِفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهُ مُتَّصِلًا لِأَنَّ اللَّيْثَ لَدَى هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ

ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

۶۶۲ لیث بن سعد ابن ابی لیکہ ہے روایت کرتے ہیں اور وہ یحییٰ بن علیک سے انہوں نے ام سلمہ رض سے بنی علیؓ علیہ وسلم کی قرأت کے

متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کی قرأت کو کھول کر حرف بیکان کی اس کو ترمذی ابوداؤد والنسائی نے روایت کیا۔

۶۶۳ ابن جریر ابن ابی لیکہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ام سلمہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرأت کے الگ الگ کر کے پڑھا

کرتے تھے آپ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے اور پھر جراتے۔ پھر کہتے الرحمن الرحیم پھر پڑھتے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

اور کہا اس کی سند متصل نہیں ہے اس لیے کہ لیث نے اس حدیث کو ابن ابی لیکہ سے اس نے یحییٰ بن علیک سے اس نے ام سلمہ

یعنی حضرت علیؓ علیہ وسلم اس طرح قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے کہ ہر

لہ قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

ایک حرف صحیح طور پر سمجھ میں آجانا اور اتنی ترتیل اور آہستگی کے ساتھ پڑھتے کہ الگ الگ اردن ہوتے اتنا کہ اردن کو ٹکرائی آدی

شمار بھی کرنا چاہیے تو کر سکتا تھا۔ ۱۲۔

لہ قرآن ترتیل سے پڑھا جائے۔ اس حدیث کو ابوداؤد۔ احمد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس

کو متصل سند سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو جس سند سے روایت کیا ہے وہ متصل نہیں ہے کیونکہ ابن جریر کا سنا

ابن ابی لیکہ سے ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ ابیہ کی حدیث میں ابن ابی لیکہ سے روایت کرنے والے سعد کے بیٹے لیث ہیں اور وہ حدیث

صحیحہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریر نے اس حدیث کو لیث بن سعد سے روایت کیا ہوگا اور انہوں نے ابن ابی لیکہ سے حدیث کا یہ

مطلب ہے کہ آپ ایک آیت پڑھ کر ٹھہر جاتے پھر اگلی آیت پڑھتے یعنی ترتیل کے ساتھ پڑھتے اور سورہ فاتحہ میں تو خود نما حضرت

سے مروی ہے کہ آپ ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کے جواب کا انتظار فرما لیتے پھر دوسری آیت پڑھتے ۱۲۔

ابن ابی مُیْنَكَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَحَدِيثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ -

الفصل الثالث

۶۶۴. عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعَنَّا الْقُرْآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَبِيُّ فَقَالَ ائْتُوا فَاكُلُوا حَسَنًا وَسَبِّحُوا أَتْرَابَ لِقَائِهِمْ كَمَا يَقَامُ الْقِدَامُ يَتَجَلَّوْنَ وَلَا يَتَأَجَّلُونَ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۶۶۵. وَعَنْ حَدِيثِهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأُوا الْقُرْآنَ يَلْحَقُونَ الْعَرَبَ وَأَصْوَاتِهَا وَأَيَّكُمْ وَلِحُونَ أَهْلَ الْعُسْتِقِ وَلِحُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ بَيْنَ وَسَبِّحُوا بَعْدَ مَا يَخْبَعُونَ

سے روایت کیا ہے اور لیث کی حدیث زیادہ صحیح ہے

فصل سوم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں کچھ گنواہار اور بھی لوگ بھی تھے آپ نے فرمایا پڑھو سب ہی اچھا پڑھو رہے ہو اور کچھ لوگ بد میں پڑھیں گے وہ قرآن کو اس طرح سیدھا کریں گے جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے وہ اس کا احمد دینا ہی میں ملے گا اور آخرت کے لیے اس کو نہ رکھیں گے اس کو ابو داؤد اور ابی ہریرہ نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

حضرت فضیلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا قرآن عربی پڑھاؤ اور آواز سے پڑھا کر دو اور عشق والوں اور اہل کتاب کی سبب رائیوں سے چمچاؤ اور میرے بعد کچھ ایسی قومیں آئیں گی وہ قرآن پڑھتے ہوئے اس طرح آواز کو پھیر کر لائیں گے جیسے گویے یا زور کرنے والے قرآن ان کی منہ سے

۱۔ تلاوت قرآن کا مقصد عبرت ہے اس حدیث کو احمد اور ابن الجار نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو صرف عربی لب و لہجہ میں ہی ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جس طرح بھی کوئی پڑھ سکے پڑھے۔ قرآن مجید کے نزول کا اصل مقصد نصیحت و عبرت حاصل کرنا ہے نہ کہ صرف تجوید اور عربی لب و لہجہ میں ادا کی جائے اگر کوئی آدمی بھی انداز میں قرآن پڑھ رہا ہو اور خشیت آہی اس کے رویں وہ میں سے ظاہر ہو تو وہ اس قدر سے ہزار درجہ بہتر ہے جو قرأت تو بڑی اچھی کرے لیکن اس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو اور بعض ہنود و نماش کے لیے یا دنیاوی فائدہ کے لیے قرآن پڑھے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ایسی قوموں کا ذکر بطور پیش گوئی فرمایا جو تجوید اور قرأت تو بڑی اچھی کریں گے لیکن ہوں گے پکے دنیا دار کہ دنیا کا مال و دولت اکٹھا کرتے پھر اس کے اولاد آخرت کے ثواب کو بھول جائیں گے۔ ان کی ساری توجہ حروف کی محنت کی طرف ہوگی اور قرآن مجید کے اصل مضامین پر کوئی توجہ نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی حالت سے محفوظ رکھیں -۱۱-

بِالْقُرْآنِ تَجِيعُ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجْلُزُ حَاجِرُهُمْ مَفْتُونَةٌ قُلُوبُهُمْ وَقُلُوبُ الَّذِينَ يُحِبُّهُمْ
سَأَلْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ فَقِي فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَرِزِينَ فِي كِتَابِهِ -

۶۶۶. وَعَنِ الْبُرَّادِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَسِنُوا
الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتِ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

۶۶۷. وَعَنْ طَاوُسٍ قَدْ سَلَّ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَحْسَنُ صَوْتًا
لِلْقُرْآنِ وَأَحْسَنُ قِرَاءَةً قَالَ مَنْ إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ أُرِيْتُ أَنَّ يَحْسِي اللَّهُ قَالَ طَاوُسٌ وَكَانَ طَلِقٌ
كَذَلِكَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

اگر نہ جائے گا ان کے دل فتنے میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جی کر ان کی قراءت اور حالتِ بُری ابھی معلوم ہوتی ہوگی اس کو کہ پتھی۔
نے شعب اللایمان میں روایت کیا ہے اور زرین نے اپنی کتاب میں

۶۶۶ حضرت برادر بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قرآن اپنی اچھی آواز سے پڑھو اس لیے کہ
آواز قرآنِ حسن کو اور زیادہ پڑھنا دیتا ہے اس کو دہلی نے روایت کیا

۶۶۷ طاووس نے مسلا روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون کونسی اچھی آواز سے قرآن پڑھتا ہے اور کونسی قراءت اچھی ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس آدمی
کی قراءت اچھی ہے کہ جب تو اسے پڑھتا سنے تو تجھے معلوم ہو کہ کیا اثر سے ڈر رہا ہے طاووس نے کہا کہ طلق کی حالت اسی طرح تھی اس کو دہلی نے روایت کیا

۱۷ قرآن کو گوئیوں کی طرح نہ پڑھو اس حدیث کو بطرفی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن لپھے
آواز سے پڑھنا چاہئے لیکن گوئیوں کی طرح اور عاشقانہ نظیں پڑھنے والوں کی طرح اس کو گیت کے نغم میں نہ بڑھا جائے کہ بعض دقوانی
کی رعایت کرتے کرتے قرآن مجید کے الفاظ ہی بدل کر رکھ دیے جائیں۔ اس طرح قرآن پڑھنے والوں کے دلوں میں حقیقت میں نہ بھی
ایمان نہ ہو گا اور نہ ہی ان لوگوں کے دلوں میں ایمان ہو گا جو ان کو اچھا سمجھتے ہیں ۱۷۔

۱۸ اس حدیث کو محمد بن نصر نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۷۔
۱۹ وصل کہاں افضل ہے اور فصل کہاں اس حدیث کو عبد الرزاق نے مسلا اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور بیہقی
اور خطیب نے متفق و المتفق میں بھی منقول روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایسے آواز سے پڑھنا چاہئے کہ قاری کے
روح میں روشنی سے خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ظاہر ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ بہترین آواز وہ ہے جو تمکین نیچے میں نکالی جائے اچھی قراءت
میں ترتیل ہی شامل ہے پہلے نہ پڑھئے کہ آنحضرت آیت پر وقف کرتے تھے اس حدیث سے علامہ جزیری اور تمام شوافع نے دلیل
کی ہے کہ کسی آیت کو دوسری آیت سے ملا کر نہ پڑھنا چاہئے اور بعض نے ایسی آیتوں میں وصل کو اولیٰ قرار دیا ہے جن کا مضمون آپس میں

۴۶۸ وَعَنْ عُبَيْدَةَ النَّيِّبِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتَّقُوا حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِنْ أَنْتَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَشْوَقَ وَ
فَعْوَا وَمَتَدَبَّرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَقْلِبُونَ وَلَا تَجْعَلُوا أَرْوَاحَ الْبِيَاهِ فِي شُعْبِ الْأَعْيُنِ

بَابُ الْفَضْلِ الْأَوَّلِ

۴۶۹ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مِشْلَمَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى

۴۶۸ میرے ہیکل سے روایت ہے (یہ صحابی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن تم قرآن پر تکبیر نہ کرو اور اسکو اس طرح پڑھو جیسے -
اس کے پڑھنے کا حق ہے اور اس کو ظاہر کرو اور اس کو خوش آواز سے پڑھو اور جو اس میں بیان کیا گیا ہے اس کو سوجھا کہ تم کامیاب ہو جاؤ اس کا اجر
بدلی دینا اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اس کو بڑھتی نے شعب الایمان میں روایت کیا

بَابُ فَضْلِ أَوَّلِ

۴۶۹ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے مِشلم بن حکیم بن حزام سے سنا کہ وہ سورۃ الفرقان ایسے طریق سے پڑھ رہے تھے کہ جس -

۴۶۹ قرآن کی توبین کبیرہ گناہ ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے اپنی سنن میں

بھی روایت کیا ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ قرآن مجید پر تکبیر نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام یا وہی رہے گا۔ نہیں بلکہ اس کی پوری
پوری حفاظت کا خیال رکھو اور اس کا قدر اور نگرار کرتے رہا کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید پر ٹیک لگا کر نہ بیٹھا کرو۔

علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ قرآن مجید پر تکبیر لگانا یا اس پر بیٹھنا یا اس پر کوئی چیز رکھ دینا یا اس کی طرف بیٹھ کرنا یا اس کی طرف
باؤل بچیلانا یا اس کو روکنا یا اس کو بچینک دینا یہ سب کام حرام ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں ۱۲

۱۲ مشکوٰۃ شریفین کے کثیر نسخوں میں یہاں صرف "باب" کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں لیکن بعض نسخوں میں یہ عبارت بھی لکھی ہوئی
ہے "باب اختلاف القراءۃ و جمع القرآن" یعنی یہ باب ہے قرأت کے اختلاف اور قرآن مجید کی تدوین کے متعلق۔ اس باب
میں ایسی ہی حدیثیں بیان کی گئی ہیں ۱۳

غَيْرَ مَا اقْرَأَهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْنَهَا كَلِمَاتٌ أَنْ أَحْمَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ
 أَنهَلْتُ حَشَى الضَّرْفَ لَمْ يَكُنْتُ بِرِوَايَةٍ فَخَدْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْقُرْآنَ أُسْوَةَ الْفَرَاقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا اقْرَأْتِنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ سَلِمَةَ اقْرَأْ الْقُرْآنَ الْقُرْآنَ أَوَّلَ الْيَوْمِ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ
 عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَابٍ فَأَقْرَأُوا مَا يَشْرُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ
 ۶۰۰ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ نَجْلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لحق سے میں نہیں پڑتا تھا اور یہ سورت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھائی تھی میں تو اس سے جدا کرنا چاہتا تھا پھر میں نے اس کو پڑھ لیا تاکہ
 پہلے ہی پھر میں نے اس کو اس کی پاد سے پڑھ کر کئی لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اللہ کے رسول نے اس
 سے سورۃ فرقان ایسے لڑنے سے پڑھتے ہوئے تھی پھر لڑنے سے کہ آپ نے مجھ کو نہیں پڑھا تھا جس میں رسول کا اشارہ سلم نے فرمایا اس کو یہ سورت اس کا کہنا کہ پھر
 اس نے اس لڑنے سے پڑھی ہر لڑنے سے میں نے پہلے ہی تھی تو رسول کریم نے اس کو فرمایا یہ سورت اس طرح اتنی ہے پھر چونکہ کہا تو پڑھ پھر میں نے پڑھی تو
 فرمایا اس طرح اتنی ہے پھر فرمایا اگر سات لغات پڑھنا چاہیے ہیں لغت میں سات ہی سے پڑھ سکو پھر فرمایا کہ درمیان میں لفظ مسلم کہیں۔
 ۶۰۰ حضرت عبدالرحمن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک ایک کو قراءت کرتے سنا اور میں ہی منی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سن چکا تھا میں۔

۱۰ قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا۔ اس حدیث کو امام احمد۔ ابوداؤد طیالسی۔ ابو حاتم۔ ابن جوزی۔ ابن جریر۔ ابن جبران۔ ابن
 اور باقی اصحاب سنن نے بھی ابن ماجہ کے سوا روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض نے اس سے مراد سات
 قریب میں ہی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد وہ اختلافات ہے جو عرب کے سات مشہور قبائل کی لغات میں تھا۔ کوئی قبیلہ
 کسی حرف کو کسی طرح پڑھتا ہے اور کوئی دوسرا اس کو کسی اور انداز سے پڑھتا ہے اور یہ اختلاف اس نوعیت کا ہے کہ بعض
 میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ صرف لب و لہجہ کا فرق ہے۔ اور قرآن پاک کا موجودہ نسخہ قریش کی لغت کے مطابق ہے کیونکہ قرآن
 مجید انہی کی لغت کے مطابق اترا تھا لیکن اگر اب بھی کوئی آدمی کسی اور قبیلہ کی لغت کے مطابق اس کو پڑھے تو اس کو غلط
 نہیں کہا جائے گا مثال کے طور پر لفظ عیسیٰ اور موسیٰ کو الف مقصورہ کی صورت میں عموماً پڑھا جاتا ہے لیکن بعض قریشوں
 میں اس کو طیبیہ اور موسیٰ سے پڑھا جاتا ہے اور یہ دونوں جائز ہیں البتہ قریش کی لغت کے مطابق عیسیٰ اور موسیٰ پڑھنا زیادہ بہتر
 ہے کیونکہ قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔

يَقْرَأُ خَلًا فَهَا جَعَلْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَنِي فَقَرَنَتَنِي وَجْهَهُ الْكِرَاهِيَةَ
 فَقَالَ كَلَّا كَمَا فَحَسِّنْ وَلَا تَخْتَلِفُوا يَا نَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوا وَهَلَكُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -
 ۶۷۱ - وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَمَا خَلَّ رَجُلٌ يُصَلِّيُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ
 ثُمَّ دَخَلَ أَخْرَقَهَا قِرَاءَةً سَيِّئَةً قِرَاءَةً صَاحِبٍ نَلَّمْنَا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا قِرَاءَةٌ أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ أَخْرَقَهَا
 سَيِّئَةً قِرَاءَةً صَاحِبٍ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَحَسِّنْ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَنِي
 لَفْسِقٍ مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا أَدْكُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کو کہہ کر نہ ہلایا علیہ وسلم نہ تھیں اے آیاس نے آپ کو خبر دی تو شیباؓ کے چہرہ میں کراہت محسوس کی آپ نے فرمایا تم دونوں ہی ٹھیک پڑھتے ہو اختلاف
 نیکاً کہہ کر تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تھا وہ ہلاک ہوئے تھے اس کو بخاری نے روایت کیا۔

اے حضرت ابی بکعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں تھا ایک آدمی اگر نماز پڑھنے لگا اس نے ایسی قراءت شروع کی جس کا میں نے اس پر انکار کیا پھر
 ایک مرد سرا کہی آیا اس نے اس سے مجھ مختلف انداز میں قراءت شروع کی جب ہم نے نماز پڑھ لی تو ہم اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ اس نے ایسے انداز سے قراءت کی کہ میں نے اس پر انکار کیا اور دوسرا آیا تو اس نے اس سے بھی مختلف انداز میں پڑھنا شروع
 کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو کھمرا تو انہوں نے پڑھا اور آپ نے ان کی قراءت سن کر اپنے فرمائی تو میرے دل میں تکذیب کا شہ پر گیا ایسا
 شہ کہ اس کے صحابیت میں بھی نہیں پڑا تعجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھی تو مجھ پر طاری ہوئی تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا تو میں

لہ قرآن سات لغات پڑا ہے۔ اس حدیث کو عبد اللہ بن امام احمد نے مراسیل میں اور نسائی نے فضائل القرآن میں اور

ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قرآن مجید کو اپنی لغت میں پڑھے تو اس پر ناراض نہ ہونا چاہیے
 بلکہ ہر ایک کو اپنی لغت میں پڑھنے کا حق ہے۔ کسی پر دباؤ نہ ڈالو اور جھگڑا نہ کرو کہ میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے۔
 اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابی بن کعب کے

دل میں آنحضرت کی تکذیب کا شہ شیطان نے ڈالا اور شہ کا دار و مدار اس پر تھا کہ جو بھی کوئی پڑھ دیتا ہے آپ اسی کو صحیح کہہ دیتے ہیں
 کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ محض ایک بگھنڈ بازی ہو اور رسالت کا محض ڈھونڈ ہو اور اس طرح لوگوں کو اپنے پیچھے لگا کر خود چوہدری
 بننے کا خیال ہو۔ آنحضرت نے آثار سے ان کی دلی کیفیت معلوم کی اور ان کے ڈولتے ہوئے دل پر اپنا دست مبارک رکھا جس سے
 وہ شیطانی دوسوہ نکل گیا اور مقام شہود میں پہنچ گئے اور اسلام، خدا اور رسول کا اتنا حکم لفظیں پیدا ہو گیا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ

کو دکھ رہے ہیں ۱۲۔

مَا قَدَّ غَشِيَتْنِي خَدَّيْ فِي صَدْرِي فَوَضَعْتُ عَرَاقًا كَمَا أَنْظَرُ إِلَى اللَّهِ ذَوْقًا فَقَالَ لِي يَا أَبَتِي أَمْسِلْ إِلَيَّ
 أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَيَّ فَرَدَّ إِلَيَّ الْغَايَةَ إِذْ رَأَى عَلَيَّ حَرْفِي فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ
 أَنْ هَوِّنْ عَلَيَّ فَرَدَّ إِلَيَّ الْغَايَةَ إِقْرَأْ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَابٍ وَلَكَ بِكُلِّ نَدْوَةٍ رَدَدْتُهَا سَمَلَةً تَسْأَلُهَا
 فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمَتِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمَتِي وَانْحَرْتُ الْثَالِثَةَ لِيَوْمِ يَدْعُبُ إِلَى الْخَلْقِ كَأَهْمٍ حَقًّا بِرَبِّهِمْ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۶۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَأْنِي جَبْرِيئِيلُ عَلَيَّ مِنْ
 فَرَجَعْتُمْ فَلَمْ أَرَلْ اسْتَبِيدَ لَدَا وَيَدِي فِي حَتَّى أَتَمَّتْ إِلَى سَبْعَةِ أَحْرَابٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ

پہنچنے پر گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ کو کہہ رہا ہوں تو آپ نے مجھ کو فرمایا اے ابی میری طرف حکم میری گئی تھا کہ قرآن کو ایک طرف سے پڑھو تو
 میں نے باگاہ خدراوندی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرمائی جائے سو وہ میری مرتبہ ہو کر حکم ہو گا کہ میں اس کو در طریقوں سے پڑھوں پھر میں نے تکرار کیا کہ
 میری امت پر آسانی فرمائی جائے تو میری مرتبہ ہو کر حکم ہو گا کہ اسات فرعون پر پڑھو اور تیرے لئے ہر تکرار کے بعد جو تم نے تکرار کیا ایک سوال کا حق ہے آپ ہر جا میں
 سوال کریں تو میں نے عرض کیا اے اللہ میری امت کو بخش دے اے اللہ میری امت کو بخش دے اور تیری دعا کو میں نے اس دن کے لئے رکھا ہے کہ ساری
 شفقت اس دن میری طرف نصبت کرے گی یہاں تک کہ الہام علیہ السلام پیش اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۶۷۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول صلی علیہ وسلم نے فرمایا جو راہیل نے مجھ کو ایک طریقے سے قرآن پڑھایا تو میں نے اس
 سے تکرار کیا اور اس سے زیادہ طریقوں کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ مجھ سے زیادہ طریقوں کی قراوت بتاتے گئے یہاں تک کہ سات قراوتوں پر پہنچے ابھی۔

۱۔ یعنی طبیعت پوری طرح نرم ہو گئی۔ اور آپ کے ہاتھ رکھنے کی برکت سے اس قدر لطیفان نصیب ہوا گویا کہ میں اشد قہار کے کو کچھ رہا
 ہوں اور مشاہدہ کہہ رہا ہوں کہ آنحضرت پر وہی اثر رہی ہے اور آپ وہی آپہی کے مطابق بیان فرما رہے ہیں ۲
۱۔ رسول اللہ کی اپنی امت پر شفقت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت ملاحظہ کرنی چاہئے کہ بار بار
 جناب الہی میں درخواست کرتے گئے مگر قرآن پاک کی تلاوت میں اور فراموشی کی جائے اور زیادہ فراموشی کی جائے یہاں تک کہ سات طریقوں
 کی قراوت کی اجازت مل گئی اور اپنی امت پر شفقت کے باعث اشد قہار نے بھی ان پر شفقت فرمائی اور فرمایا کہ جتنی دفعہ امت کی
 آسانی کے لیے دعائیں کہ چکے ہیں میں اتنی دعائیں آپ کی اور بھی منظور کروں گا تو آنحضرت نے پھر ان میں سے بھی دوبارہ دعا کر لی
 کہ میری امت کو بخش جائے اور یقیناً تیسری دعا بھی جو قیامت کے لیے رکھی گئی ہے وہ بھی امت کی بخشش اور شفاعت کے
 متعلق ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء بھی آپ کی شفاعت کے امیدوار ہوں گے۔ اللہم صل وسلم علیہ وعلیٰ آلہ
 واصحابہ واتباعہ اجمعین ۱۲

تِلْكَ السَّبْعَةُ الرَّحُوفُ اِنَّهَا فِي الْاَلْفِ تَكُونُ وَاحِدًا اِلَّا اِخْتَلَفَ فِي حَلَالٍ اَوْ حَرَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

الفصل الثاني

۶۷۲ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَائِيلَ فَقَالَ يَا جِبْرَائِيلُ إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أُمَّةٍ أُمِّيَّةٍ مِنْهُمْ الْعَجُوزُ وَالشَّيْخُ وَالْكَبِيرُ وَالغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَابٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِهَدِيدٍ وَأَبِي دَاوُدَ قَالَ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا سِتٌّ كَانَتْ فِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ قَالَ إِنَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ اتَّبَانِي فَقَعَدَا جِبْرَائِيلَ عَنْ يَمِينِي وَمِيكَائِيلَ عَنْ شِمَائِي فَقَالَ جِبْرَائِيلُ ائْتِنَا الْقُرْآنَ عَلَى أَحْرَابٍ

شہاب نے کہا کہ یہ سات قرآنیں ایک ہی کے حکم میں ہوتی ہیں بطلال اور روانہ میں مختلف نہیں ہوتیں متفق علیہ

فصل دوم

۶۷۳ حضرت ابی بن کعب نے کہا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پڑھا یا اسے جبریل میں ایک بے پڑھی امت کی طرف بھیجا گیا ان میں پڑھی اور تیس ہی میں اور پڑھے مرد میں غلام بھی اور لوٹھیاں بھی اور ایسے آدمی بھی جنہوں نے کسی کوئی کتاب نہیں پڑھی تو جبریل نے کہا اسے خود قرآن سات طریقوں پر اُتانا گیا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور احمد اور داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ان میں ہر ایک کافی اور شافی ہے اور لسانی کی ایک روایت میں ہے کہ جبریل اور میکائیل دونوں میرے پاس آئے جبریل تیسری طائیں جانب اگر کھینچے گئے اور میکائیل بائیں جانب تو جبریل نے کہا کہ قرآن کو ایک طریق پر پڑھو

۱۰ اختلاف قراءت میں معنی نہ بدلیں اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف قراءت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قراءت میں معانی یا احکام ہی بدل جائیں بلکہ وہ اختلاف قراءت برداشت ہے جس سے احکام و معانی میں کوئی فرق نہ پڑے جو چیز حرام ہے وہ حرام ہی رہے گی اور جو چیز حلال ہے وہ حلال ہی رہے گی اور اسی دائرہ کے اندر اختلاف قراءت برداشت کیا جا سکتا ہے یہ نہیں کہ الفاظ کو ایسے انداز سے بدلا جائے کہ اس کے معنی ہی کچھ اور کے

اور جو جایش ۱۲۔
۱۱۔ نبی امی نے علوم اور حکمت کے دریا بہا اس حدیث کو احمد۔ ابن جان۔ حاکم۔ طہالسی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم اور حکمت حاصل کیا اور خدا کے فضل نے اتنا کچھ دیا کہ آپ نے علوم اور حکمت کے دریا بہا دیے اور اس کے باوجود آپ نبی امی (آن پڑھ) میں کیونکہ آپ نے کسی دنیا کے انسان سے کھنسا پڑھنا نہیں سیکھا اور جتنے بھی حق لقائے نے پیغمبر بھیجے ہیں وہ کسی انسان سے نہیں پڑھے بلکہ انھیں اس خداوند عالم میں اور یہاں ہی ان پڑھ امت کہلاتی ہے تو نبی امی کی نسبت سے یا پھر ان طرہوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا نام امت امیہ ہو گیا ۱۲۔

قَالَ مَيْكَائِيلُ اسْتَزِدُّهُ حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْوَابٍ فَكُلَّ حَرْفٍ شَافٍ كَانٍ -
 ۶۴۳. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ تَمْرَةَ عَلَى قَاصٍ لَقِيَتْهُمْ فَاسْتَرْجَعَتْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلَيْسَ سَأَلَ اللَّهَ بِ فَإِنَّ سَبِيحِي أَقْوَامٌ يَقْرَأُونَ
 الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ رِوَاةُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ -

الفصل الثالث

۶۴۴. عَنْ بَرِيدَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ يَتَأَكَلُ بِهِ النَّاسُ
 جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ عَظِيمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ رِوَاةُ أَبِي يَحْيَى فِي شُعْبِ الْأَيْمَانِ -

تو یہ کھیل نہ آخرفت علی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان سے زیادہ کی بات اور یہاں تک کہ سات اہل قرآن پر بھیجے کہ ان میں سے ہر ایک طریقہ کا فی اور شافی ہے۔
 ۶۴۳. عمران حنین رضی اللہ عنہما ایک قصہ گو بزرگ سے بزرگ پڑھ رہا تھا پھر سوال کرنے لگا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ پڑھا پھر کہا کہ میں نے
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو آدمی قرآن پڑھے تو اس کے سبب اللہ ہی سے مانگے بعض قرآن پڑھیں گی اور اس کے ساتھ
 لوگوں سے سوال کریں گی اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا

فصل سوم

۶۴۴. حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قرآن اس میں پڑھے کہ اسکے سبب سے لوگوں سے لے کر کھائے
 تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ کی بڑیاں نکلی ہوں گی اس پر کوئی گوشت نہیں ہوگا اس کو بہتی نے شعب الایمان میں روایت کیا

لے قرآن پڑھ کر مانگنا بہت ہی بڑا ہے۔ اس کو ترمذی نے سن کہا ہے اور اس کو طبرانی نے کبیر میں اور بہتی نے شعب الایمان
 میں اور ابن ابی شیبہ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کا وعظ کہہ کر بعد میں سوال کرنا انتہائی برا کام
 ہے گویا اپنے اس وعظ کی قیمت لے لی اور آخرت کے لیے کچھ نہ رکھا ان اگر قومی کام یا رفاہ عامہ کے لیے چندہ حاصل کرنا ہو تو تہنیت
 کے طور پر قرآن پاک کی باتیں پڑھ سکتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ اگر مانگنا ہو تو وعظ نہ کہے اور اگر وعظ کہنا ہو تو سوال نہ کرے
 کیونکہ اس طرح قرآن کی بے ادبی ہوتی ہے ۱۱۔

۱۱۔ اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا لیکن اس کے کچھ شواہدات میں جن میں سے بعض صحیح بھی ہیں چنانچہ امام حاکم
 نے ابو سعید سے اسی مضمون کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح بھی کہا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید
 کی تلاوت کر کے مانگنا بہت بڑا ہے ۱۱۔

۶۶۵ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّورَةِ حَتَّى يَنْزِلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ زَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۶۶۶ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بَحْبُصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ لَجَلَّ مَا هَكَذَا أَنْزَلَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَرَأْتُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ فَبَيْنَاهُمْ يَوْمَئِذٍ إِذَا وَجَدَ مِنْ رِيحِ الْخَمْرِ فَقَالَ الشَّرْبُ الْخَمْرُ وَتَكْدِيبُ بِالْكِتَابِ فَضَرْبُ الْحَدِّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۶۶۷ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أُرْسِلَ إِلَى الْبُؤَيْبِ مَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاذَاعَ ابْنُ الْخَطَّابِ

۶۶۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھتا تو قرآن کی دو سورتوں کے فاصلہ کا پتہ نہ چلتا اس کو ابورواد نے روایت کیا۔

۶۶۶ علقمہ نے کہا کہ ہم حبص میں تھے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ یوسف پڑھی تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ سورت اس طرح تو نہیں آتی تو حضرت عبداللہ نے کہا ہاں قسم میں نے اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بہت اچھی پڑھی ہے اس وقت کہ وہ حضرت عبداللہ سے باتیں کر رہا تھا اس شراب کی بو آئی تو حضرت عبداللہ نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے اور قرآن کو جھٹلاتا ہے پھر آپ نے اس کو سہ لگائی متفق علیہ۔

۶۶۷ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ امر کی لڑائی کے زمانہ میں آؤی اچھی اس وقت عمر بن خطاب بھی آپ کے پاس بیٹھے تھے

۱۔ بسم اللہ دو سورتوں میں فاصلہ ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن مجید کی ایک آیت ہے اور یہ ہر سورت کے ابتدا میں فصل کے لیے اتاری گئی ہے اور یہ ہر سورت کی مستقل آیت نہیں ہے ۱۲۔

۲۔ حاکم قوی قرینہ پر حد لگا سکتا ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ عبدالرزاق۔ ابونعیم اور ابو عوانہ نے بھی روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود جمص میں گور نہ تھے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ امام اور حاکم کو جائز ہے کہ جب کوئی قوی قرینہ موجود ہو تو حد قائم کی جاسکتی ہے اگرچہ مجرم اپنے جرم کا اقرار نہ کرے اور نہ ہی اس پر شہادتیں ہیا ہو سکیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود شراب کی بو پائے جانے پر حد کو واجب جانتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے رضاعی بھائی ولید بن عقبہ کو جمص شراب کا کوئی شہادت پھر لگا دی تھی اور اسی طرح حضرت ولید بن مسعود نے بھی اس آدمی کو حد لگا دی اور یہ جو فرمایا کہ تو قرآن کو جھٹلاتا ہے یہ جمص تشدید اور تغلیظ ہے ورنہ وہ قرآن کا

عِنْدَ لَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَقَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ لِبَعْضِ الْقُرَّانِ وَإِنِّي أَخْشَى
 لِإِسْمَةِ الْقَتْلِ الْقُرَّانَ بِاللَّوَاهِنِ بِنُذْهَبُ كَثِيرٍ مِنَ الْقُرَّانِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْتِيَ بِجَمْعِ الْقُرَّانِ قُلْتُ
 لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ
 فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يَرَا جُعْنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ نَبِيُّ
 قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا تَهْمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَلْتَبُّ الْوَجْهَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَتَتَّبِعُ الْقُرَّانَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا
 آمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرَّانِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يَرَا جُعْنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ شَرَحَ لِي صَدْرِي

تھے تو حضرت ابو بکر نے کہا کہ عمر سے پاس آئے اور کہا کہ یہ امام کے دو جب بڑائی گرم ہوئی تو بہت سے قرآن کے قاری مد سے گئے اور مجھے خطرہ ہے اگر اسی
 طرح چند ایک جگہوں میں قارئین کا قتل ہوا تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ چلا جائے گا اور میرا خیال ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا کم دین تو میں نے عمر سے کہا
 کہ آپ ایسا کام کیونکر کر سکیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو عمر نے کہا تمہاری قسم یہ کام اچھا ہے حضرت عمر مجھ سے برا بکھرا کرتے رہے یہاں تک
 کہ اتنی قدر تھی میرے سینہ کو اس کے لیے کھول دیا اب میرا بھی اس معاملہ میں وہی خیال ہے جو عمر کا ہے تو زید نے کہا حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تو ایک
 نوجوان مسجد آ کر بیٹھا ہے ہم تجھ پر کوئی تہمت نہیں رکھتے اور تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتی لکھا کرتا تھا سو قرآن مجید کو تلاش کر اور اس کو جمع کر دے
 زید نے کہا نہ ہی تمہارے پاس ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا حکم دیتے تو یہ قرآن جمع کرنے سے زیادہ چھ پر جو حمل نہ ہو تا زید نے کہا جیتے مرنے کیا
 تم ایسا کام کیونکر کر گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو ابو بکر فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام اچھا ہے ابو بکر مجھ سے ٹکر کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

لہ جنگ یمامہ کا مختصر حال۔ اس حدیث کو احمد، طحاوی، ابن سعد، ترمذی، نسائی، ابن جریر اور ابن ابی داؤد
 نے بھی روایت کیا ہے۔ یمامہ ایک شہر کا نام ہے یہ شہر بنو حنیفہ کا مرکز تھا اور مسیلمہ کو اب نے اس کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا جو تک
 اس کے قبیلہ زیادہ تر بنو حنیفہ ہی کے آدمی تھے اور وہ خود بھی بنو حنیفہ ہی کا ایک فوج تھا اس لیے بنو حنیفہ اپنے قبیلہ کی بڑائی کے
 لیے اس کی جھوٹی نبوت کو رائج کرنے میں اس کے مددگار تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے خالد بن ولید
 کی تختی میں لشکر روانہ کیا۔ مسیلمہ مارا گیا۔ اسکی نبوت کا خاتمہ ہوا اور یہ خانہ ساز نبوت و پس دفن ہو گئی لیکن اس جنگ میں مسلمان بھی
 بہت سے شہید ہوئے۔ حضرت ابو بکر اسلام کو بالکل اسی انداز پر رکھنا چاہتے تھے جس انداز پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو چھوڑ
 کر گئے تھے۔ چونکہ آپ کے زمانہ میں قرآن پاک موجودہ شکل میں لکھا ہوا نہیں تھا بلکہ متفرق اجزا اور پر لکھا ہوا تھا حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم اس کو
 اسی طرح رکھنا چاہتے تھے حضرت عمر نے جب بتایا کہ قادی شہید ہوتے گئے تو ممکن ہے کوئی حصہ قرآن کا لکھا ہوا ہمیں دستیاب نہ ہو سکے
 ہذا بھی سے اس کو محفوظ کر لینا چاہئے تو یہ بات حضرت ابو بکر کو پسند آگئی اور اس پر آمادہ ہو گئے۔ ۱۳۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

باب متعلقات قرآن

أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرٍو فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْزَعًا - مِنَ الْعُسْبِ وَاللِّحَافِ وَصُدُودِ الرَّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ
 آيَةَ سُورَةِ التَّوْبَةِ - مَعَّ إِلَى خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ
 أَنْفُسِكُمْ حَتَّى خَاتَمًا - بِرَأْوَةٍ فَكَانَتْ الْعُصْفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عَمْرٍو حَيَوَةٌ
 ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عَمْرٍو رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۶۷۸. وَعَنْ النَّبِيِّ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ حُدَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُثْمَانَ وَكَانَ يُعَاذِنِي أَهْلَ
 الشَّامِ فِي فِئَةِ الْأَمِّيَّةِ وَكَانَ يُبَيِّنُ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَذِنَ عَمْرٍو حُدَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقُرْآنِ
 فَقَالَ حُدَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِيكَ هَذِهِ الْأَقْتَابُ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافًا

نے میرے سینے کو اس کام کے لیے کھول دیا جس کے لیے ابوبکر اور عمر کے سینے کو کھولا تھا پھر میں نے قرآن کو تلاش کر کے صحیح کرنا شروع کیا میں نے قرآن کو
 کچھ دنوں کی شانوں پر لکھا ہوا بھی لیا اور سنی صحیحوں اور آدمیوں کے سینوں سے بھی سائل کیا یہاں تک کہ سورہ توبہ کی آئی آت تھے ابو خزیمہ
 انصاری کے پاس بیٹا اور اس کے سوا کسی کے بھی یہ آیت نہ ملی کہ یہ تک آئے تھا کہ پاس رسول تمہاری اپنی ہی جانوں سے سورہ توبہ کے خاتمہ تک تویر لکھے
 ہوئے صحیفے ابوبکر بنی الطور نے کے پاس تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر دیا پھر حضرت عمر کی زندگی میں لکھے پاس رہے پھر حضرت عمر فاروق کو کثرت
 حضرت حفصہ کے پاس رہے اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۶۷۸. انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان حضرت عثمان کے پاس آئے اور حضرت عثمان اس وقت اہل شام کی طرف تشریف
 لے رہے تھے آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح کے لیے اور قراحت میں لوگوں کے اختلاف سے حضرت حذیفہ گھبرائے ہوئے تھے تو حذیفہ نے حضرت عثمان کو کہا اے
 امیر المؤمنین اس امت کو کتاب میں یہ دو روئساری کی طرح اختلاف کرنے سے پہلے پہلے ہی بحال نہ تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے پاس یہ صحیفہ لکھی

دقیقہ حواشی صفر گذشتہ ۷۷۷ نمبر میں ثابت ہوئی تھی اس لیے اس کا تب وی رہ چکے تھے اس لیے ان دونوں بزرگوں نے اپنی کو کتابت
 قرآن کے لیے پسند فرمایا اور کہا کہ ہم آپ پر کوئی کسی قسم کی کمی نہیں لگائیں گے اور آپ کو پورا دیا سنتا رہی سمجھیں گے کہ یہ
 خدا تعالیٰ کے رسول نے جب ان پر اعتماد کر کے ان کو کتاب وی رکھ لیا تو اور کسی کی کیا مجال تھی کہ ان پر اعتماد کرتا ۱۲۔
 ۷۷۷ یہ حضرت زید بن ثابت کی دیانتداری تھی کہ ان کو اس عظیم ذمہ داری کا احساس ہوا کہ جو بار میرے کندھوں پر رکھا جا رہا ہے اگر اس میں
 موہی فرق آیا تو قیامت تک کے قرآن پڑھنے والوں کی غلطی کا گناہ مجھ پر ہوگا۔ اس سے آپ کا تب لکھے اور کہنے لگے کہ اگر تم مجھ کو یہ کام
 کو فلاں پہاڑ کو اٹھا کر فلاں جگہ لے جاؤ تو مجھ کو اتنا بوجھ محسوس نہ ہوتا ۱۲۔
 ۷۷۷ اور پھر حضرت رضی اللہ عنہما سے لے کر حضرت عثمان نے اس سے کئی نسخے لکھوائے جیسا کہ اس کی تفصیل اگلی حدیث میں آ رہی ہے
 (حاشیہ صفر ہذا)

الْهُرُودِ وَالنَّصَارَىٰ فَأُرْسِلَ عُثْمَانُ إِلَىٰ حَفْصَةَ أَنْ أُرْسِلِيَ الْبِنَابَ الْمُصْحَفِ نَسَخَهَا فِي الْمَصَاحِفِ
 ثُمَّ نَزَّاهَا إِلَيْكَ فَأُرْسِلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَىٰ عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَ
 سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوا هِيَ فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ
 الْمَرْهُطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثِ إِذَا خَلَعْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي ثَمَنِي مِنَ الْقُرْآنِ فَالْتَبَوْا بِلِسَانِ
 قُرَيْشٍ فَإِنَّا نَزَّلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّىٰ إِذَا نَسَخُوا الْمُصْحَفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الْمُصْحَفَ إِلَىٰ
 حَفْصَةَ وَأُرْسِلَ إِلَىٰ كُلِّ أَقْبَىٰ مُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَجِيفَةٍ
 أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ سَمْعَ زَيْدِ بْنِ
 ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْخُرَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ فَدَكْتُتُ أَسْمَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

کہ ہمارے پاس قرآن پاک کے نسخے روانہ کر دو ہم ان سے مصاحف نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے تو حضرت حفصہ نے حضرت عثمان کے پاس بھیج دیئے
 تو حضرت عثمان نے زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام کو حکم دیا تو انہوں نے مصاحف میں لکھنا شروع کیا اور حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہم نے تمیز قریشی لکھ دیوں کہ کہا جب تمہارا اور زید بن ثابت کا کسی قراءت میں اختلاف ہو جائے تو اس کو قریشی کی زبان میں لکھو کیوں
 کہ قرآن ان کی زبان میں انرا ہے سو انہوں نے ایسا ہی کیا چنانچہ جب مصاحف لکھے جا چکے تو حضرت عثمان نے وہ نسخہ حضرت حفصہ کو بھیج دیا جو ان
 سے منگایا تھا اور ہر طرف جو قرآن کے نسخے لکھے گئے تھے بھیج دیئے اور حکم دیا کہ اب باقی جو نسخے ان کے علاوہ کسی کے پاس موجود ہوں تو ان کو جلا دیا جائے
 ابی شہاب نے کہا کہ مجھ کو خاریجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت نے کہا میں نے سوادہ ازہلب کی ایک آیت مصحف لکھے وقت نہ پائی جس

۱۔ کتابت قرآن کے تین مرحلے - اس حدیث کو ترمذی، نسائی، ابن سعد ابن ابی داؤد، ابن الانباری، ابن حبان اور بیہقی
 نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے آذربائیجان ایران کا شمال مغربی حصہ ہے اور آرمینیا اقلد کا جنوبی علاقہ ہے حضرت
 عثمان ان کی فتح کے لیے اہل عراق اور اہل شام کا لشکر تیار کر رہے تھے۔ قرآن کی کتابت کے تین مرحلے ہیں پہلی دہہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 سلم نے اسکو لکھوایا۔ لیکن اس وقت کسی کا غنڈ پر کسی پتھر پر کسی گھوڑی کی شاخ پر جس طرح بھی ہو سکا لکھ لیا گیا اور اس وقت قرآن کے یاد کرنے
 والے حافظہ بيشمار تھے۔ بعد ازاں صدیق اکبر نے مختلف اجزائے اس کو لکھوایا لیکن ایک ایک سورت کو الگ الگ جزیوں میں لکھا دیا اور
 ان کو صحیفے کہا جاتا تھا پھر حضرت عثمان نے ان سورتوں کو یکجا کر کے قرآن کی اکٹھی شکل میں تبدیل کر دیا جیسا کہ آجکل ہے اور ایک تبدیلی
 یہ کہ مختلف قراءتوں میں سے قریش کی قراءت کو تجویز کیا گیا اور جو صحیفے یا آیات دوسری قراءتوں کے مطابق لکھے گئے تھے ان کو جلا
 دیا تاکہ امت سے اختلاف ختم ہو جائے۔ قرآن پاک کے بوسیدہ اور اوراق (جو کا نام نہ رہے ہوں) کے متعلق علمائے مختلف تجویز میں پیش
 کی ہیں اگر حصو کرنا یا جاسکے تو مٹا کر اس کو بیا لیا جائے اگر نہ مٹ سکے تو یا ان کو جلا کر رکھ کسی ایسی جگہ میں دفن کی جائے جہاں لوگوں کے قدم
 نہ آسکیں یا بھرنو دو بوسیدہ اوراق ہی کو کسی محفوظ جگہ میں دفن کر دیا جائے ۱۲۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا فَاتَّسَنَّا هَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُرَيْمَةَ بِنْتِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بِحَالٍ
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا لِلَّهِ عَلَيْهِ فَالْحَقْنَا هَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ رِوَاةُ الْبَخَارِيِّ

۶۷۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُمَانَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى أَنْ عَمَدْتُمْ لِي الْأَنْفَالَ وَهِيَ مِنَ الثَّانِي
وَالِي بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْبَيْتِ فَقَرَأْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوا اسْمَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَوَضَعْتُمُوهَا
فِي السَّبْعِ الطُّوْلِ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا
يَأْتِي عَلَيْهِ الرِّمَانُ وَهُوَ كَثِيرٌ عَلَيْهِ السُّورُ ذَوَاتُ الْعَدَدِ وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ
مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ صَعُوا هَذَا الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُدَكِّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا إِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ

کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا آپ اس کو پڑھتے تھے ہم نے اس کی تلاش کی تو خزیمہ بنت ثابت انصاری کے پاس سے مل گئی وہ
آیت یہی مومنوں سے پکڑ گئی ایسے میں جنہوں نے اپنے لئے مہوں و عددوں کو پورا کر دیا تو ہم نے اس آیت کو اس صورت میں مصحف میں طویا اس کو
بخاری نے روایت کیا۔

۶۷۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ تم کو کس چیز نے آمادہ کیا انفال کی طرف اور وہ ثنائی سے
ہے اور صورت جماعت کی طرف اور وہ سبک سے ہے تم نے ان دونوں کو طویا اور رسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطحی نہیں لکھی اور تم نے اس کو سات ہی
سورتوں میں رکھ دیا تم اس چیز پر کس نے آمادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقت گزرتا رہتا اور کئی آیتوں والی
سورتیں اتنی آتی اور جب آپ پر کوئی چیز اتنی تو آپ ان لوگوں میں سے کسی کو بلا بھیجے جو آپ کی وحی لکھا کرتے تھے آپ فرماتے اس آیت کو اس سورۃ
میں رکھو جس میں تلاں تلاں پڑھ کر ہے اور اس طرح جب آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے اس آیت کو اس سورۃ میں لکھو جس میں تلاں

۱۷ سورۃ قرآن کی ترتیب توقیفی ہے۔ سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے یہ بذریعہ اہام نہیں ہوتی۔ امت کے جید علماء نے
مضنون کے ربط کو مد نظر رکھتے ہوئے سورتوں کی ترتیب قاضی کی ہے اور یہ علماء صحابہ کرام تھے حضرت عثمان نے سات نسخے نقل کر لئے
تھے جو ان شہروں اور علاقوں میں بھیجے گئے۔ مکہ مکرمہ۔ شام۔ یمن۔ بحرین۔ مدینہ منورہ۔ بصرہ اور کوفہ اور پھر ان علاقوں میں لوگوں نے
ان سے نقل کر لیے۔ ۱۷

۱۸ ثنائی وہ سورتیں ہیں جو سورہ فاتحہ کے بعد شروع ہوتی ہیں یعنی سورہ بقرہ سے لے کر انفال تک۔ ۱۸

۱۹ نین وہ سورتیں ہیں جن کی آیتیں سو سے زیادہ یا سو یا سو کے قریب قریب ہیں۔ قرآن کی سورتوں کی تقسیم چار حصوں میں کی
گئی ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد کی سات سورتیں ثنائی کہلاتی ہیں اور ان کے بعد کی سورتیں متین کہلاتی ہیں پھر ان کے بعد سورہ حجرات تک
تواری کہلاتی ہیں اور سورہ حجرات سے لے کر آخر تک مفصلات کہلاتی ہیں۔ ۱۹

الْآيَةِ يَقُولُ ضَعُوهَا فِي الْآيَةِ فِي السُّورَةِ الَّتِي يَذْكُرُ فِيهَا كَذًا وَكَذًا وَكَانَتْ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةً مِنَ الْخِيَرَةِ نَزُولًا وَكَانَتْ تَقْتُمُهَا شَبِيهَةٌ بِقِصَّتِهَا فَبُخِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَمَيِّنْ لَنَا انْتِهَائِهَا مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ قُرِئَتْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَكْتُبْ سَطْرًا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَوَضَعْتُهَا فِي السَّبِيحِ الطَّوِيلِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ.

کتاب الدعوات

الفصل الأول

۶۸۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَجَلَّ كُلُّ

نفلان جیہ کا ذکر ہے اور سورۃ الفال مدینہ منورہ کے ابتدائی وقت میں نازل ہوئی اور سورۃ براءت کے آخری دنوں میں نازل ہوئی اور ان کا ضمن ان ایک دوسرے سے ملے جلتے تھے تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور آپ نے ہم سے وضاحت نہ فرمائی کہ سورۃ قریم الفال ہوا کا کیا ہے یا نہیں اس طرح میں نے ان دونوں سورتوں کو آپس میں اکٹھا کر دیا ہے اور میں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر بھی نہیں لکھی اور میں نے اسکو سات لمبے سورتوں میں رکھ دیا اس کو احمد ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا

دعاؤں کا بیان

فصل اول

۶۸۰. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے ہر نبی نے اپنی دعائیں جلائی

لہ دعا کبھی ضائع نہیں جاتی۔ عبادت میں سے دعا سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو عزیز ہے جیسا کہ آئمہ حدیثوں سے آپ کو معلوم ہو گا یہی اصل عبادت ہے یہی عبادت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے تم مجھ کو بکارو میں تمہاری دعا کو مشرف قبولیت عطا کروں گا اور یقیناً خدا تعالیٰ ہر دعا کو قبول کرتے ہیں لیکن اس کے لیے چند ایک شرطیں ہیں۔ بندہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے نا فریانی نہ کرے۔ خوراک اور لباس حلال کا ہو حرام کا نہ ہو۔ قطع رحمی یا گناہ کی دعا نہ کرے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کی مصلحت کے مطابق اگر کچھ دیر ہو جائے تو بندہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ ان شرطوں کے بعد دعا حاضر و قبولی ہوگی۔ یا تو بعینہ قبول ہو جائے گی اور اگر وہ حکمت الہی کے خلاف ہوگی تو اس کے بدلے میں کوئی اور چیز مل جائے گی یا پھر آخرت کے

يَبِيَّ دَعْوَتِي وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِيهِ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ خَرِزْمَةَ.

۶۸۱ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا أَنْ تَخْلُقَنِي فَلَمَّا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنْتَ شَعْتُمْ لَعْنَتًا جَلْدًا فَاجْعَلْهَا صَلَوةً وَزَكَاةً وَقُدْرَةً تَقْرَبُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۶۸۲ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شَعْتُمْ أَحْسَنِي إِنْ شَعْتُمْ أَرْزُقْنِي إِنْ شَعْتُمْ وَلْيَعْزِمُوا مَسْئَلَتَهُ أَنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَلَا يَكْرَهُ وَلَا يَهْتَدِي وَلَا يَلْتَمِسُ

اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لئے قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے اور میری دعا انشاء اللہ میری امت میں سے ہر آدمی کو پہنچے گی۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوں گا اس کو مسلم نے روایت کیا اور بخاری میں اس سے منقول ہے۔
۶۸۱ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں نے تجھ سے ایک عہد حاصل کیا ہے جس کا تو خلاف نہیں کرے گا سو میں ایک آدمی ہوں پھر اگر کسی مؤمن کو میں نے تکلیف دی ہو یا میں نے کسی کو گالی دی ہو یا میں نے کسی پر لعنت کی ہو یا کسی کو میں نے مارا ہو تو اس کو اس کے حق میں قیامت کے دن رحمت اور پاکیزگی اور قرب خداوندی کا باعث بنا دے متفق علیہ

۶۸۲ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تمہیں سے دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے اگر تو چاہے تو مجھ کو رزق دے اپنی دعا کو پورے قسمیں سے مانگے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس کو کوئی عجز و رکوتہ والا نہیں ہے اس کو دعا ہی نے روایت کیا

۱۷ شُرک نا قابل معافی جرم ہے۔ اس کو احمد ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے شفا کا اثبات بھی ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی شرک نہ کرے وہ ہمیشہ کا بہنہ نہیں ہے خواہ اس نے کتنے ہی گناہ کبیرہ کیے ہوں۔ سہرنہی کی ایک دعا ایسی ہے جو یقیناً قبول کی جائے گی۔^{۱۷}

۱۸ رسول اللہ کی دو آدھیوں پر نازل ہوئی اس حدیث کے اور بھی کئی طرق ہیں صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے انہوں نے آپ سے کوئی بات کی میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی آپ عصب میں آگئے اور ان کو سخت مسکت کہا اور ان پر لعنت بھی کی پھر جب وہ چلے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ

یا آئی میں بھی آدمی ہوں آخر تک ۱۲
۱۹ دعا بخیرتہ لقیتم سے کہو
میں سے مزید تفصیلات اور احادیث پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶۸۳ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ سِئْتُ وَلَكِنْ لِيَعُزِمَ وَيُعْظِمَ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَتَعَاطَى شَيْءًا أَعْطَاهُ رِوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۸۴ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِأَيْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رِجْوِ مَا لَمْ يَسْتَعِجِلْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْأَسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَسْتَجِبْ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدْعُ الدَّاعِيَ رِوَاهُ مُسْلِمٌ.

۶۸۵ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ إِخْبِي بِظَهْرِ الْقَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِ مَلِكٍ مُؤَكَّلٍ كَمَا دَعَا إِخْبِي بِخَيْرٍ قَالَ لِلذِّكْرِ الْوَكَلُ بِهِ أَمِينٌ وَلَكَ

۶۸۳ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو اس طرح نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ کو بخش دے لیکن پوری تاکید سے دعا کرے اور اپنی رحمت کو پوری طرح ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تو کوئی چیز پوری نہیں ہے کوہ کسی کو دے نہ سکے اس کو مسلم نے روایت کیا

۶۸۴ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے تب تک اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول جلد بازی کیا ہے آپ نے فرمایا کہ بندہ کہنے لگے کہ میں تو دعا کرتا رہا میری دعا تو قبول نہیں کرتی اس وقت تمک جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے اس کو مسلم نے روایت کیا

۶۸۵ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان آدمی کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا جلدی قبول ہوتی ہے اسکے پاس فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ موکل فرشتہ امین کہتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ تیرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دعا با لکل نجات یقین سے کرنی چاہئے اور اس طرح دیکھنا چاہئے کہ اگر تیری مرضی ہو تو میری دعا کو قبول کر کیونکہ ان الفاظ میں ایک تو شک سا پایا جاتا ہے کہ شاید میری دعا قبول ہو یا نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بچتہ وعدہ کیا ہے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں اور دوسرا سبب یہ ہے کہ ایسے الفاظ ایسے آدمی کو کہے جاتے ہیں جو کچھ عبودیت سا نظر آ رہا ہو کہ اگر کوئی سکو تو کہ دو تو ان الفاظ میں سودا دینی ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کر سکتے ہیں ان کو کوئی عبودیت نہیں ہے ۱۱ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۲ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے

۱۳ اس حدیث بخاری اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ دعا ضرور قبول ہوتی ہے آدمی کو چاہئے کہ کبھی نا امید نہ ہو۔ البتہ دعا کی قبولیت کے لیے کچھ شرائط ہیں اور وقت بھی مقرر ہوتا ہے ان کی تفصیل کچھ گذر چکی ہے کچھ آگے آرہی ہے ۱۴

بِمِثْلِ رِوَاةٍ مُّسَلَّمٍ۔

۶۸۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوا عَلَى الْفِسْكَمِ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ رِوَاةٌ مُّسَلَّمَةٌ وَذِكْرٌ حَدِيثِ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ دَعْوَةَ الظُّلْمِ فِي كِتَابِ الزُّكَاةِ۔

الفصل الثاني

۶۸۶ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ عَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَدَأَ وَقَالَ رَبُّكُمْ أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ رِوَاةٌ أَحَدًا وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِبْنُ مَلْجَةَ۔

یہ بھی ایسا ہی ہوا اس کو مسلم نے روایت کیا

۶۸۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اپنی جانوں کے لیے بُری دعا نہ کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے مالوں کے لیے ایسا نہ ہو کہ تم اللہ تعالیٰ سے کسی ایسے وقت بُری دعا مانگے جو تمہیں قبول کرنے کا وقت ہو اور وہ بد دعا تمہارا رکھنے میں قبول ہو جائے اس کو مسلم نے روایت کیا ابنا بن عباس کی حدیث اتق دعوة الظالم کتاب الزکوٰۃ میں ذکر ہو چکا ہے

فصل دوم

۶۸۷ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا دعا پکارنا ہی تو عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور کہا رب نے کہا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا اس کا احمد ترمذی۔ ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۱۔ قبولیت دعا میں دیر کیوں ہوتی ہے اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ دعا کی قبولیت کی شرطیں بیان ہو چکی ہیں۔ اگر وہ شرط پوری ہوں تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اپنے وقت مقرر پریوں سمجھنے کے جب تک کھانا اچھی طرح پک نہ جائے اس لیے اپنے بچے کو کچا کھانا نہیں دیتی۔ کیونکہ ماں جانتی ہے کہ کونسا وقت بچے کو کھانا دینے کا مناسب ہے اور کونسا نہیں لیکن بچہ اپنی نادانی کی وجہ سے روتا اور ضد کرتا ہے کیونکہ وہ دیر کی مصلحت نہیں جانتا اور بعض اوقات آدمی خدا تعالیٰ سے کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے بلکہ اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز دیتے ہیں یا پھر وہ دعا آخرت کے خزانہ میں جمع ہو جاتی ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ آگ کے سرخ سرخ کو تیلے بچے کو بڑے خوشنما معلوم ہوتے ہیں لیکن ماں باپ بچے کو اس سے دور رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آگ اس کو جلا دے گی لیکن بچہ اس کو نہیں سمجھتا یہی حال انسان کا ہے وہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ سے ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ نہیں دیتے۔ ۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

- ۶۸۸ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ خَيْرُ الْعِبَادَةِ لِرِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ.
- ۶۸۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ أَلْوَمَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الدُّعَاءِ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ بَيِّنَاتِ حَسَنِ عَرَبِيَّةٍ.
- ۶۹۰ وَعَنْ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا اللَّهُ عَاوِلًا يَزِيدُنِي فِي الْعَمَلِ إِلَّا الْبِرَّ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ.
- ۶۹۱ وَعَنْ ابْنِ عَسَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالْدُّعَاءِ رِوَاةِ التِّرْمِذِيِّ وَرِوَاةِ أَحْمَدَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ

۶۸۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعوات کا مغز ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۸۹ حضرت ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک دعا سے نیا اور قدوال کوئی چیز نہیں ہے اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن لا یب ہے۔

۶۹۰ اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر کو صرف دعا ہی روک سکتی ہے اور علی کے سوا کس کو اور کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی اس کو ترمذی نے روایت کیا

۶۹۱ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ان مصیبتوں میں بھی فائدہ مند ہے جو نازل ہو چکی ہوں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئیں تو اللہ کے بندوں کو دعا کو لازم پکڑو اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس حدیث کو احمد نے معاذ بن جبل سے روایت

(بقیہ صفحہ گذشتہ) قبولیت دعا کے خاص اوقات اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ویسے تو دعا ہر وقت کی جاسکتی ہے اور ہر وقت قبول ہوتی ہے لیکن نماز کے بعد نماز کے اندر۔ پھلی رات میں۔ لیلۃ القدر میں جمعہ کے دن خطبہ کے وقت اور جمعہ کے دن عصر کے بعد شام تک کے اوقات دعا کی قبولیت کے خاص وقت میں ۱۲۔

دعا عبادت خود عبادت ہے۔ اس حدیث کو بخاری نے ادب مفرد میں اور ابن ماجہ، حاکم، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے عبادت یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو عاجز سمجھے اور خدا تعالیٰ کو قادر اور حاکم اور متصرف سمجھے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اس کے تصور میں بھی چیزیں ہوتی ہیں کہ میں محتاج ہوں اور اللہ تعالیٰ غنی اور قادر ہے تو اس لحاظ سے دعا بہتر عبادت بھی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر دعا قبول ہو جائے تو یہ دوسرا فائدہ ہے پہلا فائدہ یہ ہے کہ دعا عبادت خود اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ۱۲۔

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

- ۶۹۲ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو بِدُعَائِي إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ مَا سَأَلَ أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِأَيْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَجِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
- ۶۹۳ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ الْفَضْلُ الْعِبَادَةَ أَنْتِظَارُ الْفَرَجِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -
- ۶۹۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے

- ۶۹۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگے یا تو اللہ تعالیٰ وہی چیز اس کو دے دیتے ہیں یا اس کی مثل اس سے بڑائی کر دے دیتے ہیں بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اس کو ترمذی نے روایت کیا
- ۶۹۳ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے اس کا افضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کائنات کی انتظار ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔
- ۶۹۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے گا اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

دقیقہ ماہنامہ گزشتہ ۱۷ اس حدیث کو احمد - ابن حبان - حاکم اور بخاری نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے۔ دعاسب سے زیادہ قدر

دالی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خلعت اور بندے کی مسکینی کا اظہار ہے۔ ۱۱ -

۱۷ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کا نوشتہ ہے اور دعا اللہ تعالیٰ ہی سے دنتوا

ہے وہ اگر چاہے تو اپنے فیصلے میں تبدیلی کر دے اس کو ہر طرح کا اختیار ہے۔ ۱۲ -

۱۷ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔ جیسے ڈھال - تیر و تلوار کے زخم سے بچانے کا سبب ہے

یا جیسے پانی سنہری اگانے کا سبب ہے اسی طرح دعا بھی معیشتوں سے بچانے کا سبب ہے۔ ۱۲ (دعا شریفہ صفحہ ۵۷)

۱۷ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابن ہشیمہ راوی ضعیف ہے لیکن اس مضمون کی ایک

حدیث احمد اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے اور ایک حدیث احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور یہ دونوں حدیثیں

صحیح ہیں ان سے اس کی تائید ہوتی ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

- ۶۹۵ وَعَنْ ابْنِ عَسَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِمَ لَهُ مِنْكُمْ رَأْبُ الدَّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ
أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سئِلَ اللَّهُ شَيْئًا لِيُعْطِيَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
- ۶۹۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّكَ أَنْ يُسْتَجِيبَ اللَّهُ لَكَ عِنْدَ
الشَّدَائِدِ ائْتِدْ فَيُكْتَبِرِ الدَّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -
- ۶۹۷ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَأَعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ لَا يُسْتَجِيبُ دُعَاءَ مَنْ تَلَبَّ غَافِلٌ لَوْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۶۹۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی پر دعا کرنے کا دروازہ کھولا گیا ہے اور اس پر رحمت کا دروازہ کھولا گیا اور اللہ تعالیٰ کے دعا قبول کرنے سے زیادہ دعا کیا کرے اس کو ترمذی نے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۶۹۶ حضرت ابورویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سنتی میں قبول کرے تو اسے چاہیے کہ آرام کے دنوں میں زیادہ دعا کیا کرے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۹۷ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرو کہ تم کو اس کی قبولیت کا پورا پورا یقین ہو اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۷ (تقریباً مضمون گذشتہ) اس حدیث کو ابو نعیم نے اسراہیل سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث صحیح ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کی امید

رکھنا بہترین عبادت ہے ۱۷

۱۸ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قربان چلیے گا اگر

اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور لوگوں سے انکا مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتے ہیں (حاشیہ مضمون ہذا)

۱۹ خدا کو سب سے پیاری چیز دعا ہے اس حدیث کو حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیحی نہیں ہے۔ خدا سے بچنے کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی چھوڑے خدا سے عذاب اور مصیبت سے بچنے کی دعا کرے اور دعاؤں کا دروازہ جس پر کھل گیا یعنی طبیعت دعا کرنے کی طرف مائل ہو گئی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گئی کیونکہ دعائیں آخر قبول ہو ہی جائیں گی اور اس کی دعائیں قبول کرنے کے لیے ہی تو اس کو دعا کی توفیق مل رہی ہے ۱۷۔

۲۰ آسائش میں دعا قبولیت کا باعث ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ عیش کے دنوں میں تم لوہہ تعالیٰ کو یاد رکھو سختی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ تم کو یاد رکھیں گے ۱۸۔

۲۱ دعا پوری توجہ سے کرو۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہ ہے۔ اگر تم بے پروا ہو کر مانگو گے تو خدا تعالیٰ بھی تم سے بے نیاز ہو جائیں گے اور اگر تم توجہ سے مانگو گے تو اللہ تعالیٰ بھی توجہ سے سنیں گے ۱۷۔

۶۹۸ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ بِطَوْنِ أَفْكَمٍ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظَهْرِ هَاؤُنِي رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللَّهَ بِطَوْنِ أَفْكَمٍ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظَهْرِ هَاؤُنِي فَإِذَا قَرَعْتُمْ فَاذْعُمُوا بِهَا وَجُوهَكُمْ رَوَاهُ الْبُودَاذِي.

۶۹۹ وَعَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَتَّى كَيْفَ يَسْتَجِيبُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرَدَّهُمَا صِفْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاذِي وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى.

۷۰۰ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَسْطُرْهُمَا حَتَّى يَسْتَحَّ بِهِنَّ وَجْهَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۹۸ مالک بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو تو اس سے اپنی پتھیلیوں کے اندر کی جانب سے سوال کیا کرو اور ہاتھوں کی پٹھیلوں سے سوال نہ کیا کرو یعنی اٹکے ہاتھ سے (ماخذ سے) اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی پتھیلیوں کی جانب سے سوال کیا کرو اور ہاتھوں کی پٹھیلوں سے سوال نہ کرو اور جب فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو موتوں پر پھیرو اسکو ابو داؤد نے روایت کیا

۶۹۹ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب بڑا عیب والا ہے تمہارا حق ہے اپنے بندوں سے شرم کرنا ہے کہ جب اس کے سامنے وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے تو ان کو خالی ہاتھ لو اور اسے اس کو ترمذی ابو داؤد نے روایت کیا

۷۰۰ حضرت عمرو فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو متہرط یعنی بغیر نیچے نہیں کرتے تھے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰ دعا میں ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور حاکم اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ دعا کے اداب میں سے ہے کہ ہاتھ اوپر اٹھائے جائیں۔ قریناً چہرہ کے برابر اور یہ گداگر کی حالت سے مشابہت ہے جیسے فقیر کسی کے دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کرتا ہے اور اپنا پیالہ خیرات لینے کے لیے آگے بڑھا دیتا ہے اسی طرح بندہ خدا تعالیٰ کے سامنے ہاتھوں کو پالیا خیرات کے لیے بڑھا دیتا ہے ۱۲۔

۱۱ دعا خالی نہیں جاتی۔ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے صحیح۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے ہاتھ میں کچھ نہ رکھ دیتے ہیں خالی واپس نہیں کرتے ۱۲۔

۱۲ اس حدیث کی سند کمزور ہے لیکن اس کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث حضرت انس سے بھی ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا اور ان کو متہرط یا پھیرنا سنت ہے ۱۲۔

۷۰۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَمَاعَةَ مِنَ الدُّعَاةِ وَيَدْعُ مَا يَسُوغِي ذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَدَاؤُدَ.

۷۰۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَسْوَمَ الدُّعَاةِ إِجَابَةُ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاؤُدَ.

۷۰۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقَالَ اشْرِكْنَا يَا أُمِّي فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَنْهَتْ بِهَا آيَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ وَلَا تَنْسَنَا.

۷۰۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند کیا کرتے تھے۔ اور اس کے علاوہ باقی دعاؤں کو چھوڑ دیتے تھے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۷۰۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب آدمی کے حق میں کہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۷۰۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کے اجازت مانگی۔ آپ نے مجھ کو اجازت فرمائی۔ اور فرمایا: اسے بھائی کہیں اپنی دعاؤں میں شریک کر لینا۔ اور ہمیں بھول نہ جانا۔ آپ نے یہ ایک ایسی بات کہی۔ کہ اگر ساری دنیا بھی اسکے عوض میں مجھے مل جائے تو وہ مجھے خوشی نصیب نہ ہو۔ جو اس بات سے ہوئی۔ اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی کی روایت دلائل تک ختم ہو جاتی ہے۔

لے جامع دعا کو نشی ہے۔ اس حدیث کو حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ جامع دعا وہ ہے جس کے الفاظ کم ہوں اور معنی بہت زیادہ ہوں اور ان میں دین و دنیا کی تمام بھلائیوں آجائیں۔ عام طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں ایسی ہی ہوتی تھیں ورنہ کبھی کبھی آپ خاص مقصد کے لیے بھی دعا میں مانگتے تھے ۱۲۔

لے غائب کیلئے دعا کیوں قبول ہوتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے ضعیف کہا ہے اور طبرانی نے کبیر میں اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غائب کی دعائیں چونکہ ریا نہیں ہوتا اور خلوص دل سے ہوتی ہے۔ لہذا جلد قبول ہو جاتی ہے ۱۳۔

لے آنحضرت نے عمر فاروق سے دعا کرائی۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے سے کم تر درجہ والے سے بھی درخواست دعا کرنی چاہئے۔ حضرت عمر کو خوشی اس لیے ہوئی کہ آپ نے ان کو بھائی بھی کہا اور ان سے دعائیں شرکت کی خواہش بھی کی ۱۴۔

۶۰۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا تَزِدُّكَ دَعْوَةً لِمَا أَصْرَمَ حِينَ يُقِطُّ وَلَا تَقَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ بِرُفْعِهِ اللَّهُ تَفُوقَ الْعَدَامِ وَتَقْتَمُّ لَهَا الْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ وَعِزِّي لَا أَنْصُرَكَ وَلَا يَبْعَدُ حِينَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۶۰۵۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا تَشْكُ فِيهِمْ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ السَّافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

الفصل الثالث

۶۰۶۔ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَلْحَقُّ بِكُمْ رَبٌّ حَاجَتُهُ كُلُّهَا حَتَّى يُسْأَلَ

۴۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں۔ جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار کی دعا روزہ کھرنے کے وقت۔ اور انصاف کرنے والے حاکم کی دعا۔ اور مظلوم آدمی کی دعا۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بادلوں کے اوپر اٹھاتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری عزت کی قسم میں تیری ضرورت مدد کروں گا۔ اگرچہ کچھ دیر ہو جائے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۴۰۵۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعائیں ہیں۔ جو یقیناً قبول ہو جاتی ہیں۔ ان میں شک نہیں ہے باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں اور مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۶۰۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے رب سے اپنی ساری

اپنے مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے سن کہا ہے اور احمد۔ ابن ماجہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرماتے ہیں کہ میں تیرا حق ضائع نہیں کروں گا اگرچہ کچھ وقت زیادہ بھی گزر جائے تا امید نہ ہوتی۔ تسبیح رکھنا ۱۲۔

ماں باپ کی دعا سے بچو۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ باپ کے ساتھ ماں کی دعا کا بھی یہی حکم ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی سے بچنا چاہیے تاکہ وہ کسی وقت بددعا نہ دے دیں۔ مسافر کا جو نکرہ ناز برداری کر لے والا اور غمگسار کوئی نہیں ہوتا اس لیے اللہ تعالیٰ اس کے غمگسار ہوتے ہیں اور مظلوم کی دعا اس لیے ضرور قبول ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ذمے مظلوم کی فریادرسی کرنا لے رکھا ہے ۱۲۔

يَسْتَعْمُ نَعْلَهُ إِذَا انْقَطَعَ نَادِي فِي رِوَايَةٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَتَّى يَسْأَلَ
يَسْتَعْمُ إِذَا انْقَطَعَ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ.

۶۰۶۔ وَعَنْ قَوْلِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ
إِبْطِئِهِ۔

۶۰۸۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يَجْعَلُ إِصْبِعَيْهِ حَكَ مُنْكَبِرٍ فِي دَعْوَاهُ
۶۰۹۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَمَّ
وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ فِي الدُّعَاوَاتِ الْكَبِيرَةِ۔

عادتیں مانگے۔ یہاں تک کہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی جب کہ وہ ٹوٹ جائے۔ ثابت بنانی کی مرسل روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ سے ٹک بھی مانگے۔ اور اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اس سے مانگے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔
۶۰۶ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لہجہ اتنے بلند کرتے کہ آپ کی انگلیوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔
۶۰۸ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کندھوں کے برابر رکھا کرتے تھے۔
۶۰۹ سائب بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ تو اپنے
ہاتھوں سے اپنے چہرہ کو مٹتے۔ ان تینوں حدیثوں کو بختمی نے دعوات کبیرہ میں روایت کیا ہے۔

۱۔ مسبب الاسباب صرف اللہ ہے اللہ کی حدیث کو ابن جان نے بھی روایت کیا ہے اور ثابت بنانی کی مرسل حدیث
میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خدا ہی سے مانگی جاہے گو اس کے ظاہری اسباب کچھ اور ہی ہوتے ہیں لیکن حقیقی مسبب
صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں ان کی منظوری کے بغیر کوئی چیز نہیں ملی سکتی ۱۲

۲۔ ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے کی وجہ۔ حضرت انس کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور سہل بن
سعد کی حدیث کو عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور سائب بن یزید کی حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔
ان تینوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دعائیں اٹھانا سنت ہے۔ سینہ سے لے کر منہ کے برابر تک جہاں تک بھی اٹھا
لیے جائیں ٹھیک ہے۔ البتہ استفہام کی دعائیں آپ سب سے زیادہ بلند اٹھایا کرتے تھے۔ کبھی سر کے برابر اور کبھی
منہ کے برابر اور دعا کے بعد ہاتھوں کا منہ پر پھیرنا سنت ہے کیونکہ دعائیں ہاتھوں پر رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور
ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے سے مقصد یہ ہے کہ وہی رحمت چہرے پر بھی لگے ۱۳

۱۰۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ عَسَى قَالَ لَسَلْتُ أَنْ تَوْفَعَ يَدَيْكَ حَدَّ مِنْكَ وَأَوْحُوا وَالْإِسْتِغْفَارَ أَنْ تُشِيرَ بِأَصْبِعٍ وَاحِدَةٍ وَالْإِذْنَ قَالَ وَأَلِذْنَيْهَا هَكَذَا أَوْ رَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُورَهُمَا مَائِلِي وَجْهِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۱۔ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو أَنَّهُ يَقُولُ إِنَّ رَفْعَكُمْ أَيْدِيَكُمْ بَدْعَةٌ مَا نَدَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذَا يَعْنِي إِلَى الصَّدْرِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۲۔ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَهُ أَحَدٌ أَدْعَاةً أَلَدَّ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ مِنْ حَسَنٍ غَرِيبٍ صَحِيحٍ.

۱۰۔ عکرم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے۔ یا اس کے لگ بھگ ادا استغفار کا ادب یہ ہے کہ تو ایک انگلی سے اشارہ کرے۔ اور عاجزی اور ناری کا ادب یہ ہے کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کہا۔ اور عاجزی کا ادب اس طرح ہے۔ اور اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھا دیا کہ اپنے ہاتھوں کی پٹھیں پہرے کے سامنے آگئیں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے کہ تمہارا ہاتھوں کو اتنا بلند کرنا بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے اوپر نہیں اٹھایا کرتے تھے یعنی سینے سے اوپر اس کو اٹھانے کی روایت کیا۔

۱۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر کرتے۔ اور اس کے لئے دعا کرنے لگتے۔ تو پہلے اپنے آپ سے شروع کرتے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

۱۳۔ اس پر ابو داؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے آخری حصے کو عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے ایک انگلی سے مراد سب انگلی سے اشارہ کرنا ہے کہ اشارہ کر کے اپنے نفس اور شیطان کو ملامت کرے ۱۲
۱۴۔ دعائیں اٹھانا سُنَّت ہے۔ اسکی سند میں بشر بن عروب ضعیف ہے آنحضرت دعائیں مختلف حالات میں ہاتھوں کی بلندی کو مختلف انداز میں رکھتے اور لوگ اس چیز کو مد نظر نہ رکھتے تھے تو حضرت عبداللہ نے اس عدم امتیاز کو بدعت کہا ہے نہ کہ مطلق ہاتھوں کے اٹھانے کو ۱۲

۱۵۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن جان۔ ابو داؤد۔ حاکم۔ نسائی۔ ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے بچے دعا کرے تو پہلے اپنے لیے دعا کرے مثلاً یوں کہے یا اے جی جھو کہ جی بخش دے اور نلای آدمی کو بھی ۱۲

۱۱۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ دُعَاءٍ يُدْعَى بِهِ لَيْسَ فِيهَا تَمُّ وَلَا تَطْبِيعَةٌ حِجْرٌ إِلَّا عَظَاهُ اللَّهُ بِهَا أَحَدًا تِلْكَ أَمَانٌ يَعْمَلُ لِدَعْوَتِهِ وَإِمَانٌ يَدْخُرُ هَالِكًا فِي الْأَرْضِ وَإِمَانٌ يَصْرِفُ عَنْهُ مِنَ الشُّرُوفِ مِثْلَهَا قَالُوا إِذَا نَكَرْتَ قَالَ اللَّهُ أَكْثَرُ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۱۴ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهَا مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ حَتَّى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةِ الْحَاجِّ حَتَّى يَصْدُرَ وَدَعْوَةِ الْجَاهِدِ حَتَّى يَقْعُدَ وَدَعْوَةِ الْمُرِيضِ حَتَّى يَبْرَأَ وَدَعْوَةِ الْأَخْرِ كَخَيْدٍ يَنْظُرُ فِي الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَأَسْرَعُ هَذِهِ الدَّعَوَاتِ اجَابَةُ دَعْوَةِ الْأَخْرِ بِظَهْرِهَا الْغَيْبُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ.

۱۱۳ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی مسلمان آدمی کوئی دعا کرے جس میں گناہ یا قطع رحمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور دے دیتے ہیں۔ یا تو جلدی سے دنیا میں اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور یا پھر اس دعا کو آخرت کے ذخیرہ میں جمع کر دیتے ہیں۔ اور یا پھر اس کے برابر اس سے کوئی معصیت دور کر دیتے ہیں لوگوں نے کہا اس طرح تو ہم بہت کچھ حاصل کر لیں گے۔ تو آپ نے فرمایا اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۱۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ دعائیں ہیں جن کو ضرور قبول کیا جاتا ہے مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ اپنا بدلہ نہ لے۔ اور حج کرنے والے کی دعا یہاں تک کہ واپس آوے۔ اور جہاد کرنے والے کی دعا یہاں تک کہ بیٹھے اور بیمار کی دعا یہاں تک کہ تندرست ہو جائے۔ اور بھائی کی اپنے بھائی کے حق میں غائبانہ دعا۔ پھر آپ نے فرمایا ان تمام دعاؤں میں سے پھر جلدی قبول ہونے والی بھائی کی غائبانہ دعا ہے۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیرہ میں روایت کیا

۱۔ قبولیت دعا کی الگ الگ صورتیں۔ اس حدیث کو البویعلی نے بھی روایت کیا ہے اور ہزار اور طبرانی نے اس میں بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے لیکن اس کے قبول ہونے کی صورتیں الگ الگ ہوتی ہیں اور شرائط قبولیت پہلے ذکر ہو چکے ہیں ۲

۲۔ ان کی دعا مسلسل قبول ہوتی ہے اس حدیث کو سمرقانی نے شرح جامع صغیر میں صحیح کہا گیا ہے۔ مظلوم جب تک ہاتھ یا زبان سے بدلہ نہ لے اور حج کرنے والا جب تک گھر نہ پہنچ جائے اور جہاد کرنے والا جب تک کہ جہاد چھوڑنے سے ان کی دعائیں برابر قبول ہوتی رہتی ہیں ۳

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ

الفصل الأول

۶۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْتُمُونَ بِذِكْرِ اللَّهِ إِلَّا أَحْفَنَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَعَشِيَّتُهُمْ الرَّحْمَةُ وَنَفَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ يَمِينٌ عِنْدَ رُؤُوسِهِمْ مَوْلَانِ
 ۶۱۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْبِرُنِي طَرِيقَ مَكَّةَ فَمَا عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ كَجَبْدَانٍ نَقَلَ سَيْرُهُ هَذَا جَمْدَانٌ سَبَقَ الْفَرَّادُونَ قَالُوا وَمَا الْفَرَّادُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ

باب اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے تقرب کا بیان

فصل اول

۶۱۵ حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے اس کو فرشتے اگر گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۶۱۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر کے راسمہ میں آ رہے تھے۔ آپ ایک پہاڑ کے قریب سے گزرے اس پہاڑ کو جمدان کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا چلو چلو یہ جمدان آگیا۔ مفرود لوگ آگے نکل گئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول۔ مفرود کن

لہ ذکر کے فوائد کیا ہیں۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن جان ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا

ہے اس حدیث سے ذکر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لیکن ذکر کے کچھ آداب ہیں جن کا ذکر آگے کر لیا ہے اور ذکر کے فائدے سے سو میں بیان کیے گئے ہیں کہ فرشتے ان کے گرد گھیر ڈالتے ہیں اور انکی نورانیت کا یہ تو مومن کے دل پر پڑتا ہے۔ خدا کی رحمت ذکر پر نازل ہوتی ہے۔ اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے اور فرشتوں میں اس کا پر چاہتا ہے ۱۳
 اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی نے اسکو مختصر روایت کیا ہے۔ ذکر کرنے والوں کو مفرود اس لیے فرمایا کہ وہ لوگ ذکر الہی میں اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل گئے ۱۴

الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ اَرْبَابًا مُّسْلِمًا۔

۶۱۷۔ وَعَنْ اَبِي مُؤَسَّبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مِثْلَ اَلْحَىِّ وَالْكَلِيْمَتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۱۸۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ خَلْقِ عِبَادِيْ فِيْ وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرْتَنِيْ فَاِنْ ذَكَرْتَنِيْ فِيْ نَفْسِيْ ذَكَرْتَنِيْ فِيْ مَلَاَئِكَتِيْ وَاِنْ ذَكَرْتَنِيْ فِيْ مَلَاَئِكَتِيْ ذَكَرْتَنِيْ فِيْ سَمٰوٰتِيْ وَمِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۶۱۹۔ وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ

۱۔ آپ نے فرمایا اللہ کا بہت زیادہ کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مثال اس آدمی کی جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس کی جو ذکر نہیں کرتا۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔ متفق علیہ۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں اپنے بندے سے وہی سکو کرتا ہوں۔ جس کا وہ مجھ سے توجیح رکھے۔ اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسکو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرے۔ تو میں اس کو اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ متفق علیہ۔

۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو بیٹکی لائے گا۔ تو اس کے لئے اس

۱۔ ہذا ذکر کرنے والا زندہ ہے۔ اس حدیث کو مسلم۔ ابن حبان اور ابو حواد نے بھی روایت کیا ہے۔ میت سے نہ تو کسی کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ نقصان اور زندہ سے فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے اور نقصان بھی۔ اسی طرح مومن سے علق ضد کو نفع پہنچتا ہے اور اگر اس سے کوئی دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے جنگ کرتے ہیں اور کافر بے حیثیت ایسا نہیں یعنی ذاکر زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے ۱۷

۲۔ ذکر کے آداب کیا ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ذکر کے آداب یہ ہیں۔ لہذا اس صاف ستھرا اور پاک صاف ہو۔ حلال کے پیسے سے بنایا ہوا ہو۔ کھانا حلال کا ہو۔ ذکر میں زبان بھی حرکت کرے اور دل اس پر خود کرے۔ ذہن کو پوری کائنات سے خارج کر دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پوری توجہ رکھے اور اللہ تعالیٰ سے متن ظن رکھے ذکر بلند آواز سے بھی جائز ہے اور آہستہ آواز سے بھی۔ اذکار مسنونہ بے شمار ہیں ان سب میں سے بہتر لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے۔ ان سے بھی معلوم ہوا کہ امید کو نفع پہنچا دینا چاہئے

لَهُ عَشْرًا مِثْلَهَا وَلَا يَدُومُونَ جَاءَ بِالسَّبِيَةِ فِجْرًا وَسَيِّئَةً مِثْلَهَا أَوْ غُفْرًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا
 تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ آتَانِي بِشَيْءٍ آتَيْتَهُ هَرَّةً وَوَلَةٌ
 وَمَنْ لَقِينِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةٌ إِلَّا لِيُشْرِكُنِي بِشَيْءٍ لَقَيْتَهُ بِمِثْلِهِ أَوْ غُفْرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۴۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَلْبٌ مَن عَادَى لِي
 وَيَا نَفَقًا أَذْنًا بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَوَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي
 يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوْأِئِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ
 وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَيَجْلُوَ إِلَيَّ يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا

کا دس گنا ہے۔ اور میں زیادہ بھی دوں گا۔ اور جو آدمی برائی لانے لگا تو اس کو اس کے برابر ہی بدلہ دیا جائے گا۔ یا میں معاف
 کروں گا۔ اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا۔ میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا۔ اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا۔ تو میں اس سے
 باح (دو ذوں ہاتھوں کی لمبائی) قریب ہوں گا۔ اور جو آدمی میری طرف چلتا آئے گا میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔ اور جو میرے پاس زمین
 پھر کر گناہ لائے گا۔ اور اس نے میرے ساتھ اگر ترک دکھا ہوگا۔ تو میں اتنی ہی بخشش لے کر اس کو طوں گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔
 ۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو آدمی میرے کسب و
 (ولی) سے دشمنی رکھے۔ میں اس کو اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میں پیروں کو میں نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔ ان چیزوں سے کوئی
 چیز بندے کو میرے قریب نہیں کر سکتی۔ اور میرا بندہ نقلی عبادت سے میرا قریب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنا
 لیتا ہوں۔ اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ تو پھر میں اس کے وہ کان بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں
 بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ

لے تو حیدر کتنی بابرکت ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذاکر
 کے سلوک کے مراحل بندے کی ہمت سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملے ہوتے ہیں۔ بندے کا کام ہے کہ شروع کر دے
 اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اس حدیث سے تو حیدر کی برکت ملاحظہ کریں کہ اگر کوئی آدمی شرک ترک کرے تو اس
 کی بخشش کی کتنی توقع ہے اور مشرک کے لیے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے بند ہو چکے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید
 میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو مشرک نہیں بنائے گا اور اس کے علاوہ جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس

تَوَدَّكَ عَنْ شَيْءٍ اَنَّا نَعْلَمُ تَوَدَّدِيْ عَنِ نَفْسِ اللّٰوِيْنِ يَكْرَهُ اللّٰوِيْنَ وَاَنَا اَكْرَهُنَّ مَسَاءَةً وَاَلَا يَدَّبْ لَهُ مِنْهُ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۷۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطَّرِيقِ يَلْقَسُوْنَ
اَهْلَ الدِّيَارِ مَاذَا حَجَدُوا وَاَتُوْمًا يَدْكُمُوْنَ اللّٰهُ تَسَادُّوا هَلُمَّ اِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحْفَرُوْنَهُمْ بِاِحْتِمَالِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ
اللّٰهِيْنَ قَالِ يَا سَلْمُ بِيْهِمْ وَهُوَ اعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُونَكَ وَيَكْبُرُونَكَ وَيُحْمَدُونَكَ
وَيُحْتَمَدُونَكَ قَالِ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالِ فَيَقُوْلُ كَيْفَ رَاَوْنِيْ قَالِ فَيَقُوْلُوْنَ
لَا رَاَوْكَ كَاَلَا اَسَدًا لَكَ عِبَادَةٌ وَاَسَدًا لَكَ يَحْمَدُونَكَ وَكُلُّ لَكَ تُسَبِّحُونَكَ قَالِ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْتَسْئَلُوْنَ قَالُوا اَلَا اَسَدًا لَكَ

چلتا ہے اور اگر وہ فجر سے مانگے تو میں اسکو دیتا ہوں اور اگر فجر سے کسی چیز کی چاہ مانگے تو میں اسکو پناہ دیتا ہوں اور فجر کو کبھی
کسی چیز کا آنا تردد نہیں ہوا جس کو میں کرنے والا ہوں۔ جتنا تردد مجھے مومن کی جان نکلانے وقت ہوتا ہے وہ موت کو ناپسنند کرتا ہے
اور میں اس کی ناراضگی کو ناپسنند کرتا ہوں۔ اور اس سے اسکو کوئی چاہ بھی نہیں ہوتا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۷۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو آسمانوں میں
پہرتے رہتے ہیں۔ وہ ہر ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ پھر جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پالیتے ہیں تو
آپس میں آواز دیتے ہیں۔ اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے آجاؤ۔ آپ نے کہا۔ پھر وہ ان کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور اوپر
نیچے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان کو ابھی طرح جانتا ہے۔ میرے بندے
کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ فرشتے کہتے ہیں تیری تسبیح کہتے ہیں۔ تیری تکبیر کہتے ہیں۔ تیری حمد کہتے ہیں۔ تیری بزرگی بیان کرتے ہیں۔ آپ
نے فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا انھوں نے مجھ کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں اللہ کی قسم انھوں نے مجھ کو

۱۷۔ موت سے پہلے جنت کی بشارت اس کو پہنچنے سے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اصول ہے کہ دوست کا دشمن اپنا دشمن ہوتا ہے اور
تعلے بھی اپنے دوستوں کے دشمنوں کو دشمن جانتے ہیں اللہ کے دوست وہ ہیں جن کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو زبان ذکر کرے اعضا اسکی
فرائز داری کریں ویسے لوگ جو خدا سے مانگیں وہ ان کو مٹاتا ہے۔ بندہ موت کی سختی سے گھبراتا اور اس کے بغیر چارہ نہیں لہذا مومن کو جنت
کی بشارت مٹا کر موت کے بلے رضامند کر لیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے۔ ۱۷۔

۱۸۔ ذکر کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ اور ابن
ابن الدنیا اور بزار نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ ذکر کی مجلسوں میں پھرنے والے یہ فرشتے کرانا کا تبین اور نگر ان فرشتوں کے علاوہ ہیں۔ ۱۸۔
۱۹۔ غیر شرعی وظائف ناجائز ہیں۔ ذکر کی مختلف صورتیں ہیں۔ ذکر کی بہترین صورت نماز ہے کیونکہ نماز میں سارا جسم عبادت
میں مصروف رہتا ہے اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا۔ پھر تسبیح تحمید و تکبیر وغیرہ ہر حال ذکر مستحب

۱۷۔ موت سے پہلے جنت کی بشارت اس کو پہنچنے سے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اصول ہے کہ دوست کا دشمن اپنا دشمن ہوتا ہے اور
تعلے بھی اپنے دوستوں کے دشمنوں کو دشمن جانتے ہیں اللہ کے دوست وہ ہیں جن کا دل خدا کی طرف متوجہ ہو زبان ذکر کرے اعضا اسکی
فرائز داری کریں ویسے لوگ جو خدا سے مانگیں وہ ان کو مٹاتا ہے۔ بندہ موت کی سختی سے گھبراتا اور اس کے بغیر چارہ نہیں لہذا مومن کو جنت
کی بشارت مٹا کر موت کے بلے رضامند کر لیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچے۔ ۱۷۔

الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ وَهَذَا مَا قَالُوا فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَأْتِي مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَرَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ
 لَرَأَوْهَا مَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلِبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا حُبًّا قَالَ فَيَمْتَعِدُونَ قَالَ
 يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُولُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَأْتِي مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَرَأَوْهَا
 قَالَ يَقُولُونَ لَرَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا حَافَاةً قَالَ فَيَقُولُ فَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ
 يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فَلَانِ لَيْسَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمْ أَلَيْسَاءُ لَا يَشْقَى حَلِيسُهُمْ
 رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ لَنْ يَمْلِكُ فِيهَا مَلَكٌ سَيَّارَةٌ فَضْلًا يَبْتَغُونَ لِحَالِسِ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجِدُوا
 لِحَالِسِ ذِكْرِ قَعَدُوا وَمَعَهُمْ وَصَفَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْحَبِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَيُنِينَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا
 فَإِذَا لَقُوا تَوَاعَوْا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ هُوَ أَعْلَمُ بِعَلَانِيَتِكُمْ وَيَسْأَلُكُمْ فَيَقُولُونَ جَنَّاتٍ

نہیں دیکھا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر وہ کچھ کو دیکھ لیں۔ تو پھر کیسا سو۔ فرمایا پھر کہتے ہیں۔ اگر وہ تجھے دیکھ میں تو تیری بہت زیادہ عبادت
 کرنے لگیں۔ اور تیری بہت زیادہ بندگی بیان کریں۔ اور بہت زیادہ تسبیحیں کہیں۔ فرمایا پھر کہتا ہے۔ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ
 سے جنت مانگتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا ان لوگوں نے جنت دیکھی ہے؟ کہتے ہیں نہیں اسے رب تیری قسم انہوں نے
 جنت کو نہیں دیکھا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اگر وہ جنت دیکھ لیں۔ تو پھر کیا ہوا تو وہ کہتے ہیں۔ اگر جنت کو دیکھ لیں۔ تو اس کی بہت
 زیادہ خواہش کریں۔ اور اس کی طلب میں بہت زیادہ کوشش کریں۔ اور اس میں بہت زیادہ رغبت کریں۔ فرمایا پھر کس چیز سے پناہ مانگتے
 ہیں۔ فرمایا کہتے ہیں آگ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے۔ فرمایا وہ کہتے ہیں نہیں اسے رب تیری قسم انہوں
 نے آگ کو نہیں دیکھا فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ اگر وہ اس کو دیکھ لیں۔ تو پھر کیا ہوا۔ کہتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھ لیں۔ تو اس سے بہت زیادہ
 بائیں۔ اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس سب کو بخش دیا فرمایا
 فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ کہتا ہے۔ ان میں فلاں آدمی جو تھا۔ وہ ان میں سے نہیں تھا۔ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا۔ اللہ
 تعالیٰ فرماتے ہیں اس مجلس والے ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا ہی بد بخت نہیں رہ سکتا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور سلم
 کہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ زندہ پھرنے والے فرشتے ہیں جو ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے ہیں پھر جب کوئی مجلس پالیتے ہیں

لہ کیونکہ دیکھ لیٹنے کے بعد تو ان کا شوق اور زیادہ بڑھ جائے ع شفیقہ کے بودمانند ویدہ ۱۲-
 کہ جو بن دیکھ خدا پر ایمان رکھنے ہوں اور اسکو قوت طاقت حکومت اور اقتدار کا منبع اور مرکز سمجھتے ہوں اور اس کے انعامات کے
 خواہشمند اور اسکی رضا مندی کے تلاش ہی ہوں ان کو بخش دینا خدا تعالیٰ کا حق ہے ۱۱-
 اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس جاکر بیٹھنا بھی فائدہ مند ہے ۱۲-
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عَبْدُ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُ نَكَ وَيُكَبِّرُ نَكَ وَيُعَلِّمُ نَكَ وَيَتَحَدَّثُ نَكَ وَيَسْتَلُونَكَ قَالِ وَمَاذَا اسْتَلُونِي قَالُوا اسْتَلُونُكَ جَنَّتِكَ قَالِ وَهَلْ لَنَا مِنْ جَنَّتِي قَالُوا لَا أَيْ رَبِّ قَالِ وَكَيْفَ نَوْرًا وَاجْتَنِي قَالُوا وَسَجِّدُوا نَكَ قَالِ وَمِمَّا اسْتَجِيرُونِي قَالُوا مِنْ نَارِكَ قَالِ وَهَلْ لَنَا مِنْ نَارِي قَالُوا لَا قَالِ فَكَيْفَ نَوْرًا وَانَارِي قَالُوا لَسْتَ عَمْدٌ قَالِ فَيَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاعْطِيَهُمْ مَا سَأَلُوا وَاجِبٌ ثُمَّ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالِ يَقُولُونَ رَبِّ لِيهِمْ فَلَا نَ عِبَادًا حَطَّاءَ إِنَّمَا هُمْ جَلَسٌ مَعَهُمْ قَالِ فَيَقُولُ وَلَا عَفْرُتُ هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْفِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ

۲۲ دَعَا عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَسْبَدِيِّ قَالِ لَقَبْنِي بِالْبُكَرِ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَتْ نَأْتِي حَنْظَلَةَ قَالِ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا تَقُولُ قَالَتْ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُلُّنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا

میں میں ذکر کرتا ہوتا ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ان کا بعض بعض کو اپنے پیوں سے گھیر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آسمان دنیا تک ساری جہاں کو بکھرتے ہیں پھر جب لوگ منتشر ہوجاتے ہیں۔ تو وہ بھی آسمانوں کا لوف پڑھ جاتے ہیں فرمایا پھر ان سے اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے۔ جلا کہ وہ ان سے بھی پھر جاتا ہے۔ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں۔ ہم زمین سے تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں وہ میری تسبیحیں کہتے ہیں تیری تسبیحیں کہتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اور میری حمد کرتے ہیں۔ اور تم سے مانگتے ہیں فرمایا مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں اسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اور اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں تو پھر کیسا ہو۔ پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اور تجھ سے پناہ بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں۔ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں کہتے ہیں تیری آگ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے۔ کہتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اور اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں تو پھر کیسا ہو۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ اور جو انہوں نے مانگا میں نے انکو وہ دے دیا۔ اور میری چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ میں نے ان کو پناہ دی۔ فرمایا پھر فرشتے کہتے ہیں۔ کہ ان میں فلاں بندہ تھا کچھ بگاڑا ہے۔ اور وہ تو راستے سے گنہگار تھا کہ انکے ساتھ بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اسکو بھی بخش دیا یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بد نصیب نہیں رہ سکتا۔

۲۳ حضرت حنظلہ بن ربیع اسید یاف نے کہا کہ مجھ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حنظلہ کیسے ہو؟ میں نے کہا کہ حنظلہ تو

اللہ تعالیٰ کو فرشتوں سے بہت زیادہ علم ہوتا ہے اور ان سے سوال اس لیے کرتے ہیں کہ جو اپنا فیصلہ وہ فرشتوں کو سننے والے ہیں لیکن ان کو بخشش کا تو اس کے متعلق پوری پوری وجوہ ان کے ساتھ آجائیں اور بخشش کے سبب ان کے ذہن کشید ہوجائیں ۱۷۔
 ۲۴ حضرت ابو سعید خدری سے فرمایا میں نے سب سے بڑا سبب یہی کہتا ہوں جو تمام انسانوں اور جانوروں اور پوری کائنات سے زیادہ بھاری ہے جو اللہ کے ہر بندے کوئی گناہ بھی انسان کو ہضم میں ہمیشہ نہیں رکھ سکتا لیکن صرف اس کا نماں لے کر کہہ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ توحید کے عقیدہ پر پختہ یقین بھی ہو اور زبان سے اقرار بھی کرے اور توحید کے معنائی کوئی کام بھی نہ کرے ۱۸۔
 ۲۵ صحابہ کے اعلیٰ ایمان کی کیفیت - اس حدیث کو ترجمہ کی گئی ہے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ یہ حنظلہ بن ربیع رسول اللہ کے

۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

رَأَى عَيْنٍ فَإِذَا أَخْرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافِسَنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ
 نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللَّهِ أَنَا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا فَأَنْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافِقٌ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ لَكُونُ عِنْدَكَ تَذَكُّرًا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَمَا تَذَكَّرْتُ عَيْنٍ فَإِذَا أَخْرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافِسَنَا الْأَزْوَاجَ
 وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ كُنْتُ
 عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي فِي لَدُنِّكُمْ لَصَافِحَتِكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُوشِكُمْ فِي كُلِّ سَاعَةٍ وَلَكِنْ يَأْخُظَلَةُ سَاعَةً قَسَاعَةً
 ثَلَاثَ قَهْرَاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

منافق ہے تو ابو بکر نے فرمایا اللہ پاک ہے تو کیا کہہ رہا ہے میں نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں تو وہ ہمکو
 آگ اور جنت سے نصیحت کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم ان کو دیکھ رہے ہیں پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر
 آجاتے ہیں تو ہم اپنے بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور کھیتی باڑی کا شغل شروع ہو جاتا ہے تو ہم آپ کی بہت سی باتیں بھول جاتا
 ہیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہماری کیفیت بھی تو اسی طرح ہے پھر میں اور ابو بکر دونوں چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں پہنچے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول حنظلہ تو منافق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا بات ہے میں نے
 عرض کیا اے اللہ کے رسول جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ہمیں جنت اور دوزخ سے نصیحت کرتے ہیں تو ہماری کیفیت
 ہو جاتی ہے کہ گویا ہم ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم بیوی بچوں اور کھیتی باڑی میں مشغول
 ہو جاتے ہیں اور آپ کی اکثر باتیں بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے
 اگر تم ہمیشہ اسی کیفیت پر رہو جو کیفیت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تم سے تمہارے بستر اور راستوں میں تم سے مصالحت کریں
 لیکن اے حنظلہ وقت الگ الگ نہیں تین مرتبہ اسی طرح فرمایا اسکو مسلم نے روایت کیا۔

اے حنظلہ بلند مرتبہ صحابی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری کیفیت کیسی ہے؟ تو حنظلہ
 نے کہا کہ چونکہ میری طبیعت یکساں نہیں رہتی اس لیے میں تو منافق ہوں۔ ورنہ یہ کامل الایمان صحابی ہیں۔ صرف اختلاف احوال
 کو انہوں نے نفاق سے تعبیر کر دیا۔ ۴۔

یعنی خدا تعالیٰ کی حکمت اسی چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ طبیعت یکساں نہ رہے اس لیے کہ اگر وہی کیفیت ہمیشہ رہے جو میرے حضور
 میں تمہاری ہوتی ہے تو دنیا کے کاروبار سب تھپتھپ ہو کر رہ جائیں۔ لوگ دنیا سے الگ تھنک ہو جائیں تو دنیا کا نظام کیسے چلے اس
 لیے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ کیفیت بدلے تاکہ دنیا کا نظام بھی برقرار رہ سکے اسی وجہ سے کیفیت بدلتی رہتی ہے اور یہ کوئی بری
 بات نہیں ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے وقت الگ الگ ہیں اور ہر وقت کا تقاضا الگ ہے۔ ۱۱۔

الفصل الثانی

۷۲۳ عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنْبَأَكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَنْ كَاهَا عِنْدَ مَيْلِكُمْ وَلَا يَغْفِيَانِي دَدَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْفُوا عَدُوَّكُمْ فَتَضُرُّوا أَعْنَادَهُمْ وَيَضُرُّوا أَعْنَادَكُمْ قَالَ أَبُو بَلِي قَالَ ذَكَرَهُ اللَّهُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلَّا أَنَّ مَالِكًا وَقَفَّ عَلَى أَبِي الدُّدَاءِ -

۷۲۴ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ فَقَالَ طُوبَى لِمَنْ طَالَ عَمَلُهُ وَحَسَنَ عَمَلُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تُقَارِقَ الدُّنْيَا لِسَانُكَ

فصل دوم

۷۲۳۔ حضرت ابو الددواء رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہارے بہترین عمل کی خبر نہ دوں۔ اور جو تمہارے رب کے پاس بہت پاکیزہ ہے۔ اور تمہارے درجات کو بلند کرنے والی ہے اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر ہے۔ کہ تم اپنے دشمن کو طو۔ تم ان کی گردنیں کاٹو۔ وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ محمد نے عرض کیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول فرود بتائیے آپ نے فرمایا اللہ کا ذکر۔ اسکو مالک۔ احمد ترمذی۔ ابن ماجہ نے روایت کیا۔ مگر مالک نے اسکو ابو الددواء پر موقوف کہا ہے۔

۷۲۴۔ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک بدوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور سوال کیا۔ کہ کونسا آدمی سب سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی عمر طوی ہو۔ اور عمل اچھے ہوں۔ اسنے کہا۔ اے اللہ کے رسول کونسا عمل سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ

لہ ذکر بہترین عبادت ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر افضل ترین عمل ہے اور سال اور جان سے بہا ذکر ناجی اتنا درجہ نہیں رکھتا جتنا کہ ذکر سے درجہ ملتا ہے اور ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو پھر خواہ خفی ہو یا جلی اور اگر زبان و دل دونوں سے ذکر نہ ہو تو پھر دل کا ذکر زبان کے ذکر سے افضل ہے اور اگر صرف زبان ہی سے ہو تو وہ بھی اجسے خالی نہیں ہے۔ ذکر میں بہتر ہے کہ جو ذکر بلند آواز سے مسنون ہیں وہ بلند آواز سے کیے جائیں اور جو آہستہ آواز سے مسنون ہیں وہ آہستہ کیے جائیں اور جن میں کوئی باندی نہیں ہے وہ دونوں طرح درست ہیں لیکن درمیانہ آواز سے افضل ہیں۔ باقی رہے غیر شرعی اور ناجائز ذکر اور دلچسپے تو وہ قطعاً حرام ہیں ان سے مومن کو بوری پر بہتر کرنی چاہئے ۱۲۔

رَطَّبَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ سِدَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۶۲۵- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِرَأْسِ الْجَنَّةِ فَلَا تَقُولُوا قَوْلَ رِيَاضِ بَلْعَتِ
قَالَ حَقُّ لِدِكُمْ نَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۶۲۶- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدَ أَلَمِ يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ
عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَرَقُّةٌ وَمِنْ أَصْطَحَجَمَ مَطْبُحًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَرَقُّةٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۶۲۷- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ
فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنُ مِثْلِ حَيْفَةِ جَدَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ -

تو دنیا کو اس حال میں چھوڑے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۶۲۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو۔ تو کچھ کھانی یا
کرو۔ لوگوں نے پوچھا جنت کے باغ کونسے ہیں آپ نے فرمایا۔ ذکر الہی کے حلقے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۶۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ
کا ذکر نہ کرے تو اس کا اس میں بیٹھنا اللہ کے نزدیک افسوس کا سبب ہوگا۔ اور جو بیٹھے کسی ایٹھنے کی جگہ میں کہ اس میں اللہ کا ذکر نہ
کے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر افسوس ہوگا۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۶۲۷- اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم کسی ایسی مجلس سے اٹھے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ
رکری۔ تو وہ ایسے ہی اٹھیں گے۔ جیسے مرے ہونے کے بعد کی لاش سے اٹھے ہیں۔ اور یہ مجلس ان پر قیامت کے دن افسوس کا باعث
ہوگی۔ اسکو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۰ ذکر کی حالت میں موت آنا۔ اس حدیث کو مؤلف نے شرح اللہ میں بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن
غریب کہا ہے اور اس کو طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور احمد نے اسکو ابو ہریرہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے
زبان کی تری سے مراد ذکر میں روانی ہے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تیری موت اس حال میں ہو جائے کہ اس وقت تو
ذکر الہی میں مشغول ہو تو یہ عمل بہترین عمل ہوگا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تو ذکر الہی میں اپنی زندگی گزار رہا ہو کہ کسی میں تو مرے۔
۱۱- ذکر کی مجلسوں میں مشاغل ہونا چاہیے اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے
ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغ اس لیے کہا ہے کہ ذکر الہی جنت کے باغ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے امام نووی نے کہا ہے کہ جس طرح
ذکر الہی میں مشغول رہنا مستحب ہے اسی طرح ذکر کی مجلسوں میں جانا بھی مستحب ہے اور اہل ذکر کی صحبت بھی اکسیر ہے۔
(باقی صفحہ آئندہ)

۷۲۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ يَجْلِسُونَ بِيَدِكُمْ وَاللَّهُ فِيهِمْ وَلَهُمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تَوْبَةٌ فَإِنْ شَاءَ عَدُوُّهُمْ رَوَّحُوا شَاءَ عَظْمُ لَهْمُ رَعَاةِ التِّرْمِذِيِّ.

۷۲۹۔ وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامٍ مِنْ أَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا الَّذِي يَعْرُوفُ أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرِهِ أَوْ ذَكَرَهُ اللَّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۷۳۰۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا الْكَلَامَ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ تَسْوِئَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَعْدَاءَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقُلُوبَ الْقَاسِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۷۲۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں۔ اور نہ ہی اپنے نبی درود بھیجیں۔ تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن افسوس کا باعث ہوگی۔ پھر اگر خداوند تعالیٰ چاہے۔ تو انکو سزا دے۔ اور اگر چاہے۔ تو ان کو بخش دے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۷۲۹۔ حضرت ام سبیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کی ہر کلام اسپر وبال ہے مگر بھائی کلام یا بھائی سے روکتا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۷۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ذکر کے علاوہ کلام زیادہ نہ کیا کرو۔ کہ اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور سخت دل ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ قیامت کا دن یوم الحسرة ہے البیرہ کی پہلی حدیث کو احمد ابن ابی الدنیا۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد کی سند کے سب راوی صحیح ہیں اور ابو ہریرہ کی دوسری حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط پر کہل ہے اور ابو ہریرہ کی تیسری حدیث کو ابن ماجہ۔ بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور احمد اور حاکم نے اسکو صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔ قیامت کے دن ان لوگوں کو ضرور افسوس رہے گا اگرچہ وہ جنت میں بھی چلے جائیں کیونکہ ان کو یہ خیال تو آتا ہی رہے گا کہ اگر ہم اس مجلس میں ذکر الہی کرتے یا درہ و پڑھتے تو ہمارے درجے بلند ہوتے (عاشیہ مصنف بنام) زیادہ باتیں نہ کرنا چاہئے۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو غریب کہا ہے۔ انسان کی ہر کلام کا اس سے خاصہ ہوگا سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر الہی کے۔ اس میں بڑی سخت وعید ہے زیادہ باتیں کرنے پر اگرچہ وہ صحیح ہی کیوں نہ ہوں ان کا بھی حساب لیا جائے گا اور جو آدمی بری باتیں کرے تو اس کا نوازہ کرنا چاہئے کہ اس پر کتنی بڑی آہی ہو جائے کہ فروری باتوں کے سوا باقی قیل و قال کو چھوڑ دے (باقی برصغیر آئندہ)

۳۱۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مَعَ اللَّهِ يَلْعَبُونَ بِهَا فِي بُعْثٍ مِمَّا عَسَىٰ يَنْزِلُ فِي أَصْحَابِ نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا أَنَّهُ لَيْسَ خَيْرًا مِنَّا لَقَدْ قَالُوا أَفْضَلُ لِسَانٍ ذَكَرُوا وَقَلْبٍ شَاكِرٍ وَذَوْجَةٍ مُؤْمِنَةٍ تَعِينُنَا عَلَىٰ إِيمَانِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

الفصل الثالث

۳۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجَ مَعُونِي عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اجْلَسَكُمْ قَالُوا اجْلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ قَالَ اللَّهُ مَا اجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ مَا اجْلَسْنَا غَيْرَهُ قَالَ أَمَا إِنِّي لَمَّا اسْتَحْلَفْتُكُمْ مَهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ

۳۱۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لوگ جو سونا اور چاندی ذخیرہ کرتے ہیں۔ تو ہم اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو آپ کے بعض صحابہ نے کہا۔ یہ آیت سونے اور چاندی کے متعلق تو نازل ہوگئی۔ اگر ہمیں پتہ پہل جاتے۔ کہ کونسا مال اچھا ہے تو ہم اسکو کھٹا کر لیں تو آپ نے فرمایا، ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایمان باری ہے جو آدمی کی ایمان پر مدد کر سکے۔ اسکو ترمذی۔ احمد اور ابن ماجہ نے یہ آیت کیا۔

فصل سوم

۳۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک دن امیر معاویہ مسجد میں ایک حلقے کے پاس آئے۔ اور ان سے پوچھا۔ تم کیوں بیٹھے ہو۔ کہنے لگے۔ ہم بیٹھے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ تو معاویہ نے کہا۔ تم کو خدا کی قسم کیا اسی لئے بیٹھے ہو؟ کہنے لگے۔ اللہ کی

(فقیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) زیادہ باتوں سے خوف خدایم ہوتا ہے اس حدیث کو بیہقی اور ابن شامین نے ترغیب میں اور ابو الشیخ نے نوات میں بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ زیادہ باقونی آدمی سنی بات کم سنتا ہے اور باتیں کرنے کے لیے خلوق سے زیادہ میل جول رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اس میں خدا کا خوف کم ہو جاتا ہے اور غفلت بڑھ جاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ع دل ز پر گفتن بمیرد و بدن؛ گر پر گفتارش بود در معدن ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

۱۲۔ دنیا کی بہترین نعمتیں۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے طبرانی نے ابن عباس سے مرفوعاً صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ جس آدمی کو چار چیزیں مل گئیں اس کو دنیا کی کھلاشیاں مل گئیں۔ شکر گزار دل۔ ذکر کرنے والی زبان مصیبتوں پر صبر کرنے والا جسم اور نیک عورت جو ایمان پر اس کی مدد کرے۔ مثلاً اس کو نماز اور روزے کا وقت بتلائے اور نفل نماز روزے کی اس کو ترغیب دے اور زنا اور دوسرے کاموں سے اس کو روکے۔ ۱۳۔

بِمَنْذُوبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عِنْدَ مَا مَعِيَ وَإِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَحْبَابِهِ فَقَالَ مَا اجْلَسْتُمْ هَهُنَا قَالُوا اجْلَسْنَا نَدِيكَ اللَّهُ وَنَحْمَدُكَ عَلَى مَا هَذَا أِنَّا لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ اللَّهُ مَا اجْلَسْتُمْ إِلَّا ذَلِكَ قَالُوا اللَّهُ مَا اجْلَسْنَا إِلَّا ذَلِكَ قَالَ أَمَا لِي لَمَعَتْ سَخْفَاكُمْ تَهْمَةٌ لَكُمْ وَلَكِنَّ آتَانِي جِبْرَائِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمْ لِلْإِسْلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرَانَ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَّ رَجُلٍ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبَرَنِي بِشَيْءٍ الْكَشِبْتُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانَكَ نَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

قسم ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ میں نے تم سے شک کی بنا پر قسم نہیں اٹھوائی۔ اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں سب سے کم روایت کرنے والے میں ہوں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقے پر آئے۔ آپ نے فرمایا۔ تم اس جگہ پر کیوں بیٹھے ہو۔ کہنے لگے ہم بیٹھے ہیں۔ کہ اللہ کا ذکر کریں۔ اور اس نے جو ہمیں اسلام کی راہنمائی کی ہے۔ اور ہم پر احسان کیا ہے۔ اس پر اس کی تعریف کریں۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ کی قسم تم اسی لئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا۔ اللہ کی قسم ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تم سے قسم کی شہادت کی بنا پر قسم نہیں اٹھوائی۔ لیکن میرے پاس جبرائیل آئے۔ اور مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۳۴۔ عبد اللہ بن بسر بن ابی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اسلام کے احکام تو بہت سے ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجیے کہ میں اس پر بھروسہ کر سکوں۔ آپ نے فرمایا۔ تیری زبان اللہ کے ذکر سے ترز رہی جیسے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ

۱۔ ذکر کرنے والا فرشتوں سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ ذکر آہی میں مشغول رہنے والے لوگ فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ فرشتے بھی تو ذکر آہی ہی میں مشغول رہتے ہیں اور انسان کے لئے بدی کی قوتوں کی وہ کشش بھی ہے جو فرشتوں کے اندر نہیں ہے یعنی فرشتوں کی عبادت بلا مزاحمت ہے اور بندوں کی عبادت میں مزاحمت ہے تو مزاحمت کے باوجود بھی ذکر آہی میں مشغول رہنا کار سے دار د ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان سے فرماتے ہیں کہ دیکھ لو یہ وہی انسان ہے جس کے متعلق تم نے فتویٰ دیدیا تھا کہ وہ زمین میں فساد پھا کرے گا اور خونریزی کرے گا کیا تم کو یہ بھی معلوم تھا کہ اسی آدمی کے بعض بیٹے فرشتوں سے بھی اونچی مقام حاصل کر لیں گے ۱۲۔

۲۔ ذکر جامع عبادت ہے۔ اس حدیث کو ابن جان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ سوال کرنے والا آدمی بوڑھا

تھا کہنے لگا کہ اسلام کے کام تو بہت سے کرنے والے ہیں لیکن میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کو ادانہیں کر سکتا مجھے تو کوئی ایسی چیز فرمادیجئے

کہ فرشتوں اور ان کے بعد میں بھی ایسی چیزیں ہوں جن سے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھی اپنی تعظیم فرمائی جیسے انسان مفت آن لائن مکتبہ

وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَغَرِيبٌ -

۳۴۷۔ وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أُمَّيَّ الْعِبَادِ أَفْضَلَ وَأَرْفَعَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُ وَالذَّاكِرَاتُ وَالذَّاكِرَاتُ قَبْلَ يَارَسُولَ اللَّهِ وَمِنَ الْغَارِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ لَوْ صَرَبَ بِسَيْفٍ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَبِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمَا فَإِنَّ الذَّاكِرَ لِلَّهِ أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۳۴۸۔ وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْطَانُ جَارٌ لِي عَلَى قَلْبِ أَبِي آدَمَ وَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ أَحْسَنَ وَإِذَا عَقَلَ وَسُوسَ رَوَاهُ ابْنُ خَالِدٍ تَعْلِيقًا -

لے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۳۴۷۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کونسا بندہ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک قیمت کے دن کون آدمی درجے میں بلند ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ سوال کیا گیا۔ اور کیا یہ آدمی خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی بہتر ہے؟ آپ نے کہا۔ اگر یہ وہ کافروں اور مشرکوں میں اپنی تومار اتنی چلائے کہ اس کی تلواریں ٹوٹ جائے۔ اور خون سے رنگیں ہو جائے۔ تو اس کا ذکر کرنے والا اس سے درجے میں افضل ہے۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۳۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان ابن آدم کے دل سے چٹا رہتا ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ تو جیسے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب فافل ہو جاتا ہے۔ تو پھر وسوسے ڈالتا ہے۔ اسکو بخاری نے تعلقاً روایت کیا۔

۳۴۹۔ ذِکْرُ خُودٍ اِحْتِجَابٌ اَعْلَى مَقْصِدٍ هُوَ - اس حدیث کو بیہقی۔ ابو یعل اور ابن شہاب نے بھی روایت کیا ہے دوسری بخاری میں جو حدیثیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک وسیلہ ہیں اور ذکر بذات خود ایک اعلیٰ مقصود ہے۔ ۱۲۔

۳۵۰۔ ذِکْرُ مَحْفُوظٍ تَرْتِيبًا قَلْبُهُ هُوَ - اس کو طبرانی اور حاکم نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر الہی شیطان سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی بد معاش قوم نے ان کے عزیز جہانوں کی آبروریزی کا ارادہ کیا اور لوط علیہ السلام کے بھانپے پر بھی باز نہ آئے بلکہ بھگڑا شروع کر دیا تو لوط علیہ السلام نے فرمایا کاش میرے پاس طاقت ہوتی تو میں انہما سے مقابلہ کرتا یا کوئی مضبوط قلعہ ہوتا تو اس میں اپنے مہمانوں کو لے جا کر محفوظ کر لیتا تو آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائیں وہ تو مضبوط قلعہ میں پہلے ہی پناہ رکھتے تھے اور وہ مضبوط قلعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور خدا سے لوگائے تھا۔ ۱۳۔

۴۳۶ وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ذَاكِرُ اللَّهِ فِي الْغَائِلِينَ كَالْمَلَأِ تَلِ عَمَلُهَا زَيْنٌ وَذَاكِرُ اللَّهِ فِي الْغَائِلِينَ كَقَضِيٍّ أَحْمَسُ فِي شَجَرِ أَبِي فِي رِيحَةٍ مِثْلُ الشَّجَرِ الْخَمْرِيِّ فِي وَسْطِ شَجَرٍ وَذَاكِرُ اللَّهِ فِي الْغَائِلِينَ مِثْلُ صَبَاؤِ بَيْتِ مَلِكٍ ذَاكِرُ اللَّهِ فِي الْغَائِلِينَ يُؤَيِّدُ اللَّهُ مَقْعَدَهُ فِي الْجَنَّةِ وَهُوَ حَيٌّ وَذَاكِرُ اللَّهِ فِي الْغَائِلِينَ يُغْفَرُ لَهُ بِعَدَدِ كُلِّ نَفْسٍ وَأَجْمَرُ وَالْفَصِيمُ بِنُوَادٍ مَوْلَانِجْمُ الْبَهَائِرُ زَلَّةُ لَيْلِيْنَ

۴۳۷ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ زَوَاكِرُ الْمَلِكِ وَاللَّيْمُ ذِي وَابْنٍ مَلَجَةٍ

۴۳۶۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ کہ مجھ کو پہنچا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ خشک درخت میں سبز شاخ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کی مثل ایسی ہے۔ جیسے خشک درختوں میں سرسبز درخت اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غفلت والوں میں اللہ کے ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں اس کی جنت کی جگہ دکھلا دیتے ہیں۔ اور غفلت والوں میں اللہ کے ذکر کرنے والے کے اتنے گناہ بخش دیے جتنے ہیں۔ کہ جتنی ہر فصیح اور اعجم کی تعداد ہے۔ اور فصیح سے مراد انسان ہیں۔ آدم کے بیٹے اور اعجم سے مراد جانور ہیں۔ اسکو زین نے روایت کیا ہے ۴۳۷۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے ذکر سے زیادہ عذاب کبھی سے نجات دینے والا بندے کا اور کوئی عمل نہیں ہے۔ اسکو مالک ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۳۷۔ ذکر دنیا میں جنت دیکھ لیتا ہے۔ اس حدیث کو زین۔ ابو نعیم، بیہقی اور ابن شہاب نے بھی روایت کیا ہے۔ ذکر کو اللہ تعالیٰ موت سے پہلے پہلے اس کا گھر جنت میں دکھا دیتے ہیں اگر یہ صحت اور تندرستی میں ہو تو خواہ اب یا مکاشفہ سے ہو تا ہے یا اللہ تعالیٰ اسکو ایسا یقین بخش دیتے ہیں جو دیکھنے کے برابر ہوتا ہے اور یا پھر یہ نزع کے قریب ہوتا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ اسکو موت سے پہلے پہلے اس کا جنت کا گھر دکھا دیتے ہیں تاکہ موت کی سختی اس پر آسان ہو جائے اور اس سے پہلے فرشتہ آکر اس کو یہ خوشخبری سناتا ہے کہ اس جنت کی حج خوشخبری حاصل کرو جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جلتا تھا ۱۲۔

۴۳۷۔ ذکر نجات کا سب سے بڑا وسیلہ ہے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ۔ ابن عبد البر، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند کے راوی سب ثقہ ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر تمام اعمال سے اعلیٰ اور افضل ہے اور قیامت کے روز کوئی عمل بھی اتنی نجات نہ دلا سکے گا جتنی نجات ذکر الہی سے ہوگی اور خود قرآن مجید میں بھی اسکی تصدیق موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكَلَّمَ كُرَيْشَ الْكَبِيرَ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے یعنی تمام نیکیوں سے ۱۳

۲۲۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۲۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْعُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ وَأَقَامِنُ شَيْءٍ أَجْبَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ قَالُوا وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا إِنْ يَضْرِبَ بِسَيْفٍ حَتَّى يَنْقُطَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى -

۲۲۸ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس وقت تک اپنے بند کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا رہے۔ اور میرے نام کے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

۲۲۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا کیا اللہ کے رستہ میں جہاد کرنا بھی نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔ اگرچہ وہ اتنی تلوار مارے۔ کہ وہ ٹوٹ جائے۔ اسکو بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۱۱ ذاکر کے ساتھ رحمت کی معیت ہے مؤلف نے اس حدیث کو بخاری کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے اور نہ ہی جامع الاصول میں ہے اور کسی آدمی نے بھی اس کو مولف کے علاوہ بخاری کی طرف منسوب نہیں کیا۔ مندری نے ترغیب میں کہہ ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابن حبان۔ احمد۔ حاکم اور ابن عساکر نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ اور یہ معیت خاصہ ہے جسے رحمت اور نائید کی معیت کہا جاتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے حالانکہ ویسے اس کی معیت ہر ایک کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ نیک ہو یا بد لیکن صابر کے ساتھ اس کی رحمت کی معیت ہے ۱۲۔

۱۲ ذکر الہی سے دل روشن ہوتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی الدین نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الہی سے دل روشن ہوجاتا ہے اور فسق و فجور اور گناہ و بدکاری کی وجہ سے جو رنگ و خیار دل پر آجاتا ہے یا پھر غفلت کی وجہ سے تو وہ رنگ و خیار ذکر الہی سے دور ہوجاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب الہی سے عفو ظاہر ہونے کا سب سے بڑا وسیلہ ہی ذکر الہی ہے۔ ان فوائد کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جو لذت ذکر الہی میں رکھی ہے وہ اور کسی چیز میں نہیں ہے۔ جنید بغدادی رحمت اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ اس نے ذکر کی لذت کو دنیا داروں کی نگاہوں سے اوجھل رکھا اور وہ یہ بھی ہم سے چھین لیتے ۱۳۔

کِتَابُ اسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی

الفصل الأول

۴۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ وَهُوَ وَتُرِيحِبُّ الْوِتْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الفصل الثاني

۴۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا

اللہ تعالیٰ کے ناموں کا بیان

فصل اول

۴۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے تنانوے نام ہیں۔ ایک کم سو جو ان کو یاد کرے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ وہ دتر ہے۔ اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے۔ متفق علیہ

فصل دوم

۴۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے تنانوے نام ہیں۔ جو ان کو یاد

لہ اللہ تعالیٰ کے کچھ اور نام بھی ہیں۔ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ ابن خزیمہ۔ ابوعوانہ۔ ابن جریر اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ تنانوے نام جو پہاں بیان کیے گئے ہیں یہ بلحاظ صفات کے مستقل نام ہیں اور ان کے علاوہ جو اضافی نام قرآن مجید میں یا حدیث شریف میں آئے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام بے شمار ہیں کیونکہ نہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور شبیوں کی کوئی انتہا ہے نہ ناموں کی کوئی انتہا ہو سکتی ہے۔ چند ایک نام جو حدیث شریف اور قرآن مجید میں آئے ہیں مثال کے طور پر ان میں سے یہ بھی ہیں۔ وتر۔ قاطر۔ جمیط و غیرہ اور بعض نام ایسے بھی ہیں جو اضافت سے تو اللہ تعالیٰ کے متعلق بولے جا سکتے ہیں لیکن بغیر اضافت ان کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں ہے مثلاً وَاللَّهُ خَيْرٌ الْمَاكِرِينَ واللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں کہہ لینا تو ٹھیک ہے لیکن بغیر اضافت کے اللہ تعالیٰ کو مکار کہنا ناجائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کا مطلب یاد کرنا اور ان کا ورد کرنا ان کے مفہوم کو سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کرنا اور حتیٰ الوسع ان اخلاق سے اپنے آپ کو متصف کرنا جو اللہ تعالیٰ کو پسند میں یہ سب چیزیں اس میں شامل ہیں اگر کوئی آدمی ایسا کرے تو وہ یقیناً جنتی آدمی ہے

مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
 الْمُؤْمِنُ الْمُؤْتَمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ
 الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمَعزُزُ الْمُدَبِّرُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ
 الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ
 الْجَبَّارُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْجَبَدُّ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمُتَعِنُّ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَلِكِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَلِكِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَلِكِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَلِكِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَلِكِ
 الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ الْقُدْرَةُ

کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ وہ اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان بادشاہ نہایت پاک سلامتی والا امن دینے والا مخالفت کرنے والا غالب بندوں کے کاموں کو درست کرنے والا بڑائی کا مالک پیدا کرنے والا نوبت تجویز کرنے والا شکل بنانے والا گناہ بخشنے والا نہایت زبردست۔ بڑی بخشش والا۔ رزق دینے والا۔ کھولنے والا۔ چھاننے والا۔ نیکی کر والا۔ قزاقی کرنے والا نیچا کرنے والا۔ بلند کر نیواں عزت دینے والا۔ دہلی کرنے والا۔ سننے والا۔ دیکھنے والا۔ حاکم۔ انصاف کر نیواں ایک بین۔ خیر والا۔ حوصلے والا۔ عظمت والا۔ گناہ بخشنے والا۔ شکر گزار۔ بلند بڑا۔ حفاظت کرنے والا۔ روزی پہنچانے والا۔ کنایت کرنے والا۔ بزرگ سنی مخالفت کرنے والا قبول کرنے والا وسعت والا۔ حکمت والا حجت کرنے والا۔ بزرگ قروں سے اٹھانے والا۔ ہر جگہ حاضر قائم بنفسہ کار ساز طاقتور۔ مطلوب۔ مددگار۔ تعریف کیا گیا۔ شمار کرنے والا۔ شروع کرنے والا۔ ٹوٹانے والا۔ زندہ کرنے والا۔ مارنے والا۔ زندہ قائم ہر چیز کو پالنے والا۔ بزرگ اکیلا۔ تنہا ہے نیابت قدرت والا طاقت ظاہر کرنے والا۔ اگے کرنے والا پیچھے کرنے والا سب سے اول۔ سب سے آخر۔ سب سے ظاہر۔ سب سے باطن۔ ملک کا والی نہایت بلند۔ نیکی پسند توبہ قبول کرنے والا۔ انتہا میں لینے والا۔ معاف کرنے والا۔

۱۔ اس حدیث کو ابن ماجہ۔ ابن ابی الدنیا۔ ابو الشیخ۔ ابن مردودہ۔ ابن خزیمہ۔ طبرانی۔ ابن مندہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور نووی نے حسن۔ حاکم کا لغوی معنی ہے ٹوٹی ہوئی بڑیوں کو جوڑنے والا۔ مراد یہ ہے کہ بگڑے کاموں کی تلافی کرنے والا۔ نقصان کو پورا کر دینے والا۔
 ۲۔ قمار کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سلطنت اور حکومت پر پوری طرح تسلط اور قبضہ رکھنے والا کہ کوئی اس کے سامنے دم نہ مار سکے عام طور پر لوگ اس کا ترجمہ فخر کرنے والا (غضبناک) کر جاتے ہیں یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔
 ۳۔ وہ اب کا ترجمہ ہے عطیات کا دینے والا ہر دم لوگوں پر اٹھانے کی بارش کرنے والا۔
 ۴۔ حسیب کا اصلی ترجمہ یہ ہے کہ ایسا کار ساز کہ اس کے بعد اور کسی کی ضرورت باقی نہ رہے۔

الرُّؤْفُ مَا لَكَ الْمَلِكُ الْمَلِكُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْقُسْطُ الْجَامِعُ الْعِنْفُ الْمَعْنَى لِمَا نَعِيَ الضَّرُّ النَّافِعُ
النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدُّعَوَاتِ
الْكَبِيرَةِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۴۲۲۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
بِأَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الْأَحَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدًا
فَقَالَ دَعَا اللَّهَ بِأَسْمِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أُجَابَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
الْبُخَارِيُّ -

والہ۔ رحمت کر نیوالہ۔ ملکوں کا مالک۔ بزرگی اور عزت والہ۔ انصاف کرنے والہ۔ جمیع کر نیوالہ۔ بے نیازہ۔ عین کرنے والہ۔ جو کئے والہ۔
نقصان دینے والہ۔ نفع دینے والہ۔ ظاہر بنفسہ۔ ہدایت دینے والہ۔ نئے نمونے پیدا کرنے والہ۔ باقی رہنے والہ۔ بہر چیز کا وارث
عالم کار ہونا۔ ہر بجز اسکو ترمذی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۴۲۲۔ حضرت بریدہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے میرے ساتھی
تجھ سے اس وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو
ایک ہے۔ بے نیاز ہے۔ وہ جس نے کسی کو نہیں جانا۔ اور نہ جانیگا ہے اور نہ کوئی اس کا ثانی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم سے سوال کیا ہے۔ وہ کہ جب اس کے وسیلے سے سوال کیا جائے۔ تو وہ دیتا ہے اور
جب اس کے ساتھ دعا کی جائے۔ تو وہ قبول کرتا ہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا

۱۔ اسم اعظم کو نسا اسم ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی تصحیح
انھار سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور ترمذی نے حسن۔ دعا اور سوال میں یہ فرق ہے کہ سوال کسی چیز کا طلب
کرنا ہے اور دعا مطلقاً بکارنا ہے۔ گویا سوال عام ہے اور دعا خاص ہے۔ اسم اعظم بعض کے نزدیک تو اسماء الہی میں اسی طرح
عقید رکھا گیا ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کو دوسری راتوں میں معنی رکھا گیا ہے۔ لیکن اکثر اکابرین امت نے اپنے تجربہ اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کے اشارات سے اس کو متعین کیا ہے اور وہ نئے لفظ اللہ جو کہ ذاتی نام ہے باقی سب نام
صفات میں اور بعض نے بھی اور قیوم کو اسم اعظم کہا ہے۔ لیکن ترمذی قول اہل کو ہے۔ کیونکہ حق اور قیوم بھی تو اللہ تعالیٰ
کی صفات سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲

۴۳۳۔ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَجَبَلٌ يُصَلِّي فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ الْمَنَّانُ بَدَائِعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اللَّهُ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
 ۴۳۴۔ وَعَنْ أَنَسٍ بَنِي يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الرَّايَتَيْنِ وَاللَّهُمَّ الْوَاحِدُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَمْدُ حُضْنُ الرَّجِيمِ وَفَاتِحَةُ الْإِبْرَاهِيمِ وَاللَّذَائِمِ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّذَائِمِ.

۴۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس وسیلہ سے کہ تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں۔ تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ بہت اسان کر نیوالہ۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ اے بزرگی اور عزت کے مالک اے زندہ اے قائم رہنے والے میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی۔ وہ نام جب اس کے وسیلہ سے کوئی دعا کی جاتے۔ تو وہ قبول کرے۔ اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ دے۔ اس کو ترمذی۔ البخاری۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۳۴۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے اور تمہارا محبوب ایک ہی محبوب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اور ان عمران کا شریعہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کوئی محبوب نہیں۔ وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۵۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور۔ بیہقی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اسم اعظم کی تعیین میں قریباً چالیس اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجر نے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْوَاحِدُ الْغَنِيُّ الْقَيُّوْمُ کو ترجیح دی ہے کہ یہ اسم اعظم ہے اور حافظ ابن قیم نے حَيُّ الْقَيُّوْمُ کو ترجیح دی ہے ۱۶
 ۱۷۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے اسم اعظم کے متعلق استنباط کیا ہے جو کہتے ہیں کہ اسم اعظم اللہ کا لفظ ہے۔ ۱۸

۶۲۵۔ وَعَنْ سَعْدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذَا عَادَبَ وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ لِي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ كَمَا يَدْعُو بِهَا كُلُّ مُسْلِمٍ وَفِيهِ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ رَأَاهُ أَحْمَدُ وَاللَّيْمِيُّ.

الفصل الثالث

۶۲۶۔ عَنْ بَرِيدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ عِشَاءً فَإِذَا جَلَسَ قَامَ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْقَوْلُ هَذَا أَهْوَى قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُنِيبٌ قَالَ وَاللَّهِ لَأَسْمِعَنَّ لِقَاءَهُ أَوْ يَرْفَعُ صَوْتَهُ لِيَجْعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ لِقَاءَهُ أَيُّهَا ثُمَّ جَلَسَ أَبُو مَرْثَدَةَ

۶۲۵۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جب کہ اس نے اپنے کھجلی کے پیٹ میں پکارا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ بیشک میں ظالموں سے تھا۔ اس دعا کو جو مسلمان آدمی جس غرض کے لئے بھی پڑھے گا۔ اسکی دعا قبول ہوگی۔ اسکو اجر اور نرہ دیا جائے روایت کیا۔

فصل سوم

۶۲۶۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں عشاء کے وقت داخل ہوا۔ تو وہاں ایک آدمی بلند آواز سے قرات کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول کیا آپ اس کو یہاں کہتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ یہ وہ کہنے والا مؤمن ہے۔ بریدہ نے کہا۔ یہ قرات کرنے والے ابو موسیٰ تھے۔ اور اپنی آواز بلند کر رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لحق یونس علیہ السلام کا مختصر واقعہ۔ اس حدیث کو حاکم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند کو صحیح بتایا ہے اور اس کو احمد۔ ابویعلیٰ اور بناری نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اس میں ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ یعنی کلمہ توحید اسم اعظم ہے۔ یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تینوں ہی کے علاوہ میں نبی بنا کر بھیجا۔ قوم نے نہ مانا۔ انہوں نے اللہ کے عذاب سے ڈرایا تو قوم نے کہا بتاؤ عذاب کب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر دوسرے پر خود ہی بتا دیا کہ چالیس دن تک آجائے گا۔ بعد ازاں ڈرے کہ اگر عذاب نہ آیا تو یہ مجھے مار ڈالیں گے وہاں سے بغیر حکم الہی کے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ ہو گیا۔ کشتی سے دیا میں پھلانگ لگائی ایک پھیل نے آپ کو نکل لیا اور گہرے پانیوں میں چلی گئی۔ یونس علیہ السلام ان تہ تہ اندھیروں کے اندر یہ دعا پڑھتے تھے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں ہی ظالموں سے تھا۔ اس دعا کی برکت سے خلاصی مل گئی۔ آپ نے فرمایا جو بھی معیبت زدہ اس دعا کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو معیبت سے نجات دیں گے ۱۲۔

يُدْعُو فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَحَدًا صَمَدًا كَمَا مِيلِدًا وَلَمْ يُولَدًا
لَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوًا أَحَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَأَلَ اللَّهُ بِاسْمِهِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ
بِهِ أُعْطِيَ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرُونِي بِمَا سَمِعْتُمْ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ فَاخْبِرُونِي بِقَوْلِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَنْتَ الْيَوْمَ لِي أَخْرَجْتَنِي مِنْ حَيْثُ تَلَقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ثواب التسبیح والتَّحْمِيدِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ

الفصل الأول

۷۷۷ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْكَلِمَاتِ أَرْبَعٌ وَسُبْحَانَ
ان کی قرأت کو سننے لگے پھر ابو موسیٰ بیہیدہ کہ دعا کرنے لگے تو کہا اے میرے اللہ میں تجھ کو اس بات کا گواہ بنانا ہوں کہ تو صرف تو ہی
معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ایک ہے۔ بے نیاز ہے جس نے کسی کو نہیں بنا۔ اور نہ بنا گیا ہے۔ اور نہ ہی اس کا کوئی برابر
کرنے والا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے اللہ کے اس نام سے سوال کیا ہے۔ کہ جب اس کے ساتھ سوال کیا
جائے۔ تو دے۔ اور جب اس کے ساتھ دعا کی جائے۔ تو قبول کرے۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول جو کچھ آپ نے مجھ سے
فرمایا ہے۔ کیا میں اس کو اس بات کی خبر دے دوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی خبر دینا
تو ابو موسیٰ نے مجھ کو کہا۔ اتنا سے تو میرا بھائی ہے اور سچا ہے۔ تو نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی ہے۔ اس کو
رزین نے روایت کیا۔

تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا ثواب

فصل اول

۷۷۷۔ سمرو بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ اور

۱۔ اسمِ اعظم حاصل کرنے کا طریقہ۔ اس حدیث کو احمد۔ اصحاب سنن۔ ابن ابی شیبہ۔ سعید بن منصور۔ بیہقی۔ ابن جریر
اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت بریدہ نے ابو موسیٰ اشعری کو جو ریاکار کہا تو انکا اشارہ بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی طرف تھا
یعنی بد کھلاوے کے لیے ایسا کر رہے ہیں تو حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اپنے خیالات کو مجمع کرنے کے لیے بلند آواز سے پڑھ
رہے ہیں تاکہ توجہ پوری طرح نماز ہی میں رہے۔ اسمِ اعظم کے متعلق چونکہ مختلف احادیث میں الگ الگ اسماء کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہذا

ماہنامہ نبوی ہے کہ ان تمام مسائل کو اٹھا کر کہے پڑھنے سے عین کے مشتق ہو حضرت نے فرمایا ہے کہ اسمِ اعظم ان کے اندر ہے اس طرح اللہ اللہ اللہ اللہ اسمِ اعظم کہہ سکتی ہو جائے گی ۱۲

يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهُ الْفَحْصَنَةُ أَوْ يَحْطَعُنَا الْفَحْصِيَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي كِتَابِي بِنِي
جَمِيعِ الرِّوَايَاتِ عَنْ مُوسَى الْجَهَنِّيِّ أَوْ يَحْطَطُ قَالَ أَبُو بَكْرِ الْبُرْقَانِيُّ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَالْوَعْوَانَةُ وَيَحْيَى
بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُوسَى فَقَالُوا وَيَحْطَطُ بغير الفِ هَكَذَا فِي كِتَابِ الْحَمِيدِيِّ -

۵۱ ۷ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سُمِّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ الْكَلَامُ أَفْضَلَ قَالَ مَا صُطِفِي
اللَّهُ لِمَلَأَ لِقَمَتِي سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۲ ۷ وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بِبُكْرَةٍ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ
وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ لَجَّ بَعْدَ أَنْ أَصْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ أَلَيْسَ فَارْتَمَلِكِ

ہے تو آپ نے فرمایا سو بار تسبیح سبحان اللہ کہہ لے۔ تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی۔ یا اس سے ہزار گناہ معاف کر دیے
جائیں گے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم کی نام روایتوں میں موسیٰ جہنی سے ادری حطط کا لفظ ہے یعنی یا نیکی لکھی جائے گی
یا ہزار گناہ معاف ہوگا۔ ابو بکر برقانی نے کہا۔ اور اس روایت کو شعبہ اور ابو عوانہ اور یحییٰ بن سعید القطان نے بھی موسیٰ جہنی سے
روایت کی ہے انہوں نے ویحطط بغير الف کے روایت کیا ہے یعنی ہزار نیکی بھی لکھی جاتی ہے۔ اور ہزار گناہ بھی معاف ہوتے ہیں
اسی طرح حمید کی کتاب میں بھی ہے۔

۵۱ ۷ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے بہترین کلام کونسی ہے۔ آپ
نے فرمایا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے پسند کیا ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ اسکو مسلم نے روایت کیا

۵۲ ۷ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے صبح کے وقت نکلے اور حضرت جویریہ
اپنے گھر کی مسجد میں تھیں پھر آپ چاشت کی نماز پڑھ کر گھر آئے۔ تو ابھی تک حضرت جویریہ وہیں بیٹھی ہوتی تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو بھلا

۱۷ تسبیح نیکی بھی ہے اور کفارہ گناہ بھی۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور نسائی نے اس کو عمل
الیوم واللیلہ میں اور ابن ابی شیبہ۔ ابن حبان۔ عبد بن حمید اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے
کہ ہزار نیکی بھی لکھی جائے گی اور ہزار گناہ بھی معاف کیا جائے گا۔ ہزار نیکیاں اس طرح بنتی ہیں کہ ہر نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے اور سو بار
کہنے سے ہزار نیکی مل گئی اور جو صرف ہزار نیکی کے فائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر گناہ نہ ہوں تو ہزار نیکی ملتی ہے ورنہ پھر ہزار گناہ معاف
ہوتے ہیں اور خدا کی رحمت سے بعید نہیں کہ ہزار نیکی بھی ملے اور ہزار گناہ بھی معاف ہو جائے ۱۷۔

۱۷ ۷ رُوحِ اَوْ رُجْدَةٍ فِي تِلَاوَةِ قُرْآنٍ مَنْعٌ هُوَ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کر کے صحیح کہا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے بھی
اس کو روایت کیا ہے۔ آدمیوں کے کلام میں سے یہ کلام افضل ہے ورنہ اللہ کا کلام قرآن مجید اس سے بہت بہتر ہے۔ البتہ مخصوص
اوقات میں تسبیحات کا پڑھنا بہتر ہے مثلاً رکوع یا سورہ میں قرآن پاک کی تلاوت منج ہے ۱۷۔

عَلَيْهَا كَانَتْ لَعْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ لَعْدُكَ رَبِّعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ فَرَاتٍ لَوْ زِدْتِ
بِمَا قُلْتِ مِنْهُ الْيَوْمَ لَوَسَّ نَشْرُهُتِ سُبْحَاتِ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَ
رِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَهَذَا أَدْكَلِمَاتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۵۳، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهَدَى
لِرَاشِيكَ لَهُ لَكَ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلُ عَشْرِ
رِقَابٍ وَكَتَبَتْ لَهُ مِائَةَ حَسَنَةٍ وَوَجِبَتْ عِنْدَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِمْلًا زَائِمًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَ ذَلِكَ
حَتَّى يُمِيسِيَ وَلَمَرِيَاتٍ أَحَدًا بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلًا عَمِلَ الْكُفْرَ مِنْهُ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

تک اسی حال میں بیٹھی ہے جس حال میں کہ میں تجھ کو چھوڑ کر گیا تھا کہنے لگی ہاں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تجھ سے
علیحدہ ہونے کے بعد چار کلمے نین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر ان کو تیری آقا کی ساری عبادت سے تولا جائے۔ تو وہ اس سے بھاری
ہو جائیں۔ اللہ پاک ہے۔ اپنی تعریفوں کے ساتھ اس کی تعریف ہے اس کی مخلوق کا گفتی کے مطابق اس کے نفس کی رضا کے برابر
اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلموں کی سیاہی کے برابر۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۵۴، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایک دن میں سو مرتبہ کہے۔ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا بادشاہی ہے۔ اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس
کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ معاف کر دیے
جائیں گے۔ اور اس دن وہ شیطان سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک شام ہو جائے اور کوئی آدمی اس سے افضل عمل لے کر
نہیں آئے گا۔ اگر وہ آدمی جو اس سے زیادہ مرتبہ کہے گا متفق علیہ۔

۱۷ کلمات الہی غیر متناہی ہیں۔ اس حدیث کو اصحاب سنن اور ابو حاتم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے
اسکو صحیح کہا ہے۔ اس معنی سے مراد وہ جگہ ہے جس کو گھر میں نماز پڑھنے کے لیے مخصوص کر لیا گیا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر میں کیفیت
کا اعتبار کیا جاتا ہے تعداد کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا جس تبیح کا مضمون جتنا اچھا ہوگا اور جامع ہوگا اتنا ہی اس کا ثواب زیادہ ہوگا۔
یعنی یہ جہاں کلمے تین بار دہرائے ان کا اجر بے انتہا ہے جیسے کلمات الہی بے انتہا ہیں۔ ۱۷

۱۸ تبیح تہلیل سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اسکو ابن ماجہ
نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ ہیں گویا ہوتی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے کہ جو آدمی سبحان اللہ و بحمدہ ایک دن میں سو مرتبہ کہے اگر طیبی نے
کہا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے سے ایک مفرہ مقدار کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور تبیح کہنے سے بے انتہا گناہ معاف ہونے میں تو معلوم
ہوا کہ تبیح تہلیل سے زیادہ بہتر ہے اور تہلیل میں سے تہلیل زیادہ بہتر ہے۔ ۱۸

۴۵۴ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَبَجَلْنَا نِسَاءً يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْجِعُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ أَنْتُمْ لَا تَدْعُونَ أَحَدًا وَلَا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِي تَدْعُونَهُ أَتَرَبُّ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَجُلٍ قَالِ أَبُو مُوسَى وَآخِلْفًا أَقُولُ لَأَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فِي نَفْسِي فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بَنِ قَيْسِ الْأَحْلَكِ عَلَى كَنُوزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالِ لَأَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

الفصل الثاني

۴۵۵ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ ۶

۴۵۴ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کچھ آدمی بلند آواز سے تکبیریں کہہ رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی بانوں پر نرمی کرو۔ کہ تم کسی بہرے اور غائب کو تو نہیں پکارتے۔ تم سننے والے دیکھنے والے کو پکارتے ہو۔ اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو۔ وہ تو تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ میں اپنے دل میں پڑھ رہا تھا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو آپ نے فرمایا۔ اے عبداللہ بن قیس کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں ضرور بنا پیشہ۔ آپ نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ (نہ تو گناہ سے باز آنے کی طاقت اور نہ نیکی کرنے کی قوت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توہین سے) متفق علیہ

دوسری فصل

۴۵۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی نے ایک مرتبہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ

لہ ذکر آہستہ کرنا بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ عام ذکر اور دعاؤں میں اصول یہی ہے کہ آہستہ پڑھے جائیں لیکن جہاں بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہو وہاں بلند آواز سے پڑھنا ہی بہتر ہے اور یہ جو فرمایا خدا تمہاری سواریوں کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے یہ بطور تمثیل ہے ورنہ خداوند تعالیٰ تو شاہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور لا حول کو جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ فرمایا تو یہ دو حیثیتوں سے ہے اپنے ثواب کی کثرت کی وجہ سے بھی یا ایک خزانہ ہے اور اپنی نفاست اور حفاظت کے لحاظ سے بھی خزانہ ہے۔ بعد اللہ بن قیس حضرت ابو موسیٰ اشعری کا نام ہے ۱۲۔

عُرِّسَتْ لَمْ تَخْلُفْ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۵۶۷ وَعَنْ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَّاحٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَنَادٌ

يُنَادِي سُبُّكَوَالْمَلِكِ الْقُدُّوسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۵۶۸ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لِلَّهِ إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۵۶۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ مَا شَكَرَ

اللَّهُ عَبْدًا أَحْصَاهُ -

رپاک ہے بڑا اللہ اور اسی کی تعریف ہے کہے۔ اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۵۶۷ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دن جو بندوں پر طلوع ہوتا ہے

ایک آواز دینے والے آسمان سے آواز دیتا ہے۔ کہ پاک بادشاہ کی تسبیح بیان کرو۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۵۶۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ذکر لہ الا اللہ ہے اور بہترین

دعا الحمد للہ ہے۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۵۶۹ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حمد کرنا شکر کا سر ہے جس آدمی نے اللہ

تعالیٰ کی تعریف نہ کی۔ اس نے شکر ادا نہیں کیا۔

۱۰ تسبیح سے جنت کے درخت لگتے ہیں اس حدیث کو احمد اور نسائی نے ایوم واللیلہ میں اور ابن حبان نے یعنی صحیح میں اور

حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو جن غریب کہا ہے۔ اس حدیث سے اس تسبیح کے ہمیشہ پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی

ہے اور اپنی کلمات سے جنت کے درخت لگائے جاتے ہیں ۱۲ ۱۱ اس حدیث کی سند کمزور ہے ۱۲

۱۳ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور نسائی نے اسکو ایوم واللیلہ میں اور ابن حبان

اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ الحمد فقہ کو بہترین ایسے کہا ہے کہ الحمد شکر کے معنی میں ہے اور شکر سے نعمتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں جیسا کہ

قرآن مجید میں آیا ہے ۱۳

۱۴ ذکر دل اور زبان دونوں سے ہو۔ اسکو عبد الزاق نے بھی روایت کیا ہے۔ جامع صغیر کے شارح نے کہا ہے کہ اس کے باوی

لقد میں لیکن اسکی سند منقطع ہے۔ حمد زبان سے ہوتی ہے اور شکر زبان۔ دل اور اعضاء سے ہوتا ہے یعنی زبان شکر ہو اور کہے۔ دل حمد ہوا اور حمد یا خداؤں اپنے اعمال و افعال میں اس کے احسان معلوم ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ حمد خاص ہے اور شکر عام ہے اور حمد شکر کا ایک بہتر

۵۹۔ وَعَنْ أَبِي عَمَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَنْ يُدْعَى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يَجْمَعُونَ اللَّهَ فِي السَّوَابِ وَالْقَضَاءِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

۶۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِ عِلْمِي شَيْئًا أَنْكُرُ بِهِ وَأَدْعُوكَ بِهِ فَقَالَ يَا مُوسَى قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ يَأْتِ كُلُّ جَبَّارٍ

يَقُولُ هَذَا أَنَا أُرِيدُ شَيْئًا لَمْ تُصْنِئْ بِهِ قَالَ يَا مُوسَى لَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَعَالَمَهُنَّ غَيْرِي وَالْأَرْضَيْنِ السَّبْعَ وَصُنْعَنِي فِي كَفْتِي وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كَفْتِي لَمَاتَ بِهِمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ -

۶۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن جنت کی طرف وہ لوگ بلائے جائیں گے جو خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۶۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب مجھ کوئی چیز سکھا کہ میں اس کے ساتھ تیرا ذکر کروں۔ یا اس کے ساتھ تجھ سے دعا کروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ کہو۔

لا الہ الا اللہ تو موسیٰ علیہ السلام عرض کیا۔ اے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں۔ میں تو کوئی چیز ایسی چاہتا تھا جو تجھے غماظ پر بتائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان میں بسنے والے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھے جائیں۔ اور لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں رکھا جائے۔ تو یہ پلڑا جھک جائے گا۔ جس میں لا الہ الا اللہ ہے اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۶۱۔ حضرت ابوسعید اور ابوریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کہے لا الہ الا اللہ اور

۶۱۔ حضرت ابوسعید اور ابوریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کہے لا الہ الا اللہ اور

۶۱۔ حضرت ابوسعید اور ابوریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کہے لا الہ الا اللہ اور

۶۱۔ حضرت ابوسعید اور ابوریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کہے لا الہ الا اللہ اور

مکہ بعض چیزیں نظر دین میں عام کی معلوم ہوتی ہیں اور لوگ ان کو بے وقعتی یا نکاح سے دیکھتے ہیں اور بعض چیزیں لوگوں کو بہت بڑی دکھائی دیتی ہیں مگر حقیقت ان کے خلاف ہوتی ہے

اللَّهُ أَكْبَرُ صَدَقَ رَبِّي قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قُلَّ لِلْإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ يَقُولُ
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي وَإِذَا قُلَّ لِلْإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
 أَنَا لِلْمُلْكِ وَلِي الْحَمْدُ وَإِذَا قُلَّ لِلْإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا حَوْلٌ وَ
 لَا قُوَّةَ إِلَّا لِي وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَمْنَعٍ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْ النَّارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
 ۷۲ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا
 نَوْوِيٌّ أَوْ حَصِيٌّ نَسِيخٌ بِهِ نَقَالَ لَا تُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ السُّوْعُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا
 خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ
 عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ وَالْحَوْلُ

اللہ اکبر تو اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں بہت بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے
 کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے
 سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اکیلا ہوں۔ میرے کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے
 لائق نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میری
 بادشاہی ہے۔ اور میری تعریف ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور گناہ سے بچنے اور
 نیکی کرنے کی کوئی طاقت نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ گناہ
 سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق میری ہی طرف سے ہے۔ اور آپ فرماتے تھے جو آدمی اپنی موت کی بیماری میں پڑے کہے۔ پھر وہ فوت ہو جائے
 تو اس کو جگ نہیں ملے گی۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۷۲ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک عورت کے پاس گئے۔ اس کے سامنے کھجوروں
 کی کٹھلیاں یا انگوریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور ان پر تیسہریں پڑھ رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمہ کو اس سے آسان بات کی اطلاع نہ دوں۔
 یا اس سے افضل بات کی اطلاع نہ دوں۔ وہ یہ ہے۔ اللہ پاک ہے۔ ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو اس نے آسمانوں میں
 پیدا کیا ہے۔ اور اللہ پاک ہے۔ ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو اس نے زمین میں پیدا کیا ہے۔ اور اللہ پاک ہے۔ ان چیزوں کی گنتی
 کے برابر جو ان کے درمیان ہیں۔ اور اللہ پاک ہے۔ ان تمام چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو وہ پیدا کرنے والا ہے۔ اور اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے)

اس حدیث کو کافی لئے الیوم وعلیلہ میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دُلْدُودٍ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.
 ۶۱۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
 سَبَّحَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعِشَاءِ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَمَنْ حَمِدَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً
 بِالْعِشَاءِ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْ هَلَّلَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعِشَاءِ
 كَانَ كَمَنْ اعْتَقَ مِائَةَ زَنْبَةٍ مِنْ وُلْدِ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ كَبَّرَ اللَّهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعِشَاءِ لَمْ يَلِدْ فِي
 ذَلِكَ لَيَوْمٍ لَعْدٍ بَأَكْثَرِ مَا آتَى بِهِ الْإِسْلَامُ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ أَوْ رَدَّ عَلَى مَا قَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
 هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

یہی اسی طرح کہہ اور لاہ الا اللہ بھی اسی طرح کہہ اور لا عمل ملا قوۃ اور لا باللہ بھی اسی طرح کہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۶۱۳۔ ۷۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پر داد اسے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ تعالیٰ کا تسبیح بیان کرے۔ (یعنی سبحان اللہ) کہے۔ تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے سو حج کیا۔ اور جو کبھی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام الحمد للہ کہے۔ تو وہ اس آدمی کی طرح ہے۔ جس نے خدا کے رستے میں سو گھوڑا جلاہذا کو سوار ہونے کے لئے دیا۔ اور جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام لا الہ الا اللہ پڑھے۔ تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے انجیل کی اولاد سے سو غلام آزاد کیا۔ اور جو آدمی سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر کہے۔ تو اس دن اس سے بڑھ کر کوئی آدمی عمل نہیں لائے گا۔ مگر وہ آدمی میں نے اتنا پڑھا ہوگا یا اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۔ تسبیح پر پڑھنا درست ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور نسائی نے اسکو ایوم ولیلہ میں اور ابن ماجہ اور ابن جہان نے اپنی تصحیح میں اور احکام نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو تسبیح پر لوگ کلمہ کلام پڑھتے ہیں یہ جائز ہے اور تسبیح اپنے پاس رکھنا درست ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو گھٹیلوں یا کنگریوں پر پڑھنے سے منع نہیں فرمایا یہ تقریری حدیث ہوئی اگر فرق ہے تو صرف یہ کہ گھٹیلوں اور کنگریوں پر پڑھنی ہوئی نہ شخص اور تسبیح کے دانے پڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور جو لوگ تسبیح اپنے پاس رکھتے، اور اس پر پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بعض حدیث نے کہا ہے کہ یہ شیطان کے بیسے ایک کوڑا ہے ۱۱

۲۔ مسنون ذکر یا خدمت شائقہ سے بہتر ہے امام ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے جیسا کہ کتاب میں مذکور ہے لیکن اس کی سند میں ضحاک بن عمرہ واسطی ہے تقریب میں اسکو ضعیف کہا گیا ہے اور میزان میں یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ ترمذی نے اسکو محمد بن ذہب سے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے اور یہ درست نہیں کہا گیا ہے۔ ابن معین۔ نسائی۔ امام بخاری سب نے (باقی صفحہ آئندہ)

۶۴۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيحُ نِصْفُ الْمِيزَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلُهَا وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَيْسَ كَهَا حِجَابٌ دُونَ اللَّهِ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِي.

۶۴۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَّا إِلَهَ اللَّهُ مُخْلِصًا قَطْرَ الْأَنْجَمِ لِأَبْوَابِ السَّمَاءِ حَتَّى يُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكِبَارِ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۶۴۶. وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقِيتُ أَبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي

۶۴۴. حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبحان اللہ کتنا آدھا آواز ہے اور الحمد للہ اس کو بھر دیکھا۔ اور لا الہ الا اللہ کے اللہ تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ یہ سیدھا اس کے پاس پہنچتا ہے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث لڑب ہے۔ اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

۶۴۵. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بھی خلوص دل سے لا الہ الا اللہ پڑھے۔ اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ کلمہ آوش تک پہنچتا ہے۔ جب تک کہ وہ کبیرے گناہوں سے بچتا رہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث لڑب ہے۔

۶۴۶. حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی رات حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کو از حد ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبان نے جو اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے تو اس کا تسامیل ظاہر ہے اور حدیث کے الفاظ بھی کچھ عجیب و غریب سے ہیں واللہ اعلم۔ بہر حال اگر اس کا کوئی وجود تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ کی پوچھا تو ہوسے ذکر آئی کیا جائے تو وہ اعمال شامہ اور ریاضات مشککہ سے بزر درجہ بہتر ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۱۲)

۱۵. ان کلمات کا اجر بہت زیادہ ہے اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اسکو ابو ہریرہ سے اور عبد الرزاق نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے اسکو مرسل روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس حدیث اور اس جیسی اور بھی حدیثوں کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کلمات بہت جلد قبول ہوتے ہیں اور ان کا اجر اور ثواب بہت زیادہ ہے ۱۳

۱۵. اس حدیث کو نسائی نے ایوم واللیلہ میں اور ابن حبان اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط یہ فرمایا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ یعنی یہ کلمہ بہت جلد قبول ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی بڑے گناہوں سے بچتا رہے ۱۲

قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَتَرَأَى أُمَّتَكَ مِثِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرُهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذَابُ الْمَاءِ وَرَهَابِ عَيْنَانِ
وَأَنَّ غَيْرَ اسْمِهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا.

۶۶۷ وَعَنْ يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنْ أُمَّهَا جَرَابِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّقْدِيسِ وَاعْتِقَادِ بِأَلِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُورَاتٌ مُسْطَنَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلُونَ
فَتَسِيئُونَ الرَّحْمَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُدَاؤُودَ.

ابراہیم علیہ السلام کو ملا۔ تو آپ نے کہا اے محمد اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا۔ اور ان کو اطلاع دینا کہ جنت کی زمین بڑی رحیم ہے
اور پانی بڑا میٹھا ہے۔ اور ویسے ہے صاف پشیل میدان اور اس کے درخت لگتے ہیں۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ اذلالہ اللہ
اور اللہ اکبر کہنے سے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث سند کے لحاظ حسن غریب ہے۔

۶۶۷۔ حضرت بسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اور یہ ہجرات سے تھیں۔ کہتی ہیں۔ کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم تسبیح اور تہلیل اور تقدیس کیا کرو۔ اور انگلیوں کے پھدوں پر گنتی کیا کرو۔ کہ یہ انگلیاں بھی پوچھی جائیں گی۔ قیامت کو بولیں
گی۔ اور غفلت نہ کرنا کہ پھر تم کو بھی رحمت سے بھلا دیا جائے گا۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۶۶۸ جنت کے درجات الگ الگ ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے اپنی تینوں مجموعوں میں اور ابن شہاب نے ترمذی میں بھی روایت
کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ ملاقات ساتویں آسمان پر ہوئی تھی۔ تہلیل اللہ علیہ السلام سے
تکبیر لگاتے بیٹھے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کے جنت کی کیفیت الگ الگ ہوگی جتنا کوئی نیک آدمی ہوگا اتنا ہی اس
کا جنت بھی افضل اور اعلیٰ ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان گناہوں کے پڑھنے سے جنت کے درخت لگتے ہیں سو جتنے درخت لگیں گناہ بچاؤ
اتنا ہی ان کلمات کا ورد زیادہ کرے ۱۳

۶۶۹ قیامت کو اعضا کو اسی دیں گے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے
اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی یہ کہ اپنے جسم کو زیادہ سے زیادہ عبادت الہی میں لگا دینا چاہئے۔ دل سے توجہ ہو۔ زبان ذکر
میں مشغول ہو انگلیاں گنتے ہیں مصروف ہوں کہ جتنے اعضا بھی عبادت میں مصروف ہو سکیں ان کو مصروف رکھنا چاہئے۔ تسبیح پر
ذکر گنتے سے بہت زیادہ بہتر ہے کہ اپنی انگلیوں پر گنتے اور دوسری بیانات معلوم ہوئی کہ قیامت کو ہاتھ پاؤں ناک۔ کان۔ آنکھ یہ
سب اعضا بے کے حق میں گواہی دیں گے اگر اس نے نیک اعمال کیے ہونگے تو خداوند تعالیٰ ان اعضا کو بولنے کی طاقت عطا
فرمائیں گے وہ نیکی کرنے والے کے حق میں نیک گواہی دیں گے اور اگر اس نے برے اعمال کیے ہوں گے تو اس کے حق میں بری گواہی

الفصل الثالث

۶۶۸- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ جَاءَ أَمْرٌ بِنَبِيِّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَّمَنِي كَلِمَاتًا أَتَوَلَّى قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرٌ وَأَلْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَأَحُولُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ قَالَ فَهَذَا لِكَلِمَاتِي فَقَالَ قُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي شَكَ اللَّهُ بِرَبِّي فِي عَافِي رِقَّةٍ مُسْلِمٍ.

۶۶۹- وَعَنْ النَّبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَّ عَلَى شَجَرَةٍ يَا بَسْمَةَ الْوَرَقِ فَضَرَّهَا بِعَصَا فَتَنَّا الْوَرَقُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَإِلَّا إِلَهًا إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ شَاقِطٌ ذُوبَ الْعَبْدُ كَمَا

فصل سوم

۶۶۸- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھے کوئی کلام سکھاؤ کہ میں وہ چٹھا کروں، تو آپ نے فرمایا کہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے بہت تعریفیں ہیں۔ اور پاک ہے۔ اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ گناہ سے بچنے اور اللہ کی رضا کی طاقت۔ صرف اسی اللہ کی توفیق سے ہے۔ جو غالب حکمت والا ہے۔ تو پھر اس نے کہا یہ تو میرے رب کے لئے ہوا۔ میرے لیے کیا ہے آپ نے فرمایا کہو اے میرے اللہ مجھ کو بخش دے۔ اور مجھ پر رحم کر۔ اور مجھ کو ہدایت دے۔ اور مجھ کو رزق دے۔ اور مجھے عافیت میں رکھو۔ راوی کو عافی کا شک ہے کہ شاید کہا ہے یا نہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۶۶۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شجرہ پر تھکے تھکے والے درخت کے پاس سے گزرے آپ نے اس کو اپنی لاشی ماری۔ تو پتے گرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر یہ کلمے بندے

۱۷ بہترین دعا گناہ کی معافی کی دعا ہے اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہنے کے بعد اپنے لیے دعا کرنا مستحب ہے اور دعا کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنے لیے دعا کرے اور بعد میں آمین یا ارحم الراحمین کہے تو اس طریقہ سے دعا بہت جلد قبول ہوگی اور بہترین دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کرنے کی درخواست کرے اور جو کلمات و سکانات میں اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ ۱۷

يَتَسَاقَطُ وَدُنَىٰ هَذِهِ الشَّجَرَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -
 ۶۶۰ - وَعَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْذُّمُّ مِنْ قَوْلِ الرَّحُولِ
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قَالَ مَكْحُولٌ فَمَنْ قَالَ الرَّحُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَالْمُجَامِرَ
 اللَّهُ إِلَّا إِلَيْهِ كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الضَّرِّ أَدْنَاهَا الْفَقْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
 لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ وَمَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -
 ۶۶۱ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَّحُولٍ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ دَوَاءٌ
 مِنْ تِسْعَةِ وَتِسْعِينَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ -

کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں۔ جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ اسکو ترمذی نے رعایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب
 ۶۶۰۔ حضرت مکحول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رعایت کرتے ہیں۔ کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ
 بہت زیادہ پڑھا کر کہ وہ جنت کے خزانوں میں سے کچھ لے گیا۔ جو آدمی اس طرح کہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ فلا مخرج من اللہ الا الیہ تو اللہ
 تعالیٰ اس سے ستر کو دور کر دینگے۔ جس میں سے سب سے ادنیٰ فقر زنی ہے۔ اسکو ترمذی نے رعایت کیا۔ اور کہا کہ اس حدیث کی سند منقول
 نہیں ہے۔ اور مکحول نے حضرت ابو ہریرہ سے نہیں سنا ہے۔
 ۶۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ تلافی کے لیے بیماریوں کی
 دوا ہے۔ جن میں سب سے چھوٹی بیماری علم ہے۔

۱۰ گناہ بخشونے والے کلمات۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کے راوی ایچھے ہیں اور ابو نعیم نے
 بھی اس کو جلیبہ میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کلمات کو گناہ کے بخشونے
 میں بڑا دخل ہے۔ ان کلمات کا ورد کثرت سے کرنا چاہئے ۱۲۔

۱۱ فقر دور کرنے کا مطلب۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن رجب بھی مرفوعاً روایت کیا ہے اور اسی مضمون کی ایک
 روایت طبرانی اور عقیلی نے بھی جابر سے روایت کی ہے اس حدیث میں جو فقر کا لفظ آیا ہے اس کے معنی دو طرح سے بیان کیے گئے ہیں
 ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ شکر ستی اور نسیبی کو دور کر دیں گے اور دوسرے یہ کہ دل میں استغناء پیدا کر دیں گے۔ قناعت کا لفظ ہے بہا اس کو رعایت فرمائی
 گے جس سے آدمی کی طبیعت مطمئن اور سیر ہو جاتی ہے ۱۲۔

۱۲ اس حدیث کو طبرانی نے او سط میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح السنہ کہا ہے اور اسکو ابن ابی الدنیانے بھی روایت کیا ہے
 اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور مضمون بالکل واضح ہے ۱۲۔

۷۴۲ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَدْلُكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَلِمَةٍ أَجْتَزَّ أَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى اسْلَمَ عَبْدِي وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ وَاللَّيْثِيُّ وَالْكَبِيرِيُّ

۷۴۳ وَعَنْ أَبِي عَمْرِوَةَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ هِيَ صَلَوةُ الْخَلَائِقِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَلِمَةُ الشُّكْرِ وَالْإِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ أَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ تَعَالَى اسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُ رِزِينَ

۷۴۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایک ایسا کلمہ نہ بتاؤں۔ جو عرش کے نیچے جنت کے فرشتوں میں سے ہے۔ اور وہ ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرا بندہ میرے سامنے جبک گیا۔ اور اس نے اپنے کام میرے سپرد کر دیئے۔ ان دونوں کو یہی حق نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۷۴۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سبحان اللہ تو خلقت کی عبادت ہے۔ اور الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے۔ اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ میرے سامنے جبک گیا۔ اور اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ اسکو رزین نے روایت کیا۔

۱۲ بقا باللہ کی صفت دائمی ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے جس طرح جنت کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتی اسی طرح اس کلمہ کا اجر بھی کبھی ختم نہ ہوگا اس لیے اس کو جنت کے خزانے کی نعمت فرمایا ہے اور اس کا اجر اس لیے کبھی ختم نہیں ہوگا کہ جب بندے نے اپنے آپ کو پوری طرح فنا کر کے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو اب اس میں بقا باللہ کی صفت پیدا ہوتی جو کبھی ختم نہیں ہوتی اسی لیے اس کا اجر بھی کبھی ختم نہیں ہوتا ۱۲

۱۳ لا الہ الا اللہ کہنا بہت بڑی نیکی ہے اس حدیث کو رزین نے بھی اپنی جامع میں روایت کیا ہے۔ تبیح تمام مخلوق کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وان من شیء الا یسجد لہ سجداً واکن لا تفہمون لیسجدوا کہ اناسات کی سرچیز اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور لا الہ الا اللہ سے تو حدیث خاص باقی رہ جاتی ہے اور شرک کی پوری طرح نفی ہو جاتی ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک آدمی آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں ایک گناہ کر کے آیا ہوں مجھے کیا کرنا چاہئے آپ نے فرمایا کوئی نیکی کرنا کہ تیرے گناہ کا کفارہ ہو جائے اس نے کہا میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت بڑی نیکی کرو۔ اس نے پوچھا کیا لا الہ الا اللہ کہنا بھی نیکی ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ تو سب سے بڑی نیکی ہے۔ اس نے کہا لا الہ الا اللہ تو آپ نے فرمایا جاؤ تمہارا اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا۔ اور اللہ اکبر کا ثواب زمینوں اور آسمانوں میں بھی نہیں سما سکتا اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنے کا ثواب تو دائمی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

رَحْمَةُ اللَّهِ مَرَّةً رِزْقًا حَسَنًا ۱۲

بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

الفصل الأول

۴۱۴ عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله إنى لأستغفر الله وأتوب إليه في اليوم أكثر من سبعين مرة رواه البخاري.

۴۱۵ عن الأعمش المزني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن ليغان على قلبي وإني لأستغفر الله في اليوم مائة مرة رواه مسلم.

استغفار اور توبہ کا بیان

فصل اول

۴۱۴ ے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۴۱۵ ے۔ ابراہیم المزنی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل پر کچھ غبار سا آجاتا ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۔ انبیاء کیوں استغفار کرتے ہیں۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں جو یہ فرمایا ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا ہوں اس زیادہ کی تعیین اگلی حدیثوں میں کر دی گئی ہے کہ آپ سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلامات معصوم ہیں ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا اور استغفار کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پہلے گناہ کا صدر ہو چکا ہو یا آئندہ اس کا امکان ہو اور یہ چیز جو نہ انبیاء میں نہیں ہے تو پھر یہ استغفار کیا ہے؟ اس کے کئی ایک جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ امور مباحہ کا اشتغال کوئی قصہ جائز ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے مقام رفیع کے مقابل کہ وہ حظیرۃ القدس کے حاضر باش ہیں یہ مقام نہایت پست ہے اس لیے اس میں مشغول ہونے پر انبیاء استغفار کیا کرتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا استغفار کرنا امت کی تعلیم کے لیے ہوتا تھا کہ لوگوں کو بھی اس کی رغبت اور شوق پیدا ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کا استغفار کرنا امت کی طرف سے تھا یعنی امت کے گناہوں سے آپ دربار خداوندی میں استغفار فرمایا کرتے تھے تو اس صورت میں یہ استغفار شفاعت کا ہم معنی ہو گا۔ اس کے علاوہ اور کئی کئی ایک جواب دیئے گئے ہیں۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

۷۷۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَلَّوْا إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ أَلْوَبَ الْيَوْمِ الْيَوْمِ وَإِنَّ تَمْرًا لِيَوْمِ الْيَوْمِ مُسْلِمًا۔

۷۷۷۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَا يَرَوْحِي عَيْنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِي إِنِّي حَزَمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَكُمْ فَمَا فَلَا تظَالِمُوا يَا عِبَادِي كُلَّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِيكُمْ يَا عِبَادِي كُلَّكُمْ بِجَانِبِ الْأَمَنِ اطَّعِنْتُمْ فَاسْتَطَعُونِي اطَّعِنْتُمْ بِأَعْيُنِي كُلَّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسَمْتُكُمْ يَا عِبَادِي أَكْمُ يَخْطُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَعْرِفُ الذَّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَعْفِ كُمْ يَا عِبَادِي أَنْكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا صِرْتِي فَتَهَارُونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْسِي فَتَنْفَعُوا فِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَإِخْرَكُمْ وَالنَّسَمَ بِجَنِّكُمْ كَانُوا عَلَى أُنْفَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا لَادَ ذَلِكَ فِي

۷۷۶۔ اور اپنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو۔ میں بھی اس کی طرف پہنچ سوں توبہ کرتا ہوں اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۷۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں میں سے جو وہ اپنے رب سے بیان کرتے تھے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندو میں نے ظلم کو اپنی جان پر حرام کیا ہے۔ اور میں نے ظلم کو بھی تمہارے درمیان حرام کیا ہے۔ سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب رستہ بھولے ہوئے ہو مگر جس کو میں رستہ دکھاؤں تو مجھ سے راستہ مانگو میں تم کو راستہ دکھاؤں گا۔ اے میرے بندو تم سب تنگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں تم مجھ سے لباس مانگو۔ میں تم کو لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو تم دن رات گناہ کرتے ہو۔ اور میں سارے گناہوں کو نبھاتا ہوں۔ تم مجھ سے بخش مانگو۔ میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو تم گناہ کر کے میرا کچھ نقصان نہیں کر سکتے۔ اور نہ اطاعت کر کے میرا کچھ سنوار سکتے ہو۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور انسان اور جانور سب تم میں سے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ۱۷۔ آنحضرت کے دل پر سکینہ کا نزول ہوتا۔ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور نسائی نے ایوم والیہ میں روایت کیا ہے۔ "فین وہ پردہ ہے جو ذکر الہی کی مدد امت میں خارج ہوا اور یہ خارج ہونے والی چیزیں دنیا کے مباح امور ہیں۔ اپنی انسانی ضرورتوں اور مجبوریوں کو آپ نے غبار کے نقطہ سے تعبیر کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کے دل پر جب سکینہ کا نزول ہوتا تو وہ آپ کے دل کو ڈھانپ لیتا تو آپ انہما بعبودیت اور شکر الہی کے طور پر استغفار فرماتے ۱۷۔ (حاشیہ صفحہ ۲۶۹)

۱۷۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی۔ لغوی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ۱۷۔

مَلِكِي شَيْئًا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمُ وَالسُّكْمُ وَجَنَّتُمْ كَأَنْوَاعِ الْأَنْهَارِ قَلْبِي سَجَلٌ وَجِدْتُمْ مَا لَقِصَ
 ذَالِكُمْ مِنْ مَلِكِي شَيْئًا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْ وَأَخْرَكُمُ وَالسُّكْمُ وَجَنَّتُمْ قَامُوا فِي مَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي
 فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا لَقِصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْخِطُّ إِذَا دُخِلَ الْبَعْدِيَا
 عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أَحْصِيهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ أَوْفَيْتُكُمْ بِهَا مَنْزِلًا وَجَدَ خَيْرًا فَايْتَحَدَى اللَّهُ وَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا
 ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۴۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ
 قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَإِنِّي رَأَيْتُ نَفْسَهُ فَقَالَ لَهُ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ وَجَعَلَ
 يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَيْتَ تَمَرِيَّةٍ كَذَا أَوْ كَذَا فَأَذَكَكَ الْمَوْتُ فَتَوَّابًا يَصُدُّرُهُ نَهْوَاهَا فَانْخَضَتْ فِيهِ

سے زیادہ پر ہر گناہ آدمی کے دل کی طرح نیک ہو جائیں۔ تو اس سے میرے ملک میں کسی چیز کا امانہ نہیں ہو جائے گا۔ اور اے میرے بندو اگر
 تمہارے پہلے اور پچھلے جن اور انسان اگر سب سے بدترین آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں۔ تو میری بادشاہی میں اس سے کچھ بھی کی نہیں ہو جائے
 گی۔ اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور انسان اور جن اگر یہ سارے ایک کھلے میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ پھر وہ مجھ سے مانگنے
 لگیں۔ اور میں ہر آدمی کو اس کی مزا مانگی مرادیں دیدوں۔ تو میرے غمخواروں میں اتنی کمی بھی تو نہیں آئے گی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال
 لیے سے سمندر میں کی آجاتی ہے۔ اے میرے بندو یہ تمہارے عمل ہیں۔ جن کو میں نے تمہارے لئے گن رکھا ہے۔ اور پھر میں تم کو ان کا پورا پورا
 بدلہ دیدوں گا پھر جو آدمی بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے۔ اور جو بھلائی کے سوا دوسری چیز پائے۔ تو وہ اپنے نفس کو طاعت کر لے
 اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۴۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبی اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ اس نے نافر
 او میوں کو قتل کیا تھا۔ پھر وہ مسک پوچھنے کے لئے ایک راہب کے پاس گیا۔ اور اس سے پوچھا۔ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ یا نہیں
 تو راہب نے کہا نہیں۔ اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر وہ مسک پوچھنے گیا۔ اسکو ایک آدمی نے کہا۔ تم فلاں بستی میں چلے

۱۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتے اس حدیث کو سنائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو
 حسن کہا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ آدمی کسی کی ملکیت میں تصرف کرے یا کسی کو جرم سے زیادہ سزا دے۔ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے حلال
 ہیں وہ جو بھی کائنات میں تصرف کریں درست ہے کیونکہ سب کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور جرم کی پوری نوعیت اور سزا کو بھی
 اللہ تعالیٰ ہی جان سکتے ہیں کہ کس جرم کی کتنی سزا ملنی چاہئے اور کون سے مجرم کا کون سا جرم کس نوعیت کا ہے۔ یہ پیدائش کے لحاظ سے ہر آدمی
 پاک ہے ماحول سے متاثر ہو کر برآہمی گمراہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے جس کی دہشتناکی خدا تعالیٰ کریں ۱۲

مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي وَإِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي فَقَالَ
 يَسُوْا مَا يَنْهَاهُمَا فَرَجَدَا إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ لِشَيْءٍ وَغُفِرَ لَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 ۷۷۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي لَفَيْتُ بِيَدِهِ لَوْلَا تَذَنُّبُوا
 لَدَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ وَكَبَّاءُ بِقَوْمٍ يَدُنِي مَنَ تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۷۸۰. وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ تَبْ
 مِئِي النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مِئِي اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا وَلَوْ مُسْلِمٌ
 ۷۸۱. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ لَمَرَأَتًا تَابَ

عبادت پھر راستے میں اسکو موت آئی۔ اور وہ اس حال میں بھی اپنے سینے کے بل گھسٹتا ہوا تھا۔ سو اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نیک بستی کی زمین کو حکم دیا۔ تو قریب ہو جا۔ اور دوسری زمین کو فرمایا۔ کہ تو دور ہو جا۔ اور فرشتوں کو کہا۔ کہ زمین ماب کرنا انہ کو رو جس کے قریب ہو وہ ملے۔ کہ انہوں نے نیک بستی کی طرف ایک باشت پھر زمین قریب پائی۔ سو اس کو بخش دیا گیا۔ متفق علیہ

۷۷۹. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس اللہ کی قسم میں کے قبض میں میری ہاں ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا سے لٹائے۔ اور ایسی قوم لے آئے۔ جو گناہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بخش مانگیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انکو معاف کرے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۸۰. حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ رات کو اچھے ہاتھ پھیلا دینا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے۔ اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلا تا ہے۔ تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرے۔ اور یہ اس وقت تک دے گا۔ جب تک کہ سورج مغرب کی جانب سے نہ نکلے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۷۸۱. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بنہ جب پر گناہ کا اقرار کرے۔ اور پھر توبہ کرے تو

لے قاتل کی توبہ قبول ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن ماجہ اور ابن جریر نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اس سے

معلوم ہوا کہ عذاب قتل کرنے والے کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے جبکہ توبہ کی شرطیں پوری ہو جائیں اور وہ یہ ہیں۔ گناہ پر ندامت ہو آئندہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ ہو۔ توبہ تندستی میں ہو یا پہلے کے جیسے مرحلہ جبکہ موت کے آثار ظاہر نہ ہوں۔

۷۸۲. اللہ معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں اس حدیث کو احمد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی گناہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ تیروں کو جزائے خیر دینے کو پسند کرتے ہیں اسی طرح مجرموں کو معاف کرنا بھی پسند کرتے ہیں۔

اللَّهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۴۸۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۴۸۳ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَللَّهِ أَشَدُّ فِرَاجًا تَوْبَةً جَدِيدَةً حِينَ تَيُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَأَنْتَ رَاحِلَتُ بَارِضٍ فَلَاةٌ فَأَنْفَلْتُمْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامٌ وَشَرَابٌ فَأَلَسَ مِنْهَا فَا تَى شَجَرَةً فَأَضْطَجَعْتَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَلَسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَبَيْعًا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَكَ فَأَخَذَ بِحِطَائِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

اللہ تعالیٰ اسپر رحمت کا پیرا کرتے ہیں۔ متفق علیہ۔

۴۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مغرب کی طرف سے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیں گے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۴۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اپنے بندے کی توبہ پر عجب کرم والا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبہ کرتا ہے۔ اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ کہ جس کی سواری ایک جنگل زمیں میں بھگ گئی۔ اور اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ سو اس سے تا امید ہو گیا۔ پھر وہ ایک درخت کے نیچے آکر سائے میں لیٹ گیا کیونکہ وہ اپنی سواری سے مایوس ہو چکا تھا۔ پس جب کہ وہ اس پریشانی میں مبتلا تھا۔ تو ناگہاں اس کی سواری اس کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اس کی جہار پکڑ لی۔ پھر اس نے خوشی کی شدت سے اس طرح کہہ دیا۔ اے اللہ تو میرا بندہ ہے۔ اور میں تیرا رب ہوں۔ اس نے خوشی کے قلب میں الٹ کہہ دیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰ واقعہ انک حضرت عائشہ صدیقہ کے وقت آنحضرت نے یہ الفاظ حضرت عائشہ سے کہے تھے ترمذی نے بھی یہ مضمون بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں قرآن مجید میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ ہوالذی یقبل التوبۃ عن عباده الایہ ۱۲۔

۱۱ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اسکو طرانی نے بھی اوسط میں ذکر کیا ہے۔ قیامت کے نشانات میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ ایک روز سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ ریح نہار تک اوپر اٹھے گا پھر غروب ہو جائے گا اسکے بعد کسی کافر کا ایمان یا کسی بدکردار کی توبہ قبول نہ ہوگی جو پہلے سے مومن ہوگا اسکا ایمان بعد میں بھی قبول ہوگا اور جو پہلے توبہ کرتا ہوگا اسکی بعد میں بھی قبول ہوگی ۱۲۔

۱۲ توبہ سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں اس حدیث کو بخاری نے بھی منقول روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی خوشی ایک آدمی کو نبی زندگی حاصل کر کے ہو سکتی ہے اس سے بہت زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے جبکہ کوئی گنہگار بندہ توبہ کر کے عذاب الہی سے بچا جاوے۔

۴۸۴. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدًا أَذِنَبَ ذُنُبًا قَالَتْ رَبِّتُ
أَذِنَبْتُ فَأَغْفِرُهُ فَقَالَ رَبُّ أَعْلَمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَتْ
مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذِنَبَ ذُنُبًا قَالَتْ رَبِّتُ أَذِنَبْتُ ذُنُبًا فَأَغْفِرُهُ فَقَالَ أَعْلَمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ
يَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَتْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذِنَبَ ذُنُبًا قَالَتْ رَبِّتُ أَذِنَبْتُ ذُنُبًا فَأَغْفِرُهُ لِي
فَقَالَ أَعْلَمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي فَلْيَفْعَلْ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
۴۸۵. وَعَنْ جُنْدُبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ أَنَّ نَجْلًا قَالَ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ
لِفُلَانٍ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنِّي لَا أَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَأَخِطْتُ

۴۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے اللہ
میں نے گناہ کیا ہے۔ سو تو اس کو بخش دے۔ تو اس کا لب کہتا ہے۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے۔ جو گناہ بخش سکتا ہے۔ اور
گناہ پر مواخذہ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ پھر رہتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ تو پھر کہتا ہے
اے میرے رب میں نے گناہ کر لیا۔ سو تو مجھے معاف کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے۔ جو گناہ
کو بخش سکتا ہے۔ اور اسپر پکڑ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے پھر رہتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے
تو پھر کہتا ہے۔ اے میرے رب میں نے اور گناہ کیا۔ کیا سو تو مجھ کو بخش دے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب
ہے۔ جو گناہ کو معاف بھی کر سکتا ہے۔ اور اسپر مواخذہ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا وہ جو چاہے کرے متفق علیہ
۴۸۵۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا۔ کہ اللہ کی قسم فلاں آدمی
کو اللہ کبھی نہیں بخشنے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کون ہے وہ جو مجھ پر قسم ڈالے۔ کہ میں فلاں کو کبھی نہیں بخشوں گا۔ بیشک میں نے فلاں

۱۔ توبہ قبول ہونے کے شرائط۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی ایوم دالیل میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے
کہ آدمی اگر بار بار بھی گناہ کرے اور پھر توبہ سے دل سے کرنا جائے تو اس کی توبہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی جلتے گی۔ لیکن
اگر دل سے توبہ نہ کرے اور صرف زبان ہی سے توبہ کرے تو ایسی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ کتاب کی توبہ ہے۔ دوسری حدیث
میں آیا ہے کہ ایسی توبہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھا اور مذاق ہے۔ توبہ صرف اسی صورت میں قبول ہو سکتی ہے جبکہ اس کے شرائط
پائے جائیں اور وہ تین ہیں۔ کیے ہوئے گناہ پر دلی توبہ و انسوس ہو۔ آئندہ کے لیے کبھی وہ گناہ نہ کرنے کا پکا امانہ ہو اور تیسری
یہ کہ توبہ صحت اور تندرستی میں ہو ۱۲

عَمَلِكَ أَفْكَمَا قَالَ لَللَّهِ مُسْلِمٌ

۴۸۶۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الرَّسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَلْعَبُدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَنْطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَالْبُورِ بِذُنُوبِي فَاعْفُرْ لِي فَإِنَّكَ لَا تَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ الْهَارِ مَوْتِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمٍ قَبْلَ أَنْ يُمَيَّسَى فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

کو بخش دیا۔ اور میں نے تیرے عمل صالح کو دیکھے یا جیسا کہ فرمایا۔ متفق علیہ۔

۴۸۶۔ شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ استغفار کا سزا یہ ہے۔ کہ تو کہے۔ اے میرے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے مجھ کو پیدا کیا۔ اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں تیرے عہد اور وعدے پر اپنی طاعت پھر قائم ہوں۔ میں اپنے بد عملوں سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ میں تیری نعمتوں کا اپنے اوپر اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ سونو مجھ کو بخش دے۔ کہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت یہ استغفار اسپر لکھتا ہے۔ اور پھر صبح سے پہلے وہ فوت ہو جائے پھر اگر اسی دن مر گیا۔ تو وہ جنتی ہوگا۔ اور جس نے یہ استغفار رات کو پڑھا۔ اور وہ اسپر لکھتا ہے۔ اور پھر صبح سے پہلے وہ فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہوگا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۵ کسی کو جنتی یا دوزخی مت کہو۔ مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت بے حدود ہے حساب ہے۔ گنہگار کو بوقت خدا تعالیٰ کی رحمت معاف کر سکتی ہے۔ اس لیے کسی آدمی کے متعلق قسم نہیں کھانی چاہئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کبھی نہ بخشے گا اور کسی آدمی کو جنتی طور پر جنتی یا دوزخی نہیں کہنا چاہئے اس اگر کسی آدمی کے متعلق قرآن مجید یا حدیث شریف میں آگیا ہو کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے تو اس کو جنتی یا دوزخی کہا جاسکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خداوند تعالیٰ کو کسی سے گناہ بھی بغیر توبہ کے معاف ہو سکتے ہیں ۱۲۔

۱۶ سید الاستغفار کی فضیلت۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے ایوم والیبہ میں اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہل ہے۔ اس استغفار کا نام سید الاستغفار ہے۔ خداوند تعالیٰ سے بندے کا وعدہ اور عہد ہے کہ میں تجھ پر ایمان رکھوں گا۔ کسی کو تیرا شریک نہ ٹھہراؤں گا اور صبح طور پر تیری عبادت کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں تجھ کو جنت میں رکھوں گا۔ ستر دن دوں گا۔ اور اپنی جنت میں داخل کروں گا ۱۲۔

الفصل الثاني

۶۸۶. عَنْ النَّسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا عَفَوْتَنِي وَرَجَعْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أَبَايَ يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أَبَايَ يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ لَقِيتَنِي بِفَرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئًا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهِمَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَاللَّذَارِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَكَانَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

۶۸۸. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ عَظَّمَ ابْنَ ذُو

فصل دوم

۶۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے آدم کے بیٹے جب تک تو مجھ پکارتا رہیگا۔ اور مجھ سے امید رکھے گا۔ میں تجھے بخشا ہواؤں گا۔ تیرے کل غواہ کیسے ہی ہوں۔ اور اے آدم کے بیٹے میں پر واہ نہیں کرتا۔ اگر پو تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک پہنچ جائیں۔ پھر اگر تو مجھ سے بخش مانگے گا۔ تو میں تجھ کو بخش دوں گا۔ اور اے آدم کے بیٹے میں پر واہ نہیں کرتا۔ اگر تو مجھ سے زمین بھر کر گناہ لے کر لے۔ پھر تو میرے ساتھ کسی پتھر کو شریک نہ کہے۔ تو میں تیرے پاس اتنی ہی بخش لے کر آجاؤں گا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور احمد اور دارمی نے اسکو ابوہریرہ سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۶۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لَوْ نَحَاتُكَ کا دار و مدار عقیدے پر ہے اس حدیث کو فیضانے غمخوارہ میں بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر شرک رکھی جائے تو گناہوں کی معافی کی توقع ہے اس سے توحید کی کمال فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بندہ جب یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ گناہ بخش دینے پر قادر ہیں تو ان سے امید رکھے گا اور جب امید ہوگی تو سخی امید دار کو نا امید نہیں کرے گا ۱۲۔

لَوْ نَحَاتُكَ پر ہمیشہ اچھی امید رکھو۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے مغفرت کی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں اور خاص طور پر حضرت انس کی حدیث جو اس سے پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ خداوند تعالیٰ کے متعلق اچھی امید رکھنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ جس طرح کا میرے متعلق گمان رکھتا ہو میں اس سے اسی طرح کا معاملہ کرتا ہوں تو اگر کوئی آدمی خداوند تعالیٰ کو غفور اور رحیم اور وسیع المغفرت جانے کا تو اللہ تعالیٰ اس کو واقعی معاف کر دیں گے ۱۳۔

تَدَارِيَةً عَلَى مَغْفِرَاتِ الذُّنُوبِ غَفَرْتُ لَوْلَا اَبَايَ مَا لَمْ يُشْرِكْ بِي شَيْئًا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ.
 ۶۸۹. وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ اِلِاسْتِغْفَارًا جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرِزْقًا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.
 ۶۹۰. وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصْرَكَ مِنْ اسْتِغْفَارٍ وَإِنْ عَادَنِي اَلْيَوْمَ سَبْعِينَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ.
 ۶۹۱. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي اَدَمَ خَطَاةٌ وَخَيْرُ الْخَطَاةِ اَلتَّوْبَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

جو آدمی یہ سمجھے۔ کہ میں قدرت والہ ہوں گناہوں کو بخش سکتا ہوں۔ تو میں اسکو بخش دیتا ہوں۔ اور جو بندگان میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ تو میں کسی چیز کی پرغافہ نہیں کرتا۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔
 ۶۸۹ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی عیدتہ استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے۔ اور ہر حکم سے خلاصی کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے وہ دم و گمان بھی نہ بھگا۔ اسکو احمد ابو داؤد ابن ماجہ نے روایت کیا۔
 ۶۹۰۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی استغفار کرتا جائے۔ وہ ہر چیز سے گناہ کر نیوالا نہیں ہے اگرچہ وہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔
 ۶۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے تمام بیٹے ہی خطاکار ہیں اور بہترین خطاکار توبہ کرنے والے ہیں۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

۴۹۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ إِذَا الذَّنْبُ كَانَتْ مُكْتَبَةً سَوْدًا فِي قَلْبِهِ فَإِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُفِيَ قَلْبُهُ وَإِنْ لَمْ يَزِدْ حَتَّى تَلْعَلُ قَلْبَهُ فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى كَلَامًا لِيَرَأَى عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴۹۳۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرِغْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۴۹۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ دَعَّرْتَنِي

۴۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن جب گناہ کرتا ہے۔ تو اس کے دل پر لیک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ کرے۔ اور بخشش مانگے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر کرے۔ تو وہ نشان زیادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ سوئی رنگ ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر رنگ ہے۔ بلکہ اس چیز کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ اسکو احمد ترمذی۔ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کر لیتے ہیں جب تک کہ جان اسلی پر پہنچے۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۴۹۴۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے کہا۔ اے رب مجھے تیری عزت کی

لے گناہ گناہ کو دعوت دیتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی بیہقی۔ سعید بن منصور۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو کبھی ہلکا نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ ایک گناہ دوسرے گناہ کو دعوت دیتا ہے اور دل آہستہ آہستہ سیاہ ہوتا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے دل صاف بھی ہو جاتا ہے۔ لہذا توبہ اور استغفار کی کثرت رکھنی چاہئے ورنہ دل رنگ آلود ہو کر بالکل ختم ہو جائے گا ۱۲۔

۱۳ آثار موت سے پہلے توبہ قبول ہے اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اور حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ توبہ اس وقت تک قبول ہو سکتی ہے جب تک کہ موت کے آثار نمودار نہ ہوں کیونکہ آثار ظاہر ہونے کے بعد ایمان بالغیب نہیں رہتا اور اس وقت کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی اور اگر کوئی کافر ایسے وقت میں کلمہ توحید کا اقرار کرے تو وہ بھی قبول نہیں بلکہ ایسی حالت میں اگر مومن کلمہ پڑھے تو اس کا کلمہ منظور ہے ۱۴۔

يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي لَجْسَادِهِمْ قَالَتِ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ وَعِزَّتِي وَجَلَّالِي وَإِرْتِفَاعِ مَكَانِي لَا أَزَالُ أَعْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوا فِي رِوَاةِ أَحْمَدُ.

۹۵۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرَضًا مَسِيرَةَ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ لَا يَغْلُقُ مَا لَمْ تَطْعَمِ الشَّمْسُ مِنْ قَبْلِهِ وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ يَدِكَ لَا تَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ.

۹۶۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ

قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا۔ جب تک کہ ان کے روح ان کے جسموں میں رہیں گے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ میری عزت اور جلال اور بلند مقام کی قسم میں بھی ان کو بخش جاؤں گا۔ جب تک کہ وہ مجھ سے بخش مانگتے جائیں گے۔ اسکو صحیح نے روایت کیا۔

۹۵۔ صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب میں ایک دروازہ دکھایا ہے جس کا عرض ستر سال کی راہ ہے۔ جب تک کہ مغرب کی جانب سے سورج طلوع نہیں ہوگا یہ دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔ اور یہی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ جس نے تیرے رب کی بعض نشانیوں آجائیں گی۔ تو کسی آدمی کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا۔ جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۶۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک ہجرت ختم نہیں ہوگی جب

۱۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں خداوند تعالیٰ کی وسیع بخشش اور رحمت کا تذکرہ ہے اور استغفار کی رغبت دلائی ہے۔ ۱۲۔

۲۔ توبہ کے دروازے کی کیفیت۔ اس حدیث کو نسائی اور طبرانی نے کبیر میں اور بخاری نے تاریخ میں اور عبد الرزاق اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس دروازہ کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانیں بہر حال اس میں ذکر ہے کہ جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا اس وقت تک ساری دنیا کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر کوئی آدمی پہلے کافر ہو اور اس کے بعد ایمان لانا چاہے تو اس کا ایمان قبول نہیں ہوگا اور اگر کوئی گنہگار پہلے توبہ نہیں کرتا تھا تو اس کے بعد اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور جو پہلے ہی ایمان لانا چاہتا تھا تو یہ بھی کرتا تھا تو اس کا ایمان بھی قبول ہوگا اور توبہ بھی قبول ہوگی۔ ۱۲۔

التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

۷۹۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَيْتِ إِسْرَائِيلَ مُتَابِعَيْنِ أَحَدُهُمَا يُجْتَهِدُ فِي الْعِبَادَةِ وَالْآخَرُ يَقُولُ مَذْنِبٌ فَجَعَلَ يَقُولُ أَقْبِرْ عَمَّا نَسِيتُ فِيهِ يَقُولُ خَلْفِي وَبَنِي حَتَّى وَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ اسْتَعْظَمَ فَقَالَ أَتَصْرَفُ فَقَالَ خَلْفِي وَبَنِي أَعْتَمَتْ عَلَيَّ رَيْبِيَا فَقَالَ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ أَبَدًا وَلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ فَبَعَثَ اللَّهُ إِلَيْهِمَا مَلَكًا فَاقْبِضْ أُولَاهُمَا فَاجْمَعَا عِنْدَكَ فَقَالَ لِلْمَذْنِبِ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرِضْوَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ اسْتَطِيعَ أَنْ تَعْطَرَ عَلَى عَبْدٍ رِضْوَتِي فَقَالَ لَا يَأْتِي قَالَ أَذْهَبُ وَإِلَى النَّارِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

نیک کہ توبہ ختم نہیں ہوگی۔ اور اس وقت تک توبہ ختم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج مغرب کی طرف نہ پڑے۔ اسکو احمد۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۷۹۷۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی اسرائیل میں دو دوست تھے۔ ایک ان میں سے بڑی عبادت کرتا تھا۔ اور دوسرا کہتا۔ میں تو گنہگار ہوں۔ وہ نیک اس کو کہتا۔ تو گناہ کم کیا کر۔ وہ کہتا کہ تو مجھے اور میرے رب کو چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اس نیک نے ایک دن اس گنہگار کو ایک بہت بڑا گناہ کرنے ہوئے دیکھ لیا کہنے لگا گناہ چھوڑ دے۔ وہ کہنے لگا۔ میں جانوں اور اللہ میرا رب جلنے کی توجہ پر نگران مقرر کیا گیا ہے۔ تو وہ نیک کہنے لگا۔ اللہ کی قسم اللہ سچے کو کبھی نہیں بخشے گا۔ اور نہ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتے کو بھیجا۔ اسنے ان کی جانیں قبض کیں۔ تو دونوں اللہ تعالیٰ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے گنہگار کو فرمایا۔ تو میری رحمت سے جنت میں چلا جا۔ اور دوسرے کو کہا۔ کیا تیری طاقت ہے۔ کہ تو میرے بندے پر میری رحمت کو بند کر سکے کہنے لگا۔ مے رب یہ طاقت تو مجھ میں نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا۔ اس کو اک میں لے جاؤ۔ اسکو احمد نے روایت کیا

۱۲۔ بھرت گناہ چھوڑنے کا نام ہے اس حدیث کو سنائی ہے بھی روایت کیا ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ اسکی سزا بھی نہیں ہے اس جگہ ہجرت سے مراد ایک ملک چھوڑ کر دوسرے ملک میں جانا مراد نہیں ہے کیونکہ وہ ہجرت تو فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی بلکہ اس سے مراد گناہ چھوڑ کر نیک کی طرف آنا ہے اور یہ ہجرت قیامت تک باقی ہے ۱۲

۱۳۔ مغرور عابد سے منکر عاصی بہتر ہے اس حدیث کو لغوی نے معالم میں اور ابوداؤد نے ادب میں بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ گنہگار بندہ جو توبہ کرے اور اپنے گناہ کا اقرار کرے اس عابد سے ہزار درجہ زیادہ محبوب ہے جو عبادت کر کے اپنی عبادت پر فخر اور دنا زکریٰ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو جنتی اور دوزخی کہنا قطعاً جائز نہیں خواہ کوئی کتابی نیکو کار اور گنہگار کیوں نہ ہو کیونکہ کسی کے خلتے کا کوئی علم نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ ایک کافر مومن ہو کر مرے اور مومن مرند ہو جائے ان اگر قرآن و سنت میں کسی کے جنتی یا دوزخی ہونے کی تصریح ہو تو پھر کہنا جائز ہے ۱۳

۶۹۸۔ وَعَنْ سَمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ
 اسْتَوْفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا وَأَلَيْبَانِي رَوَاهُ أَحْمَدُ
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَفِي تَرْجُومِ السَّنَةِ يَقُولُ بَدَلًا يَقْرَأُ۔

۶۹۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا اللَّعْمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَغْفِيرَ
 اللَّهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَأَيُّ عَبْدِكَ لَا أَلَمَّا بِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔
 ۸۰۰۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا عِبَادِيَ كُلُّكُمْ ضَالٌّ
 إِلَّا مَن هَدَيْتُ فَاسْتَلْمَنِي الْهُدَىٰ أَهْدِيكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقْرٌ إِلَّا مَن أَعْلَمْتُ فَاسْتَلْمَنِي الرِّزْقُ كُلُّكُمْ۔

۶۹۸۔ سماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ پڑھ رہے تھے۔ اے میرے ایسے
 بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کر دیں گے۔ اور کسی چیز کی
 پرواہ نہیں کریں گے۔ اسکو احمد ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور شرح السنۃ میں یغزاد کے بدلے بقول کا لفظ ہے
 ۶۹۹۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول إِلَّا اللَّعْمُ کی تفسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اے اللہ اگر تو مجھے توبہ بڑے بڑے گناہ بخش دے۔ اور وہ کو لسا بندہ ہے۔ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔ اسکو توبہ ہی نے روایت کیا۔ اور
 کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۸۰۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندو تم سارے گمراہ
 ہو مگر جس کو میں ہدایت دوں۔ سو تم مجھ سے ہدایت مانگو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اور تم سارے فقیر ہو۔ مگر جس کو میں غنی کروں۔ سو

۱۔ اللہ پر حسن ظن رکھنا چاہئے۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ ابن منذر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کفر
 کو توبہ سے اور مومن کو توبہ سے بھی الہ بغیر توبہ بر گناہ بخش دیتے ہیں یہ تو ہوتی اصول کی بات باقی رہی قدرت کی بات تو اللہ تعالیٰ
 ہر چیز پر قادر ہیں اگر کافر کو بھی معاف کر دیں تو کون ہے جو اعتراف کر کے اور اگر مومن کو بھی معاف کر دیں تو کون ہے جو اس کو چھڑا
 سکے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھنا چاہئے۔ ۱۲۔

۲۔ اللہ بڑا بڑا ہے اور بڑے بڑے گناہ بخشتا ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لے اللہ
 تو خود بھی بہت بڑا ہے اور تیری شان کے لائق ہے کہ توبہ بڑے بڑے گناہ معاف کرے۔ چھوٹے گناہوں کی توبہ سے سامنے اور تیری
 مغفرت کے مقابل کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اور اس حدیث میں جو شعر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر بڑھانا غی (باقی بر آئندہ)

مَذْنِبِ الْاٰمِنِ عَافَيْتُ فَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اَنِي ذُو قُدْرَةٍ عَلَيَّ الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفِرْنِي عَفَّرْتُ لَهُ وَاِلَّا اِيَّايَ
 وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَبَيْنَكُمْ وَرَطْبُكُمْ وَيَاسِكُمْ اَجْمَعُوا عَلَيَّ اَلْقَى قَلْبَ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي
 مَا رَدَّ ذٰلِكَ فِي مَلِكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَاَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَبَيْنَكُمْ وَرَطْبُكُمْ وَيَاسِكُمْ
 اَجْمَعُوا عَلَيَّ اَسْقَى قَلْبَ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي مَا لَقِصَّ ذٰلِكَ مِنْ مَلِكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَاَوْ اَنَّ
 اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَبَيْنَكُمْ وَرَطْبُكُمْ وَيَاسِكُمْ اَجْمَعُوا فِي صَعِيدٍ وَاَحَدٍ فَسَآلَ كُلُّ السَّائِلِيْنَ مِنْكُمْ
 مَا بَلَغَتْ اٰمِنِيْتَا فَاَعْطَيْتُ كُلَّ سَآئِلٍ مِنْكُمْ مَا لَقِصَّ ذٰلِكَ مِنْ مَلِكِي اِلَّا اَلْكَوَانَ اَحَدًا كَرَمًا
 بِالْبَحْرِ فَنَفَسَ نِيْرًا بَرِيْدًا لَمْ رَفَعْ هَآذِلِكَ بَآبِي جَزَاؤًا مَا جِدَّ اَنْعَلُ مَا اَرِيْدُ عَطَايَ كَلَامًا وَعَدَّ الْوَكْلَامَ
 اِنَّمَا اَلْمَرِي لَشَيْءٍ اِذَا رَدَّتْ اَنَّ اَقْوَلَ لَكَ كُنْ فَيَكُوْنُ لَدَاؤًا اَحْمَدًا وَاَلْتَرْمِيْدِي وَاَبْنُ نَاجِيَّةٍ

تم مجھ سے اپنا رزق مانگو۔ اور تم سارے گنہگار ہو، مگر جس کو میں عافیت دوں۔ پھر جو شخص تم میں سے جانے کہ میں قدرت والا ہوں۔ گناہ معاف کر سکتا ہوں۔ پھر جو مجھ سے گناہ کی بخشش مانگے۔ تو میں اسکو بخش دیتا ہوں۔ اور کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اگر تمہارے پہلے اور تمہارے پچھلے اور تمہارے زندہ اور تمہارے مردہ اور تمہارے تراور تمہارے خشک اگر تم میں سے سب سے پرہیزگار آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تو میرے ملک میں چھر کے ایک پرکا اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور زندہ اور مردہ اور تر اور خشک اگر تم میں سے سب سے بدتر آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں۔ تو اس سے میرے ملک میں ایک چھر کے پر کے برابر نقصان نہیں ہوگا۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور زندہ اور مردہ اور تر اور خشک ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔ پھر ہر ایک انسان تم میں سے اتنا مانگے۔ جتنا اس کی خواہش میں آئے اور پھر تم میں سے ہر سوال کا سوال اسکو دیدوں۔ تو یہ ترچہ میرے ملک میں سے اتنا بھی کم نہیں کرے گا۔ جتنا کہ اگر کوئی تم میں سے سمندر کے پاس سے گزرے۔ تو اس میں سے سوئی ڈلو کر باہر نکالے۔ یہ اس لئے ہے۔ کہ میں سخی ہوں۔ میں بزرگ ہوں۔ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں میرا دیدیا بھی کلام ہے۔ اور میرا عذاب کرنا بھی کلام ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔ کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو اسکو کہہ دیتا ہوں۔ جو چاہو وہ ہو جاتی ہے۔ اسکو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱۴)

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی شان کے منافی نہیں ہے بلکہ شعر کہنا خلاف شان ہے ۱۲

اس حدیث کو بہت ہی بھتی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو سن کہا ہے اور مسلم نے اس کے معنیوں کو بیان کیا ہے۔ پہلی فصل میں یہ حدیث گزر چکی ہے اور اس کا مطلب بھی بیان کر دیا گیا ہے ۱۳

- ۸۰۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَرَاهُمْ أَهْلَ التَّقْوَىٰ وَأَهْلَ الْمَغْفِرَةِ قَالَ قَالَ كَيْفَ بَكُمُ أَهْلُ أَنْ أَتَىٰ فَمِنْ أَتَىٰ قَانَا أَهْلًا أَنْ أَعْفِرَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ
- ۸۰۲۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَانَ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُلُوسِ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
- ۸۰۳۔ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارٍ بِنِ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَالتَّوَّابُ إِلَيْهِ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَسَ التَّرْحُفَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ

۸۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ جو اہل التقویٰ و اہل المغفۃ توفیاء بہا رب فرماتا ہے کہ میں اہل ہوں اس کا کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ اور پھر جو مجھ سے ڈرے۔ میں اس کا اہل ہوں۔ کہ اس کو بخش دوں۔ اس کو ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۸۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مجلس میں سو سو مرتبہ گن لیا کرتے تھے کہ آپ فرماتے اے اللہ مجھ کو بخش دے۔ اور میری توبہ قبول فرما۔ تو یہی توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۰۳۔ بلال بن یسار بن زید اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ کہ انہوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ جو آدمی کہے۔ میں اس اللہ سے اپنی بخشش چاہتا ہوں۔ جس کے بے کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا۔ میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اسکو بخش دیا جائیگا۔ اگرچہ وہ میدان جنگ ہی سے کیوں نہ بھاگا ہو۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی۔ لیکن ابوداؤد کی روایت میں بلال بن یسار ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔

۱۱۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ

کا خوف دل میں رکھنا سب سے بڑی نیکی ہے ۱۲۔ اس حدیث کو نسائی نے ایوم واللیل میں اور ابن جان نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن غریب کہا ہے۔ ابومریہ کی حدیث کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کہنے کی توجیہات بیان کر دی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ہر وقت استغفار کرتے رہتے اور کوئی لمحہ بھی ان کا غفلت میں نہ گذرنا تھا ۱۳۔ (باقی بر صفحہ آئندہ)

بْنِ كَيْسَانَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

الفصل الثالث

۸۰۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّجَّةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَلِي لِي هَذِهِ فَيَقُولُ بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدِكَ لَكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۸۰۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَتُبْ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالغُرْبِيِّ الْمُتَعَوِّثُ يَنْتَهَرُ دَعْوَةَ لَحْفٍ مِنْ أَبِي أَوْ أُمِّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا الْحَقَّتْ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَدْخُلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالِ الْجِبَالِ

فصل سوم

۸۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا حجر بلند کر دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ اے میرے رب یہ درجہ جو مجھ کو کیسے مل گیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تیرے بیٹے نے تیرے حق میں بخشش کی دعا مانگی ہے۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۸۰۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میت قبر میں اسی طرح ہوتی ہے۔ جیسے کہ پانی میں ڈوبنے والی کسی فریاد رس کو ڈوہو ڈوہتا ہے۔ اسی طرح میت بھی کسی کی دعا کی منتظر رہتی ہے۔ باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے یا بھائی یا دوست کی طرف سے پھر چپ کوئی اسے دعا پہنچتی ہے۔ تو وہ اسکو دنیا و مافیاء سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قبر والوں پر زمین والوں کی دعا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۳۔ میدان جنگ سے بھاگنا کبیر گناہ ہے** اس حدیث کی سند بہت اچھی ہے۔ امام بخاری نے اسکو تاریخ کبیر میں بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اسی مضمون کو ابن مسعود سے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ توبہ اور استغفار سے کبیرے گناہ بھی بخشے جلتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میدان جنگ سے بھاگنا بہت بڑا گناہ ہے ۱۱ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۴۔ مردے کو تواب پہنچنے کی شرطیں اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کے نیک اعمال یا دعاؤں کا اجر تواب مردوں کو پہنچتا ہے لیکن اس کے لیے تین شرطیں ہیں پہلی یہ کہ مرنے والے کا خاتمہ ایمان اور توحید پر ہوا ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض اپنی زندگی میں ادا کرتا رہا ہو اگر اس صدمہ فرض ترک کر رکھے ہوں تو دشاہ کی ادائیگی سے اس کے فرض ادا نہیں ہونگے اور تیسری شرط یہ ہے کہ تواب پہنچانے والے نے نیکی سنت کے مطابق کی ہو ۱۲

۵۔ اس حدیث کی سند تہایت ہی کمزور ہے۔ بہت سی اسکو غریب کہا ہے اور اسکی سند میں محمد بن جابر مصعبی از حد کثرت ذر ہے۔ میزان میں کہا ہے کہ یہ حدیث بے حد متحرک ہے اور حدیث کا مضمون بالکل واضح ہے ۱۳

وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْإِحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

۸۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي

صَفِيْفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِي عَمَلِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ -

۸۰۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا اسْتُغْفِرُوا

اسْتَبْسَرُوا وَإِذَا آسَأُوا اسْتَغْفَرُوا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ -

۸۰۸۔ وَعَنْ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ إِنَّ لِلرَّوْمِ يَوْمَ ذُلُوبٍ كَأَنَّ قَاعِدَ تَحْتِ جَبَلٍ

سے پہاڑوں، یعنی زمینیں نازل فرمائے ہیں۔ اور زمینوں کا مردوں کے لئے تخراب کرنے کے لئے استغفار ہے۔ اسکو بھئی نے شعب الایمان میں روایت کیا

۸۰۶۔ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہے وہ آدمی جس کے ہمارے اعمال میں استغفار زیادہ پایا

جائے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور نسائی نے عمل یوم ولیلہ میں روایت کیا۔

۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے میرے اللہ مجھے ان لوگوں سے بنا دے جو نیکی کے خوش

ہوتے ہیں اور جب کوئی گناہ کرتے ہیں تو بخشش مانگتے ہیں اس کو ابن ماجہ اور بیہقی نے دعوات کبیرہ میں روایت کیا

۸۰۸۔ حدیث بن سوید نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مسعود نے دو حدیثیں سنیں۔ ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اور دوسری اپنے طرف سے روایت

کی کہ رومن آدمی اپنی سنگ ہوں کو اس طرح دیکھتا ہے۔ گویا کہ وہ پہاڑ کے سینے پھیلا ہوا ہے۔ اور ڈنڈا ہے۔ کہیں یہ پہاڑ اسپر گرنے پڑے۔ اور

لہ اچھے خاتمہ کی علامتیں۔ اس حدیث کو بھئی نے بھی روایت کیا ہے۔ خوش نئی یہ ہے کہ آدمی اس دنیا سے عاجزی

سکین اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا جو نکل جائے اس کے ساتھ اگر نیک اعمال بھی میسر ہو جائیں تو یہ سونے پر سہاگہ ہے اور اگر نیک

اعمال کرے اور غرور اور فخر میں مبتلا ہو جائے اور اپنے اعمال پر بھروسہ کرے تو یہ انتہائی بد بختی ہے۔ ریاکار اور متکبر عابد سے متواضع

گنہگار بہتر اور دھرتی ہے ۱۱

اس حدیث کو احمد اور بخاری نے تاریخ میں اور خلیب اور ابن عساکر نے بھی روایت

کی ہے۔ اس کی سند میں علی بن زید بن جردان ضعیف ہے لیکن اس کے اور بھی بہت سے طرق ہیں جن سے اسکو تقویت پہنچتی ہے۔ نیکی پر

فراور چیز ہے اور خوش ہونا اور چیز ہے۔ یہ قدرتی چیز ہے کہ نیکی خوشی لاتی ہے اور گناہ غم اور فکر جس طرح رومن کو نیکی پسند ہوتی ہے اسی

طرح گناہ سے اس کو نفرت بھی ہوتی ہے۔ گناہ سے نفرت ایمان کا جزو ہے اور گنہگار سے نفرت نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کو لطائف ایچل سے

نیکی کی طرف لانا چاہئے۔ حضرت کی ساری زندگی میں ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ آپ نے کسی گنہگار سے نفرت کی ہو ۱۱

يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَلَمِ بِرِي قَاوِبَ كَذَا بَابٍ نَسَّ عَلَى الْإِنْفِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا أَيُّ بَيْدِهِ فَذَبَّ عَنْهُ كَمَا
 قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ
 فِي أَرْضٍ دَرِيئَةٍ فَهَلَكَتِ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهِمَا طَعَانٌ وَشَرَابٌ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ لَوْ مَاتَ فَاسْتَيْقَظَ وَ
 قَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ فَطَلَبَهَا حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ أَرْجِعْ إِلَى مَكَانِي
 الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَإِنَّمَا حَتَّى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ
 عَلَيْهِمَا زَادَهُ وَشَرَابٌ قَالَ اللَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا ابْرَاحِيْمَ وَزَادَهُ رَوَى مُسْلِمٌ
 الْمَرْفُوعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَوْقُوفَ عَلَى ابْنِ
 مَسْعُودٍ أَيْضًا.

قابر آدمی اپنے گناہوں کو کبھی کی طرح دیکھتا ہے جو کہ اس کے ناک پر اگر بیٹھ گئی تو اس نے اس کو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اٹا دیا پھر
 کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش
 ہوتے ہیں جو کسی بے آباد ہلک کر دینے والے جنگل میں اترا۔ اس کے پاس اس کی سواری تھی۔ اسی پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ اس نے اپنا سر
 رکھا۔ اور سو گیا۔ جب جاگا۔ تو اس کی سواری کہیں جا چکی تھی۔ وہ اس کو ڈھونڈتا رہا۔ یہاں تک کہ جب گرمی اور پیاس زیادہ ہو گئی۔ اور
 جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ مصیبتیں بھی بڑھ گئیں۔ تو کہنے لگا۔ میں اپنی اسی جگہ پر واپس چلا جاتا ہوں۔ جہاں میں سو رہا تھا۔ پھر میں جا کر سو
 جاؤں گا۔ یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ پھر اس نے اپنے بازو پر اپنا سر رکھا۔ تاکہ اسی حال میں مر جائے۔ پھر وہ سوتا ہوا ناگہاں بیدار ہو گیا
 تو اس کی سواری اس کے پاس کھڑی تھی۔ اس پر اس کا پانی بھی تھا۔ اور کھانا بھی۔ تو اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے
 بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ جس کو اپنی سواری اور اپنا توڑا ل گیا تھا۔ مسلم نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا روایت کیا ہے۔ اور وہ
 کافی ہے اور بخاری نے اس کو عبد اللہ بن مسعود سے موقوف روایت کیا ہے۔

لے اللہ توبہ کرنے والے گنہگار کو پسند کرتا ہے اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح سن کہا ہے فضل اعلیٰ میں حضرت
 الحسن سے حدیث کا آخری حصہ بیان ہو چکا ہے۔ پہلے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مومن آدمی سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا دل بے چین
 اور بیقرار رہتا ہے اس کو ہر وقت ایک دھڑکا ایک سانسہ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ گناہ بھی اس کے لیے کئی نیکیوں کا سبب بن جاتا ہے اور
 پھر اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور قابر آدمی گناہ کرنے کے بعد پر واپس نہیں کرتا کہ اس سے کوئی گناہ ہوا ہے اور بیسے خوبی اس سے بھی بڑا
 گناہ ہے۔ اس حدیث میں دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے بندے کو بہت پسند کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ

۸۰۹. وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ لِلْفَقْرِ التَّوَابِ
 ۸۱۰. وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أَحَبُّ أَنْ لِي الدُّنْيَا يَهْدِي ۚ
 الْآيَةَ يَا عِبَادِي الَّذِينَ اسْتَفْوَأُوا عَلَيَّ فَسُفِّهُمُ لَا تَقْنَطُوا الْآيَةَ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ أَشْرَكَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا وَمَنْ أَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ -

۸۱۱. وَعَنْ أَبِي خَدْرِجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيَغْفِرُ لِعَبْدٍ مَا لَمْ يَتَّعَمَّ
 الْحِجَابَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْحِجَابُ قَالَ أَنْ تَمُوتَ النَّفْسُ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ لِقَوْلِي الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ
 أَحَدًا وَرَوَى الْيَتِيمِيُّ الْإِخْبَرِي فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ -

۸۰۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس مومن بندے کو پسند کرتے ہیں جو گناہوں میں اگر بدلتا ہو جائے تو بہت زیادہ توبہ کرتا ہے۔

۸۱۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے مجھے اگر ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی کہ اس آیت سے ہوتی ہے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا اور میں نے شرک کیا ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا اور میں نے شرک کیا ہو وہ بھی یہ تین دفعہ فرمایا۔

۸۱۱۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بخشے جلتے ہیں جب تک کہ حجاب نہ واقع ہو جائے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول حجاب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی شرک کی حالت میں مرتا ہے۔ ان تینوں حدیثوں کو احمد نے روایت کیا اور آخری حدیث کو بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا ہے۔

۱۔ توبہ خدا تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے بھی روایت ہے۔ عزیزی نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن اور شواہد ات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ مفسرین وہ ہے جو بار بار گناہ کرے اور توبہ کرے وہ ہے جو بار بار توبہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر گناہ بہت دفعہ بھی ہوتا جائے تو پھر بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اس کی بار بار توبہ کے سبب سے پسند کرتے ہیں نہ کہ گناہ کرنے کے سبب سے۔ گناہ سے بہر حال بچنا لازمی ہے ۱۲

۲۔ مشرک کی نجات کی کوئی صورت نہیں اس حدیث کو ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور طبرانی نے بھی اسطہ میں روایت کیا ہے اور اس کو حنن کہا ہے۔ سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اگر توبہ کی جائے تو مشرک کی بخشش بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں مشرک بھی بخش جاتا ہے بشرطیکہ موت کے آثار پیدا ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لے اور اگر مشرک پر کسی آدمی کا خاتمہ ہو جائے تو پھر اس کا بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے۔

۸۱۲. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يَعْدِلُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ جِبَالِ ذُنُوبٍ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ رِوَاةُ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ.

۸۱۳. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ رِوَاةُ بَنِي مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ النَّهْمُ إِنِّي وَهُوَ جَهْلٌ وَفِي تَرْغِيمِ السُّنَنِ رَوَى عَنْهُ مَوْقُوفًا قَالَ التَّدَامُ تَوْبَةٌ وَالتَّائِبُ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ.

۸۱۲۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے مگر وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو دنیا میں برابر نہ جانتا ہو۔ اور پھر اس پر پہاڑوں جتنے گناہ ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں گے۔ اس کو بیہقی نے کتاب بعث والنشور میں روایت کیا ہے۔

۸۱۳۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا اس کو ایسا مگر اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور کہا کہ اس کی سند میں نہرانی متفرد ہے اور وہ جہول ہے۔ اور شرح السنہ میں اس سے عموماً روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ ندامت کا نام توبہ ہے۔ اور توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔

(بقیہ حدیث صفحہ گذشتہ) **علاج حجاب شرک ہے۔** اس حدیث کو احمد اور ہزار نے بھی روایت کیا ہے بخشش کے سامنے روک اور پردہ صرف شرک ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر انشاء اللہ العزیز خدا تعالیٰ کی رحمت کی توقع ہے کہ گنہگار کو اپنے دامنِ مغفرت میں چھپائے گی۔^{۱۲}

لے توبہ اور استغفار کی کثرت رکھو۔ اس حدیث کے شواہدات بہت ہیں اور صحیح ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اس کی بالآخر بخشش ہو جائے گی اور اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو ابتدائی سے اس کی نجات ہو جائے گی اور اگر شرک بھی کیا ہو تو توبہ سے معاف ہو جائے گا اس لیے آدمی کو چاہیے کہ توبہ اور استغفار کی کثرت رکھے۔^{۱۳}

لے توبہ نے زندگی کا رخ بدل دیا۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی کثیر میں روایت کیا ہے۔ توبہ کا لفظی ترجمہ پھرنانا ہے اور اصطلاحاً گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر نیکی کی طرف آجانا ہے تو جب آدمی نے توبہ کر لی تو گویا اس نے اپنی زندگی کا رخ بدل لیا اور خداوند تعالیٰ سے اقرار کر لیا کہ میں پھلی زندگی سے بیزار ہوں اب نئے سرے سے نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ نہایت بعید ہے کہ توبہ کے بعد بھی اس سے سابقہ گناہوں کا حساب لیا جائے یا اس کو اس کے سابقہ گناہ یاد کر کے خرمند کیا جائے۔ لہذا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ اس طرح ختم کر دیتے ہیں کہ گویا اس نے وہ کام کیے ہی نہ تھے اور اس حدیث کے آخری حصہ کو احمد۔ ابن ماجہ۔ حاکم اور

بخاری نے بھی تاریخ میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ توبہ کا سب سے بڑا رکن توبہ یعنی دل سے اپنے گنہگار پریشان ہونا اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ عورت زبان کی توبہ سے دل کی نہیں اور ایسی توبہ قبول نہیں ہوتی۔^{۱۴}

بَابُ

الفصل الأول

۸۱۴- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا بَاقَهُوَ عِنْدَكَ فَوْقَ سُرُوشٍ أَنْ رَحِمْتِي سَبَقَتْ غَضَبِي وَفِي رِوَايَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۱۵- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا حَمًّا وَاحِدًا بَيْنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فِيهَا يَتَعَاطَفُونَ فِيهَا يَتَوَلَّصُونَ وَفِيهَا تَعَطَّفُ الْوُحُوشُ عَلَى

باب

فصل اول

۸۱۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب لکھی۔ جو اس کے پاس لاش پر ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے غضب پر کئی گئی۔ متفق علیہ۔

۸۱۵- اور انہی سے لگاتار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے اس نے ایک رحمت دنیا میں تاروی ہے جو جنوں اور انسانوں اور چار پاؤں اور زہریے جانوروں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اسی سے وہ ایک دوسرے پر چہر پائی کرتے ہیں اور اسی سے وحشی جانور بھی اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں۔ اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لئے رکھی ہیں کہ ان کے ساتھ اپنے

لے خدا کی رحمت کے مظاہر اس حدیث کو نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے غضب کا اظہار تو کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہوتا ہے لیکن اس کی رحمت کا ظہور ہر جگہ ہے اور ہر وقت ہے اور اسی رحمت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی پرورش کرتے ہیں۔ ان کو روزی دیتے ہیں اور ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ خدا کی رحمت اس کے غضب کی نسبت بہت زیادہ ہے اور اسی رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے۔ اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ لوگوں کے لیے جنت تیار کی اور دوزخ سے بچنے کے لیے آگاہ کر دیا۔ ۱۲۔

وَلَدَهَا وَلَقَرَّ اللَّهُ تَسْعًا وَتِسْعِينَ لَحْمَةً يَرْتَحِمُهَا عِبَادُكَ أَيُّومَ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِسُلَيْمٍ
عَنْ سَلْمَانَ خُذْلَجٍ فِي الْخِرَةِ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكَلَهَا بِهَذِهِ الرَّحْمَةِ -

۸۱۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنْ
الْعُقُوبَةِ مَا طَمَعَ بِجَنَّتِهِ لَحْدًا وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ
أَحَدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۸۱۷. وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَيَّ أَحَدِكُمْ مِنْ
بَيْتِ الْبَيْتِ نَعْلٍ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ -

بندوں پر رحمت کو کسے کا متفق علیہ۔ اور مسلم کی روایت میں سلمان سے بھی اسی طرح ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔
تو اس رحمت کو بھی ساتھ ملا کر پوری سو کرے گا۔

۸۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مومن کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کتنا بڑا
ہے تو کوئی اس کی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کافر جان لے کہ اللہ کی رحمت کتنی بڑی ہے۔ تو اس کی جنت سے کوئی بھی ناامید نہ رہے۔ متفق علیہ

۸۱۷۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت تمہارے ہوتے کے تسے سے بھی تم سے زیادہ قریب
ہے۔ اور اسی طرح جہنم بھی۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

اللہ خدا کی رحمت بے پایاں ہے۔ اور ہر یہ کی حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو محقر ایسا
کیا ہے اور سلمان کی حدیث کو بھی احمد نے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کے حیوانات جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں یا اپنی
اولاد پر شفقت کرتے ہیں کہ خود نہیں کھاتے اور اپنے بچوں کو کھلاتے ہیں یہ سب اسی ایک رحمت کا ظہور ہے اور قیامت کے دن پوری
رحمتیں ہوں گی اور انہی رحمتوں کا ظہور رحمت اور اس کی بے انتہا نعمتوں کی صورت میں ہوگا کہ ایک رحمت کی کوئی حد ہے نہ سوا کی یہ صرف ذہن
تشنہ کرنے کے لیے ایک تمثیل ہے ۱۳

ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے عذاب اور
رحمت کی کثرت کی حدیث اس لیے بیان فرمائی کہ کوئی مومن خدا تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ ہو جائے کہ عمل ہی چھوڑ دیتے اور کوئی کافر
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یابوس ہو کر توبہ اور استغفار ہی چھوڑ جائے اسی لیے کہا گیا ہے کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے کہا ہی خوب
کہا گیا ہے ع وگر در دہد یک صلائے کرم + سزا زینل گوید نصیبی بر دم + دماں دم کہ از فعل پرستد و قول + اولو العزم راتن بلرزند زبول + ۱۳
اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اگر ایمان اور نیک اعمال میں تو جنت نزدیک ہے اور اگر گناہ اور کفر ہے تو دوزخ قریب ہے

۸۱۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِلَّا هَلِمَ فِي رِوَايَةٍ أُسْرَتْ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْطَى بَنِيهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ اذْذُرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ قَوْلَ اللَّهِ لَنْ يَدْرَأَ اللَّهُ عَنِ الْعَذَابِ بَنِيَّ عَذَابًا إِلَّا لِعَذَابِهِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَخَفَرَهُ لَمْ يُتَّفَقْ عَلَيْهِ

۸۱۹۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبِيٌّ فَإِذَا الْمَرْءُ مِنَ السَّبْيِ قَدْ قَلَبَ تَدْوِيهَا سَعَى إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَالْصَّقْفُ بَطْنُهَا وَأَرْضَتْهُ فَقَالَ لَنَا

۸۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی تھا جس نے کبھی کسی سے بھلا نہیں کیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی بہان پر ظلم کیے تھے۔ جب اس کو موت حاضر ہوئی اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دیں۔ پھر اس کی آدمی راکھ کو جنگل میں اڑادیں اور آدمی سمندر میں پھینک دیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسکو دوبارہ زندہ کر لیا تو وہ اسکو سزا دے گا کہ ایسی سزا اس نے جہان والوں میں سے کسی کو نہ دی ہوگی۔ پھر جب وہ مر گیا تو انہوں نے اس کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اس نے اپنے اندر کی راکھ کو خارج کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ کہنے لگا اللہ تیرے ڈر سے اور تجھے بڑا ایسی طرح علم ہے۔ سوال اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا۔ متفق علیہ۔

۸۱۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ تو ان قیدیوں میں ایک عورت تھی۔ اسکی چھتیاں دو دو سے بہ رہی تھیں وہ درختی پھرتی تھی جب کسی بچے کو قیدیوں میں پالیتی۔ تو اس کو کچھ لیتی۔ اسے اپنے پیٹ سے لگاتی۔ اور اسکو دو دو پلا دیتی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: کیا خیال ہے کہ آیا یہ عورت اپنے بچے کو گالگ میں چھدیک دے گی۔ ہم نے کہا۔

۱۔ عقیدے کی درستی پر نجات ہوجاتی ہے اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ مالک۔ ابوعوانہ اور ابن جبران نے بھی روایت کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا رحمت ہے خداوند تعالیٰ کی کہ اس کو صوفی تھے عقیدے پر معاف کر دیا کہ کم از کم وہ یہ تو جانتا تھا کہ میرا کوئی رب ہے اور مجھ کو سزا دینے کی وہ قدرت رکھتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ خدا کی رحمت بہانہ جوید بہانہ جوید۔ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرتے ہیں۔ معاوضہ نہیں مانگتے۔ یہ آدمی بنی اسرائیل سے تھا۔ اور مردوں کے کفن اتارا کرتا تھا۔ لاشوں کی بے حرمتی کرتا اور انہیں بے گور و کفن چھوڑ آتا ۱۲

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّوَمَنَ هَذِهِ طَارِيحَةً وَكَدَهَا فِي النَّارِ فَقُلْنَا لَوْ هِيَ تَقْدِرُ عَلَيَّ أَنْ لَا تَطْرَحَ فَقَالَ اللَّهُ أَنْحَمُ لِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ لَوْلَا مَا مَنَعَنِي عَلَيْهِ -
 ۸۲۰ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُبْعِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلًا قَالُوا وَلَا
 أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَخَمَّدَ فِي اللَّهِ مِنْهُ بِرَحْمَتِهِ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَعْدُوا
 وَرَوْحُوا وَشَيْءٌ مِنَ الدُّبْحَةِ وَالْقَصْدِ الْقَصْدُ تَبْلُغُوا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -
 ۸۲۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ
 وَلَا يُخْرِجُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

اس کا اختیار ہو پھر تو کبھی رہیں گے گی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے حتیٰ کہ یہ اپنے بچے پر بھی متفق علیہ
 ۸۲۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی آدمی کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ
 نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا آپ کو بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اور مجھ کو بھی نہیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی رحمت سے ڈھانپ
 لے پس تم عملوں کو درست کرو۔ اور میانہ روی اختیار کرو۔ کچھ صحیح کو عمل کر لیا کرو۔ کچھ شام کو اور کچھ رات کے اندھیرے میں اور میانہ
 روی اختیار کرنا میانہ روی اختیار کرنا۔ کہ مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔ متفق علیہ۔

۸۲۱ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کسی آدمی کو اس کا عمل نہ تو جنت میں داخل
 کر سکتا ہے۔ اور نہ دوزخ ہی سے بچا سکتا ہے۔ اور میں بھی اللہ کی رحمت ہی سے جنت میں جا سکتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

لہ بندے کو خدا سے کیا نسبت اس حدیث کو ابن ماجہ۔ ابوعوانہ اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس عورت کا اپنا
 بچہ مگر ہو گیا اس کی چھاتیوں سے زور دے کر دودھ پینے لگا تو اس نے کسی اور کے بچے کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور دودھ پلانے لگی۔ آپ نے
 فرمایا اگر یہ کسی اور کے بچہ پر اتنی شفقت کرتی ہے تو اندازہ کرو کہ اپنے بچے پر کتنی شفقت کرے گی اور پھر اس کی محبت تو خداوند تعالیٰ کی رہی
 مخلوقات میں سے ایک مخلوق کی محبت ہے اور پھر تمام مخلوق کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی سورتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت
 سے بندے کی رحمت کو کیا نسبت صحیح نسبت۔ خاک مابا عالم پاک ۱۲

خدا کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اس حدیث کو طحاوی نے بھی اپنی مشہور روایت میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر
 کسی کی نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔ انسان کی ساری زندگی کی عبادت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت کا معاوضہ بھی نہیں بن سکتی چر جائے کہ
 جنت کا معاوضہ بنے۔ دنیا کی نعمتیں بھی بے شمار ہیں ان میں سے ایک نعمت کا بھی تو انسان حساب نہیں چکا سکتا۔ حدیث کے آخری حصہ
 میں قرآن کریم کی آیت کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اقموا الصلوٰۃ طہری التہار وقلنا من اللیل ۱۲
 (باقی صفحہ آئندہ)

۸۲۲۔ وَعَنْ أَبِي سَرِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلِمَ الْعَمِدُ فَحَسَنَ إِسْلَامُهُ يُكْفِرُ اللَّهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلْفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ الْحَسَنَةِ بِعَشْرٍ أَمْثَلَهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعِيفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَجَاوِزَ اللَّهُ عَنْهَا وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۲۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَكَ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَكَ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضَعِيفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَكَ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۲۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اسلام اچھا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو اس کے پچھلے گناہ سب معاف کر دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد جب وہ کوئی نئی گناہ کرتا ہے۔ تو وہ دس گناہ سے لے کر سات سو گناہ تک زیادہ مکھی جاتی ہے۔ اور گناہ اتنا ہی کھا جاتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اسکو معاف نہ کر دیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۸۲۳۔ حضرت عبید بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں بھی مکھی ہیں۔ اور برائیاں بھی جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکیلئے اپنے پاس ایک پوری نیکی لکھتے ہیں۔ اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے اور اس پر عمل بھی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک لکھتے ہیں۔ اور جو آدمی برائی کا ارادہ کرے۔ اور اس پر عمل نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر برائی کا ارادہ کرے۔ اور اس پر عمل بھی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک برائی لکھ دیتے ہیں۔ متفق علیہ۔

(تقریباً صفحہ ۱۰۱) ۱۲۔ ریاضات شاقہ سے پرہیز کرو۔ اس حدیث میں یہ تعلیم فرمائی ہے کہ عمل کرنے میں اپنے آپ کو خواہ مخواہ تنگ نہ کرو کہ طبیعت ہی اتنا جلے بلکہ میانہ روی اختیار کرو اور اپنے آپ کو سہولت میں رکھو اور ریاضات شاقہ سے پرہیز کرو ۱۲ (صاحب صفحہ ۱۰۱) ۱۳۔ رحمت خداوندی برائے ہر آدمی کو ختم کر دیتی ہے اس حدیث کو نسائی۔ بزرگ۔ متقی۔ دارقطنی اور اسماعیلی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا ذکر ہے کہ کفر کی حالت میں جو گناہ کیے تھے مسلمان ہونے کے بعد ان کو ختم کر دیا گیا۔ پھر نیکی سات سو گناہ تک لکھی جائے اور بدی میں سب سے بڑی اور پہلی توقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں گے اور اگر معاف نہ ہوئی تو کسی نیکی سے ختم ہو جائیگی لے ارحم الراحمین مالک اپنی رحمت سے ہمارے گناہ معاف فرمادے۔ آمین ۱۳

اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب بھی وہی ہے جو پہلی حدیث میں بیان ہو چکا ہے ۱۳

الفصل الثانی

۸۲۴۔ عَنْ عُقَبَةَ بْنِ عَالِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ جُرْحٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دُرٌّ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَفَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً فَأَنْفَكَتْ حَلَقَةً ثُمَّ عَمِلَ أُخْرَى فَأَنْفَكَتْ أُخْرَى حَتَّى تَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ رَوَاهُ فِي تَرْغِيمِ الشُّنْتَرِ

۸۲۵۔ وَعَنْ أَبِي الدُّدَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمَنْبَرِ هُوَ يَقُولُ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الثَّانِيَةُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ نَقُلْتُ الثَّانِيَةَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ الثَّالِثَةُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ

فصل دوم

۸۲۴ عقبتہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی مثال جو بڑے عمل کو سے پھر نیکیاں کرے اس آدمی کی طرح ہے کہ کسی پر ایک تنگ درع تھی جس نے اس کا کلا گھونٹ رکھا تھا پھر اس سے کسی کی تو اس کے سلقے کھل گئے پھر وہ سمر اعلیٰ کیا تو پھر اور کھل گئی یہاں تک کہ کھل کو زمین پر گر پڑی اس کو شرح السنہ میں روایت کیا

۸۲۵ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ منبر پر بیان فرما رہے تھے کہ رب سے تھے کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے تو اس کے لیے دو جنت ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگر چوری کی ہو آپ نے دوسری مرتبہ پھر فرمایا جو آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنت ہیں تو میں نے دوسری مرتبہ پھر عرض کیا اگرچہ زنا کرنے اور اگر چوری کرے تو آپ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنت

لہ نیکی سے دل میں انبساط پیدا ہوتا ہے اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے دوسندوں سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک سند کے راوی ثقہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ گناہ کرنے سے سینہ تنگ ہوتا جاتا ہے اور نیکی کرنے سے سینہ اور دل فراخ ہوتے جاتے ہیں یہ مثال بیان کر کے آنحضرت نے اس مضمون کو ذہن نشین کرایا ہے جس طرح تنگ درع کے گرنے سے آدمی آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح نیکی کرنے سے انسان انقباض نفسی سے آزاد ہو جاتا ہے اور سیر اللہ کے میدان میں نہایت بلند پرواز کرتا ہے اور اس حد میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْرِكُنَّ السَّيِّئَاتِ رِيعِينَ نِكْيَاتٍ بَرَايِمُونَ كُوَا مَسْتَهْ آهْمَسْتَه ختم کر دیجی میں ۱۲

رَبِّ جَنَّتَانِ فَقُلْتُ الْغَالِثَةُ وَإِنْ لَرْنِي وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدُّدَائِرِ
رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۸۲۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ الرُّمِ أَوْ قَالَ بَيْنَا كُنُّ عِنْدَ مَا يَعْنِي عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَبِلَ
تَجَلَّى عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدَيْهَا شَيْءٌ قَدِ اتَّفَعْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ بِغَيْضَتِهِ شَيْءٌ سَمِعْتُ
يُهَا أَصْوَاتَ قَدَاحٍ طَائِرٍ فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي فَبَيَّاتُ أَهْمُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَيَّ رَأْسِي فَكَشَفْتُ
لَهَا عُنُقَهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَقَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَمَنْ أَوْلَاهُ مَعِيَ قَالَ صَنَعْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَابَتْ أَهْمُنَّ
إِلَّا لَمْ يَوْفَهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْتَعْجَبُونَ لِمُحْمٍ أَمْرًا فَوَاحٍ فَوَاحِيهَا

میں ہیں نہ تیسری مرتبہ پر عرض کیا اسے اللہ کے رسول اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ ابو الدرداء کا ناک خناک اللودہ ہر جہاں اس
کو احمد نے روایت کیا

۸۲۶ حضرت عائشہ نام کہتے ہیں کہ اس وقت کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی آیا اس پر ایک چادر تھی اور ہاتھ
میں کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی جس کو کپڑے میں پیٹ کر رکھا تھا اس نے کہا اسے اللہ رسول میں دھرتوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا میں اس میں ایک
پرنڈے کے پھول کو اڈز میں مین میں نے ان پھول کو پکڑ لیا اور اپنی چادر میں رکھ لیا پھر ان کی ماں آئی وہ میرے سر پر کپڑا لگانے لگی میں نے بچے ننگے
کر کے اس کے سامنے کر دیے وہ ان پر لیے اختیار ہو کر گڑھی میں نے ان سب کو اپنی چادر میں پیٹ لیا وہ یہیں میرے پاس آپ نے فرمایا ان کو
نیچر رکھو اس نے ان کو نیچے پکھا پھولوں کی ماں پھولوں کے پاس ہی بیٹھی رہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ان پھولوں کی ماں کی محبت سے۔

۱۷۔ توبہ سے کبیرے گناہ بخشے جاتے ہیں اس حدیث کو ترمذی - نسائی - بزار - ابن جریر - ابویعلیٰ اور طبرانی نے بھی روایت
کیا ہے۔ جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرجائے تو اس کے پھیلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے
پہلی مرتبہ تو استفسار کے طریق پر پوچھا کہ اگرچہ اس نے بڑے بڑے کبیرے گناہ زنا اور چوری بھی کیے ہوں تو بھی توبہ کے بعد اس کے
پھیلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کو جنت مل جائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاں۔ تو حضرت ابو الدرداء کو اس
سے تعجب ہوا کہ خدا سے ڈرجانے کی وجہ سے اتنے بڑے گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں تو ان الفاظ کو تعجب کی وجہ سے دہراتے چلے
گئے اور آنحضرت بار بار وہی جواب دیتے گئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب آدمی خدا تعالیٰ سے ڈرجائے تو اس کے پھیلے گناہ اللہ
تعالیٰ نے معاف کر دیتے ہیں۔ اس حدیث شریفیت میں ترغیب ہے کہ خوفِ الہی اور توبہ کو لازم پکڑنا چاہئے کہ یہ دونوں چیزیں مومن

فَوَالِدِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَلَّهِ أَنْ أَحْمُرَ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمَّرِ الْأَنْفَاءِ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَفِرَّ بِأَنْفِهَا رِجْعَ بَيْنَهُنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمَّهُنَّ مَعَهُنَّ نَرْجِعَ بَيْنَهُنَّ رِوَاةُ الْبُؤَادِ.

الفصل الثالث

۸۲۷ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ فَمَرَّ بِيَوْمٍ فَقَالَ مِنَ الْقَوْمِ قَالُوا لَنْحْنُ لِلْمُسْلِمُونَ وَإِسْرَافًا تَحْضِبُ بِقَدْرِهَا وَمَعَهَا بِنُ كَلِمَاتٍ إِذَا دَانَ النَّفْعَ وَهَجْرًا تَنْحَتُّ بِهَا فَآتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ يَا بَنِي أُمَّتِي الْيَسْرَ اللَّهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ قَالَ بَلَى قَالَتْ الْيَسْرَ اللَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنَ الْأُمْرِ بَوْلِدِهَا قَالَ بَلَى قَالَتْ إِنَّ الْأُمَّرَ لَا

توجب کرتے ہو تو بوجہ ت اس کو اپنے بچوں پر ہے سوا اللہ کی قسم میں نے مجھے ہی کے ساتھ میری عورت فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس سے جو ان بچوں کی ماں کو ان بچوں پر ہے ان کو واپس لے جاؤ اور وہیں جا کر رکھ دو جہاں سے تم نے ان کو پکڑا ہے اور ان کی ماں کو بھی ان کے ساتھ لے جاؤ وہ ان کو لے کر چلا گیا اس کو ایسا کرنے سے روایت کیا

فصل سوم

۸۲۷

۸۲۷ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بعض غزوات میں بنی سسی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور فرمایا یہ قوم کن لوگوں کی ہے انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں ایک عورت ہنریا کے نیچے آگ جلا رہی تھی اور اس کے پاس اس کا چھوٹا بچہ بھی تھا جب شعلہ بلند ہوتا تو بچے کو پیچھے کر لیتی تو وہ عورت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں کہنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے آپ نے فرمایا ہاں کہنے لگی کیا اللہ تعالیٰ بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے جتنی کہے ماں اپنے بچے پر مروتی ہے آپ نے فرمایا ہاں تو کہنے لگی کہ ماں تو اپنے بچے کو آگ میں کہی نہیں بیٹیکے ساتھ ملتی تو یہی

۱۲ مال کی بے پایاں محبت کا ایک منظر اس حدیث کی سند میں ابو منظور شامی ضعیف ہے۔ لیکن بزار نے اس کو حضرت

عمر بن خطاب سے بھی دو سندوں سے روایت کیا ہے اور ایک سند کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث سے مال کی محبت کا اندازہ کرنا چاہئے کہ ماں حیوان ہو کر بھی اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتی اور اپنے بچوں پر اپنے آپ کو قربان کر دیتی ہے جب مخلوق کی محبت اور شفقت کا یہ حال ہے تو خالق کی رحمت اور شفقت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے مخلوق خدا پر شفقت اور رحم اور

نیکی کی ترغیب بھی ہوتی ہے ۱۲

تَلْفِي وَوَلَدَهَا فِي النَّارِ فَكَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِي يَقْتَدُ عَلَى اللَّهِ وَابِي أَنْ يَقُولَ لِرَأْسِهِ إِلَّا اللَّهُ وَرَوَاهُ أَبُو بَازَةَ

۸۲۸ وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرَضًا اللَّهُ فَلَا يَزَالُ بِذَلِكَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِيُزِيلَ إِنَّ فَلَانًا عَبَدَنِي يَلْتَمِسُ أَنْ يُرَضِّيَنِي إِلَّا وَإِنْ رَضَيْتِي عَلَيْهِ يَقُولُ جَبْرَائِيلُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى فُلَانٍ وَيَقُولُهَا حَمَلَةُ الْعَرِشِ وَيَقُولُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتَّى يَقُولُهَا أَهْلُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ لَهُ إِلَى الْأَرْضِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

۸۲۹ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ ظَالِمٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر نچوٹا کر لیا اور روتے رہے پھر آپ نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ بھی سرکش بندے کے سوا اور کسی کو سزا دے نہیں دیتے اور سرکش بھی ایسا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی کرے اور لالہ اللالہ کہنے سے انکار کر دے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا

۸۲۸ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو تلاش کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ اس ضمن میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو فرماتے ہیں کہ میرا فرزند میری رضا مندی تلاش کرتا ہے سن لو کہ میں اس پر اپنی رحمت کرتا ہوں تو حضرت جبرئیل آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندے پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہے اور میری آواز پھر عرش اٹھانے والے فرشتے دیتے ہیں اور پھر وہ فرشتے کہتے ہیں جو ان کے ادر گرد ہیں یہاں تک کہ یہ آواز ساتوں آسمانوں کو گونجنے لگی ہے اور پھر وہی آواز زمین پر اترتی ہے اسکو احمد نے روایت کیا

۸۲۹ حضرت اسامہ بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ بعض تو ان میں سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے

لہ سرکشی صرف شرک ہے۔ اس حدیث کی سند میں اسمعیل بن یحییٰ شیبانی ہے جو متہم بالکذب ہے لیکن اس حدیث کا ایک شاہد خالد بن زید کی حدیث ہے جسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں ہے کہ وہ عورت تو وہیں آگ جلائی تھی جب آگ کے شعلے بلند ہونے تو بچے کو پیچھے بٹھا لیتی۔ اس عورت نے اسلام تو پہلے ہی قبول کر لیا تھا اب آنحضرت کی زیارت بھی کر لی اور ان سے یہ مشد بھی پوچھا کہ جب ایک عورت اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی تو ارحم الراحمین کیسے اپنی مخلوق کو آگ میں پھینک دیں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب بچہ سرکشی کرتا ہے تو ماں باپ بھی اپنی اولاد کو سزا دیتے ہیں اور اس میں بھی ایک طرح کی شفقت ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی صرف سرکش لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سرکشی صرف شرک ہے باقی دوسرے گناہ ہمیشہ کی سزا کے مستحق نہیں ہیں اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو دیکھیں ہی معاف کر دیں اور اگر چاہیں تو تھوڑی بہت سزا دیدیں اور پھر معافی ہو جائے۔

۱۱۔ قبول عام مقبول ہونے کی علامت ہے یعنی نے کہا ہے کہ اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں اور اس کا ایک شاہد ابو ہریرہ کی حدیث ہے جس کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبولیت عامہ اس چیز کی دلیل ہے کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس بھی مقبول ہے لیکن اس قبولیت میں شرط ہے کہ قبول کرنے والے دیندار اور علم والے لوگ ہوں ورنہ جہلا اور بدین (باقی صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لِنَفْسٍ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَائِقٌ بِالْخَيْرَاتِ قَالَ كَلَّمْتَنِي فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ-

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالنَّمَامِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۸۳۰. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسَى قَالَ أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ہیں اور بعض ان سے یہاں درود میں اور بعض ان میں سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں آپ نے فرمایا یہ سارے ہی لوگ جنتی ہیں اس کو بھیجئے کتاب بعت والنشور میں روایت کیا۔

صبح، شام اور سوتے وقت کیا پڑھنا چاہئے فصل اول

۸۳۰ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کرتے تو کہتے ہم نے شام کی اور اللہ کے سارے ملک نے شام کی اور ساری آفرینیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ الیاء ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کا بلو شاہی

رفیقہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لوگوں کی قبولیت تو ہر بدعتی۔ زندق اور بے ایمان کو بھی حاصل رہی ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث بھی مؤید ہے جس میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو ۱۲۰۷

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ بغیر حساب جنت میں جانے والے اس حدیث کو سعید بن مسعود نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں جو تین طرح کے آدمی بیان کیے ہیں۔ یہ حقیقت میں سب مومن ہیں ظالم انھیں کہا گیا ہے جو بعض واجب بھی چھوڑ دیں اور بعض حرام چیزوں کا ارتکاب بھی کر لیں اور میرا زرد وہ میں جو واجبات کو ادا کریں اور محرمات سے بچیں لیکن بعض مستحبات کو چھوڑ دیں اور بعض مکروہات کا ارتکاب بھی کر لیں اور سابق بالخیرات وہ میں جو واجبات کے علاوہ مستحبات بھی بجالائیں اور محرمات کے علاوہ مکروہات سے بھی بچیں سو پہلے فرقے کو معاف کر دیا جائے گا اور دوسرے فرقے سے آسان حساب یا جانے گا اور تیسرے فرقے بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گا ۱۲

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا اللَّهُمَّ إِنِّي
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوءِ الْكِبَرِ وَنَيْتِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصَبْتُمْ ذَلِكَ
أَيْضًا أَصَبْنَا وَأَصَبْتُمْ الْمَلِكَ لِلَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ فِي النَّارِ وَعَذَابِ
فِي الْقَبْرِ وَالْهَرَمِ.

۸۳۱۔ وَعَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعًا مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ
يَدَيْهِ تَحْتَ خَدَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتْ وَأَحْيِ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَى الشُّورِ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ عَنِ الْبَرَاءِ۔

ہے اور اس کی تعریف ہے اور وہ بہترین پڑھتا ہے اسے میرے اللہ میں تو مجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی جو اس میں ہے اور اس
رات کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اسے میرے اللہ میں سستی بڑھاپے اور بڑھاپے کی بھلائی اور دنیا کے فتنے اور
قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح ہوتی تو بھی یہی دعا پڑھتے اور کہتے ہم نے صبح کی اور اللہ کے سارے ملک نے صبح کی اور ایک روایت
میں ہے اسے میرے سب میں جاگ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۸۳۱ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹے تو اپنا ہاتھ دھو کر اسے نیچے رکھتے پھر کہتے اے اللہ میں
تیرے نام سے تڑپا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں گا اور جب جاگ اٹھے تو کہتے سبح تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کو ہیں جس نے ہم کو مرمت کے بعد زندہ
کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جاتا ہے اس کو بخاری نے روایت کیا اور مسلم نے اس کو بیروسی سے روایت کیا۔

۱۔ صبح و شام پڑھنے کی دعا۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

کسل کا معنی ہے عبادت سے بوجھل ہو جانا یعنی عبادت الہی پر نفس کا رخصا مند نہ ہونا۔ ہر دم وہ بڑھاپا ہے جس میں بعض قوتیں بالکل
جو اب دسے جا شیں اور بڑھاپا بڑھاپا وہ ہے جس میں عقل بالکل جاتی رہے۔ اس حدیث میں تعلیم ہے کہ بندہ اپنی عبودیت اور عاجزی
کا اقرار کرتا رہے اور تمام کاموں کا تصرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں جلنے اور یہ یقین کرے کہ بندے کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے۔

۲۔ سوتے وقت کی دعا۔ اس حدیث کو احمد، صحاب سنن اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی

نے اس کو صحیح کہا ہے اور احمد اور مسلم اور نسائی نے اس کو حضرت یونس سے روایت کیا ہے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے۔
نیند کو موت کے لفظ سے بیان فرمایا ہے کیونکہ اس سے عقل اور حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ عرب لوگ سکون کو بھی موت سے تعبیر کرتے ہیں کہتے
میں صائب التہنیم ہو اگر تھی یعنی ساکن ہو گئی قرآن مجید نے جہالت پر بھی موت کا لفظ استعمال فرمایا ہے اَخْمِيَ كَان مَيِّتًا اَحْيَيْنَاهُ اور
کبھی موت کا لفظ احوال مشافہہ فقر اور ذلت اور بڑھاپا اور گناہ پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ دعا سوتے

۸۳۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَأَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْقُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ بِاسْمِكَ رَبِّي وَصَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُ إِنْ أَمْسَكَتُ نَفْسِي فَأَرْحَمَهَا وَإِنْ أُرْسَلَتْهَا فَأُحْفِظُهَا كَمَا تَحْفَظُ بِمِعْبَادِكَ الصَّالِحِينَ وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقْلُ بِاسْمِكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ فَلْيَنْقُضْ بِصَنِيفَةٍ لَوْ بِهَا ثَلَاثَ قَرَّاتٍ وَإِنْ أَمْسَكَتُ نَفْسِي فَأَعْفِرْ لَهَا۔

۸۳۳۔ وَعَنْ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَأَى الْوُفْرَ اشْتَمَّ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَسَلْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَتَوَضَّعْتُ

۸۳۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنے بستر پر سونے لگے تو اپنے تہ بند کے کونے سے اپنے بستر کو پیچھا کرے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد کوئی چیز لٹ گئی ہو پھر کہے اے میرے رب میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو رکھا اور تیرے ہی نام سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسکو واپس مجھ سے تو اس کی مخالفت کو صیغے کے تو اپنے نیک بندوں کی مخالفت کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے پھر کہے باسمک متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے کہ بستر کو جھاڑے اپنے کپڑے کے کونے سے تین مرتبہ اور اگر تو میری جان کو روک لے تو اس کو بخش دے

۸۳۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے۔ تو دائیں پہلو پر لیٹتے۔ پھر کہتے اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی۔ اور اپنا منہ تیری طرف پھیر لیا۔ اور اپنے کام تیرے

۱۔ حفاظت کا مطلب گناہ سے بچنا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بستر کو اس لیے پہلے جھاڑ لینا چاہئے کہ شاید کوئی کپڑا یا ساونپ بچھو بستر میں نہ گھس گیا ہو اور ہاتھ سے نہ جھاڑے کہ شاید کوئی چیز دس نہ لے اور اس حدیث کا مضمون اس آیت سے لیا گیا ہے کہ اللَّهُ يُتَوَفَّى الْأَنْفُسَ الَّتِي حَسِبَ أَنَّهَا مَاتَتْ فِي هُنَّ فِي حَيَاتِهَا فِيمَا تُغْتَابُ بِغَيْبَتِهَا أُولَئِكَ نَرْفَعُ حَدِيقَهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ پھر اس روح کو تو روک لینے میں کہ لیتے ہیں اور ان کو بھی بیندگی کی حالت میں اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں جن کی موت کا ابھی وقت نہیں آیا۔ پھر اس روح کو تو روک لینے میں جن کی موت کا وقت آچکا ہے اور دوسری روح مقررہ مدت تک بھیج دینے میں یہاں روک لینے سے مراد موت ہے اور چھوڑ دینے سے مراد زندگی کی واپسی ہے۔ نیک بندوں کی حفاظت سے مراد گناہوں سے حفاظت ہے۔ اور حرام کی روزی سے بچانا مراد ہے ۱۲

أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَنَاتُ ظَهَرَنِي إِلَيْكَ رُغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مُنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ أَمَنْتُ
بِكَتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ بِتَيْبَتِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَلْهَنَ
ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأَ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اصْطَبَّحْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ
ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ أَسَلِمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ إِلَى قَوْلِهِ أَرْسَلْتَ وَقَالَ إِنْ مِتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ
وَلَنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۸۳۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ

سپر کر دیے۔ اور میں نے تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیرا شوق رکھتے ہوئے تجھ پر بھروسہ کیا۔ اور نجات اور پناہ کی جگہ تیرے سوا
نہیں ہے۔ میں تیری اس کتب پر ایمان لایا جو تو نے آماری۔ اور تیرے اس بنی پر جس کو تو نے بھیجا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ جو آدمی یہ کلمات کہے گا۔ اور پھر اگر اسی رات میں فوت ہو جائے گا۔ تو وہ اسلام پر مرے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا۔ اے فلاں جب تو اپنے بستر پر جگہ پکڑے۔ تو نماز کی طرح کا وضو کر پھر
اپنی دائیں کروٹ پر بیٹھ پھر تو کہہ اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی۔ ارسلت تک اور فرمایا۔ اگر تو اس رات میں مر جا
گا۔ تو اسلام پر مرے گا۔ اور اگر تو صبح کرے گا۔ تو صبح بھلائی سے کرے گا۔ متفق علیہ۔

۸۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول کریم جب اپنے بستر پر جگہ پکڑتے۔ تو کہتے سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے

۱۔ دائیں پہلو پر سونے کا ایک فائدہ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح
کہا ہے۔ دائیں جانب پر لیٹ کر سونا سنت ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سے کام کی ابتدا کو پسند فرمایا
کرتے تھے۔ لیکن اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ اگر دائیں کروٹ پر سویا جائے تو غذا قعر معدہ میں پہنچ جاتی ہے اور پھر حجب دائیں جانب
سے تھک کر بائیں جانب کروٹ لے گا تو جگر اپنی پوری گرنی معدہ پر ڈال کر غذا کو اچھی طرح ہضم کر دے گا اور اگر اس کے خلاف
بائیں پہلو پر سونے کا تو غذا اچھی طرح ہضم نہیں ہوگی۔ کھٹی ڈکائیں آتی رہیں گی۔ یہ تو اللہ جو بیان کیے گئے ہیں ان کی حیثیت ثانوی
ہے۔ پہلی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی ہے جب دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تو اس کے بعد یہ دعا جو
بیان کی گئی ہے پڑھ کر سو جائے عشا کی نماز جماعت سے پڑھ کر سو جائے اور با وضو سوئے اور صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا
کرے تو ساری رات کے قیام کا ثواب ملے گا ۱۱

الَّذِي اطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاَوَانَا فَاذْكُرْهُم مِّنْ لَّا كَانِي لَهٗ وَلَا مُؤَمِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۳۵ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو اِلَيْهِ مَا تَلَقَى فِي يَدَيَّهَا مِنَ الرَّجُلِ وَبَلَغَهَا اَنْ جَاءَكَ رَفِيقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَنَدِمَتْ ذَلِكَ لِعَالِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَالِشَةَ قَالَتْ جَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضْجِجًا فَذَهَبْنَا لِقَوْمٍ فَقَالَ عَلِيٌّ مَكَانِكُمْ اَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بُرْدًا قَدِيمًا عَلَيَّ لِبَطْنِي فَقَالَ اَلَا اُرَدُّكُمْ عَلَيَّ خَيْرًا مِّمَّا سَأَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجِجًا فَسَبَّحْتُمَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَ اُحْمَدًا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرًا اَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ مُّتَّفِقٍ عَلَيْهِ۔

۸۳۶ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُ خَادِمًا فَقَالَ

مشکوٰۃ مترجم زبیر دہم، ج ۱، ص ۱۰۱، حدیث نمبر ۱۰۱۰۰، باب ما یقول وہو فیہ منہ

مشکوٰۃ مترجم زبیر دہم، ج ۱، ص ۱۰۱، حدیث نمبر ۱۰۱۰۰، باب ما یقول وہو فیہ منہ

ہم کو کھلایا۔ اور پلایا۔ اور ہم کو کفایت کی۔ اور ہم کو جگہ دی۔ کتے ہی دنیا میں ایسے آدمی ہیں جن کا کفایت کرنے والا کوئی نہیں۔ اور زکوٰتی بگڑ دینے والا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ہاتھوں میں پڑے ہوئے بچی کے گھٹوں کی شکایت کر رہی تھیں اور حضرت فاطمہ کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کے پاس کچھ غلام آئے ہیں۔ وہ کوئی غلام کوڑی تو ان کو نہ پلا۔ اور حضرت فاطمہ نے حضرت عائشہ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ جب آنحضرت گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ سے بیان کیا۔ پھر آنحضرت گھر تشریف لائے۔ ہم اسوقت اپنے بستروں پر بیٹھے ہوئے تھے تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا اپنی جگہ پر پڑے رہو۔ سو آپ تشریف لائے اور میرے اور حضرت فاطمہ کے درمیان آکر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی۔ تو آپ نے فرمایا کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا تھا۔ جب تم اپنے بستروں پر بیٹھو تو تیس دفعہ سبحان اللہ کہو۔ اور تیس مرتبہ الحمد للہ کہو۔ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ تو یہ تمہارے لئے خدام سے بہتر ہے۔ متفق علیہ

۸۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت فاطمہ الزہراء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ سے ایک خادم کا سوال کیا۔

لہ کفایت، موزی چیزوں سے بچانے ہے اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہل ہے کفایت سے مراد موزی چیزوں سے بچانا اور کاموں کا پورا کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مومنوں کی تکالیف دور کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور کفار کا والی وارث کوئی ان کی تکلیفیں ان پر غالب آ رہی ہیں اور مکان دیدہ بنا خدا تعالیٰ کا بہت فرا احسان ہے بیشمار لوگ جنگلوں میں اور شہر کوئی پر پڑے ہوئے ہیں

۱۲ فقیر ہا بر غنی شا کر سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ طبرانی اور ابن جبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے جب حضرت فاطمہ تشریف لائیں تو آنحضرت گھر نہیں تھے وہ حضرت عائشہؓ آئے ان کا مقصد بیان کر لیں پھر انہوں نے رسول اللہ کو تباہ فرمایا۔

۱۲

أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ خَلَامٍ تَسْتَحِبُّ مِنَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُ مِنَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَ
تُكَبِّرُ مِنَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَعِنْدَ مَنَامِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

الفصل الثاني

۸۳۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا
وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَىٰ وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ وَإِذَا أَمْسَىٰ قَالَ اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا
وَبِكَ نَحْيَىٰ بِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُدَاوُدُ وَإِسْنَادُهُ مَأْجِدٌ۔
۸۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لِي بِشَيْءٍ أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ

قو آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو خدام سے بہتر چیز بتاؤں کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہا کر۔ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہا کر اور پونیس مرتبہ انشاکر کہہ
ہر فرض نماز کے بعد بھی اور سونے کے وقت بھی اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۸۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو کہتے اسے اللہ ہم نے تیرے ساتھ صبح کی
اور تیرے ساتھ شام کی۔ اور تیرے ہی نام سے جیتے ہیں۔ اور تیرے ہی نام سے مرنے ہیں۔ اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور جب شام
کرتے تو فرماتے اسے اللہ ہم نے تیرے ساتھ شام کی۔ اور تیرے ساتھ صبح کی۔ اور ہم تیرے ساتھ زندہ رہیں گے۔ اور تیرے ہی نام پر مریں گے
اور تیری ہی طرف اکٹھا ہونا ہے۔ اسکو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۳۸۔ اور اپنی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول مجھے کوئی چیز فرمائیے کہ میں وہ صبح اور

۱۱ اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے ۱۲

۱۱۔ دنیا کی بے ثباتی کو نظر میں رکھو اس حدیث کو احمد نسائی، ابن حبان اور ابوعوانہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے
اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور دور قتی اور ابن جریر نے اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح
کہا ہے۔ اس حدیث میں صبح کی دعا میں الیسا المصیبر کے لفظ ہیں اور شام کی دعا میں الیسا النشور کے۔ لیکن ابوداؤد
میں دونوں جگہ نشور ہی کے لفظ ہیں اور ترمذی میں دونوں جگہ مصیبر ہی کے لفظ ہیں۔ اس حدیث میں تعلیم دی گئی ہے کہ آدمی
کو صبح و شام خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہیے اور ذہن میں ہر وقت یہ تصور رہے کہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں سے
بالآخر ایک دن ایک کوچ کرنا ہی ہے ۱۱

قُلْ اللَّهُمَّ عَالِمَا الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكًا أَسْمَدًا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّ كُلِّ قَلْبٍ إِذَا أَصْبَحَتْ وَإِذَا أَمْسَيْتْ وَإِذَا أَخَذَتْ مَضْجَعَهَا رَعَاةَ الْبُرْمِدِيِّ وَالْبُودَاوِدِ وَاللَّكْدَارِيِّ -

۸۳۹ وَعَنْ أَبِي بَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِنْ عَهْدِي يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ يَا أَيُّهَا اللَّهُ الَّذِي لَا يُغَاوِرُكَ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُبْطِئُكَ شَيْءٌ فَكَانَ أَبِي بَانَ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفٌ بِالْجَمْرِ فَعَمِلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبِي بَانَ مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ يَا أُمَّانَ الْحَدِيثُ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلَكِنِّي كُنْتُ أَقْلُهُ

شام کے وقت کہہ لیا کروں آپ نے فرمایا کہ ہر دے اللہ غیب اور حاضر کے جاننے والے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چیز کے پروردگار کے لئے اور ہر چیز کے مالک میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس اور شیطان کا کہنے سے اور اس کے شرک کروانے سے یہ دعا صبح اور شام اور بستر پر بیٹھے وقت پڑھ لیا کہ اسکو ترمذی۔ البوداؤد اور وارمی نے روایت کیا

۸۳۹ حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے باپ حضرت عثمان سے سنا آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی ہولناکی کا صحابہ کو یا ہرات کی شام کو یہ دعا پڑھا کرے اس اللہ کے نام سے جسکے ساتھ کوئی چیز آسمانوں اور زمینوں میں تکلیف نہیں دے سکتی۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ تین مرتبہ یہ پڑھے۔ تو اسکو کوئی چیز تکلیف نہیں دے گی۔ اور حضرت ابان کے ایک طرف فوج گرا ہوا تھا۔ تو وہ آدمی حضرت ابان کو دیکھنے لگا۔ ابان نے اس کو کہا میری طرف تو کیا دیکھتا ہے؟ یہ حدیث جو میں

لے خواہشات شیطان کا جال ہیں اس حدیث کو نسائی۔ ابن جبران۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن طیب۔ ابویعلیٰ اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں جو شرک کے لفظ آئے ہیں اس لفظ کو بعض نے شرک بفتح شین بھی پڑھا ہے اور اس کا معنی ہے رسیاں یعنی شیطان کی رسیوں سے میں تیری پناہ لیتا ہوں جن سے وہ آدمی کو اپنے جال میں بھانسن لیتا ہے۔ اس حدیث میں دو چیزوں سے پناہ مانگی ہے نفس اور شیطان سے۔ شیطان تو نفس کو خواہشات پر آمادہ کرنا اور ابھارتا ہے اور نفس لوجہ اپنی خواہشات کے بہت جلد شیطان کا کھانا لیتا ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ قائم رہے اور آدمی دنیا اور عقبی کے انجام کو ملحوظ رکھے تو دونوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور ان سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کی پناہ میں دے دے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے ع
ابن دو چیزم بر گناہ الخیفتند بخت نافرجام و عقل ناتمام؛ اللہ نغالتے میں اپنی حفاظت میں رکھے ۱۲

يَوْمَئِذٍ يَقْضِي اللَّهُ عَلَى قَدْرِكَ رِزْقَهُ الَّتِي رَمِدْتِي وَأَبْنِ مَاجَةٍ وَالْوَدَّادِ وَفِي رِوَايَةٍ لَمْ تُصَبِّحْ بِجَاةٍ
بَلَاءٍ حَتَّى يُصَبِّحَ وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُصَبِّحُ لَمْ تُصَبِّحْ بِجَاةٍ بَلَاءٍ حَتَّى يُمِيسَى.

۸۴۰ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَى أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى
الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ رَبِّ اسْأَلْكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ
وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكِبَرِ وَالْكَفْرِ وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ وَ
الْكِبَرِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ فِي النَّارِ وَعَذَابِ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا أَحْبَبْتُمْ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا

نے تجھے سنائی ہے۔ یہ حدیث اسی طرح ہے۔ لیکن اس دن میں نے یہ دعائیں پڑھی تھی۔ تاکہ اللہ کی تقدیر مجھ پر جاری ہو جائے
اس کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اسکو کوئی ناگہانی مصیبت صبح تک نہیں پہنچے گی
اور جو اسکو صبح کے وقت کہے گا۔ اسکو کوئی ناگہانی مصیبت شام تک نہیں پہنچے گی۔

۸۴۰ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شام ہوتی تو کہتے ہم نے شام کی۔ اور اللہ کے
سارے ملک نے شام کی۔ اور سب فقرے میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی
شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے میرے رب میں تجھ سے اس اللہ
کی بھلائی اور جو اس کے بعد ہے۔ اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس رات کی برائی اور جو اس کے بعد ہے۔ اس
کی برائی سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اے میرے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے یا کفر سے افزا
روایت میں ہے بڑھاپے کی برائی اور تکبر سے اے میرے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ لگ کے عذاب سے اور قہر کے عذاب سے

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ رِوَاةُ الْبُودَاوُدِ وَالْتِمِذِي وَفِي رِوَايَةٍ لَمْ يَذْكُرْ مِنْ سُوءِ الْكُفْرِ -
 ۸۴۱ وَعَنْ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَاهِدُهَا يَقُولُ مِثْلَ
 حِينَ تُصْبِحِينَ سُبْحَانَ اللَّهِ بِحَمْدِهِ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَكَانَ اللَّهُ قَدَّاحًا كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا فَإِنَّ مَنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ حَفِظَ حَتَّى يُمِيتَهُ وَ
 مَنْ قَالَهَا حِينَ يُمِيتُهُ حَفِظَ حَتَّى يُصْبِحَ رِوَاةُ الْبُودَاوُدِ -

۸۴۲ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ قَسْبًا
 اللَّهُ حِينَ تُسْمُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ

اور جب صبح کرتے تو بھی اسی طرح کہتے کہ ہم نے صبح کی۔ اور اللہ کے سارے ملک نے صبح کی۔ اس کو بوداؤد اور ترمذی نے زور دیا
 کیا۔ اور ترمذی کی روایت میں سوء الکفر کے لفظ ذکر نہیں کئے گئے۔

۸۴۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیٹیوں سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سکھایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے
 جب تم صبح کرو۔ تو یہ کہو اللہ پاک ہے۔ اسی کی تعریف ہے۔ اور اللہ کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا۔
 اور جو اسے نہ چاہا وہ نہ ہوا۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم
 میں گھیر رکھا ہے جو آدمی اس کو صبح کے وقت کہے گا۔ وہ شام تک محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو اس کو شام کے وقت کہے گا۔ وہ صبح
 تک محفوظ ہو جائے گا۔ اسکو بوداؤد نے روایت کیا۔

۸۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ سوا اللہ
 کی پالی ہے۔ جب تم شام کرو۔ اور جب تم صبح کرو۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پیر اور جب تم دوپہر کرو

۱۰ صبح و شام کی دعائیں فرق۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو مسلم۔ نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت
 کیا ہے۔ یہی مضمون پہلی فصل میں بھی گزر چکا ہے۔ صبح اور شام کی دعائیں ایک ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ صبح کے وقت تو آپ اصبحنا
 واصبح الملائکہ فرماتے اور شام کو اصیبناد اسی الملائکہ کہتے۔ اس حدیث میں جو کہہ کر کا نقطہ ہے اگر تاجزوم ہو تو وہاں
 کا معنی تکریم ہوگا اور اگر تاج مفتوح ہو تو اس کا معنی بڑھایا ہوگا ۱۲

۱۱ جو اللہ نے چاہا وہی ہوا۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن سنی نے بھی روایت کیا ہے اسکی سند میں ام عبد الحمید عبدول
 ہے البتہ وہ صحابیہ ہے اور صحابی کی چہالت نقصان نہیں دیتی۔ مسلمان کو عقیدہ یہی رکھنا چاہئے کہ آج تک جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ
 کا ارادہ اسی طرح تھا اور آئندہ بھی جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا اور جو نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کا ارادہ اسی طرح تھا (باقی صفحہ آئندہ)

إِلَى قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ أَدْنَىٰ مَا فَالَكُ فِي يَوْمٍ ذَلِكِ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُنْسَىٰ أَدْنَىٰ مَا فَالَهُ
فِي لَيْلَتِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸۴۳ وَعَنْ أَبِي عُبَيْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَانَ لَهُ عِدْلٌ
تَقْبَلُهُ مِنَ اللَّهِ وَكَانَ فِي جَهَنَّمَ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَمَا فَعَلَ عَشْرُ
دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِي جَهَنَّمَ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّىٰ يُنْسَىٰ وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسَىٰ كَانَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ
حَتَّىٰ يُصْبِحَ فَرَأَىٰ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَا يَرَى النَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ

ہو اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے تو جو چیزیں اس کی عبادت سے رہ گئی ہوں گی۔ یہ کہے اس کا بدل
اس دن کے لئے ہو جائیں گے۔ اور جو آدمی یہ کہے شام کے وقت کہے تو جو اس کی عبادت رات سے رہ جائے گی۔ یہ اس کے گنا
مقام ہو جائیں گے۔ اسکو البوداؤد نے روایت کیا۔

۸۴۴ حضرت ابو عبیاش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر
ہے تو یہ کلمہ اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے بکلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس
برائیاں دور کی جائیں گی۔ اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔ اور شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ تو پھر ایک آگے
نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ابو عبیاش آپ سے اس اس طرح کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور آئندہ بھی جس کا نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا وہ کبھی نہ ہو سکے گا۔ اس حدیث میں حفاظت سے مزاد دیاوی

(حاشیہ صفحہ ہذا)

آفتوں اور مصیبتوں سے حفاظت ہے ۱۲

لے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت اس حدیث کو ابن سنی نے بھی عمل الیوم واللیلہ میں بیان کیا ہے اس حدیث
میں جو تسبیح بیان کی گئی ہے یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ اس میں صبح و شام کا تذکرہ جو آیا ہے تو یوں سمجھو کہ سارا دن ہی اس میں
آگیا اور تمام دن کی کتابیاں اس سے پوری ہو گئیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے وہ بہت تھوڑی سی نیکی پر بہت بڑا
اجر دے دیتے ہیں ۱۲

أَبَا عِيَّاشٍ يُعَدُّ عَنْكَ بِكَذَا أَذْكَأَ قَالَ صَدَقَ أَبُو عِيَّاشٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -
 ۸۴۴ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيمِيِّ عَنِ أَبِيهِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ
 إِلَيْهِ فَقَالَ إِذَا لُصِقَتْ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ نُقِلَ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَهُ أَحَدًا اللَّهُمَّ اجْرُبْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ
 كَرَّاتٍ يَا لَيْتَ إِذَا قُلْتُ ذَلِكَ لَمْ مَتَّ فِي لَيْتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَارِدٌ مِنْهَا وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ نُقِلَ كَذَلِكَ
 فَإِنَّكَ إِذَا مَتَّ فِي يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَارِدٌ مِنْهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -
 ۸۴۵ وَعَنِ ابْنِ عُسَى قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِينَ يُسَبِّحُ
 وَحِينَ يُصَلِّعُ اللَّهُمَّ لِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ لِي فِي السَّالِكِ الْعَفْوِ وَالْعَائِنَةِ فِي

حدیث بیان کرتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ابو عیاش پرچہ کہتا ہے۔ اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۸۴۴ ۸۴۴ عمارت بن مسلم تمیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک بات آہستہ
 سے کہی پھر آپ نے فرمایا۔ جب تو مغرب کی نماز کا سلام پھیرے۔ تو کسی سے بات کہنے سے پہلے تورات مرتبہ کہے۔ اے اللہ
 مجھ کو آگ سے بچالے۔ اگر تو نے یہ کہہ لیا۔ اور پھر اگر تو اس رات میں مرجانے گا۔ تو تیرے لئے آگ سے خلاصی لکھی جائیگی
 اور صبح کا نماز کے بعد بھی اسی طرح کہہ۔ اگر تو اس دن میں مرجانے گا۔ تو تیرے لئے آگ سے خلاصی لکھی جائے گی اسکو ابو داؤد نے روایت کیا
 ۸۴۵ ۸۴۵ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو کہیں نہیں تھے مگر جب صبح اور شام کرتے تو کہتے
 اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ دین میں بھی اور دنیا میں بھی اہل میں بھی اور مال میں بھی۔ اے اللہ

۱۷ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن سنی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو عیاش صحابی ہیں۔ یہ حدیث بذات خود تو سند کے لحاظ
 سے صحیح نہیں ہے۔ البتہ اس کی تائید ابو ہریرہ کی حدیث سے ہو جاتی ہے جس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے جو تسبیح کے باب میں
 پہلی فصل میں گذر چکی ہے اور اس خواب سے بھی اس کی تائید ہو گئی ۱۷

۱۷ غرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور دعا اور مندی نے اس پر سکوت کیا ہے اور اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن
 جان نے بھی روایت کیا ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی آدمی سات مرتبہ صبح اور شام ہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے
 تو خود ہنم بھی کہتی ہے کہ اے اللہ اس کو مجھ سے بچالے اور اسکو پناہ دے اور اگر کوئی سات مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت بھی
 اس کی سفارش کرتی ہے کہ باری تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما۔ کلام کر سنے سے پہلے اس لیے فرمایا کہ فرض نماز کی ادائیگی کے بعد حاضر
 قبول ہوتی ہے ۱۷

دِينِي وَدُنْيَايَ وَاهْلِي وَمَالِي اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْدَاتِي وَأَمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ نَوْتِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي لِيَعْنِي الْخَسْفُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۸۴۶ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ جِبْنَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ أَصْبَحْنَا فَشَهِدْ لَكَ وَلِشَهِدْ حَصَلَتْ عَرَشِيكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيعِ خَلْقِكَ أَنْتَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحَدَّثَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَإِنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِلَّا عَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذَلِكَ مِنْ ذَنْبِهِ إِنْ قَالَهَا جِبْنَ يُصْبِحُ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبِهِ إِلَّا التَّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ

میرے غیب دھانی ہے اور میرے خوف کو دور کر دے۔ اے اللہ میرے آگے میرے پیچھے میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے اوپر کی طرف سے حفاظت فرما۔ اور میں تیری عظمت اور بزرگی کی پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں اپنے نیچے سے ہلک کیا جاؤں۔ یعنی زمین میں سوزن ہو جاؤں۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ اے اللہ ہم نے صبح کی۔ ہم تجھ کو اور تیرے عرش اٹھانے والوں کو اور تیرے فرشتوں کو اور تیری ساری مخلوق کو گواہ کرتے ہیں۔ کہ بے شک تو تو ہی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے نیز کوئی شریک نہیں۔ اور حضرت محمد تیرے بندے ہیں۔ اور تیرے رسول ہیں۔ تو جو بھی گناہ اس دن سے ہو جائے گا۔ اسکو معاف کر دیا جائے گا۔ اور اگر یہ کلمے شام کے وقت کہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دن کے گناہ بخش دے گا۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث مغرب ہے۔

۱۔ معاف کر دینا سب سے بڑا احسان ہے۔ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں اور اس کو نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ عافیت دینی اور دنیاوی حادثوں اور آفتوں سے سلامتی ہے اور عفو گناہوں کی معافی ہے۔ اخیال کا معنی ہے ناگہانی بیکر اور بے خبری میں ہلاک کر دینا۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عفو سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے جس کو گناہوں کی معافی مل گئی اس کو بہت کچھ مل گیا۔ حضرت عائشہ نے آنحضرت سے پوچھا تھا کہ اگر مجھ کو لیلۃ القدر مل جائے تو میں اس میں کیا کہوں تو آپ نے انکو یہی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے عفو کی درخواست کرنا

۲۔ سب سے بڑی نیکی توحید کا اقرار ہے اس حدیث کو نسائی اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے اس کی سندیں بقیہ بن ولید مدلس ہے۔ توحید اور رسالت کا اقرار کرنا اور دل سے اس پر ایمان رکھنا سب سے بڑی نیکی ہے اور نیکی کے ہوتے بڑی ہرزہ بخشی جاتی چلے ۱۱

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۸۴۷ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُولُ إِذَا نَسِيَ
وَإِذَا أَصْبَحَ تَلَا رَضِيكَ بِاللَّهِ رَبِّيَ وَلَا إِسْلَامَ دِينًا وَبِحَمْدِ نَبِيِّكَ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرْضِيَهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

۸۴۸ وَعَنْ حُدَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَهُ
رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ أَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنِ الْبُرَيْرِ -

۸۴۷ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی مسلمان بندہ شام اور صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کہے میں اللہ کے رب
ہونے پر ایمان لایا ہوا اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر تو اللہ تعالیٰ پرین ہے کہ اس کو قیامت کے دن راضی کرے اس کو احمد اور ترمذی
نے روایت کیا

۸۴۸ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھنے پر ہاتھ رکھتا ہے
اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا دے جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے یا اپنے بندوں کو اٹھائے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کو احمد نے براہ
سے روایت کیا

۱۰ ایک دعا کی صحت لفظی
اس حدیث کو ابن نجار نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں سعد بن مرزبان ہے
جو بر آفاق محدثین ضعیف ہے۔ لیکن اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے جس سے اس کی تائید ہو جاتی ہے اور ابوداؤد
کی روایت میں رسول کے لفظ میں اور ترمذی میں نبی کے لفظ میں بہتر یہ ہے کہ رسول اور نبی دونوں لفظ کہہ جائے یعنی اس طرح کہے
وَبِحَمْدِ نَبِيِّكَ دَرَسُوْلًا ۱۲

۱۱ آخرت کی یاد ہر وقت رہنی چاہئے
ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور اس کو نسائی اور ترمذی نے حضرت
براہ سے روایت کیا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے ابن مسعود سے اس کو روایت کیا ہے۔ جب نیند موت کے مشابہ ہے اور سو
کراٹھنا موت سے جی اٹھنے کے مشابہ ہے تو دعا اس طرح کی فرمائی کہ موت کے بعد کی زندگی یاد آتی رہے اور اس دعا میں حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے مشابہت پائی جاتی ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے۔ رب اغفر خطیئتی یومہ الدین ولا
تخزنی یومہ بیعتوں ۱۲

۸۴۹ وَعَنْ حَفْصَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ارَادَ أَنْ يُرْقِدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي عَدْبُكَ يَوْمَ تَبْعُثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ لَمَرَاتٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۸۵۰ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ مَطْجَعِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَبِيرِ مِنْ كُلِّ مَاتِكِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْغَمَّ مَرَّةً لَمَّا تَمَّ اللَّهُمَّ لَا يَهْزُمُ حَبْدُكَ وَلَا يُخْلِفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ إِلَّا الْجِدُّ مِنْكَ الْجِدُّ سُبْحَانَكَ وَيَحْسُدُكَ كَلَاءَةُ الْوَدَادِ.

۸۵۱ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَأْتِيهِ الْفَرَسُ يَا فَرَسُ اشْهَبْ

۸۴۹ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ فرسار کے نیچے رکھ لیتے پھر کہتے

اے اللہ مجھ اپنے مناب سے بھیجا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھاتے تین مرتبہ فرماتے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا

۸۵۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر بیٹھتے اور کہتے اے اللہ میں پناہ لیتا ہوں تیرے عزت والے

پہرے کی اور تیرے پرے کلمات کی ہر اس چیز کی برائی سے جس کی پیشانی کو تیرے ٹھنڈے دلا ہے اے اللہ تو ہی ترخے اور گناہوں کو دور کرنے والا ہے اے اللہ

تیرے کھست نہیں کھا تا اور تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور کسی دو توند کو دو توندی تیرے سامنے کام نہیں آتی تو پاک ہے اور سب تعریفیں تیری

ہی ہیں اس کو ابو داؤد نے روایت کیا

۸۵۱ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بستر پر بیٹھتے وقت یہ پڑھے میں اس اللہ سے گناہوں کی بخشش مانگا جو

لغضائے سامنے عاجزی کام دیتی ہے امام نووی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس کو امام نسائی نے بھی صحیح سند

سے روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ بھی۔ ہر چیز کی پیشانی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ اور قبضہ میں ہے۔ اس لیے ہر چیز کی برائی

سے پناہ مانگی گنج۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی بڑے آدمی کی بڑائی کام نہیں دیتی وہاں صرف عاجزی اور انکساری کام دیتی ہے

اور سب سے بڑی نیکی بھی یہی ہے کہ آدمی منکر المزاج ہو ۱۱

۱۱ امام تہذیبی نے اس کو حسن کہا ہے۔ لیکن اس کی سند کئی وجوہ سے کمزور ہے۔ ممکن ہے دوسرے طرق کی بنا پر تہذیبی نے

اس کو حسن کہا ہو اور حسن سے مراد حسن لغیرہ ہو اور یہ بھی تو اصول ہے کہ تہذیبی کی تحسین اور حاکم کی تصحیح کے معیار دوسرے

عہدین سے الگ ہیں۔ صالح ایک میدان کا نام بھی ہے اور صالح تہرتہ چیز کو بھی کہتے ہیں یعنی یہاں بہت ریت ہو۔ اس صورت میں

یہ لفظ مضاف الیہ نہیں ہو گا بلکہ صفت ہو گا ۱۲

أَسْتَفْعِمُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَالْوَبَّ الْأَيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَّرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ وَإِنْ كَانَتْ
 مِثْلَ لَبْدِ الْبَحْرِ أَوْ عَدَدِ دَرَمَلٍ عَالِمٍ أَوْ عَدَدِ دَرَمَلِي الشَّجَرِ أَوْ عَدَدِ أَيَّامِ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
 هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۸۵۲ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تَأْخُذُ مَضْجَعَهُ
 بِقِرَاءَةِ سُورَةِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا وَكَلَّ اللَّهُ بِمِ مَلَكًا فَلَا يَفْرُبُهُ شَيْءٌ يُؤْذِيهِ حَتَّى يَهْبِطَ فِي رَأْسِهِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 ۸۵۳ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْتَانِ كَلِيصَتَيْهِمَا
 رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِذَا وَخَلَ الْجَنَّةَ الْأَوْ هُمَا يَسِيرُونَ مَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ لَيْسَ لَهُمُ اللَّهُ فِي ذِكْرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَ

جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں تین مرتبہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا اگر وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں یا پھر عالم کے میدان کی ریت کی تعداد کے برابر ہوں یا بلند ترنوں کے پتوں کے برابر یا دنیا کے دونوں کے تعداد کے برابر اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۸۵۲ شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان آدمی اپنے بستر پر لیٹ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کوئی سورہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی تکلیف دینے والی چیز نہ رہے یہاں تک کہ وہ سو کر اٹھے جب بھی اٹھے اس کو ترمذی نے روایت کیا

۸۵۳ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو عادتیں ہیں جو بھی مسلمان بندہ انکو اپنے اندر محفوظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائیگا۔ سن لو۔ وہ دونوں ہڑی آسان سی باتیں ہیں۔ اور جو ان پر عمل کرنا چاہے تو بڑا

لے قرآن کی برکت سے حفاظت ہوتی ہے اس حدیث کو احمد اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی جہول ہے اسی لیے نووی نے انکار میں اسکو منعیت کہا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ

اس پر نگہبان مقرر کرتے ہیں جو اس کو آفتوں اور مصیبتوں اور ضرر کرنے والی چیزوں سے بچاتا ہے ۱۲

۱۳ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن

صحیح کہا ہے۔ راوی کو شک ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصمتان کا لفظ فرمایا تھا یا خصمتان کے الفاظ فرمائے تھے مطلب دونوں صحیح ہیں۔ دس تسبیح دس تکبیر دس تہجد یہ تیس کلمے ہر نماز کے بعد پونے اور پانچ نمازوں کے ڈیڑھ سو گلمے بن گئے اور دس گنا اجر ہے ڈیڑھ ہزار نیکی بن گئے اور سوتے وقت اگر سو مرتبہ تسبیح۔ تہجد اور تکبیر کہے گا تو یہ ایک ہزار نیکی ہوگی یہ کل اڑھائی ہزار نیکی ہوتی اور یہ نیکی ڈھائی ہزار گناہ کا کفارہ بن سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو ضرور پڑھا کر دو ۱۲

يَعْمَدُهَا عَشْرًا وَيَكْبُرُهَا عَشْرًا قَالَ فَاذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ فَبِئْسَ
 خَمْسُونَ وَمِائَةٌ فِي اللِّسَانِ وَالْفَتْ وَخَمْسُمِائَةٌ فِي الْمِيزَانِ وَإِذَا أَخَذَ مَضْجَعًا كَيْسَبُكَ وَيَكْبُرُهَا وَيَعْمَدُهَا
 مِائَةً فَبِئْسَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَالْفَتْ فِي الْمِيزَانِ فَإِنَّكُمْ تَعْمَلُونَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ الْفَقِيْرَ وَخَمْسُمِائَةَ سَبْعَةَ
 قَالُوا وَكَيْفَ لَا تُحْصِيهَا قَالَ يَا قَوْمِ أَعَدَّكُمْ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَواتِهِ فَيَقُولُ أَذْكَرُ كَذَا أَذْكَرُ كَذَا أَهْتَى
 يَنْفَعُكَ فَلَعَلَّكَ أَنْ لَا تَفْعَلَ وَيَأْتِيهِ فِي مَضْجَعِهِ فَلَا يَذَالُ يَوْمًا حَتَّى يَنَامَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
 دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ خَصَلَتَانِ أَوْ خَلَتَانِ لَا يَحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَكَذَلِكَ
 فِي رِوَايَةِ بَعْدَ قَوْلِ وَالْفَتْ وَخَمْسُمِائَةٌ فِي الْمِيزَانِ قَالَ وَيَكْبُرُهَا ثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعًا وَيَعْمَدُهَا
 ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَكْبُرُهَا ثَلَاثِينَ وَفِي الْكُتُبِ نَسَخَ الْمَصَابِيحِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو.

مشکوٰۃ کا نام ہے فرمایا ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ اور الحمد للہ دس مرتبہ اور اللہ اکبر دس مرتبہ کہا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں پر گرد لگاتے جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ زبان سے ایک سو پچاس ہو گئیں (یعنی پانچوں نمازوں کی) اور میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہو گئیں۔ اور جب اپنے بستر پر جاوے۔ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہے۔ یہ زبان پر تو سو ہے۔ اور ترازو میں ایک ہزار ہے۔ تو کونسا تم میں سے ایک دن رات میں دو ہزار پانچ سو برائیاں کرتا ہے صحابہ نے کہا۔ اور کونسا ہم میں سے اتنا نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک تمہارے پاس شیطان آتا ہے۔ اور وہ نماز میں ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ فلاں چیز یاد کرو۔ فلاں چیز یاد کرو۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو شاید بندہ ایسی حالت میں نہ پڑھ سکے۔ اور شیطان بستر پر لیٹنے کے وقت بھی آتا ہے۔ تو اسکو تھپکیاں دے کر سنانا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ دو خصلتیں ہیں۔ یارو عادتیں ہیں۔ کہ ان پر چوبھی مسلمان بندہ محافظت کرے اور اسی طرح اس کی روایت میں یہ ترازو میں پندرہ سو ہے کے بعد کہا ہے اور جو تیس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ جبکہ بستر پر لیٹے۔ اور تیس مرتبہ الحمد للہ کہے۔ اور تیس مرتبہ سبحان اللہ کہے۔ اور مصابیح کے اکثر نسخوں میں یہ روایت عبد اللہ بن عمر سے ہے۔

۱۵ مطلب یہ ہے کہ جب صحابہ نے یہ عرض کیا کہ اتنی نیکی کر لینا تو کچھ بھی مشکل نہیں ہے یہ تو ہم ہر روز کر لیا کریں گے تو آنحضرت نے فرمایا ان کا پڑھ لینا تو چنداں مشکل نہیں۔ مصیبت یہ ہے کہ شیطان جس طرح نمازیں دوسو سے ڈال کر مومن کی نماز کو تخراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح وہ یہ کوشش بھی کرتا ہے کہ جب آدمی بستر پر لیٹتا ہے تو اسے تھپکیاں دے کر سنانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ تسبیح وغیرہ نہ پڑھ سکے اس لیے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں شیطان کے قابو میں نہ آ جاؤ ۱۴
 شیطان چاہتا ہے کہ آدمی زیادہ سے زیادہ دیر تک سوتا رہے تاکہ اس کے رات کے اور اور سحری کے وقت (باقی صفحہ آئندہ)

۸۵۴ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَنَامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ جِبْنَ يُصْبِحُ وَاللَّهِ مَا أَصْبَحَ فِي مِنْ لِعَمَةٍ أَوْ بَاحِدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَبِنِكَ وَحَدَّكَ لَا شَرَّ لِكَ لَكَ فَالِكَ الْحَمْدُ وَذَلِكَ الشُّكْرُ فَقَدْ أَذَى شُكْرُ يَوْمٍ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ حِينَ يُسَبِّحُ فَقَدْ أَذَى شُكْرَ لَيْلَتِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۸۵۵ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَإِذَا أَوَى إِلَى فِيهِ الشَّامُ اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَأَنْتَ الْحَبِيبُ وَالنُّوَى مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ الْخَبِيرُ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ

۸۵۴۔ عبد اللہ بن عنام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی صبح کے وقت کہے۔ اے اللہ! رحمت مجھے یا اور کسی کو ملی ہے۔ وہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تیری ساری تعریفیں ہیں۔ اور تیرا ہی شکر ہے۔ تو اس نے اس دن کا شکر یہ ادا کر دیا۔ اور جو آدمی ہی کلمہ شام کے وقت کہے۔ اس نے اس رات کا شکر یہ ادا کر دیا۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آپ بستر پر چلے بیٹھتے۔ تو کہتے اے اللہ! آسمانوں کے رب! اور زمین کے رب! اور ہر چیز کے رب! دلے اور گھٹلی کے پھاڑنے والے تو ریت۔ اسماعیل اور قرآن کو تار سفد لے ہم اس برے کی برائی سے تیری پناہ لیتے ہیں جس کی بیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ نوسب سے پہلے بٹھا۔ تیرے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور نوسب سے آخر ہے۔ تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہوگی۔ اور تو ظاہر ہے۔ تجھ سے زیادہ ظاہر کوئی چیز نہیں ہے۔ اول تو باطن ہے۔ تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ یا الہی! میرا رخصہ تمارے اور مجھ کو عربی سے نجات دے۔ خدا اسکو العادفہ۔ تمہاری اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور مسلم نے اسکو محفوظ سے اختلاف سے روایت کیا ہے۔

القبی حاشیہ صفحہ گذشتہ) تہجد کی نماز ضائع ہو جاتے بلکہ اگر سوئے کہ توضیح کی نماز بھی ضائع کر دے اور اسی مقصد کے لیے وہ یہ خیال دل پہنچاتا جانتا ہے کہ ابھی رات کافی ٹری ہے اتنی جلدی اٹھنے کی کیا ضرورت ہے ۱۲۔

۱۳۔ ایک دفعہ زیادہ سے زیادہ عبادت کر لینا اتنا مفید نہیں ہوتا جتنا کہ تھوڑی سی عبادت مداومت اور ہمیشگی سے کرنا مفید ہوتا ہے۔ اصولی طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ احادیث میں جو اس طرح کے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ جو آدمی اسلئے حسنی کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا یا جو آدمی نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا وہ جنت میں جائے گا۔ ایسے افکار میں مداومت (ہمیشگی) کی شرط ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ خدا قتلے کو سب سے پیارا عمل وہ ہے جس پر عامل ہمیشگی کرے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲)

۱۴۔ ساری مخلوق خدا کی ممنون ہے۔ نوہی لے کہا ہے کہ اسکی سدا بھی ہے اور اسکو نسائی۔ ابن جان۔ ابن السنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ خدا قتلے کی جتنی بھی مخلوق ہے۔ مثلاً انسان اور ایوان اور فرشتوں سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق (یا نبی برحق آئندہ)

أَقْبَضَ عَنِّي الدَّيْنُ وَأَغْنَيْتَنِي مِنَ الْفَقْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدِّرِمَدِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَمَا وَكَاهُ مُسْلِمٌ مَعَهُ
بِخْتِلَافٍ يُسْبِرُ

۸۵۶ وَعَنْ أَبِي الْأَنْبَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ
مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَضَعْتُ جَنْبِي لِلَّهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَأَخْسَأْ شَيْطَانِي ذُنُوبَكَ رَهَانِي وَ
اجْعَلْنِي فِي الْمَدِينَةِ الْأَعْلَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۸۵۷ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ
قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي وَأَوْلَانِي وَطَهَّرَنِي وَسَقَانِي وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ وَالَّذِي أَعْطَانِي

۸۵۶ ابو الانباری النخعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر رات کو تشریف لاتے تو کہتے تھے اللہ کے نام سے میں نے اپنی کروٹ اللہ کے لئے رکھی ہے۔ اسے اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ اور میرے شیطان کو ذلیل کرے اور مجھ کو عذاب سے رہا کرے اور مجھ کو لیندے مجلس (فرشتوں کی مجلس) میں شامل کرے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۵۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتے تو کہتے سب تعزیریں اس اللہ کو ہیں جس نے مجھ کو کفایت کیا۔ اور مجھ کو جگہ دی۔ اور مجھ کو کھانا کھلایا۔ اور مجھ کو پانی پلایا وہ اللہ جس نے مجھ پر احسان کئے تو بہت زیادہ کیے۔ اور وہ کہ جب اس نے مجھ کو دیا۔ تو بہت کچھ دیا۔ سب تعزیریں اس اللہ تعالیٰ کی ہے ہر حال میں یہ اے اللہ ہر چیز کے

دقیقہ صفحہ گذشتہ تک سب اللہ تعالیٰ ہی کی نعمتوں کی ممنون ہے اس کے سوا کسی کے پاس اپنا ذاتی کچھ بھی نہیں ہے جو آدمی اس بات کی

شہادت دے اس نے خدا تعالیٰ کا شکر یہ ادا کر دیا ۱۲

۱۲ اللہ تعالیٰ کا احاطہ علم اور حکمت سے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کو نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مخلوقات اللہ تعالیٰ کی ہے اپنی مخلوق کی راہنمائی کے لیے اسی نے کتابیں نازل فرمائی اور اسی نے رسول بھیجے۔ غلے بیوسے۔ ترکاریاں۔ سبزیاں۔ اناج اسی نے لگائے ہیں ہر چیز کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن ہے اس سے مقفود مخلوقات کا احاطہ ہے اور یہ احاطہ علم اور قدرت سے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات عرش کے اوپر ہے اور کائنات کو محیط ہے اللہ تعالیٰ کنون۔ بروز اور حلول سے پاک ہیں ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ بڑا)

۱۲ خواہشات کا پابند آزاد نہیں۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور نووی نے اس کو حسن کہا ہے

گردن بچرانے سے مراد نفس انسانی کی خواہشات ناجائز سے رہائی مل رہی ہے ۱۲۔

فَلْتَجِدَنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ عَلَىٰ كُلِّ حَالٍ اللَّهُمَّ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ وَإِلَهُ كُلِّ شَيْءٍ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَلْبَةِ الْبُودَىٰ
 ۸۵۸ عَنْ بَرِيدَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مَا أَنَا مِنَ اللَّيْلِ مِنَ اللَّامِ قِي فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَىٰ فِرَاشِكَ فَقُلْ اللَّهُمَّ
 رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ وَرَبِّ الْأَرْضَيْنِ وَمَا أَقَلَّتْ وَرَبِّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَصَلَّتْ
 كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيعًا أَنْ يَضْرِبَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ لَوْ أَنَّ يَبْنِي عَزَّاجِلْتُ كَجَلِّ
 تَنَائُوكَ وَلَا إِلَٰهَ غَيْرُكَ إِلَّا أَنْتَ ذُو الْعِزِّ الْمَذْمُومِ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِي
 وَالْحَكِيمُ بْنُ ظَهْرِ السَّرَادِيِّ قَدْ تَرَكَ حَدِيثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ -

رب اور اس کے بادشاہ اور ہر چیز کے مجبور میں آگ سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۵۸ حضرت بریدہ نے کہا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں بیخوابی کی وجہ سے ساری ساری رات نہیں سو سکتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے بستر پر جا کر پکڑے۔ تو کہا کہ اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور جس چیز پر انھوں نے سایہ کر رکھا ہے۔ اور زمینوں اور ان چیزوں کے رب بن کو اللہ کے انکار رکھا ہے۔ اور شیطانوں اور ان لوگوں کے رب جن کو ان لوگوں نے مگر اہ کر دیا ہے۔ اے اللہ اپنی ساری مخلوق کی برائی سے پناہ دے۔ یہ کہ کوئی ان میں سے مجھ پر زیادتی کرے۔ یا ظلم کرے۔ تجھ سے پناہ لینے والا نبی عورت والا ہے۔ اور تیری تعریف بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ اور حکیم بن ظہیر راوی کی حدیثوں کو بعض محدثین نے چھوڑ دیا ہے۔

لہ ذاتی مکان خدا کا احسان ہے۔ اس حدیث کو سانی ترمذی ابن جان اور ابو حاتم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور نووی نے اذکار میں اس کو صحیح کہا ہے اور اسکو حاکم نے اس سے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کہ اس نے مجھ کو لوگوں کا علاج نہیں کیا بلکہ خود مجھ کو کفایت کی ہے اور مجھے مکان عیسیٰ نعمت عطا فرمائی ہے جس سے گئی سردی سے، جو اور لوگوں سے رکتے اور بٹے سے بن محفوظ ہوں اور اس کے علاوہ اس کے اور بھی مجھ پر بے شمار احسانات ہیں ۱۷۔

لہ بے خوابی کی دعا۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر اور واسط میں بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند بھی ہے اور یہ جو ترمذی کی روایت ہے اس کی سند بھی نہیں ہے طبرانی اور ترمذی کی روایت میں کچھ الفاظ کا تغیر متبل ہے یہاں اجماع کے لفظ ہیں اور وہاں جمع کے لفظ ہیں اور یہاں جمع ہے اور طبرانی میں بطنی ہے اور یہاں جمع ہے اور طبرانی میں تبارک اسم ہے اور حکیم بن ظہیر کے الفاظ اصل نسخہ میں موجود ہیں لیکن زیادہ صحیح حکم بن ظہیر ہے۔ اگر رات کو نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے انشاء اللہ نیند آجائے گی اور بے خوابی کی شکایت جاتی رہے گا ۱۸۔

الفصل الثالث

۸۵۹ عَنْ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَبَكُمْ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ أَصَابَنَا وَأَصَبَكُمْ الْمَلِكُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ فَتَحَهُ وَلِضَمِّهِ وَلَوْ نَدَّ وَبَرَّكَتَهُ هَذَا كَأَنَّكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا بَعْدَكَ ثُمَّ إِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ عِشَلٌ ذَلِكَ نَوَاءُ الْبُودَاءِ ۸۶۰ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي يَأَبَتِ أَسْمَعُكَ تَقُولُ كُلَّ عِدَاةِ اللَّهِ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَبْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ تُكْرِمُهَا تُلْشَّحِينَ تُصَبِّحُ وَتُلْشَّحِينَ تُسَيِّئُ فَقَالَ يَا بَنِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوَاهُمَا فَاذْ

فصل سوم

۸۵۹ ابوالکرم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی صبح کرے۔ تو پوچھا پیسے کراں طرح کہے ہم نے صبح کی اللہ اللہ رب العالمین کے ساتھ ملک نے صبح کی۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس دن کی عیدانی کا اس کی فتح کا اس کی نصرت کا اس کے نود کا اس کی برکت کا اور اس کی ہدایت کا اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ برائی اس چیز کی سے جو اس میں ہے اور جو اس کے بعد ہے۔ چیر جب شام کرے تو بھی اسی طرح کہے۔ اسکو الوداؤد نے روایت کیا۔

۸۶۰ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اے میرے باپ میں آپ سے سنتا ہوں کہ آپ صبح یہ پڑھتے ہیں۔ اے اللہ مجھ کو عافیت دے۔ میرے بدن میں۔ اے اللہ مجھ کو عافیت دے میرے کانوں میں۔ اے اللہ مجھ کو عافیت دے میری آنکھوں میں تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آپ اس کو تین مرتبہ پڑھنے ہیں صبح اور ہر شام کے وقت۔ تو باپ نے کہا۔ اے میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ ان کلمات سے دعا کرتے تھے اور میں پسند کرتا ہوں

للمؤمن کی فرست خدا کا نور ہے اس حدیث کی سند میں محمد بن اسمعیل بن عیاش خود بھی اور اس کا باپ اسمعیل بنی دونوں ہی ضعیف ہیں۔ صبح و شام کی دعا ایک جیسی ہے البتہ بعض مقامات پر کچھ تبدیلی ہو چکے گی۔ شام کے وقت اَصْبَحْنَا کی بجائے اَمْسَيْنَا کہا جائے گا اور ہذا الیوم کی بجائے ہذہ الیوم ہوگا اور ضمیر میں بجائے مذکر کے مؤنث کی ہو جائیگی جیسے ہا کی بجائے ہا پڑھا جائے گا۔ اس حدیث میں نور سے مراد نور ایمانی ہے جس کو فرست سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی مجھے ایسی سمجھ بوجھ عطا فرما کہ میں اپنے نفع نقصان، ہدایت اور گمراہی گناہ اور ثواب کو پہچان سکوں۔ ۱۲۔

أُحِبُّ أَنْ يَسْتَبِقَ بَسْتِمَ رَدَاةَ الْبُودِ الْوَادِ-

۸۶۱ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَالِكِبْرِيَاءُ وَالْعِظْمَةُ لِلَّهِ وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ مَا سَكَنَ فِيهِمَا لِلَّهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ قَوْلَ هَذَا لِي مَصْلَحًا وَأَوْسَطَهُ نَجَاحًا وَآخِرَهُ فَلَاحًا يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ ذَكَرَهُ التَّوَوُّدِيُّ فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ بِرِوَايَةِ ابْنِ السِّنِّيِّ-

۸۶۲ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ میں صبح آپ کی پیروی کروں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۸۶۱۔ عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو کہتے ہیں صبح کی اور اللہ کے سارے ملک نے صبح کی۔ اور تمام تعریفیں اور بڑائی اور عظمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور خلق اور امر اور رات اور دن اور جو چیزیں اللہ میں آرام پکڑتی ہیں۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اسے اللہ اس دن کے اول کو نیکی کا سبب بنا۔ اور اس کے درمیان کو خلاصی کا اور اس کے آخر کو کامیابی کا سبب بنا۔ اسے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اس کو نووی نے کتاب الاذکار میں ابن السننی سے روایت کیا۔

۸۶۲۔ عبد الرحمن بن ابی ہزیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو کہتے کہ ہم نے صبح کی اسکا کی فطرت پر اور اخلاص کے کلمے پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم حنیف کی ملت پر اور وہ مشرکوں

۱۔ اصل مقصد سنت کی پیروی ہے اس حدیث کو ناسی نے الیوم ولیلین اور ابن السننی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں جو یہ لفظ ہیں کہ میں آپ کی سنت کی پیروی کروں۔ ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ دعاؤں اور اعمال خیر میں اصل مقصود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہے یا آپ کی سنت کی اتباع ہے اور دوسرے مقاصد مثلاً یہ کہ میرے اعمال قبول ہو جائیں اور مجھے ان کی جزا ملے اور صحت حاصل ہو یہ مقاصد ثانوی حیثیت رکھتے ہیں جہاں مقام یہی ہے کہ حکم کی تعمیل ہو اور سنت کی پیروی ہو حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے مع توبندگی جوں گدایاں بشرط مذکور کن + کہ دوست خود درویش بندہ پروردی داند

۲۔ صابین رحم الراحمین کے الفاظ اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں فائدہ ابو الوفاء متروک ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس کو فقہوں سے رد دہل سے روایت کیا ہے۔ دن کے پہلے صبح کو نیکی کا سبب بنا کہ اس وقت کو ہم نیکی کے کاموں میں خرچ کریں اور اس دعا کو رحم الراحمین کے لفظ پر نغمہ کیا ہے تاکہ دعا جلدی قبول ہو اور رحم الراحمین منجوبہ ہوں۔ امام حاکم نے مستدرک میں

وَعَلَىٰ مَلَائِكَةِ إِبْرَاهِيمَ خَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ سَرَّوَاهُ أَحْمَدُ وَالذَّارِقِيُّ

بَابُ الدَّعَوَاتِ فِي الْأَوْقَاتِ

الفصل الأول

۸۶۳ سن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان أحدكم إذا أراد أن يأتي أهله قال بسم الله اللهم صمبنا الشيطان وجيب الشيطان ما رزقنا فانه من يقدر زينا فلهما ولقد قد ذلك لم يضره شيطان ابدا متفق عليه

میں سے نہیں تھا۔ اسکا حمد اور داری نے دعوت کیا۔

مختلف اوقات میں مختلف دعائیں

فصل اول

۸۶۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے۔ اور یہ کہے اللہ کے نام سے اے اللہ شیطان کو ہم سے دور رکھ۔ اور جو تو ہمیں رزق دے (اولاد دے) اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔ اگر ان دونوں کے درمیان اس مرتبہ میں اولاد مقدر ہوگی۔ تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ متفق علیہ۔

۱۰ نبی اپنی نبوت پر خود بھی ایمان لائے اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی اور احمد کی سند کے ماہی سب اچھے ہیں اور اس حدیث کو نسائی نے بھی کئی طرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کلمہ اخلاص کلمہ توحید للہ اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ حنیف کا معنی ہے باطل ایمان سے منہ پھیر کر حق کی طرف آنے والا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح آنحضرت کی نبوت پر ایمان لانا دوسرے لوگوں پر فرض ہے خود آپ پر بھی اپنی نبوت پر ایمان لانا فرض ہے اور قرآن مجید کی آیت آمن الرسول بما انزل الیاس کی تصدیق کرتی ہے ۱۷۔

۱۱ مجامعت کے وقت شیطانی اثر۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ شیطان کے ہنر سے محفوظ ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ تمام شر شیطان اس بچے پر قابو نہ پاسکے گا بعض نے کہا ہے کہ پیدائش کے وقت اس کو تخلیق نہ دے گا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسکی ولادت میں شیطانی اثر نہ ہوگا جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے کہ اگر جلع کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان بھی اس عورت سے مرد کے ساتھ جلع کرتا ہے واللہ اعلم ۱۷۔

۸۶۴ وَعَنْ أَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكُوفِ لِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَلِيمُ لِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۶۵ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ وَوَحْدَهُ هُمَا يَسْتَبُ صَاحِبًا مُغْضَبًا قَدْ أَحْمَرَ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَأَيْتُمْ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهَا مَلِجِدٌ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَقَالُوا الرَّجُلُ إِلَّا نَمَحَ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸۶۴ اپنی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ کے وقت فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی مالک ہے۔ وہ غالب ہے۔ جوصلے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اور عزت والے عرش کا رب ہے۔ متفق علیہ

۸۶۵ سلیمان بن صرد نے کہا وہ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑ پڑے۔ اور ہم اس وقت آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ان دو زمین سے اپنے ساتھی کو گالیاں دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں۔ کہ اگر یہ کہہ دے۔ تو اس کا یہ غصہ چلا جائے۔ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ شیطان مردود سے۔ تو صحابہ نے اس آدمی کو کہا۔ کیا تو سنتا نہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں۔ تو کہنے لگا۔ میں کوئی دیوانہ نہیں ہوں متفق علیہ

۱۰ غم اور فکر دور کرنے کی دعا۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے

اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں حمد کے کلمات کے بعد غم کو دور کرنے کی دعا نہیں ہے۔ ابوہریرہ نے روایت کیا ہے کہ ان کلمات کے بعد پھر یہ یعنی اور غم کے دور ہونے کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کریں گے بعض نے کہا ہے تنابذات خود متضمن دعا ہے اس کے بعد کوئی اور دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سے ان شاء اللہ غم اور بے چینی دور ہو جائے گی۔

۱۱ غصہ دور کرنے کی دعا۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس

کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ آدمی جس کو حکم دیا گیا تھا کافر یا منافق تھا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی برداشت کی بعض نے کہا کہ تھا تو مومن لیکن سخت مزاج بدو تھا جس کا خیال تھا کہ شیطان سے پناہ دیوانگی کو فائدہ دیتی ہے اور میں دیوانہ نہیں ہوں۔ حالانکہ ابو داؤد اور احمد نے سعدی سے روایت کیا ہے کہ غصہ بھی شیطان کی طرف سے ہے۔

۸۶۶ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكْرِ فَاسْلُؤُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكَوًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهْيَ الْجَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَإِنَّ رَأَى شَيْطَانًا مَنَّقَىٰ عَلَيْهِ.

۸۶۷ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَىٰ عَلَىٰ بَعِيرٍ خَارِجًا إِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَمِعْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ وَإِذَا لِيَ رَبِّ بِالْمُنْقَلِبُونَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسَأُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْيَوْمَ وَالْتَقَوِي وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَىٰ اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِنَا بَعْدَهُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعَثَاءِ

۸۶۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مرضی کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ کیونکہ اس نے فرشتہ دیکھا ہے۔ اور جب تم گدھے کا ہینگنا سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو۔ کہ اس نے شیطان دیکھا ہے۔ منفق علیہ۔

۸۶۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے ارادے سے باہر نکل کر اونٹ پر سوار ہوتے۔ تو پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر کہتے پاک ہجده اللہ حسنة اسکو ہمارے تابع بنا یا اہم اس کے قریب جانے والے بھی نہیں تھے۔ اور جب شک ہم اپنے لب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اس سفر میں نکلی اور پرہیزگاری اور پسندیدہ اعمال کا۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے۔ اور ہم سے اس کا بھدہ (عدی) لپیٹ دے۔ اے اللہ تو ہی ہمارے سفر کا ساتھی ہے۔ اور تو ہی ہمارے اہل و عیال میں خبر گیری کرنے والا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لینا ہوں سفر

۱۰ فرشتہ دعا پر آمین کہتا ہے اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب

یہ ہے کہ جب مرضی کی آواز سنو تو اس وقت دعا کرو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے اور اگر ایسے وقت میں تم کوئی دعا کر دے تو فرشتہ اس پر آمین کہے گا۔ اور اس کے آمین کہنے سے دعا کی قبولیت کا زیادہ امکان ہے اور گدھا شیطان کو دیکھ کر آواز نکالتا ہے اس وقت شیطان سے پناہ مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور شیطان تمہارے قریب نہ آنے پائے اور جو شخص شیطان سے محفوظ ہو گیا وہ دنیوی اور اخروی سعادتوں کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے محفوظ رکھیں آمین یا ارحم الراحمین۔

السَّفَرِ وَكَابِئَةِ النَّظْرِ وَسَوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا مَا جَعَّ قَالَهُنَّ وَمَا أَدْرِيهِنَّ ابْنُ سَبَوْنٍ
عَابِدُ بْنُ لَبَابَةَ مَدِينِيٌّ وَمَوْلَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۶۸ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَوْحَيْسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ تَبِعُوهُ مِنْ
وَعَتَاءِ السَّفَرِ وَكَابِئَةِ النَّظْرِ وَالْحَوِيَّ بَعْدَ الْكُورِ وَدَعْوَةَ الظُّلُمِ وَسَوْءِ الْمُنْقَلَبِ وَالْأَهْلِ وَالْمَالِ وَأَهْلَهُ مُسْلِمٌ

۸۶۹ وَعَنْ حَوْلَةَ بِنْتِ حَيْكِيمٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَذَلَّ مُنْزِلًا
فَقَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَبْتَغِيَ مِنْ مُنْزِلِ الْوَالِدِ وَالْمَوْلَى
۸۷۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَنَا جُلٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا

کی مشقت سے اور برا منظر دیکھنے سے اور اہل اور مال میں برے انجام سے اور جب طاپس آتے تو بھی یہ کلمات کہتے۔ اور ان میں یہ لفظ
نیادہ کرتے۔ ہم بولنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں
اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۶۸ عبد اللہ بن سوحیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو سفر کی مشقت اور برائی کا
اور نفع کے بعد نقصان سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۶۹ حضرت حولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمانے لگے جو آدمی کسی
مقام میں اتنے اور کہے ہیں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔ تو اسے کوئی چیز
اس منزل سے کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۸۷۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول
لے سفر کی آسانی کی دعا۔

اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو
حسن صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور ہماری کھپائی کر اور ہمارے بیچے ہمارے اہل و عیال اور مال و دولت کی بھی
حفاظت فرما کہ ہم واپسی پر کوئی ایسی چیز نہ دیکھیں جس سے ہم پریشان ہوں اور نہ سے وقت مناسب حال یہ دعا کرتے کہ یا اے نبی جس طرح ہم
اس سفر سے واپس آئے ہیں اسی طرح ہم کو گناہ کے راستے سے واپس لے آ اور ہمیں اطاعت کی راہ پر لگا دے۔

لے یہ دعا کی دعا۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے یعنی ہم کو
نفع کے بعد نقصان اور ایمان کے بعد کفر اور اطاعت کے بعد نافرمانی اور اتفاق کے بعد بے اتفاق اور درستی کے بعد بگاڑ سے محفوظ رکھ
تو رکھا معنی ہے بری حالت اور گور کا معنی ہے سبھی حالت یعنی کسی بھی رنگ میں ابھی حالت کے بعد ہماری حالت بری نہ ہو جائے۔

اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔

لَقِيتُ مِنْ عَقَبٍ كَدَّ عُنُقِي الْبَارِ حَتَّى كَالَ أَمَا لَوْ قُلْتِ حِينَ أَمْسَيْتِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّلَاثِ
مِنْ شَيْءٍ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرِّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۶۱ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ وَأَسْعَرَ يَقُولُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ
اللَّهِ وَحُسْنِ بَلَاغِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَلِحْ حِينُنَا وَافْضِلْ عَلَيْنَا عَائِدًا بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۸۶۲ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ مِنْ عَزْوٍ أَوْ حَجَّ أَوْ عَمَرَ
يَكْرَهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ لَمْ يَقُولْ إِلَّا اللَّهُ وَحَدَّكَ لَا تَعْبُدُكَ كَلَهُ
لِللَّهِ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ابْنُ أَبِي بَرْزَةَ عَابِدٌ وَنَسَاجِدٌ وَنَسَاجِدٌ وَنَسَاجِدٌ وَنَسَاجِدٌ

کل کلمات میں نے ایک بچھو کے کاٹنے سے کتنی ہی تکلیف اٹھائی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو شام کے وقت یہ کہہ لیتا میں
اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی۔ تو تجھے تکلیف نہ دے سکتا اسکو مسلم
نے روایت کیا۔

۸۶۱ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے۔ اور سحر کا وقت ہوتا۔ تو کہتے سن لی سننے والے نے
میرا اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ اور اس کی نعمتوں کا۔ اپنے اوپر اقرار کرنا۔ اے ہمارے رب ہماری نگہبانی فرما۔ اور ہم پر احسان فرما
ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں آگ سے اسکو مسلم نے روایت کیا

۸۶۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے۔ تو ہر بلند
زمین پر تین مرتبہ تکبیریں کہتے۔ پھر فرماتے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی
کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم واپس آنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے

۱۵ اس علم سے شہادت کا مرتبہ ملتا ہے اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ اس دعا میں زہریلے جانوروں کی تکلیف سے بچانے کی تاثیر ہے۔ ترمذی کی ایک روایت ہے کہ جو اسکو صبح کے
وقت پڑھے گا وہ تین دن تک اور جو شام کو پڑھے گا وہ صبح تک زہریلے جانوروں کے کاٹنے سے محفوظ رہے گا اس حدیث کے راوی معقل بن
یسار کہتے ہیں کہ جو آدمی اسکو صبح کے وقت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتے ہیں جو شام تک اسے حق میں عاکرے
ہیں اور جو شام کو پڑھے گا تو صبح تک عاکرے گا اور اگر اس دن یا اس رات میں فوت ہو جائے گا تو شہید مرے گا ۱۲

۱۵ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی ابو حوازہ اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ اس دعا کو تین دفعہ بلند آواز سے
پڑھتے ۱۲

صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَلَقَدْ عَهِدْنَا وَهَذَا مِنْ رِأْسِ الْاَحْزَابِ وَحَدَّثَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۶۲ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ابِي اَوْفَى قَالَ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَى الشِّرْكَائِ فَقَالَ لِلّٰهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ مَهْرَؤُنَا لِيَوْمِ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۸۶۳ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَسْرَةَ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابِي فَقَرَّبْنَا الْيَرْطَعَانَا وَوَطْبَةً فَآكَلْنَا مِنْهَا ثُمَّ ابْنِي النَّوْمِيَّ بَيْنَ اَصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَابَةَ وَالْوَسْطِيَّ وَفِي رِوَايَةٍ فَبَحَلَ ثَلَاثِي النَّوْمِيَّ عَلَى ظَهْرِ اَصْبَعَيْهِ السَّبَابَةَ وَالْوَسْطِيَّ ثُمَّ ابْنِي بَشْرَةَ فَقَالَ

والے ہیں۔ سجدہ کرنے والے ہیں۔ اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ اور لشکروں کو اکیلے نے شکست دی متفق علیہ

۸۶۳ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن مشرکوں پر بد دعا فرمائی اور کہا۔ اے اللہ کتاب کے اتارنے والے جلدی حساب لینے والے۔ اے اللہ ان لشکروں کو شکست دیدے۔ اے اللہ ان کو شکست دیدے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔ متفق علیہ

۸۶۴ حضرت عبداللہ بن بسر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ کے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے ساتھ کھانا اور مالیدہ رکھا۔ آپ نے وہ کھانا کھایا پھر کھجوریں لائی گئیں۔ آپ انکو کھا رہے تھے اور گھٹلیاں اپنی انگلیوں وسطیٰ اور سبابہ کے درمیان پھینکتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپ گھٹلیاں اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ کی پٹھیر پڑھتے تھے

۱۰ جنگ احزاب کی مختصر کیفیت - اس حدیث کو احمد، مالک، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بلندی پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا چاہتے تھے کہ یا الہی حقیقی بلندی تو صرف تیری ہی ذات پاک کے لیے ہے ہم تو عارضی طور پر بلندی پر آگئے ہیں لیکن ہم کیا اور ہماری اوقات کیا۔ اور لشکر دن کو شکست دینے میں جنگ احزاب کی طرف اشارہ ہے۔ مدینہ منورہ پر بیرون قبائل کے جو بیس ہزار کا فرقہ آئے تھے۔ یہودی اور منافق بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ ہمیں بھرتاک محاصرہ کر کے بیٹھے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کی دسالت سے ان لشکروں میں بھوٹ ڈلوادی اور پھر ایک نہایت بخ بستی تھنڈی ہوا کی لہرنے ان لشکروں کا ستیاناس کر دیا بھیجے الٹ گئے۔ آگ جو لہوں سے اٹھ کر خیموں پر بجا پڑی مولیٰ گھوٹے اور اونٹ بدحواسی میں بھاگ کھڑے ہوئے سردی کی شدت نے لشکروں کی ہمت ختم کر دی۔ آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا انہوں نے کافروں کی ببادی میں کسرتن چھوڑی بالآخر یہ قبائل اپنے اپنے لشکر لے کر نہایت نامراد واپس ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کا کھنڈ بگاڑ سکے ۱۱

۱۲ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ منتخب ہے کہ جنگوں میں یہ دعا مانگی جائے ۱۳

ابنِ وَآخِذْ بِالْجَمَادِ بَابٌ اَدْعَى اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ يَا رُبَّكَ لَهْمُ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَاَسْحَبْ لَهُمْ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

الفصل الثانی

۸۷۵ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهَلَالَ قَالَ
اللّٰهُمَّ اهْدِنَا سُبُلَ الْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ يَا رَبِّ وَرَبِّكَ اللّٰهُمَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
كَانَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۸۷۶ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ

پیر کو پھینے کے لئے لایا گیا۔ تو آپ نے وہ بھی پیا۔ تو میرے باپ نے عرض کیا۔ اور آپ کی سواری کی لگام نظام لی کہ آپ ہمارے لئے آیت
تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ! انکو اپنے دے ہوئے میں برکت عطا فرما۔ اور ان کو بخش دے۔ اور ان پر رحم فرما۔
اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۸۷۵ حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھا کرتے۔ تو کہتے۔ اے اللہ! اس چاند کو
ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ پڑھا۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا
یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۷۶ حضرت عمر بن خطاب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مصیبت یا

لے نیک لوگوں سے دعا کرتا مستجاب ہے اس حدیث کو نسائی۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی
نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تواضع کے طور پر نیک لوگوں کی سواری کی لگام یا رکاب نظام لینا مستحب ہے اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ جہان سے دعائی درخواست کرنا جاہلئے یہ بھی میربانی کے اخلاق میں سے ہے اور جہان کو جاہلئے کردہ میربانی کے حق میں دعا
کرنے اور جہان کو رخصت کرنے وقت کچھ دوڑنگ اسکے ساتھ مشابعت کرنا درود لرح کرنے کے لیے جانا بھی سنت ہے ۱۲

۱۲ جہان کی پرستش کرنے والوں کا رد۔ اس حدیث کو احمد حاکم اور ابن جہان نے بھی روایت کیا ہے اور ابن جہان میں یہ الفاظ
ہیں والتوفیق لہما تحب و توخنی اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو چاند کو پوجتے ہیں اور خدا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی دوسری
فلوات کی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ان چیزوں کو بھی مخاطب کیا جاسکتا ہے جو حاضر ناظر نہیں
ہوتیں بلکہ ان میں احساس اور ادراک تک بھی نہیں ہوتا جیسا کہ اس حدیث میں چاند کو مخاطب کر لیا ہے ۱۲

لِحُجْرٍ رَأَى مُبْتَلًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا بَلَآكَ بِهِ وَنَضَّيْنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقٍ
تَفْضِيلًا إِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذَلِكَ الْبَلَاءُ كَأَيُّمَا كَانَ سَرَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَمَرَاوَاهُ ابْنُ مَلْجَةَ عَنِ ابْنِ
عُمَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ السَّرَاوِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ
۸۶۶ وَعَنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَهَذِهِ لِأَشْرِيكَ لَهُ لَمْ يَلِكْ وَلَا الْحَمْدُ لِحُبِّي دِيمِيْتُ وَهُوَ حَى لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمِائَةَ أَلْفِ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَهُ لَكَ أَلْفَ أَلْفِ
دَرَجَةٍ وَبَنَى لَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ سَرَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَلْجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

بیماری میں مبتلا کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے کہ سب تو نہیں اس اللہ پاک کو ہیں جس نے مجھ کو اس بیماری سے محفوظ رکھا۔ جس میں سچے کو
مبتلا کیا ہے اور مجھ کو اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے فضیلت دے رکھی ہے تو اس کو وہ بیماری یا مصیبت نہیں پہنچے گی۔ جو کسی بیماری ہی
ہو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور بخاری
دینار راوی قوی نہیں ہے

۸۶۷ حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بازار میں داخل ہو کر کہے۔ اللہ کے سوا کوئی
عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی توفیق ہے۔ وہ نفع داتا ہے
اور ہار داتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ اسی کے ہاتھ میں بھٹائی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے
دس لاکھ نیکی لکھتے ہیں۔ اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت
میں ایک مکان بنا یا جاتا ہے۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور ترمذی نے اس میں
اس طرح ہے کہ جو آدمی بڑے بازار میں یہ کلمات کہے۔ جس میں خرید و فروخت ہوتی ہو۔ اس عبادت کے بدلے کہ جو آدمی بازار میں داخل

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ مَنْ قَالَ فِي سُوقٍ جَامِعٍ يُبَاعُ فِيهِ بَدَلٌ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ -

۸۷۸ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ تَسَأَرُ النِّعْمَةَ قَالَ دَعْوَةٌ أَرَجُوها خَيْرًا لِقَائِي مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَالْمَوْنِ مِنَ النَّارِ وَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ فَقَالَ قَدْ اسْتَجِيبَ لَكَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَأَلْتَ اللَّهَ الْبَلَاءَ فَاسْأَلْهُ الْعَافِيَةَ وَآهَ التِّرْمِذِيُّ -

۸۷۹ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِجْلَسًا فَكَلَّمَ فِرْفِيرَةً لَعْنَةُ

۸۷۸ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا۔ وہ دعائیں کہہ رہا تھا۔ اسے اللہ میں تجھ سے پوری نعمت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پوری نعمت کیا ہے۔ اس نے کہا دعا ہے۔ جس کے ساتھ میں مال کثیر کی امید رکھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پوری نعمت جنت میں داخل ہونا اولاد کے ساتھ ہے۔ اور آپ نے ایک آدمی کو سنا وہ دعائیں کہہ رہا تھا۔ اسے بزرگی اور عزت کے مالک تو آپ نے فرمایا۔ تیری دعا قبول کی جائے گی۔ تو سوال کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے اللہ تعالیٰ سے مصیبتیں مانگیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۸۷۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں بہت

دقیقہ صفحہ گذشتہ بہت اچھی ہے اس کے علاوہ اس کو احمد اور ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ لفظ جنت میں اس کے لیے ایک گھر بنا یا جانا ہے یہ صرف ترمذی اور ابن السنی میں ہیں۔ باتاروں میں چونکہ عام طور پر دعا یا فریب جھوٹ، کم تولنا یا پنا اور چیزوں میں ملاوٹ کرنا۔ سود لینے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا یہ سب کچھ ہوتا ہے اور بازا میں شیطان کی سلطنت ہوتی ہے اور لوگوں پر دنیا کمانے کی ہوس اور آخرت سے غفلت سوار ہوتی ہے لہذا ایسی جگہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا بہت بڑا اجر ملتا ہے۔ ۱۲

۱۲ پوری نعمت جنت کا داخلہ ہے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحت کہا ہے مصیبت آنے سے پہلے صبر کی دعا کرنا چاہئے کہ یہ بلا اور مصیبت کو دعوت دینا ہے اور اگر مصیبت آگئی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے صبر کی التجا کرنا چاہئے خود قرآن پاک میں ہے لے اللہ ہم پر صبر بنا دے اور ہم کو ثابت قدم رکھے اور ہم کو کافر قوم پر برد عطا فرما۔ اس آدمی نے پوری نعمت دینا کی آسائشوں کو سمجھ رکھا تھا آپ نے فرمایا یہ عیش تو فانی ہے یہ پوری نعمت نہیں۔ پوری نعمت جنت کی نعمت ہے جس کو کبھی فنا نہیں ہے۔ ۱۲

فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ
إِلَّا عَفْوَكَ مَا كَانَ لِي بِمَجْلِسِهِ ذَلِكَ مَا وَادَّ التَّوَمِدِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ -

۸۸۰ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي بَدَايَةَ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرَّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى
ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ بَنَانِهِ لَقَابِلُونَ
ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا
أَنْتَ ثُمَّ ضَعِكَ فِقِيلٌ مِنْ أَبِي ثَنِيٍّ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مَنْ أَبِي ثَنِيٍّ ضَحِكْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ رَبَّنَا كَيِّسٌ

سی بیوہ بائیں کرے۔ پھر اٹھنے سے پہلے یکے۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ لیزی ہی تعریف ہے۔ میں گوہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا
کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخش پاتا ہوں۔ اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اس کو اس مجلس کی بیوہ گیاں معاف کر
دی جاتی ہیں۔ اسکو تمنا اور بھتی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۸۸۰ حضرت علیؑ کے پاس سواری کے لئے ایک گھوڑا لایا گیا جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا۔ تو کہا بسم اللہ پھر جب اس
کی بیٹھ پر بیٹھ گئے۔ تو کہا الحمد للہ پھر کہا پاک ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے تابع کیا۔ اور ہم تو اس کے قریب آئے والے ہی
ہیں لہذا۔ اور ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔ پھر تین مرتبہ الحمد للہ کہا۔ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر کہا تو پاک ہے۔ میں
نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھ کو بخش دے۔ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔ پھر آپ بھی ہنس پڑے۔ پوچھا گیا کہ آپ کیوں
ہنستے۔ اے امیر المؤمنین تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ جیسے میں نے کیا ہے۔ پھر آپ بھی ہنس پڑے
تو میں نے آپ سے پوچھا تھا۔ اے اللہ کے رسول آپ کیوں ہنس رہے۔ تو فرمایا تیرا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے جبکہ

۱۷۱ یہ دعا گناہوں کا کفارہ ہے۔ - اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے
اس کو صحیح کہا ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث جیر بن مطعم سے نسائی اور طبرانی نے بھی روایت کی ہے اور ان کے راوی اچھے ہیں۔
اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر بتایا ہے۔ اور ایک حدیث۔ افع بن خدیج سے نسائی اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور حاکم نے اس
کو صحیح کہا ہے اور طبرانی نے اس کو تینوں جموں میں بیان کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اکثر مجلسوں میں ہنسی مذاق اور
فضول بکواس بھی ہونا رہتا ہے۔ اگر یہ دعا پڑھ لی جائے تو ایسی چیزوں کا کفارہ ہو جائے گی ۱۷۱۔

مَنْ عَبْدٌ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَقُولَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ
الترمذی والبیہاق۔

۸۸۱ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَلَا يَدُ عَنْهَا
حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ مُوَيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُولُ اسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ
وَإِخْرَ عَمَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ وَهِيَ أَشْبَهُ عَمَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي عَرِينَةَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى
يَذْكُرُ وَالْخَزْرَعَمَلِكُ۔

۸۸۲ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْخَطَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَ أَنْ يُسْتَوْدِعَ

وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو میرے گناہ بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ جانتا ہے کہ گناہوں کو میرے سوا اور کوئی
نہیں بخشے اس کو احمد ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۸۱ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی آدمی کو وداع کرنے لگتا تو اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتے پھر آپ مصافحہ فرماتے تھے تاؤ فیکر وہ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو نہ چھوڑتا۔ اور آپ فرماتے ہیں تیرا دین اور امانت اور میرا آخری انجام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے تیرے عملوں کے خاتمے کو۔ اس کو ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ان دونوں کی روایت میں آخر عملک کے لفظ نہیں ہے۔

۸۸۲ عبداللہ خطمی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو وداع کرتے تو فرماتے ہیں تمہارا دین اور تمہاری امانت

۱۰ اس حدیث کو نسائی، ابن حبان اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یہی مضمون فضل لعل میں ابن عمر کی حدیث میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲۔

۱۱ مسافر کے لیے دعا کرنا سنت ہے اس حدیث کو احمد نسائی اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے بھی مضمون اور طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ سفر میں عام طور پر آدمی کی بیجان نہیں ہو سکتی اور وہاں اس کی حیثیت عرفی خراب نہیں ہوتی اس لیے ناواقفوں میں بعض دفعہ ایسے کام بھی کو جاننا ہے جو دیانت اور امانت کے خلاف ہوتے ہیں اسی لیے خاص طور پر امانت اور دین کا ذکر کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ یہاں امانت سے مراد آدمی کے مال، جسم اور گھر بار میں کہ تیرے بعد میں تیرے مال پر کچھ خدا کے سپرد کرتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کو اس کے قرابتدار و اولاد کے لیے دعا کرنا مسافر کے لیے دعا کرنا ہے۔ ۱۲۔

الْبَيْتِ قَالَ اسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ اَعْمَالِكُمْ رَاوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
 ۸۸۳ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُرِيْدُ سَفْرًا
 فَزُوْدْنِي فَقَالَ زُوِدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى قَالَ زُوِدْنِي قَالَ زُوِدْنِي بِاِيٍّ اَنْتَ وَاِيٍّ تَلَّ قَلْبِي
 لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ رَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔
 ۸۸۴ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِي قَالَ عَلَيْكَ
 بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْوِيْنِ عَلٰى كُلِّ شَرِيْفٍ فَلَمَّا لَمِيَ الرَّجُلُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اطْوِلْ لِي الْبَعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيَّ السَّفَرَ
 رَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اور تمہارے عملوں کا اسنام خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اسکو الوداؤد نے روایت کیا۔

۸۸۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ مجھ کو زور دے دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ نصیب کرے۔ کہنے لگا۔ کچھ زیادہ کر دو۔ آپ نے کہا۔ اللہ تیرے گناہ بخش دے۔ کچھ لگا آپ پر میرے ماننا پر قریب ہوں۔ کچھ زیادہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تیرے لئے جلائی کو آسان کر دے۔ جہاں بھی تو ہو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۸۸۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا۔ اللہ کا ڈر لازم رکھنا اور ہر بلند جگہ پر اللہ اکبر کہنا۔ جب وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ تو آپ نے دعا مانگی اے اللہ اس کے سفر کی دعویٰ کو چھین دے۔ اور اسے سفر آسان کر دے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰۔ جہاد میں امانت و دیانت کو ملحوظ رکھو اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور نوٹس نے اسکو صحیح کہا ہے لشکا کا خاص طور پر ذکر اس لیے کیا کہ فوج جب جنگ شروع کر دے تو بعض دفعہ بہت بے اعتدالیاں بھی کر جاتی ہے اس لیے ان کو دینا دیا اور امانت کا خاص طور پر سبق یاد کر لے۔ ۱۲۔

۱۱۔ بہترین زادراہ پر سہیزگاری ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ بہترین زادراہ پر سہیزگاری ہے۔ آپ نے اسکو پر سہیزگاری کی تلقین فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا جب اس نے زیادہ کا سوال کیا تو یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تجھے وہ تقویٰ نصیب کرے جس سے گناہ بخش جائیں۔ اور جب اس نے زیادہ کی التجا کی تو فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے خیر عطا فرمائے یعنی دنیا اور آخرت کی خیر۔ ۱۳۔

۱۲۔ مسافر کے لیے دعا کرنی چاہئے۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ اس کو روایات دینے کے لئے اسکو فرمایا کہ اللہ اس کے لئے سفر کی سعادتیں آسان فرما اور دونوں سفر مزید لے دینا مسافر کی

۸۸۵ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ اعْوِذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فِيكَ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيكَ وَشَرِّ مَا يَدِيبُ عَلَيْكَ وَاعْوِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ وَمِنْ الْحَيْبَةِ وَالْعَقْرِبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالدِّ وَمَا وَلَدًا مَوَاهُ الْبُودَاؤُدَ -

۸۸۶ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضِدِي وَنَصِيبِي بِكَ أَحْوَلُ وَبِكَ أَصْوَلُ وَبِكَ أَقَاتِلُ مَوَاهُ الْبُودَاؤُدَ -

۸۸۷ وَعَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي خَوْفِهِمْ

۸۸۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور رات آہاٹی تو کہتے۔ اے زمین تیرا اور میرا رب اللہ ہے۔ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ تیری برائی سے اور ہر چیز کی برائی سے جو تیرے اندر پیدا کی گئی ہے۔ اور ان چیزوں کی برائی سے جو تجھ پر چلتی ہیں۔ اور میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شہر سے اور کالے سانپ سے اور بچھو سے اور شہر کے رہنے والوں کی برائی سے اور جتنے دالے اور جتنے گائے کی برائی سے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۸۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑائی کرتے تو کہتے۔ اے اللہ تو ہی میرا بازو ہے۔ تو ہی میرا مددگار ہے۔ میں تیری ہی مدد سے حیلہ کرتا ہوں۔ اور تیری ہی مدد سے حملہ کرتا ہوں۔ اور تیرے ہی ساتھ لڑائی کرتا ہوں۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۸۷ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خوف ہوتا۔ تو کہتے اے اللہ ہم تجھ

۱۱۔ مسافر خود یہ دعا پڑھے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے

جس میں محدثین کو گفتگو ہے اور اسکو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ زمین کی برائی سے مراد خفت اور زلزلہ اور راستے سے بھٹک جانا اور جنگوں میں پریشان ہو کر کھیر نامراد ہے اور زمین کے اندر کی برائی سے مراد زہریلے پانی اور جڑی بوٹیاں اور حرارت اور برودت مراد ہیں اور جو اس کے اندر پیدا کی گئی ہیں اس سے مراد حشرات الارض۔ زہریلے کپڑے کوڑے، سانپ کچھو لارہ دوسرے موزی اور درندے جانور مراد ہیں آگے ان کو صریحاً بھی بیان کر دیا ۱۲۔

۱۳۔ اس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو احمد ابن ماجہ اور ابن جہان نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی۔ ابو عوانہ اور ابن ابی

شہب نے اس کو صحیح سندوں سے روایت کیا ہے ۱۴۔

وَلَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُوبِهِمْ هَمْزًا وَآهَ أَحْمَدُ وَالْبُودَاؤُ -

۸۸۸ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا لَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُزَلَّ أَوْ نُضَلَّ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ يُجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا وَآهَ أَحْمَدُ وَالْبُودَاؤُ مِدِّي وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ نِثِّ حَسَنِ صَحِيحٌ وَفِي سِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ وَابْنِ مَاجَةَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِي فَظَرَ الْأَمْرَ فَمَعَّ طَرَفًا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَضَلَّ أَوْ أَظْلَمَ أَوْ أَظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ -

۸۸۹ وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ

کونان کے مقابل کہتے ہیں۔ اور ان کی برائیوں سے تیری پناہ دیتے ہیں۔ اسکو احمد اور البوداؤ نے روایت کیا۔

۸۸۸ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلنے کو کہتے اللہ کے نام سے میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اے اللہ ہم تیری پناہ دیتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم چھل جائیں۔ یا گمراہ ہو جائیں۔ یا ہم ظلم کریں۔ یا ظلم کئے جائیں۔ یا ہم جہالت کریں یا ہمیر جہالت کی جائیں۔ اسکو احمد ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور البوداؤ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے نکلنے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے۔ اور کہتے اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں۔ یا گمراہ کیا جاؤں۔ یا ظلم کروں۔ یا ظلم کیا جاؤں یا میں جہالت کروں یا جہالت کی جائے

۸۸۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے۔ اور کہے اللہ

۱۵ اس حدیث کو نسائی، ابن جان، حاکم اور بیہقی نے بھی صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ان کے نعدہ کو روک ان کی برائیوں کو دفع کر ان کے کاموں سے کفایت فرما اور ہمارے اور ان کے درمیان تو خود داخل ہو جا ۱۲

۱۶ اس حدیث کو ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن السنی اور حاکم نے بھی مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ یہ دعا گھر سے باہر جانے وقت اور بالخصوص سفر میں جلتے وقت ضرور پڑھنی چاہئے ۱۲

۱۷ گمراہ ہونا راہ حق سے یا کسی کے کلمے سے ہلک جانا دونوں ہی برے ہیں۔ ہم خود کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے۔ ہم خود اپنی جہالت کا ثبوت دیں اور جاہلوں جیسی حرکتیں کریں یا کوئی ایسی حرکت ہم سے کرے سب ہی بری باتیں ہیں اے اللہ ہم کو ان تمام باتوں سے بچا

اللہ توکل علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یقال لہ جیندہ ہدیت و کفایت و وقیت و یقتی لہ الشیطان و یقول شیطان اخر کیف لک بیحل قداہدی و کفی و وقی رواہ ابو داؤد و ترمذی الترمذی الی قولہ لہ شیطان۔

۸۹۰ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجِمَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْوَجْمِ وَخَيْرَ الْخُرُوجِ بِسْمِ اللَّهِ وَحِنَاوَعَلَى اللَّهِ إِنَّا تَوَكَّلْنَاكَ لَمْ نَلْسَمِمْ عَلَى أَهْلِ مَوَالِهِ الْوُدَّ

۸۹۱ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ يَا رَبِّ اللَّهُ

کہاں سے میں نے اللہ پر توکل کیا۔ نہیں ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ ہی قوت ہے۔ نیکی کرنے کی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تو اس وقت اسکو کہا جاتا ہے۔ تو ہدایت دیا گیا۔ اور کفایت کیا گیا۔ اور بچایا گیا۔ اور پھر شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور وہ پھر شیطان اسکو کہتا ہے۔ نتیجہ کہ کیونکر ایسے آدمی پر تسلط ہوگا۔ جو ہدایت دیا گیا ہے۔ اور کفایت کیا گیا ہے۔ اور بچایا گیا ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے اسکو لہ اشیطان کے لفظ تک روایت کیا ہے،

۸۹۰ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ داخل ہونے کی بہتر جگہ کا اور نکلنے کی بہتر جگہ کا اللہ کے نام سے ہم داخل ہوتے۔ اور اللہ پر جو ہمارا رب ہے ہم نے توکل کیا۔ پھر اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۸۹۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب شادی کے موقع پر کسی کو دعا دیتے تو فرماتے

لہ فرشتہ آواز دیتا ہے۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن السنی اور ابن جبان نے بھی اچھی سند سے روایت کیا ہے اور

ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ یہ کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو آواز دیتا ہے کہ اب نیکی کے کاموں کی تجھے توفیق مل گئی اور تمام کاموں میں خلا تیرا ہوگا ہوا اور تمام گناہوں اور ذمیتوں سے تونج گیا ۱۲

۱۲ اس حدیث کی اپنی سند تو ابھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں محمد بن اسمعیل بن عیاش سے اور یہ دونوں باپ بیٹا ضعیف میں البتہ اس حدیث کا مضمون قرآن مجید کی آیت سے لیا گیا ہے لہذا صحیح ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وقل رب ادخلفی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی دعا مانگ کر اے رب تو مجھے سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی ہی کے ساتھ نکال ۱۲

لَكَ وَيَا مَرْكَ عَلَيْكُمْ اجْمَعْ بَيْنَكُمْ فِي خَيْرٍ مَّا وَاةِ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِي وَالْبُؤْدَاوُدَ وَابْنَ مَاجَةَ -

۸۹۲ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ أَوْ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهَا وَعَوْدُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهَا وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيًا فَلْيَأْخُذْ بِذِمَّتِهِ وَسَامِعِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذَلِكَ فِي بَرٍّ أَوْ أَيْتِي فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ ثُمَّ لْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتَيْهَا وَلْيَدْعُ بِالْبُرْكَاتِ مَّا وَاةِ الْبُؤْدَاوُدَ وَابْنَ مَاجَةَ -

۸۹۳ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاؤَاتُ الْمَكْرُوبِ اللَّهُمَّ خُصِّصْهُ أَمْ جُوفَلَا تَكَلِّفْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ إِلَّا إِلَهَ الْأَنْتَ مَّا وَاةِ الْبُؤْدَاوُدَ -

اللہ بچہ کو برکت دے۔ اور تم دونوں پر برکت نازل کرے۔ اور تم دونوں کو بھلائی میں جمع کرے۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۹۲ عروبن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کسی کثرت سے شادی کرے۔ یا کوئی غلام خریدے تو اس طرح کہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس پر تو نے اسکو پیدا کیا۔ اور میں پناہ دیتا ہوں۔ نیزی اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس پر تو نے اسکو پیدا کیا۔ اور جب کوئی اونٹ خریدے۔ تو اسکی کوہان کی بلندی کو پکڑے اور اسی طرح کہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عورت اور خادم کی پیشانی کے بال پکڑے۔ اور برکت کی دعا کرے۔ اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۸۹۳ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عین آدمی کی دعا یہ ہے۔ اے اللہ میں نیزی رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ تو مجھ کو میرے نفس کے سپرد ایک آنکھ بھینکنے کا وقت بھی نہ کر اور میری تمام حالتیں درست کر دے نیزے سو کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا

۱۷ مہیاں بیوی کیلئے بہتری کی دعا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکو احمد اور نسائی نے بھی ایوم و البلیہ میں اور حاکم ابن خزیمہ اور ابن تیمیہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہہ سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں فرماتے کہ خدا تعالیٰ تم دونوں میں بیوی کو برکت دے یہ نکاح تم کو اس آستے۔ خدا ایک اولاد دے اور تم دونوں بھلے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھی رہو اللہ تم میں اتفاق اور اتحاد پیار اور محبت قائم رکھے۔ جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ شادی کے موقع پر اس طرح دعا دیا کرتے تھے نَفَاؤُ الْبَنَاتِ شَادِي اَوْ بَنَاتِ اس کے مقابل آنحضرت نے یہ دعا سکھلائی ہے ۱۷ (باقی صفحہ آئندہ)

۸۹۴ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحْتَ أَعْلَمْتُكَ كَلِمًا إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ اللَّهُ هَمَّكَ وَفَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا مَسَيْتَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّائِنِينَ وَفَهْمِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ هَمِّي وَفَضَى عَنِّي دَيْنِي رَوَاهُ الْبُودَاوِيُّ-

۸۹۵ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصْبَحْتَ أَعْلَمْتُكَ كَلِمًا إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ اللَّهُ هَمَّكَ وَفَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ قُلْ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا مَسَيْتَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّائِنِينَ وَفَهْمِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ هَمِّي وَفَضَى عَنِّي دَيْنِي رَوَاهُ الْبُودَاوِيُّ-

۸۹۴ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول قرصہ اور علم ہمیشہ بچھ کو چھڑے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں بچھ کو ایک ایسی کلام نہ بتاؤں کہ جب تو وہ کہے۔ تو اللہ تعالیٰ تیرے نغم کو بھی دور کر دے۔ اور تیرا قرصہ بھی ادا کر دے اس نے کہا۔ ضرور بتائیے تو آپ نے فرمایا جب تو صبح اور شام کرے۔ تو کہہ اے اللہ میں تیری پناہ لیت ہوں۔ غم اور غم سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ عاجزی سے اور سستی سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ غل سے اور بزدلی سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ قرصے کے غلبے اور لوگوں کی زبردستی سے اس نے کہا میں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی دور کر دیا۔ اور میرا قرصہ بھی ادا کر دیا۔ اسکو بعد اوردونے روایت کیا

۸۹۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکان (غلام) آیا اور کہنے لگا۔ میں اپنی کتابت کی رقم سے عاجز آ گیا ہوں۔ آپ میری کچھ مدد کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں بچھ کچھ کلمے نہ سکھلا دوں۔ جو بچھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ اگر بچھ پر ایک ہفتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **۱۲** **عہ برکت حاصل کرنے کا طریقہ۔** اس حدیث کو نسائی ابن السنی، ابویعلی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ خادم کا لفظ عربی زبان میں عورت اور مرد دونوں پر بولا جاتا ہے یعنی غلام یا لونڈی۔ یعنی جب کوئی نئی چیز اپنے گھر میں لاؤ خواہ عورت یا بچہ کہ لاؤ یا کوئی غلام یا لونڈی یا کوئی اور جانور گھر میں لاؤ تو اس کے متعلق یہ دعا پڑھو اللہ تعالیٰ اس کی برکتیں دے گا اور اس کی برکتوں سے محفوظ رکھے گا ۱۲

۱۳ **عہ نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے** اس حدیث کو احمد ابن حنبل۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بخاری نے بھی ادب مفرد میں روایت کیا ہے اور جامع صغیر کے شارح نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس دعا میں نفس کی عاجزی بتلائی کہ وہ تو میری حاجت روائی نہیں کر سکے گا لے کار ساز حقیقی میرا توکل صرف تیری ہی ذات پر ہے تو میری چارہ سازی فرما اور نفس سے اس لیے بھی بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہی تو انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہی انسان کو تباہی کے راستے پر ڈالتا ہے۔ اور اس کی خواہشات کبھی تم نہیں ہوتیں ۱۳

قُلْ اللَّهُمَّ اَكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَعِنِّي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
 فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرَةِ وَسَنَدُكُمْ حَدِيثُ جَابِرٍ اِذَا سَمِعْتُمْ نَبَأَ الْكَلَابِ فِي بَابِ تَغْطِيَةِ الْاَدْوَانِ
 اِنْ سَأَلْتُمْ تَعَالَى -

الفصل الثالث

۸۹۶ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اجْلَسَ مُجْلِسًا اَوْحَلِي
 تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلْتُ عَنْ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ اِنْ تَكَلَّمْتَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعًا عَلَيْكَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنْ
 تَكَلَّمْتَ بِشَرٍّ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَلَا اِنَّكَ اسْتَغْفِرُكَ وَتُؤْتِيكَ الْيُسْرَةَ

پہاڑ کے برابر بھی فرقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسکو تجھ سے ادا کریں گے۔ تو کہہ لے اللہ مجھ اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے کفایت کرے۔
 اور اپنے فضل سے مجھ کو اپنے سوا سے بے نیاز کر دے۔ اسکو ترمذی اور تہذیبی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور جابر کا حدیث
 کہ جب تم کہے کا بھونگنا سونو ہم باب نغظیۃ الادانی میں انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کریں گے۔

فصل سوم

۸۹۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا ناز پڑھتے تو کچھ کلمے کہتے
 میں نے آپ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر نیک کلام کیا جائے تو یہ کلمات اپنی قیامت تک کے لئے ہوں
 جائیں گے۔ اور اگر کوئی بری بات کہی گئی تو یہ کلمے اس کا فائدہ بن جائیں گے۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ اور تیری ہی تعریف ہے تیرے سوا کوئی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) لے بعض اخلاق کی تشریح۔ اس حدیث کی سند میں عثمان بن عفان بصری ضعیف ہے لیکن

اس کا ضعف زیادہ نہیں ہے اسی لیے جامع صغیر کے شارح نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ "ہتم" اور "ترن" دونوں کا معنی ہمہ غم فرق صرف
 اس قدر ہے کہ جو کام ہو چکا ہے اس پر اگر غم ہو تو وہ حزن کہلاتا ہے اور جس کے پیش آنے کی توقع ہو اس کا غم ہم کہلاتا ہے۔ فقہ الرجال
 سے مراد لوگوں کا غلبہ اور اپنی کمزوری ہے۔ بخلی یہ ہے کہ آدمی مالی و اہمات زکوٰۃ۔ قرآنی صدقہ فطر وغیرہ ادا نہ کرے اور بزدلی سے ملز
 ہے کہ آدمی کا فرد سے ڈر کر جہاد نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ لوگوں سے ڈر کر ادا نہ کرے ۱۳ (حاشیہ صفحہ ہذا)

اس حدیث کو احمد اور جاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس سے
 لے قرضہ ادا کرنے کی دعا کو حسن کہا ہے۔ مکاتب وہ غلام ہے جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنی رقم ادا کر دے تو تو آزاد ہے اس میں مدت اور رقم مقرر ہو
 ہے۔ اس مکاتب نے آکر کہا کہ کتابت کی رقم دیتے کا وقت آگیا ہے اور ابھی تک روپے کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکا آپ اس سلسلہ
 میں میری کچھ مدد فرمائیں۔ یا پیسہ دیں یا کوئی دعا ہی پڑھنے کے لیے بتلائیں ۱۳

رَأَوَاهُ النَّسَائِيُّ..

۸۹۷ وَعَنْ قَتَادَةَ بَلَّغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ هِلَالٌ خَيْرٌ مِنْ شِدِّهِ لَالٌ خَيْرٌ مِنْ شِدِّهِ هِلَالٌ خَيْرٌ مِنْ شِدِّهِ أَمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرٍ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذَا رَأَوَاهُ الْبُودَاؤُذُ.

۸۹۸ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَهُمْ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَإِبْنُ عَبْدِكَ وَإِبْنُ أُمَّتِكَ وَإِنِّي قَبَضْتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَا ضَرَفْتُ فِي حُكْمِكَ عَدْلٌ فِي قَضَائِكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا

معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔ اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۸۹۷ قاتادہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے۔ تو کہتے یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہر پہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہر۔ میں اس اللہ پر ایمان لایا۔ جس نے تجھ کو پیدا کیا۔ تین مرتبہ فرماتے۔ پھر کہتے تمام تعزیریں اس اللہ کی ہیں جو فلاں مہینے کو لے گیا۔ اور فلاں مہینے کو لے آیا۔ اسکو بوداؤذ نے روایت کیا۔

۸۹۸ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے کم زیادہ ہو جائیں۔ وہ یہ کہے اس اللہ میں تیرا غلام ہوں۔ اور تیرے غلام کا بیٹا ہوں۔ تیری نعمتی کا بیٹا ہوں۔ اور تیرے قبضے میں ہوں۔ میری پٹیاں تیرے قبضے میں ہے۔ میرے متعلق تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ انصاف ہے۔ میں تجھ سے نیر نظام کھیسے سے سوال کرتا ہوں جو نام کہ تو نے اپنے رکھے ہیں۔ یا تو نے ان کو اپنی کتاب میں ناما را ہو۔ یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھا یا ہو۔ یا اپنے کسی بندے کو

۱۷ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا۔ بیہقی اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور صحیح کہل ہے اور اس مضمون کی ایک حدیث رافع بن خدیج سے نسائی اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور طبرانی نے اس کو اپنی تینوں مجموعوں میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند اچھی ہے اور نسائی اور طبرانی نے ایک حدیث حمیر بن مطعم سے بھی روایت کی ہے اور اس کی سند بہت اچھی ہے اور بوداؤذ۔ نسائی اور ابن جابر حضرت ابو ہریرہ سے اسکو روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور یہ مضمون پہلے فصل دوم میں بھی گذر چکا ہے ۱۷

۱۷ چاند دیکھنے کی ایک دعا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور ابن السنی نے اس کو منقول بھی ابو سعید سے روایت کیا ہے چاند دیکھنے کی کئی ایک دعائیں آنحضرت اور صحابہ سے منقول ہیں ایک دعا پہلے گذر چکی ہے ایک یہ ہے اور ایک دعا امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے اور وہ ہے اللہم اجعل شہدنا الماضی خیر شہر وخیر عاقبة وارسل علینا شہرنا هذا بالسلامة والاسلام والامن والامان والمعافاة والورق الحسن ۱۷

مِنْ خَلْقِكَ اَوْ اَلْهَمْتَ عِبَادَكَ لَوْ اسْتَاثَرْتُ بِهِ فِى مَكْنُونِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ لَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَابِعَ قَلْبِي وَجَلَاءَ هَمِّي وَغَمِّي مَا قَالَهَا عَبْدُ قَطْرِ الْاَلَاذِبِ اَللّٰهُ عَمَّ وَاَبْدَلَهُ بِهِ فَرَجًا وَاَوَاكِرَ مِنْ رِزْقِ -
۸۹۹ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا اِذَا اَصْعَدْنَا الْكِرْتَانِ وَاَوْقَا نَزَلْنَا سَجَنًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۹۰۰ وَعَنْ اَبِي اَنْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَتَبَ اَمْرًا يَقُوْلُ يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحِيْمٌ
اَسْتَعِيْثُ بِكَ وَاَوَاكِرَ الْاَلَمِ وَاَقُوْلُ وَقَالَ هَذَا الْحَدِيْثُ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ بِمَحْفُوْطٍ

۹۰۱ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْاُخْدِىِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ فَقَدْ
بَلَّغْتَ الْقُلُوْبَ الْخُنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُمَّ اسْتَعْوِمْنَا وَاَمِنْنَا وَاَعِزَّنَا قُلْ فَضْرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهًا

الہام کیا ہو۔ باتوں نے اپنے غیب کے خزانے میں اپنے پاس اسکو اختیار کیا ہوں کہ تو قرآن کو میرے دل کی رونق بنا دے۔ اور میرے غموں اور فکروں کو دور کر دے۔ جو بڑھ بھی ان کلمات کو کہے گا۔ لہٰذا اس کے علم کو لے جائے گا۔ اور اس کو اس کے بندے خوشی نصیب کریگا اسکو رزقین نے روایت کیا۔

۸۹۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم جب بلندی پر چڑھا کرتے تھے۔ تو تکبیر کہا کرتے تھے۔ اور اتارنے پر تسبیح کہا کرتے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی معاملہ بڑا سنگین کرنا۔ تو کہتے۔ اے زندہ اے قائم میں تیری رحمت کی پناہ لیتا ہوں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور محفوظ نہیں ہے۔

۹۰۱ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا کوئی ایسی چیز ہے جو ہم کہیں۔ اب دل تو ہنسنا کیسے بیچ چکے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ ہاں اے اللہ ہمارے پیلوں کو ڈھانپ دے۔ اور ہمارے خوف

۱۰ اسماء حسنیٰ کا وسیلہ لینا چاہئے اس حدیث کو احمد۔ ابن السنی اور طبرانی نے کبیر میں اور زہرا اور ابو یعلیٰ اور ابن ابی شیبہ نے حاکم نے مستدرک میں اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ اسمائے الہی کچھ تو کتب منزل میں آگئے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے غیبوں کو الہام تو کیا ہے لیکن کتاب میں نازل نہیں فرمایا اور کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جن کی اطلاع کسی نبی کو بھی نہیں دی گئی عرض ہے کہ تمام اسمائے الہی کے واسطے سے میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تو میرے غموں کو دور کر دے اور قرآن سے میرا لگاؤ بڑھا دے۔ ۱۲

۱۱ بلندی اور لہستی کی دعائیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے یہ ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ سے سب سے بلند اور بڑا ہے اور نیچے اتارے وقت یہ خیال رکھے کہ نیا ہونا بندے کی صفت ہے اللہ تعالیٰ اس نقص سے پاک ہیں۔ ۱۳

(باقی صفحہ آئندہ)

أَعْدَائِي بِاللَّيْلِ فَحَزَمَ اللَّهُ بِالرَّيْحِ مَا وَادَّ أَحْمَدًا.
 ۹۰۲ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الشُّوقَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي
 أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الشُّوقِ وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ
 أُصِيبَ فِيهَا صُفْقًا خَاسِرَةً مَا وَادَّ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ.

کو امن میں بدل دے۔ لڑکا اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے منہ ہراسے پھیر دیے۔ اور ہواسے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دے دی۔ اس کو احمد نے رعایت کیا۔

۹۰۲ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار میں داخل ہوتے تو کہتے اللہ کے نام سے آئے
 اللہ میں سنجہ سے اس بازار اور اسکے اندر کی ہمدانی کا سوال کرتا ہوں اور اسکی برائی اور پھیر کی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں جو اس میں ہے۔
 اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں یہاں کوئی حسارے کا سوا کدول اسکو ہیتی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۱۳ اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن السنی نے بیوم و اللیلہ میں اور ابن بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور نسائی اور حاکم نے اس
 کو حضرت علی سے اور بزار نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ یہ قوم کا معنی ہے خود بھی قائم رہنے والا اور تمام مخلوقات کو بھی قائم
 رکھنے والا۔ ۱۳۔
 (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۴ جنگ خندق کی مختصر کیفیت - جنگ خندق کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں شہد ہجری کے شوال میں کفار نے بہت سا
 لشکر اکٹھا کر کے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ انیس دن تک یہ محاصرہ قائم رہا بالآخر مختلف لشکروں کی تائیس میں بھوٹ پڑ گئی اور اللہ
 تعالیٰ نے ایک ہزایت سرد ہوا ان پر چلائی جس سے گھبرا کر سارے لشکر منتشر ہو گئے۔ اس حدیث کو احمد اور بزار نے بھی روایت کیا ہے
 اور بزار کی سند متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ۱۴۔

۱۵ بازار اور دوکاندار کی بھلائی کیا ہے اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن السنی اور طبرانی نے کبیر میں بھی اسکو روایت
 کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بازار کی بھلائی اور اس کے لوگوں کی بھلائی مانگی جائے۔ بازار کی بھلائی یہ ہے کہ اس سے نذوق حلال ملے اور تجارت
 میں فائدہ حاصل ہو اور بازار کے لوگوں کی بھلائی یہ ہے کہ کسی بھلے مالش اور شریف آدمی سے طاقات ہو۔ ۱۵۔

بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۹.۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدُمَاكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹.۴ وَعَنْ النَّسَائِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبَخْلِ وَضَلَمِ الدِّينِ وَعَلَيْتِ الرَّجَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پناہ مانگنے کا بیان

فصل اول

۹.۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پناہ مانگو سخت مشقت سے اور بے چارگی کے پالینے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کی خوشی سے متفق علیہ۔

۹.۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ غم سے فکر سے عاجزی اور سستی سے بھولی اور بخل سے اور قرضے کے بوجھ اور لوگوں کے غلبے سے متفق علیہ۔

۱۱. صیبت یہ ہے کہ اولاد زیادہ ہو اور رزق کم اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔ سخت مشقت وہ ہے جو انتہا کو پہنچ جائے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ کسی آدمی کا لاکھ تونگ ہو اور اولاد بہت زیادہ ہو اور ان کے اخراجات پورے نہ ہو سکتے ہوں۔ بد بختی کے پالینے کا مطلب یہ ہے کہ بد بختی ہم کو بیکار لے یا ہم کوئی ایسا کام کریں جس کا انجام بد بختی اور نامرادی ہو۔ بری تقدیر وہ ہے جس سے کوئی برائی دین یا دنیا اور بدن اور مال اور خاتمہ میں پیدا ہو جائے۔ دشمنوں کی خوشی یہ ہے کہ آدمی پر ایسی مصیبتیں نازل ہو جائیں جن سے اس کے دشمن خوش ہوں ۱۲۔

۱۲. اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا مضمون پہلے ابو سعید خدری کی حدیث میں فصل دوم میں گذر چکا ہے ۱۲۔

۹.۵ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَمِّ وَالْمُغْرَمِ وَالْمَالِ الْمَلْهُمِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ التَّلْبِغِ وَالْبُرْدِ وَلِقِّ قَلْبِي كَمَا يَنْقِي التُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّكْسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۹.۶ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْخُلِّ وَالْهَمِّ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكَاةَهَا

۹.۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے - اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں - سستی اور بڑھاپے اور تاوان اور گناہ سے اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں - آگ کے عذاب اور آگ کے فتنے سے اور قبر کے عذاب اور قبر کے فتنے سے اور دولت مندوں کے فتنے کی بڑائی سے اور غریبوں کے فتنے کی بڑائی سے اور میرے ارجھال کے فتنے کی بڑائی سے اے اللہ میرے گناہوں کو دھو دے برف اور ژالہ کے پانی سے اور میرے دل کو اس طرح پاک کر دے - جس طرح کہ سفید کپڑے میں کچیل سے پاک صاف ہو جاتا ہے - اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے - کہ جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کا ہے متفق علیہ

۹.۶ حضرت زید بن اسما رضی اللہ عنہ نے کہا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے - اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں عاجزی - سستی - بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے اے اللہ میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا فرما - اور اس کو پاک کر دو

۱۔ دجال کے فتنے سے بچنے کا طریقہ - اس حدیث کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے - دو تہذیبی کا فتنہ یہ ہے کہ آدمی میں فخر اور غرور اور تکبر اور عوام طریقے سے مال حاصل کر لینا اور اس کو گناہوں میں خرچ کر دینا سب کچھ آجائے اور تنگ دستی کا فتنہ یہ ہے کہ طبیعت میں طمع اور لالچ اور اغیبا پر حسد پیدا ہو جائے اور ایسا ذلیل ہو جائے کہ اس کی عزت جاتی رہے اور دین برباد ہو جائے اور اللہ کی تقسیم پر شکا کرے اور مسیح الدجال کا فتنہ دنیا کے سب فتنوں سے بڑا فتنہ ہے - ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس فتنے سے ڈرایا ہے - اس فتنے میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو دنیا پر زیادہ مائل ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی سورہ کہف کی تلاوت کثرت سے کیا کرے ۳

أَنْتَ خَيْرٌ مَنْ تَرَكَهَا أَنْتَ وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَشْعُرُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا تُسْتَجَابُ لَهَا وَإِرَادَةٍ مُسْلِمَةٍ۔

۹.۷ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَزْوَالِ لِعَنَتِكَ وَتَحْوِيلِ عَاقِبَتِكَ وَجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ وَإِرَادَةِ مُسْلِمٍ۔

۹.۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا كَرَّمْتُ أَعْمَلُ وَإِرَادَةٍ مُسْلِمَةٍ۔

۹.۹ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ اسَلَّمْتُ

بہترین ان میں سے ہے جو پاک کرنے میں توبہی اس کا کارساز اور مالک ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اس علم سے جو نفع نہ دے۔ اور اس دل سے جو نہ ڈرے۔ اور اس نفس سے جو نہ سیر ہو اور ایسا دماغ سے جس کو قبول نہ کیا جائے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹.۷ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ تیری نعمتوں کے زائل ہو جانے سے اور تیری عاقبت کے پھرنے سے اور تیرے عذاب کے ناگہاں آجانے سے اور تیری تمام ناراضگیوں سے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹.۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ لیتا ہوں ان عملوں کی برائی سے جو میں نے کئے ہیں۔ اور ان کی برائی سے بھی جو میں نے نہیں کئے ہیں اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹.۹ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں

۱۰ قبولیت دعا کے شرائط۔ اس حدیث کو ترمذی نے معمر اور نسائی، ابن ابی شیبہ، احمد اور عبد بن حمید وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ صاحب حسن حسین نے اس کو بخاری کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ نفس کا تقویٰ یہ ہے کہ خواہشات کی پیروی اور فحش اور فواحش کا ارتکاب نہ کرے۔ علم کے مطابق اگر عمل ہو تو یہ قیامت کو ہتھارے لیے عجت ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو بھی علم قیامت کے دن ہتھارے بر خلاف شہادت ہوگا۔ نفس کا صابر اور قانع ہو جانا خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے ع لے قناعت کو ترک مگردان، کہ ور لے تو بیچ نعمت نیست، دعا کے قبول ہونے کی کچھ شرائط ہیں مثلاً خوراک اور لباس حلال کا ہو۔ دعا قطع رحمی اور ظلم کی نہ ہو اللہ فضلے کا فرماں نہ ہو اور کبھی یاوس نہ ہو ۱۲

۱۱ بعض الفاظ کی تشریح۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ناگہانی پکڑ سے مراد صحت کے بعد بخاری اور غنا کے بعد تشکر سنتی ہے اور نعمتوں کا زائل ہو جانا یہ ہے کہ ایمان کے بعد کافر ہو جائے اور نیکی کے بعد برائیوں کرنے لگے ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَالْيَكِ اٰنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اللّٰهَ اِنِّي اَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُصَلِّئَنِي اَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَيُّ وَالْجَبُّ وَالْاِنْسُ يَمُوتُوْنَ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

الفصل الثاني

۹۱۰ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْاَسْهَمِ مِنَ الْعِلْمِ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَشْفَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يَسْمَعُ رَاوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوٍ وَالنَّسَائِيُّ عَنْهُمَا۔

۹۱۱ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ هَمْسٍ مِنَ الْجِبْنِ وَالْجَبَلِ

تیز زبان ہوا ہوا اور تھوہ پیرا بیان لیا۔ اور تھوہ پری توکل کیا۔ اور تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا۔ اور تیری مدد سے میں نے جھگڑا کیا۔ اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ لیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں یہ کہ تو مجھے گمراہ کر دے۔ تو وہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا اور تمام مہلکی اور انسان مر جائیں گے۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۹۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ میں چار چیزوں سے تیری پناہ لیتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔ اور ایسے دل سے جس میں خدا کا ذکر نہ ہو۔ اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اور ایسی دعا سے جو سنی نہ رہائے۔ اسکو احمد۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۱۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ بزوفی۔ بحبل

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۱۷ ناگردہ گناہوں سے بھی پناہ مانگو۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں سے بھی میں تیری پناہ چاہتا ہوں جو میں کہ چکا ہوں یا ایسے گناہوں سے جو میں نے بھی نہیں کیے اور آئندہ ان کا ارتکاب مجھ سے ہو جائے یا ایسے گناہ مراد ہیں جو فی الحقیقت میں نہ کروں اور ان کا الزام مجھ پر لگایا جائے ۱۱۷ (حاشیہ صفحہ ۱۱۷)

۱۱۷ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۱۱۷۔

۱۱۷ شریعت کا علم بہترین علم ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو زید بن ارقم سے روایت کیا ہے۔ علم نافع وہ ہے جس پر خود عمل بھی کرے اور لوگوں کو بھی سکھائے اور وہ علم شریعت کے موافق ہو اور غیر نافع علم اس کے برخلاف ہے۔ وہ علم بالکل فضول ہے جو نہ دنیا میں کام آئے نہ آخرت میں اور بہترین علم وہ ہے جو آخرت میں کام آئے یعنی شریعت کا علم ۱۱۷۔

وَسُوءِ الْعِيْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ مَرَاةُ الْبُودَاوِدِ وَالنِّسَائِيِّ.

۹۱۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ
الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذَّلَّةِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلَمَ أَوْ أَظْلَمَ مَرَاةُ الْبُودَاوِدِ وَالنِّسَائِيِّ.

۹۱۳ وَعَنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّقَاقِ وَ
الذَّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ مَرَاةُ الْبُودَاوِدِ وَالنِّسَائِيِّ.

۹۱۴ وَعَنْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُرْمِ فَإِنَّهُ
يُؤَسُّ الضَّمِيمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يُؤَسِّتُ الْبَطَانَةَ مَرَاةُ الْبُودَاوِدِ وَالنِّسَائِيِّ وَأَبْنُ مَاجَةَ

گلی ہو۔ دل کے فتنے۔ اور قبر کے عذاب سے۔ اسکو بوداؤد اور نسائی نے زوایت کیا۔

۹۱۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ غریبی سے
قلت مائل سے۔ اور ذلت سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں کسی پر ظلم کروں یا میں ظلم کیا جاؤں۔ اسکو بوداؤد اور نسائی نے
روایت کیا۔

۹۱۳ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ جھگڑے، نفاق
اور بد اخلاق سے۔ اسکو بوداؤد اور نسائی نے روایت کیا

۹۱۴ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ بھوک سے کہ وہ بھوک
ساختی ہے۔ اور میں تیری پناہ لیتا ہوں خیانت سے کہ وہ باطن کی بہت بد عادت ہے۔ اسکو بوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۔ دل کا دوسرا شیطان فتنہ ہے اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حسن حبیبین میں فقہ کے نقطہ کے
بعد فاتحہ کے لفظ بھی ہیں۔ ابو داؤد کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ دل کے فتنے سے مراد شیطانی وساوس ہیں ۱۲۔

۲۔ عملی اور اعتقادی نفاق۔ اس حدیث کی سند کے دوراوی یقین بن ولید اور تعویذ بن نافع کرزوری اسی لیے نواری

نے اذکار میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ جھگڑوں سے مراد آپس کی بے اتفاقی ہے اور حق کی غافلت بھی اور نفاق دو طرح کا ہوتا ہے اعتقادی اور
عملی اعتقادی نفاق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اسلام اور قرآن پر دل سے عقیدہ ہی صحیح نہ ہو اور عملی نفاق یہ ہے کہ
آدمی جھوٹ بولے۔ وعدہ خلافی کرے۔ امانت میں خیانت کرے۔ گالی بگے۔ ان کو منافق کے فضائل قرار دیا گیا ہے۔ دونوں طرح کے
نفاق سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اور اس کے بعد بد اخلاق کا تذکرہ خاص طور پر کیا تاکہ اس کی طرف خصوصی توجہ ہو جائے ورنہ نفاق کے
مضمون میں یہ چیز بھی آگئی تھی ۱۱

(باقی صفحہ آئندہ)

۹۱۵ وَعَنْ أَلَيْسَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرِّهِ
وَالْجَدَامِ وَالْجُنُونِ وَمِنْ سَائِي الْأَسْقَامِ وَأَوَاهِ الْوُدَاوُدِ وَالنَّسَائِي.

۹۱۶ وَعَنْ قُطَيْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ
مُنْكَدَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَحْصَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَأَوَاهِ الْتَرْمِذِيِّ.

۹۱۷ وَعَنْ شَيْبَانَ بْنِ شَكْلٍ بْنِ حَمِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلَّمَنِي تَعُوذًا اتَّعُوذُ بِهِ قَالَ
قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَشَرِّ بَصَرِي وَشَرِّ لِسَانِي وَشَرِّ قَلْبِي وَشَرِّ مَنِي سِرِّ وَأَوَاهِ الْوُدَاوُدِ
وَالْتَرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِي.

۹۱۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں
پہلے ہی سے کوڑھ سے اور دیوانگی اور بری قسم کی بیماریوں سے۔ اسکو الوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۹۱۶ قطیب بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ بڑے اخلاق سے
بڑے اعمال سے اور بری خواہشوں سے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۱۷ شیبان بن شکل بن حمید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی مجھے کوئی ایسا تعوذ سکھلاؤ
کہ میں اس کے ساتھ پناہ پکڑوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ اپنے کان کی برائی سے اور اپنی آنکھ کی برائی
سے اور اپنی زبان کی برائی سے اور اپنے دل کی برائی سے اور اپنی منی کی برائی سے اسکو الوداؤد۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا

رقیبہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۷ بھوک سے خدا کی پناہ۔
میں فقور آجاتا ہے۔ کبھی تو آدمی بیمار ہو جاتا ہے اور کبھی موت تک بھی ٹوہنت پہنچ جاتی ہے اور اس سے عبادت کی ادائیگی میں بھی نقص واقع
ہو جاتا ہے۔ تو اے صبی مفضل سو جانتے ہیں۔ دعاغی تو ازن بگڑ جاتا ہے ۱۲
(حاشیہ صفحہ ۱۷)

۱۷ اس حدیث کو احمد۔ ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ بری قسم کی بیماریوں سے مراد استسقاء وسیل۔ دق۔ جذام۔ برص۔
دمہ اور بوسیر وغیرہ لمبی بیماریاں ہیں ۱۳۔

۱۷ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور اس کو ابن حبان۔ طبرانی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو مسلم کی شرط پر بتایا
اور اس کی روایت میں اس کو بعد آدواؤ کے لفظ بھی میں یعنی بری بیماریوں سے پناہ لیتا ہوں ۱۲۔

۱۷ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ یعنی کی برائی یہ ہے کہ وہ آدمی پر غالب آجائے اور
اس کو زنا میں یا اس کے مبادیات میں جتلا کر دے ۱۳

۹۱۸ وَعَنْ أَبِي الْبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو اللَّهَ إِذَا أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرَّهْمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّدِيمِ وَمِنَ الْفَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَخْتَبِطِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ لِدَيْغَامٍ وَأَهْ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَنَادِي فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى وَالْعَمْرِيُّ.

۹۱۹ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَعِيذُ بِاللَّهِ مِنْ طَمَعٍ يَهْدِي إِلَى طَبَعٍ تَأَادَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى.

۹۲۰ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلَى الْقَمْرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اسْتَعِيذِي بِاللَّهِ

۹۱۸ ابوالبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے۔ اسے اس وقت میں تیری پناہ لیتا ہوں کہ مجھ پر مکان کے بائیں مکان سے گروں۔ اور فرق ہونے سے اور بل جانے سے اور بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کہ میں زہریلے جانور کے ڈسنے سے مروں۔ اسکو ابوداؤد اور نئی نے روایت کیا۔ اور دوسری روایت میں اس نے تم کا لفظ ہی زیادہ کیا ہے۔

۹۱۹ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ مانگو۔ ایسے طمع سے جو انسان کو اللہ کے لئے اسکو احمد اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

۹۲۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھا۔ تو کہا اے عائشہ اللہ کی پناہ مانگو

۱۰ خاتمہ کی خرابی سے خدا کی پناہ ابوداؤد کی سند کے سب راوی اچھے ہیں اور اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں اچھی سند سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جن سے اگر موت واقع ہو جائے تو شہادت کی موت ہے لیکن اس کے باوجود ان سے پناہ مانگی ہے۔ کیونکہ یہ نہایت تکلیف دہ حادثات ہیں۔ ممکن ہے ان پر آدمی سے صبر نہ ہو سکے۔ اور شیطان کے غلبہ طاموس کرنے سے مراد خاتمہ کا خراب ہو جانے اور میدان جنگ میں اگر بھاگتے ہوئے پیٹھ پر گولی کھائی اور مر گیا تو اسکو شہادت کا اجر نہ ملے گا بلکہ

۱۱ بہت بڑا مجرم ہے ۱۲ ذلیل ہونے کے اسباب۔ اس حدیث کو حاکم اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عبد اللہ بن عامر اسلمی ضعیف ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ طبع دین کا ناسد ہے اور پرہیزگاری سے اس کی اصلاح ہوتی ہے۔ ذلیل کرنے والا طبع یہ ہے کہ آدمی کینے لوگوں کے سامنے ذلیل ہو اور دنیا داروں کے سامنے تواضع کرے اور کوئی عمل کرے تو لوگوں کو دکھلائے یا سئلے کہ میں نے یہ کام کیا ہے ۱۲

مِنْ شَرِّ هَذَا فَإِنَّ هَذَا هُوَ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ رَأَىٰ وَاهُ الْتَرْمِذِيُّ -

۹۲۱ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي يَاحُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلَهًا قَالَ أَبِي سَبْعَةً سِتَانِي الرَّحْمَنُ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَلَا كُمْ تَعْبُدُنِي غَيْبَتِكَ وَرَاهِبَتِكَ قَالَ لِذَا فِي السَّمَاءِ قَالَ يَاحُصَيْنُ أَمَا إِنَّكَ لَوَأَسَلْتِ عَلَمَتِكَ كَلِمَتَيْنِ نُنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمْتَنِي الْكَلِمَتَيْنِ وَعَدَدْتَنِي فَقَالَ قُلْ اللَّهُمَّ الْهُدَىٰ مُرْشِدِي وَعِدِّي يَا مَنْ شَرُّ نَفْسِي رَأَىٰ وَاهُ الْتَرْمِذِيُّ -

۹۲۲ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

اس چاند کی برائی سے کہی غاسق ہے۔ جبکہ بے نور ہو جاوے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۲۱ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ کو کہا۔ اے حصین آج تو کتنے خداؤں کی عبادت کرتا ہے۔ تو میرے باپ نے کہا۔ سات خداؤں کی۔ چھ تو زمین میں ہیں۔ اور ایک آسمان میں تو آپ نے فرمایا تو اپنی عبادت اور ذکر کے لئے۔ کس کو شمار کرتا ہے۔ کہا اسکو جو آسمانوں میں ہے۔ کہا اے حصین اگر تو اسلام لے آیا۔ تو میں تجھ کو کلمے ایسے سکھاؤں گا جو تجھ کو نفع دیں گے۔ عمران نے کہا پھر جب حصین مسلمان ہو گئے۔ تو کہا اے اللہ کے رسول مجھ کو وہ دو کلمے سکھائیے جن کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہہ اے میرے اللہ مجھے میری بھلائی کا اہام کر۔ اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۲۲ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم

لہ چاند گرہن سے خدا کی پناہ۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی ایوم واللیلہ میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث قرآن مجید کی آیت کی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَحِنُّ شَاغِسِقُ إِذَا وَقَبَ يَعْنِي أَنْدِيرَ كَرْنِي وَالْجَبَلُ نَزْرُ هُوَ جَادُ سَوَاسِ الشُّرْكِ بِنَاهُ مَالِكُو - تو آپ نے فرمایا اس سے مراد چاند ہے جبکہ اس

کو گرہن لگ جائے اور وہ بے نور ہو جائے۔ ۱۲

۱۳ مشرک بھی اللہ کو حاکم علی مانتے ہیں ترمذی نے اس کو حسن تزیب کہا ہے۔ اس حدیث کو ابویعلیٰ۔ ابونعیم اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حصین کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام لانے سے پہلے یہ سوال کیا تھا کہ تو کتنے خداؤں کی عبادت کرتا ہے تو اس نے اپنے چھ خداؤں میں بتلائے۔ دوسری حدیث میں ان کے نام بھی بتلائے ہیں۔ یعنی یغوث۔ یسوق۔ نسر۔ لات۔ عزری اور منات۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک بھی خدا تعالیٰ کو دوسرے تمام معبودوں کا سردار سمجھتے تھے (باقی برصغور)

فَمَرَّ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ عَضْبٍ وَعَقَابٍ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَّاتِ الشَّيَاطِينِ وَإِنْ يَحْضُرُونَ فَاثْمَانِ لَنْ تَضُرُّهُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ يَعْلَبُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَكَيْدِهَا وَمَنْ كَمِ يَبْلُغُ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَدْرِهِ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ مَرَاوَاهُ الْيُودِ وَدَوَّ التَّمِيذِي وَهَذَا الْفَطَاءُ
 ۹۲۳ وَعَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْجَنَّةَ تِلْكَ مَرَاتٍ قَالَتْ الْجَنَّةُ اللَّهُمَّ ادْخِلْ الْجَنَّةَ وَمِنْ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ تِلْكَ مَرَاتٍ قَالَتْ النَّارُ اللَّهُمَّ اجْرَاهُ مِنَ النَّارِ مَرَاوَاهُ الْيُودِ وَالنَّسَائِيُّ

میں سے سونے میں بڑھ جائے۔ یا ڈر جائے۔ تو کہہ میں پناہ لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی اسکے غضب سے اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کی برائی سے اور شیطانوں کے دوسوسوں سے اور یہ کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔ تو وہ اسکو کچھ تکلیف نہ دے سکیں گے۔ اور عیدان بن عمرو اپنے ہاتھ میں سچوں کو تویر دیا کھلا دیتے۔ اور جو انکی اولاد میں سے ناپاٹے ہوتے۔ تو ان کلمات کو کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں تعویذ ڈال دیتے۔ اسکو ابور اوذ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور یہ اسی کے لفظ ہیں۔
 ۹۲۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرے تو جنت کہتی ہے۔ اسے اللہ اسکو جنت میں داخل کر دے۔ اور جو آدمی تین مرتبہ گ سے پناہ مانگے۔ تو گ کہتی ہے۔ اسے اللہ اس کو گ سے بچا۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔

(فقیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) تین وغیرہ کو خدا کے برابر نہ جانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ آسمانوں میں ہیں۔ اگر حسین کی یہ بات غلط ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کو مد کر دیتے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

لفظ سچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو نسائی نے ایوم والیلہ میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے شکایت کی تھی کہ میں سونے میں ڈر جاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی سوتے میں ڈر جائے تو یہ کلمات کہہ کرے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گلے میں لکھ کر تعویذ ڈال دینا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات یا کلمہ نہ لکھا گیا ہو ۱۲
 ۱۳ اس حدیث کو نسائی نے ایوم والیلہ میں اور ابن ماجہ نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اس کی سند کے بلائی بہت اچھے ہیں

الفصل الثالث

۹۲۴ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ كَعْبِ الْأَحْبَابِ قَالَ لَوْلَا كَلِمَاتُ أَقْوَلِهِنَّ لَجَعَلْتَنِي يَهُودِيًّا وَإِنْ قَبِلَ لِمَا هُنَّ قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَوْلٌ وَلَا لُجُؤٌ يَا سَاءَ اللَّهُ الْكُفْرُ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَيْءٍ مَا خَلِقُ وَذَمًّا أَوْ بَرَاءً
مَا وَاهُ مَا لَكَ -

۹۲۵ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَانَ أَبِي يَقُولُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ كُنْتُ أَقْوَلُهُنَّ فَقَالَ أَيُّ بَنِي عَمِّنَ أَخَذَتْ هَذَا قُلْتَ عَنْكَ قَالَ بِنِ رَسُولٍ

فصل سوم

۹۲۴ قعقاع سے روایت ہے۔ کہ کعب احباب نے کہا۔ اگر کچھ کلمے نہ ہوں جن کو میں پڑھتا ہوں۔ تو یہودی لوگ مجھ کو گدھا بنا دیں تو ان سے پوچھا گیا۔ کہ وہ کلمے کونسے ہیں۔ تو کہا میں پناہ لیتا ہوں۔ اللہ بڑے کی ذات کی۔ کہ جس سے کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔ اور میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی برا تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے اچھے ناموں کی پناہ لیتا ہوں جن سے میں انکو جانتا ہوں۔ اور جن کو میں نہیں جانتا۔ ہر اس چیز کی برائی سے جس کو اس نے پیدا کیا۔ اور پھیلایا۔ اور برابر کیا ان کو مالک نے روایت کیا۔

۹۲۵ مسلم بن ابی بکر نے کہا۔ کہ میرے باپ نمازوں کے بعد کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ کفر سے اور فقر سے اور قبر کے عذاب سے سو میں بھی انکو کہا کرتا تھا۔ تو ایک دفعہ میرے باپ نے کہا اے بیٹا تو نے یہ دعا کس سے سیکھی ہے۔ میں نے کہا۔ آپ

۱۱ کلمات الہی سے مراد صفات الہی ہیں اس کی سند کے راوی سہ صحیح ہیں۔ کعب احباب یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ بعد میں مسلمان ہو گئے تو یہود ان کے دشمن ہو گئے۔ اور یہودیوں میں جا د کرنے بڑا رواج ہو چکا تھا وہ ان پر جا د کرتے اور یہ ان کا علاج کرتے کبھی نہیں کہ اگر یہ کلمات جن نہ پڑھوں تو یہودی مجھ کو جا د کر کے گدھا بنا دیں جسے کعب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ اللہ کے کلمات سے مراد قرآن مجید ہے کہ اس میں تمام نیک و بد رکھا دیا گیا ہے اسکی بدی کی جزا بھی بیان کر دی گئی ہے بعض نے کلمات الہی سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات اور علوم کو بیان کیا ہے کہ ان سے بھی کوئی چیز باہنیں ہے اور وہ کائنات کی ہر چیز کو محیط ہیں ۱۱۔

اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُهُنَّ فِي دُبْرِ الصَّلَاةِ رَاطَةَ التِّرْتِيذِيِّ وَالنَّسَائِيُّ الْإِنَّ لَمْ يَدَّكُمْ فِي
 دُبْرِ الصَّلَاةِ وَرَوَى أَحْمَدُ لَفْظَ الْحَدِيثِ وَعِنْدَنَا فِي ذِكْرِ كُلِّ صَلَاةٍ -
 ۹۲۶ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ
 وَالذَّنْبِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَعْدِلُ الْكُفْرَ بِالذَّنْبِ قَالَ لَعَمْرُوفِي يَا وَائِيَةَ اللّٰهِ لِي اَعُوذُ بِكَ
 مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ قَالَ رَجُلٌ وَيَعْدِلُ لَآئِنَ قَالَ لَعَمْرُوهَاكَ النَّسَائِيُّ -

سے تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے نماز کے بعد کہا کرتے تھے۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ مگر یہ کہ نسائی میں ہذا
 کے بعد گاؤں نہیں ہے۔ اور احمد نے صرف حدیث کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ اور اس میں یہ لفظ نہیں کہ ہر نماز کے بعد
 ۹۲۶ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ کہتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔
 کفر سے اور فقر سے تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول کیا آپ نے کفر کو قرصہ سے ملا دیا یا آپ نے فرمایا یاں۔ اور ایک سعادت میں
 ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں کفر سے اور فقر سے تو ایک آدمی نے کہا۔ یہ دونوں چیزیں برابر کی جا رہی ہیں تو آپ نے فرمایا یاں
 اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۱۱ قرصہ اور کفر کی مناسبت نسائی کی سند کے راوی ایچھے ہیں اور اس کو حاکم نے بھی مستدرک میں اور ابن السنی اور ابن ابی
 شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ اگلی حدیث میں ہے کہ یا رسول اللہ آپ نے کفر اور قرصہ کو برابر کر دیا ہے تو آپ
 نے فرمایا یاں۔ یعنی غریبی اور تنگدستی میں بعض اوقات آدمی کفر کے کلمات تک کہہ جاتا ہے۔ خدا کی رحمت سے یا اس ہو جاتا ہے اور بے صبری
 کرنے لگتا ہے اور اگر خداوند تعالیٰ دستگیری نہ فرمائیں تو نوبت کفر تک پہنچ جاتی ہے اس کے علاوہ تنگدستی میں عموماً آدمی جھوٹ بولتا
 ہے وہ عدہ خلافی کرتا ہے اور یہ منفات کافروں کی ہیں مومنوں کی نہیں۔ احمد نے حدیث کے الفاظ ذکر کیے ہیں لیکن اس میں باپ بیٹے
 کے مکالمے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ۱۱۔

۱۲ تنگدستی اور کفر قریب قریب ہیں۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی دراج کے طرق سے روایت کیا ہے اور صحیح کہل ہے اور
 اس کو نسائی ابن جان اور حاکم نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کیا ہے۔ کفر اور قرصہ کو آپ نے برابر کر دیا کیونکہ مقروض آدمی جھوٹ بولتا
 ہے۔ عدہ خلافی کرتا ہے اور تنگدستی آدمی مقروض سے بھی بعض اوقات بری حالت میں ہوتا ہے ابو نعیم نے علیہ میں مکرور سند سے
 روایت کیا ہے کہ کفر کفر کے قریب ہے ۱۲۔

بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ

الفصل الأول

۹۲۷ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّكَ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي
وَهَزْلِي وَخَطَايَايَ وَعَمْدِي وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدْ مَنَعْتُ وَمَا أَخْرَجْتُ وَأَسْرَفْتُ
وَمَا أَهْمَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

جامع دعاؤں کا بیان

فصل اول

۹۲۷ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے گناہ میری بہالتیں میرے کام میں میری زیادتیاں اور جن کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ سب بخش دے۔ اے اللہ مجھ کو بخش دے۔ میرے قصور اکٹھے ہوئے گناہ اور مذاق سے کٹے ہوئے گناہ اور میری لغزشیں اور میرے دانستہ گناہ اور ہر طرح کے گناہ میرے پاس ہیں اے اللہ مجھ کو بخش دے جو گناہ میں نے کئے تھے۔ اور جو میں نے پیچھے چھوڑے۔ اور جو میں نے چھپا کر رکھے اور جو میں نے کھلم کھلا کئے۔ اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے کرنے والا ہے۔ اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ اور تو ہی بہتر پروردگار ہے متفق علیہ

۱۰ مقربین کے گناہ کس طرح ہوتے ہیں اس حدیث کو نسائی۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ یہاں سے جامع دعاؤں کا بیان شروع ہوا ہے۔ جامع دعا وہ ہے جس کے الفاظ تھوٹے ہوں اور معافی بہت زیادہ ہوں۔ اس طرح کہ اس میں دین اور دنیا کے تمام مقاصد جائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود تو گناہوں سے پاک تھے۔ یہ دعا امت کو سکھانی گئی ہے کہ اس طرح دعا کیا کرو۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق فراموشی و غفلت بھی آپ کے نزدیک گناہ تھی جیسا کہ کہتے ہیں "نزد بیکان بلا پیش بود جراتی"۔ لوگ جتنے خدا تعالیٰ سے فریب ہوتے جاتے ہیں اتنی ہی ان کی ہیرت بڑھتی جاتی ہے اور لندہ بر اندام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

۵ بزرگان ازال و ہشت آلودہ اند کہ در بارگاہ غنی بودہ اند

۹۲۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اصْلِحْ لِي دِينِي
الَّذِي هُوَ عَصَمَتِي فِي الدُّنْيَا وَالَّذِي فِيهَا مَعَايِشِي وَاصْلِحْ لِي الْآخِرَاتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي
وَاجْعَلْ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلْ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ وَأَهْ مُسْلِمًا

۹۲۹ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
الْهُدَى وَالنُّقْيَ وَالْعَفَاةَ وَالْغِنَى وَأَهْ مُسْلِمًا

۹۳۰ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَأَذْكُرْنِي
بِالْهُدَى هَذَا آيَاتِكَ الطَّرِيقُ وَبِالسَّدَادِ سَدَادُ السُّبُلِ وَأَهْ مُسْلِمًا

۹۲۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میرے دین کو درست کر دے۔ جو میرے کام کا بچاؤ ہے۔ اور میری دنیا دوست کر دے۔ جس میں میری معاش ہے۔ اور میری آخرت دوست کر دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔ اور میری زندگی کو ہر سبکی میں زیادتی کا سبب بنا۔ اور میری موت کو ہر رانی سے آرام کا سبب بنا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

۹۲۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت تقویٰ پاکدامنی اور تو گری کا سوال کرتا ہوں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۳۰ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھ کو سیدھا کر دے۔ اور ہدایت سے۔ سیدھے سستے پر چھینے کا تصور کر۔ اور سیدھا ہونے سے تیر کا سیدھا ہونا تصور میں رکھو۔ اسکو مسلم نے

روایت کیا۔

۱۰ دنیا اور آخرت کی درستی کیسے ہے۔ دنیا کی درستی یہ ہے کہ اس میں عبادت کی توفیق مل جائے اور صلاح کی روزی نصیب ہو اور موت راحت کا سبب اس صورت میں بنے کہ آدمی کا خاتمہ بالخیر ہو جائے تو یہی توفیق مل جائے۔ گناہ معاف ہو جائیں اور نیکیاں قبول ہو جائیں جنت مل جائے اور دنیا کی مشقتیں ختم ہونے کے بعد قبر اور آخرت کی مصیبتیں شروع نہ ہو جائیں ۱۲۔

۱۱ پاک دامنی کیسے ہے اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہل ہے۔ عفا غاف یہ ہے کہ تمام صفات اعتدال پر آجائیں۔ تمام خواہشیں شریعت کے تابع ہو جائیں آدمی غیر مباح چیزوں سے بچتا رہے اور غنی سے ملانقص کا غنی ہے اور لوگوں کے مال و دولت سے بے نیاز رہتا اور اس کا طمع نہ کرنا ۱۲۔

۱۲ تیر کی طرح سیدھا ہونا کیسے ہے؟ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے یعنی جس طرح تیر کمان سے نکل کر سیدھا نشانہ پر جا بیٹھتا ہے اسی طرح تیر نہیں ہونا اسی طرح مجھے بھی سیدھا رہنا دیکھا اور اس پر چلا کہ میں بھی ادھر ادھر نہ ہوں گول سیدھا تیر

پاس پہنچ جاؤں ۱۲۔

۹۳۱ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي بَرٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ إِذَا اسْلَمَ عَنَّمَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ثُمَّ آمَرَ أَنْ يَدْعُوَ بِهَذَا الْكَلِمَاتِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارزُقْنِي -
رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۹۳۲ وَعَنْ أَنَسِ قَالَ كَانَ أَكْرَدًا عَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا خَسَنَّا فِي الرَّحْمَةِ حَسَنَةً وَفِعَاءَ عَذَابِ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

الفصل الثاني

۹۳۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو لِقَوْلِ رَبِّ اعْنِي وَلَا تَعِزْ

۹۳۱ ابومالک اشجعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اسلام قبول کرتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نماز سکھایا کرتے تھے پھر اسکو حکم دیتے یہ کہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے۔ اسے اللہ مجھ کو بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ اور مجھ کو ہدایت دے۔ اور مجھ کو عافیت میں رکھ اور مجھے رزق دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۳۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی۔ اے اللہ ہم کو دنیا میں بھلائی دے۔ اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے۔ متفق علیہ

فصل دوم

۹۳۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے۔ اور کہتے۔ اے میرے رب میری مدد فرما۔ اور

۱۔ ایک دعا کی عجیب ترتیب - اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس دعا کے کلمات ایک عجیب

ترتیب اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اسلام لانے کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ زمانہ کفر کے تمام گناہوں کی معافی مل جائے اور یہ معافی ملنا محض خدا تعالیٰ کی رحمت پر موقوف ہے اس لیے اس کی دعا کی اور آئندہ کے لیے اب صحیح راہنمائی کی ضرورت ہے اس کی دعا ہے پھر ساتھ ہی یہ بھی لازمی ہے کہ ہدایت کے بعد آدمی گناہ سے پرہیز کرے لہذا اس کی دعا کی گئی ہے اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ حلال کی روزی اور فروع رزق عنایت فرمائیں تاکہ فریفت سے عبادت الہی کر سکے لہذا پھر اس کی دعا کی گئی ہے۔

۲۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے ایضاً روایت کیا ہے اور بخاری نے تفسیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اس دعا کو بہت زیادہ پڑھنا چاہئے کیونکہ اس میں ہر مقصود موجود ہے اور ہر برائی سے بچا ہے۔ ۱۲-

عَلَىٰ وَالصُّرْبِيَّ وَلَا تَنْصُرْ عَلِيَّ وَأَمْكُرِي وَلَا تَمْكُرِي عَلَيَّ وَأَهْدِنِي وَيَسِّرْ لِي الْهُدَىٰ بِي وَأَنْصُرْنِي عَلَىٰ مَنْ بَغَىٰ
عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا لِّكَ ذَاكِرًا لِّكَ رَاهِبًا لَكَ مَطْوَعًا لَكَ مُجْتَبَاً إِلَيْكَ أَقَاهَا مُنِيبًا رَبِّ
تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَأَغْسِلْ حَوْبَتِي وَأَجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَلِّدْ لِسَانِي وَأَهْدِ قَلْبِي وَأَسْأَلُ
سَيِّئَةً صَدْرِي نِي وَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۹۲۲ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ يَوْمَ بَيْتِ فَقَالَ سَلُوا اللَّهَ الْعَفْوَ
وَالْعَافِيَةَ فَإِنْ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ وَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ سَنَدًا

میرے خلاف کسی کو مدد نہ دے۔ اور مجھے فتح دے۔ اور میرے خلاف کسی کو فتح نہ دے۔ اور میرے لئے مذمیر کر۔ اور میرے خلاف تدبیر
نہ کر۔ اور مجھ کو ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان کر اور مجھ پر کسرشی کہے۔ مجھے اسپر فتح دے۔ اسے میرے رب مجھ بنا
دے اپنے لئے شکر کرنے والے ذکر کرنے والے۔ تجھ سے ڈسنے والے تیری انتہائی فرمانبراری کرنے والے تیری طرف رجوع کرنے والے بڑا درمند
تھکنے والے اسے میرے اللہ میری توبہ قبول فرما۔ اور میرے گناہ و حور دے۔ اور میری دعا قبول فرما۔ اور میری حجت کو ثابت کر۔ اور میری زبان
کو سچا کر۔ اور میرے دل کو ہدایت دے۔ اور میرے دل کی سیاہی نکال دے۔ اسکو ترمذی۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔
۹۳۴ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیر پر کھڑے ہوئے پھر آپ رونے لگے۔ پھر فرمایا۔ اپنے نعلین سے
مٹائی اور عافیت مانگو۔ کوئی بھی ایمان کے بعد عافیت سے بہتر چیز نہیں رہا گی ہے۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی
نے کہا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن و خوب ہے۔

لہ دل کی سیاہی کس طرح جاتی ہے اس حدیث کو نسائی نے ایوم اللیوم میں اور ابن حبان، حاکم اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت
کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ یعنی مجھ کو دشمنوں پر غلبہ بھی دے اور اپنے ذکر شکر اور عبادت کی توفیق بھی دے اور دشمنوں
کو مجھ پر غالب نہ کرنا وہ نفس اور شیطان ہوں یا جنوں اور انسانوں میں سے۔ میرے فائدہ کی تدبیر کر اور مجھے دشمنوں اور اپنی تدبیر
کی سختیوں سے محفوظ رکھ۔ ہر ایت سے مراد اپنے عیوب اور نیکی کے کاموں کی اطلاع ہے کہ میں عیوب سے بچ سکوں اور نیکی کو حاصل کر
سکوں۔ حجت کو ثابت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دشمنوں پر میری حجت کو پورا کر دے۔ میرے ایمان کو دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھ
دینا سے جاتے وقت ایمان نصیب ہو اور قبر میں فرشتوں کا جواب صحیح طور پر دے سکوں۔ دل کی سیاہی نکالنے کا مطلب یہ ہے
کہ بد اخلاقیوں اور بد اعتقاد دور ہو جائیں ۱۲
اس حدیث کو احمد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے (باقی صفحہ آئندہ)

۹۳۵ وَعَنْ النَّسِ أَنْ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمِّي السُّدَاعُ أَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمَعَاوَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ آتَاكَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمِّي السُّدَاعُ أَفْضَلُ فَقَالَ لَكَ مِثْلُ ذَلِكَ ثُمَّ آتَاكَ فِي الْيَوْمِ الثَّلَاثِ فَقَالَ لَكَ مِثْلُ ذَلِكَ قَالَ فَلَمَّا أُعْطِيَتِ الْعَافِيَةَ وَالْمَعَاوَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا۔

۹۳۶ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطَمِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّكَ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبَّهُ عِنْدَكَ اللَّهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِنْهُمَا احْبُبْ بِلِصَّةٍ

۹۳۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول کو لسی دعا بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے رب سے دینا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کر۔ پھر وہ دوسرے دن آیا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول کو لسی دعا افضل ہے۔ تو آپ نے اس کو اسی طرح کہا۔ پھر تیسرے دن آیا۔ تو اس کو اسی طرح کہا۔ آپ نے فرمایا۔ جب تجھ کو دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی مل گئی۔ تو تو نے نجات پائی۔ اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن غریب ہے۔

۹۳۶ عبد اللہ بن یزید خطمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھ کو اپنی محبت نصیب فرما۔ اور ان لوگوں کی محبت جو مجھے تیرے پاس نفع دے۔ اے اللہ اگر تو مجھے کوئی ایسی چیز نصیب کرے جس کو میں

دقیقہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اہامع صغیر کے شارح نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آپ اس لیے روئے کہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ میری امت فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ شہوت کا غلبہ ہو جائے گا اور مال جمع کرنے کی حرص بڑھ جائے گی تو آپ نے ان کو عفو اور عافیت طلب کرنے کا حکم دیا عفو سے مراد گناہوں کی معافی اور پردہ پوشی ہے اور عافیت دین اور جسم کے فتنوں سے بچاؤ ہے کہ بری بیماریاں نہ لگیں اور محنت اور مشقت زیادہ نہ ہو جائے ۱۷
(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۷ اس حدیث کی سند کمزور ہے اس کا ایک راوی سلم بن وردان بہت ہی کمزور ہے۔ لیکن اس کا ایک شاہد ابن عباس کی وہ حدیث ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ اس کا مطلب پہلی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ دعا آنحضرت نے اس کو اس لیے سکھائی کہ اس میں عافیت کا سوال ہے اور عافیت میں دینی اور دنیاوی تمام آفتوں اور مصیبتوں سے نجات ہے اسی لیے اس کو افضل دعا کہا ہے ۱۷

قُوَّةٍ لِّيْ بِمَا أَحْبَبَ اللَّهُ مَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا أَحْبَبْتُ فَأَجْعَلْهُ فِرَاعًا لِّيْ نِيْمًا أَحَبُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
 ۹۳۷ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ
 بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ لِأَصْحَابِهِ اللَّهُمَّ ائْتِمِرْنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا نَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ
 وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تَبْلِغُنَا بِجَنَّتِكَ وَمَنِ الْيَقِيْنَ مَا تَهْوِيْ بِهٖ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَا
 بِأَسْمَاعِنَا وَابْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَيَّ مَنْ ظَلَمْنَا وَ
 انصُرْنَا عَلَيَّ مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا الْآبِرَهُنَا وَلَا مَبْلَغَ
 عَلْمِنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ -

پسند کرنا ہوں۔ تو اس کو میرے لیے ان اعمال میں قوت بنا۔ جن کو تو پسند کرتا ہے۔ اسے اللہ میری جس محبوب چیز کو تو روک لے۔ تو
 اسکو اپنے پسندیدہ عملوں میں میری قرابت کا سبب بنا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۳۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شاذ و نادر ہی کسی صحابہ کی مجلس سے یہ کلمات
 کہہ بغیر اٹھتے۔ اسے اللہ میں اپنا ڈر نصیب فرما کر جو ہمارے درمیان اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور ہمیں
 ایسی اطاعت نصیب فرما۔ جو ہم کو جنت میں پہنچا دے۔ اور ایسا یقین نصیب فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں دور کر دے۔ اور ہم کو
 ہمارے قانون اور آنکھوں اور قوت سے فائدہ عطا فرما۔ جب تک کہ ہم کو تو زندہ رکھے۔ اور اسی پہرہ ہندی کہ ہمارا وارث بنا۔ اور
 جو آدمی ہم پر ظلم کرے۔ اس سے ہمارا بدلہ لے۔ اور جو ہم سے دشمنی رکھے۔ ہم کو اسپرند عطا فرما۔ اور ہماری مصیبت ہمارے یقین
 میں نہ بنا۔ اور نہ دنیا کو ہمارا سب سے بڑا مقصود بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم کی انتہا بنا۔ اور ہم پر کسی ایسے آدمی کو مسلط نہ کرے
 جو ہم پر دھم نہ کرے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے

لہ فرصت کو غنیمت سمجھو
 ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اس کی سند میں بیسویں بڑی ضعیف ہے۔
 حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں تم کو محبوب ہیں مثلاً صحت بدن۔ قوت۔ دینا کا سامان۔ مال۔ جاہ۔ اولاد وغیرہ ان کو میری آخرت کی
 نیاری کا سبب بنا کر میں ان کو ایسی جگہوں میں خرچ کروں جن کو تو پسند کرتا ہے یعنی طاعت اور عبادت میں اور اگر تو مجھ کو یہ چیزیں عطا نہ
 فرمائے تو میرے دل کو اپنے لیے فارغ کر دے کہ میں ان کی فکر میں نہ لگا رہوں بلکہ میں اپنی خوش قسمتی سمجھوں کہ وقت فرصت ہے حد کی یا
 زیادہ سے زیادہ کروں۔ یعنی اگر تو مجھ کو کچھ دے تو مجھ کو شکر کی توفیق بھی دے اور اگر نہ دے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما ۱۴
۱۴ سب سے بڑا مقصد آخرت ہے اس حدیث کو نسائی نے ایوم والبلد میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے
 اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ جو نعمتیں تو نے ہم کو عطا فرما رکھی ہیں یعنی تو نے بدنی اور صحت اور دوسری نعمتیں (باقی صفحہ ۵۳۶)

۹۳۸ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ افْعَنْ بِمَا عَلَّمْتَنِي وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَإِنِّي عِلْمًا لِحَمْدِكَ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ حَلِ أَهْلِ السَّارِ مَا وَاهِ التِّرْيَدِيُّ وَابْنُ مَكْجَهٍ وَقَالَ التِّرْيَدِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا

۹۳۹ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نُزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سَمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ دَوْنِي كَدَوِي الْخَلِّ فَأَنْزَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَلَأْنَا سَاعَةَ فَسَمِعْتَنِي عَنْهُ فَاسْتَقْبَلْتُ الْقِبْلَةَ وَمَنْعَ يَدَايَ وَقَالَ اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَكُنَّا مَنَاقِلَ لَهَا وَأَعْطَانَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَإِنَّا لَأَوْثَرُ عَلَيْهَا وَمِنْهَا وَأَمْرٌ عَنَّا ثُمَّ قَالَ أَنْزَلَ عَلَيَّ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ آيَاتِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

۹۳۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے اللہ جو کچھ تو نے مجھ کو سکھایا۔ اس سے مجھ کو بخش دے۔ اور مجھ کو چیزیں سکھائے جو مجھے نفع دیں۔ اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔ دوزخ والوں کے حال سے اسکو ترسنا اور ان ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث سند کے لحاظ سے غریب ہے۔

۸۳۹ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ تو آپ کے پیرسے کے پاس کچھ اس قسم کی آواز سنائی دیتی۔ جیسے کہ شہد کی کھمی کی بھینسا ہٹ پھراپ پر ایک دن وحی نازل ہوئی۔ تو ہم کچھ دیر ٹھہرے۔ پھر آپ سے وہ کیفیت دور ہوئی۔ تو آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ اور کہا اے اللہ میں زیادہ نہ کر۔ اور میں موت دے۔ اور میں قہیل نہ کر۔ اور میں دے۔ اور میں محروم نہ کر۔ اور برگزیدہ نہ کر۔ اور ہم پر کسی کو برگزیدہ نہ کر۔ اور ہم

دعوتِ حاشیہ صفحہ گذشتہ ان کو مرتے دم تک ہمارے ساتھ رکھ کر ہم مفوج اور بیکار ہو کر زرہ جایش اور ہمارے دین میں فتنہ پیدا کرنا یعنی ایسی چیزوں سے ہم کو بچانے رکھنا جن سے ہمارا دین برباد ہو جائے اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصود نہ بنا کر ہم ہر وقت اسی کے حاصل کرنے میں لگے رہیں۔ بلکہ ہماری توجہ کو آخرت پر مرکوز کر دے اور تھوڑا بہت ہمیں دنیا کے کاموں میں بھی متوجہ نہ کر دے یا اس اہل و عیال کی دلچسپی بھال کر سکیں۔ ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵۳۴)

۱۲۔ اس کو ابن ابی شیبہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند کوئی اچھی نہیں ہے۔ البتہ حضرت انس سے اسی مضمون کی ایک حدیث سنائی اور حاکم نے بھی روایت کی ہے اور وہ صحیح ہے۔ ۱۲۔

ثُمَّ قَرَأَ قَدْ أَتَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ فَحَتَّى خَمَّ عَشْرَ آيَاتٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

الفصل الثالث

۹۴۰. عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُيَيْفٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا فَرِيَ بِالْبَصْرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنَّ شِدَّتْ دَعْوَتِي وَإِنْ شِدَّتْ صِدْقَتِي فَهُوَ خَيْرُ لَكَ قُلْ فَاذْعُ قَالَ
فَالسُّؤَالَ أَنْ يُتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الوُضُوءَ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِبَيْتِكَ
مُحَمَّدُ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي لِيُقْضَى لِي فِي حَاجَتِي هَذَا اللَّهُمَّ فَشَفِّعْ لِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ هَذَا لِحَدِيثٍ حَسَنٍ وَصَحِيحٍ غَرِيبٍ.

۹۴۰. حضرت عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بصرہ میں دعا کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یقیناً ایسا خدا تعالیٰ سے مانگا جائے گا۔ اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۹۴۰. حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک نابینا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ مجھ کو عافیت دے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو پہلے تو میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور اگر تو پہلے ہے تو تو میرے لئے دعا کرے۔ اور وہ تیرے لئے بہتر ہے۔ کہتے گا۔ آپ اللہ سے دعا کریں۔ عثمان نے کہا۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور ایسی ہی طرح وضو کرے اور ان کلمات سے دعا کرے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اور تیری طرف تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرنا ہوں۔ جو رحمت کے نبی ہیں۔ میں نے تیرے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی۔ مگر میری یہ حاجت پوری ہو جائے۔ اے اللہ آپ کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۹۴۰. اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور دعا کے بھی روایت کیا ہے یہ آواز جبریل علیہ السلام کی ہوتی جو دوسروں کی جگہ میں نہ آتی۔ اس دعا کو بہت پڑھنا چاہئے اور سورہ مومنوں کی پہلی دس آیتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ حضرت نے پہلے نابینا کو صبر کی تلقین فرمائی کیونکہ اس کا اجر بہت بڑا ہے حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس بندے کی آنکھیں میں نے لگا دی اور وہ صبر کرے تو میں اس کے لیے جنت سے کم اجر پسند نہ کروں گا لیکن جب اس نے اصرار کیا تو آپ نے اس کو دعا کرنے کا طریقہ بتلایا پہلے دعا سے دعا کی کہ اللہ میرے حق میں رسول اللہ کی دعا قبول کر پھر آپ سے کہا اب آپ دعا کریں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ ان کی دعا قبول کرنا حضرت کا نام نبی الرحمة بھی ہے قرآن مجید میں آپ کو رحمة للعالمین کا لقب دیا گیا ہے۔ اصل وسیلہ صرف اتنا ہے کہ کسی نیک بندے سے زندگی میں دعا کر لی جائے۔ ہفت گنا دعا کی دعا سنت کرنا بھی اور سنت میں بھی دعا کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔

۹۴۱ وَعَنْ أَبِي الدَّادِ إِذْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ دُعَائِهِ إِذَا وَقَفَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يَبْلُغُنِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَمَالِي وَأَهْلِي وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عِنْدَهُ يَقُولُ كَانَ عَبْدًا بَشِيرًا وَرَأَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ يَشْخَسُ غَرِيبًا.

۹۴۲ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّى بِنَا عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ صَلَوةً فَأَوْجَزَ فِيهَا فَقَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ لَقَدْ خَفَّفْتَ وَأَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ فَقَالَ أَمَا عَلَيَّ بِذَلِكَ لَقَدْ دَعَوْتُ فِيهَا بِأَعْدَاءِ عَوَاتٍ سَمِعْتَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هُوَ أَلِيٌّ غَيْرِي أَنْ كُنِّيَ عَدُوًّا.

۹۴۱ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اسے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تیری محبت کا اور ان لوگوں کی محبت کا جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ اور ان مخلوق کی محبت کا جو مجھے تیری محبت تک پہنچادیں۔ اسے اللہ اپنی محبت کو مجھے میری جان۔ مال۔ اہل و عیال اور گھنٹہ سے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ ابوالدرداء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے۔ تو کہتے داؤد علیہ السلام سب انسانوں سے زیادہ عبادت گزار تھے اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن طریب ہے

۹۴۲ عطاء بنی سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اور بڑی مختصر پڑھائی۔ تو قوم میں سے کسی نے انکو کہا کہ آپ نے تو بہت ہی مختصر نماز پڑھائی ہے۔ تو حضرت علامہ نے کہا یہ مجھے کچھ مہضر نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے اسمیں وہ دعائیں مانگی ہیں۔ جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جب حضرت عمار اٹھ کر جانے لگے۔ تو قوم میں سے ایک آدمی انکے

لہ داؤد علیہ السلام سب زیادہ عابد تھے اس حدیث کو ابوداؤد۔ ابونعیم۔ حاکم اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے۔ داؤد علیہ السلام آدھی رات سوتے اور آدھی رات نماز پڑھتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن انکار کیا کرتے تھے۔ آپ نے یہ دستور بنا رکھا تھا کہ دن رات میں کوئی وقت بھی ایسا نہ گذرنے پائے جس میں داؤد علیہ السلام کے گھرانے میں خدا تعالیٰ کی عبادت نہ ہو یہ بادشاہ بھی تھے اور نبی بھی تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر دین اور دنیا کی نعمت کی انتہا کر دی تھی اور داؤد علیہ السلام نے شکر کی انتہا کر دی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ کہ وہ بڑے اچھے بندے تھے وہ بار بار دربار الہی میں جھجک جلتے والے تھے ۱۲

نَفْسٍ فَيَسْأَلُ عَنِ الدَّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَالْخَبْرُ بِ- اَلْقَوْمِ اللّٰهِمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَقَدْ رَأَيْتَ عَلَيَّ الْخَلْقِ
 اَحْيَيْتُنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيٰوةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّيْتَنِي اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ خَشِيَّتَكَ فِي
 الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى
 وَاَسْأَلُكَ نِعْمًا لَا يَنْفَدُ وَاَسْأَلُكَ قَرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَاَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَا وَاَسْأَلُكَ بَرْدَ
 الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْأَلُكَ لَدَاةَ النَّظْرِ اِلَى وَجْهِكَ وَاَسْأَلُكَ اِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ صَرَاةٍ مُّضْرَةٍ وَا
 لَا فِتْنَةٍ مُّصَلِّ اللّٰهُمَّ نِيَابِزِيْنَةَ الْاِيْمَانِ وَجَعَلْنَا هَذَا مَهْدِيْنًا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ
 ۹۴۳ وَعَنْ اِمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِيْ دُوْعُوْلَةَ الْفَجْرِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ

جیسے پہلی عطا کرتے ہیں۔ وہ میرے باپ سائب ہی تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا نام مخفی رکھا۔ تو اس نے وہ دعائیں حضرت عمار سے پوچھیں
 اور پھر اگر قوم کو ان کی خبر دی۔ اسے اللہ میں تیرے نیچے علم اور خلقت پر قدرت کے وسیلے دعا کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھا
 جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو۔ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے مارے۔ اسے میرے اللہ میں تجھ سے غیب اور حاضر
 میں تیرے ذکر کا سوال کرتا ہوں۔ اور خوشی اور غصے میں حق بات کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور تنگدستی اور دو ٹونڈی میں میرا روی کا سکا
 کتا ہوں۔ اور ایسی نعمتیں مانگتا ہوں۔ جو کبھی ختم نہ ہوں۔ اور آنکھوں کی روشنی ٹھنک مانگتا ہوں۔ جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے
 تیری آفت پر پر رضانندی کا سوال کرتا ہوں۔ اور موت کے بعد تھنڈی ملیش کا سوال کرتا ہوں۔ اور تیرے چہرے کی طرف دیکھنے وغیرہ
 ملاقات کے شوق کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تجھے ایسی زندگی دے۔ جس میں نقصان نہ ہو۔ اور کوئی گمراہ گریزوارفتہ نہ ہو۔ اسے اللہ
 کو ایمان کی زینت سے مزین کر دے۔ اور ہم کو لوگوں کے ہاتھ اور ہدایت پر پلٹنے والا بنا دے۔ اسکو نسائی نے روایت کیا۔

۹۴۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی فاتحہ کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اسے اللہ میں تجھ سے

۱۰ گمراہ کرنے والا فتنہ کیا ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے دو سندوں سے روایت کیا ہے اور دونوں کے راوی ثقہ ہیں
 اور اسکو احمد، ظہرائی اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ حضرت عمار نے نماز بہت بلکی پڑھائی۔ کہ کوئی عجو دین زیادہ کسی میں پڑھیں
 تو کسی نے انہیں اعلان کیا۔ حضرت عمار نے کہا یہ ٹھیک ہے کہ میں نے الفاظ تھوڑے پڑھے ہیں لیکن دعائیں ایسی مانگتی ہیں جن سے دین و
 دنیا کے تمام مفاصل حاصل ہو سکتے ہیں۔ گمراہ کرنے والا فتنہ شوق کے غلبہ کو کہا ہے یعنی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوق کے غلبہ میں
 آدمی عبادت کے سلوک سے باز رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میری جو حالت تھی ہو وہ تیرے رات پر چلنے سے مجھے روک نہ دے اگر وہ تھنڈی
 اور بسط ہو تو سائنسری شکر کی دولت اور عبادت کی قیمت بھی میسر ہو اور اگر تنگدستی اور قبض کی حالت ہو تو ناامیدی اور مایوسی نہ ہو اور
 صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے ۱۲

عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَيِّبًا سَأْأُوهَ أَخْصِدُوا بِنِ مَاجِدَةٍ وَالْيَهُمِّي فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى -
 ۹۲۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ادْعُهُ اللَّهُمَّ
 اجْعَلْ فِيَّ أُعْظَمَ شَرِكٍ وَالْأَرْذَلَ ذِكْرَكَ وَاتَّبِعْ لِعَفْوِكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ سَأْأُوهَ الْبُزْدِيُّ -
 ۹۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ
 وَالْإِيقَاتِ وَالْأَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّهْضَى بِالْقَدْرِ -
 ۹۲۶ وَعَنْ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ
 اللَّفْطِاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَوَسْوَاسِي مِنَ الْكُذْبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا

تقعہ دینے والے علم اور قبول ہونے والے عمل اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں اللہ اسکو احمد ابن ماجہ اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا
 ۹۲۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دعا ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے میں اس کا پڑھنا کبھی
 نہیں چھوڑتا۔ اس اللہ مجھے توفیق دے کہ میں نیز شکر بہت زیادہ اور انگوں۔ اور تیزاد کر بہت کثرت سے کروں۔ اور تیری نعمتوں کبیری
 کروں۔ اور تیرے احکام کو یاد رکھوں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۹۲۵ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے محبت اور پاکبازی
 اور امانت اور اچھے خلق اور تقویٰ پر پھانسی کا سوال کرتا ہوں۔

۹۲۶ ام محمد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ میرے دل کو لفظ اور میرے
 عمل کو ریا سے اور میری زبان کو چھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے۔ تو آنکھوں کا خیانت بھی ہوتا ہے۔ اور دل کے

۱۷ اس حدیث کو ابن السنی اور طبرانی نے بھی متغیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی فقہ میں ۱۷۔

۱۸ اس حدیث کی سند میں فروج بن فضالہ ضعیف ہے۔ باقی حدیث کا مضمون صاف ہے ۱۸۔

۱۹ بعض اخلاق حسنہ کا مفہوم اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور کثرت طرق سے
 اس کی تائید ہوئی ہے صحت سے بری طرح کی بیماریوں سے بدنی صحت بھی مراد ہے اور حالات۔ اقوال اور اعمال کی صحت بھی صحت
 کا معنی ہے حرام سے بچنا اور گناہ سے پرہیز کرنا اور امانت میں لوگوں کی اشیاء میں امانت بھی مراد ہے اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی امانت بھی شامل ہے اور حسن خلق سے مراد لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا ہے
 اور خدا کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے ۱۷۔

تَخْفِي الصُّدُورَ مَا رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكُبْرَى -
 ۹۲۷ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ رَجُلًا مِنَ السَّلَامِيِّينَ قَدْ خَفَّتْ قَلْبًا
 مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتَ تَدْعُو اللَّهَ لِشَيْءٍ أَوْ تَسْأَلُ آيَاهُ قَالَ
 نَعَمْ كُنْتُ أَقُولُ اللَّهُمَّ مَا كُنْتُ مَعَايِي بِهَا فِي الْأَخِرَةِ فَجَعَلَنِي فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللَّهِ لَا تُطِيقُوا أَنْ تَسْتَطِيعُوا أَفَلَا قُلْتِ اللَّهُمَّ إِنِّي اللَّهُ يَا حَسَنَةً وَفِي
 الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللَّهُ بِهِ فَشَفَاهُ اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
 ۹۲۸ وَعَنْ حَدِيثِهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَدْعُوَ

و سوسوں کو بھی ان دونوں حدیثوں کو بھی لے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے۔

۹۲۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں سے ایک آدمی کی بیماری کو تشریف
 لے گئے۔ وہ پرندے کے بچے کی طرح بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا۔ کیا تو نے کوئی لائق سے دعا کی
 تھی۔ یا اس سے کوئی سوال کیا تھا۔ اس نے کہا۔ ہاں میں دعا کیا کرتا تھا۔ اسے اللہ جو تو مجھے آخرت میں سزا دینے والا ہے۔ وہ مجھے دنیا میں دیکھ
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ پاک ہے۔ تو نے عجیب دعا مانگی ہے۔ نہ تو اللہ کے عذاب کی طاقت رکھتا ہے۔ اور نہ ہی اسکو
 اٹھا سکتا ہے۔ تو نے یہ دعا کیوں نہ کی۔ اسے اللہ ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ انس
 نے کہا۔ اس نے یہ دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسکو شفا دیدی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۲۸ حضرت حدیقہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرنا چاہیے لوگوں نے

۱۷ اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اپنی نوادر میں اور خلیب نے اپنی تاریخ میں بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن
 کی خیانت سے مراد بدنگاہی ہے اور دل کے وسوسوں سے شیطانی خیالات مراد ہیں ۱۷

کے سب سے اعلیٰ و افضل دعا۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شراکو
 آدمی نہ دنیا میں برداشت کر سکتا ہے نہ آخرت میں۔ آدمی کو چاہئے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ سے معافی کی خواستگاری کرتا رہے کہ
 دنیا میں اللہ تعالیٰ سے عافیت سے سرفراز فرمائیں اور آخرت میں اس کے گناہ معاف کر دیں۔ یہ سب سے اعلیٰ اور افضل دعا
 ہے لے کبھی نہ چھوڑنا چاہئے ۱۷

نَفْسًا قَالُوا كَيْفَ يَدِينُ نَفْسًا قَالِ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ عِلْمًا لَا يُعْطِيكَ مَرَاةُ التَّوَمِدِيِّ دَابِزًا
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدِيثٌ حَسَنٌ عَرِيبٌ -
۹۴۹ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ
اجْعَلْ سَرِيرَتِي خَيْرًا مِنْ عِلَاقَتِي وَاجْعَلْ عِلَاقَتِي صَلَاحَةً اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ صَلَاحِ مَا
كُوِّنِي لِلنَّاسِ مِنَ الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرِ الصَّالِحِ إِلَّا الْمَصْلُ مَرَاةُ التَّوَمِدِيِّ -

پوچھا کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ فرمایا کہ اپنے آپ کو ان مصیبتوں کے لئے پیش کر دے۔ جن کی اسے طاقت نہ ہو۔ اسکو ان تمام
ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن عریب ہے۔
۹۴۹ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی۔ فرمایا۔ اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر
سے اچھا بنا دے۔ اور میرے ظاہر کو نیک کر دے۔ اور اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو بوری مال اور اولاد لوگوں سے بہت
بہتر بنا دے۔ جو نہ خدا گراہ ہوں۔ اور نہ اوروں کو گراہ کریں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

لہذا ذلت نفس کیلئے۔

ابن ماجہ اور ترمذی کی سند کے آدمی سب ثقہ میں مطلب یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسی ذمہ داری
نہ اٹھائے جس کا وہ اہل نہ ہو مثلاً ایک آدمی حساب نہیں جانتا تو حساب کتاب کی ذمہ داری نہ اٹھائے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ
تہذیب پر کوئی بددعا نہ کرے یا ایسے اسباب فراہم نہ کرے جن سے اسے قوت نصیب ہو۔ ۱۲۔

۱۲۔ ایک نہایت جامع دعا۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند اچھی نہیں ہے کیونکہ اس میں محمد
بن حمید بہت کم زور دے دی ہے۔ ظاہر نیک ہو اور باطن ظاہر سے بھی زیادہ اچھا ہو۔ سجان اللہ کیا کہنے ہیں اس دعا کے عمل محض
خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوں ان میں زیادہ سمجھ کا شائبہ نیک نہ ہو اور مال البیہلے جو حلال سے کمایا گیا ہو اور نیک اور
مہاجر کاموں میں خرچ ہو۔ بیوی اور بچے وہ ہوں جو آدمی کو گراہ نہ کریں بلکہ اسے بڑے دینداری پر آمادہ کرتے رہیں۔ ۱۳۔

کِتَابُ التَّنَاسُكِ

الفصل الأول

۹۵۰ عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَجَوَّزُوا فَقَالَ مَا جَلَّ أَكَلٌ عَادِمًا رَسُولُ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجِبَتْ لِمَا اسْتَطَعْتُمْ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَأَنَا هَالِكٌ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكُشُورَةٍ سَأَلَهُمْ وَأَخْتَلَا فِيهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَاذْأَمَرْتُمْ لَشَيْءٍ فَأَتَوَيْتُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاذْأَمَرْتُمْ

کتاب الحج

۹۵۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ سو تم حج کرو۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا حج ہر سال فرض ہے۔ تو آپ خاموش رہے۔ اس نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا۔ تو ہر سال واجب ہو جاتا۔ اور پھر حج اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ سب تکدیس ہم کو حکم نہ دوں۔ تم بلا وجہ مجھ سے نہ پوچھا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ سوال کرتے۔ اور پھر ان کی نافرمانی کرنے ہمارے ہاں ہوتے تھے۔ جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں۔ تو بہنی تم کو طاقت ہو۔ اس کی تعمیل کرو۔ اور جب میں تم کو کسی چیز سے روکوں تو اس سے

اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن جہان نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ سوال کرنے

والا آدمی افریح بن حالیس تھا۔ آپ سوال پر خاموش اس لیے رہے کہ آپ کو اس کا سوال ناگوار معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا حکم کی تعمیل اپنی طاقت کے مطابق کرتے جایا کرو اور سوالات نہ کیا کرو۔ اگر حکم مطلق ہو تو اسکو مقید نہ کرو اور مقید ہو تو اس قید کے مطابق ادا کرو۔ جانتا جانیے کہ ادا کر کے تعمیل میں طاقت ہے اگر طاقت ہو تو اس پر عمل کرے مثلاً غریب آدمی پر حج اور زکوٰۃ فرض نہیں ہیں بیمار کیلئے تیمم کی اجازت ہے وضو کرنا ضروری نہیں اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے لیکن نوابی میں طاقت شرط نہیں ہے اس سے بہر حال بچنا ہوگا۔

صحیح روایات کی بنا پر حج سہ ماہی میں فرض ہوا۔ اسی سال آنحضرت نے حضرت ابو بکر کو امیر الحج بنا کر روانہ کیا اور آئندہ سال خود تشریف لائے۔ حج کی فرضیت کے لیے آٹھ شرطیں ہیں آدمی مسلمان ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ آزاد ہو۔ دولتمند ہو۔ عورت کے لیے ساتھی محرم یا خاندان ہو۔ سواڑی جیسا ہو۔ راستہ پر امن ہو۔ دولتمند یا اتنی شرط ہے کہ سفر کا خرچہ آدور وقت کا کارا یہ اور غیر حاضر کی مدت میں ہاں چکے لیے گذارے کے لیے خرچ ہو۔ اجرام باذن حجاج کے لیے شرط ہے اور فرض صرف وہ ہیں نوس ذی الحج کی دوپہر سے لیکر دسویں کی صبح صادق سے پہلے ہجرت کے دوران میں کھڑا ہونا۔ اور طواف افاضہ کرنا ۱۷۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۹۵۱ وَعَنْ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَى الْعَمَلِ أَفْضَلَ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَبِيلٌ ثُمَّ مَاذَا قَالَ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَبِيلٌ ثُمَّ مَاذَا قَالَ قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۹۵۲ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْوِثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعْ يَوْمَ وِلْدَانِهِ أُمَّةً مُتَّفَقَةً عَلَيْهِ

۹۵۳ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ مَا بَيْنَهُمَا وَالحَجُّ الْمَبْرُورُ لِلَّهِ لَيْسَ لَهُ حِزَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

بنا ہوا کہ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۵۱ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے بہترین عمل کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا پھر اس کے بعد تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا مقبول حج متفق علیہ۔

۹۵۲ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے۔ اور اس میں تو کوئی جنسی گفتگو نہ کرے اور نہ کوئی گناہ کرے۔ تو وہ اس دن کی طرح گناہوں سے پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے۔ جس دن کہ ماں نے اسکو جنم دیا تھا۔ متفق علیہ۔

۹۵۳ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دوسرے کو لے کرے تک کے حد میاں ہی گناہوں کا کفارہ ہے اور نیک کا سوائے جنت کے اور کوئی بدلہ نہیں ہے متفق علیہ۔

سورج مبرور کیا ہے؟ اس حدیث کو احمد، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہ ہے اور ابن خوزیمہ بھی اس کو روایت کیا ہے حج مبرور وہ ہے جس کے ارکان صحیح طور پر ادا ہوں اور اسکے دوران میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔ ایمان لانا سب سے بڑی نیکی ہے اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟ یہ پوچھنے والے کے حالات کے مطابق مختلف جواب رکھتا ہے۔ امیر کے لیے صدقہ، طاقتور کے لیے جہاد، عالم کے لیے درس دینا، رئیس بہترین عمل میں، حج مقبول ہی کا دوسرا نام حج مبرور ہے۔
کفارہ میں سب سے بڑا گناہ۔ اس کو احمد، نسائی، ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے روایت کر کے صحیح کہا ہے رقت یہ ہے کہ عورت مرد کے جنسی تعلقات کے متعلق کوئی گفتگو یا کوئی اقدام کیا جائے حج کے دوران میں اگر کوئی اپنی جوی سے صحبت کر لے تو اسکا حج باطل ہو جاتا ہے آئندہ سال پھر حج بھی کرے اور ایک اونٹنی قربانی بھی دے۔
تکبیر کیا ہے اور اس کا ثواب کیا ہے؟ اسکو احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے

۹۵۴ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَمْرًا فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۵ وَعَنْ قَلْبَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَأْسًا بِاللَّيْلِ وَخَلَّاهُ فَقَالَ مِنَ الْقَوْمِ قَالُوا الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا مِنْ أَنْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ أُمُّ أَسْبِيًّا فَقَالَتْ إِنْ هَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۵۶ وَعَنْ قَالٍ أَنَّ أُمَّ أَسْبِيًّا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَيَّ عِبَادَةٌ فِي الْحَجِّ أَذْهَبَتْ إِلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ أَلَا يَثْبُتُ عَلَى الْمَرَأَةِ إِذَا حَجَّتْ عِنْدَ قَالٍ نَعَمْ وَذَلِكَ فِي حَجِّ الْوُدَاعِ

۹۵۴ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان شریف میں لوگوں کو حجاج کے برابر متفق علیہ۔

۹۵۵ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رد میں ایک خافضہ ملا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہم مسلمان ہیں پھر انہوں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کا رسول ہوں تو ایک عورت نے اپنے بچے کو اوپر اٹھا کر کہا کیا اس بچے کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہاں اس کا اجر حج کو ملے گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۹۵۶ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی ختم کی ایک عورت نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ کا بندوں پر جو فریضہ حج کے متعلق ہے اس نے میرے باپ کو ایسے وقت پایا ہے۔ کہ وہ سواری پر بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے متفق علیہ۔

حج کے ثواب سے حج ساقط نہیں ہوتا۔ ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ رمضان شریف میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی سے حج ساقط نہیں ہوتا اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے کہ سورہ قتل ہو اٹھا احد پڑھنے سے قرآن کے تیسرے حصہ کے پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ لیکن بہر حال وہ قرآن مجید کا تیسرا حصہ نہیں ہے۔ ۱۲۔

مذہبین کا حج فرض ہے کہ ساقط نہیں کرتا اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ نابالغ بچے کے حج کے ارکان اگر پورے کر دیے جائیں تو اس کے حج کا پورا اجر ملے گا اور وہ ابو الدین کو ملے گا لیکن یہ بیچ ببالغ ہو جائے گا تو اگر یہ وہ اتنے ہوگا تو اس پر حج پھر فرض ہوگا بچپن میں کیا ہوا حج اس کے فرض حج کو اس سے ساقط نہیں کرے گا۔ ۱۲۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۷ وَعَنْ قَالَ آتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَجْعَلَ بِهَا نِكَاحًا
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دِينَ أَلَدْتُ قَاضِيَةً قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَوْضَى دِينَ لِلَّهِ
فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۸ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِأَمْرٍ آوَةَ وَلَا تَسَافِرَنَّ
أَمْرًا آوَةَ إِلَّا رَوَعَهَا مُجْرِمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْتَبْتُمْ لِي غَزْوَةً كَذَا كَذَا أَوْ مَرَجْتُمْ أَمْرًا لِي
حَاجَةً قَالَ لَوْ هَبَّ نَاجِحٌ مَعَ أَمْرٍ أَلَدْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۷ اور ابی سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا میری ہمیشہ رنج کی نذرانی تھی۔ اور دشمن
ہو گئی ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تیری ہمیشہ پر قرض ہوتا۔ تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ کہنے لگا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تو ادا کرنے کے
قرض کو بھی ادا کر۔ اور اس کے ادا کرنے کا نیا دین ہے۔ متفق علیہ۔

۹۵۸ اور ابی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار نہ کرے۔ ماہ
کوئی عورت بغیر حرم کے سفر نہ کرے۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے۔ اور میری عورت
جنگ کی نیت سے جا رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ جاؤ تم جا کر اپنی عورت کے ساتھ حج کرو۔ متفق علیہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حج بدل کے شرائط۔
اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت
کیا ہے۔ اگر کوئی بیمار عورت سے مایوس ہو جیسا کہ سہل اور دوق کا مریض یا کوئی بوڑھا ہو جس کے جوان ہونے اور دوبارہ طاقت
آنے کی قطعاً توقع ہی نہیں ہے تو اس کی طرف سے اس کا کوئی دوسرا رشتہ دار حج کر سکتا ہے۔ لیکن حج کرنے والا کوئی ایسا
آدمی ہونا چاہئے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ ۱۲۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ بڑا)

۱۳ میت کی طرف سے حج کرنا درست ہے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مرنے والے کی طرف سے بھی حج کیا جا سکتا ہے۔ نفلی حج یا نذر کے حج میں تو اختلاف ہی نہیں ہے کہ اس کا جواب
اس مرنے والے کو ضرر دینے کا جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے۔ بانی رافضی حج تو اس کے متعلق یہ شرط ہے کہ اس کی اپنی نیت
حج کرنے کی ہو اور موت نے اس کو جہلت نہ دی ہو۔ ورنہ کسی صورت میں اس سے حج ساقط نہ ہوگا ۱۳ (باقی بر صفحہ آئندہ)

۹۵۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُمْ الْحَجُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۹۶۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُنَّ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَبَيْلَتِهِ إِلَّا مَعَهَا وَنَحْمٌ مِمَّنْ تَقِي عَلَيْهِ-

۹۶۱ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْحَلِيفَةِ وَلَا أَهْلَ الشَّامِ الْجَحْفَةَ وَلَا أَهْلَ نَجْدٍ قَهْرَ النَّازِلِ وَلَا أَهْلَ الْبَيْتِ يَلْمَلُهُ فَمَنْ لَهَا وَلِمَنْ آتَى عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا لَمْ يَكُنْ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَهِيَ لَهَا مِنْ أَهْلِهَا

۹۵۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہے متفق علیہ۔

۹۶۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت ایک دن رات کا سفر بغیر حرم کے نہ کرے متفق علیہ۔

۹۶۱ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہریز والوں کیلئے ذوالحلیفہ اور ہاشم والوں کے لئے جحفہ اور نجد والوں کے لئے قہر المنازل اور بیت المقدیہ والوں کے لئے یلم میقات مقرر فرمایا۔ یہ تو ان ملکوں کے لئے ہیں اور جو آدمی ان میں سے کسی کے قریب سے گزرے تو اس کے لئے وہی میقات ہے۔ اس آدمی کے لئے حرج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور جو آدمی میقات

۱۷ حج میں عورت کے لئے حرم شرط ہے اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اجنبی عورت کے ساتھ تہائی میں رہنا بالاتفاق حرام ہے۔ عورت کے ساتھ اگر اس کا خاندان یا حرم ہو تو پھر اس سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔ حرم یا خاندان کے بغیر عورت حج کے لیے نہ جائے۔ اخلاف اسی کے قائل ہیں البتہ امام شافعی نے کہا ہے کہ اگر حاجیوں کے قافلہ میں معزز عورتیں بھی شامل ہوں تو پھر جاسکتی ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۷ حج عورتوں کا جہاد ہے۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عورتیں جہاد پر توجہ نہیں اگر طاقت ہو تو حج زیادہ کریں کیونکہ اس میں بھی جہاد کی مشقت کافی ہوتی ہے لہذا عورت کو اس میں جہاد کا ثواب ملتا ہے ۱۲

۱۷ اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

وَكَذَلِكَ وَكَذَلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يَهْلُونَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۹۶۲ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَهَلَّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ وَالطَّرِيقِ الْأَخْضَرِ الْجَحْفَةَ وَهَلَّ أَهْلُ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عَرِقٍ وَهَلَّ أَهْلُ بَجْدِ قَرْنٍ وَهَلَّ أَهْلُ الْيَمَنِ يَلْمُدَرًا وَاهُ مُسَلِمًا -

۹۶۳ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ أَعْمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَمٍ كَلَّمَهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَبِيبِ عُمَرَ فَإِنَّهَا مِنْ الْحَدَائِبِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَ قَوْمُ الْعَامِ لِلْقَبْلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَ قَوْمُ الْبَجْعَاءِ أَنْتِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَ قَوْمُ حَبِيبِ

کے اندر رہتے ہوئے ان کا احترام ان کے گھر سے شروع ہو گا۔ یہاں تک کہ کر ولے کر ہی سے اہلال کریں گے متفق علیہ
۹۶۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ والوں کے اہلال کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرے راستہ والوں کے لئے جحفہ ہے۔ اور عراق والوں کے لئے ذات عرق ہے۔ اور نجد والوں کے لئے قرن المنزل ہے۔ اور یمن والوں کے لئے یلمدرہ ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۹۶۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں چار بار سے کئے ہیں۔ اور سب کے سب ذیقعدہ کے مہینہ میں کئے ہیں۔ اس لئے اس کو اس کو جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔ ایک عمر تو آپ نے حدیبیہ والا کیا۔ یہ بھی ذیقعدہ میں تھا۔ اور ایک عمر آٹھ سال یعنی عمر القضا وہ بھی ذیقعدہ میں ہوا۔ اور ایک عمر تو آپ نے جوفلہ سے کیا۔ جہاں آپ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم

۱۰ بیقات احرام کی آخری حد ہے اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ بیقات وہ جگہ ہے جہاں سے احرام باندھے بغیر حاجی یا عمرہ کرنے والا نہیں گذر سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ خداوندی دربار میں حاضر ہونے کے لیے فقیرانہ لباس پہنو۔ شان و شوکت چھوڑ دو تم سب فقیر ہو بادشاہی صرف اللہ نفاصلے کی ذات کی ہے۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے مرتبہ چار پانچ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور آج کل تو مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ جانے سے ذوالحلیفہ مدینہ منورہ ہی کے ساتھ مل چکا ہے اور اس کو آج کل تبر علی کہتے ہیں اور یہ بیقات سب سے دور کامیقات ہے۔ جحفہ مکہ کے پانچ منزل کے فاصلہ پر ایک آبادی تھی لیکن آج کل یہ جگہ دیران ہو چکی ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں فدیہ خرم ہے۔ قرن المنزل ایک گول۔ صاف اور سفید رنگ کا پہاڑ ہے۔ مکہ سے مشرقی جانب عرفات سے پرے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔ بلکہ تھامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو مکہ کے پانچ منزل کے فاصلہ پر ہے۔ ہند دپاک کامیقات بھی پہاڑ ہے۔ جو حاجی ان راستوں سے آئیں (باقی صفحہ آئندہ)

۹۶۶ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ نَرَادًا أَحَلَّتْ تَبْلُغًا إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَكُنْ فَلَاعْلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجَابُ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا مَرَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ شَرِيفٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَهَلَاكٌ بَنُ عَبْدِ اللَّهِ جَهْمُولٌ وَالْكَارِثُ يُضَعْفُ فِي الْحَدِيثِ -

۹۶۷ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُمُوهَا فِي الْإِسْلَامِ مَرَاوَاهُ الْبُؤَدُ الْوُدَّ -

۹۶۸ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ رِوَاةَ الْبُؤَدِ الْوُدَّ وَاللَّارِ فِي

۹۶۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی رستنے کے خرچ اور سواری کا مالک ہو جو اس کو بیت اللہ شریف تک پہنچا سکے۔ اور پھر بھی وہ حج نہ کرے۔ تو اس کے لئے کوئی فرق نہیں ہے۔ خواہ یہودی ہو کہ مرے یا عیسائی ہو کہ اور بر اس لئے ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ کا حق لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو اس کو تیزی سے روایت ہے

۹۶۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَرَاوَاهُ الْبُؤَدُ الْوُدَّ اس میں نہیں ہے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۹۶۸ اور ابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی حج کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ جلدی حج کرے۔ اس کو ابو داؤد اور دہلی نے روایت کیا۔

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۹۶۹ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَالِعَوَيْنِ الْعَجِمِ وَالْعَمْرَةَ فَاتَهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّؤْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِبْرُ خَبِيثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ دَرَاهِمٌ مَرَّةً نَوَابِ الْأَلْحَنَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمَا وَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَبَثَ الْحَدِيدِ -

۹۷۰ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِالْحُجْبِ الْجَمِّ قَالَ النَّهَادُ وَالرَّاحِلَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۹۷۱ وَعَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الْحَاجُّ قَالَ الشَّعْرَةُ الثَّقِيلُ

۹۶۹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرے پر درپے کو نہ کرو۔ کدوہ فقراور گناہ کو دور کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ کھٹی لوہے پرانڈی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔ اور نیک حج کا بدلہ سولہ جنت کے اور کوئی چیرمیں ہے۔ اسکو ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور احمد اور ابن ماجہ نے اسکو حضرت عمر سے لوہے کی میل تک روایت کیا ہے۔

۹۷۰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا۔ اے اللہ کے رسول حج کس چیز سے فرض ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ رستے کے خرچ اور سواہی سے اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۷۱ اور انہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حاجی کی کیفیت ہے۔ آپ نے فرمایا پورا

رقیعہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہے کہ کس وقت آجائے اور نہ حالات ہی کا علم ہے کہ کب تبدیل ہو جائیں۔ شاید کل کو پسیہ ہی باقی نہ رہے یا پھر صحت ہی جو اب دے جلتے۔ لہذا حج فرض ہونے کے بعد جلد از جلد حج کے فریضہ سے سبکدوش ہو جانا چاہیے ۱۲

(حاشیہ منقطعہ صفحہ ہذا)

حج کے اقسام۔ اس عملیت کو طہرائی نے کبیر میں اور ابن خزیمہ اور ابن جریر میں اپنی معنی میں اور بیہقی۔ حمیدی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حج تمتع یا قرآن کیا کرنا اس میں بہت برکت ہوتی ہے۔ حج تین قسم کا ہے۔ افراد۔ تمتع اور قرآن۔ افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کی نیت کر کے احرام باندھ اور عمرہ نہ کرے جبکہ صرف طواف کرے یہ حاجی بیتک حج نہ ہو جائے گا احرام نہ کھولے گا۔ تمتع یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھے یہ خانہ کعبہ کر عمرہ کر کے احرام کھول دینا اور جب حج کے دن آئیں تو پھر حج کی نیت کر کے مکہ کی احرام باندھ کر حج کرے اور قرآن یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کر کے احرام باندھے یہ مکہ آکر عمرہ کرے گا لیکن عمرہ نہ منڈائے گا اور احرام نہ کھولے گا جب تک کہ وہ حج بھی نہ کرے۔ حج کر کے پھر آٹھ احرام کھولے گا ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

فَقَامَ اخْرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتِي اَجْعُ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجْمُ وَالنَّجْمُ فَقَامَ اخْرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا السَّبِيلُ قَالَ تَرَادُّوْا رَاِحِلَتَهُ تَرَادُّوْهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَمَا مِنْ ابْنِ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ اِلَّا اَنْهٗ لَمْ يَذْكُرِ
الْفُضْلَ الرَّخِيْرَ۔

۹۶۲ وَعَنْ اَبِي مَرْزِيْنِ الْعُقَيْلِيِّ اَنَّ اَتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ اَبِي
سَيْئَمًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَوْطِيْعُ اَجْمًا وَالْعَمْدَةَ لَا الظُّعْنَ قَالَ مَجَّ عَنْ اَيْتِكَ وَاَعْمَهُمْ تَرَادُّوْهُ التِّرْيَدِيُّ وَابُو
دَاوُدَ وَالتَّنَسَاوِيُّ وَقَالَ التِّرْيَدِيُّ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۹۶۳ وَعَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَبِيْكَ عَنْ

بال اور میل کچھلا ایک دو ملا آدمی کھڑا ہوا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول کو نسا ج بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: جس میں لبیک کی آواز بلند ہو۔ اللہ
قرآنی زیادہ ہو۔ ایک اور نے کھڑے ہو کر پوچھا۔ سبیل (راستہ) کیلئے ہے۔ آپ نے فرمایا: خرچ اور سواری اسکو شرف السنہ میں روایت کیا
اور ابن ماجہ نے بھی اسکو اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں اخیر کی عبارت نہیں ہے۔

۹۶۴ ابو یزید عقیلی سے روایت ہے کہ اس نے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول میرا باپ بہت ہی بڑھا
ہے وہ حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی سفر کر سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر۔ اسکو تریذ
ابو داؤاد و التناوی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۹۶۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا: لبیک عن شیرم (میں)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۔ اس حدیث کو امام شافعی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا
و حاشیہ صخر بن داؤد) ۲۔ بہترین حج اور حاجی کون سے ہیں۔ اس کو ترمذی نے بھی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے
کہ اچھا حج وہ ہے جس میں لبیک ادا ہوگی آواز سے کہی جائے اور قرآنی زیادہ کی جائے اور اچھا حاجی وہ ہے جو میل کچھلا اور پریشا
حال اور پریشان بال ہو ۱۲

۳۔ حج فرض ہے اور عمرہ واجب۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا ہے کہ عمرے کے واجب ہونے پر اس حدیث سے زیادہ صحیح اور کوئی حدیث نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے عاجز اور کمزور
والدین کی طرف سے اولاد حج کر سکتی ہے اور اس کی بخت ابن عباس کی حدیث کے تحت پہلے گذر چکی ہے ۱۳

شُبْرَمَةَ قَالَ مَنْ شُبْرَمَةُ قَالَ أَخِي أَوْ قَرِيبِي قَالَ أَجَبْتِ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ لَا قَالَ حَجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حَجَّ عَنْ شُبْرَمَةَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۹۷۴ وَعَنْ قَالَ وَقَدْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۹۷۵ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عَرَبِيٍّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ

۹۷۶ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَهَلَ بِحَجْرٍ أَوْ

شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ شبرمہ کون ہے۔ اس نے کہا میرا بھائی ہے۔ یا میرا قریبی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنا حج کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا۔ پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ اسکو شافعی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق والوں کے لئے عقیقہ کو میقات مقرر فرمایا۔ اسکو ابو داؤد اور انس نے روایت کیا۔

۹۷۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لئے ذات عربی کو میقات مقرر فرمایا۔ اسکو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۹۷۶ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ جو آدمی مسجد اقصیٰ

لحج بدل وہ کرے جو اپنا حج کر چکا ہو اس حدیث کو در قطعی، بیہقی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں اصل ہے اس بات پر کہ جن آدمی نے اپنا حج نہ کیا ہو وہ دوسرے آدمی کی طرف سے حج نہیں کر سکتا خواہ وہ مستطیع ہو یا غیر مستطیع۔ اس آدمی نے شبرمہ کی نیت بھی کی تھی لیکن آنحضرت نے پھر اس نیت کو بدل دیا ۱۲

۱۲ اہل مشرق سے مراد عراق والے ہیں اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق والوں کے لیے میقات عقیقہ کو مقرر نہیں فرمایا تھا بلکہ یہ حضرت عمر نے مقرر کیا تھا۔ عقیقہ اور ذات عربی دونوں ایک دوسرے کے برابر ہیں اور مشرق والوں سے عراقی لوگ مراد ہیں جیسا کہ اگلی حدیث میں صراحت سے آ رہا ہے ۱۲

۱۳ اس حدیث کو عبداللہ بن احمد بن حنبل اور در قطعی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند اچھی ہے ۱۲

أَوْ جَمْرَةٍ مِّنَ السَّجْدِ الْأَقْصَىٰ إِلَى السَّجْدِ الْأَعْرَابِ عِزْرًا. مَا لَقَدَّ مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ أَوْ رَجِبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ الْبُؤَادُ وَابْنُ مَاجَةَ.

الفصل الثالث

۹۷۷ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَجُحُونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ وَيَقُولُونَ لَعْنُ الْمُتَوَكِّلِينَ فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الْبَرِّ إِذِ اتَّقَى رَوَاهُ أَبُو حَامِيَةَ.

۹۷۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ نِسَاءٌ جَاهِدُ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيهِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

سے احرام باندھ کر حج یا عمرے کے لئے مسجد حرام تک آئے۔ تو اس کے پیچھے اور پچھلے گناہ بخش دیتے ہیں گئے۔ یا اس کے لئے جنت دیا ہو جائے گی۔ اسکو ابو داؤد اور ابی ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۹۷۷ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے جب حج کو آئے۔ تو راستہ کا خرچہ لے کر نہ چلے اور کہتے کہ ہم مترو لوگ ہیں پھر جب مکہ میں آجاتے۔ تو لوگوں سے مانگتے پھرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور خرچہ لے لیا کہ وہ بہترین سچے پرہیزگار ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۷۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے آپ نے فرمایا۔ ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں شان نہیں ہے سچ اور سچ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲ لے نہایت کامل حج کون سا ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان۔ بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیانات سے پہلے بھی احرام باندھ لینا جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور ماکن نے مستند مکہ میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ وہ حج نہایت ہی مکمل ہے جس کا احرام گھر سے باندھ لیا جائے ۱۲

۱۳ اسباب سے کام لینا منع نہیں اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوال نہ کرنا بھی تقویٰ ہے اور اس کے ساتھ ہی آخرت کے سفر کے خرچ کے لیے ضرورت بھی بتلا دی کہ اگر اس دین کے چند روزہ سفر کے لیے خرچ کی ضرورت ہے تو فوراً حجت کے ہیئت کے سفر کے لیے کفے خرچ کی ضرورت ہوگی اور وہ خرچ پرہیزگاری ہے ۱۲

۱۴ اس حدیث کو ابن خزیمہ احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے اور حج اور عمرہ عورتوں کے لیے جہاد ہی کا حکم رکھتے ہیں ۱۳

۹۷۹ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَرَّ بِمِنَعٍ مِنْ أُمَّةٍ حَاجِبَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَالِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحْتَجِّمْ فَلَيْمَتُ أَنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا وَإِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ بِمَا فِي سُلُوفِ النَّاسِ.

۹۸۰ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ قَالَ الْحَاجِمَ وَالْعَامَّةَ تَقَرُّوْا فَمَا جَاءَتْ دَعْوَةُ أَجَابَهُمْ وَإِنْ اسْتَغْفَرُوا غُفِرَ لَهُمْ وَإِنْ رَأَوْا ابْنَ مَاجَةٍ.

۹۸۱ وَعَنْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَنَدَّ اللَّهُ كَثْرَةَ الْغَائِمِي وَ الْحَاجِمِ وَالْعَقْمِ رَأَوْا النَّسَائِيَّ وَالْيَهُودِيَّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ.

۹۷۹ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو حج سے کس ظاہری منوعت یا ظالم بادشاہ یا روک دینے والی بیماری نے نہ روکا ہو۔ اور پھر بھی وہ بغیر حج کئے مر جائے۔ تو پھر یہودی ہو کر مرے۔ یا عیبانی ہو کر اسکو درمی نے روایت کیا۔

۹۸۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر اس سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور اگر اس سے بخشش مانگیں۔ تو ان کو بخش دیتا ہے۔ اسکو ابن مہاجر نے روایت کیا۔

۹۸۱ اور ابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ تین آدمی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ غائمی اور حاجم کرنے والے۔ اور عقلم کرنے والے۔ اسکو نسائی اور یہودی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

لہجہ کاتارک فاسق ہے۔ اس حدیث کو احمد ابو یعلیٰ۔ سعید بن منصور اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن

سب کی سندیں کمزور ہیں۔ کیونکہ لیث بن سلیم ہادی ضعیف ہے اور شریک کا حافظہ درست نہیں رہا تھا۔ البتہ حضرت عمر نے کہا تھا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ کچھ لوگوں کو باہر کے علاقوں میں بھیجوں کہ وہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے طاقت کے ہوتے ہوئے بھی حج نہیں کیا ہے میں ان پر کافروں کی طرح جزیہ مقرر کر دوں۔ اس حدیث کو بیہقی اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند اچھی ہے ۱۲۔

۱۳ اس کی سند میں صالح بن عبداللہ کمزور ہے البتہ اس کے کچھ مشاہدات موجود ہیں جن سے اسکو تقویت پہنچی ہے ۱۲۔

۱۴ اس حدیث کو ابن جان اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ بیہقی میں یہ الفاظ زائد نہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب یہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں تو وہ ان کے سوال پورے کرتا ہے۔ جہاد اور حج اور عمرہ کے سفر میں اگر کوئی سہمی دولت مند آدمی کی بھی مالی امداد کرے تو یہ درست ہے ۱۲۔

بَابُ الْاِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

الفصل الاول

۹۸۴ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يَحْرِمَ
وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْضِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَحْمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۸۵ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْتَمُّ مَلْبِدًا يَقُولُ لَبَّيْكَ

احرام اور تلبیہ کا بیان

فصل اول

۹۸۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ احرام باندھنے سے پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگا کرتی تھی۔ اور اسی طرح
بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے پہلے میں آپ کو کستوری ملی ہوئی خوشبو لگا کرتی تھی۔ گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مانگ میں احرام کی حالت میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ متفق علیہ

۹۸۵ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ سر کو گوندہ لگا کر بالوں کو باندھے

۱۔ طوافِ افاضہ سے پہلے خوشبو لگانا اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ نسائی اور ابن جبان نے بھی روایت کیا ہے۔ احرام
کی حالت میں دوسری یا بندیوں کے ساتھ خوشبو لگانے کی پابندی بھی ہے۔ یعنی حرمِ خوشبو نہیں لگا سکتا۔ لیکن اگر حرام
سے پہلے خوشبو لگا رکھی ہو جس کی خوشبو احرام باندھنے کے بعد بھی آتی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس میں شرط
یہ ہے کہ خوشبو ہلکی اور بے معلوم ہو اور اگر خوشبو تیز ہو اور جسم پر خوشبو لگی ہوئی معلوم ہو تو اسے ابھی طرح غسل کر لینا چاہیے
اور حج طوافِ افاضہ کے بعد پورا ہوتا ہے لیکن حجرات کو کنکر مارنے کے بعد قربانی کیے کے حجامت کرائی جائے تو خوشبو کا
لگانا جائز ہو جاتا ہے خواہ ابھی طوافِ افاضہ باقی ہو۔ طوافِ افاضہ سے پہلے اور کنکر مارنے کے بعد احرام کی
تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں ماسوائے عورت اور مرد کے تعلقات کے۔ اور طوافِ افاضہ کے بعد پابندی بھی ختم ہو جاتی
ہے۔ یعنی یوں سمجھو کہ طوافِ افاضہ کے بعد حج مکمل طور پر پورا ہو چکا۔ اب اگر کچھ باقی بھی ہے تو وہ صرف سنن اور مستحبات
ہیں۔ واجبات اور فرائض ختم ہو گئے۔

تَاوَاهُ الْبَخَّارِيُّ -

۹۸۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بَعْضَهُ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ نَحْجٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِالنَّحْجِ وَأَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّحْجِ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بَعْضَهُ فَعَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بِالنَّحْجِ أَوْ جَمَعَ النَّحْجَ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَكِلُوا حَتَّى كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۹۹. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى النَّحْرِ بَدَأَ أَهْلًا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَ بِالنَّحْرِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

اپنی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۸۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا۔ اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ لیکن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ وہ تو حلال ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے حج کا یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا۔ وہ قرآنی کے دن تک حلال نہ ہوتے یعنی احرام نہ کھولا۔ متفق علیہ۔

۹۹. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج کے ساتھ عمرہ کو بھی ملایا تھا۔ آپ نے پہلے تو عمرہ کے لئے لبیک کہا۔ اور پھر حج کا اہل کیا۔ متفق علیہ۔

۱۰. تمتع اور قرآن آفاقی کے لیے ہیں اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ لوگ حج اور عمرہ دونوں کا نام میقات سے احرام باندھتے وقت لے رہے تھے یعنی حج تمتع یا قرآن کر رہے تھے۔ حج کی تینوں قسمیں پہلے بیان ہو چکی ہیں یعنی افراد۔ قرآن اور تمتع۔ مگر کے رہنے والوں کو قرآن اور تمتع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ رعایت صرف باہر کے لوگوں کے لیے ہے۔ افراد میں قرآنی واجب نہیں باقی میں واجب ہے اگر قرآنی نہ کر سکے تو دس دن کے روزے رکھے پھر دس دن کے روزے رکھیں اور سات اپنے گھر واپس آکر ۱۲

۱۱. آنحضرت نے کو نسا حج کیا تھا۔ اس حدیث کو ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ افراد۔ تمتع اور قرآن میں سے آنحضرت نے کو نسا حج کیا ہے؟ اس میں روایات مختلف ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے افراد کیا تھا۔ اور جو لوگ تمتع کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ افضل تمتع ہی ہے اگر آنحضرت اپنے ہمراہ قرآنی نہ لائے ہوتے تو آپ بھی احرام کھول دیتے۔ اور جن لوگوں نے قرآن کہہ لیا ہے وہ اس لیے کہہ لیا ہے کہ آپ نے حج کے بعد ایک عمرہ بھی کر لیا تھا ۱۲

۱۳. اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مطلب اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

الفصل الثانی

۹۹۱ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ نَهْيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَدُّدَ الْإِهْلَالِ لَهُ وَأَغْتَسَلَ رَأْسَهُ لِلتَّرْمِذِيِّ وَاللَّيْثِيِّ -

۹۹۲ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّكَ مَرَّاتٍ بِالْغُسْلِ مَرَّاتٍ الْبُودَاوُدَ -

۹۹۳ وَعَنْ خَلَادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْرُوا إِبْرَاهِيمَ قَامَرِيَّ إِنَّ أُمَّهُ أَصْحَابِي أَنْ يَرَفَعُوا صَوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ وَالتَّلْبِيَةِ مَرَّاتٍ مَالِكٌ وَالتَّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاوُدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ -

فصل دوم

۹۹۱ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ احرام باندھنے کے وقت علیحدگی میں چلے گئے۔ اور غسل کیا۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔

۹۹۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بال غلطی اور گوند کے ساتھ سمایئے غلطی اسکو ابو داؤد سے روایت کیا۔

۹۹۳ خلاد بن سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل میرے پاس آئے۔ اور مجھ کو کہا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں کہ وہ اہلال میں یا لبیک کہنے میں اپنی آوازیں بلند کریں۔ اسکو مالک، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰ احرام سے پہلے غسل سنت ہے اس حدیث کو دارقطنی، بیہقی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ احرام باندھنے سے پہلے غسل کر لینا اچھی طرح صابن وغیرہ مل کر صاف ہو جانا سنت ہے اور احرام سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا بھی سنت ہے اکثر علماء کا یہی مذہب ہے ۱۱

۱۱ احرام میں بالوں کو گوند لگانا ناجائز ہے اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے۔ احرام میں چونکہ کنگھی کرنا منع ہے بال پریشان ہو جاتے ہیں اس لیے آپ نے سر کو جب دھویا تو پانی میں تھوڑی سی گوند ملا لی جس سے بال چمٹ گئے اور پریشان ہونے اور اڑنے سے محفوظ ہو گئے۔ آپ نے سر پر پٹے رکھے ہوئے تھے ۱۲

۱۲ اس کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور اس کو احمد بن حزیم، ابن حبان، حاکم شافعی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ابن ماجہ میں اتنے لفظ زیادہ ہیں کہ لبیک کہنا حج کا نشان ہے ۱۲

۹۹۴ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ لَبَّى بِأَيِّ لَبٍّ عَنِ مِثْلِ عَيْنَيْهِ وَشِمَالِهِ مِنْ حَجْرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَى حَتَّى تَنْقُطَ الْأَرْضُ مِنْ هَرَفِنَا وَهَرَفِنَا أَوْ الْوَيْدِ وَابْنِ مَلَجَةَ -

۹۹۵ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِدِي الْخَلِيفَةِ الرَّكَعَيْنِ ثُمَّ إِذَا انْسَلَوْتُ بِهِ النَّاقَةَ كَانَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْخَلِيفَةِ أَهْلًا بِهَوْلِاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْحَجْرِيُّ بِدَايِكَ لَبَّيْكَ وَالْمَرْغَبِيُّ بِدَايِكَ وَالْعَمَلُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَقَلْبُهُ مُسْلِمٌ ۹۹۶ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا

۹۹۴ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بھی لبیک کہتا ہے تو اس کے فائدے میں اور بائیں ہوجھی پھر یاد رحمت یا اینٹ ہوتی ہے۔ وہ بھی لبیک کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ زمین ادھر سے بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ادھر سے بھی اسکو تیزی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۹۹۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالخلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر جب ذی الخلیفہ کی مسجد کے پاس اچکلے کر آپ کی اونٹنی کھڑی ہو جاتی۔ تو آپ ان کلمات کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتے۔ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔ اور تیری خدمت میں حاضر ہو کر نیک نیتی حاصل کرنا ہوں۔ ساری جھلایاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ میں حاضر ہوں اور رحمت تیری ہی طرف ہے۔ اور کل تیرے ہی لئے ہیں۔ متفق علیہ اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

۹۹۶ عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب لبیک کہنے سے فارغ ہو جاتے۔ تو اللہ

۱۲ اس حدیث کو پہنچنے سے بھی روایت کیلئے۔ اور اس کی سند میں اسمعیل بن عباس ضعیف ہے۔

۱۳ مکمل ایمان کی صفات

پہلے تنبیہ کے الفاظ بیان ہو چکے ہیں اس حدیث میں دو لفظ زیادہ آئے ہیں۔ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ سعدیک کا معنی ہے میں تیری اطاعت کر کے سعادت حاصل کرتا ہوں اور حدیث کے اخیر میں ہے وَالْمَرْغَبِيُّ بِدَايِكَ۔ یعنی میری تمام رغبتیں تیری ہی طرف ہیں اور تمام اعمال بھی صرف تیرے ہی لیے ہیں یعنی صرف تجھ ہی کو راضی کرنے کے لیے اور وہ بھی صرف تیری ہی توفیق سے۔ حدیث میں آیا ہے جس کی محبت اور ناراضگی اور سخاوت اور بخل صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔ ۱۴

فَرَمَّ مِنْ تَلْبِيَّتِهِ سَأَلَ اللَّهُ رِضْوَانَهُ وَالْجَنَّةَ وَاسْتَعْفَاةَ بَرِيحَتِهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ -

الفصل الثالث

۹۹۷ عَنْ جَابِرَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَّ امْرَأَةٌ الْجَحْمِ اذَّنَ فِي النَّاسِ فَاجْتَمَعُوا فَلَمَّا اتَى الْبَيْتَ احْتَمَرُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۹۹۸ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الشُّرِكُونَ يَقُولُونَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُكْمَرُ قَدْ قَدَّ لِلْأَشْرِيكَاهُ لَكَ أَنْ تَلْبُكَ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هَذَا وَهُمْ يُطَوُّونَ بِالْبَيْتِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تعال سے اس کی رضامندی اور جنت کا سوال کرتے۔ اور اس کی رحمت سے آگ سے معافی پاتے۔ اسکو شافعی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۹۹۷ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کا ارادہ کیا۔ تو لوگوں میں اعلان فرمایا۔ تو لوگ اکٹھے ہو گئے۔ پھر جب آپ بیاد کے مقام پر آئے۔ تو آپ نے احرام باندھا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۹۹۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مشرک لوگ کیا کرتے تھے۔ ہم حاضر ہوتے تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ فسوس ہے تم پر بس۔ مگر وہ شریک ہے تیرا جس کا قاف ایک ہے۔ اور ان چیزوں کا بھی تو مالک ہے جن کا وہ مالک ہے مشرک اس طرح کہا کرتے تھے۔ اور وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوتے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۰۰ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں صالح بن محمد بنی ضعیف ہے لیکن اس حدیث کی تائید

اور حدیثوں سے ہو جاتی ہے ۱۲

۱۰۰۱ اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور بیہاد ذوالحجیف کے بالکل قریب ہی ایک جگہ ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ بیہاد اور ذوالحجیف

دونوں ایک ہی جگہ کے نام ہیں ۱۲

۱۰۰۲ مشرکین کا تلبیہ۔ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ مشرک لوگ جب تلبیہ کہتے

اور لا شریک لک کہتے تیرا کوئی شریک نہیں) تو اس وقت آنحضرت فرماتے تیرا فسوس تم توجید کا اقرار بھی کرنے ہوا ہے

پھر مشرک بھی کرتے جاتے ہو۔ پس تک رک جلاؤ آگے کچھ نہ کہنا لیکن مشرک پھر آگے کہو اس کہنے لگ جاتے ۱۲

بَابُ قِصَّةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۹۹۹ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَتَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَخْرُجْ لِمَا دَانَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاثِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرًا كَثِيرًا فَمَجَّاجًا حَتَّى إِذَا تَبَيَّنَ الْخَلِيفَةُ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ لَيْكُو فَارْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ اعْتَسِلِي وَاسْتَنْظِرِي فِي

حجۃ الوداع کا بیان

فصل اول

۹۹۹ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں نو سال تک ٹھہرے اور آپ نے کوئی حج نہیں کیا پھر دسویں سال آپ نے لوگوں میں منادی کروائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو جا رہے ہیں تو مدینہ منورہ میں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے تو ہم آپ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم ذوالحلیفہ میں آئے۔ تو اسماء بنت عبد اللہ کے پاس پہنچے اور وہیں سے فرمایا۔

۱۰ حجۃ الوداع میں بے مثال اجتماع اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ ابن ابی شیبہ۔ عبد بن حمید۔ بزار اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ اور اردگرد کے لوگ نو سے ہزار کی تعداد میں آئے تھے اور پھر راستے سے بھی لوگ آ کر ملتے گئے یہاں تک کہ عرفات کے میدان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ اور صحابیات کا مجمع تھا۔ عہد نبوی کا یہ سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اس حج میں آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ خطبات نبوی میں سے سب سے بڑا خطبہ ہے اور چونکہ خداوند تعالیٰ کی مشیت میں آپ کا یہ حج آخری حج تھا اور آئندہ آپ کو اتنے بڑے مجمع سے خطاب کرنے کا موقع نہ ملنے والا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ جامع ترین خطبہ دلویا۔ جتنی ہدایات اس خطبہ میں دی گئی وہ آپ کے اور کسی خطبہ میں نہیں ملتی اور جس طرح رسوم جاہلیت کو اس موقع پر باہل کیا گیا وہ بے مثال ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ جس گناہ اور رسم کو ختم کیا اس کی ابتداء اپنے خاندان اور اپنے گھر سے کی ۱۷

يُثْرِبَ وَالْحَرَامِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ مَرَّ بِالقَصْوَاءِ حَتَّى إِذَا
 اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْتِ أَحْرَأَهُمْ بِالتَّجْرِيدِ لَيْتَكَ اللَّهُمَّ لَيْتَكَ لَيْتَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْتَكَ
 الْحَدَّ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ جَابِرٌ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتَّى
 إِذَا آتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْلَمَ التُّرْكَ فَمَرَّ مَلِكُنَا وَمَشَى أَرْبَعًا فَعَدَّ مَرَّ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
 فَفَرَّ أَوْ لَحْنَا وَأَمِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَضَى فَصَلَّى مَرَّكَتَيْنِ فَجَعَلَ الْقَامِرَيْنِ بَيْنَ الْبَيْتِ وَبَيْنَ رِوَابِيَةِ
 أَنَّهُ فَرَّ إِلَى التُّرْكَتَيْنِ كُلُّهُمَا اللَّهُ أَحَدًا وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكُفْرُونَ ثُمَّ رَاجِعَ إِلَى التُّرْكَتَيْنِ فَلَسْتَمَ ثُمَّ خَرَجَ
 مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَى مِنَ الصَّفَا قَرَأَ أَنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ أَبْدَأُ بِأَبْدَاءِ اللَّهِ

عسل گراہ ایک کپڑے کا ٹنگو ٹہرنا بندھ کر احرام باندھ لے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی پھر آپ اپنی اونٹنی
 قسویٰ پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب اونٹنی انگوٹے کو سیدھا پر کھڑی ہو گئی۔ تو آپ نے توحید کی آواز بلند کی۔ میں حاضر ہوں۔ اے
 اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں۔ سب تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں۔ بادشاہی تیری ہے تیرا
 کوئی شریک نہیں۔ جاہا برنے کہا۔ ہمارا ارادہ صرف ناگ کرنے کا تھا۔ ہم عمرہ کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم آپ کی ساتھ
 بیت اللہ شریف پہنچے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور سات چکر میسے تین چکروں میں تو آپ دعا کہہ چکے۔ اور چار میں معمول کے مطابقت
 پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ اور مقام ابراہیم کو ناکہ کی جگہ بناؤ۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور مقام ابراہیم کو
 اپنے اور خانہ کعبہ کے درمیان دکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دونوں رکعتوں میں قل هو اللہ احد اور قل یا ایہا الکفرون سورہ تین
 پڑھیں۔ پھر آپ حجر اسود کی طرف آئے۔ اور اسکو بوسہ دیا۔ پھر روزہ سے صفا پہاڑی کی طرف نکل گئے۔ پھر جب آپ صفا کے قریب پہنچے۔

۱۰ حیف اور نفاس والی کے لیے بھی احرام سے پہلے غسل کرتا سنت ہے پھر ٹھوٹ باندھ لے اور حیف و نفاس والی کا احرام اور حج صحیح ہے
 ۱۱ یہ احرام کا دو گنا نہ تھا اگر فرض نماز کے بعد احرام باندھا جائے تو فرض نماز دو گنا نہ احرام کے قائم مقام ہو جاتی ہے ۱۲
 ۱۳ جاہلیت میں حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو گناہ سمجھتے تھے اسلام نے حج کے دنوں میں عمرہ کو جائز قرار دیا لیکن اس کے باوجود عام طور
 کے مطابق ان کا عمرہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا ۱۴

۱۵ اس کو شریعت کی اصطلاح میں رتل کہتے ہیں یعنی خانہ کعبہ کے پہلے تین بچروں میں کندھے بٹا ہوا اور دوڑ دوڑ کر چلے
 اس سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم یعنی خانہ کعبہ میں آنے کا طواف) میں بھی رتل ہے۔ اصولی طور پر یہ سمجھ لیں کہ جس طواف
 کے بعد صفا اور مروہ کی دوڑ ہوگی اس میں رتل بھی ہوگا اور اضطباع بھی۔ اس اضطباع کی بالتفصیل تشریح آگے چل

بِهِ نَبَدًا يَا صَفَا فَرَّقِي عَلَيَّ حَقِّي رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللَّهُ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَجْزَدُ وَعَدَاةٌ وَلَمَّا وَصَلَ عَبْدُهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِثْلَ هَذَا اثْنَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ وَمَشَى إِلَى الْمَرُوءَةِ حَتَّى انْصَبَتْ قَدَمَاؤُ فِي بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ سَلَى حَتَّى إِذَا صَعِدَ تَأَمَّنَ حَتَّى أَتَى الْمَرُوءَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرُوءَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا كَانَ الْخِرْطُوبَانِ عَلَى الْمَرُوءَةِ نَدَى وَهُوَ عَلَى الْمَرُوءَةِ وَالنَّاسُ كَعْتَةٌ فَقَالَ لَوَافِي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِئِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لِمَ اسْقَى الْهَدْيَ وَجَعَلَهَا عَمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْ وَيَجْعَلْهَا عَمْرَةً فَقَامَ سِرًا قَدِيمًا بَيْنَ الْمَلِكِ

تو آپ نے یہ آیت پڑھی کہ بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے لٹلاتے سے ہیں۔ میں وہیں سے شروع کرتا ہوں۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا۔ آپ پہاڑی پر چڑھے جب بیت اللہ شریف نظر آئے گا۔ تو آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توجیہ بیان کی۔ اور اس کی تکبر کی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ اور شکروں کو کیلئے شکست دی۔ پھر آپ نے اس کے درمیان دعا کی۔ اور اسی طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ التراب اور مروہ کی طرف چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب آپ کے قدم واکلاہ تیزی سے پڑنے لگے۔ تو پھر آپ دوڑے۔ اور پھر جب قدم اوپر چڑھنے لگے تو معمول کے مطابق چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب آپ مروہ پر پہنچے۔ تو مروہ پر بھی اسی طرح کیا جیسا کہ صفا پر کیا تھا۔ یہاں تک کہ جب مروہ پر اچکا آئی چکر تھا۔ تو آپ نے مروہ پر سے آواز دی۔ اور لوگ آپ کے پیچھے تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ جواب مجھے معلوم ہوا ہے۔ اگر پہلے میرے ذہن میں آجاتا۔ تو میں اپنے ساتھ قرآنی لے کر آتا۔ اور میں اسکو بولتا دیتا۔ اب جس آدمی کے پاس قرآنی نہ ہو۔ وہ احرام کھول ڈالے۔ اور اس کو عروہ

۱۲ (تقریباً عاشرہ صفر گذشتہ) یعنی طواف کی دو واجب رکعتوں میں یہ سو نہیں پڑھیں ۱۲
۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ سے باہر جانے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے ۱۲
۱۴ آپ کے زمانہ میں صفا اور مروہ دو پہاڑیاں تھیں اب وہاں پہاڑیوں پر مکان بن گئے ہیں اور نیچے سیریاں بنی ہوئی ہیں حاجی ان سیرھیوں پر کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں ۱۲
۱۵ یعنی اسلام کا بول بالا کر دیا ۱۲
۱۶ یہ جنگ احزاب کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ سب لشکروں کو اس کیلئے شکست دیدی ۱۲
۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ حج کی نیت میں تبدیلی ہوسکتی ہے ۱۲

بَيْنَ جَعَشِمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْعَاهِنَاهُذِ الْأُمَّرَ لِأَبْدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرَى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لِأَبْلِ لِأَبْدٍ وَقَدِمَ عَلَيَّ مِنْ
 الْيَمَنِ يُبْدِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ
 إِنِّي أَهْلٌ بِمَا أَهَلَ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيُ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ وَاللَّيْلُ
 قَدِمَ بِهِ عَلَى مِنَ الْيَمَنِ وَاللَّيْلُ لَيْلِي لَيْلِي بِمِ الْيَمَنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَ
 تَقَرُّوا وَاللَّيْلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّوْبَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى
 مِنَى فَأَهْتُوا بِالْحَجِّ وَرَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

یہاں سے لے کر فرماؤں میں مالک بن جعشم نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے اللہ کے رسول یہ عمر اسی سال کے لئے ہے۔ یا ہمیشہ کے لئے ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں اور فرمایا عروج میں اسی طرح داخل ہو گیا ہے۔ آپ نے اس طرح دو دفعہ فرمایا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کی اوشنیاں لے کر آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوچھا جب تو نے حج کا احرام باندھا تھا۔ تو کس طرح کہا تھا۔ تو علی نے کہا۔ میں نے کہا تھا۔ اے میرے اللہ میں اس چیز کیساتھ لبیک کہتا ہوں۔ بس کے ساتھ تیرے نبی نے لبیک کہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا میرے ساتھ تو قربانی ہے۔ اور تم صلی احرام سے نہ نکلو جاؤ۔ لے کہا۔ ان قربانیوں کی جماعت جو حضرت علی بن ابی طالب سے لے کر آئے تھے۔ اور وہ قربانیاں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لاتے تھے۔ یہ سب مل کر سو قربانیاں تھیں۔ چار ہرے کہا۔ تو سب لوگوں نے اپنے احرام کھول ڈالے۔ اور بال کٹا ڈالے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ آدمی جن کے پاس قربانیاں تھیں وہ احرام میں رہے۔ پھر جب یوم الترویہ آیا۔ تو انھوں نے منیٰ کی طرف رزح کیا۔ اور حج کا احرام باندھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ آپ نے منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، شتا اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کا جو جو چکا تھا اس سے عمرہ پورا ہو جاتا ہے۔ ۱۱۔

- ۱۱۔ اتنا کام جو چکا تھا اس سے عمرہ پورا ہو جاتا ہے۔ ۱۱۔
- ۱۲۔ سراقہ نے اسی جاہلیت کی قدیم عادت کے مطابق سوال کیا کہ کیا صرف اسی سال میں حج اور عمرہ کو اکٹھا کر لیا گیا ہے یا ہمیشہ کے لئے حج کے ساتھ عمرہ کی اجازت ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے اجازت ہو گئی ہے۔ ۱۲۔
- ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج کی اس طرح تہیت کرنا صحیح ہے کہ میں اسی قسم کے حج کی نیت کرنا ہوں جس طرح کی نیت فلاں نے کی ہے۔ ۱۳۔
- ۱۴۔ اگر حاجی اپنے ساتھ قربانی لایا ہو تو پھر جب تک قربانی ذبح نہ ہو جائے احرام نہیں کھولا جاسکتا اسی لیے آنحضرت نے خود بھی احرام نہ کھولا اور حضرت علی کو بھی منع کر دیا کہ وہ بھی احرام نہ آئیں۔ ۱۴۔
- ۱۵۔ حج اور عمرہ میں سر کا منڈانا یا بال کٹنا بھی ایک رکن ہے لیکن سر کا منڈانا بہت افضل ہے۔ ۱۵۔
- ۱۶۔ ساتویں ذی الحجہ کا یوم الترویہ ہے۔ آٹھویں کا یوم الترویہ ہے۔ نویں کا یوم عرفہ اور دسویں کا یوم النحر ہے اس کے بعد تین دن یا چار

وَالْفَجْرِ ثُمَّ مَكَثَ لَيْلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِهَبَّةٍ مِنْ شَعْرِ تَضْرِبُ لَهُ بِبِئْرَةِ فَسَادٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فَتْنُكَ قُرَيْشٍ إِلَّا أَنَّهُ وَقِفْتُ عِنْدَ الشَّعْرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقَبَةَ قَدْ هَبِرَتْ لَهُ بِبِئْرَةٍ فَذَكَرَ بِهَا حَتَّى إِذَا نَامَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُجِدَتْ لَهُ فَاتَى بَطْنَ أَوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ يَا نَدِمَاءُ كَرُّوْا مَوَالِكُمْ حَرِّمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ حَرِّمَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنِّي شَهْرُكُمْ هَذَا إِنِّي بَدَلْتُكُمْ هَذَا الْأَكْلَ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ قَمَحْتُ قَدِمِي مَوْضُوعًا وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنْ أَدُلَّ بِمِرِّ أَضْعُ مِنْ دِمَائِنَادُمْ مِنْ بَيْعَةِ بَيْنِ الْحَبَرِثِ وَكَانَ مُسْتَوْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هَذَا يَل

ہے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا۔ آپ نے بالوں کے ایک خیمہ کے متعلق حکم دیا کہ اسکو نذرہ میں لگایا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قریش کو وہم و گمان ہی نہیں تھا۔ کہ آپ مشعر الحرام کے آگے جائیں گے۔ جیسا کہ قریش جاہلیت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزر گئے یہاں تک کہ جب آپ عرفہ میں پہنچے۔ تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے لئے نذرہ میں ایک خیمہ لگایا گیا ہے۔ آپ اس میں اترے پھر جب سورج ڈھل گیا۔ تو آپ نے حکم دیا۔ اور قصواء پر کجواہ بکھ دیا گیا۔ آپ وادی کے نشیب میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ تمہارے مال اور خون تم پر اس طرح حرام ہیں۔ جیسے کہ کوئی اس دن میں اور اس مہینے میں اور اس شہر میں کوئی خدا تعالیٰ کی حرمت کو توڑے۔ سن لو جاہلیت کے زمانہ کا ہر کام میرے قدموں کے نیچے روند آگیا ہے۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے خون کے تام مقدسے اب موقوف ہیں۔ اور پہلا خون جس کو میں اپنے خونوں میں سے موقوف کرتا ہوں۔ وہ ایسا بنو ربیعہ بن حارث کا خون ہے اور ایسا بنو سعد میں دو دو بیٹا تھا۔ اسکو نہیل کے قبیلہ والوں نے قتل کر دیا تھا۔ اور جاہلیت کے زمانہ کے تام سود اب موقوف ہیں اور

۱۔ مشعر الحرام نذرہ کا نام ہے یہ حرم کی حد کے اندر ہے اور عرفات کا میدان حد سے باہر ہے۔ قریش مکہ عرفات میں نہ جاتے تھے صرف نذرہ تک جاتے اور کہتے کہ ہم حرم کے رہنے والے ہیں حرم سے باہر نہ جائیں گے اسی لیے قریش نے خیال کیا تھا کہ آپ بھی عرفات نہ جائیں گے۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوپہر سے پہلے عرفات کی حد میں داخل ہونا سفت کے خلاف ہے۔

۳۔ یہ خطبہ بڑا مفصل ہے اور آپ کی زندگی کا سب سے بڑا خطبہ ہے اور خطبہ کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

۴۔ یعنی مسلمان آدمی کا خون کرنا یا اس کا مال چھین لینا یا اس کی بے عزتی کرنا اتنا سخت جرم ہے جیسا کوئی عرفہ کے دن کہ حرمت والے چھینے کا دن ہے۔ عرفات کے میدان میں جس کا کچھ ہضم جبل رحمت سے مغرب کی طرف حرم میں ہے اور مسجد نذرہ عرفات کے میدان میں ہے اس کا گھر حرم کی حد کے اندر ہے اور جس حد سے باہر ہے۔ مکہ مکرمہ کے شہر میں کوئی آدمی خدا تعالیٰ کی حد کو توڑ دے۔

۵۔ یعنی جاہلیت کے خون کے مقدسے اب ختم ہوئے اب نہ ان کا قصاص ہے نہ دیت اور نہ کفارہ۔

۶۔ اب پچھلے سود اور بیاج ختم ہو گئے۔ اب سود کا لینا۔ دینا۔ لکھنا اس پر گواہ ہونا سب حرام ہے اصل رقم آپس میں لے دے سکتے ہو۔

وَبِالْبَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ مَرَبِّهَا أَضْعَمُ مِنْ مَرَبِّانَارِ بِأَعْيَاسِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلَبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ
 فَأَقْرَبُ اللَّهِ فِي النَّسَبِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوسُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ مِنْ وَجْهِهِ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَكَلِمَةِ عَلَيْهِمْ
 أَنْ لَا يُؤْطِئِينَ فَمَا شَكُمُ أَحَدًا لَكُمْ هَوْنًا كَانَ فَطَعْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْتَدِحٍ وَلَا يَلْتَمِسْنَ عَلَيْكُمْ
 مَرْزُقَهُنَّ وَكَسُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ لَكُمْ مَالَهُ تَضَلُّوْا بَعْدَ ذَلِكَ إِنْ ائْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللَّهِ وَ
 أَنْتُمْ تَسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا الشَّهَادَةُ أَنْكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدْرَيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ يَا صِبْيَةَ اللَّهِ
 يُرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيُنَكِّتُهَا إِلَى النَّاسِ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اذْنِ بِلَالٍ ثُمَّ أَنْتُمْ
 فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصَرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ تَرَكَبَ حَتَّى آتَى الْمَوْقِفَ فَبَعَلَ بَطْنًا

سب سے پہلا سو جو میں اپنے سرور میں موقوف کرنا ہوں۔ وہ عباس بن عبدالمطلب کا سو ہے۔ وہ سب کا سب اب موقوف ہے
 پھر اللہ تعالیٰ سے لڑتوں کے حقوق کے متعلق ڈرتے رہو۔ تم نے انکو اللہ کے عہد کے عہد کے ساتھ حاصل کیا ہے۔ اور اللہ کے کلمے کیساتف
 ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ اور لڑتوں پر تمہارا ایک حق یہ بھی ہے۔ کہ وہ تمہارے بسروں پر ایسے آدمیوں کو نہ بیٹھنے دیں۔ جن کو تم پابند
 کرتے ہو۔ اور اگر وہ ایسا کریں۔ تو ان کو مارو۔ لیکن سخت مارو مارو۔ اور ان کا حق تمہارے ذمے یہ ہے۔ کہ تم ان کو روٹی بھی دو۔ اور کپڑا بھی دو۔ ان
 طرف سے دو۔ اور میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے۔ کہ جب تک تم اسوقتے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور
 قیامت کے دن تم اس کے متعلق پوچھ جاؤ گے۔ سو تم کیا کہنے والے ہو۔ لوگوں نے کہا۔ ہم شہادت دیں گے۔ کہ آپ نے اللہ کے پیغام
 پہنچا ہے۔ اور امانت خداوندی ادا کر دی۔ اور امت کی پوری چیز خواہی کی۔ تو آپ نے اپنی سب اب انگلی سے اشارہ کیا۔ اسکو آسمان کی
 طرف اٹھایا۔ اور پھر لوگوں کی طرف جھکایا۔ اور کہا۔ اے میرے اللہ گواہ رہو۔ میں مرتزا اسکو دہرا۔ پھر حضرت بلال نے اذان کہی۔ پھر تکبیر اقامت
 کہی۔ اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر اقامت ہوئی۔ اور عصر کی نماز پڑھی۔ اور ان کے درمیان کوئی چیز نہیں پڑھی۔ پھر آپ اٹھی پر سوار ہوئے۔

- ۱۱۔ یعنی اللہ کے نام کی برکت سے ان کی شرمگاہیں حلال ہوئیں۔ اور اگر اللہ کے نام کی صفات نہ ہوتی تو یہ نہ ہوتا ۱۲۔
- ۱۲۔ یعنی عورت کا حق نہیں ہے کہ مرد کی اجازت کے بغیر کسی آدمی کو گھر کے اندر آنے کی اجازت دے یہ حکم جنہی لوگوں کے لیے ہے قوی شہاد
- اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ۱۳۔
- ۱۴۔ عورت کا روٹی کپڑا اور دوسرے ضروری اترامات مرد کے ذمہ فرض میں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ۱۵۔
- ۱۶۔ یعنی کیا حضرت جوصلے اللہ علیہ وسلم نے تم کو میرے احکام پہنچائے تھے یا نہیں تو تم کیا جواب دو گے ۱۷۔
- ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات آسمانوں کے اوپر ہے اور اس کی کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور اس کا انکار کفر ہے۔ خدا تعالیٰ
- علم اور قدرت پھر حکم ہے اور سب کو محیط ہے ۱۹۔
- ۲۰۔ بالاتفاق سنت ہے کہ عرفات کے میدان میں تہراد عصر کی نمازیں ظہر کے ابتدائی وقت میں اٹھی کر کے پڑھی جائیں اور دو گانہ پڑھا جائے اور لوٹی

فَاتَقَدَّرَ الْقَصُورَاءُ إِلَى الْقَضْرَاتِ وَجَعَلَ لِمَشَاةِ بَيْنِ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقْفَا حَتَّى
 غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ السُّمُورَةُ قَلِيلًا حَتَّى غَابَ الْقُرْمُ وَأُرْدَفُ أَسَامُ وَدَفَعَهُ حَتَّى لَمَّا لَمَّ لَمَّةُ
 فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَأَقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى طَلَعَ
 الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الْقُدُومُ بِأَذَانٍ وَرَأَى قَامَةً لَمْ يَكِبْ الْقَصُورَاءُ حَتَّى آتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ
 فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقْفَا حَتَّى اسْفَرَ جَدًّا أَفْدَفَعَ قَبْلَ أَنْ
 تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَمْرًا ذَا الْفُضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ حَتَّى آتَى بَطْنَ فَحَسَّرَ فَحَرَكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ
 الْوَسْطَى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى آتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَمَا هِيَ إِلَّا سَبْعُ حَصْبِيَّاتٍ

اور کھڑا ہونے کی جگہ پر گئے۔ آپ نے اپنی اونٹنی قصوا کا پیٹ پھولوں کی طرف کیا۔ اور جبل منشاہ کو اپنے سامنے رکھا۔ اور قید کی طرف رخ
 کیا۔ پھر آپ سورج غروب ہونے تک وہیں کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ فقوزی ہی زردی بھگی گئی۔ اور سورج غروب ہو گیا۔ تو آپ نے اس امر پر نید
 کو اپنی سواری پر بٹھالیا اور واپس ہوئے۔ جب مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ہی آذان اور دو اقامتوں سے پڑھیں۔
 اور ان کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پھر جب صبح واقع ہو گئی۔ تو صبح کی نماز
 آذان اور اقامت سے پڑھی۔ پھر آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ مشعر الحرام پر آئے۔ اور قید کی طرف رخ کیا۔ اللہ تعالیٰ
 سے دعا ہے کہ وہیں مانگیں۔ اور تکبیریں کہیں۔ اور لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کی پوری کھڑے رہے۔ جب ابھی حاسی سفیدی ہو
 گئی۔ تو آپ سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا جب آپ لٹیں محرم میں آئے تو کچھ اونٹنی کو نکلنے
 دی۔ اور تیز چلایا۔ اور درمیان میں لائق سے پر ہوئے۔ جو راستہ کہ جمرہ عقبہ پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ جب آپ جمرہ کے پاس پہنچے۔ تو وہ سنت کے پاس کھڑے

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

يَكْتُمُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَأَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَضْرُفِ فَفَعَّرَ
 ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بَدَنَةً بِيَدِهِ ثُمَّ اعْطَى عَلِيًّا فَخَرَّ مَا غَيْرَ وَاشْرَكَ فِي هَدْيِهِمْ أَهْرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ يَبْضَعُ
 بِجَعَلَتِي تِي تَدَا يَطْبُخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ قَرْمِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَاقْتَضَى إِلَى أَبِيهِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتَى عَلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُسْقُونَ عَلَى تَرَفِّهِمْ
 فَقَالَ أَرِزُوا نَبِيَّ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يُغَابِلَكُمْ النَّاسُ عَلَى سَقَاتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوهُ
 دُلُوًّا فَشَرِبَ مِنْهُ رَأْوَاهُ مُسْلِمًا -

۱۰۰۰ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَبِئْسَانُ

ہو کر حرہ کو سات لنگریاں ادریں۔ آپ نے ان میں سے ہر لنگری کے ساتھ بکیر پڑھی۔ اور لنگریاں خذف کی لنگریوں جتنی تھی آپ نے وادی
 کے نیشب میں کھڑے ہو کر لنگریاں پھینکیں۔ پھر آپ قربان گاہ کی طرف واپس ہوئے۔ آپ نے تریسٹھ اونٹیاں تو اپنے ہاتھ سے ذبح کیں پھر
 حضرت علی کو حکم دیا کہ باقی ذبح کریں سبائی کی قربانیاں انہوں نے ذبح کیں اور آنحضرت نے حضرت علی کو بھی اپنی قربانی میں شریک کیا۔ پھر
 حکم دیا کہ ہر ایک اونٹنی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت لیا جائے۔ انکو ہڈیاں میں ڈال کر پکایا گیا۔ تو دونوں نے گوشت بھی کھایا اور شہو دیا بھی پیا۔
 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ شریف کو واپس ہوئے۔ ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی۔ پھر بنو عبدالمطلب کے پاس آئے۔
 وہ لوگوں کو نذر م کا پانی پلا رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا عبدالمطلب کے بیٹوں پانی کا ٹوک۔ اگر یہ غلو نہ ہوتا۔ کہ ٹوک خود بھی ٹکاتے مگس گے۔ تو
 میں بھی تمہارے ساتھ مل کر پانی کا ٹا۔ پھر انہوں نے آپ کو پانی کا ڈول پکڑ لیا۔ تو آپ نے اس سے پانی پیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۰۰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لکڑیوں میں سے تو بعض نے عمرہ کا احرام باندھا

۱۔ کہ خذف کہتے ہیں انگوٹھے اور ساتھ الی انجلی سے جھوٹی سی لنگری ناخن پر پھینکنے کو یعنی قریبا چنے کے برابر اور کچھ چھوٹی بڑی بھی ہوتی اور رکن ادا ہو جائے
 ۲۔ سنت یہ ہے کہ قربانی خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اگر خود نہ کر سکے تو نیابت بھی جائز ہے بشرطیکہ نائب مسلمان ہو ۱۲
 ۳۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھانا سنت ہے آپ نے سوا دس ذبح کیے ہر اونٹ سے دو بٹی ہوئی بھی لی جاتی تھیں بہت گوشت ہو جاتا جو اکیلے
 آدمی سے نہیں کھایا جاتا ہے اس لیے اس کو دو ٹک میں بچا کر اس کا شور بہ لیا اب ہر قربانی سے کچھ نہ کچھ کھایا گیا ۱۳
 ۴۔ یعنی طواف اٹھانہ کرنے کے لیے۔ یہ بالاتفاق حج کا فرض ہے اس کے وہ جانتے صحیح باطل ہو جاتا ہے۔ اس کا وقت دسویں کی صبح سے
 لے کر بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے سنت یہ ہے کہ پہلے لنگر مارے پھر قربانی کرے پھر حجامت کر لے پھر بیت اللہ کا طواف کرے اسکو
 طواف زیارت۔ طواف رکن طواف صدر طواف فرض بھی کہتے ہیں اس طواف میں تل اور اضطباع نہیں ہے ۱۴

۵۔ لوگوں کو نذر م کا پانی پلانا ہے تو اب کا کام ہے اور یہ منصب حضرت عباس کے پاس تھا آپ نے فرمایا میرا دل تو چاہتا ہے کہ خود پانی پلا
 نکال کر پیوں لیکن غلو ہے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو اور لوگ بھی خود پانی نکالنے لگیں گے اور بالاتر یہ منصب تم سے چھین جائے گا لہذا تم ہی مجھے پانی پلاؤ ۱۵

أَهْلَ بَعْثَةٍ وَمِنْ أَمْنِ أَهْلِ نَجْرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ
بَعْثَةٍ وَلَمْ يَهْدِ فَلْيَعْتَلِ وَمَنْ أَحْرَمَ بَعْثَةَ وَأَهْدَى فَلْيَهْلُ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ
مِنْهَا وَإِيَّيْهَا وَإِيَّيَ فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِتَحْرِهْدِيهِ وَمَنْ أَهْلُ نَجْرٍ فَلْيُؤَمِّمْ حَجًّا قَالَتْ فَخَضْتُ
وَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا نَزَلْتُ حَايَضْتُ حَتَّى كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَلَمْ أَهْلِكُ
إِلَّا بَعْثَةَ فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَلْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطُ وَأَهْلُ بِالْحَجِّ وَأَتْرُكُ
الْعُمْرَةَ فَقَعَلْتُ حَتَّى تَضَيْتُ حَتَّى بَعَثَ مَعِيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ
عُمَرَاءِ مِنَ النَّبِيِّ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهْلُوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ

خفا۔ اور بعض نے حج کا پھر حرم ہم کمر پہننے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن لوگوں نے عمرہ کا احترام باندھا ہے۔ اور ان کیساتھ
قرابانی بھی نہ ہو تو اب وہ لوگ احرام کھول دیں۔ اور جن لوگوں نے عمرہ کا احترام باندھا ہے۔ اور قرابانی بھی اپنے ساتھ لائے ہیں وہ عمرہ کے ساتھ
اب حج کے احرام کی نیت بھی کر لیں۔ اور اس وقت تک احرام نہ کھولیں۔ جب تک کہ ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائیں۔ اولاً ایک روایت
میں ہے کہ وہ اس وقت تک احرام نہ کھولیں۔ جب تک کہ اپنی قرابانی ذبح کر کے صلال نہ ہو جائیں۔ اور جن لوگوں نے حج کا احترام باندھا تھا۔
وہ اپنا حج پورا کریں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھے ماہوار کی آیام شروع ہو گئے نہ تو میں بیت اللہ شریف کا طواف کر سکی۔ اور نہ صفا
مروہ کی دوڑ میں سرفراز کے دن تک عاقبتہ رہی۔ اور میں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ میں اپنے سر کے
بال کھول دوں۔ اور لنگھی کروں۔ اور حج کا احرام باندھ لوں۔ اور عمرہ کو چھوڑ دوں۔ سو میں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا حج پورا
کر لیا۔ پھر آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمن بن ابوبکر کو بھیجا۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے عمرہ کی جگہ اب تسبیح سے عمرہ کروں۔ کہتی ہیں۔ تم لوگو

۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج کی نیتوں میں جو تینوں قسمیں جائز ہیں یہ اختلاف ہے کہ اھل کو نسا حج ہے۔ امام ابوحنیفہ قرآن کو افضل سمجھتے ہیں بغیر تمتع اور پھر
افراد کو امام شافعی افراد کو افضل سمجھتے ہیں اس کے بعد تمتع اور اس کے بعد قرآن اور امام احمد افراد کو بہتر جانتے ہیں اس کے بعد قرآن اور اس کے
بعد تمتع کو لیکن آسانی تمتع میں رہتی ہے اور خلاف قرآن اس آدمی کے لئے افضل سمجھتے ہیں جو لمبی مدت تک احرام کی پابندیوں کو نباہ سکے دلائل
وہ بھی تمتع ہی کو بہتر جانتے ہیں ۱۲۔

۱۸۔ یعنی جب عمرہ کے لیے وقت نہ رہا اور حج کے دن آگئے تو خوبصورتا عمرہ کرنا یا حج کرنا ۱۲۔

۱۹۔ تنہا سے احرام باندھنا ثابت نہیں عام لوگوں نے عادت بنا رکھی ہے کہ تنہا جا کر عمرہ کے لئے جاتے ہیں اور سینکڑوں تک
کر ڈلتے ہیں لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ عمرہ فضا حقیقی اس عمرہ کی جس کا اجر نہ ذوالحجید سے باندھا گیا تھا اور صرف تنہا سے
نئے سرے سے بغیر فضلہ کے جا کر احرام باندھنا اور عمرہ کرنا تو آنحضرت سے ثابت ہے نہ صحابہ سے نہ ائمہ کرام سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ
دیا ہے ۱۲۔

طَلُّوا ثَمَّ طَافُوا طَوَافًا بَعْدَ أَنْ يَجْعُوا مِنْ هُنَا وَمَا الَّذِينَ جَسَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاثْمَاطُوا طَوَافًا
وَاحِدًا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۰۱ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَمَّتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعَمْرَةِ
إِلَى الْحَجِّ فَسَاقَ مَعَ الْهَدْيِ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ وَبَدَأَ أَهْلَ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلَ بِالْحَجِّ فَتَمَّتْ النَّاسُ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ
يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّ لِي
يَجَلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرَمٍ مِنْهُ حَتَّى يَقْضَى حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيُطْفِئْ بِالْبَيْتِ وَ

نہ عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ انھوں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اور صفا مروہ کی دوڑ کی۔ پھر انہوں نے احرام کھول دیا پھر جب وہ
منی سے واپس ہوئے۔ تو بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو لکھا کر لیا تھا۔ تو انھوں نے صرف ایک ہی
طواف کیا متفق علیہ۔

۱۰۰۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حج اور عمرہ کو ملا کر تمتع کیا تھا۔ آپ ذوالحلیفہ
سے قربانی ساقتے لے کر آئے تھے۔ آپ نے پہلے تو عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر حج کا احرام باندھا۔ تو لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع
کیا۔ یعنی حج کے ساتھ عمرہ کو ملا کر فائدہ اٹھایا۔ پھر بعض وہ لوگ تھے۔ جو اپنے ہمراہ قربانی لائے تھے۔ اور بعض وہ تھے جو قربانی نہیں لائے تھے۔
پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم منی میں آئے۔ تو لوگوں کو فرمایا جو آدمی تم میں سے قربانی لائے ہیں۔ وہ تو کسی چیز کو حلال نہ سمجھیں۔ جن کو وہ احرام
سے حرام کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ حج کو پورا کر لیں۔ اور جو آدمی قربانی نہیں لائے ہیں۔ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر لیں۔ اور صفا مروہ کی دوڑ

عمرہ کی سعی کے بعد حج کی سعی ضروری ہے۔ تمتع اور فاقہ ان پر دو طواف فرض ہیں۔ یہاں عمرہ کے لیے اور دو سلام کا رکن اعظم ہے
اللہ یہ فرق ہے کہ اگر عمرے کا طواف اور صفا مروہ کی دوڑ حج سے پہلے ہو چکی ہو تو دوسرے طواف میں صرف خانہ کعبہ کا طواف فرض
رہ جاتا ہے۔ صفا مروہ کی دوڑ فرض نہیں رہتی اور یہاں طواف سے مراد صفا مروہ کا طواف ہے خانہ کعبہ کا طواف مراد نہیں ہے۔

۱۲ اس حدیث کو احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابوالابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۳ یہاں تمتع سے لغوی تمتع مراد ہے کہ آپ نے حج کے ساتھ عمرہ بھی ملایا اور نہ اصطلاحی تمتع مراد نہیں ہے کیونکہ آپ نے قرآن
کیا تھا۔ پہلے افراد کی نیت کی تھی پھر قرآن کی نیت میں اس کو بدل لیا تھا۔ ۱۴

بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَقْصُرَ وَيَحْلُلَ ثُمَّ يَهْوِلُ بِالْحَجِّ وَيَهْدِي مَنْ لَمْ يَهْدِ هَدْيًا فَلْيَصِلْهُمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةَ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَطَافَ حَيْثُ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ حَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَشَئِيَ أَنْ يَتَعَاوَرَكَ حَيْثُ قَضَى طَوَافَ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ الْعَتَمِينَ ثُمَّ سَلَّمَ بِالْمَقَامِ فَآلَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَمِيلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَمٍ مِنْ حَتَّى تَقْضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَمٍ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاقِ الْهَدْيِ مِنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۱۰۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ عَمْرَةٌ اسْتَفْتَعْنَا بِهَا

کریں۔ اور بال کتا کر احرام کھول دیں۔ اور پھر حج کا نئے سرے سے احرام باندھیں۔ اور قربانی دیں اور جس کو قربانی نہ ملے۔ وہ حج و قربان میں تین روزے رکھے۔ اور سات روزے اپنے گھر جا کر رکھے۔ پھر جب آپ مکہ میں داخل ہوتے۔ تو بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور سب سے پہلے بجر اسودہ کو پوس دیا پھر تین چکروں میں آپ دو گڑھ چلے۔ اور چار چکروں میں معمول کے مطابق چلتے رہے۔ پھر جب آپ سے بیت اللہ کے چکر پوسے کر لیتے۔ تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ اور صفا کی طرف آئے۔ پھر صفا مردہ کے ساتھ چکر پوسے گئے۔ پھر آپ نے احرام کی حرام کی سبھی چیزوں میں سے کسی کو حلال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اپنے اپنا حج پورا کر لیا۔ اور قربانی کے دن اپنی قربانی ذبح کر لی۔ اور بیت اللہ شریف کا طواف کر لیا۔ تو پھر آپ نے ہر چیز کو حلال کیا۔ جس کو احرام کی حالت میں حرام کہہ چکے تھے۔ اور جو لوگ اپنے ہمراہ قربانیاں لے گئے تھے۔ انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ متفق علیہ۔

۱۰۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے

۱۰۳ عمرہ میں بال کتنا ہی آیا ہے البتہ حج میں سر کا منڈنا افضل تر ہے ۱۲

۱۰۴ یہ روزے یا تو پانچ چھ سات ذوالحجہ کو رکھ لے مگر ایسا نہ کر سکے تو متنج کو اجازت ہے کہ عید کا دن چھوڑ کر منی کے دنوں میں یعنی ایام تشریق میں ہر روزے رکھ لے۔ عام آدمیوں کو ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے ۱۲

مقام ابراہیم کا مطلب کیا ہے ۱۰۵ مطلب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے کہ خانہ کعبہ اور نمازی کے درمیان مقام ابراہیم آجائے خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو جائے اور اگر اس طرح کہیں بھی جگہ نہ ملے تو حلیم میں پڑھے ۱۲

۱۰۶ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعِمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهَذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ فَصْلِ الثَّانِي
الْفَصْلُ الثَّلَاثُ

۱۰۰۳ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ مِعَّتْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي نَاسٍ مَعِيَ قَالَ أَهْلَنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَاحِدًا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صُبْحَهُمْ رَابِعَةَ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَ نَائِنُ حِجْلٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ حَلُّوا وَأَصِيبُوا النِّسَاءَ
قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يُعِزُّ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُمْ لَهُمْ فَقُلْنَا لِمَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَاتٍ إِلَّا خَمْسٌ

سو جس آدمی کے پاس قربانی نہ ہو۔ وہ تو پوری طرح حلال ہو جائے۔ اور عروج میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو چکا ہے، اسکو مسلم نے روتا
کیا۔ اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

فصل سوم

۱۰۰۳ حضرت عطاء نے کہا۔ کہ میں نے بہت سے لوگوں میں حضرت جابر بن عبد اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ نے خالص حج کا اور صرف ایک حج کا احرام باندھا تھا۔ عطاء نے کہا۔ کہ حضرت جابر نے فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار ذی الحج
کو مکہ میں پہنچے۔ آپ نے ہم کو حلال ہو جانے کا حکم دیا۔ عطاء نے کہا۔ کہ لوگ حلال ہو گئے اور عرفوں سے صحبت کی۔ عطاء نے کہا۔ کہ انہوں
نے اس کا حکم تو نہیں دیا تھا۔ لیکن عرفوں سے صحبت کو جائز رکھا تھا۔ ہم نے کہا۔ جبکہ ہمارے اور عرف کے دن کے درمیان صرف پانچ

عرب حج کے دنوں میں عمر کرنا گناہ سمجھتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جاہلیت کی تمام
رسوم کو ایک ایک کر کے مٹا ڈالا ان رسوم میں سے ایک یہ رسم بھی تھی کہ عرب لوگ حج کے عینوں میں عمرہ کرنا جائز نہ سمجھتے تھے
اور حج کے عینے یکم شوال سے لے کر ذی الحج تک ہیں یعنی شردن تو حضرت نے اس رسم کو بھی نیست و نابود کرنے کے لیے
یہ حکم دیا کہ عمرہ حج کے ساتھ شامل ہو گیا ہے اور قیامت تک کے لیے شامل ہو گیا ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت سراقہ بن مالک نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا یا حضرت کیا یہ حج کے ساتھ عمرہ کو طمانا اسی سال کے لیے جائز ہوا ہے یا
ہمیشہ کے لیے تو آپ نے فرمایا یہ صرف میری وجہ سے ہی جائز نہیں ہو سبے بلکہ آئندہ ہمیشہ کے لیے حج اور عمرہ کئے ہو گئے ہیں اور
اب وہ جاہلیت کی رسم اور عقیدہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے ہیں ۱۲

أَمَّا بَانَ نَضِيَ إِلَى نِسَائِنَا فَنَانِي عَوَفَةَ نَقَطَهُ مَذَاكِرَنَا الْمِثْقَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بَيِّنَةٌ كَانِي النَّظْرِي
 قَوْلًا بَيِّنَةً يَحْمُرُهَا قَالِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فَقَالَ تَدْرِعْتُمْ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ بِاللَّهِ وَ
 أَصَدَّقْتُمْ وَأَبْرَكْتُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي كَحَلَّتْ كَمَا يَحْلُونَ وَلَوْ اسْتَهْبَلْتُمْ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُمْ لَمْ أَسْبِقْ
 الْهَدْيِي نَحْوُ لِحْيَتِي وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالِ عَطَاءٌ قَالِ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلَيَّ مِنْ سَعَاتِي فَقَالَ لَمْ أَهْلِكْ
 قَالِ بِنَا أَهْلًا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَدِي وَ
 أَمَكْتُ حَمَامًا قَالِ وَأَهْدِي لِي عَلِيٌّ هَدِيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بِنِ جَعْتِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْعَرُومَا
 هَذَا أَمْرٌ لَا يَبْدُ قَالَ لِأَبِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ

راتیں رہ گئی ہیں۔ آپ ہم کو حکم دے رہے ہیں کہ ہم اپنی عمر توں سے محبت کریں۔ اور جب ہم عرفین جاتیں۔ تو ہماری شرمگاہیں منی گرا
 رہی ہوں۔ عطا نے کہا کہ جابر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے۔ گویا کہ میں اب بھی جابری کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ اسکو حرکت دیتے
 تھے۔ تو جابر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ تم جلتے ہو۔ کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے
 ڈرنے والا ہوں۔ اور تم سب سے زیادہ پرجا بولنے والا ہوں۔ اور تم سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اور اگر میرے ساتھ قربانیاں نہ ہوتیں۔
 تو میں بھی حلال ہو جاتا جیسے کہ تم حلال ہو رہے ہو۔ اور اگر مجھے پہلے وہ چیز معلوم ہو جاتی۔ تو مجھے اب معلوم ہو رہی ہے۔ تو میں اپنے
 ہزار قربانی نہ لاتا۔ پھر لوگ حلال ہو گئے۔ اور ہم بھی حلال ہو گئے۔ ہم نے آنحضرت کافرمان سا۔ اور فرمانبرداری کی عطا نے کہا کہ حضرت جابر
 نے کہا۔ کہ حضرت علی اپنے کام سے فارغ ہو کر جب پہنچے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ تو نے کس طرح احرام باندھا تھا۔ تو علی
 نے کہا۔ جس کی نیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرمایا کہ قربانی سے دینا۔ اور احرام کی حالت میں رہو۔
 جابر نے کہا کہ حضرت علی کچھ قربانیاں لائے تھے۔ تو سراقہ بن مالک بن جعثم نے کہا۔ اسے اللہ کے رسول کیا یہ صرف اس سال کے
 لئے ہے۔ یا ہمیشہ کے لئے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

لہذا اپنے اوپر خواہ مخواہ یا بندی نہ لگاؤ۔ جانتا چاہئے کہ احرام کی حالت میں اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے محبت کو لئے تو یہ سب سے
 بڑا گناہ ہے جو احرام کی حالت میں کیا جائے شریعت نے اسکی چار منزلیں رکھی ہیں۔ اسکی کاج باطل ہوا۔ آئندہ سال بھر حج کریں۔ ایک ایک
 اونٹ کی قربانی دیں اور جس مقام پر محبت کی تھی وہاں اسکر ایک ایک ہو جائیں تا وہ فقیحک حج سے فارغ نہ ہوں پھر پورا گناہ کے احرام کھول دیا
 جائے تو حج کا احرام باندھنے سے پہلے وہ بیانی مدت میں بیوی سے محبت کرنا جائز ہے عرب لوگ اسکو میوب سمجھتے تھے اور آنحضرت اس
 خیال کو ماننا چاہتے تھے اور جب بعض لوگوں کو اس میں کچھ تردد ہوا تو اسپر تپ ناراض ہوتے اور کہا تم میرا گناہ نہ چھوڑو میری گاری کے خلاف
 نہیں ہے اگر میری گاری کے خلاف ہوتی تو میں نہیں حکم کریں نہ دینا اور جو بندی شریعت نے تم پر نہیں لگائی ہے اسکو اپنے اوپر مسلک نہ کرو ۱۱

۱۰۰۴ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمْرِ بَيْعِ مَضَيْنٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَيْسٍ فَدَخَلَ عَلَى وَهُوَ غَضِيْبَانُ نَقَلَتْ مِنْ أَعْضِبِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذْ دَخَلَهُ اللَّهُ النَّاسَ قَالَ أَوْ مَا شَعَرْتِ ابْنِي أَهْرَثَ النَّاسَ بِأَهْمِي فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ وَلَوْ أَلِيَّ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا مَسَّقْتُ الْهَدْيَ مَعِيَ حَتَّى اسْتَبْرَيْتُ ثُمَّ أَحَلَّ كَمَا حَلَّوْهُ وَأَهْمِي مُسَلِّمٌ

۱۰۰۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار ذی الحج یا پانچ ذی الحج کو مکہ میں آئے۔ آپ غصہ کی حالت میں میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کو کس نے ناراض کر دیا۔ اللہ سے لگ میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے معلوم نہیں ہوا کہ میں نے لوگوں کو ایک حکم دیا وہ اس کی تعمیل میں پس و پیش کر رہے ہیں۔ اور اگر مجھے پہلے وہ چیز معلوم ہو جاتی۔ جو مجھے اب معلوم ہوئی ہے۔ تو میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا۔ اور میں سے خرید لینا بچہ میں بھی حلال ہو جاتا۔ جیسے کہ وہ حلال ہوئے ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

رسول اللہ عالم الغیب نہ تھے۔ اس مضمون کی ایک حدیث براہ بن عازب سے بھی احمد۔ ابن ماجہ اور ابویعلی نے بھی روایت کی ہے یہ وہی حکم تھا جو پہلے گذر چکا ہے کہ احرام کھول دو جب صحابہ نے یہ خیال کیا کہ اب دن تو باقی صرف تین چار ہیں تو ایسے وقت میں احرام کھولنے کی کیا ضرورت ہے تو آپ ناراض ہوئے کیونکہ اس سے آپ کا مقصد توجاہِ اہلبیت کی ایک رسم کو لوٹنا تھا جو احرام کھولے بغیر حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت عالم الغیب نہ تھے جیسا کہ بعض لوگوں نے خیال کر رکھا ہے کیونکہ اگر آپ کو آئندہ حالات کا پتہ لگ جاتا تو آپ اپنے ساتھ قربانی نہ لاتے اور نہ آپ کو اتنی پریشانی ہوتی اور اس کو اب نے مسند فریادیں سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ وَالطَّوَافِ

الفصل الأول

۱۰۰۵ عَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ لَا يَقْدُرُ مَكَّةَ إِلَّا بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيُقْتَبِلَ وَيُصَلِّيَ وَيَبْدَأَ حُلَّ مَكَّةَ نَهَارًا أَوْ إِذَا لَمْ يَنْهَارًا بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَبْدَأَ كَمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ.

۱۰۰۶ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا

مکہ میں داخل ہونے اور طواف کرنے کا بیان

فصل اول

۱۰۰۵ حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب بھی مکہ میں آتے۔ تو رات ذی طوی میں گزارتے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ آپ غسل کرتے۔ اور نماز پڑھتے۔ اور پھر مکہ میں دن کے وقت داخل ہوتے۔ اور جب مکہ سے نکلتے۔ تو صبحی رات ذی طوی میں گزارتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ اور کہتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ متفق علیہ۔

۱۰۰۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے۔ تو بندی کی طرف سے داخل ہوتے

آنحضرت نے رات ذی طوی میں کیوں گزارا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ ذی طوی وہ جگہ ہے جہاں قریش نے بیٹھ کر آنحضرت سے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بنی ہاشم سے بائیکاٹ کا معاہدہ کیا تھا۔ جس کی حقہ کیفیت یہ ہے کہ جب آنحضرت نے نبوت کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے قریش اور ان کے بعد دوسرے عرب قبائل نے بھی آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ ادھر سے غیر فریبی اور ادھر سے انکار برپا ہوا گیا۔ بنی ہاشم اپنا خاندان ہونے کی وجہ سے گو مسلمان تو نہ ہوئے لیکن سر اہل ابولہب کے باقی لوگ آپ کی حمایت ضرور کرتے رہے بالآخر قریش نے آنحضرت کے ساتھ بنی ہاشم سے بھی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا مگر نہ تو ان سے کوئی رشتہ ناظم کیا جانے اور نہ ان سے خرید و فروخت کی جائے۔ غمی خوشی شادی بیاہ وغیروں ان کو بالکل شامل نہ کیا جائے چنانچہ یہ معاہدہ مکہ کے خاندان کعبہ کی دیوار سے لگا دیا گیا چار سال تک اس معاہدہ کی پابندی رہی اور یہ مدت آپ نے اور بنی ہاشم اور مسلمانوں نے شعب ابی طالب میں قید کی حالت میں گزارا بالآخر اس معاہدہ کو دیکھ چاہ گئی اور کفار میں سے کچھ نیک فطرت لوگوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا۔ پچھتے رات اسیلے کفار کی ککافول کو معلوم ہو جانے کہ خدا کی قدرت کا کاشم ہے کہ کل جس جگہ بیٹھ کر تم ہیں نیست نابود کرنے کے منصوبے تیار کرو ہے تمہیں آج ہی جگہ ہمارے قبضہ میں ہے اس سے معلوم ہو گا کہ میں داخل ہونے کے لیے

میں غسل کرنا مسنون ہے۔ ۳۰

- ۱۰۰۹ وَعَنْ قَالَ مَمْلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجُمْهُرِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَقْبِلُ بِطَرَفِ الْمَسْبُورِ اِذَا كَفَّ بَيْنَ الصَّفِّ وَالْمَسْبُورِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ.
- ۱۰۱۰ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَتَى الْجُمْهُورَ فَاسْتَلَمَهُمْ ثُمَّ مَشَى عَلَى مَيْمِنِهِ فَمَمْلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
- ۱۰۱۱ وَعَنِ النَّبِيِّ عَزَمِي قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عَمْرٍو عَنْ اسْتِئْذَانِ الْجُمْهُرِ فَقَالَ بَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُوْنَ وَيُقْبِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.
- ۱۰۱۲ وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا التُّكْمَانِ

- ۱۰۰۹ اہم نفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرا سودک تین پتھروں میں دو ٹکی ادا چار میں آہستہ چلے۔ اور صفا اور مروہ کے پتھروں میں جب آپ نشیب میں جلتے تو دو ٹکتے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
- ۱۰۱۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں آئے تو حجرا سودک کے پاس آگرا اسکو بوسہ دیا۔ پھر اپنی دائیں جانب سے پہلے شروع کیا۔ تین پتھروں میں تو دو ٹکائی۔ اور چار میں معمول کے مطابق چلے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
- ۱۰۱۱ زہیر بن لڑنے نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے حجرا سودک کو بوسہ لینے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے دیکھا ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔
- ۱۰۱۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دونوں یعنی رکوعوں کو ہاتھ لگاتے

لے صفا مروہ کی دوڑ کہاں تک ہے اس حدیث کو احمد بخاری اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے صفا اور مروہ کی دونوں پہاڑیں بلندی پر ہیں اور ان کے درمیان ایک نشیبی جگہ ہے اور کچھ جہازندہ ہیں ہے۔ سنت یہ ہے کہ جہازندہ میں پر تو معمول کے مطابق چلا جلتے اور نشیبی زمین پر دوڑ لگائی جلتے۔ آج کل اس جگہ بزرگ کے سنون کھڑے کر دیے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ کہاں سے وہاں تک دوڑنا ہے یہ دوڑ مروہ تند درست جو ان آدمی کے لیے ہے عورت دوڑ نہ لگاتے بلکہ معمول کے مطابق چلے مرے ہیں اور بوسہ صفا مروہ لگانے سے منع ہے ان کو دوڑ معاف ہے ۱۲

طواف حجرا سودک سے شروع کیا جائے اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے امام شافعی کے نزدیک طواف کو حجرا سودک سے شروع کرنا فرض ہے۔ سنت یہ ہے کہ حجرا سودک کو ہاتھ بھی لگائے اور بوسہ بھی دے اگر نہ دے سکے تو صرف ہاتھ لگائے اور اگر ہاتھ بھی نہ لگائے تو کوئی چھری وغیرہ لگائے اور اسکو بوسے اور اگر رش بہت زیادہ ہو تو ہاتھ سے کسی طرف اشارہ کر کے اسکو بوسہ لگائے

حجرا سودک کو بوسہ کیوں لینا چاہیے۔ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے بیہیزہ تراویحی ہے ربانی و سونو

أَيُّهَا بَيْنَ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ -

۱۰۱۳ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ سَنَلَهُ
الْمُهَيَّبُ مُحَمَّدُ بْنُ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ -

۱۰۱۴ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ طَمَأَنَّنِي عَلَى الْكُرْنِ الْأَشَارِ
الْبَيْتِ بِشَيْءٍ فِي يَدَيْهِ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۰۱۵ وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ تَابَتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ
يَحْجِبُ مَعَهُ وَيَقْبَلُ الْحُجَّاجِينَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

دیجا ہے متفق علیہ -

۱۰۱۳ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ
شریف کا طواف کیا اور چڑھی سے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے متفق علیہ

۱۰۱۴ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کا طواف اونٹ پر بیٹھ کر کیا۔ آپ جب بھی حجر اسود
پر آئے تو اس کی طرف کسی چیز سے اشارہ کرتے۔ جو بھی آپ کے ہاتھ میں ہوتا اور ساتھ ہی تکبیر کہتے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۰۱۵ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے
اور حجر اسود کو اپنی چھری لگاتے۔ اور پھر اس چھری کو بوسہ دے لیتے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(بقیہ صفحہ ۵۷۹) اس نے حیرت سے پوچھا کہ حجر اسود کو بوسہ کیوں دیا جانے تو انہوں نے کہا ہمیں اس کی توجیہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں
ہیں مرن آنا کافی ہے کہ ہم نے آنحضرت کو اس کا بوسہ لینے دیکھا ہے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۵۸۰)

۱۳ رکن یمانی کو کیوں ہاتھ لگاتے ہیں اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے شامی نے کہا
(کونوں) کو آپ ہاتھ نہ لگاتے کیونکہ ان کو قریش نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہ رہنے دیا اور دونوں رکن یمانی حضرت
ابراہیم کی بنیادوں پر ہیں اس لیے ان کو ہاتھ نہ لگاتے ۱۲

۱۴ آنحضرت نے اونٹ پر کیوں طواف کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی کے سوا اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے آپ نے
اونٹ پر بیٹھ کر اس لیے طواف کیا کہ سب لوگ چھو سکیں کہ آپ کیا کچھ کر رہے ہیں اور کس طرح کر رہے ہیں اور چونکہ آپ اونٹ پر سوار
تھے لہذا حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکتے تھے اس لیے آپ اسکو چھری لگا کر چھری کو چوم لیتے آپ کی کئی طواف کیے کچھ پیدل کچھ سواہی پر
۱۵ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث میں رکن سے مراد حجر اسود ہے ۱۲

۱۶ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۱۰۱۶ | وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانْدَ كُرٍّ إِلَّا لِحَجٍّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ طَمِئْتُ فَنَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنِي فَقَالَ لَعَلَّكَ فُجِسْتَ فَمَسَّتْ لَعْمًا قَالَ فَإِنَّ ذَلِكَ شَقِيٌّ كَتَبَ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ مَا فَعَلُوْا مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ عِدْرَانَ لَا تَطْرُقِي بِأَبْيَتٍ حَتَّى تَطْعُمِي مَسْفِقًا عَلَيْهِ.

۱۰۱۷ | وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي آمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوُدَّاءِ يَوْمَ الْعَصِيِّ رَهْطًا امْرَأَةً أَنْ يُؤَدِّيَنَّ فِي النَّاسِ إِلَّا لِحَجٍّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا وَلَا لَطُوفِيْنَ بِأَبْيَتِ عِدْرَانَ مَسْفِقًا عَلَيْهِ.

۱۰۱۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نطعمے بہا مانفقہ صرف حج تھا پھر جب نہ صرف میں پہنچے تو مجھے یام ماہواری متروغ ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے۔ تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: شاید تجھے جیسن آہم ہو گیا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کو اندہ نقانی نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مفقہ کر رکھا ہے جو کچھ بھی حاجی لوگ کریں۔ تو بھی کرنی جا سوائے اس کے کہ پاک ہونے تک بیت اللہ تشریف کا طواف نہ کرنا۔ مسفق علیہ

۱۰۱۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو حضرت ابو بکر نے اس حج میں صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حجۃ الوداع سے پہلے میرا الحج بنا کر بھیجا تھا ابو بکر نے انکو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کرو۔ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ مسفق علیہ۔

۱۰۱۶ حیف اور نفاس والی طواف کس طرح کرے اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔ تشریف مکہ مکرمہ سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے۔ حائفہ اور نفاس والی عورت حج کا احرام باندھنے اور حج کے باقی سارے کام کتنی جائے صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور نمازیں نہ پڑھے پھر جب پاک ہو جائے تو خانہ کعبہ کا طواف کرے اگرچہ بارہ ذی الحج کی شام کے بعد ہی ہو کیونکہ طواف کی یہ حد عام لوگوں کے لیے ہے حائفہ کے لیے اس کے بعد بھی طواف کرنا جائز ہے۔ اگر اس عورت کا نافہ یا اس کا جہاز حج کے بعد فوراً نکل آئے والا ہو اور عورت جیسن سے پاک نہ ہوتی ہو تو پھر کیا کرے؟ کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف بالانفاق حج کا رکن ہے اور فرض ہے۔ اخاف کہتے ہیں کہ وہ عورت غسل کرے اور ننگوٹہ باندھے اور جا کر طواف کرے اور چونکہ ابھی وہ پاک نہیں ہوئی تھی اور اس کی دو سے خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہوتی ہے اس لیے اس پر ایک اونٹ کی قربانی لازم ہے ۱۲

۱۰۱۷ حج میں کفار کی بدر سیمیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے تشریف نے جو بدر سیمیں جاری کر رکھی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ لوگوں کو ننگا طواف کرنے کی تلقین کرنے اور کہتے کہ تمہارے یہ گناہ آلودہ کپڑے خانہ کعبہ (باقی صفحہ آئندہ)

الفصل الثانی

۱۰۱۸. عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ سُئِلَ جَابِرٌ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ جِنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ نَفَعَهُ سِوَاهُ التَّرْمِذِيِّ وَالْبُودِيِّ.

۱۰۱۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَأَقْبَلَ إِلَى الْحَجَّةِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ اتَى الصَّفَا فَعَلَا حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ يَذْكُرُ اللَّهَ مَا شَاءَ وَيَدْعُو لَهُ وَالْبُودِيُّ.

۱۰۲۰. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّوْفُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ

فصل دوم

۱۰۱۸. مہاجر کی نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو بیت اللہ شریف کو دیکھ کر دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھائے تو آپ نے کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہم تو ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۱۹. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے پھر آپ حجر اسود کی طرف آئے اسکو بوسہ دیا پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر صفا کے پاس آئے۔ اور اسپر چڑھے۔ جب آپ نے بیت اللہ شریف کو دیکھا تو اپنے ہاتھ اٹھائے پھر آپ نے جس قدر چاہا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ اور دعا کرتے رہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۲۰. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرنا نماز کی طرح

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں نہیں آتے جہاں میں اور خود کپڑے پہن کر طواف کرتے اور کہتے کہ ہم تو پہلے ہی حرم کے باشندے ہیں ہم کو کپڑے پہن کر طواف کرنا جائز ہے تم کو نہیں ادبیا پھر کسی قریشی سے کپڑے لے کر پہنو اور مقصد ان بد معاشوں کا یہ تھا کہ اس حیلہ سے سنگی عورتوں کو دیکھا جائے۔

(حاشیہ صفحہ بڑا)

۱۰۱۹. خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا کرنا درست نہیں اس حدیث کو نسائی اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ جب پہلے پہل آکر خانہ کعبہ کو دیکھے تو اس وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے البتہ طواف کے بعد صفا پاڑی پر جا کر خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا کرے اور ہاتھ اٹھائے جیسا کہ اعلیٰ حدیث میں بیان ہے۔

اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

إِلَّا أَنْكُمْ تَتَكَلَّمُونَ فِيهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا خَيْرًا وَأَنَا التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّيْثِيُّ وَقَدْ كَرِهَ
التِّرْمِذِيُّ جَمَاعَةً وَقَفَّوهُ عَلَى أَبِي عَبَّاسٍ .

۱۰۲۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْجِبْرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ شَدِيدٌ بَيَاضًا
مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا ابْنِي آدَمَ وَأَنَا أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَصَحِيحٌ .

۱۰۲۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِبْرِ وَاللَّهِ لَيُبْعَثُهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ
عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَيَّ مِنْ أَسْتَلَمْتُ بَيْتِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ خَالٍ وَاللَّيْثِيُّ
۱۰۲۳ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمُرْكَبَ وَالْمَقَابِلَ يَفْتَرِشَانِ

ہے۔ لیکن اس میں بات کرنے کی اجازت ہے پھر جو آدمی طواف میں بات کرے۔ وہ بھلائی کی بات کرے۔ اسکو ترمذی۔ نسائی
اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے ایک جماعت کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے اسکو عبد اللہ بن عباس موقوف کیا ہے۔

۱۰۲۱ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبر اسود جب جنت سے نازل ہوا تھا۔ تو وہ دھسے جی
سفید تھا۔ اسکو بنی آدم کے گناہوں نے سیاہ کر دیا۔ اسکو احمد ترمذی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۲۲ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر اسود کے متعلق فرمایا۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اسکو قیامت
کے دن اٹھائیں گے۔ تو اس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھے گا۔ اور زبان ہونگی۔ جس کے ساتھ وہ بولے گا۔ جس آدمی نے اسکو
بول دیا ہوگا۔ اس کے حق میں شہادت ہے گا۔ اسکو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۲۳ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جبر اسود اور مرقا

۱۰ اس حدیث کو سہمی۔ ابن جان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ طواف بعض احکام میں نماز کی طرح ہے۔ مثلاً نمازیں
بھی طہارت شرط ہے اور طواف میں بھی اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا ابو بھی نماز کے ابو کی طرح ہے ۱۲
۱۱ محبت کی تاثیر تمام عقلمند تسلیم کرتے ہیں اگر گناہ کا اثر تبصرہ برتنا ہو سکتا ہے تو گنہگاروں کے دل کا اندازہ کن کر سکتا ہے کہ
وہ کتنے سیاہ ہوں گے ۱۲۔

۱۲ جبر اسود کو ابھی دے گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور اس کو احمد ابن نوزیمہ اور ابن جان نے بھی
روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ انسان کے نیک یا بد عمل کی جو چیز بھی گواہ ہوگی وہ قیامت کے دن گواہی دے گی اگرچہ
وہ آج بولنے کی طاقت نہیں رکھتی لیکن اس دن اللہ تعالیٰ اس کو بولنے کی طاقت دیدیں گے مثلاً ہاتھ پاؤں۔ وہ زمین جس پر کوئی
کام کیا ہوگا اور اسی طرح جبر اسود بھی جاگے گا کہ گواہی دے گا کہ فلاں شخص حج کو آیا تھا اور اس نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے مجھ کو بوسہ
دیا تھا ۱۲۔

مِنْ يَأْتُونَ الْجَنَّةَ طَمَسَ اللَّهُ لُؤَاهِمًا وَلَوْلَا لَدِي طَمَسَ لُؤَاهِمًا لَأَضَاءَ أَمَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۰۲۴ وَعَنْ عَبْدِ بْنِ عُمَيْرَانَ ابْنِ عَسَمَةَ كَانَ يُزَاجِمُهُ عَلَى التُّرْكَانِيِّ نَزَحًا مَا مَرَّ بِتِ أَحَدًا مِنْ
أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزَاجِمُهُ عَلَيْهِ قَالَ إِنْ أَفْعَلُ فَلِي نَوْعَةٌ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ مَسَّحْتُمَا كَفَّارَةً لِلْخَطِيئَاتِ وَسَمِعْتُمْ يَقُولُ مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ
أَسْبُوعًا لِلْخِصَاءِ كَانَ كَعَتِقٍ رَقَبَةٍ وَسَمِعْتُمْ يَقُولُ لَا يَغْنَمُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرَى إِلَّا حَطَّ اللَّهُ
عَنْهَا بِهَا خَطِيئَةً وَكُتِبَ لَهَا بِهَا حَسَنَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ابراہیم یہ دونوں جنت کے یاقت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے ذر کو بچھا دیا ہے۔ اور اگر ان کے نور کو بجھان دیا جاتا۔ تو یہ مشرق سے
لے کر مغرب تک ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰۲۴ حضرت عبید بن عمر نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن دونوں بیانی رکھوں پر اتنا طلب کرنے تھے۔ کہ اتنا طلب کرنے میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو ایک دفعہ آپ نے کہا اگر میں ایسا کرتا ہوں۔ تو مجھ پر اعتراض نہ کرو۔ کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ انکو ہاتھ لگانا گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور میں نے آپ سے سنا فرلنے
تھے جو آدمی خانہ کعبہ کے سات طواف کرے۔ اور اس پر محافظت کرے۔ تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے ایک غلام آزاد کر لیا۔ اور میں نے آپ
سے سنا ہے کہ فرلنے تھے کہ طواف میں آدمی جو قدم بھی رکھتا ہے۔ اور دو سزا اٹھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کے گناہ معاف
کر دیتے ہیں۔ اور اس کے لئے ایک نیکی بھی لکھ دیتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰۲۵ ترمذی نے اسکو مغرب کہا ہے اور اسکو ابن حبان۔ حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ان چیزوں کے ثابت ہو جانے کے بعد ان کو ظاہر
پر معمول کرنا جائیے تاویل نہیں کرنی چاہئے۔ ۱۲

۱۰۲۵ حجر اسود کے بوسہ میں کسی کو تکلیف ہو اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے اسکو روایت کر کے صحیح الا سناد کہا ہے
اور احمد اہل ان خزیمے نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ طواف اور حجر اسود کے بوسہ اور رکن یمانی کے ہاتھ لگانے میں یہ اصول سمجھ لینا چاہئے
کہ ان کی ادائیگی میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔ طواف کرے تو آہستگی سے کرے دوسرے نہیں لوگوں کو دھکے دے کر گئے بڑھنے کی کوشش نہ
کرے اسی طرح اگر رکن یمانی پر ہوش زیادہ ہو تو ضروری نہیں کہ لوگوں کو دستک نہ دے کہ کسی کو ہاتھ لگایا جائے دوسری سے اشارہ کر
لے اور اسی طرح اگر حجر اسود پر ہوش نہ ہو اور اسکو بوسہ دینے میں کسی کو تکلیف نہ ہو تو پھر بوسہ ہنزد سے لیکن اگر دھینکا مشی کرنا پڑے
جیسا کہ بعض حاجی کرتے ہیں یہ سخت گناہ ہے ایسی صورت میں اس کا بوسہ نہ لیا جائے بلکہ ہاتھ لگنے اگر وہ بھی نہ ہو سکے تو اشارہ کر کے
ہاتھ کوچ مہے ۱۲

۱۰۲۵ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرَّكْنَيْنِ رَبَّنَا التَّنَائِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الرَّاحِةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۰۲۶ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَخْبَرْتَنِي بِنْتُ أَبِي جَحْمَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ دَامًا إِلَى ابْنِ حُسَيْنٍ نَظَرُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُسَبِّحُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَرَأَيْتُ يُسَبِّحُ وَإِنَّ مِرْوَةَ لَيَدَاؤُهُ مِنْ شِدَّةِ السَّبْحِ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اسْعُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّبْحَ رَوَاهُ فِي سُرْمِ السُّنَنِ وَرَوَى أَحْمَدُ مَعَ اخْتِلَافٍ.

۱۰۲۷ وَعَنْ قَدَامَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّارٍ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ

۱۰۲۵ حضرت عبداللہ بن سائب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ دونوں یمانی رکنوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے۔ اور آخرت میں بھی بھلائی دے۔ اور ہم کو آخرت کے عذاب سے بچا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۲۶ حضرت صفیہ بنت شیبہ نے کہا کہ مجھ کو ابو جحمة کی بیٹی نے بتایا کہ میں قریش کی کچھ عورتوں کے ساتھ آل ابی حسین کے گھر میں داخل ہوئی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا مروہ کی دوڑ کرتے ہوئے دیکھنا پانہنی تھیں۔ میں نے آپ کو دیکھا۔ کہ آپ کا تہنذ دھکی تیر سی سے چرتا تھا۔ اور میں نے آپ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ دوڑو اللہ تعالیٰ نے تم پر دوڑنا لکھا ہے۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا اور احمد نے اسکو طحاوی سے اختلاف سے ذکر کیا۔

۱۰۲۷ قدامتہ بنت عبداللہ بن عتار نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صفا مروہ کے درمیان اونٹ پر دوڑ کر

۱۰۲۵ اس حدیث کو احمد نسائی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ یعنی آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان طواف کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے تھے دینا التنائی الدنیا حسنة و فی الراحة حسنة آخر تک ۱۲

۱۰۲۶ صفا مروہ کی دوڑ لائمی ہے۔ اس حدیث کو شافعی، طبرانی، حاکم اور ابن عدی نے بھی روایت کیا ہے۔ سفیہ بنت ابی جحمة بنو عبدالدار کی ایک عورت تھی۔ اس حدیث کی سند کڑھ ہے لیکن اس کے اہد بھی بہت سے شواہد میں جن سے اسکو تقویت ملتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ کرنا فرض ہے۔ مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ جس نے صفا اور مروہ کی دوڑ نہیں کی اس کا حج اور عمرہ کجور نہیں ہوا اور یہ دوڑ نشیبی زمین میں تھی سارے راستہ میں نہیں ۱۲

بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَوْدِعِ عَلَى بَعِيرٍ لَا طَرْدَ وَلَا يَلِيكَ إِلَيْكَ سَأَاهُ فِي سُحْرٍ السُّنَّةِ -

۱۰۲۸ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا بِرِدَائِهِ خَضْرَاءَ وَرَأَى التَّمِيمَةَ وَالْبُؤْدَ وَأَبْنَ مَاجَةَ وَالذَّارِمِيَّ -

۱۰۲۹ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنْ الْجَمْرَاتِ فَوَلَّوْا بِالْبَيْتِ صَبَاً وَأَرَادَتْهُمُ نَحْتِ آبَائِهِمْ كَمَا تَقْدَفُهَا عَلَى عَوَاتِقِهِمُ الْيَسْرَى رَأَى الْبُؤْدَ وَالذَّارِمِيَّ -

الفصل الثالث

۱۰۳۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْنَا اسْتِلاَمَ هَذَيْنِ الْمُنَيْنِ الْهَامِي وَالْحَجْرِي شِدَّةً وَلَا نَأْخِذُ مِنْهُمَا -

تھے۔ نہ تو آپ کسی کو مارتے تھے۔ اور نہ کسی کو پکارتے تھے۔ اور نہ یہ کہتے تھے کہ بچ جاؤ۔ بچ جاؤ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۰۲۸ یحییٰ بن اُمیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ تشریف کا حواف اس حال میں کیا کہ آپ نے ایک سبز رنگ کی چادر سے اضطباع کر رکھا تھا۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۲۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جمرانہ سے عمود کیا۔ انہوں نے بیت اللہ تشریف پہنچنے میں چکروں میں رمل کیا۔ اوساچی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھے پر ڈال رکھا تھا۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۳۰ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہم نے ان دونوں بیانی رکنوں کو بوسہ دینا سختی اور نرمی میں کبھی نہیں چھوٹا۔ جب سے کہ میں

۱۰ صفا مودہ کی دو طرف نشیب میں ہے اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ شاہی۔ حارثی اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صفا مودہ کی دو طرف بھی موٹے نشیبی زمین کے ہنایت آہستگی سے آ رہے تھے کسی کو مارا نہیں اور دوھکیلا نہیں اور جیسے بادشاہوں کے آگے لقب پکارتے جاتے ہیں ہٹ جاؤ۔ بچ جاؤ۔ راستہ صاف کر دو اس قسم کی کوئی چیز نہ تھی ۱۲

۱۳ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اضطباع کی تشریح پہلے گزری ہے ۱۷

۱۴ جمرانہ کے عمرہ کی نیت پہلے سے تھی۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ جمرانہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے حنین کی غنیمتیں آپ نے یہیں تقسیم فرمائی تھیں اور حنین سے واپسی پر آپ نے جمرانہ سے احرام باندھ کر عمرہ کر لیا تھا کیونکہ آپ نے دو الخلیفہ ہی سے یہ نیت کر لی تھی کہ ایسی عمرہ کر کے آئیں گے ۱۲

رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ فِي رِوَايَةٍ لَهَا قَالَ نَافِعٌ رَأَيْتُ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَسْتَلِمُونَ يَدَهُ وَقَالَ مَا تَرَكْتُمْ مِنْهُ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ۱۰۳۱ وَعَنْ أُبَيِّ سَنَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي بَيْنَ دَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ تَسْطُورُ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

۱۰۳۲ وَعَنْ عَالِيسِ بْنِ بَرِيئَةَ قَالَ رَأَيْتُ عَمْرًا يَقْبَلُ الْحَجْرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجْرٌ مَا تَطْعَمُ وَلَا تَشْرَبُ وَلَا تُولَى إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ مَا قَبَلْتُمْ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکو پوسہ دیتے دیکھا ہے متفق علیہ اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نافع نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو ہاتھ سے چھوتے تھے اور پھر اللہ کو پوسہ دیتے اور کہتے کہ میں نے اسکو اس دن سے کبھی نہیں چھوڑا جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

۱۰۳۱ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا کہ بیمار ہوں تو آپ نے فرمایا تو سوار ہو کر لوگوں کے اوپر سے طواف کرے پھر میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کی ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ پڑھ رہے تھے۔ والطور و کتاب مسطورا متفق علیہ۔

۱۰۳۲ عالیس بن بریئہ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر کو دیکھا وہ حجر اسود کو پوسہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے میں بڑی اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے پوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی پوسہ نہ دیتا۔ متفق علیہ۔

۱۲ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے

۱۲ حججہ مجبور کس طرح طواف کرے - اس حدیث کو احمد اور ترمذی کے سوا باقی اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے

نے اس لیے سوار ہو کر طواف کیا کہ لوگ اچھی طرح دیکھ سکیں اور حضرت ام سلمہ نے بیماری کی وجہ سے اور سبیل طواف کرنا بالاتفاق افضل ہے ان دونوں خانہ کعبہ کے گود دیوار میں تھی اس وقت سوار ہو کر طواف کرنا جائز تھا گو افضل نہیں تھا اب جانور پر سوار ہو کر طواف کرنا جائز نہیں مجبور ہو تو آدمیوں کے کندھوں پر چار پائی پر طواف کیا جا سکتا ہے ۱۲

۱۲ حجر اسود کا پوسہ سنت کی وجہ سے ہے اس حدیث کو احمد، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ابی شیبہ، ابوعوانہ، ابن حبان اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ ہم حجر اسود کی پوجا نہیں کرتے نہ خانہ کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں خدا نطے کو دعوہ لا شریک بلتے ہیں ہماری تقدیر صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے حجر اسود نفع نقصان کا مالک نہیں ہے وہ پتھر کا ایک ٹکڑا ہے واقعی اگر اسکو حضرت نے پوسہ نہ دیا

۱۰۳۳۔ اَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكُلُّ بِمِ سَبْعُونَ مَلِكًا يُعْنِي الشُّرْكَانَ الْبَيْلَانِيَّ فَمَنْ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا إِنِّي أَلْتُمُنَا حَسَنَتَهُ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوا آمِينَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۱۰۳۴۔ اَوْ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا بِسُحُفِ اللَّهِ وَالْحَمْدِ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ الْبَرُّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ نُحِيتُ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَشْرُ مَرَّجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ عَافِيَهُ فِي الْآخِرَةِ يَرْجِيئُهُ كَخَالِضِ الْمَاءِ بِرَجُلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -

۱۰۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے رکن یمان پر ستر فرشتے مقرر کئے ہیں جو آدمی کہتا ہے۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے معافی اور تندرستی کا سوال کرتا ہوں۔ اے ہمارے رب ہیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ تو وہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ اسکو ابن ماجہ نے نقل کیا۔

۱۰۳۴۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی بیت اللہ شریف کے سات چکر کاٹے۔ اور ان میں صرف یہ پڑھتا ہے اللہ پاک ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ مگر اللہ ہی کی توفیق سے اور اس کے علاوہ اور کوئی کلام نہ کرے۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اسکے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور جو آدمی طواف کرے۔ اور وہ اس حال میں کلام کرے۔ تو اس کے پاؤں تو رحمت میں ہیں۔ جیسے کہ کوئی اپنے پاؤں سے پانی میں داخل ہو جائے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

طواف میں ذکر کے سنو بات نہ کرے یہ حدیث اور اس سے اگل حدیث حقیقت میں ایک ہی حدیث ہے اور ان کی ایک ہی سند ہے لیکن معنی نے ان میں فرق کر دیا ہے اور ان کی سند از حدیث رو ہے ایک نوان میں ہشام بن عمار متذکر الحدیث ہے اور دوسرا اسمعیل بن عباس ہے جو مختلف فیہ ہے۔ ہر حال مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے کلام کرے اور ذکر اور مذکورہ کلمات کہنا چھوڑ دے تو یوں سمجھو کہ پاؤں نو طواف کر رہے ہیں نیچے کا دھڑکا اقلے کی رحمت میں ہے اور اگر کوئی آدمی کلمات مذکورہ اور ذکر میں مشغول رہے اور کوئی دنیوی بات نہ کرے تو اس طرح سمجھو کہ اس کا سارا جسم رحمت الہی میں ڈوب گیا ہے۔

بَابُ الْوُقُوفِ بِعِرْقَةٍ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۰۳۵ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ مَالِكٍ وَهَذَا عَادِيَانِ مِنْ مِثْلِي إِلَى عِرْقَةٍ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَهْلِكُ مِنْهَا لَهْمٌ فَلَا يَبْقَى عَلَيْهِ وَيَكْبُرُ الْكَبِيرُ مِثْلًا لَيْتَكُمْ عَلَيْهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۳۶ أَوْ عَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَحَرْتُ هَهُنَا وَمِثْلِي كُلَّهَا مَضْرُوبًا فَالْحَرَمُ

عرقہ میں کھڑا ہونے کا بیان

فصل اول

۱۰۳۵ محمد بن ابوبکر نخعی سے روایت ہے کہ انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ اولیہ دونوں منہ سے عرق کو باہر نکلنے کے دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر کس طرح کیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: بعض تو ہم میں سے لیکر لیتے تھے، پورا دن پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا تھا۔ اور بعض ہم میں سے لیکر لیتے تھے۔ اور ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا۔

۱۰۳۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو اس جگہ قربانی کی ہے، اللہ تمہارا

لحرفات کے سفر میں لیکر لیتا تھا اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات کے سفر میں اختیار ہے کہ چاہے تو لیکر لے کر جانا اور چاہے تو لیکر لے کر جانا۔ دونوں طرح درست ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ لیکر لے کر جانا بہتر ہے یا تبلیغہ۔ طرفین کے دلائل کتب مطولہ میں مذکور ہیں۔ موازنہ کرنے کے بعد ترجیح تبلیغہ کہنے کو ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے بلکہ امام مالک سے اوپر حضرت عطیہ بن ابی رباح کا بھی یہی مسلک ہے وہ کہتے ہیں کہ حج میں سر منڈانے تک لیکر لے کر جانا ہی پسندیدہ ہے اور عطیہ بن ابی رباح رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے متعلق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عطیہ بن ابی رباح حج کے سب سے بڑے عالم ہیں احکام حج عطیہ بن ابی رباح سے سیکھا کرو۔ بعض علماء نے اس طرح تفسیق دی ہے کہ عرفات جلتے وقت تبلیغہ کہنا زیادہ بہتر ہے اور وہی میں لیکر لے کر جانا زیادہ اچھا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اللهم اغفر وارحم کاتبہ ولین سعی فیہ ولوالدہ بہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

آمین یا رب العالمین ۱۲

فِي بِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هَهُنَا وَعَرَفْتُ كُلَّهُا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَهُنَا وَجَمَعْتُ كُلَّهُا مَوْقِفٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۰۳۷ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْرَمَ مِنْ الْيَوْمِ
 اللَّهُ نَبِيَّ عَبْدًا مِنْ النَّبِيِّينَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَإِنَّ لَيْدًا لَوْ لَمْ يَبْأَيِّ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ لَفِيَقُولُ مَا أَرَادَهُمْ أَنْ
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ

الفصل الثاني

۱۰۳۸ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَجَالٍ أَيْ يَقُولُ لَيْدٌ يَزِيدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا فِي مَوْقِفٍ
 كُنَّا يَعْرِفُهُ بِبَاعِدِ كَعْبٍ وَمِنْ مَوْقِفِ الْأَمَامِ حَيْثُ أَفَانَا نَابِيُّ هِرَجِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لِي رَسُولٌ

قرآن گاہ ہے۔ سو تم اپنے اپنے خمیوں میں قربانی کرو۔ ہمیں اس جگہ کھڑا ہوں اور عرفہ کا میدان سارے کا سارا اکھڑا ہونے کی جگہ ہے
 اور میں تو اس جگہ کھڑا ہوں۔ اور مزدلفہ سارے کا سارا اکھڑا ہونے کی جگہ ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا
 ۱۰۳۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرفہ کے دن سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
 کو رگ سے آنا دیکھ کر سزا دینے والا ہے۔ اپنے بندوں سے قریب ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ فرشتوں سے فرماتے ہیں اور
 فرماتے ہیں یہ لوگ کی مانند ہیں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۰۳۸ عربوں میں عبد اللہ بن صفوان اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں۔ جی کا نام یزید بن شیبان تھا۔ کہ ہم عرفات کے میدان میں ایک
 ایسی جگہ پر ٹھہرے ہوئے تھے جو امام کے کھڑا ہونے کی جگہ سے بہت دور تھی۔ تو ہمارے پاس ابن رضیح الانصاری آئے۔ اور کہا کہ میں

عرفات میں جہاں بھی کھڑا ہو رہے تھے۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اسکو مسنون
 کے لحاظ سے بیان کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عرفات۔ مزدلفہ۔ منی کے میدانوں میں جہاں جگہ مل جائے وہیں کھڑے ہو جاؤ جس جگہ
 آنحضرت کھڑے ہوئے تھے عرفہ ہی جگہ کھڑا ہونے کی نہیں ہے بلکہ پورے میدان میں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں ان میں سے کوئی
 افضل اور فضول نہیں ہے۔ اسی طرح منی کا سارا میدان قربان گاہ ہے جہاں قربانی ہو جائے دوست ہے لیکن ابھل سورت
 حکومت نے قربان گاہ کا علیحدہ احاطہ بنا رکھا ہے اس سے باہر قربانی نہیں کی جاسکتی کیونکہ گندگی اور بیماری کا خطرہ ہوتا ہے
 کہ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ حاجی لوگ مانگ رہے ہیں وہ دے دینا
 خدا تعالیٰ کے لئے مشکل نہیں ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُكْرِمَ لَكُمْ قِفْوًا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ فَأَنْتُمْ عَلَى أُمَمَاتٍ مِنْ أُمَّتِ أَبِيكُمْ
 وَإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَدَاةَ التَّرْمِذِيِّ وَالْبُودَاؤِدَ وَالنَّسَائِيَّ وَالْبُنَّ مَاجِمَةً
 ۱۰۳۹. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَرَفَةَ مَوْضِعٌ كُلُّ مَنِي مَنَعُورٌ
 كُلُّ لَزْدِي لَفَزٌ مَوْضِعٌ وَكُلُّ فِجَاجٍ مَكْتَحِرٌ لِي وَمَنَعُورٌ مَا وَكَأَنَّ الْبُودَاؤِدَ وَاللَّذَارِيَّ
 ۱۰۴۰. وَعَنْ خَالِدِ بْنِ هُرَيْدَةَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى
 بَعْدِ قَائِمَاتِي الرَّكَّابِيِّنَ مَا وَكَأَنَّ الْبُودَاؤِدَ
 ۱۰۴۱. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرٌ

تہذیبی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ آپ فوائے ہیں کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ کہ تم اپنے باپ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر ہوسکو ترمذی۔ البوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۳۹. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مذہب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور
 منی ساری قربانگاہ ہے۔ اور لہذا لہذا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور ہر راہ جس سے مکہ پہنچیں وہ صحیح راہ ہے۔ اور کہ قربانگاہ ہے۔ اس
 کو البوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۴۰. خالد بن ہرید نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ عرفہ کے دن اونٹ کی رکابوں میں پاؤں رکھ کر اونٹ
 پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ اسکو البوداؤد نے روایت کیا۔

۱۰۴۱. عمر بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پر دلا اسے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین دعا عرفہ کے دن

۱۰۴۱. عرفات کا سارا میدان ایک جیسا ہے اس حدیث کا حوالہ دہا کہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے عرفات
 میں قبائل نے اپنی اپنی جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ ان کا جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دور تھی یہ چاہتے تھے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر
 آپ کے قریب ہو جائیں آپ کو کسی طریقہ سے پہنچ گیا کہ ان کی یہ نیت ہے تو آپ نے ان کو روک دیا کہ ایسا کرنا ختم صحیح عرفات کے
 میدان میں ہی ٹھہرے ہوئے ہو اور ابراہیم علیہ السلام کا حکم ساری عرفات کے لیے ہے صرف اسی جگہ کے لیے نہیں ہے جہاں میں کھڑے ہوں ۱۲۔
 آنحضرت کے ٹھہرنے کی جگہ بہتر ہے اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اسی حدیث میں گنگوہر نے آپ کا
 مقصد صرف یہ تھا کہ جہاں بھی کوئی ٹھہرا ہو وہاں اس کو تسلی ہو جائے اور وہیں کھڑا رہے ورنہ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت کے کھڑے ہونے کی
 جگہ دوسری جگہوں سے افضل ہے اور اسی طرح کہ آئے کا وہ راستہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت دوسرے راستوں کے میں پر آپ کتشاف لٹھے تھے ۱۳۔
 ۱۰۴۱. اس کی سند بھی ہے اور اسکو احمد اور طبرانی نے بھی کثیر میں روایت کیا ہے اور طبرانی کی سند بھی اچھی ہے۔ اونٹ پر سوار ہو کر اور کھڑے ہو کر آپ نے
 خطبہ اس لیے دیا کہ لوگ آپ کی آواز کو اچھی طرح سن سکیں ۱۲

الدَّعَاءُ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قَدِّتُ أَنَا وَالْقَبِيْلُونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ
عَبِيدِ اللَّهِ إِلَى تَوَلِيهِ لَا شَرِيكَ لَهُ۔

۴۲۔ اَوْعَزُ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثْرَانَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَى الشَّيْطَانُ
يَوْمَ هُوَ لَيْدٍ أَصْفَرٌ وَلَا أَدْحَمٌ وَلَا أَحْمَرٌ وَلَا أُخْضَرٌ وَلَا أُغْيَطُ مَنَّهُ فِي يَوْمٍ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِأَيُّ مَنِ تَنَزَّلَ
لَا حِمْتَ وَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِلَّا مَا رَأَى يَوْمَ يَكْبَدُ
يَا أَيُّهَا جِبْرَائِيلُ يَوْمَ الْمَلَائِكَةِ مَا رَأَى مَالِكٌ مَسْأَلَةً فِي شَرِّهِ أَسْتَنْتَ بِأَفْظِ اللَّصَائِحِ۔

کی دعا ہے۔ اور بہترین دعا جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے مانگی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ کمال
ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی بادشاہی ہے۔ اور اسی کی لہریٹ ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت
کیا۔ اور مالک نے اسکو طلحہ بن عبد اللہ سے لاشریک لے کر روایت کیا ہے۔

۴۳۔ ۱۔ طلحہ بن عبد اللہ ہی کریم سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی دن شیطان اتنا ذلیل اتنا رانڈہ ہوا
اتنا حقیر اور اتنا غصہ میں نہیں دیکھا گیا۔ جتنا کہ عوذ کے دن دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اتنی ہوشیاری
کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دینا ملاحظہ کرتا ہے۔ یاں بد کے دن بھی اتنا ہی ذلیل ہوا تھا تو سوال
کیا گیا کہ بد کے دن اس نے کیا دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے جبرائیل کو دیکھا تھا۔ کہ وہ فرشتوں کی صفوں کو درست کر رہے تھے۔
اسکو مالک نے مسلاً روایت کیا۔ اور شرح السنۃ میں مصابیح کے الفاظ سے یہ روایت ہے۔

۱۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند اچھی نہیں ہے اور اس مضمون میں متفق بھی حدیثیں آئی ہیں سب ہی
ضعیف ہیں لیکن ان کا مضمون بہر حال صحیح ہے۔ ۱۲۔

۲۔ عرفہ کے دن کا سب سے بڑا گناہ مالک کی سند کے راوی اچھے ہیں لیکن وہ مرسل ہے اور یہ سنی نے اس کو متصلاً بھی
روایت کیا ہے اور اس کو حاکم اور دہلی نے موصولاً بھی روایت کیا ہے۔ عوذ کے دن عرفات کے میدان میں سب ہی لوگوں کے
گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے حقوق العباد اور شرک کے اسکی فکر پہلے کرنی چاہئے اور شرک سے توبہ کر کے اور بندوں کے
حق ادا کر کے سچ کو جانا چاہئے تاکہ بھدی طرح بخشش ہو جائے اور اس دن خدا کی رحمت سے مایوس رہنا یا متروک ہونا سب
سے بڑا گناہ ہے۔ ۱۲۔

۱۰۴۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمَ عَرَفَةَ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ أَنْظِرُوا لِي عِبَادِي أَلَمْ تَرَ سَعْتًا عَابِدًا صَاحِبِينَ مِنْ كُلِّ فِرْعَانٍ سَأَلْتُمْ لِي عَرَفَةَ لَكُمْ فَيَقُولُ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ فَلَانُ كَانَ يُوَهِّئُ وَفَلَانُ وَفَلَانَةٌ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ عَرَفْتُ لَكُمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَنْ يَوْمَ الْكُرْعَةِ قَامَ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ فِي تَرْجِمَةِ السُّنَّةِ -

الفصل الثالث

۱۰۴۴۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ حَانَ دِينَهَا يَقْفُونَ بِالْمَزْدَلِفَةِ وَكَانُوا لِيَقْفُوا الْحَسَنَ

۱۰۴۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب عرۃ کا دن ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں اور عرۃ والوں کے سبب سے فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ کبیر دہار ہیں پر لگنہ بال بخار آلودہ چھینٹے پکارتے۔ ہر گمراہے راستے سے اگستے ہیں۔ میں تم کو گواہ بنانا ہوں کہ میں نے انکو بخش دیا۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ اسم ہمارے رب فلاں آدمی تو بڑے کام کرتا تھا۔ اور فلاں بندہ بھی۔ اور فلاں عورت بھی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں میں نے انکو بخش دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو فرم کے دن سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے آزاد نہیں کرتے۔ اسکو تفریح السنہ میں روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قریش اور جو لوگ ان کے دین پر تھے۔ یہ لوگ مزدلفہ ہی میں ٹھہرے رہتے تھے۔ اور قریش

صفات خداوندی پر بلا تاویل ایمان لانا فرض ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اسمعیل بن ابی العنیا۔ ابی یعیق۔ عبدالرزاق سعید بن منصور ابن عساکر۔ ابن خریزہ۔ حاکم اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف اترنا اور اسی طرح کی خدا تعالیٰ کی دوسری صفات پر ظاہر جسم معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔ منہ پنڈلی۔ انگلیاں۔ ہنسا اور غضب ناک ہونا جو قرآن اور حدیث میں آئی ہیں۔ نیز ان کا نگار کرنا چاہیے۔ بلکہ ان پر بلا تاویل ایمان لانا چاہیے۔ اور اس کی کیفیت کو خدا تعالیٰ کے سپرد کیا چاہیے۔ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ آما یقینی ہے کہ لیس مثلاً شئی اللہ تعالیٰ کے مثال کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں۔ یا اترا یا ادر جانا بہر حال جملہ طرح نہیں ہے۔ اور نہ ہی مخلوقات میں سے کسی کے مشابہ ہے۔ اس حدیث سے عرۃ کے دن کی بڑی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ ۱۲۔

فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
يَأْتِيَ عَرَفَاتَ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يَفِيضُ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ تَرَأْفَيْضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ
النَّاسُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۱۰۴۵ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ مُرَادٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا الْأُمَّتَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ
بِالْمُخْفَرَةِ فَاجْتَبَى إِلَيْهَا قَدِ غَفَرَتْ لَهُمْ مَخْلًا الْمَخَالِمَ فَأَتَى اخْتِذُوا لِلْمُظْلُومِ مِنْهُ قَالَ أَيُّ رَبِّ إِنْ
سُئِلَتْ أَعْطَيْتِ الْمَظْلُومَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يَجِبْ عَشِيَّةَ فَلَمَّا أَصْبَحَ بِالزُّدْلِفَةِ

مُسْ كہلاتے تھے۔ بقی نام عرب کے لوگ تو عرفین شہرتے تھے۔ جب اسلام آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ کہ وہ
عرفات میں جا کر ٹھہریں اور پھر وہاں سے واپس آئیں۔ تو یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول پھر تم بھی وہاں سے لوٹ کر واپس آؤ جہاں سے لوگ
واپس آتے ہیں۔ متفق علیہ

۱۰۴۶۔۔۔ عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن کھیلے پیر اپنی امت کی بخشش
کے لئے دعا کی۔ سو وہ دعا قبول کر لی گئی۔ کہ میں نے انکو مظالم (حقوق العباد) کے سوا باقی گناہ بخش دیئے۔ اور میں مظلوم کا ظالم
سے بدلہ ضرور لوں گا۔ تو آنحضرت نے عرض کیا۔ اے میرے رب اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دے دے۔ اور ظالم کو معاف کر دے۔ تو

عرفات میں جانا ضروری ہے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن نے مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے۔

جب ابراہیم کا شکر خانہ کعبہ کو گرگانے کے لیے آیا اور خود برباد ہو گیا۔ تو عرب لوگوں نے خانہ کعبہ کا نام خنسا رکھا جس کا معنی ہے۔

دلیر اور بہادر۔ اس نسبت سے قریش۔ کنانہ۔ بنی امدان کے دوست اپنے آپ کو جس کہلاتے تھے۔ یعنی خانہ کعبہ کے باشندے حج

کے موقع پر عرفات نہیں جاتے تھے۔ بلکہ مزدلفہ میں ہی رک جاتے۔ اور کہتے۔ کہ عرفات حرم سے باہر ہے اور ہم حرم کے باشندے ہیں لہذا ہم

وہاں نہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ماری۔ کہ تم بھی وہاں سے لوٹ کر آیا کرو۔ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔ قریش نے دوسری

عبادات کی طرح حج میں بھی بہت سی تبدیلیاں کر دی تھیں ایک یہ کہ لوگوں کو ننگا طواف کرنے کا حکم دیتے اور خود کپڑے پہن کر طواف

کرتے اور کہتے ہم حرم کے رہنے والے پاک لوگ ہیں ہمارا لباس بھی پاک ہے اور ہم گنہگار لوگ ہوتے ہمارے کپڑے بھی ناپاک ہیں تم اپنے کپڑے

انارکھو اور ایک تبدیلی یہ کر رکھی تھی کہ خود عرفات نہ جاتے اور لوگوں کو عرفات جاتے کا حکم دیتے۔ عرض یہ تھی کہ ہم لوگوں کے
آنے سے پہلے فارغ ہو جائیں اور جب تک لوگ واپس آجائیں اس وقت تک ہم اپنی دوکانیں لگا لیں اور خوب تجارت کریں
اور نفع کمائیں ۱۱

اَعَادَ اللهُ عَاءً فَاجِيبِ اِلَى مَا سَأَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُو يَكْرِ وَعُمَرُ بَانِي اَنْتَ وَالْحَيُّ اِنْ هٰذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيهَا فَمَا الَّذِي اَضْحَكَكَ اَضْحَكَكَ اللهُ سَنَكَ قَالَ اِنْ عُدَّ اللهُ اِبْلِيسَ لَمَا عَلِمَ لَنْ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَاِسْتَجَابَ دُعَايَ وَعُغْفِرَ لِاُمَّتِي اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْتُمُوهُ عَلٰى رَاسِهِ وَيَدْعُو بِالْوَيْلِ وَاللَّيْثِي وَاللَّيْثِي فَاضْحَكَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ جَزَعٍ مَا دَا اَبْنُ مَا جَاءَ وَمَا دَمِي اَلْبَيْتُ هُنِي فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنَّشْوَرِ نَحْوًا -

اس دن پچھلے پہر توبہ دعا قبول نہ ہوئی۔ جب مزدلفہ کی صبح ہوئی۔ تو پھر آپ نے اس دعا کا اعادہ کیا۔ تو پھر آپ کے سوال کو قبول کر لیا گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ یا کہا کہ تبسم کیا۔ تو حضرت ابو بکر اور عمر نے عرض کیا۔ ہلا سے ماں باپ آپ پر قرآن اس وقت میں تو پہلے آپ نہیں ہنسا کرتے تھے۔ اللہ آپ کو ہنستا رکھے۔ آپ کی ہنسی کا کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے شہ ابلیس نے جب جان لیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کر لیا ہے اور میری امت کو بخش دیا ہے۔ تو ان نے مٹی کی مٹھیاں بھر کر اپنے سر میں ڈالنی شروع کر دیں اور افسوس اور موت پکارنے لگا۔ تو مجھے اس کی بے صبری دیکھ کر ہنسی آگئی۔ اسکو ابن ماجہ نے تصحیح کیا۔ اور بیہقی نے بھی اسی طرح کتاب بعث وانشور میں روایت کیا ہے۔

انسانی طاقت سے یا ہر حقوق العباد معا ہونگے اس حدیث کی سند میں عبدالقدیس کا نام ضعیف ہے۔ لیکن اسکے اور بھی بہت سے شواہدات ہیں جن سے ان کو تقویت ملتی ہے۔ اور یہاں حقوق العباد سے وہ حقوق مراد ہیں جو انسان اور انہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک آدمی کا مال کھالیا تھا۔ اب وہ فوت ہو گیا ہے۔ یا کسی کی چوری کی تھی۔ لیکن اب خود منگدست ہے۔ ادا نہیں کر سکتا۔ یا قرض لیا۔ اور اس کے ادا کر کے نہ تھا۔ لیکن مقدمہ نہیں مل سکا۔ بہر حال یہاں وہ حقوق العباد مراد ہیں جو انسان کی طاقت سے یا ہر ہونگے ہوں۔ ۱۲۰

بَابُ الدَّفْعِ مِنَ عَرَفَةَ وَالْمَزْدَلِفَةِ

الفصل الأول

۱۰۴۶۔ عَنْ عِشْرَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سُئِلَ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي عَجْزِ الْوَدَّاءِ حِينَ دَفَعَهُ قَالَ كَانَ يُسِيلُ الْعَنْقَ فَإِذَا وَجَدَ جُرَّةَ نَصْرٍ فَتَلَقَّ عَلَيْهِ
 ۱۰۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ دَفْعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَوْمِ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى نَجْرًا شَدِيدًا وَأَعْرَبَ بِاللَّيْلِ فَسَأَلَهُ بِسُورَةِ الْيَهُودِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی کا بیان

فصل اول

۱۰۴۶۔ بنام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اسامہ بن زید سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حجرا اور
 میں عرفات سے مزدلفہ کو واپس ہونے لگے تو کس طرح چلتے تھے تو اسامہ نے کہا تیز رفتاری سے چلتے تھے۔ اور جب مکہ کی جگہ پاتے تو سواری کو دوڑاتے۔ متفق علیہ

۱۰۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن واپس آ رہے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے بڑا اونٹ اور اونٹ کو مارنے کی آواز سنی۔ تو آپ نے ان کی طرف اپنے کونے سے اشارہ کیا

ہر چیز کا لحاظ رکھنا چاہئے
 اسے تیزی کے ساتھ اس کو اصحاب سنن الامام علیہ السلام نے فرمایا ہے۔
 اور جب کوئی مکہ کی جگہ لگے۔ تو سواری کی بھی دوڑا لیا کہ چونکہ مشرب کی نماز عرفات میں توڑی ہی نہیں جاتی۔ اس کو عشاء کے ساتھ طاکرہ روزہ میں
 جاکر پڑھنا تھا۔ اس لئے جلدی ہی جاتی۔ دونوں چیزوں کا آپ لحاظ رکھتے آئے۔ اسلام دین فطرت اور دین اعتدال ہے۔ اگر آدمی ذرا بھی
 طور کہے تو اسے اسلام کے مزاج کو جانتے ہوئے مسائل کی صحیح صورت کو دریافت کرنا پھر ہی مشکل نہیں ہے اسلام کے تمام
 احکام میں اصول یہ ہے کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور جہاں تک ہو سکے دو سوال کو فائدہ پہنچائے اور کم تکم بہ ہے کہ ان کے لازمی
 حقوق مزدلفہ سے کرتا جائے ان میں کو تا ہی نہ کرے ۱۲

عَلَيْكُمْ يَا سَيِّدَةَ فَايَ الْبَرِّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ بِرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۰۴۸۔ وَعَنْ ابْنِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ يَدْفَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمَرْحَلَةِ مِمَّا أَرَادَ الْفَضْلَ مِنَ الْمَرْءِ دَفَعَهُ إِلَى مَنْافِكِهَا صَالِحًا لِأَنَّهُ يَنْزِلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْتِي حَتَّى رَأَى جَمْرَةَ الْعُقَبَةِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ

۱۰۴۹۔ وَعَنْ ابْنِ عُثْمَرَ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْمَشَاءَ بِجَمْعٍ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا قَامَرًا وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى الْأُكُلِ وَاحِدَةً مِنْهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۰۵۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا

کیا اور فرمایا اسے لوگوں سے آؤ کہ اوٹوں کے دوڑانے میں کوئی ٹکی نہیں ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۰۴۸ اور ابی سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید عرفات سے لے کر مزدلفہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھ کر آئے تھے پھر مزدلفہ سے مئی تک آپ نے فضل بن عباس کو پیچھے بٹھایا تھا۔ یہ دونوں یہاں کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو عترت کو نکلیاں اس تک برابر لیک کہتے رہے۔ **یہ متفق علیہ**

۱۰۴۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا ہر ایک کو علیحدہ آقا سے پڑھا۔ اور ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نہیں پڑھے۔ اور نہ ہی ان کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھا ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۰۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازیں ہمیشہ اپنے وقتوں پر پڑھا کرتے تھے سوا

عرفات سے والپسی میں دوڑنا نہ کی نہیں۔ **اس سے حدیث کو احمد و سنن ابی جریر نے بھی روایت کیا ہے۔** مطلب یہ ہے کہ سواریوں کو دوڑانا خود جان کنی ٹکی نہیں ہے بلکہ اہل ٹکیا ہے۔ کہ احکام کی تعمیل اور احکام کی رعایت کا یہ ہے کہ کسی کوئی کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

۱۰۵۰ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ جبر عترت کو نکلیاں مارنے تک بیک کہنا تمام اماموں کے نزدیک مکمل ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور اس کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرنے تک اختلاف ہے۔

۱۰۵۱ عرفات اور مزدلفہ کی نمازوں کا حکم۔ اس حدیث کو سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ معنون مسلم میں بھی ہے۔ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اٹھی کر کے پڑھی جائیں گی عرفات میں عصر وقت سے پہلے اور مزدلفہ میں مغرب وقت کے بعد پڑھی جائیں۔ اور صرف دو نماز ہو گیا ہے۔ نفل سنت نہ پڑھے جائیں۔

۱۰۵۱۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْأَمِينُ قَدَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمَرَدِ لِفَتْحِ مِثْقَ عَلَيْهِ
أَهْلًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ۔

۱۰۵۲۔ وَعَنْ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَأْدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي
عَشِيَّةِ عَرَفَاتٍ وَعَدَاةُ جَمِيعِ النَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٍ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ حَسْرًا
وَهُوَ مِنْ مَنِيَّ قَالَ عَلَيْكُمْ لِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرَى فِي بَابِ الْجَمْرَةِ وَقَالَ كَمَا يُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسِي حَتَّى سَأَى الْجَمْرَةَ سَأَاهُ مُسَلِّمًا۔

دونمازوں کے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں اور فجر کی نماز اس دن آپ نے وقت سے پہلے پڑھی متفق علیہ۔

۱۰۵۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات کو اپنے
مکروں گھر والوں میں سے پہلے روانہ کر دیا تھا۔ متفق علیہ۔

۱۰۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس اپنے بھائی فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے
ہوتے تھے اور آپ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کو کہا جب کہ وہ واپس آ رہے تھے۔ تسلی سے او۔ امام سے او۔ اہل آپ نے اپنی
ادبیتی کو دھکا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپ وادی محسر میں داخل ہوئے۔ اور وہ منی ہی کا احمد ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ چھوٹی چھوٹی انگریاں لے لو جو
کربہ کو ماری جائیں۔ اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ انگریاں ماننے تک برابر لیکھ لیتے رہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۵۳۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد۔ اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ صبح کی نماز وقت سے پہلے پڑھنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ نے صبح

صادق کے ہونے ہی نماز پڑھ لی۔ یعنی عام حالت میں جس وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس سے پہلے نماز پڑھ لی۔ ۱۲۔

۱۰۵۴۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے
مزدلفہ سے کب واپس آئے۔

اس کو صحیح کہا ہے۔ حکم یہ ہے۔ کہ مزدلفہ سے منی کو اس وقت جانے۔ جب کہ سورت نکلنے کے قریب ہو۔ لیکن اس وقت پھر تمام جائیں گے۔
اور رش میں بیمار اور کمزور لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ اس لئے عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ بیماروں اور لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ رات ہی کو منی
میں پہنچ جائیں۔ اور لوگوں کے آنے سے پیشتر کنگریاں لاکر فارغ ہو جائیں تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ ۱۳۔

۱۰۵۵۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن حجر نے اس مضمون کو
وادعی محسر میں تیز چلنا چاہئے۔
بیان کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ وادی محسر سے تیزی سے گذر جانا چاہئے۔ اگر سوار ہو تو اپنی سواری کو دوڑائے۔ (حاشیہ صبر و آندہ)

۱۵۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَفَاضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَبِّحٍ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ
بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَهُ فِي وَادِي مُحَسَّرٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَقَالَ لَعَلِّي لَا أَرَاكُمْ
بَعْدَ عَامِي هَذَا أَلَمْ أَجِدْ هَذَا الْخَدِيثَ فِي الصَّحِيحَيْنِ إِلَّا فِي جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ مَعَ تَقْدِيمِهِمْ وَنَلْحِيزِهِ.

الفصل الثاني

۱۵۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَيْسٍ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ
أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُدْفَعُونَ مِنْ عَرَفَةَ حِينَ تَكُونُ الشَّمْسُ كَأَنَّهَا عَمَالِمُ الرَّجَالِ فِي بُحُورِهِمْ
قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ وَفِي الْمَذْدَلِفَةِ بَعْدَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِينَ تَكُونُ كَأَنَّهَا عَمَالِمُ الرَّجَالِ فِي بُحُورِهِمْ

۱۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مودلہ سے واپس ہوئے۔ تو بالکل آناام سے آئے۔ اور لوگوں کو بھی
یہی کہتے تھے۔ کہ آناام سے آؤ۔ البتہ وادی محسّر میں اپنے اپنی اونٹنی کو تیز چلایا۔ اور لوگوں کو حکم دیا۔ کہ وہ خذف کی لنگریوں کے برابر
لنگریاں ماریں اور فرمایا۔ شاید میں تم کو اس سال کے بعد پھر نہیں دیکھوں گا۔ میں نے اس حدیث کو صحیحین میں نہیں پایا۔ مگر جامع ترمذی
میں پڑھ لیا۔ تاخیر سے پایا ہے۔

فصل دوم

۱۵۴۔ اجمہ بن قیس بن مخزوم نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ عوفہ سے اس
وقت واپس آتے تھے۔ جبکہ سورج اند باہر ہوتا۔ نصف باہر ہوتا۔ گویا کہ وہ آدمی کی پگڑی ہے۔ اور لوگوں کی نظروں کے سامنے ہوتا۔
لیکن ابھی غروب نہ ہونا۔ اور مودلہ سے سورج چڑھ آنے کے بعد واپس ہونے۔ جبکہ نصف سورج باہر آجاتا۔ گویا کہ وہ آدمی کی پگڑی ہے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور اگر پھیل ہو تو تیزی سے چلے یہ وادی محسّر ہی ہوگی ہے۔ جہاں ہاتھیوں کے شکرہ کہ اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں سے تباہ کر دیا
تھا۔ اور یہ جگہ جہاں سے تیزی سے گزرتا ہے۔ تھوڑی ہے۔ کوئی زیادہ نہیں ہے۔

حجۃ الوداع میں دین مکمل ہو گیا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت
کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ میں آئندہ سال تک اس دنیا میں نہیں رہوں گا کیونکہ البہم اکلنت لکم دینکم
کی آیت ایک دن پہلے نازل ہو چکی تھی۔ عوصا آپ نے بھی اور حضرت ابو بکر صدیق نے بھی یہی مطلب سمجھا تھا۔ کہ اب زیادہ دیر دنیا میں نہیں ٹھہریں
گے۔ اور اس دن کے بعد آپ فوت ہو جائیں اور میں دن تمدست رہے۔ اس کے بعد آپ کی آخری بیماری شروع ہو گئی۔ لنگریاں چٹنے
یا لوبیا کے دانے کے برابر ماریں جا رہیں بعض بیوقوف لوگ بڑے بڑے پتھر اور پوسٹے وغیرہ مارنے ہیں۔ یہ غلط سنت ہے۔ ۱۲۔

وَاِنَّا لَنَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى تَغْرِبَ الشَّمْسُ وَنَدْفَعُ مِنَ الْمَزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ هَدَيْنَا
مُخَالَفًا لِهَدْيِ عَبْدِ الْاَوْثَانِ وَالشَّرِكِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ خَطْبُنَا وَسَاقَ كَحْوَهُ

۱۰۵۵۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّمْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمَزْدَلِفَةِ اغْتِيلَتْ بِنْتِي
عَبْدُ الْمَطْلِبِ عَلَى حُمَيِّاتٍ فَجَعَلَ يَلْطَخُ اخْتِادًا وَيَقُولُ اَبِي بَنِي لَا تَرَوْهُ الْجَحْمَةَ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ رَوَاهُ الْاَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۱۰۵۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ سَلَّمَتْ لَيْلَةَ النِّعْمِ فَوَمِتَ الْجَمْعُ
قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَاثَابَتْ وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمَ الْيَوْمَ الَّذِي يَكُونُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اور لوگوں کی نظروں کے سامنے آجاتا۔ اور ہم روز سے سوچ غروب ہونے کے بعد واپس آتے ہیں۔ اور مزدلفہ سے سوچ پڑھنے سے
پہلے واپس ہوتے ہیں۔ ہمارا طریقہ بت پوجنے والوں اور مشرکوں کے طریقہ سے مختلف ہے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ اور کہا کہ ہم کو خطبہ
دیا۔ اور باقی حدیث اسی طرح بیان کی۔

۱۰۵۵۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مزدلفہ کی رات نبی عبدالمطلب کے بچوں کے
ہمارے پہلے بیچ دیا تھا۔ آپ ہمارے پوتوں پر ہاتھ تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اے میرے چھوٹے چھوٹے بچو سوچ نکلنے کے بعد جمو کو کنگریا
مانا۔ اسکو الہدافہ۔ نسائی اور ابی ماجہ نے روایت کیا۔

۱۰۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت ام سلمہ کو قربانی کی رات کو بیچ دیا تھا۔ تو انھوں نے فجر سے
پہلے کنگریاں مار لیں۔ پھر صلی آئیں۔ اور طواف افاضہ کیا۔ اور یہ وہ دن تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن حضرت ام سلمہ کے

عرفات اور مزدلفہ سے کب واپسی ہو۔
اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بیہقی نے اس کو صحیح کہا
ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قریش عرفات سے اس وقت واپس ہوتے تھے۔ جب سوچ غروب ہونے کے قریب اندھ باہر ہوتا۔ اور مزدلفہ سے
منیٰ کو اس وقت آتے۔ جب سوچ نکل رہا ہوتا۔ اور اندھ باہر ہوتا۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ عرفات سے سوچ غروب ہونے کے بعد چلو
اور مزدلفہ سے سوچ نکلنے سے پہلے چلے آؤ۔ ۲
کنگریاں سوچ نکلنے کے بعد مارو۔
اس سے معلوم ہوا کہ کنگریاں دس تاریخ کو سوچ نکلنے سے پہلے نہیں اسی چاہئیں۔ بلکہ سوچ نکلنے کے بعد مارے۔ رات کو آنے
واں کو اتنا اندھ ہوگا۔ کہ مزدلفہ کی تین کوس کی مسافت طے کرنے آئے والوں سے نڈا پہلے ناز ہو یا پیش گے ۲۔

عَبْدَ اللَّهِ كَيْفَ لَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَلِمَانَ كُنْتُ تَرِيدُ السَّنَةَ فَهَجَرْتُ بِالصَّلَاةِ
 يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ إِتْمَامُهُمْ كَالْوَالِدِ يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّنَةِ فَقُلْتُ
 لِسَالِمٍ أَفْعَلْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَأَلَهُمْ وَهَلْ يَتَّبِعُونَ ذَلِكَ السَّنَةَ
 مَا وَاهُ الْبَخَامِيُّ

عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ پہلوؤں کے دن کھڑا ہونے کے متعلق کس طرح کریں۔ تو ان کے بیٹے سالم نے کہا۔ اگر سنت کے مطابق چاہتے
 ہو تو پورے دن دوپہر کے وقت نماز پڑھو۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا۔ یہ سنا کہتا ہے۔ کہ محلہ ظہر اور عصر کی نماز سنت طریقہ کے مطابق جمع کر کے
 پڑھا کرتے تھے۔ ان شہاب نے کہا کہ میں نے سالم سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے تو سالم نے کہا کہ تو
 اس جمع کرنے میں آپ ہی کی سنت کی توہمروی کرتے ہیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا

رحمۃ صغیر گزشتہ مطلب یہ ہے کہ آپ عرفات سے جب واپس آئے۔ تو سواری پر الپس آئے۔ آپ ایک قدم بھی بیدل چل کر نہیں آئے۔
 دیکھ کر آپ کا وضو ٹوٹ گیا تھا۔ آپ سواری سے نیچے اترے تھے۔ اور وضو کیا تھا جیسا کہ حضرت امام جبرائیل نے وقت آپ کے پچھلے تھے۔ بیان کرتے

ہیں۔
 عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں سورج ڈھلنے پر تھیں (رحمۃ صغیر) اس حدیث کو سنان نے بھی موصولاً روایت کیا
 ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سجدہ و حلقے ہی بالکل اول وقت میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں اکٹھی کر کے پڑھی جائیں
 حضرت سالم نے فتویٰ دیا ہے۔ اور اس کے باپ حضرت عبداللہ بن عمر نے ان کی تصدیق فرمائی۔ ۱۲

بَابُ رَمَى الْجَمَارِ الفصل الأول

۱۰۶۰ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا أَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ عَلَى مَا رَأَيْتُ يَوْمَ الْغَتْرِ وَيَقُولُ
يَتَّخِذُوا مَنَاسِكُمْ فَإِنِّي لَأَدْعِي لَكُمْ لَعْنِي لَأُحْبِبُّ بَعْدَ حَبْتِي هَذَا مَا وَآلَهُ مُسْلِمٌ
۱۰۶۱ وَعَنْ قَلْبٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَدِّ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کنکر مارنے کا بیان

فصل اول

۱۰۶۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ وہ قرانی کے دن اپنی سواری پر بیٹھ کر کنکریاں
مار رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ حج کے طریقے مجھ سے ابھی طرح سیکھ لینا۔ میں انہیں جانتا کہ میں اس سال کے بعد کوئی دوسرا
حج نہ کر سکوں گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا
۱۰۶۱۔ ادا النبی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ خدیف کی کنکریوں کے برابر جو کنکریاں
مار رہے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

۱۔ اس حدیث کو امام احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کنکریاں سارا ہو کر بھی ماری جا سکتی ہیں
۲۔ اس کو نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ہدیہ صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کنکریاں بالکل چھوٹی ہوتی چاہیں۔ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ گو گویا مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو شاید میں آئندہ سال حج نہ کر سکوں اس بنا
پر تھا کہ جب اللہ نے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہاری امتیں پوری کر دیں اور
تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا تو رسول اللہ کو معلوم ہو گیا کہ اب دنیا میں میرا قیام ٹھوڑی ہی مدت ہے اور
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس آیت سے یہی سمجھا کیونکہ جب دین مکمل ہو گیا تو پھر آنحضرت کے دنیا میں رہنے
کا کوئی مقصد نہ تھا۔ اور پھر واقعی آنحضرت اس کے بعد صرف اگاسی دن دنیا میں رہے اسی لیے اس حج کا نام حج الوداع

۱۰۶۲ وَعَنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةُ رِيحٌ مَغْنَمٌ وَأَمَّا بَعْدُ ذَلِكَ فَلَمَّا
نَالَتِ الشَّمْسُ مَطْفِقَ عَلَيْهِ.

۱۰۶۳ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ هَمَّ بِالنَّجْوَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى فَعَجَلَ النَّبِيُّ عَنْ بَسْرَاهُ وَمَضَى
عَنْ قَبِيلِهِمْ وَرَأَى اسْتِجْمَاعَ النَّاسِ عَلَى حِصَاةٍ ثُمَّ قَالَ هَذَا رِيحُ الْإِسْتِجْمَاعِ فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ
الْبَقَرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۶۴ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْتَجْمَعُونَ فِي الْجَمْرِ تَوَاتُرًا
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوَاتُرًا اسْتِجْمَاعًا أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِعْ بِتَوَاتُرٍ وَاحِدٍ مَسْرُومًا

۱۰۶۲ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی کے دن توجرو کو پاشت کے وقت نگریاں ملیں اور
اس کے بعد دوسرے دنوں میں اس وقت ملتے رہے۔ جبکہ سورج ڈھل جاتا۔ متفق علیہ

۱۰۶۳ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجرت کبریٰ (عقیقہ) کے پاس پہنچے اور بیت اللہ شریف کو
اپنے بائیں ہاتھ رکھا۔ اور منیٰ کو اپنے دائیں ہاتھ لادرسات نگریاں ملیں۔ ہر نگریا کے ساتھ آپ بھیجے کہتے تھے۔ چہرہ کیا۔ اس طرح نگریاں
ملی تھیں۔ اس نے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔ متفق علیہ

۱۰۶۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استنجاء کے وسیلے طاق میں اور نگریاں مارنا طاق
میں اور مغامروہ کی دو طاق ہے۔ اور بیت اللہ کا طواف طاق ہے۔ اور جب کوئی تم میں سے استنجاء کرے تو طاق وسیلے سے کرے
کہے۔ اسکو سلم نے روایت کیا۔

۱۰۶۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور
صحیح کہا ہے۔ حجرت کبریٰ کو نگریاں ملنے کا سب سے افضل وقت پاشت کا وقت ہے۔ اور سورج نکلنے کے بعد نگریاں ملنا بھی اچھا
ہے۔ البتہ صحیح صدوق کے بعد سورج نکلنے کے پہلے جائز ہے۔ لیکن خلاف اصل ہے۔ اور ملو اور فجر سے پہلے عورتوں کو نگریاں ملنا
جائز ہے۔ اور سون کو قطعاً نہیں۔ ۱۰۶۵

۱۰۶۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور
نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حجرت کبریٰ کو حجرت عقیقہ بھی کہتے ہیں۔ سورہ بقرہ کا نام اس لئے لیا کہ عام طور پر مناسک حج اسی میں تامل ہوتے
ہیں۔ حجرت کے تین پہلو سامنے ہیں۔ اور چوتھے پہلو کو بھی پہاڑی ہے۔ اس طرف سے تو نگریاں نہیں مل سکتے (ماشیت صفحہ ۱۰۶۵)

الفصل الثانی

۱۰۶۵۔ عَنْ قَدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجَمْرَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَافِثَةٍ مِمَّنْ بَاوَيْسَ طَرِبَ وَلَا طَرِدَ وَلَا يَسُ قِيلَ لَيْكَ لَيْكَ هَذَا الشَّافِعِيُّ كَمَا رَوَاهُ وَكَتَبَ فِي وَابْنِ مَاجَةَ وَاللَّاحِقِيُّ

۱۰۶۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ رَمَى الْجَمَارِ وَالشَّقَى بَيْنَ الْعَصَا وَالرَّوْحِ إِنْ قَامَ يَذْكُرُ اللَّهَ سَوَّاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاللَّاحِقِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ حَسَنٌ صَحِيحٌ
۱۰۶۷۔ وَعَنْهَا كَأَنَّ قَدَامَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ بِمَعْنَى كُلِّ لَامَةٍ مِنْ مَنَاسِكٍ مِنْ سَبَقِ

فصل دوم

۱۰۶۵۔ قدیم بن عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے دن لنگریاں مارتے دیکھا ہے۔ آپ ایک لنگریاں مائل سفید اور دوسری پر سوار تھے نہ تو وہاں کسی کو مارتا تھا۔ اور نہ ہاتھ اٹھاتا اور نہ جگہ جگہ کی آوازیں۔ اسکو ترمذی، شافعی، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۰۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمروں پر لنگر مارتا اور مخالفہ مردہ کے وسیعاً دوزخ لگانا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر قائم کرنے کے لئے ہے۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
۱۰۶۷۔ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے لئے منی میں ایک چھترہ بنا دیں جس

میں چھترہ گزشتہ (اور تین پیلوں میں سے مشرق اور مغرب پہلو تنگ ہیں۔ اور چھتری لنگریاں نہیں ماری جاسکتی۔ البتہ جنوبی جانب پریشانی اور سطح ہے۔ اور اسی کے سامنے کھلا میدان ہے۔ جہاں لوگ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ لہذا اسی جانب لنگریاں ماری جاتی ہیں۔ ہر لنگری کے ساتھ لنگریاں ماری جاتی ہیں۔)

۱۲۔ یہ حدیث صرف مسلمانوں میں ہے۔ اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔

لنگریاں آرام اور سکون سے مار کے۔ (یعنی سفر ہذا) اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے کسی کو تنگ نہیں کیا۔ کسی کو نہیں ہشایا۔ اور نہ دھکیلا۔ بس نہایت آرام اور سکون سے لنگریاں ماری ہیں۔
لنگر مارتا اور دوڑنا کیوں عبادت ہے۔ اس حدیث کو حاکم اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لنگریاں مارتا اور دوڑنا کی عبادت ہے۔ یہ کوئی عبادت ہے؟ تو آپ نے اس کی وضاحت کر دی۔ کہ صرف چھترہ گزشتہ

رَوَاهُ أَبُو يَزِيدٍ فِي رِوَايَةِ أَبِي مَرْجَانَةَ وَالذَّهَابِيُّ

الفصل الثالث

۱۰۶۸۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَانَ عَمْرٍو كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرِ تَبِينَ الْأَوْلِيَيْنِ وَقَوَّافًا وَيَلْتَمِسُ الْبُكَرَةَ وَاللَّهَّ وَ
يَسْتَبِيحُ وَيُكَلِّمُهَا وَيَدْعُو اللَّهَ وَالْأَيْقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعُقَبَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ

کے سامنے میں آپ کو ہر سبکیں تو آپ نے فرمایا۔ میں کیونکہ منیٰ اس آدمی کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو وہاں پہلے پہنچ جاتے۔
اسکو ترمذی حدیثی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۰۶۸۔ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر پہلے دونوں جڑوں (جبرودنیا اور جبرودسلی) کے پاس تو کھانی دیکھ کر
کھڑے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بکریوں کو کہتے تھے۔ ادا تسبیحیں پڑھتے۔ حمد بیان کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے۔ اور عروسی
کے پاس آپ کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔ اسکو مالک نے روایت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اس پر منکر یادگار ہے۔ جس میں خدا پرستی کی حمد ہو گئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو اس وقت تک کہاں ماری تھیں جب کہ وہ ان
کو حکم الہی کی تعمیل سے روکنے کے لئے آیا تھا۔ اور صفحہ اوہ کی دو اس وقت کی یادگار ہے جب کہ حضرت اسمعیل بھوک پیاس سے بلبل
رہے تھے۔ تو دیکھ کر خدا کی رحمت کس طرح بے آب و گیاہ جنگل میں آگئی تھی۔ اس جذبہ کو بریدہ رکھنے اور پیدا کرنے کے لئے یہ کام حج
کے امکان میں رکھے گئے ہیں۔ اور پھر ان کی ادا بھی گئے وقت ہی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ دعائیں ہوتی ہیں۔ اور بکریوں پر بھی جا

ہیں۔ ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ اس حدیث کو ابرواؤرنے میں روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسی کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ منیٰ کا میدان وقت
ہے جو وہاں جا کر پہلے ڈیر لگائے۔ وہ جگہ اس کی ہے۔ ۱۲
۲۔ اس کی سند نہایت ہی اچھی ہے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند بھی اچھی ہے۔ ۱۳

بَابُ الْهَدْيِ

الفصل الأول

۱۰۶۹۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِبَيْتِ الْخَلِيفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا فِي صَفْحَةِ سِنَاهَا الْأَيْمَنِ وَوَسَلَتْ الدَّمَّ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ مِمَّنْ رَكِبَ رِحْلَتَهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدِ إِهْلَ بِأَجْحَرٍ وَوَلَّاهُ مُسَلِّمًا

۱۰۷۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَمًّا وَقَلَّدَهَا

قربانی کا بیان

فصل اول

۱۰۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز دو الخلیفہ میں پڑھی۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی منگوائی۔ اور اس کی گویان کے ماتیں طرف شکار کیا۔ اور اس سے خون کو پونچھ ڈالا۔ اور اس کے گلے میں دو جو تیلیا کے ہار پہنا دیے پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے جب آپ کی اونٹنی آپ کو ملے کہ میدان پر کھڑی ہو گئی تو آپ نے حج کے ساتھ آواز بلند کی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفیت اللہ شریف کی طرف بکری کی ہدیہ قرآنی بھیجی۔ فلاس

اونٹ کا استعارہ کرنا سنت ہے۔ اس حدیث کو احمد و ابی داؤد صاحب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور قرآن نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اشاریہ ہے کہ اونٹ یا اونٹنی کے کرہان کے ماتیں جانب معمولی سا زخم لگایا جائے۔ اور اس سے جو خون نکلے۔ اس سے جو تے کے نشان اس کے جسم پر لگا دیے جائیں۔ اور یہ جانور ہے۔ مجھد کا یہی قول ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی کراہت نقل کی گئی ہے۔ لیکن ان کے بعض شاگردوں نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے اپنے زمانہ کے شعرا کو مکروہ فرمایا ہے۔ کردہ لوگ بہت زیادہ گہرا زخم لگاتے تھے جس سے اونٹ مجروح ہو جاتا۔ ورنہ مطلق شعرا کو آپ نے مکروہ نہیں کہا۔ ۱۲۰

مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

- ۱۰۶۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُكِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرًا قَالَتْ لَيْمَ النَّصْرُ وَالْإِسْلَامُ
- ۱۰۶۲۔ وَعَنْ قَالٍ قَتْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَاءٍ بَقَرًا فِي حُجَّتِهِمْ مَرَّوَالَهُمْ سَلِمَ
- ۱۰۶۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلَّتْ فَلَا يَدُ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدِي ثُمَّ قَلَدَهَا وَأَشْفَرَهَا وَأَمَّا هَرَمٌ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ أَحْمَرَ لَمْ يُتَّفَقْ عَلَيْهِ
- ۱۰۶۴۔ وَعَنْهَا لَوْلَا لَمْ تَلَّتْ فَلَا يَدُ بَيْنَ عَيْنِ كَانَتْ عِنْدِي ثُمَّ بَعَثَتْ بِهَا مَعِيَ إِلَى مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ

کے گلے میں ہار ڈالا۔ متفق علیہ۔

۱۰۶۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حج ادا میں ایک گائے قرآنی میں ذبح کی تھی، اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۶۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے اپنے حج میں ایک گائے ذبح کی تھی، اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآنی اونٹنی کے لئے ہار بنا ہے، چروہ ہار آپ نے اس کے گلے میں ڈالا، اور اس کو شہد کیا، اور اس کو ہر کسی بنا کر بھیج دیا، پھر آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جو پہلے آپ کے لئے حلال تھی۔ متفق علیہ۔

۱۰۶۴۔ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے اس اونٹنی کے لئے اون کا ہار بنا تھا، جو کہ میرے پاس پڑی ہوئی تھی، پھر اس اونٹنی کو میرے

۱۵ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کا مضمون بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بکری کی بھی صبح ہے، اور اس کی گردن میں ہار ڈال دینا چاہیے۔ ابوبکر کے لئے شعار نہیں ہے۔ ۱۲

یہ وہی کی طرف سے علیحدہ فرمائی کرنا

۱۵۔ یہ حدیثیں صرف مسلم میں ہیں۔ بخاری میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ قرآنی کے دن کوئی اونٹنی ہمارے پاس گائے لاکر شت لے کر آیا۔ میں نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے۔ تو اس کے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قرآنی کا ہے۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت نے حج ادا میں اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قرآنی ذبح کی۔ ۱۲

اونٹ کے لیے شعار اور تقلید دونوں ہیں۔ ۱۵ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے رحاشیہ صفحہ ۱۵

ثُمَّ أَصْبَغُ نَعْلَيْهَا فِي دِمَاسِهَا ثُمَّ أَجْعَلُهَا عَلَى صَفْحَتَيْهَا وَلَا تَأْكُلُ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ
مَنْفِقَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْهَدْيِ يَتْبَعُ الْبَدَنَةَ

عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقْرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَبَّيْكَ يَا مَعْشَرَ الْبَدَنَةِ

سَنَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنفِقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۰۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَبَّيْكَ يَا مَعْشَرَ الْبَدَنَةِ

تو اس کے متعلق میں کیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسکو ذبح کر ڈال۔ پھر اس کی جوتیاں اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر لگا دے
اور اس سے تو اور تیرے ساتھی کچھ نہ کھائیں تم اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ کو سات
آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا اور گائے کو بھی سات آدمیوں کی طرف سے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۰۷۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک آدمی کے پاس آئے جو اونٹ کو بٹھا کر ذبح کر رہا تھا۔ تو آپ نے
کہا کھڑا کرے اسکو۔ اور اس کا پاؤں باندھ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑ متفق علیہ

۱۰۸۰۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی نے اونٹوں کی نگرانی

قربانی اگر مکہ نہ پہنچ سکے تو راہ میں ذبح کر دو۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ قربانی
کی اونٹنیاں لے جانے والا ناجیہ خزامی تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چراگاہ میں چرایا کرتا تھا۔ وہی جوتیاں جو اس کے
گلے میں ہار کے طوطو پر ڈالی تھیں۔ ہمارے خون اٹھ کر کے اس کے جسم پر چڑھ جگا مار دی جاتیں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ یہ قربانی
کا جانور ہے۔ جو ذبح ہو گیا۔ تو وہ اس کو کھالیں گے۔ قربانی کا گوشت امیر۔ عزیز۔ اپنے۔ بیگانے سب کو کھانا جائز ہے۔ ان کو کھانے
منع کر دیا۔ کہ تکلف جاننے کا بہانہ کر کے گوشت کھانے کے لئے جاتو ذبح نہ کریں۔

قربانی پورا جانور ذبح کرنا ہر آدمی پر فرض نہیں ہے اس حدیث کو صحاب سنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور توفی نے
اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ میں سات آدمی قربانی میں شریک ہو سکتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر
آدمی کو ذبح کرے۔

(تفسیر صفحہ ۱۰۷۸)

يَلْمِهَا وَيَجْلُودُهَا وَإِحْتِئَابًا لِّأَنْ يُعْطِيَ الْجَزَاءَ مِنْهَا قَالَ تَعَنُّ فَعَطِبَ بِيَاهِئِ عَيْنَيْهَا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -
 ۱۰۸۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ مِنْ كُحْمٍ بُدِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا وَتَزِدُّوْا وَإِنَّا كُنَّا وَتَزِدُّنَا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

الفصل الثاني

۱۰۸۲ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى عَامَ الْخَدِيبِيَّةِ فِي هَذَا يَأِ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلٍ فِي رَأْسِ بُرَّةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَفِي رِوَايَةٍ
 مِنْ ذَهَبٍ يَغِيظُ بِذَلِكَ الشُّرَيْكِينَ رَوَاهُ الْبُودَوْدُ -

کروں۔ ادا ان کے گوشت اور چمڑوں اور ان کے جھول تقسیم کر دوں۔ اور یہ کہ میں قصاب کو اس کی اجرت اس میں سے نہ دوں۔ آپ نے
 فرمایا۔ وہ ہم اپنے پاس سے لے لیں گے۔ متفق علیہ۔
 ۱۰۸۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت تینوں سے زیادہ نہیں کھایا کرتے تھے۔ پھر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے رخصت دے دی۔ اور فرمایا کھاؤ اور ذخیرو کرو۔ پھر ہم نے کھایا یا بھی اور ذخیرو بھی کیا۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۰۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال قربانی بھیجی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 قربانیوں میں ابو جہل والا اونٹ بھی تھا۔ اس کے ناک کے نچھنے میں چاندی کا حلقہ تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کا حلقہ تھا۔
 آپ اس سے مشرکوں کو غمہ دلا نا چاہتے تھے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

اور اونٹ ذبح کرنے کا سنت طریقہ۔ (حاشیہ معنی گذشتہ) اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور شافعی نے بھی

روایت کیا ہے۔ سنت یہ ہے۔ کہ اونٹ کو ذبیحہ رخ کھڑا کیا جائے۔ اور اس کا بائیں پاؤں باندھ کر اس کے سینے میں تکبیر پڑھ کر
 اور اللہ کا نام لے کر تیز مارا جائے۔ خون نکلنے سے آخر وہ خود گر پڑے گا۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ امام ابوحنیفہ دونوں طرح

جائز اور برابر سمجھتے ہیں۔ چاہے تو اس کو کھڑا کر کے ذبح کر لے۔ اور چاہے تو بیٹھا کر یا لٹا کر ذبح کر لے۔ ۱۲ -

قصاب کو اجرت علیحدہ دی جائے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت

کیا ہے۔ قربانی کی ہر چیز اللہ کے راہ میں دے دینی چاہیے۔ گوشت بھی درس بھی چھڑا بھی۔ پالان بھی البتہ جس طرح قربانی کا گوشت خود بھی کھا
 سکتا ہے۔ اسی طرح اس کی کھال کو اپنے استعمال میں بھی لاسکتا ہے۔ البتہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھانا حرام ہے۔ اور قصاب کو اجرت
 میں گوشت یا چمڑا دینا منع ہے۔ دیے اگر وہ مسکین ہوں تو اس کو کھال دی جا سکتی ہے۔ بیسکین کی حیثیت سے نہ کہ (بقیہ معنی آئندہ)

۱۰۸۳. وَعَنْ نَاجِيَةَ الْخِزَامِيِّ تَلَّتْ قُلُوبَ يَأْسُؤِ اللَّهِ كَيْفَ صَنَعَ بِمَا عَطَبَ مِنَ الْبُذْنِ قَالَ
الْخِزَامِيُّ نَعَلَهَا نِي كَمَا تَمَّ خَلَّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا فَيَأْكُلُونَهَا رَأَاهُ مَالِكُ وَالْوَيْهَدِيُّ
وَابْنُ مَلْجَةَ وَمَا رَأَاهُ الْبُودَاؤُذُ وَاللَّامِرِيُّ عَنْ نَاجِيَةَ الْأَسْلَمِيِّ -

۱۰۸۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرْظٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ
يَوْمَ الْخِزَامِيِّ ثُمَّ يَوْمَ الْقُرْقَالِ ثُمَّ وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي قَالَ وَقُرْبَ لِي سَوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَدَأَتْ كَحُمُسٍ أَوْ سِتِّ فُطْفُقٍ يَزِدُّ لِفِنِّ الْيَبِيِّ بَأَيْتِهِنَّ يَبْدَأُ قَالَ فَلَمَّا وَجِبَتْ جُنُومُهَا قَاتَل
تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ حَقِيقَةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ مَا تَقَالُ كُلُّ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ رَأَاهُ الْبُودَاؤُذُ وَكَرَّ حَيْثُ

۱۰۸۳. ناہیہ خزای رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول اگر میری کوئی اونٹنی عاجز آجائے۔ تھک جائے تو میں اسکو
کیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسکو ذبح کر دے۔ پھر اس کی جوتی اس کے خون میں تھم کر کہہ کے اس کے جسم پر مار دے پھر اسکو لوگوں کیلئے
تھپڑ دے۔ کہ وہ اسکو کھالیں۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور اسکو ابو داؤد اور مارجم نے ناہیہ اسلمی سے روایت کیا ہے
۱۰۸۴. عبد اللہ بن قرظ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام دونوں سے بڑا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن
کا دن ہے۔ پھر انام کرنے کا دن ٹورنے کا۔ فرکان فرہانی کے دن سے دو ملا دن ہے۔ عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
پانچ یا چھ اونٹنیاں لائی گئیں۔ وہ اونٹنیاں ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر آنحضرت کے قریب آتی تھیں کہ آپ پہلے اس کو ذبح کریں۔ راوی
نے کہا۔ کہ جب اونٹنیاں اپنی کوڑھوں پر گر پڑیں۔ تو آپ نے ایک بات آہستہ سے کہہ دی۔ جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے کسی سے پوچھا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اجرت میں اور اسی طرح گوشت بھی ان کو مسلمان کی حیثیت سے لیا جائے۔ اجرت میں نہ دیا جائے۔ ۱۲

۱۲. قریانی کا گوشت جب تک چاہو کھاؤ۔ ۱۳ اس حدیث کا حمد اور نسانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اتنا اجرت
میں لوگ بہت ازرب تھے۔ قریانی کم ہرتی تھی۔ آپ نے تین دن سے زیادہ قریانی کا گوشت رکھنے اور کھانے سے منع کر دیا۔ جب لوگ
دو تھمہ ہو گئے۔ اور قریانی خام ہونے لگی۔ تو کبیر ذمیر کو کہنے اور خشک کرنے کی اجازت بھی دیدی۔ نیز نبطیکہ کوئی مسلمان گوشت سے موم
نہ رہ جائے۔ ۱۲

۱۳. ابوجہل کا اونٹ بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھ آگیا تھا۔ اس کے ناک میں سوتے کا حلقہ ڈالا ہوا تھا۔ اور بڑا قدر تھا
آپ نے اس اونٹ کو کہہ کر مہر قریانی کے لئے بھیجا۔ تاکہ مشرک لوگ دیکھ کر جلیں۔ اور اس کی مثال قرآن مجید میں بھی ہے۔ لیغیظ ہم الکفار
(ماشریہ صفحہ ۱۳) اس حدیث کو احمد نسانی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ یہ
دہی حدیث ہے۔ جو فضل اول میں عبد اللہ بن عباس کی روایت سے گند چکی ہے۔ اور اس کا مطلب یہاں بیان ہو چکا ہے۔ ۱۳

ابن عباس وجابر فی باب الاضحیۃ الفصل الثالث

۱۰۸۵. عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَشِيَ مِنْكُمْ فَلَا يَصِيحُّ بَعْدَ ثَلَاثَتِي بَيْتٍ مِنْ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْقَبْلُ فَلَوَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَفَعَلْ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ فَلَوْ أَوْطَعُوا وَأَدَخِرُوا وَإِنَّا لَذَلِكَ الْعَامُ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدًا فَأَرَادْتُ أَنْ تَعْبِنُوا فِيهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۸۶. وَعَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا لَأَنَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ كَوْمٍ أَنَّ

کراپ لے گیا کہا ہے۔ تو اس نے کہا آپ نے فرمایا ہے۔ جو آدمی چلبہ۔ ان میں سے گوشت کاٹ کر لے جائے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور ابن عباس اور جابر کی حدیثیں باب الاضحیہ میں بیان ہو چکی ہیں۔

فصل سوم

۱۰۸۵۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی تم میں سے قربانی کرے۔ اس کے گھر میں اس کے گوشت میں سے کوئی چیز تیسرے دن کے بعد نہیں رہنی چاہئے۔ چوبیس آٹھ سال آیا۔ تو لوگوں نے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول کیا ہم اسی طرح کریں۔ جیسے کہ ہم نے پہلے سال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ خود بھی کھاؤ۔ اور دوں کو بھی کھلاؤ۔ اور ذخیرہ بھی کرو۔ کیونکہ وہ سال ایسا تھا۔ کہ لوگوں کو اس میں تکلیف تھی۔ اس لئے میں نے حکم دیا تھا۔ کہ اس طرح غنیمتوں کی مدد ہو جائے گی۔ متفق علیہ۔

۱۰۸۶۔ نبیہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم نے تم کو منع کیا تھا۔ کہ تیس دن سے زیادہ قربانی کا گوشت

۱۵۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد اور ترمذی

آنحضرت کا ایک معجزہ۔

نے اس پر سکوت کیا ہے۔ عہد اللہ بن قرظ کا کفر کے تنازع میں نام شیطان تھا۔ جب یہ مسلمان ہو گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عہد اللہ رکھا۔ منی میں عید کے بعد کادن یوم القریٰ کہلاتا ہے۔ یعنی منی میں قرآن پڑھنے اور آرام کرنے کا دن۔ اور نشیاں چھوڑنے کے بعد سے آگے بڑھ کر آتی تھیں۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ چونکہ مکہ میں عام قربانی ہوتی ہے۔ اس لیے ہر ایک کو اجازت ہے۔ کہ جتنا گوشت کوئی اٹھا کر لے جانا چاہے۔ لے جائے۔ باقی قربانگاہ میں پڑا رہنے دے۔

۱۵۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ گوشت کا ذخیرہ کرنا اور اس کو خشک کر لینا یا

ڈیریاں بنالینا جائز ہے۔ بشرطیکہ قربانی کے گوشت سے دوسرے لوگ محروم نہ رہیں۔ ۱۷

تَأْكُلُوها فَرَقَ ثَلَاثَ لَيْلٍ لَكُمْ تَسَعُّمٌ جَاءَ اللَّهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوا وَادْخِرُوا وَأَنْتُمْ جُرْفُ الْأَوَانِ هَذِهِ
الْأَيَّامُ أَيَّامُ الْكَلْبِ وَشُرْبِ وَذِكْرِ اللَّهِ رَوَاهُ الْبُؤَادُ

بَابُ الْحَلْقِ وَالْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۰۸۷- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَ
أَنَسَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّ بَعْضُهُمْ مَتَفِقٌ عَلَيْهِ

ذکھاؤ تکم کو فراموش ہو جاتے۔ اب اللہ تعالیٰ دیکھنے ہی فرمائی گئے آئے ہیں۔ سوا کھاؤ اور ذخیرہ کو بلا رتوب حاصل کرو۔ سن لو یہ دن
کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

سر منڈانے کا بیان فصل اول

۱۰۸۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں سے بھی کچھ لوگوں نے حجۃ الوداع
میں اپنا سر منڈایا اور بعض نے اپنے بال کمرائے متفق علیہ

قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ اس کی سند کے روای ثقہ ہیں۔ اور اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت
کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے اس کو مختصر بیان کیا ہے۔ یہ حدیث اس حدیث کی ناسخ ہے۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین دن سے
ذیاقہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی تھی۔

حج میں سر منڈانا افضل ہے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے
اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج میں سر کا منڈانا اور بال کترنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن سر کا منڈانا بہت ہی افضل ہے
جیسے آئندہ ابن عمر کی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ عورتوں کے لئے سر منڈانے کا حکم نہیں ہے۔ ان کے لئے بال کٹانے کا حکم ہے۔
دو بچے سے ایک یا دو انگل قبیحی سے بال کاٹ ڈالیں۔ اور مرد اگر سر منڈائے۔ تو پھر پورا منڈائے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک جانب سے

تھوڑے سے بال منڈائے۔ ۱۲

۱۰۸۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ ابْنِي قَضَرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمَشْفِقٍ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ۔

۱۰۸۹۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْحَقِيقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْحَقِيقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ۔

۱۰۹۰۔ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَصْبِيِّ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ دَعَا الْحَقِيقِينَ ثَلَاثًا وَالْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً وَاحِدَةً مَا دَامَ مُسَلِّمًا۔

۱۰۸۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے مرہ کے پاس تیر کے پیمان سے بال کاٹے تھے۔ متفق علیہ۔

۱۰۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما صحابہ نے کہا اور بال کاٹنے والوں پر بھی اے اللہ کے رسول آپ نے پھر فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما صحابہ نے عرض کیا اور بال کاٹنے والوں پر بھی۔ اے اللہ کے رسول تو آپ نے فرمایا اور بال کاٹنے والوں پر بھی متفق علیہ۔

۱۰۹۰۔ یحییٰ بن حصیب اپنی مدی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے حجۃ الوداع میں سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ رحمت کا دعا کیا اور بال کاٹنے والوں کے لئے ایک مرتبہ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

عمرہ میں بال کاٹنا سنت ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے ہی روایت کیا ہے پہلے

ابن عمر کی حدیث گذری چکی ہے۔ گناہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں اپنا سر منڈایا۔ اور اس حدیث میں ہے کہ آپ نے مرہ پہاڑی کے پاس بال کاٹوائے۔ ان میں اختلاف نہیں ہے۔ سر منڈانے کا واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔ اور بال کاٹنے کا واقعہ ترمذی کا ہے۔ حج میں بال منڈانا بہت ہی افضل ہے۔ اس حدیث کو احمد، مالک، ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ اور یحییٰ نے ہی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے والوں کے لئے تین دفعہ رحمت کی دعا کی۔ اور بال کاٹنے والوں کے لئے صرف ایک بار دعا ہی درخواست کرنے پر اور پہلی اور دوسری بار درخواست کے باوجود بھی دعا نہیں فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانا بال کاٹنے سے بہت ہی افضل ہے۔

اس حدیث کو احمد، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے بھی کثیر میں روایت کیا ہے۔ اب اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

۱۰۹۱. وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنْهُ فَاتَى الْجُمُعَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَائِلًا مِمَّنَى وَنَحَرَ نَسَكًا ثُمَّ دَعَا لِلحَّلَاقِ وَنَاقَلَ الحَّلَاقِ شِقَّةَ الأَيْمَنِ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا بَابِطَةَ الأَنْصَارِ مَتَى فَاعْطَاهَا آيَةً ثُمَّ نَاقَلَ الشَّقَّ الأَيْسَرَ فَقَالَ الحَّلَاقُ فَحَلَقَهُ فَاعْطَاهَا أَبَاطَةَ فَقَالَ أَقْسَمُ بَيْنَ النَّاسِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۹۲. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يُطَوَّفَ بِالبَيْتِ بِطِيبٍ نَبِيْرٍ مُسَكٍّ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۹۳. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ

۱۰۹۱. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مطہی میں آئے تو جوہر کے پاس آئے۔ اسکو نکلیاں مادیں پھر مطہی میں اپنی جگہ پر واپس آئے۔ اور اپنی قرآنی ذرا کی پھر حجام کو بلایا۔ اور اپنے سر کا مایاں حصہ اس کے سامنے موٹھنے کے لئے رکھ دیا۔ پھر ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور اپنے سر کے بال اسکو دیکھیے۔ پھر بائیں جانب کے بال منڈوائے۔ تو وہ بھی ابو طلحہ کو دئے۔ اور فرمایا کہ یہ بال لوگوں میں تقسیم کرو۔ متفق علیہ۔

۱۰۹۲. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں احرام باندھنے سے پہلے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے پہلے قرآنی کے دن بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کستوری جیری ہوئی خوشبو لگائی تھی متفق علیہ۔

۱۰۹۳. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی کے دن طواف افاضہ کیا۔ پھر وہیں

رسول اللہ نے اپنے بال تبرک کے طور پر دئے اس حدیث کو احمد ابو داؤد ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ معجم طبری ہے۔ کہ پہلے لنگر مارے جائیں۔ پھر قرآنی ذبح کی جائے۔ اور پھر حجامت کرانی جائے۔ لیکن یہ اگر ترتیب کسی عندک وجہ سے قائم نہ رہے۔ اور یہ افعال آگے پیچھے ہو جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آدمی کے بال پاک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرک کے طور پر صحابہ میں اپنے بال تقسیم کروائے۔ اور ان کی برکت سے دنیا میں بڑے بڑے معجزے ظاہر ہوئے۔ ۱۲

طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے اس حدیث کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اسکا حکم کی حالت میں خوشبو لگانا منع ہے۔ لیکن احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانی جائے۔ اور اس کی خوشبو احرام کے بعد بھی کئی ہے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور حج کی تکمیل طواف افاضہ کے بعد ہوتی ہے۔ لیکن قرآنی کے بعد اور طواف سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے۔ بلکہ احرام کی سب پابندیاں طواف سے پہلے ختم ہو جاتی ہیں۔ سوائے عورت سے صحبت کر نیچے اور طواف کے بعد وہ

فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمَنْبَى رَأْوَاهُ مُسَلِّمًا الفصل الثانی

۱۰۹۴۔ عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ قَالَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ مَأْسَهَا رَأْوَاهُ الْإِسْرَمِيُّ -

۱۰۹۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِسْنَاءً عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ رَأْوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَوَالِدُ الْإِسْرَمِيُّ - وَهَذَا الْبَابُ مَخَالِفُ الْفَصْلِ الثَّلَاثِ

چلے گئے۔ اور ظہر کی نماز منیٰ میں واپس جا کر پڑھی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

فصل دوم

۱۰۹۴۔ حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰۹۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورتوں پر سر منڈانا نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں پر سر کے بال کاٹنا ہے۔ اسکو ابوداؤد اور عدای نے روایت کیا۔ یہ باب تیسری فصل سے خالی ہے۔

۱۵ اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲

عورت سر نہ منڈانے تھوڑے سے بال کاٹنے سے ۱۵ اس حدیث کو سنانے سے بھی حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ اور اسی کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ اور اس کو بزاز اور ابن عدی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ اور آئمہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ کہ عورت کو سر نہیں منڈانا چاہیے۔ ترمذی نے کہا۔ کہ اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے۔ کہ عورت سر نہ منڈانے۔ اور اچھے بال تھوڑے سے کاٹوانے۔ ۱۲

۱۵ اس حدیث کو دارقطنی طبرانی اور بزاز نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو سن کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے۔ کہ اس پر اجماع ہے۔ کہ عورت سر نہ منڈانے۔ عورت کے سر کے بال افضلے انسانی میں سے ہیں۔ جس طرح عورت کو دوسرے جسم کا ڈھانپنا ضروری ہے اسی طرح سر کے بالوں کا ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔ حدیث میں کیا ہے کہ جب تک عورت کا سر نہ گاد ہے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی عورت کا سر منڈوانے تو اس پر بدیعت پڑتی ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ دوسرے اعضاء کے کاٹنے پر بدیعت پڑتی ہے ۱۲

بَابُ الْفَصْلِ الْأَوَّلِ

۱۰۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاءِ بَيْنِي لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَ فَيَاكُؤُ رُبْعًا فَقَالَ لِمَا شَعُرْتُ فَلَخَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ أَذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَيَاكُؤُ الْآخَرَ فَقَالَ لِمَا شَعُرْتُ فَحَمَرْتُ قَبْلَ أَنْ أُمْلِي فَقَالَ أُمْلِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَ وَلَا آخَرَ إِلَّا قَالَ أَفْعَلْ وَلَا حَرَجَ مُتَّفَقٌ

بَابُ فَصْلِ أَوَّلِ

۱۰۹۶۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں کھڑے ہوئے۔ لوگ آپ سے سوال کرتے تھے جبکہ آدمی نے آپ کے پاس آکر کہا۔ میں نہ جانتا تھا۔ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈایا ہے آپ نے فرمایا اب ذبح کرے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر دوسرا آیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اب کنکریاں مارے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی چیز کے متعلق پوچھے گئے۔ جو آگے پیچھے ہو گئی تھی۔ تو آپ یہی فرماتے تھے کہ اب کرے اور کوئی حرج نہیں ہے متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ کے

تقدیم تاخیر افعال جان بوجھ کر نہ کرے۔ اس حدیث کو احمد ادا صحاب سنن سنہ بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی سنہ اس کو صحیح کہا ہے۔ اور مسلم کی روایت کو بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ گویا وہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ اس بات پر اجماع ہے۔ کہ مستحب ترتیب یہ ہے۔ کہ پہلے کنکریاں ماری جائیں۔ پھر قربانی ذبح کی جائے۔ پھر حجامت کرائی جائے۔ اور پھر بیت اللہ شریف کا طواف افاضہ کیا جائے۔ لیکن اگر اس ترتیب میں نادانانہ طور پر تقدیم تاخیر ہو جائے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس پر کوئی کفارہ ہے۔ اور اس پر بھی تمام امت کا اجماع ہے۔ لیکن یہ روایت صرف اس آدمی کے لئے ہے۔ جو نادان تھا ہو۔ یا جھول کر اس سے اس کے غلات ہو جائے۔ اور اگر جان بوجھ کر کرے۔ تو مجھوڑنے کہا ہے۔ کہ مستحب ہے۔ کہ ایک بکری کی قربانی دے۔ اور امام احمد اس پر دو قربانی بتاتے ہیں۔ ۱۲۔

لِيَوْمِي بِرَأْيِهِ مُسْلِمًا آتَاهُ مَا جَلَّ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرَى قَالِ أُمِّهِمْ وَلَا حَرَجَ وَأَتَاكَ
عَدُوًّا فَقَالَ أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرَى قَالِ أُمِّهِمْ وَلَا حَرَجَ -

۱۰۹۷. وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ التَّحْرِيمِ بَيْنِي فَيَقُولُ
لَا حَرَجَ فَسَأَلَ مَا جَلَّ فَقَالَ مَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ مَوْلَاهُ الْبَخَّارِيُّ

الفصل الثاني

۱۰۹۸. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنِي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أُحَلِّقَ قَالَ أُحَلِّقُ
أَوْ قَصِّرَ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ آخِرُ فَقَالَ ذُبِحَتْ قَبْلَ أَنْ أَرَى قَالِ أُمِّهِمْ وَلَا حَرَجَ مَوْلَاهُ التَّمِيمِيُّ -

پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے لنگریاں مارنے سے پہلے مرند لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اب لنگریاں مارے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ایک اور آدمی آیا۔ اس نے کہا میں نے لنگریاں مارنے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اب لنگریاں مارے اور کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۹۷. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کئے جاتے تھے۔ آپ یہی فرماتے جاتے تھے۔ کوئی حرج نہیں۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں نے سورج غروب ہو جانے کے بعد لنگریاں ماری ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۰۹۸. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آکر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے مرند لیا ہے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب مرند لے۔ یا بال کٹاے اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ایک آدمی نے کہا کہ میں نے لنگریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب لنگریاں مارے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۰۹۸. اس حدیث کو احمد ابن ابی شیبہ نے بھی بخورے سے دو بدل سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے عبد اللہ بن عباس کی حدیث کے بعد اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث حضرت علی سے بھی مروی ہے۔ ۱۷۔ لنگریاں مارنے کا صحیح وقت کیا ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نسائی احمد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ لنگریاں مارنے کا صحیح وقت یہ ہے۔ کہ قربانی کے پہلے دن یعنی عید کے روز صرف عمرہ عقبہ کو سات لنگریاں چاشت کے وقت ماری جائیں اور باقی دنوں میں تین جروں کو سورج ڈھلنے کے بعد اور سورج غروب ہونے سے پہلے ماری جائیں۔ ۱۲۰۔

الفصل الثالث

۱۰۹۹۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَ فَمِنْ قَائِلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ وَأَلْحَرْتُ شَيْئًا أَوْ قَدَّامْتُ شَيْئًا فَكَانَ يَقُولُ لَكُمْ الْحَرَمُ الْأَعْلَى رَجُلٍ اقْتَرَضَ عَرَضَ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ فَذَلِكَ الَّذِي حَرَّمَ وَهَذَاكَ مَا وَدَّ الْبُودَادُ۔

فصل سوم

۱۰۹۹۔ امام ابن شریک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلا۔ لوگ آپ کے پاس آتے تھے کوئی تو کہتا۔ اے اللہ کے رسول میں نے بیت اللہ کے طواف سے پہلے صفارہ کی دوڑ کر لی ہے یا میں نے کوئی چیز بچھ کر دی ہے یا کوئی چیز پہلے کر لی ہے۔ تو آپ یہی فرماتے جانتے کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں وہ آدمی ضرور مجرم ہے جس نے کسی مسلمان آدمی کی عزت ظلم سے برباد کی ہو۔ موت یہ وہ آدمی ہے جس پر حرج بھی ہے۔ اور ہلاک ہوا ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۔ اس حدیث پر ابوداؤد اور منذری نے سکوت کیا ہے۔ اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اور اس کو ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر اور طحاوی نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ مسلمان آدمی کا گلہ کر کے اس کو بدنام اور بے عزت کرنا یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ ہاں اگر مظلوم اپنے ظالم کا شکوہ کرے۔ تو وہ درست ہے۔ اور اگر کوئی ضرورت دینی یا دنیاوی ہو تو بھی اس کے عیب ظاہر کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً مایلوں پر جرح کرنا کہ یہ دینی ضرورت ہے۔ یا اگر کوئی آدمی کسی بد معاملہ آدمی سے کوئی معاملہ کرنے لگے۔ تو اس کو اس کی بد معاملگی کی اطلاع دے دینا شیک ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر نبوت میں کوئی ایسا تھا کہ ابو جہم سے نکاح نہ کرنا وہ عورتوں کو بڑا ہلاتا ہے۔

بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ وَدِيَّ اَيَّامِ الشَّرِيقِ وَالتَّوْدِيعِ

الفصل الاول

۱۱۰۰۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَلَسْتُ أَشْنَىٰ عَشْرًا شَهْرًا مِنْهَا أَنْ يَكْتُمَ مَوْلَاكَ ثَلَاثًا مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْحَرَمُ وَمَجَبٌ مُضِرٌّ الَّذِي بَيْنَ جُمَاهُ شَعْبَانَ وَقَالَ لِي شَهْرٌ هَذَا أَقْلُنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّىٰ ظَنَنَّا أَنَّهُ سُمِّيَتْ بِهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ

قربانی کے دن کا خطبہ اور ایام تشریق میں کنکر مارنا اور وداع ہونا

فصل اول

۱۱۰۰۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قربانی کے دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا زمانہ بھر کہ اسی شکل و صورت پر آگیا ہے۔ جیسے کہ اس دن تھا۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال بارہ مہینے کا ہے۔ ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے تو متواتر ہیں۔ ذیقعد اور ذی الحج اور محرم اور جمادی الاخریٰ اور شعبان کے دو مہینے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ ہم نے خیال کیا

۱۲۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۳۔ شرف سے اللہ تعالیٰ نے باہر مہینے مقرر کر رکھے ہیں۔ اور چاندان میں سے حرمت والے تھے۔ ان میں لڑائی یا جنگ کرنا منع تھا۔ اور عرب بھی ان کی حرمت کو ملحوظ رکھتے تھے۔ امدان میں لڑائی نہ کرتے تھے۔ لیکن قریش کی بد اعمالیوں میں ایک یہ چیز بھی تھی۔ کہ وہ ان مہینوں کی ترتیب کو اپنی طرف سے بدل کر رکھ دیتے تھے۔ مثلاً محرم میں اگر وہ جنگ کرنا چاہتے۔ تو اعلان کر دیتے۔ کہ اس سال صفر پہلے آئے گا۔ اور محرم بعد میں ہوگا۔ اور اعلان کر کے جنگ شروع کر دیتے۔ اس طرح کوئی حساب ہی باقی نہ رہا تھا۔ جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا۔ اس سال ذی الحج کا مہینہ اصل حساب سے بھی ٹھیک تھا۔ اور قریش کے اعلان کے مطابق بھی ٹھیک تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اب زمانہ اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے۔ اب آئندہ اس میں رد و بدل نہ کیا جائے۔

۱۴۔ عرب کا ایک نہایت طاقتور قبیلہ مکر تھا۔ وہ اس مہینہ رحیب کی بہت عزت کرتے تھے۔ اس لئے اس مہینہ کو ان کی طرف منسوب

الَيْسَ ذَا الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلَىٰ قَالَ آتَىٰ بَلَدِي هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَمَا سَأَلَهُ
 سَيْسَمِيرٌ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ الْيَسُّ الْبَلَدُ قُلْنَا بَلَىٰ قَالَ فَايُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَمَا سَأَلَهُ
 أَعْلَمَ فَسَكَتَ حَتَّىٰ قُلْنَا أَنَّهُ سَيْسَمِيرٌ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ الْيَسُّ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَىٰ قَالَ فَإِنَّ
 دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَمَا أَنَّ دِمَاءَكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ
 هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ الْآفِلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي مُسْلِمًا وَلَا يُضِرُّكُمْ
 بِرَأْيِ بَعْضِ الْأَهْلِ بَلَّغْتُ فَكُلُّوا وَعَرَفُوا قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ لِي بِبَلَدِي هَذَا الشَّاهِدُ الْغَائِبُ قَرِيبٌ

کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ ذی الحج نہیں ہے، ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانے آپ
 کچھ دیر خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا یہ امن والہ شہر نہیں
 ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہاں ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانے آپ
 کچھ دیر خاموش رہے۔ ہم نے خیال کیا کہ شاید اس کا کوئی اور ہی نام رکھیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں
 ہے؟ ہم نے عرض کیا: ہاں ٹھیک ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزت تم پر ایسی طرح حرام ہے جیسے
 کہ تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں ہے۔ اور اس مہینے میں جب تقرب تم اپنے رب سے ملو گے۔ تو وہ تم سے تمہارے
 اعمال کے متعلق سوال کریں گے۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ کہ بعض تم میں سے بعض کی گردنیں کاٹنے لگیں۔ خبردار کیا میں
 نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے ہیں یا نہیں؟ تو لوگوں نے کہا: ہاں تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا جو لوگ یہاں حاضر ہیں

مسلمان کی بے عزتی کرنا کتنا بڑا جرم ہے **۱۷** یعنی مسلمان آدمی کو قتل کرنا یا اس کا مال چھین لینا یا اس کی بے عزتی
 کرنا اتنا سخت جرم ہے۔ جتنا کہ کوئی آدمی مکر شہا میں ذی الحج کے مہینے میں اور عرفہ کے دن خدا تعالیٰ کی کسی حد کو توڑ ڈالے۔ تو گویا
 اس نے تین مرتبیں توڑیں۔ یعنی بہت سخت جرم۔ ۱۷۔ آنحضرت جب مکر سے ہجرت کر کے مدینہ جانے لگے تو بیت اللہ شریف کو دیکھ کر
 آبدیدہ ہو گئے اور اسے مخاطب کر کے فرمایا اے اللہ کے گھر تیرے رہنے والے مجھے یہاں رہتے نہیں دیتے ورنہ میں تجھے چھوڑ کر بھی دجاتا
 اور پھر فرمایا اے بیت اللہ تو خدا کی نگاہ میں بڑا مغر ہے لیکن مسلمان کا خون تجھ سے زیادہ قیمتی ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کے قتل ہونے کی نسبت یہ زیادہ آسان ہے کہ ساری دنیا کا نظام ختم ہو جائے۔ اور یہ مسلمان
 کی جان اور مال اور آبرو کی حفاظت اسلام کے بنیادی حقوق میں سے ہے جو آدمی مسلمان ہو جائے اس کی جان اور مال اور آبرو

محفوظ ہو گئی ۱۲

مَبْلَغِ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ -

۱۱۰۱ - وَعَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتَى أَرْمِي الْجَمَارَ تِلْكَ إِذَا رَأَى إِمَامًا مَلَكَ قَامًا مِمَّا فَاعْدَتْ عَلَيْهِ الْمَسَدَةَ فَقَالَ كُنَّا نَحْتَمِنُ فَاذْأَرَتِ الشَّمْسُ رَأْمَيْنَا رَأَاهُ الْجَمَارِيُّ -

۱۱۰۲ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّكَانَ يَرْمِي جَمْرَةَ الدُّنْيَا سَبْعَ حَصِيَّاتٍ يُكْبِرُ عَلَى أَثَرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسَهِّلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِيلًا وَيَدَّعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى سَبْعَ حَصِيَّاتٍ يُكْبِرُ كُلَّمَا رَأَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَلْخُذُ بِذَاتِ السَّيْلِ فَيُسَهِّلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدَّعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُومُ طَوِيلًا ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ

وہ بجز حاضر لوگوں تک میری یہ باتیں پہنچادیں۔ کیونکہ بہت سے پہنچاتے گئے۔ اوی سنتے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں متفق علیہ

۱۱۰۱ - وہ نہ کہہ کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے سوال کیا کہ میں جمروں کو کب لنگریاں ماروں۔ تو آپ نے کہا۔ جب تیرا امیر لنگریاں مارے۔ تو تو بھی مارے۔ میں نے پھر اس سوال کو دہرایا تو آپ نے کہا۔ کہ ہم سورج کے ڈھلنے تک انتظار کیا کرتے تھے۔ جب سورج ڈھلنا۔ تو ہم لنگریاں مارتے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۲ - حضرت سالم حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ جمروں کو سات لنگریاں مارتے۔ ہر لنگری کے بعد تکبیر پڑھتے پھر آگے پڑھتے۔ اور نرم زمین پر آجاتے۔ اور کھڑے ہو جاتے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہڈی زمین تک کھڑے ہوتے۔ دعائیں مانگتے اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ پھر جو وسطی کو سات لنگریاں مارتے۔ جب بھی لنگری بھینکنے تو تکبیر کہتے۔ پھر بائیں طرف ہٹ کر نرم زمین پر آجاتے اور قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے پھر دعائیں مانگتے۔ ہاتھ اٹھاتے۔ اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے پھر جمروں کو دوای کے نسیب

۱۱۰۳ - اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ قرآنی کے دن یعنی عیدو اسے دن بھی خطبہ دینا سنت ہے۔ اور اس سے پہلے عرفات کے میدان میں عرفہ کے روز بھی خطبہ ہے۔ ان خطبات میں علم کی تبلیغ اور اشاعت پر زور دیا جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے قرآن و سنت کی اشاعت کی جائے۔

۱۱۰۴ - اور ۱۲ ذی الحجہ کو لنگریاں کس وقت مارے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی سنن میں روایت کیا ہے۔ اس میں یوم النحر کے دن کی رمی کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ بعد کے دنوں کی رمی مراد ہے۔ اور یوم النحر کے دن سنت یہ ہے۔ کہ دوپہر سے پہلے پہلے رمی کرے۔ اور اگر نہ ہو سکے۔ تو دوپہر کے بعد بھی لنگرے مارے جاسکتے ہیں۔ ۱۲

فَاتِ الْعَقَبَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكْبَرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا
 ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُولُ هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -
 ۱۱۰۳ - وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمَطْلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيْلِي مَنَى مِنْ أَجْلِ سَقَايِنِهِ فَأَذَنَ لَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -
 ۱۱۰۴ - وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى السَّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى
 فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ أَذْهَبُ إِلَى أُمِّكَ فَاتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَابًا
 مِنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يُجْعَلُونَ أَيْدِيَهُمْ مُفِيدٍ - قَالَ اسْقِنِي فَنُزِلَ

میں کھڑے ہو کر سات لنگریاں مارتے۔ ہر لنگری کے ساتھ بکیر کہتے۔ اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے۔ پھر واپس آجاتے۔ اور کہتے۔ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ مسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے
 لی کہ منیٰ کی ماہیں مکہ میں گزاریں کیونکہ وہ لوگوں کو پانی پلاتے تھے۔ تو آپ نے انکو اجازت دیدی متفق علیہ۔

۱۱۰۴ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی سبیل کی طرف آئے۔ اور پانی
 مانگا تو حضرت عباس نے کہا۔ اسے فضل دوڑ گسا پانی ماں کے پاس جا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پینے کی کوئی چیز لے۔ تو
 آپ نے فرمایا مجھے یہیں سے پانی پلا دو۔ تو عباس نے کہا اسے اللہ کے رسول لوگا اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں۔ آپ نے

لنگریاں مارنے میں ترتیب ملحوظ رکھے۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جبرہ دنیا اور سلمیٰ
 کو لنگریاں مار کر پیے ہٹ آنا چاہیے۔ تاکہ دوسرے لوگ آسانی سے لنگریاں مار سکیں اور نرم زمین پر جو لنگریاں مارنے کی جگہ سے پیچھے تھی۔
 لیکن آج کل وہاں شہر نہیں بنی ہوئی ہیں۔ اور مشاعرہ کرنا چاہیے۔ ہر طرح کی دعا میں بڑی دیر تک کمرے اور جبرہ عقیدہ کو لنگریاں مارنے
 کے بعد دعا کے لئے کھڑا نہ ہو۔ بلکہ لنگریاں مار کر سیدھا اپنے خیمہ میں چلا جائے۔ جانا چاہیے۔ کہ لنگریاں مارنے کی ترتیب یہ ہے۔ کہ پہلے
 جبرہ دنیا کو مارے۔ اور پھر عقیدہ کو اور پھر ترتیب اختلاف کے نزدیک سنت ہے۔ اور شافعیوں کے نزدیک یہ ترتیب واجب ہے۔ اسی لئے
 احتیاطاً ہی میں ہے۔ مگر اس ترتیب میں تبدیلی نہ کی جائے۔ ۱۲

ایام منیٰ کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ لہٰذا ترمذی کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن۔ احمد اور دارمی نے
 بھی روایت کیا ہے۔ ایام تشریح کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ اس کے ترک پر قرآنی واجب ہو جاتا ہے (حاشیہ صفحہ ۶۱۲)

مِنْكُمْ أَيْ نَزَمَهُ وَهُمْ يَسْقُونَ وَيَعْمَلُونَ فِيهِ مَا قَالُوا أَعْمَلُوا وَإِنَّا نَكْمُ عَلَى عَمَلِكُمْ ثُمَّ قَالَ
لَوْلَا أَنْ تَغْلِبُوا لَنَزَلْتُ حَتَّى أَضَعَ الْجَبَلَ عَلَى هِدْيَةٍ وَأَشَارَ إِلَى عَائِقِبِ مَرَاوَاهِ الْبُخَارِيِّ -

۱۱۰۵ - وَعَنْ النَّسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ
مَرَّقًا رَقْدًا بِالْحَصْبِ ثُمَّ مَرَّ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ مَرَاوَاهِ الْبُخَارِيِّ

۱۱۰۶ - وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبَرَنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَوْمَ الظُّهْرِ يَوْمَ النَّوْءِ قَالَ بِنَيْ قَالَ فَإِنَّ صَلَّى
الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ أَفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ الْمَرَاوَتْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

فرمایا۔ مجھے یہاں سے پانی پلا دو۔ پھر آپ نے پانی پی لیا۔ پھر آپ نے نزم پر آئے۔ لوگ وہاں پانی پلا رہے تھے۔ اور کام کر رہے تھے۔ آپ نے فرما
کام کرتے جاؤ۔ تم ایک نیک کام کر رہے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا۔ کہ لوگ تم پر غلبہ کریں گے۔ تو میں بھی نیچے اترتا۔ اور جنگ
کی رسی یہاں رکھ لیتا۔ آپ نے اپنے گز رہے کی طرف اشارہ کیا اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۵ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ پھر وادی حصب
میں آکر سو رہے۔ پھر سواری ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف آئے۔ اور اس کا طواف کیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۰۶ - عبدالعزیز بن ریفیع نے کہا۔ کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ اگر یاد ہو تو مجھے بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے توبہ کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ منیٰ میں پھر کہا کہ رخصت ہونے کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ تو آپ نے فرمایا
میں پھر کہا کہ جیسے تمہارے امیر کریں۔ تم بھی ویسا ہی کرو۔ متفق علیہ۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور بالذات ان دونوں کی نمازیں منیٰ میں پڑھنا بخاندان کعبہ میں نمازیں پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ
عنه کے پاس صحابیوں کو پانی پلانے کا منصب تھا۔ اس فہرہ سے انہوں نے آنحضرت سے چلے جانے کی اجازت مانگی۔ تو آپ نے انکو اجازت
دیا (صحیح مسلم) اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترائف معلوم کرنا چاہیے۔ کہ

دوسرے مسلمانوں کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ مسلمان کا پس خوردہ پاک ہے۔ ۱۲

وَأَدَّى حُصْبٍ مِثْلَ كَيْسٍ لَيْلٍ كَذَارِءٍ - اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ وادی حصب وہی جگہ ہے۔
جہاں پیشہ گزشتہ نے نبی ﷺ سے مقامہ کا معاہدہ کیا تھا۔ وہاں آپ اس سے رات کو ٹھہرے کہ دنیا کو خدا کی قدرت معلوم ہو۔ کہ جس جگہ اسلام
اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے تیار ہوئے تھے۔ آج وہی جگہ صحابہ کرام مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ یہاں رات قیام کرنا صرف مستحب ہے۔ نہ
سنت اور مکرمہ ہے۔ نہ نفل واجب اور کوئی آدمی یہاں رات نہ ٹھہرے۔ تو اس پر کوئی گناہ وغیرہ نہیں پڑتا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے
(معاہدہ صفحہ ۵)

۱۱۰۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزُولُ الْأَبْطَحُ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ كَانَ اسْمَهُمْ لُحْمٌ وَجِمْحٌ إِذْ أَخْرَجَ مُنْفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۰۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ أَخْرَجَتْ مِنَ الشَّعِيمِ بَعْمَرَةَ فَدَخَلَتْ وَقَضَيْتُ عُمَرُوفِي وَانْتَهَرْتُ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ حَتَّى فَرَعَتْ فَأَمَرَ النَّاسَ بِالرَّحِيلِ فُخِّرِمَ فَمِنَ بِالْبَيْتِ فَفِي قَبْلِ صَلَوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَذَا الْحَدِيثُ مَا وَجَدْتُهُ بِرِوَايَةِ الشَّيْخَيْنِ بَلْ بِرِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ مَعَ اخْتِلَافٍ يَسِيرٍ فِي آخِرِهِ

۱۱۰۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُضَرِّفُونَ فِي كُلِّ وَجْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

۱۱۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابطح میں انزا کوئی سنت نہیں ہے آنحضرتؐ وہاں اس لئے اترے تھے کہ وہاں سے نکلنے وقت رخصت ہونا زیادہ آسان تھا۔ متفق علیہ۔

۱۱۰۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے تميم سے عرہ کا احرام باندھا تھا میں کہ میں داخل ہوئی اور اپنا عرہ پورا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطح میں میرا انتظار کر رہے تھے جب میں فارغ ہو گئی تو آپ نے لوگوں کو کوٹھ کا حکم دیا جب آپ وہاں سے نکلے تو بیت اللہ کا طواف و دواغ صبح کی نماز سے پہلے کیا پھر آپ مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ اس حدیث کو میں نے شیخین کی روایت سے تو نہیں پایا البتہ ابوداؤد میں یہ روایت آخری الفاظ کے قوشے بہت اختلاف سے موجود ہے۔

۱۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ اپنی فرج کے مطابق جس طرح چاہتے تھے کہ سے نکل جاتے تھے تو رسول اللہ

یوم الترویہ کو ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی جائے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ کے سوا اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں دستور ہو گیا تھا کہ یوم الترویہ کی ظہر کی نماز کی پردہ نہیں کرتے تھے۔ کوئی منیٰ میں جا پڑھتا اور کوئی مکہ میں پڑھتا۔ تو امام مالک نے فرمایا کہ کرایا منیٰ میں نماز پڑھنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ جہاں امیر الحج نماز پڑھے۔ تم بھی وہیں نماز پڑھ لو۔ اگر وہ منیٰ میں پڑھے۔ تو تم بھی منیٰ میں پڑھ لو۔ ۱۲۔

وادعی محصب میں ٹھہرنا مستحب ہے۔ (حاشیہ سفر نماز) اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حضرت عائشہ اصحاب بن عباس نے جو وادی محصب میں رات گزارنے کی نفی کی ہے۔ تو اس حقیقت سے نفی کی ہے کہ وہ مناسک حج میں سے نہیں ہے۔ اور ابن ماجہ اس کو ثابت کرتے تھے۔ تو وہ استحباب کی صورت میں ثابت کرتے تھے۔ اور مستحب ہے۔

کہ ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں واپسی کے وقت محصب میں پڑھی جائیں۔ اور رات کا کچھ حصہ وہاں گزارا جائے۔ ۱۲۔

کے ابطح تھے اور محصب کے متعلق یہ کہ کل منگور کا منہ بند ہے۔ ابوداؤد کے حنفی کے حنفی نے یہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ أَخْرَجَ عَهْدِي بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خِيفَ
عَنِ الْخَائِضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۱۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفَرِ فَقَالَتْ مَا أَرَانِي إِلَّا حَاسِبَتِكُمْ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلْقَةِ الْهَامَاتِ يَوْمَ النَّحْرِ قِيلَ نَعَمْ قَالَ فَالْفِرِثَى
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الفصل الثاني

۱۱۱۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْأَخْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک نہ نکلے۔ جب تک کہ آخری وقت میں بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے۔
ہاں حائضہ عورت کو رخصت ہے۔ کہ وہ یہ طواف نہ کرے۔ متفق علیہ

۱۱۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ کوچ کاران حضرت صفیہ کو ایام ماہواری شروع ہو گئے۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ میں تم کو ایک
دو گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مر جانی۔ مرمٹھی کیا فرمائی کے دن طواف افاغندہ کر لیا تھا۔ کہاں ہاں تو آپ نے فرمایا پھر نظر۔
متفق علیہ۔

فصل روم

۱۱۱۱۔ عروبن اوس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ حج اوداع میں فرما رہے تھے۔ یہ کولنا دن ہے اللہ

طواف وداع واجب ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔
اور مصنف نے اس کو شرح السنہ میں بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع واجب ہے۔ البتہ حائضہ یا نفاس والی عورت
اگر طواف وداع نہ کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ۱۲۔

اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حائضہ سے طواف وداع حرام
ہو جاتا ہے۔ اور یہ بالاتفاق حج کا رکن نہیں ہے۔ حج کا رکن طواف افاغندہ یا طواف زیارت ہے۔ جو کسی سال میں بھی کسی مرد یا عورت سے ساقط
نہیں ہوتا۔ حائضہ عورت جب تک طواف افاغندہ نہ کرے واپس نہیں جاسکتی۔ اگر کسی عورت کا فائدہ یا جہاز جارہا ہو اور بچے زرہ سکتی ہو
تو غسل کرے۔ لنگوٹ باندھے اور بیت اللہ کا طواف کرے اور پھر مکہ بیت اللہ شریف کی بے حرمتی ہوئی ہے اس کے کفارہ ایک اونٹ
کی قربانی دے ۱۲

فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا يَوْمَ النَّحْرِ الْأَكْبَرِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ
بَيْنَكُمْ حَوَامِكُمْ مَتْرُوبَةٌ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَّا لِيَجْنِي جَانٍ عَلَى نَفْسِهِ إِلَّا لِيَجْنِي بَنِي
عَلِيٍّ وَوَلَدَهُ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ إِلَّا وَالِ الشَّيْطَانِ قَدْ آيَسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَبَدًا
وَلَكِنْ سَتَكُونُ لِي طَاعَةٌ فِيمَا أَسْتَقْرُونَ مِنْ أَعْدَالِكُمْ فَسِيرُوا بِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ
الْتِّرِمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ -

۱۱۱۲ - وَعَنْ رَافِعِ بْنِ عِمْرَانَ وَالزُّبَيْرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْطَبُ
النَّاسَ بِمِنَى حِينَئِذٍ أَتَى تَفْعَمَ الظُّمِّيَّ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءٍ وَعَلَى يُعْبَرِعَمَةَ وَالنَّاسَ بَيْنَ قَائِمٍ

لے کہا۔ بڑے راج کلان ہے۔ تو آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری ملازمتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے کہ تمہارے اس
دن کی اس شہر کی حرمت ہے۔ خبردار کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے۔ اور کوئی آدمی اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے۔ اور کوئی آدمی اپنے مائیں پر ظلم نہ کرے
سن لو۔ شیطان اس بات سے تو ناامید ہو چکا ہے۔ کہ اس کی اس شہر میں اب کبھی بوجا جاکے جائے گا۔ لیکن تم اپنے معمولی کاموں میں اس کی اٹھنا
کرتے رہو گے۔ اور وہ اتنی سی اطاعت پر ہی تم سے راضی ہو جائے گا۔ اسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور صحیح کہا۔

۱۱۱۲ - رافع بن عمر بن زنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ منیٰ میں خطبہ دے رہے تھے۔ اور چٹا
کے وقت مروج رنگ کے حجر پر سوار تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے الفاظ بلند آواز سے بولتے جلتے تھے۔ اور خطبہ کے وقت

صغیر سے گناہوں کو بٹکا سمجھنا کبیرہ گناہ ہے۔ لہذا اس حدیث کو کافی نے ہی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن
صحیح کہا ہے حج البرد سویر ذی الحجہ یعنی میدوانے دن کا نام ہے۔ بھن ہنہ کہا ہے۔ کوچ کوچ کبیرہ کہتے ہیں اور عمر سے کوچ اصغر کہتے ہیں اور
ان کی جویر مشہور ہے۔ لگا کر عمر کے دن حج اچھے۔ تو اس کوچ کبیرہ کہتے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور جویر فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے
نفس پر ظلم نہ کرے۔ یہ تھی نبی کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم اگر کسی کی سب سے لڑتی کرو گے۔ تو وہ تمہاری بے عزتی کرے گا۔ تو گویا دوسرے کی
سب سے لڑتی کرنا خود اپنی بے عزتی کرنا ہے۔ اور ماں باپ اور اولاد کا خصوصاً تذکرہ کیا۔ کہ وہ بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور حدیث کے آخری حصہ کا
مطلب یہ ہے۔ کہ صغیر سے اور چھوٹے گناہوں کو جیسا آدمی معمولی سمجھتا ہے۔ تو شیطان اس سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اور یہ بھی یاد
رکھنا چاہئے کہ صغیر سے گناہ کو معمولی سمجھ کر کر لینا کبیرہ گناہ ہے یعنی گناہ تو صغیر تھا لیکن خدا تعالیٰ کے نافرمانی پر جرأت کر لینا اور اس کو
معمولی اور بٹکا سمجھ لینا کبیرہ گناہ ہے۔ لہذا تحقرون من الذنوب صغیرا ان الصغیر خدا کیوں کہیو۔

وَقَاعِدِ مَرَاوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۱۱۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَجَ طَوَافَ الزَّيْبَانِ

يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ مَرَاوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۱۱۴۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْمِلْ فِي السَّبْعِ الْأَيَّامِ

أَفَاضَ فِيهِ مَرَاوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۱۱۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدًا كَرِهَ رُكُوعَ الْعُقْبَةِ

فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ مَرَاوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَقَالَ اسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَفِي رِوَايَةٍ

کچھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کچھ کھڑے تھے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۱۳۔ حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زبیرات کو قرآنی کے دن کی نشا

تک مخرج کر لیا جائز رکھا ہے۔ اسکو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۱۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کے سات چکروں میں رمل نہیں کیا۔ اس

کو ابوداؤد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۱۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جمہ عقیدہ کو نکریاں مارے تو

اس کے لئے عورت کے سوا باقی ہر چیز حلال ہو گئی۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند ضعیف ہے۔ اور احمد اور ثانی بھی

۱۱۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند کے راوی سب اچھے ہیں۔ بیرونی خطیب ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا

ہے۔ حضرت علی اس لئے آپ کے الفاظ دہرا رہے تھے۔ کہ آنحضرت کا خطبہ تمام حاضرین تک پہنچ جانے۔ پھر کون جمع بہت زیادہ تھا۔ اس لئے

اس کی ضرورت پیش آئی۔ ۱۲

۱۲۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو سن کہا ہے۔ اور بخاری نے اس کے متعلق روایت کیا ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی کے دن ظہر سے پہلے طواف افاضہ کر لیا تھا۔ اور ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس کا یہی مطلب دیا گیا ہے۔ کہ آپ نے تاغیر

کو جائز رکھا ہے۔ ۱۳

۱۳۔ ابوداؤد کی سند کے راوی اچھے ہیں۔ اور اس کو نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اگر طواف قدوم میں رمل کر لیا ہو تو پھر طواف

زیارت میں رمل ضروری نہیں ہے۔ مستحب ہے۔ اور اگر طواف قدوم میں رمل کر لیا گیا ہو تو پھر طواف زیارت میں رمل کرنا ضروری ہے۔ ۱۴

أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا مَرَى الْجُمُعَةَ فَفَقِّدْ حَلَّ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا لِلنِّسَاءِ -
 ۱۱۱۶. وَعَنْهَا قَالَتْ أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْخَيْرِ يَوْمَهُ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ
 ثُمَّ رَجَعَ مَنَامًا فَكَثُرَ بِهَا لِيَاكِلِي أَيَّامَ الشَّرِيقِ يَوْمِي الْجُمُعَةَ إِذَا مَرَّتِ الشَّمْسُ كُلَّ جُمُعَةٍ بِسَبْعِ
 حَصَبَاتٍ أَيْكَلُهُ مَعَ كُلِّ حَصَبَاتٍ يَقِفُ عِنْدَ الْأُولَى وَالثَّانِيَةَ فَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَيَضْرِبُ وَيَبْرِي
 الثَّلَاثَةَ فَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا رَدَاهُ الْوُدُودَ -

۱۱۱۷ - وَعَنْ أَبِي الْبَدَايِغِ ابْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ عَنِ أَبِيهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ عَاذَ الْإِبِلَ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَرْمِيَ الْوَقْرَ الْعَرَبِيَّ لِيَجْمَعُوا فِي يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ

عبداللہ بن عباس کی روایت میں ہے کہ جب جمرہ کو نکریاں مارے۔ تو اس کے لئے ہر چیز جائز ہے۔ سوائے عورت کے

۱۱۱۶۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کے دن پچھلے پہر ظہر کے وقت طواف افاضہ کر لیا تھا پھر آپ
 واپس منی میں آگئے۔ اسی ایام تشریق کا رانیس لیس کریں۔ جب سورج ڈھل جاتا۔ تو ہجرت کو نکریاں مارتے ہر نکری کے ساتھ تکبیر کہتے اور
 پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس کھڑے ہوتے۔ اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے۔ اور عاجزی کرتے۔ اور نیسے جمرہ کو نکریاں مارتے۔ تو اس کے
 پاس کھڑا نہ ہوتے۔ اسکو اورداد نے روایت کیا۔

۱۱۱۷۔ ابوالبداح بن عاصم بن عدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے چرواہوں کو منی
 کی راتوں کے متعلق رحمت عطا فرمائی۔ کہ وہ قرانی کے دن نکریاں ماریں۔ اور قرانی کے دوسرے دن دونوں کی اکھی نکریاں ایک ہی

۱۷ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ دارقطنی۔ ابویہی نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس

کی سند میں حجاج بن اوطا ضعیف بھی ہے۔ اور اس میں الباقی اس حدیث کے شواہد اور بھی کافی ہیں۔ جس سے اس کو تقویت ملتی ہے۔ ۱۷۔

ایام منی کی نمازیں منی میں پڑھنا ضروری ہیں۔ ۱۷ اس حدیث کو احمد۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر کے دن جب طواف افاضہ کیا۔ تو اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ نے ظہر کی نماز خدار کعبہ
 میں پڑھی۔ اور چونکہ افضل یہ ہے۔ کہ ان دنوں کی نمازیں منی میں پڑھی جائیں۔ تو جب آپ کر سے منی کو واپس ہوئے۔ تو ابھی ظہر کی نماز کا وقت
 باقی تھا۔ اس لئے آپ نے ظہر کی نماز وہاں بھی پڑھی۔ وہام تشریح گیاں بارہ۔ بیہودی الحجہ کی تاریخیں ہیں۔ یوم النحر کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی ہے۔
 اور وہ سورج ڈھلنے سے پہلے ہے اور باقی دنوں میں سارے دنوں کی رمی ہے۔ اور وہ سورج ڈھلنے کے بعد ہے۔

النَّعْمُ فَيَوْمَهُ فِي أَحَدِهِمَا رَأَاهُ مَلَكَ وَالْتَمِذِي وَالنَّسَائِي وَقَالَ التَّمِذِي هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنَسَ وَلَا

دن میں ماریں۔ اسکو مالک ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

احرام والاکن کن چیزوں سے پرہیز کرے۔ فصل اول

۱۱۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ احرام والاکن کو کون سے کپڑے پہن سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ قمیص، پگڑی، شلوار، کوٹ اور موزے نہ پہنوں۔ ہاں اگر کسی آدمی کو جوتا نہ مل سکے تو وہ سکو

چرواہوں کے لیے خاص رعایات۔ اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، شافعی، مالک اور ابن حبان نے نے میں روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایام تشریف کی راتیں منی میں گزارنا واجب ہے۔ البیتہ اونٹوں کے چرواہوں کو اجازت ہے کہ وہ منی میں راتیں بسر نہ کر سکیں۔ تو کوئی حرج نہیں۔ اور دوسری رعایت ان کے لئے یہ بھی ہے کہ عید کے دن جرو عقبی کو لگایا ماریں۔ اور لگے دن چھوڑ کر یا دو دن چھوڑ کر تیسرے روز کٹھی لنگر یاں مار جائیں۔ اس دن کی ادا اور پہلے دنوں کی قضا۔ اسی طرح اگر کوئی شری عذر ہو تو منی کی راتیں آدمی کسی اور جگہ میں گزار سکتا ہے مثلاً آدمی بیمار ہو جائے اور مجبوراً اسے ہسپتال میں راتیں گزارنا پڑیں حضرت جلال رضی اللہ عنہ کے سپرد چاہوں کو پانی پلانے کی خدمت تھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منی کی راتیں مکہ میں گزارنے کی اجازت مانگی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت عباس نے وہ راتیں مکہ ہی میں بسر کیں اسی طرح اگر کوئی کو مقتول عذر ہو تو اس کو اجازت ہو سکتی ہے مثلاً منی کے علاوہ کسی اور جگہ میں کسی ڈاکٹر کی ڈیوٹی ہو اور مریضوں کے علاج معالجہ کے لیے سے منی سے غیر حاضر ہونا پڑے ۱۲

الْخِيفَاتِ إِلَّا أَحَدًا لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسُ خُفَّيْنِ وَيَلْقِطُعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ نَعْفَرَانٌ وَلَا دَرَسٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَنَادِ الْبَخَارِيُّ فِي بَرَاكِيهِ وَلَا تَتَّقِبْ الْمِرَاةَ الْحَرَمَةَ وَلَا تَلْبَسِ الْقَطَاغِيَيْنِ -

۱۱۱۹. وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْحَرَمَ نَعْلَيْنِ لَيْسَ خُفَّيْنِ وَإِذَا لَمْ يَجِدْ إِثْرًا مِنَ الْبَسِ سَرَّ أَوَّلُ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ -

۱۱۲۰. وَعَنْ يَعْقُبَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ

پہن سے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے۔ اور کوئی کپڑا نہ پھرنانی رنگ کا یا زرد رنگ کا نہ پہنوں۔ متفق علیہ اور بخاری نے ایک روایت میں اتنا زیادہ بیان کیا ہے۔ کہ احرام والی عورت نقاب نہ پہنے۔ اور نہ ہی دست نہ پہنے۔

۱۱۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ ظہر سے رہے اور نہ اپنے ہاتھ جب حرم کو جوتانے تو موز نہ پہن لے۔ اور جب تہ بند نہ لے۔ تو شلوار پہننے سے متفق علیہ

۱۱۲۰۔ یحییٰ بن امیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ہم جعرانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک بدو آدمی آیا اس نے کوٹ پہن رکھا

احرام کی پابندیاں کیا ہیں۔
۱۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر جعرانہ ہو تو موزہ کو اوپر لے اس طرح کاٹا جائے۔ کہ پاؤں کی پشت ننگی ہو جائے۔ داس ایک زرد رنگ کی خوشبو لگاں گاس ہے۔ اس سے کپڑے رنگ لیتے تھے۔ جو زرد رنگ ہو جاتے تھے۔ عہد احرام میں منیر نقاب نہ رکھے۔ اگر کوئی غیر مرد سامنے آئے۔ تو زرد زری طرف کولے۔ یا منیر اس طرح کپڑا کھلے۔ کہ کپڑا پہرے پر نہ لگے۔ ۱۲

۱۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حرم کو پا جامہ اور موزہ پہننا منع ہے۔ اگر تہ بند اور جوتانہ لے۔ تو موزہ اوپر سے کاٹ وند کہ پاؤں کی پشت ننگی ہو جائے۔ اور شلوار کو اوپر کمر تہ بند کی صورت بنا لے۔ یہ پابندیاں تو لباس کے متعلق ہیں اس کے علاوہ دو سری پابندیاں یہ ہیں کہ حجامت نہ کر لے۔ بال نہ کٹائے۔ ناخن نہ کٹائے۔ جنگل کا شکار نہ کرے کسی شکاری کو شکار میں مدد نہ دے۔ شکار کی راہ سنانی نہ کرے اور اگر حرم کی نیت سے شکار کیا جائے تو اس کا گوشت نہ کھائے البتہ سمندری اور دریائی شکار کی اجازت ہے۔ کسی آدمی کو تکلیف نہ دے اور حرم کی پابندیاں اس کے علاوہ ہیں اور وہ یہ ہیں کہ حرم کا درخت نہ کاٹا جائے۔ اس کا ایک کاٹا بھی کاٹا جائے۔ وہاں شکار نہ کیا جائے نہ شکار کو حرم سے باہر نکالے وہاں کی گری بڑی چیز نہ اٹھائے حرم میں کسی گناہ کا ارادہ بھی نہ کرے ۱۳

أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جَبَّةٌ وَهُوَ مُتَّظَمٌ بِالْخَلْقِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَخْرَمْتُ بِالْعَمْرِ وَهَذَا عَلِيٌّ
فَقَالَ أَمَا الطَّيِّبُ الَّذِي بَدَأَ بِكَ فَأَعْسَدُ ثَلَاثَ مَرَاتٍ وَأَمَا الْجَبَّةُ فَأَنْزَعَهَا ثُمَّ أَصْنَعُ فِي عَمْرٍ تَرَكَ
كَمَا أَصْنَعُ فِي سَجِّكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
۱۱۲۱- وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْكِحُ الْحَرَمُ مَوْلَا يَنْكِحُكُمْ
وَلَا يَخْتَلِبُ مَأْوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۱۲۲- وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ لِحْمٍ مَسْلُومٌ
۱۱۲۳- وَعَنْ يَزِيدِ بْنِ الْأَحْمَرِ ابْنِ الْأَخْتِ مَيْمُونَةَ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تھا۔ اور خوشبو بھی لگائی ہوتی تھی اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ اور نہ کوٹ اور خوشبو ہے۔ (الاکا کیا کرنا) خوشبو کو تین مرتبہ دھو ڈال۔ اور کوٹ اٹا دے۔ پھر اپنے کمرے میں تو اسی طرح کرتا جیسے کہ توج میں کرتا ہے۔ متفق علیہ
۱۱۲۱- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احرام والہ خود اپنا نکاح بھیگا کرے۔ اور نہ ہی کسی کا نکاح کرنے۔ اور نہ ہی کسی کو شادی کا پیغام دے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۲۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔ متفق علیہ

۱۱۲۳- یزید بن اہم جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ اپنی قالہ حضرت میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

احرام میں کون سے کپڑے پہنے
۱۱۲۴- ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا اور شہ پہننا منع ہے۔ اور خصوصاً سیاہ رنگ کا کوٹ اور اسی طرح سیاہ کپڑے سے بھی پرہیز کرے۔ اور اگر کوئی جہالت سے یا بھول کر خوشبو لگائے۔ یا سیاہ کپڑا یا ممنوع رنگ کا کپڑا پہن لے۔ تو اس پر کوئی تعذیب نہیں ہے۔ ۱۲

۱۱۲۵- اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حرم نہ تو اپنا نکاح کر سکتا ہے۔ اور نہ دلی کیفیت سے کسی عورت یا مرد کا نکاح کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی کو شادی کا پیغام دے سکتا ہے۔ ۱۲

۱۱۲۶- اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی احرام میں نکاح کرنا منع ہے۔

۱۱۲۷- ابن عباس کی حدیث پہلی حدیث کے معدض معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بعض نے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ کلمہ کہا ہے۔ جو مصنف نے خود متن میں بیان کر دی ہے۔ اور شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ میں لکھا ہے (حاشیہ صفحہ ۱۲۷)

وَسَلَّمَ تَرَوُّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّيْخُ الْإِسْلَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ السَّنْدِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَالْأَكْبَرُ وَرَوَى
عَلَى أَنَّ تَرَوُّجَهَا حَلَالٌ لِأَوْظَهَرِ أَمَّا تَرَوُّجُهَا وَهُوَ حَرَامٌ ثُمَّ بَيَّنَّا بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ لِأَنَّ بَسْرَةَ فِي
طَرِيقِ مَكَّةَ -

۱۱۲۴۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ حَرَامٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۲۵۔ وَعَنْ أَبِي عِيَّاسٍ قَالَ اخْتَبَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَرَامٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۲۶۔ وَعَنْ عُثْمَانَ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَلَى
عَيْنَيْهِ وَهُوَ حَرَامٌ فَضَمَّهَا بِالصَّبْرِ وَأَهْ مُسْلِمٌ -

نے جب ان سے نکاح کیا تھا۔ تو اس وقت وہ حلال تھے۔ احرام میں نہیں تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔ شیخ امام محمد السنہ رحمہ اللہ
علیہ نے کہا کہ اکثر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ آپ نے حضرت میمونہ سے نکاح تو حلال ہونے کی حالت میں کیا تھا۔ لیکن اس کی مشہوری
اس وقت ہوئی۔ جب آپ احرام باندھ چکے تھے۔ پھر آپ نے حلال ہو کر کہہ کے راستہ میں سرف کے مقام پر آپ سے زفاف کیا
۱۱۲۶ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر دھویا کرتے تھے
متفق علیہ

۱۱۲۵۔ حضرت ابو ایوب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں سینگیاں لگوائیں۔ متفق علیہ۔

۱۱۲۶۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ اگر کسی آدمی کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ اور وہ احرام
کی حالت میں ہو تو آنکھوں پر مہیہ کا لپ کر سکتا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

وہی معزم گذشتہ) کہ اہل عبادت اور صحابہ اور تابعین کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ محرم نکاح نہیں کر سکتا۔ اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ اگر کسی حکم

میں تردد واقع ہو جائے۔ تو اس میں احتیاط افضل ہے۔ لیکن یہاں تو تعارض بھی نہیں ہے۔ ۱۲۔

(حاشیہ معزم) اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ نہ ت کہ کے قویہ ایک جگہ کا نام ہے۔ ۱۲۔

۱۲۔ ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نعلی وغیرہ سے سر دھو لینا اور نہالینا
درست ہے۔ بشرطیکہ سر کا کوئی بال نہ ٹوٹے۔ ساگر بال ٹوٹ جائیں۔ تو قدر دینا ہوگا۔ اور محرم غسل کرتے۔ وقت اپنے سر کو ہاتھوں سے نہ دھالے۔ ۱۲

۱۲۔ ابن ماجہ کے سوا اسکو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم
ہوا۔ کہ قصد کرنا۔ رحم کو سینا۔ پھوٹے کو چھو لینا۔ رگ کا کاٹنا اور عادت کا اٹھا کر نا علاج کے لئے محرم کو جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں بال نہ ٹوٹیں۔

(باقی بر صفحہ آئندہ)

احساس پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔ ۱۲۔

۱۱۲۷۔ وَعَنْ أُمِّ الْحَصَيْنِ قَالَتْ مَا آيَةُ إِسَامَةَ وَبِلَا لَأَ وَاحِدٌ هَذَا اخْتِطَامُ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْإِخْرَافُ رَافِعٌ ثَوْبًا كَيْسَارُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَامَى الْجَمْرَةَ الْعَقَبَةَ مَا وَاهُ مُسْلِمًا۔

۱۱۲۸۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَّبَ بِهِ وَهُوَ بِالْحَدِيثِيَّةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ حُرٌّ وَهُوَ يُوقَدُ تَحْتِ قَدِيمٍ وَالْقَمَلُ تَتَرَفَّعَتْ عَلَيَّ وَجْهَهُ فَقَالَ الْيُونُكُ هَوَامِكُ قَالَ نَعَمْ قَلَّ فَخَلِقُ رَأْسَكَ وَأَطْعَمُ فَرَقَابِينَ سِنَّةٍ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ أَصْحَابٍ أَوْ مِثْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ نِسْكَ نَسِيكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۷۔ ام الحسین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ ایک نے تو ان دونوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بوتلی کی ہمارے کپڑے کھینچ لی تھی۔ اور دوسرے نے آپ کے سر پر گرمی کی وجہ سے کپڑے سے سایہ کر رکھا تھا یہاں تک کہ آپ نے جہرہ کو نکلیا مار لیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۲۸۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں مکہ میں داخل ہونے سے قبل میرے پاس سے گزرے۔ میں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ اور ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔ اور جوش میں میرے چہرے پر گرمی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تجھے یہ جوشیں نکلیت دیتی ہیں۔ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ اپنا سر منڈا لو۔ اور تین ٹوپے گندم چھ مسکینوں کو کھلا دینا اور فرق تین ٹوپے کا ہوتا ہے۔ یا تین دن کے روزے رکھ لینا۔ یا ایک قربانی ایسے جانور کی کر دینا۔ جو قربانی کے لائق ہو۔ متفق علیہ

بیمار محرم علاج کے لیے لپیٹ کر لے (تقریباً صفحہ گذشتہ تک) ابن ماجہ کے سوال اس کو اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محرم علاج کے طور پر ایسی دوائی مفاد (لپیٹ) کر سکتا ہے۔ جس میں خوشبو نہ ملی ہو اور اس میں

کسی ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو۔ ۱۲
گرمی میں محرم سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ (حاشیہ معفرہ) ۱۳ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ محرم اپنے سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ سائبان وغیرہ اس کے سر پر نہ لگے۔ اور امام مالک بھی اسکو مکروہ جانتے ہیں۔ ۱۴

شریعت کی کوہن سے خاتمہ خراب ہو جاتا ہے ۱۵ ابن ماجہ کے سوال اس کو تمام اہل سنن اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے۔ مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ ایک بکری کی قربانی کر دینا۔ امام ترمذی نے کہا ہے کہ اس پر تمام اہل علم کا عمل ہے۔ صحابہ سے لے کر اب تک کہ محرم اگر سر منڈا لے۔ یا خوشبو لگائے۔ یا ایسے کپڑے پہن لے جو اس کو احرام (حاشیہ معفرہ) ۱۶

الفصل الثانی

۱۱۲۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهَيُّ النِّسَاءَ فِي لَحْرٍ امْرَأَةٍ
عَنِ الْفُفَّارِيِّ وَالنَّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرُوسُ وَاللَّحْرُ عَفْرَانٌ مِنَ النَّيَابِ وَلَتَلْبَسَنَّ بَعْدَ ذَلِكَ
مَا أَحَبَّتْ مِنَ الْوَارِثِ النَّيَابِ مَعْصِفًا أَوْ حَمِيًّا أَوْ سَوَائِلَ أَوْ قَبِيصًا أَوْ خِفِّهِرًا وَكَأَنَّ
الْبُودَادَ۔

۱۱۳۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ إِذَا بَنَى وَنَحْنُ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَحْرٌ مَاتٌ فَإِنَا جَاؤُنَا بِمَا سَدَلَتْ لِحْدَانًا لِيَجْلِبَ بِهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَيَّ وَجْهَهَا فَإِنَا جَاؤُنَا

فصل دوم

۱۱۲۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ عورتوں کو احرام کی حالت میں دست خانے
پینے اور نقاب اور چھینے سے منع فرماتے تھے۔ اور ان کپڑوں سے بھی بچی کو زعفران یا دوس سے رنگائی نہ ہو۔ اور ان کے علاوہ میں
رنگ کے کپڑے بھی عورت پہن سکتے ہیں۔ معصفر یا ریشمی کپڑے یا زرد یا شہوار یا قبیص یا مونہ سے پہن سکتی ہیں۔ اسکو بودادونے روایت کیا۔
۱۱۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کافلہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام
میں تھیں۔ جب لوگ ہمارے پاس سے گزرتے گئے۔ تو عورتیں اپنی چادریں سر سے لٹکا کر منہ پر کر لیتی تھیں۔ اور جب آدمی گزرتا

کی حالت میں پہنتا ہاڑ نہیں ہے۔ تو اس پر ایک کبریٰ کی قرانی ہے۔ یا جو مسکینوں کو کھانا یا تین روزے ہیں۔ اور اس صورت میں ہے کہ آدمی احرام
کی پابندی کی خلاف ورزی کسی عذر سے کرے۔ اور اگر بغیر عذر کے شریعت کے حکم کی خلاف ورزی شریعت کے
حکم کو ٹھکرا اور خفیہ سمجھ کر گنہگار اس کفارہ سے دفع نہیں ہوگا۔ بلکہ عیب نہیں۔ کہ اس کا حج بھی باطل ہو جائے۔ اور اس کا خاتمہ بھی خراب
ہو جائے۔ ۱۲

راشعہ معنی ہنہام ہے اس حدیث کو احمد و مسلم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ پہلی فصل میں حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کے تحت
اس کا بیان ہو چکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کپڑوں کے علاوہ جن کا ذکر یہاں ہوا ہے۔ عورت جس قسم کا پٹیرا چاہے پہن سکتی ہے۔ مرد کے لیے
یہ پابندی بھی ہے کہ وہ سلا سلا کپڑے نہ پہنے۔ عورت کے لیے یہ پابندی نہیں ہے باقی رہیں احرام کی پابندی یا تو وہ مرد عورت
سب کے لیے برابر ہیں خواہ مرد ہو یا عورت۔ البتہ مرد کے لیے یہ پابندی ہے کہ وہ سر نہ ڈھلے اور عورت کے لیے یہ پابندی
ہے کہ وہ منہ پر نقاب نہ ڈالے ۱۲

كُشْفَانَا مَا وَاكَ الْبُودَا وَدَوْلَانِ مَابَجَةَ مَعْنَاهُ -
 ۱۱۳۱۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدَاهُنِ بِالزَّيْتِ وَهُوَ يَحْمِي مَرَّغِيْرًا
 لَمَقَّتْ يَعْزِي غَيْرَ الطَّيِّبِ مَا وَاكَ التَّمِيْدِيُّ -

الفصل الثالث

۱۱۳۲۔ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عُمَرَ وَجَدَ الْفَرَّ فَقَالَ لَقِيَ عَلِيَّ تَوْبًا يَأْتِي نَافِعٌ فَالْقَبِيْتُ عَلَيْهِ بَرَسًا فَقَالَ
 تَلَقَى عَلِيٌّ هَذَا أَوْ قَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْحَرَمُ مَا وَاكَ الْبُودَا وَدَوْلَانِ -
 ۱۱۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ أَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تھے۔ تو ہم اپنا پردہ کھول دیتی تھیں۔ اسکو ابوہریرہ نے روایت کیا۔ اور ابن ماجہ میں اس کا مضمون ہے۔

۱۱۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنے سر کو نیل لگا لیا کرتے تھے۔ لیکن اس میں خوشبو نہ لگی ہوتی تھی۔ اسکو ترمذی متنبہ ایٹ کیا۔

فصل سوم

۱۱۳۲۔ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو سردی محسوس ہوتی تو کچھ لگے۔ اسے نافع مجھ پر کچھ ڈال دو میں نے آپ پر ایک کوٹ ڈال دیا۔ تو آپ نے کہا۔ تو مجھ پر کوٹ ڈال رہا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ احرام والہ کوٹ پہنے۔ اسکو ابوہریرہ نے روایت کیا۔

۱۱۳۳۔ عبداللہ بن مالک بن بجد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں لٹی جمل کے مقام پر چڑھ کر کھانے کے راستے

محرم عورت کپڑے کی اوٹ کر سکتی ہے ۱۵ اس حدیث کو احمد اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لیکن بیہ صحیح نہیں ہے۔ اولاً تو اس کا ایک سلامی زید بن ابی زید شیعہ ہے۔ اور چوتھی حدیث متصل السنہ بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں مجاہد حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کا سماع حضرت عائشہ سے ثابت نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اجنبی آدمی محرم عورت کے پاس گزرنے لگے۔ تو عورت اپنے منہ پر پردہ لٹکا سکتی ہے۔ بشرطیکہ کپڑا اس کے چہرے پر نہ لگے۔

۱۶ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ محرم آدمی خالص تیل لگا سکتا ہے۔ جس میں خوشبو نہ لگی ہو۔ ۱۷ اس حدیث کو نسائی اور بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ محرم کو کوٹ پہنا منع ہے۔ علامہ ابن قیم نے کوٹ آپ کے سر پر ڈال دیا تھا۔ ۱۸

۱۱۳۴۔ وَعَنْ أَبِي بَلْعَى جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ فِي وَسْطِ رَأْسِهِ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ وَجَعِ كَانَتْ بِهَا رَأْوَاهُ الْبُودَاوَدُ وَالنَّسَائِيُّ -

۱۱۳۵۔ وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ حَلَالٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَكُنْتُ أَنَا السُّؤَالُ بَيْنَهُمَا رَأْوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَاضِرًا حَسَنًا

میں ہے۔ اپنے سر کے وسط میں سینگیاں لگوائیں۔ متفق علیہ

۱۱۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤں کی پیٹھ پر دروغی۔ تو آپ نے احرام کی حالت میں اس پر سینگیاں لگوائیں۔ اسکو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۱۳۵۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حلال ہونے کی صورت میں نکاح کیا تھا۔ اور شب زفاف بھی حلال ہونے کے بعد ہوئی۔ اور ان دونوں میں بیعت لانے لیجانے والے میں تھا۔ اسکو احمد۔ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۱۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ لمی جمل کر سے مدینہ کو جاتے ہوئے یا مدینہ سے مکر کو آتے ہوئے راستے میں ایک مقام ہے۔ مکہ سے قریب ہے۔ اور یہ جزیرہ بودان کا واقعہ ہے۔ اگر بل نہ لڑیں تو پچھنے لگانے یا سینگیاں لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر بال لڑیں تو فدیہ دینا ہوگا۔ ۱۲

۱۲۔ اسکو ترمذی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲

حضرت میمونہ کا نکاح احرام میں نہیں ہوا ۱۲۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ۔ ابن حبان اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے ماویٰ تقدیریں امام ترمذی نے اس کو سن اس لئے کہا ہے کہ اس کی سند کا ایک راوی سطر الوراق ویسے سچا ہے۔ لیکن کبھی غلطی کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے جو کہا ہے کہ حضرت میمونہ سے آپ نے نکاح احرام کی حالت میں کیا تھا۔ وہ ان کو شیعہ ہوا۔ کیونکہ اس نکاح کی شہرت اس وقت ہوئی جب کہ آپ احرام باندھ چکے تھے۔ تو ابن عباس نے یہی سمجھا۔ کہ شاید نکاح ابھی ہوا ہے۔ اور احرام کی حالت میں ہوا ہے۔ درجہ اصل بات یہی ہے کہ آپ نے احرام باندھنے سے پہلے نکاح کیا تھا اور یہ البورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں آپ نے بعد میں ان کو آزاد کر دیا تھا۔ انہیں کی معرفت نکاح کی گفتگو ہوتی رہی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی حقیقی خالہ ہیں یہ چار بہنیں تھیں ایک بہن کی شادی نجد میں ہوئی تھی اور تین بہنیں یہ تھیں ۱۳

بَابُ الْمُحْرَمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

الفصل الأول

۱۱۳۶ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْدًا مَوْشِيًا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ أَلَا تَأْتِيكَ إِلَّا نَا حُرْمَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۳۷ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ خَرَّمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ

محرم کو شکار نہیں کرنا چاہیے

فصل اول

۱۱۳۶ حضرت صعوب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گور حکا ہدیہ بھیجا۔ آپ اس وقت ابویا بوان میں تھے۔ آپ نے وہ ہدیہ واپس کر دیا۔ اور جب اس کے چہرے پر نانا منگی کے آثار دیکھے۔ تو فرمایا۔ ہم نے تمہارا ہیکو صرف اس لئے واپس کیا ہے۔ کہ ہم محرم ہیں۔ متفق علیہ۔

۱۱۳۷ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ اور اپنے کچھ ساتھیوں سمیت بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے

محرم کی نیت سے کیا ہوا شکار اسے منع ہے۔ لے اہل اہل ذر کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن احمد احمد بنی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ محرم کے لئے جھکی شکار غور کرنا بھی منع ہے۔ اور کسی کو شکار کا حکم دینا بھی منع ہے۔ اگر کسی کو شکار بتلایا۔ یا اشارہ کیا۔ تو اس شکار کے گوشت میں سے محرم کچھ نہیں کھا سکتا۔ اسی طرح اگر غیر محرم آدمی محرم کے لئے شکار کرے۔ یا اس نیت سے شکار کرے۔ کہ اس کا گوشت محرم کو کھلاؤں گا۔ تو اس صورت میں بھی محرم اس شکار کا گوشت نہیں کھا سکتا۔ صعوب بن جثامہ نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت کھلانے کی غرض سے شکار کیا تھا۔ اس لئے آپ نے اس کو واپس کر دیا۔ اور ابو قتادہ کی اگلی حدیث میں جو گوشت کھا لینے کی اجازت دی ہے۔ تو اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ شکار صحابیوں کی نیت سے نہیں کیا گیا تھا۔ اور صعوب بن جثامہ کے ساتھیوں میں امر کی وضاحت کر دی کہ ہم نے جو تیرا شکار واپس کیا ہے۔ تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔ اور نہ ہم تیرا گوشت کبھی واپس نہ کرتے۔ یہ اس لیے کہا کہ وہ بدل نہ ہو۔ اور نہ بدل شکستہ ہو۔ اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ مومن آدمی کا پاس خاطر ملحوظ رکھنا کتنا ضروری ہے۔ ۱۲

وَهُمْ حُرْمُونَ وَهُوَ غَيْرُ حُرْمٍ نَزَّارٍ لِحَيْصَانٍ أَوْ حَيْثِيًّا قَبْلَ أَنْ يَبْرَأَ فَلَمَّا أَوْءَتْ كُرْكُوهَ حَتَّى رَمَاهَا
 أَبُو قَتَادَةَ فَمَرَّ بِهَا فَمَسَّهَا فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُبَالِغُوا فِي سَوَاطِئِهَا فَبَالُوا فَتَنَّا وَكُنَّا نَحْمَلُ عَلَيْهَا فَعَقَرَهُنَّ ثُمَّ
 أَكَلْنَا فَكَلُوا فَنَدَبْنَا مُوَأَلَّمَا أَدْمَا كُوَامَا سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأْوَهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ
 مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوا مَعَنَا بَجَلٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا مُتَفَقِّطِيَةً وَفِي وَطِيئَةٍ
 لَهَا فَمَلَمَّا التَّوَامَا سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَ أَنْ يُجَمَلَ عَلَيْهَا أَوْ
 أَسْمَرَ إِلَيْهَا قَالُوا لَا قَالَ فَكَلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْيِهَا -

۱۱۳۸۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَسَّ لَلْجَنَامِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ

تیسچہ رہ گئے۔ ان کے ساتھی تو احرام کی حالت میں تھے۔ اور ابو قتادہ احرام میں نہیں تھے۔ ساتھیوں نے گور خور دیکھا اور ابو قتادہ
 نے ابھی نہیں دیکھا تھا۔ تو وہ دیکھ کر خاموش رہے۔ پھر ابو قتادہ نے بھی دیکھ لیا۔ یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور ساتھیوں کو کہنے لگے
 مجھے کوڑا پکڑ لو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اسے خود انکر پکڑ لیا۔ اور گور خور پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو زخمی کر دیا۔ پھر فریضہ کر کے اس کا گوشت
 خور بھی کھایا۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھلایا۔ پھر وہ نادم ہوئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ تو آپ سے پوچھا
 آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ باقی بھی ہے۔ کہنے لگے ابھی ایک پاؤں باقی ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے لے کر کھالیا۔ متفق علیہ اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا کیا
 تم میں سے کسی نے اسکو شکار کرنے کا حکم دیا تھا۔ یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا۔ جو اس کا گوشت
 چا بہا ہے۔ وہ بھی کھا لو۔

۱۱۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ بھڑی ہیں۔ اگر ان کو کوئی

شکار کا گوشت حرم کھا سکتا ہے یا نہیں ۱۵ ابن ماجہ کے علاوہ اس حدیث کو مساب سنن اور احمد نے بھی روایت
 کیا ہے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام کیوں نہ باندھا۔ جب کہ ان کے ساتھی سب احرام کی حالت میں تھے۔ اصل بات یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کو دشمن کے سلات کا پتہ نہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ اسی وقت ان سے آکر ملے تھے۔ اور اس وقت تک بیعتات بھی احرام کے لئے
 مقرر نہیں ہوئے تھے۔ اگر حرم کی نیت سے شکار کیا جائے۔ اور حرم اس شکار میں کس طرح کی کوئی مدد نہ کرے۔ تو اس شکار سے حرم آدمی
 کھا سکتا ہے۔ ۱۷

ابوداؤد والترمذی۔

۱۱۴۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْتُلُ الْحَرَمُ الشَّعْرَ الْعَادِيَّ، وَوَاةَ التِّرْمِذِيِّ وَالْبُودَاؤُدَ وَابْنَ مَاجَةَ۔

۱۱۴۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصُّبْحِ أَصْبَحَ فِيهِ نَقْلٌ فَقَالَ لَعَمْرُؤُكَ الْيَوْمُ فَقَالَ لَعَمْرُؤُكَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَمْرُؤُكَ الْبُرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۱۱۴۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرم آدمی ہلکا کرنے والے دن کے گوارا نہ سکتا ہے۔ اسکو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۱۴۳۔ عبد الرحمن بن ابی لاری نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ متعلق سوال کیا کہ کیا یہ شکار ہے۔ تو آپ نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے کہا ہاں اسکو ترمذی، نسائی اور شافعی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، مطلب یہ ہے کہ لکڑی کا شکار حرم کو جائز ہے۔ کیونکہ اس کا حکم دیرانی شکار اور چھلی کا سا ہے۔ کہ وہ بھی مری ہوئی حلال ہے۔ اور لکڑی بھی مری ہوئی حلال ہے۔ سو جب سمندر کا شکار اللہ تعالیٰ نے حرم کے لئے ہائے رکھا ہے تو لکڑی بھی اسی حکم میں ہے۔

۲۔ یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو سن کر اس کا ایک مادی نمونہ ابوزید حافظ کا اچھا نہیں ہے۔ اور اس عقلموں پر بحث فصل اول میں حضرت عائشہ اور ابن عمر کی حدیث کے تحت گذر چکی ہے۔ ۱۲۔

۳۔ اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حلال ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی بنا پر اس کی حلت کے قائل ہیں۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے صحیح ہے اور حضرت جابر کی آئندہ حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح کہا ہے ان روایات کی بنا پر ترجیح اسی بات کو ہے کہ جو حلال ہے اور جن لوگوں نے اس کو حرام کہا ہے انہوں نے تخریم بن جزی کی حدیث سے استدلال کیا ہے اور وہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۱۳۔

۱۱۴۴. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبْعِ قَالَ وَصِيدٌ وَيَجْعَلُ فِيهِ كِبْشًا إِذَا أَصَابَهُ الْحَرَمُ مَوَاهِ الْبُودِ أَوْ دَوَابِّنَ مُلَجَّةً وَالذَّاهِرِيُّ.

۱۱۴۵. وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْيَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ أَكْلِ الضَّبْعِ قَالَ أَوْ يَأْكُلُ الضَّبْعَ لَحْدًا وَسَأَلْتَهُ عَنِ أَكْلِ الذِّبَابِ قَالَ أَوْ يَأْكُلُ الذِّبَابَ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيٍّ.

الفصل الثالث

۱۱۴۶. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكُنَّا حَرَمًا

۱۱۴۴. حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا وہ شکار ہے۔ اور اگر حرم اسکا شکار کرے۔ تو اسپر ایک میٹھا ہے۔ اسکو ابو داؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۱۴۵. خزیمہ بن جزئیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے کھانے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا بچہ کو بھی کوئی کھانا ہے، اور پھر میں نے بیٹے کے کھانے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا کوئی بندہ بھیڑنے کو بھی کھاتا ہے۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کا سند اچھی نہیں ہے۔

فصل سوم

۱۱۴۶. عبد الرحمن بن عثمان تیمیمی نے کہا کہ ہم طلحہ بن عبد اللہ کے ہمراہ تھے۔ اور ہم احرام باندھے ہوئے تھے۔ تو طلحہ کو کسی نے پرندے

۱. اس حدیث کو احمد، نسائی، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں۔ کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث میں دلالت کرتی ہے کہ بچہ کا گوشت حلال ہے

اور اس سے پہلے حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ ۱۲۰

۲. اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے اتہاد درجہ کی کمزور ہے۔ اور پہلی صحیح حدیثوں کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ اس کے دورانوی عبد اللہ بن ابی المغازق اور اسمعیل بن مسلم از حد ضعیف ہیں۔ امام ابو حنیفہ اس حدیث کی بنا پر جو کہ حرام قرار دیتے ہیں یا دیکھنا چاہتے ہیں کہ مختلف روایات کی بنا پر جو کسی چیز کی حلت یا حرمت کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو اس حلت کا درجہ تو وہی ہوتا ہے جو منصوص حلت کا ہوتا ہے کیونکہ اصل میں ہر چیز میں اباحت ہے لیکن اختلافی روایات کی بنا پر جو حرمت کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو اس حرمت کا درجہ منصوص حرمت کے برابر نہیں ہوتا بلکہ اسے ہی تنزیہی کا درجہ سمجھا جاتا ہے۔ منصوص حرمت کے مرتکب کو حرام خورد کہا جائے گا لیکن اختلافی حرمت کے مرتکب کو حرام خورد بھی نہیں کہتے جو حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں ۱۳

فَأَهْدِي لَطِيئَةً وَأَطْلِحُ مَرَاقِدَ فَيَنَامَنَّ أَكْلٌ وَمِنَامٌ تَوَرَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلِحًا وَافَقَهُ مَنْ
أَكَلْنَا قَالَ فَأَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَاوَاهُ مُسْلِمًا

بَابُ الْإِحْصَارِ وَفُوتِ الْحَجِّ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۴۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَا أَحْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَقَ مَرَاوَاهُ مَسْجِدًا
نِسَاءً وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتَّىٰ أَعْمَرَ عَامًا قَبْلَ مَرَاوَاهُ الْبُخَارِيِّ

کاہرہ بھیجا اور طلحہ سوسے ہوئے تھے۔ ہم میں سے بعض نے تو وہ گوشت کھا لیا اور بعض نے پرہیز کی۔ پھر جب طلحہ جاگے۔ تو اہل
نے ان لوگوں سے موافقت کی۔ جنہوں نے کھلایا تھا۔ اور کہا ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں شکار کا گوشت
کھایا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

حج سے روکے جانے اور حج کے فوت ہوجانے کا بیان

فصل اول

۱۱۴۸۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے سال عمرہ سے روکا گیا تو آپ نے
اپنا سر منڈایا۔ اور اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ اور اپنی فریانی ذبح کر ڈالی۔ اور پھر آئندہ سال عمرہ کیا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر عمرہ کی نیت سے شکار نہ
کیا جائے تو وہ شکار کا گوشت کھا سکتا ہے۔ ۱۲
۲۔ اس حدیث کو ابو نعیم اور اسمعیل نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن
حجر رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کی بنا پر کہا ہے۔ کہ جو آدمی احصار کی وجہ سے حلال ہو جائے۔ تو اس پر وہ چیز (حج یا عمرہ) جس سے
حلال ہوا ہے۔ آئندہ سال پھر واجب ہے۔ اور جو ہوسنے کہا ہے۔ کہ محصر پر قضا واجب نہیں ہے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک احصار
ہر اس چیز سے معتبر ہے۔ جس کی بنا پر حاجی حج کرنے سے لگ جائے۔ خواہ وہ روکنے والی چیز دشمن ہو یا بیماری یا راستہ کا پر خوف ہونا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے سال پندرہ سو صحابہ کو احرام کے سلسلہ مکہ مکرمہ کو عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے (حاشیہ صفحہ ۶۲۱)

۱۱۵۱- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قِبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكَ ارْتَدْتَ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَحْدَثَنِي إِلَّا مَجْعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَأَشْرِي طِيَّ وَ قَوْلِي اللَّهُمَّ فَحَلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي مُتَّفِقًا عَلَيْهِ-

الفصل الثاني

۱۱۵۲- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ اصْحَابَهُ أَنْ يَبْدُلُوا الْهَدْيَ الَّذِي لَمْ يَخْرُجُوا فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ مَا وَاهُ ص..... الْوَدَّادُ وَ قَبْرُ قَيْسٍ وَ فِي سُنَدِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ-

۱۱۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً نبوت زیر کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا شائید تم نے حج کا ارادہ کیا ہے۔ وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم میں ایک بیمار سی عورت ہوں۔ تو آپ نے فرمایا نوح کر اور شرط کیسے اور کہہ لے۔ اسے میرے اللہ میرے حلال ہونے کی جگہ وہی ہے۔ یہاں مجھ تو روک دے۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۱۵۲- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ اس قربانی کے بدلے جو حدیبیہ کے سال ذیح کی گئی تھیں اب نئی قربانیاں عمرۃ القضاء میں ذبح کریں۔ اسکا ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور اس میں ایک فقرہ بھی ہے۔ اور اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔

محصّر اور فائت الحج کا بیان

۱۱۵۳- حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۱۵۳ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں فائت الحج کا بیان ہے۔ حج سے رک جانے والے دو طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو کسی صورت خانہ کعبہ پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ان کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ اور ان کو محصّر کہا جاتا ہے۔ اور دوسرے وہ ہیں جو خانہ کعبہ پہنچ تو گئے۔ لیکن وقت پر پہنچ سکتے اور عرفات کے میدان میں کھڑا ہونے اور طواف زیارت کرنے کا وقت نکل گیا۔ ان کو فائت الحج کہتے ہیں۔ ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور مضامروہ کی دوڑ کر کے حجامت کرائے۔ یعنی اس حج کو عمرہ بنا ڈالے۔ اور آئندہ سال پھر حج کرے۔ ۱۲

مشروط حج میں قربانی نہیں ہے (حاشیہ صفحہ ۱۱۵۳) اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ اور اس معنون کی ایک حدیث مسلم اور اصحاب سنن نے بھی ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ حرم حجاب اپنے احرام میں شرط کر لے۔ اور پھر اس کو کوئی بیماری وغیرہ عارض ہو جائے۔ تو وہیں حلال ہو جائے۔ اور اس صورت میں اور محصر کی صورت میں فرق یہ ہے۔ کہ محصّر کو ایک قربانی دینا لازم ہے۔ اور اس طرح شرط کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔ ۱۲

۱۱۵۴- اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور (حاشیہ صفحہ ۱۱۵۳)

۱۱۵۳۔ وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو وَالْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَسَرَ أَوْ عَرَمَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلِ مَا وَاهُ الرَّيْدِيُّ وَالْبُودَاؤُودُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّكْنَائِيُّ وَأَدَاؤُودُ فِي مَا وَاهُ أَهْرَافِيُّ وَأَوْفَرِيصِيُّ وَقَالَ الرَّيْدِيُّ هَذَا أَحَدُ يَثْرَسَ وَفِي الْأَصَابِيهِ ضَعِيفٌ۔

۱۱۵۴۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْنَى الدَّيْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَجُّ عَرْفَةٌ مِنْ أَدْمَانَ عَرْفَةٌ كَيْلًا جَمْعٌ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَدْ أَدْمَانَ الْحَجُّ أَيُّهَا مَنْ تَلَّكَ فَمَنْ تَجَلَّ فِي يَوْمَيْنِ فَلَمْ يَأْمَعْ عَلَيْهِ مِنْ تَأَخَّرَ فَلَمْ يَأْمَعْ عَلَيْهِ دُونَ الْفَجْرِ يَوْمًا فِي الْأَذَى وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ جَبْرٍ وَاللَّكْنَائِيُّ قَالَ

۱۱۵۳۔ حاجج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ یا ٹنگڑا ہو جائے۔ تو وہ حلال ہو گیا۔ اور اس پر آئندہ سال پھر حج ہے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے اپنی ایک اور روایت میں بیماری کو بھی زیادہ کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے حدیث حسن ہے۔ اور معراج میں ہے کہ ضعیف ہے۔

۱۱۵۴۔ عبدالرحمن بن یحییٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے حج سڑکا نام ہے۔ جو آدمی مرو لڑا کی رات میں فجر طلوع ہونے سے پہلے پہلے عرفات کے میدان میں بیٹھ جائے۔ تو اس نے حج کو پایا۔ اور منیٰ میں ٹھہرنے کے تین دن ہیں پھر جو شخص دو دن میں جلدی کر کے فارغ ہو جائے۔ اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو بیٹھے (تین دن تک) رہ جائے۔ اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسکو ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کے راوی ثقہ ہیں۔ البتہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے۔ جس نے سماح کی تصریح نہیں کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ کے سال جو قرآنیوں اسخرفت اور صحابہ کرام اپنے ہمراہ لائے تھے۔ وہ تو ذبح کر گئے تھے۔ اور جب عمرہ القفار میں اسخرفت اور صحابہ کرام آئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان قرآنیوں کے بدل اب اور قرآنیوں ذبح کرو۔ ۷

عصر آئندہ سال پھر حج کرے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱۵۳) اس حدیث کو احمد ابن حنبلہ۔ حاکم اور بیہقی دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن اس لئے کہا ہے۔ کہ عکرمہ راوی پر بعض محدثین نے تنقید کی ہے۔ اور فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے اس کی تشریح و کتابت کیا ہے۔ اور مصنف نے جو اس پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ اگر عزم کو کرنا مانع پیش آجائے۔ تو مانع کے پیش آجانے ہی سے وہ حلال ہو جائے گا۔ وہ اپنے وطن کو واپس آجائے۔ اور آئندہ سال پھر حج کرے عرفات میں کھڑا ہونے کا آخری وقت۔ ۸ اس حدیث کو احمد ابن حنبلہ۔ حاکم۔ دارقطنی اور بیہقی نے (حاشیہ صفحہ ۱۱۵۴)

الرَّيْبُ ذِي هَذَا حُدُوثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

بَابُ حَرَمِ مَكَّةَ حَرَسَهَا اللهُ تَعَالَى

الفصل الأول

۱۱۵۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ... فَتَمَّ مَكَّةَ
لَا هَجْرَةَ وَلاَ يَكُنْ جِهَادًا وَلاَ بَيْعَةً وَادَّاسْتَنْفَرُوا فَانْفَرُوا وَقَالَ يَوْمَ تَمَّ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمُهُ
اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحَسْرَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّ لَكُمْ يَحِلَّ الْقِتَالَ فِيهِ

۴

حرم مکہ کا بیان

فصل اول

۱۱۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا اب ہجرت نہیں ہے
لیکن جہاد اور بیت باقی ہے۔ اور جب تم کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیا جائے۔ تو نکلو اور فتح مکہ کے دن آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شہر ہے جس
کو اللہ تعالیٰ نے اس دن عورت والہ بنا یا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا۔ سو وہ حرام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ

رہیقہ معقولہ شریعتی روایت کیا ہے۔ عرفہ کا نام حج اس لئے رکھا گیا ہے کہ بالاتفاق عرفات کا قیام حج کا رکن ہے۔ اس کے رو جانے سے حج باطل
ہو جاتا ہے۔ اور دوسری اور تیسری ذی الحجہ کی درمیانی رات جو مزدلفہ کی رات کہلاتی ہے۔ اس کی صبح پھر شتے سے پہلے پہلے اگر کوئی آدمی عرفات کے
میدان میں پہنچ جائے۔ تو اس کا حج ہو گیا۔ ۱۲

حرم کے لفظ کا کیا حکم ہے۔
(حاشیہ معقولہ) ابن ابیہ کے سوا اس حدیث کو تمام اصحاب سنن اور احمد
نے بھی روایت کیا ہے۔ وہ ہجرت ہو کہ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف جاری تھی۔ وہ مکہ فتح ہونے سے ختم ہو گئی۔ کیونکہ اب وہ بھی دارالاسلام
ہو گیا۔ اور کافر بادشاہ کے ملک سے اسلام کی حکومت کی طرف ہجرت کرنا قیامت تک جاری ہے۔ اور اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی غرض
سے وطن کو چھوڑنا اور دین کے کاموں کے لئے سفر کرنا حج بھی جاری ہے۔ کہ مکہ میں لڑنا حرام ہے۔ اور اس کا لفظ بھی شہور کرنے والے کے
سوا اور کوئی نہیں مانگا سکتا۔ لفظ کہتے ہیں۔ گویا چیز کو تانہ کعبہ کے لفظ کا حکم ہے کہ اس کو سال کے بعد بھی نہ آدمی کھا سکتا ہے نہ خیرات
کر سکتا ہے۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور اکثر علماء نے حرم اور غیر حرم کے نقطہ میں فرق نہیں کیا ہے۔ ۱۲

لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَجِلْ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ أَمُّ يُسْمَعُ اللَّهُ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُعْصَدُ شَوْكٌ وَلَا يُنْفَخُ صَيْدٌ وَلَا يَلْتَقِطُ لِقِطُّ الْأَمْنِ عَرَفَةَ وَلَا يُجْتَلَى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْإِذْخِرَ فَإِنَّ لِقِينَهُمْ وَلِبُيُوتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي بَرَايَةِ ابْنِ هُرَيْرَةَ لَا يُعْصَدُ شَجَرٌ هَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَافِطَةٌ إِلَّا مُنْشِدٌ.

۱۱۵۴. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَجِلُّ لِأَحَدٍ كَمَا أَنْ يَجِلَّ هَلْكَ السَّلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۵۵. وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمَغْفِرُ

کی حرمت کے ساتھ قیامت کے دن تک اور اس میں لڑائی کرنا مجھ سے پہلے کسی کے لئے بھی حلال نہیں کیا گیا۔ اور میرے لئے بھی دن کی ایک گھڑی حلال کی گئی تھی۔ سو وہ اب پھر اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت کے دن تک حرام ہے۔ اس کا کانٹا بھی نہ کھانا جائے اور اس کا شکار بھی نہ بھگایا جائے۔ اور اس کی گری پڑی چیز سوائے مشہور کرتے والے کے کوئی بھی نہ اٹھائے۔ اور اس کی گھاس بھی نہ کھائی جائے۔ تو حضرت عباس نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! اذخیر کاٹنے کی اجازت فرمائیے۔ کہ وہ لوہاروں اور سناروں اور گھروں کے چھیننے اور فرشوں میں کام آتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ چلو یہ فرکانے کی اجازت ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کا درخت نہ کھانا جائے۔ اور اس کی گری ہوتی چیز کو سوائے مشہور کرنے والے کے کوئی بھی نہ اٹھائے۔

۱۱۵۶. حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ تم میں سے کسی کے لئے بھی حلال نہیں ہے۔ کہ وہ مکہ میں سچھیا اٹھا کر چلے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۵۷. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح کے دن مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ کے سر پر غنود

۱۱۵۸. اذخیر کا حکم۔

اس کو ڈالتے۔ اور نیچے فرش بھی اس کا بچھا لیتے۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ حرم کی سرزمین سے صرف اذخیر گھاس ہی مویشیوں کو چرایا جاسکتا ہے۔ دوسرا گھاس نہیں۔ اور باقی المٹہ ملائے کہتے ہیں کہ مویشیوں کو ہر قسم کا گھاس چرایا جاسکتا ہے ۱۱

۱۱۵۹. یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ اور یہ بھی اس حال پر محمول ہے۔ کہ تھیالہ کی ضرورت نہ ہو۔ ورنہ اگر ضرورت ہو تو تھیالہ سے کہ چل سکتا ہے۔ اور عمود کا پری بند ہر سب سے ۱۲

فَلَمَّا نَزَعَا جَاءَهُمَا جَلٌّ وَقَالَ ابْنُ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلَا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -
۱۱۵۸ - وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ
عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بَغِيْرَ إِحْرَامٍ مَرَّ وَأَدَاهُ مُسَلِّمًا -

۱۱۵۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو وَجَيْشُ الْكَعْبَةِ فَإِذَا كَانُوا
بِبَيْدِ الْأَرْضِ يُخَسِفُ بِأَوْلِهِمْ وَالْخَيْرُ هُمْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يُخَسِفُ بِأَوْلِهِمْ وَ
أَخْرَجَهُمْ وَفِيهِمْ أَسْرَاقُهُمْ وَمَنْ كَيْسٌ فَمِنْهُمْ قَالَ يُخَسِفُ بِأَوْلِهِمْ وَالْخَيْرُ هُمْ ثُمَّ يَبْعَثُونَ عَلَى
بَيَاتِهِمْ مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

تھا۔ جب آپ نے خود کو اتارا۔ تو ایک آدمی نے اگر کہا کہ ابن خطل خانہ کعبہ کے پرودہ سے لٹکا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اسکو قتل کر
دے۔ متفق علیہ۔

۱۱۵۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ
کے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی اور بغیر احرام کے آئے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

۱۱۵۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک لشکر خانہ کعبہ کو برباد کرنے کے لئے آئے گا
جب وہ زمین کے ایک ہزار میدان میں پہنچے گا۔ تو اس لشکر کے تمام آدمی اول سے لے کر آخر تک سب زمین میں سوزن ہو جائیں گے۔
میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول سب کے سب کو زمین میں سوزن کر دیا جائے گا۔ اس میں ان کے نوکر چاکر بھی تو ہوں گے بچے
اس وقت اتفاق سے اس میدان میں ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا سوزن تو سب کے سب ہو جائیں گے۔ پھر قیامت کو اپنی نینتوں پر اٹھا
جائیں گے۔ متفق علیہ۔

حد اور قصاص حرم میں جاری ہو سکتے ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی
نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ابن خطل پہلے مسلمان ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور ایک انصاری کو ایک کام پر بھیجا۔ اور انصاری
کو اس پر امیر مقرر کیا۔ راستہ میں اس نے انصاری کو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ اور اس کا مال لوٹ لیا۔ اور کافر تکہ ہو کر مکہ میں قریش سے اگر مل
گیا۔ قح مکہ کے روز اس نے خانہ کعبہ میں پناہ لی۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ اس حدیث سے امام شافعی نے کہا ہے کہ حرم میں حد اور
قصاص قائم کرنا جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ الزناد کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا تھا۔ قصاص میں نہیں۔ لیکن کج کل عمل
امام شافعی کے مسلک کے مطابق ہو رہا ہے۔ کہ حرم کی حدود کے اندر بھی حدود جاری کی جاتی ہیں۔ ۱۲۰
تیسرے حج و عمرہ کے بغیر احرام ضروری نہیں۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۶۵۰

۱۱۶۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُبَ الْكَعْبَةَ وَالسُّوَيْقِيَّتَيْنِ مِنَ الْكَبْشَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۱۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ بِيَأْسُودَ فَحَجَمَ بِقَلْعِهَا حَجْرًا حَجْبِيًّا وَأَوَاهُ الْبَخَارِيُّ۔

الفصل الثاني

۱۱۶۲۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتِكَا الطَّعَامَ فِي الْحَرَمِ الْحَادِثِ فَإِنَّهُ أَوْدٌ۔

۱۱۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خانہ کعبہ کو ایک پتلی اور چھوٹی پتلیوں وارہ بدستی بادشاہ و پیراؤ کوڑے گا۔

۱۱۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا میں اس کالے بدستی شیرمی پال والے کو دیکھ رہا ہوں۔ جو خانہ کعبہ کا ایک ایک پتھر کر کے اکھاڑ بیٹھے گا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۱۶۲۔ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم میں غلے کو روک رکھنا اور ہنسا کر کے فروغ کرنا اس میں الحاد کرنا ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی حج یا عمرہ کی نیت نہ رکھتا ہو۔ وہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے بھی داخل ہو سکتا ہے۔ خواہ اس کی آمد وقت بہت زیادہ ہو مثلاً کوئی لکڑی لہرا ہر روز آئے جائے۔ یا کوئی تاجر کبھی کبھی آمد و رفت رکھے۔ اس سے سیاہ پگڑی پہننے کا جواز بھی ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ یوں کی صحبت اختیار کرنے سے دنیا میں عذاب ہوتا ہے پھر اگر وہ خود مومن ہوگا۔ تو آخرت کو بچ جائے گا۔ در نہ نہیں ۱۲۔

حاشیہ صفحہ ۱۲) اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ بادشاہ کا زہر ہوگا چھوٹی اور پتلی پتلیوں والہ ہوگا۔ اور اس کا نام جہا ہرگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب کہ خانہ کعبہ کا اٹھالیسا خدا تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ اور کعبہ کی پرہیزی کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ قیامت کے قریب خانہ کعبہ کا ایک حقیر بدستی کے ہاتھ سے خراب ہونا جائے عبرت ہے۔ اور یہ حرکت اس بد بخت بادشاہ پر بڑی عظیم الشان آفت ہوگی۔ ۱۲۔

احتکار مکہ میں الحاد کا حکم رکھتا ہے۔ اس حدیث کی اپنی سند تو بہت ضعیف ہے۔ لیکن اس کے حاشیہ صفحہ ۱۲

۱۱۶۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَطَيْبَكَ مِنْ بَيْدٍ وَاحْبَبِكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكَ مَا سَكَنْتُ عَيْرَكَ وَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ إِسْنَادًا۔

۱۱۶۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ بَنِي حَضْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَأَ عَلَيَّ الْحَرَمَ وَمَا قَالَ وَاللَّهِ إِنَّكَ لَخَيْرٌ مِنِّي وَاللَّهُ وَاحِبٌ أَرْضِي اللَّهُ وَلَوْلَا أَنِّي أَخْرَجْتُمُنَا مَا خَرَجْتُمْ وَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

۱۱۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا تو گنتا پاکر وہ شہر ہے۔ اور حج کو گنتا محبوب ہے۔ اور اگر حج کو میری قوم بخج سے نکلنے پر مجبور نہ کر دیتی۔ تو میں تجھے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور کہا یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح غریب ہے۔

۱۱۶۴۔ عبداللہ بن عدی بن حمران نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنوع کے مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا آپ فرماتے تھے۔ اے مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کی زمین سے بہتر ہیں جگہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ساری زمینیں میں سے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اور اگر حج کو زبردستی بخج سے نکالا جاتا۔ تو میں کبھی نہ نکلتا۔ اور اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کچھ اور شواہدات بھی ہیں جن سے ان کو تقویت ہوتی ہے۔ احکام یہ ہے۔ کہ میں دنوں میں غلہ کا قحط ہو۔ ان دنوں میں غلہ کو بند رکھتا۔ تاکہ بہت زیادہ مہنگا ہونے پر اس کو فروخت کیا جائے۔ احکام ہر شہر میں منع ہے۔ لیکن مکہ معظمہ میں احکام کو الٹا دیا گیا ہے۔ یہ قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو اس میں الحاد کا ارادہ بھی کرے گا۔ ہم اس کو دردناک عذاب پہنچائیں گے۔ تو جو الحاد کا ارتکاب کرے۔ اس کے عذاب کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اور مکہ میں احکام اتنا بڑا گناہ ہے۔ جیسے الحاد کا ارتکاب کرنا۔ ۱۲۔

مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے (حاشیہ صفحہ ۱۱۶۳) اس حدیث کو حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا۔ جب آپ مکہ فتح کر کے واپس مدینہ منورہ جاتے تھے۔ چونکہ قریش کے تنگ کرنے کی وجہ سے وہاں سے ہجرت کر چکے تھے۔ اس لئے فتح مکہ کے بعد بھی وہاں نہ ٹھہرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مکہ مکرمہ تمام شہروں سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ جہود کا یہی قول ہے۔ ۱۲۔

۱۱۶۵۔ اس حدیث کو احمد سنائی۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ حمزہ ایک جگہ کا نام ہے۔ آپ نے وہاں کھڑے ہو کر مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے یہ الفاظ کہے تھے۔ اس حدیث سے بھی مکہ مکرمہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ۱۲۔
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الفصل الثالث

۱۱۶۵۔ عَنْ أَبِي ثَوْبَانَ عَنِ الْعَدَوِيِّ أَنَّ قَالِ لِعَمْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ بَعَثَ الْبَعُوثَ إِلَى مَكَّةَ لِأَذِنَ لِي لَهَا أَلَا مِيرًا حَدَّثْتُكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَمُ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعْتُ أَدْنَانِي وَوَعَاةَ قَلْبِي وَالصَّرِيحَ عَيْنَانِي حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمْدُ اللَّهِ وَاشْتَى عَلَيْهِ لَمْ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ تَحَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يَحْرَمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِأَمْرٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يُعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدًا تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا لَكَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ آذَنَ لِمِ سُوَيْبٍ وَلَمْ يَأْذِنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا آذَنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ

فصل سوم

۱۱۶۵۔ ابو ثریح عدوی نے عمرو بن سعید کو کہا۔ وہ ان دنوں مکہ مکرمہ کی طرف لڑائی کے لئے لشکر بھیج رہا تھا۔ اسے امیر اگر اجازت دو تو میں تمکو ایک ایسی بات بتاؤں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دو برسے دن فرمائی تھی۔ جس کو میرے کانوں نے سنا اور جس کو میرے دل نے یاد رکھا۔ اور جس کو میری آنکھوں نے دیکھا۔ جب آپ نے کلام شروع فرمایا تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا۔ مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور اس کی حرمت کوئی بندہ کی قائم کی ہوئی نہیں ہے۔ کسی بھی آدمی کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور آسمان کے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ اس میں (مکہ میں) خون گرانے۔ اس کا درخت بھی نہ کاٹا جائے۔ اور اگر کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائی سے سند لے۔ تو اس کو کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اور تمہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دن کی ایک گھڑی اجازت فرمائی تھی۔ اور بیشک

حرم عاصی کو پناہ نہیں دیتا۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ عمرو بن سعید مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں اس کا امیر ہونے کی حیثیت سے عبداللہ بن زبیر خلیفہ برحق کے مقابلہ کے لئے مکہ مکرمہ کو لشکر روانہ کرتا تھا۔ مگر اس کو شہید کر دیا جائے۔ اور وہ خانہ کعبہ میں پناہ گزین تھے۔ یہ یہودی فوجوں نے خانہ کعبہ پر گولہ باری کی۔ جس سے اس کی دیواریں پھٹ گئیں۔ ابو ثریح نے یہ حدیث سنا کر عمرو بن سعید کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ خانہ کعبہ حرم ہے۔ اس میں لڑائی کرنا جائز نہیں ہے۔ تو اس نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اللہ کہا کہ فساد کی کو خانہ کعبہ پناہ نہیں دیتا۔ وہ اپنے خیال میں حضرت عبداللہ بن زبیر کو فساد ہی سمجھ رہے تھے۔ ملاحظہ حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۲

حَرَمُهَا الْيَوْمَ كَحَرَمِهَا بِالْأَرْضِ وَلِيَسْلِمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبُ فَيَقْبَلَ لِأَنِّي شَرِيحٌ مَا قَالَ لَكَ عَمْرُو
قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شَرِيحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ عَاصِيًا وَلَا فَاسِقًا أَبَدًا وَلَا فَاسِقًا يُخْرِجُهُ
مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي الْبُخَارِيِّ الْخَرَبَةُ الْجَنَائِيَةُ -

۱۱۶۶ - وَعَنْ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْخَزْرَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ يُخْبِرُ مَا عَظُمُوا هَذِهِ الْحَرَمَةَ حَتَّى تَعْظِمَهَا فَإِذَا ضَيَعُوا ذَلِكَ هَلَكُوا وَإِذَا بَرَأُوا

اسکی حرمت آج پھر لوٹ آئی ہے۔ جیسے کہ اس کی حرمت کل تھی۔ اور جو یہاں حاضر ہیں۔ وہ میری بات بغیر حاضر لوگوں کو بتادیں۔ تو ابو شریح
سے پوچھا گیا۔ پھر پتھر کو بھولے کیا جواب دیا۔ کہنے لگا۔ میں اس حدیث کو پتھر سے زیادہ جانتا ہوں۔ اسے ابو شریح حرم کسی گنہگار کو پناہ
نہیں دیتا۔ اور نہ ہی خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ فساد پھیلانے والے کو۔ متفق علیہ۔ اور بخاری میں ہے۔ کہ خیرہ کا معنی جہانت ہے
۱۱۶۶۔ عیاش بن ابی ربیعہ خزرجی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک یہ امت بھلائی سے
رہے گی۔ جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ کی طرح پرہیز اور حرمت کو ملحوظ رکھے گی۔ اور جب وہ اسکو ضائع کر دیں گے۔ تو ہلاک ہو جا
گے۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا

کعبہ کی حرمت سے دنیا قائم ہے۔ اس کی سند میں یزید بن ابی لیلا کو فی ضعیف ہے۔ اور اس کا استاد
عبد الرحمن بن سابط مدلس ہے۔ اور اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی ہے
جو ہر زمانہ میں پوری ہوتی آئی ہے۔ جن لوگوں نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی۔ بالآخر وہ شتم ہو گئے۔ اور دنیا میں قیامت تک کے لئے بدنام اور
ذلیل ہی ہو گئے۔ اور قیامت کے قریب جو لوگ خانہ کعبہ پر چڑھائی کریں گے۔ وہ زمین میں سڑق ہو جائیں گے۔ ۱۲

بَابُ حَرَمِ الْمَدِينَةِ

الفصل الأول

۱۱۶۷۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذَا الصَّحِيفَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ أَمْمَانَةٌ غَيْرُ إِلَى ثَوْبٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدًّا ثَلَاثًا أَوْ فِي حُدِّ تَأْفِيلٍ لَعْنَةُ اللَّهِ وَاللَّيْلُ لَكَ وَالنَّاسُ لِحُجَّعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ صَوْفٌ وَلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ السُّلَيْمِيِّينَ وَاحِدَةٌ لَا يُسْتَعْنَى بِهَا دَاهِرٌ فَمَنْ أَخْفَمَ مُسْلِمًا

مدینہ منورہ کے حرم کا بیان اللہ تعالیٰ اسکو محفوظ رکھے

فصل اول

۱۱۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک اور اس صحیفہ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں لکھی۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ کا حرم عیر سے لے کر ثوب تک ہے۔ جو آدمی اس میں کوئی بدعت لکالے۔ یا کسی بدعتی کو پنا دے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔ نہ نقل مسلمانوں کا ہر ایک ہے۔ کوشش کرے گا۔ اس کے ساتھ ان کا ادنیٰ بھی پھر جو آدمی کسی مسلمان کے ہمد کو توڑے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔ اور نہ نقل اور جو آدمی کسی

حرم مدینہ کے حدود کیا ہیں۔
 لے ابن ماجہ کے سوا اس حدیث کو اصحاب سنن احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اور طیبی، عبد الرزاق، ابوالعلی، ابن خزیمہ اور ابو عمار نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ غیر اذہ اللہ مدینہ منورہ کی دو پہاڑیاں ہیں۔ ایک مدینہ کے مشرق کی طرف ہے۔ اور دوسری مغرب کی طرف ان کی درمیانی زمین حرم مدینہ ہے۔ جہور علماء کے نزدیک مدینہ منورہ حرم ہے۔ لیکن اصناف نے اس کا انکار کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی علیہ وسلم نے بعض علوم احکام اور وصیتوں سے مخصوص نہیں فرمایا تھا۔ جیسا کہ شیخہ حضرت کا خیال ہے۔ صحیفہ سے مراد ایک ورق تھا جس کو حضرت علی اپنی تلوار کے نیام میں رکھا کرتے تھے۔ اس صحیفہ میں حدود اور قصاص کے متعلق بھی کچھ احکام تھے۔ اور اس میں مدینہ کے حرم کا بھی تذکرہ تھا۔ ۱۲

فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْ حَرْفٍ وَلَا عَدَلٍ وَمَنْ إِلَى تَوَمًا
بِغَيْرِ إِذْنٍ مَوَالِيَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْ حَرْفٍ وَلَا عَدَلٍ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي مَادَائِهِ لَهَا مَنْ أَدْعَى إِلَى عِبَادَتِي وَكَلِمَى عِيْمًا مَوَالِيَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْ حَرْفٍ وَلَا عَدَلٍ۔

۱۱۶۸۔ وَعَنْ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَخْرَجْتُ مَا بَيْنَ لَابِتِي الْمَدِينَةِ
أَنْ يُقَطَعَ عِظَاهُمْ أَوْ يُقْتَلَ صَبِيْدُهُمْ قَالَ الْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَكُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا يَأْتِيكُمْ أَحَدٌ
رَاغِبًا عَنْهَا إِلَّا أَبَدَلَهُ اللَّهُ فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا وَلَا يَنْبِئُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَأْسِهَا بِجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ
لَهَا شَفِيْعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا وَاهُ مُسْلِمٌ۔

قوم سے بغیر اپنے ساتھیوں کی اجازت کے دوستی قائم کرے گا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔ اور نہ نفل متفق علیہ۔ اور ان دونوں کی ایک دلیل یہ ہے جو آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے۔ یا اپنے موالی کے بغیر کسی اور سے اپنی نسبت کرے۔ جو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے نہ تو فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل

۱۱۶۸۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حرام کرتا ہوں۔ اس علاقے کو جو مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہے۔ یہ کہ اس کا درخت کاٹا جائے۔ یا اس کا شکار مانا جائے اور فرمایا۔ مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ کاش کہ لوگ بائیں جو آدمی اس کو نفرت کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس میں وہ آدمی آباد کرے گا۔ جو اس سے بہتر ہوگا۔ اور جو آدمی اس کی مصیبتوں اور مشقتوں پر مہر کرے گا۔ تو میں اس کی شفاعت بھی کروں گا۔ اور قیامت کے دن اس کے ایثار کی گواہی بھی دوں گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا

سوم مدینہ کی بے حرمتی کی سزا۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں اتنا زیادہ ہے جو آدمی مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا مادہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دے گا۔ جیسے تانبہ لگ ہیں پگھل جاتا ہے۔ یا لک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ دونوں کناروں سے مراد حرمہ ویرہ اور حرمہ واقف کے میدان ہیں۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مدینہ کا حرم بھی بالکل اسی طرح ہے۔ جس طرح مکہ کا حرم ہے۔ ۱۲۔

۱۱۶۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِينَةِ
وَشِدِّهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
۱۱۷۰۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الْقَهْرِ جَاءُوا بِالِإِلَهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَّافًا
بِحَدِّكَ قَالَ اللَّهُمَّ يَا بَارِكُ لَنَا فِي لَيْلِنَا وَيَا بَارِكُ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَيَا بَارِكُ لَنَا فِي صَاعِنَا وَيَا بَارِكُ لَنَا
فِي مَدِينَةِ الْأَنْبِيَاءِ إِبْرَاهِيمَ عَبْدِكَ وَخَلِيلِكَ وَنَبِيِّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنْ دَعَاكَ فَاسْتَجِبْ
وَإِنَّا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَكُمْ قَالَ يَدْعُو صَغِيرٌ وَيَدْعُو كَبِيرٌ
ذَلِكَ الْقَهْرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی میری امت سے مدینہ
کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
۱۱۷۰۔ اور انہی سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تھے۔ وہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آتے تھے جب
آپ اسکو پکڑ لیتے۔ تو کہتے اسے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔ ہمارے نوپے میں برکت
عطا فرما۔ اور ہماری پشتوں میں برکت عطا فرما۔ اسے اللہ حضرت ابراہیم تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے بھائی اور میں
بھی تیرا بندہ اور تیرا بھائی ہوں۔ ابراہیم نے تمہارے لئے دعا کی تھی اور میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں جس
طرح کی دعا ابراہیم علیہ السلام نے کر کے لئے تھی اور اس کی مثل اور بھی اس کے ساتھ دعا کرتا ہوں پھر آپ اپنے اہل میں
سے سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل دے دینے اس کو مسلم نے روایت کیا

۱۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور من کہا ہے۔

مدینہ کے لیے مکہ سے دگنی دعائیں ہیں ۱۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ کا حرم بھی بالکل مکہ کے حرم کی طرح ہے۔ جو چیزیں مکہ کے حرم میں منع ہیں۔
وہ مدینہ کے حرم میں بھی منع ہیں۔ اور جن چیزوں کا لٹنا مکہ کے حرم میں منع ہے۔ مدینہ کے حرم میں بھی ان کا لٹنا منع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے مکہ کے پھلوں میں برکت کی دعا کی۔ اور اناج کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ وہاں اناج پیدا نہیں ہوتا۔ اور آنحضرت نے پھل اور اناج دونوں میں برکت کی
دعا کی۔ کیونکہ مدینہ میں دونوں چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ ٹوپے اندر پھل کی برکت ہے۔ آنحضرت نے مدینہ کے لئے مکہ (حشرہ صلوٰۃ) سے

۱۱۶۱- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرًّا وَأَمَّا وَابِي حَرَّمَتْ الْمَدِينَةَ حَرًّا أَمَّا مَا بَيْنَ مَا نَزَلْنَا مِنْهَا أَنْ لَا يَمُرَّ أَقْبِيهَا قَدْرًا وَلَا يَحْتَمِلَ فِيهَا سَلَامٌ لِقِتَالٍ وَلَا يُخْبَطُ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لَعَلْفٍ وَأَوْاهُ مُسْلِمٌ

۱۱۶۲- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدَانَ سَعْدَانَ كَتَبَ إِلَى قَصْرِهَا بِالْعَقِيقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يُخْبَطُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدَانُ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَانُوا أَنْ يُرَدُّوا عَلَى غُلَامِهِمْ وَأَعْلِيهِمْ وَمَا أَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَسْأَلَ شَيْئًا نَقْلِيهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي أَنْتَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ مَا وَاهُ مُسْلِمٌ

۱۱۶۱۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو بزرگی دی۔ اور اس کو حرم قرار دیا۔ اور میں مدینہ کو بزرگی دیتا ہوں۔ اور اس کا اس زمین کو حرم قرار دیتا ہوں۔ جو اس کے دونوں کناروں کے درمیان ہے۔ اس میں کسی کا خون نہ گرایا جائے۔ اور اس میں لڑائی کے لئے ہتھیار نہ اٹھایا جائے۔ اور اس کے درختوں کے پتے بھی نہ جھاڑے جائیں۔ سوائے جانوروں کے چارہ کے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۶۲۔ حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے۔ کہ حضرت سعد سوار ہو کر اپنے عمل کو عقیقہ میں جا رہے تھے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا جو درخت کاٹ رہا تھا۔ یا اس کے پتے جھاڑ رہا تھا۔ آپ نے اس کے کپڑے اور ہتھیار سب کچھ چھین لیا۔ جب سعد اپنے محل میں پہنچے۔ تو اس غلام کے مالک آئے۔ اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم نے غلام سے چھینا ہے۔ وہ اس کو یا ہم کو دیدیں تو حضرت سعد نے کہا خدا کی پناہ کہ میں وہ چیزیں واپس کر دوں۔ جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہیں۔ اور ان کو وہ چیزیں سے انکار کر دیا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے دیکھنی برکت کی دعا کی۔ اور پہلا پھل چھوٹے بچے کو اس لئے دیتے۔ کہ پھل بھی نیا ہے۔ اور بچہ بھی نوزد ہے۔ ۱۲۰۔ مکہ اور مدینہ کے حرم خدا نے مقرر کیے ہیں۔ ۱۲۱۔ اس حدیث کو سنائی ہے یہی روایت کیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے۔ کہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کسی آدمی نے اس کو حرام نہیں کیا۔ اور اس حدیث میں ہے۔ اس کو ابراہیم علیہ السلام نے حرام قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی حرمت کو ابراہیم علیہ السلام نے ظاہر فرمایا۔ اور اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حرمت کو ظاہر کیا۔ ورنہ خود خداوند تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے۔ مکہ اور مدینہ کے حرم میں اتنا فرق ہے۔ کہ مکہ کے درخت

ان کی حرمت

کے پتے جانوروں کے لئے نہیں جھاڑے جا سکتے اور مدینہ میں یہ جائز ہے۔ ۱۲۰ (بقیہ پر صفحہ آئندہ)

۱۱۶۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَعِكَ ابْنُ أَبِي بَلَالٍ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحَبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَسَدًا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمِذَاهَا وَأَنْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بَابَ الْجُحْفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ مَا بَيَّنَّتُ لَكُمْ إِلَّا أَنَّهَا سَوْدَاءُ ثَابِرَةٌ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ فِيهِ بَعْدَ فِتْنَةٍ وَأَنْزَلَهَا نَبِيُّهَا الْمَدِينَةَ نَقَلَ إِلَى الْجُحْفَةِ وَهِيَ الْجُحْفَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو حضرت ابو بلال کو بخبر آنا شروع ہو گیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور آپ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا اسے اللہ مدینہ کو ہمارے دلوں میں اسی طرح محبوب بنا دے جیسے کہ ہمارے لئے کہ محبوب ہے۔ یا اس سے بھی زیادہ اور اسکو محبت افزا مقام بنا دے۔ اور اس کے ٹوپے اور پڑوی بی بی برکت عطا فرما۔ اور اس کے بخار کو منتقل کر کے جحہ میں ڈال دو۔ متفق علیہ۔

۱۱۶۶۔ ابو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک کالے رنگ کی پریشاں بال عورت مدینہ سے نکلی۔ اور مدینہ میں جا کر ٹھہر گئی۔ تو میں نے اس کی تعبیر پوچھی کہ مدینہ منورہ کی دبا بیج میں منتقل کر دی گئی ہے اور مدینہ جحہ کا دروازہ نام ہے۔ اسکو بخار مانے روایت کیا۔

حرم نبوی کی بے حرمتی کی سزا۔ (حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۱۶۷۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اس کی قیمت دیدیتا ہوں لیکن یہ چیزیں کبھی نہیں دوں گا۔ حقیق مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک جگر کا نام ہے۔ سب کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کے کپڑے اور سامان وغیرہ سب کچھ لے لیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مدینہ بھی اس طرح کا حرم ہے۔ جس طرح کہ حرم ہے۔ اور جو اس کی حرمت کو توڑے اس کی یہ سزا ہے۔ کہ اس کا سامان پھین لیا جائے۔ ۱۲۔

۱۱۶۸۔ (حاشیہ صفحہ پڑا) ۱۱۶۷۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی طب میں روایت کیا ہے۔ حقیق مدینہ منورہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر زوال الحلیف کے برابر شام کی جانب ایک مقام ہے۔ اس زمانہ میں وہاں یہودیوں کی آبادی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مدینہ کی بیماری اور وبا وہاں منتقل ہو گئی ۱۲۔ مدینہ منورہ کا پہلا نام پیرت تھا۔ ۱۱۶۹۔ اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ مدینہ منورہ کا پہلا نام پیرت تھا۔ اور ثرب نناک زمین کو کہتے ہیں۔ اور پیرت وہ زمین جہاں زمین کی نمی کی وجہ سے (حاشیہ صفحہ آئندہ)

۱۱۷۵. وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِيَقُمْ
الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبْسُتُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ
وَلِيَقُمْ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبْسُتُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا
يَعْلَمُونَ وَلِيَقُمْ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبْسُتُونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةَ
خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۷۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ تَبْهَتُ بِهِيَ تَأْكُلُ الْقُرَى
يَقُولُونَ يَا رَبُّ هِيَ الْمَدِينَةُ تُتَفَقَى النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِبْرُ خَبَثَ الْحَبِيدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۷۵. سفیان بن یحییٰ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرمادے تھے۔ میں فتح ہو جائیگا اور کچھ لوگ اپنے ہمراہیوں اور اہل و عیال سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ کاش کہہ سکتے۔ اور شام بھی فتح ہو جائے گا کچھ لوگ اپنے ہمراہیوں اور اہل و عیال سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ کاش کہہ سکتے۔ اور عراق بھی فتح ہو جائے گا اور کچھ لوگ اپنے ہمراہیوں اور اہل و عیال سمیت وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ کاش کہہ سکتے۔ متفق علیہ

۱۱۷۶. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک بستی میں ہجرت کرنے کا حکم ہوا ہے۔ جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی۔ اسکو شرب کہتے ہیں گے اور مدینہ ہے۔ وہ بوسے لوگوں کو اپنے اہل و عیال سے اس طرح نکال دے گی۔ جیسے بستی لہسے کی میل کو دھرتی ہے۔ متفق علیہ

رہائے مگر گذشتہ (عبارت) امر میں پیدا ہو چکے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی مدینہ کا نام شرب بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جب آپ کے دہلی تو یہاں سے تمام ہمارا بیان چلی گئیں۔ اور جگہ صحت افزا ہو گئی۔ تب سے آپ نے فرمایا کہ اب اس کو شرب نہ کہا جائے بلکہ مدینہ اس کا نام رکھا گیا۔

رہائے (مذہب) اس حدیث کو امام لک نے موطن میں اور ناسانی نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا کر اپنی سکنت اختیار کر لیں گے۔ حالانکہ مدینہ کی رہائش ہر حال میں بہتر ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی جو ہجرت ہجرت پوری ہوئی۔ آخر یہ علاقہ فتح ہونے سے اور لوگ ان علاقوں میں پھیل گئے۔ اس حدیث کو ناسانی۔ ابو حاتم اور ابن حبان نے ہی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام مدینہ سے نکلا۔ اور ہجرت اور شہر کو کو زیر نگین کر لیا۔ اور بتیاں اور شہر اس کے باہر نہ بننے گئے۔ اور دنیا کی دولت کچھ کچھ مدینہ آئے گی۔

۱۱۷۷۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى الْمَدِينَةَ طَابَتْ مَرَاوَاهُ مُسْلِمًا

۱۱۷۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكَ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقْلِنِي بِيَعْتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بِيَعْتِي فَأَبَى فَحَرَّمَ الْأَعْرَابِيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْبَيْتِ تَنْفِي خَبثَهَا وَتُطْعَمُ طَيِّبًا قَامَتْفَقَ عَلَيْهِ
۱۱۷۹۔ وَعَنْ أَبِي قُھَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرُوا السَّاعَةَ حَتَّى تَنْفَعُوا لِي

۱۱۷۷ حضرت جابر بن سمور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو نام طابہ رکھا ہے۔ اس کو مسلم نے بدایت کیا۔

۱۱۷۸ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (بدو) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بدو کو مدینہ منورہ میں بخارانا شروع ہو گیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد مجھے میری بیعت واپس کر دو آپ نے انکار کیا پھر باہر نکلا اور پھر نکلا یہ وہی ہے۔ اور کہا مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ نے پھر انکار کر دیا۔ تو وہ بدو مدینہ سے چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ بیعت کی طرح ہے۔ وہ دعوات کی میل کھیل کو باہر پھینک دیتی ہے۔ اور اسی چیز کو خاص کر دیتی ہے۔ متعلق علیہ

۱۱۷۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ

مدینہ منورہ کا نام طابہ رکھی ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی اور طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے۔ اور

اس میں یہ لفظ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے۔ کہ میں اس کا نام طابہ رکھوں۔ منافقوں نے اس کو شرب کے لفظ سے لپکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں کہا۔ کہ مدینہ پاک ہی پاک ہے۔ کوئی اس سے نکلے۔ تو یہی پاک ہے۔ اور کوئی اس میں داخل نہ ہو تو یہی پاک ہے۔ منافقوں نے جنگ احزاب کے موقع پر بطور بدقتالی اس کو شرب کہا۔ کہ اب باہر نکلو گے۔ تو یہ شہر تھا اس کے شرب (ہلاکت کا گھر) ہو گا۔
اس حدیث کو احمد، مالک، نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ایک مدینہ ایمان کی بھٹی ہے۔

بدو مسلمان ہوا۔ اور مدینہ منورہ میں بیار پڑ گیا۔ تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر نکلا کہا کہ میری بیعت واپس کر دو۔ چونکہ اسلام کی بیعت کو واپس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے جب انکار کیا۔ تو وہ خود بخود مدینہ سے نکل گیا۔ تو اس وقت آپ نے فرمایا۔ مدینہ خود بھی پاک ہے۔ اور یہ پاک لوگوں کو ہی اپنے اندر رکھ دیتا ہے۔ اور گندے لوگوں کو باہر پھینک دیتا ہے۔ جیسے بیعتی لوہے وغیرہ کی میل کو باہر پھینک دیتی

شَرَّ أَمَا كَمَا يَنْفِي الْكِبْرَ خَبَثَ الْحَدِيدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۰۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونَ وَلَا الدَّجَالُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۱۔ وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيِّطَاهُ الدَّجَالُ إِلَّا الْمَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ صَافِينَ يَحْرُسُونَهَا نَبِيْلُ السَّبْحَةِ فَتَرْجِفُ الْمَدِينَةَ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَحْرُسُ فِي كُلِّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۸۲۔ وَعَنْ سَعْدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا

مدینہ اپنے برے لوگوں کو باہر نہ ڈال دے گا جیسے کہ بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۱۸۰۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے تمام راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں یہاں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں گے۔ متفق علیہ۔

۱۱۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال ہر شہر کو روند ڈالے گا۔ سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اس کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے ہوتے پہرہ دیتے ہیں اور اس کو حفاظت کرتے ہیں پھر دجال شہر زمین میں اترے گا تو مدینہ منورہ میں زلزلے کے تین جھٹکے لگیں گے۔ تو ہر کافر اور منافق مدینہ سے نکل جائے گا۔ متفق علیہ۔

۱۱۸۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی مدینہ والوں سے مکاری اور فریب کرے گا وہ

۱۔ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے۔ اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اور مطلب اس کا بالکل واضح ہے۔ ۱۲۰

مدینہ کے لیے دو پیشین گوئیاں
۱۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی طلب میں روایت کیا ہے اس حدیث میں آنحضرت نے دو پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں طاعون کی دیوار نہیں پھوٹے گی۔ سوان دونوں سے مل کر آج تک ثابت نہیں کہ کبھی مدینہ منورہ میں طاعون پھوٹی ہو اور اسی طرح دجال بھی وہاں داخل نہیں ہو سکے گا۔ جس طرح پیشین گوئی کا پہلا حصہ پورا ہوا۔ اور دوسرا حصہ بھی یقیناً پورا ہو گا۔ ۱۲

۲۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور یہ مضمون احمد میں بھی ہے۔ سبخر ایک مقام کا نام ہے۔ جو مدینہ منورہ سے بالکل قریب ہے۔ اس حدیث سے دونوں حرمین شریفین کی فضیلت ثابت ہوئی۔ لیکن سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل روایت سخن مدینہ منورہ کی طرف ہے۔ مدینہ میں زلزلے کے تین جھٹکے عسوس ہوں گے زلزلے سے گھبرا کر کافر اور منافق مدینہ سے نکل جائیں گے اور وہاں خالص مسلمان رہ جائیں گے۔ مومن چونکہ موت سے نہیں ڈرتا لہذا وہ خدا کی رضا سمجھ کر وہیں ٹھہرے رہیں گے ۱۳

إِنَّمَا كَمَا يَفَاءُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۸۳۔ وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدَّتِ

الْمَدِينَةِ أَوْ ضَمَّ رَأْسَهُ وَأَنَّ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَتَّى كَرِهَ مِنْ حُبِّهَا رَأَى الْبَخَارِيَّ -

۱۱۸۴۔ وَعَنْ أَنَسِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لِحَدِّهَا فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَقَلَتَهُ وَإِنِّي أُمُّهُمَا بَيْنَ لَابَتَيْهِمَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۸۵۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُ جَبَلٍ يُحِبُّنَا وَ

نُحِبُّهُ مَوْلَا الْبَخَارِيَّ -

اس طرح پگھل جانے کا جیسے نمک پانی میں گھول جاتا ہے۔ متفق علیہ

۱۱۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آئے اور مدینہ منورہ کی دیواروں کو

دیکھ لیتے۔ تو اپنے اونٹ کو دوڑا دیتے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے۔ تو اس کو بھی مدینہ کی محبت کے باعث جلدی چلائے۔ اسکو

بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۸۴۔ اور ابھی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا۔ یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا

ہے۔ اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اسے اللہ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو زندگی دی تھی۔ اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخوں کے

درمیان کے علاقہ کو زندگی دیتا ہوں۔ متفق علیہ۔

۱۱۸۵۔ حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احد ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت

رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۔ مندرجہ ذیل ہے کہ اس حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں اتنی وضاحت زیادہ ہے۔ کہ اس کو ہم

کی آگ میں پگھلائے گا۔ ویسے وہ نہیں بھی زیادہ مدینہ والوں کو تنگ کیا تھا۔ تو وہ سل اور دن کی بیماری سے گھل گھل کر مرانقا۔ یہ معنی مشاہدہ بھی ہے

۲۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ سے محبت کا اندازہ کرنا چاہیے

۳۔ اس حدیث کو مالک اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پتھروں اور دوسرے جمادات میں بھی فہم اور اوراک ہے۔ اور وہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ جس میں مجھ کے

شہد کے رونے کا ذکر ہے۔ کہ وہ کھپکھپائی کے صدمہ سے رونے لگا۔ اس سے احد پہاڑ کی نفسیت ثابت ہوئی۔ اور نعمان مدینہ وحاشیہ صحیح آئمہ

الفصل الثانی

۱۱۸۶۔ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ أَخَذَ مَجْلًا يَصِيدُ فِي حَرَمِ الْمَدِينَةِ الَّذِي حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَبَتْ ثِيَابَهُ فَجَاءَ قَوْمًا بِالرَّكْمِ فَوَضَعُوهُ فِيهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ هَذَا الْحَرَمَ وَقَالَ مَنْ أَخَذَ حَدًّْا يَصِيدُ فِيهِ فَلَيْسَ لَهُ فَلَا أَمْرَ عَلَيْكُمْ طَعْمًا طَعْمِنِي هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ إِلَيْكُمْ ثَمَنًا رَأَاةَ الْبُودَادِ

۱۱۸۷۔ وَعَنْ صَالِحِ مَوْلَى لَسْعِدٍ أَنَّ سَعْدًا أَوْجَدَ عَيْدًا مِنْ عِبِيدِ الْمَدِينَةِ يَقْطَعُونَ مِنْ

فصل دوم

۱۱۸۶۔ سلیمان بن ابوجبر اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو دیکھا انہوں نے ایک ایسے آدمی کو پکڑا جو مدینہ منورہ کے حرم میں شکار کھیل رہا تھا اس علاقہ میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم قرار دیا تھا تو آپ نے اس کے کپڑے واپس چھین لیے اس کے مالک آئے۔ اور اس کے متعلق ان سے گفتگو کی تو سعد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرم قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ جو آدمی کسی ایسے آدمی کو پکڑے۔ جو یہاں شکار کر رہا ہو تو اس کا سامان اور کپڑے چھین لے۔ اب میں تم کو وہ سبق بھی نہیں دوں گا جو نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ہاں اگر تم چاہو تو میں تم کو اس کی قیمت دے دیتا ہوں اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۱۸۷۔ سعد بن ابی وقاص کے غلام صالح سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت سعد نے مدینہ کے غلاموں میں سے کچھ غلاموں کو مدینہ

(حاشیہ معززہ) منورہ کی بھی کہیں کہیں مدینہ پہنچا بھی تو مدینہ منورہ کا ہی ایک پہاڑ ہے۔ اور بعض پہاڑ ایسے ہی ہیں جن میں مسلمانوں کی عبادت اور

بعض مروجہ دوسرے جیسا کہ احادیث میں اس کی مراد ہے۔ ۱۲۰

کے اس معصوم کی ایک روایت سوید بن عامر سے احمد اور طبرانی نے بھی کی ہے۔ اور فیاض نے شمارہ میں بھی یہ حدیث

بھی اور یہی حدیث کی تائید کرتی ہے۔ ۱۲۰

(حاشیہ معززہ) اس حدیث کو احمد اور عالم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اور اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی سعد کے ایک

غلام سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے متعلق پہلی فصل میں کچھ مضمون گذر چکا ہے۔ اور وہاں یہ روایت مسلم کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔ ۱۲۰

شَجَرِ الْمَدِينَةِ فَأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَقَالَ يُعْنَى لِمَوَالِهِمْ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَنَبَّأُ أَنْ يَقْطَعَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِينَةِ شَيْءٌ وَقَالَ مَنْ قَطَعَ مِنْ شَيْءٍ فَلَمَنْ أَخَذَ كَأَسْبَابِ رَأَاهُ الْبُودِ الْوَدَّ
۱۱۸۸- وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ صَيْدًا وَجِمَّ وَعَصَاهُ حَرَمٌ
حَرَّمَ اللَّهُ مَوَاهِبُ الْبُودِ أَوْ قَالَ لِحَى السِّنِّ وَجِمَّ ذَكَرٌ وَأَنَّهَا مِنْ نَاهِيَةِ الطَّائِفِ وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ
أَنْهَ بَدَلَ أَهْهَا -

۱۱۸۹- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَتَوَسَّلَ
بِالْمَدِينَةِ فَلْيُفِئْتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَتَوَسَّلُ بِهَا وَأَهْ أَحْمَدُ وَالْتِمُذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ

کے درخت کاٹنے دیکھا۔ تو سعد نے ان کا سامان پکڑ لیا اور ان کے مالگوں کو کہا کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ
آپ نے مدینہ کے درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا جو آدمی ان درختوں میں سے کوئی ٹہنی بھی کاٹے۔ تو جو اس کو پکڑے۔
اس کا سامان اسی کو ملے گا۔ اس کو بود اور نے روایت کیا۔

۱۱۸۸- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وج کا شکار اور اس کے خادما درختوں
کا کاٹنا حرام ہے۔ اور اللہ کے لئے حرام کیا گیا ہے۔ اسکو بود اور نے روایت کیا۔

۱۱۸۹- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی مدینہ میں مر سکا ہو۔ وہ مدینہ
ہی میں مرے۔ کہ جو آدمی مدینہ میں مرے میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اسکو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور یہ حدیث سند کے
 لحاظ سے صحیح ظاہر ہے۔

حدیث کی مسندی بحث -

ابن قدام کے غلام صالح سے روایت ہے۔ حالانکہ اس طرح صحیح نہیں ہے۔ بلکہ صحیح اس طرح ہے۔ کہ صالح۔ سعد بن ابی وقاص کے
ایک غلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ صالح بھی غلام ہے۔ لیکن تو ائمہ کا نہ کہ سعد بن ابی وقاص کا اور اس صالح کا حافظہ آخر عمر میں صحیح نہیں
رہا تھا۔ ویسے یہ بچا ہے۔ اور حافظ کی خرابی کی وجہ سے مندی نے کہا ہے کہ اس کی حدیث سے استدلال نہ کیا جائے۔ اور اس کے علاوہ
حضرت سعد کا غلام جس سے روایت کی گئی ہے۔ وہ بھی مجہول ہے۔ اس بنا پر یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اوپر کی حدیث
اور پہلی فصل میں مسلم کی حدیث چونکہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ لہذا اس کا مضمون صحیح ہے۔ ۱۲

طائف کا علاقہ اسلامی چراگاہ تھا۔ اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی اپنی تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث پر بود اور نے سکوت کیا ہے۔ اور مندی نے اس کو حرم کہا ہے۔ وج طائف کا کوچہ علاقہ ہے۔ بعض نے کہا۔ طائف کی ایک
(بقیہ صفحہ آئندہ)

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبُرُكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۱۹۳ - وَعَنْ تَمَّجِلٍ مِنْ آلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَانِي مُتَعِدًّا كَانَ فِي جُورِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِينَةَ وَصَبَرَ عَلَيَّ بِلَا مَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَامَتْ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ مِنَ الْوَيْدِيِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۱۹۵ - وَعَنْ أَبِي عُمَرَ مَرْفُوعًا مِنْ جَمِّ نَزَاهَا قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ تَرَانِي فِي حَيَاتِي

دونوں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے۔ اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیں گے اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اللہ یعنی برکت تو نے کہ کرمہ کو دی ہے۔ اس سے دگنی برکت مدینہ منورہ کو عطا فرما۔ متفق علیہ

۱۱۹۴۔ خطاب کے گھروالوں میں سے ایک آدمی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی میری زیارت کا قصد کرے اور وہ قیامت کے دن میری ہمسائیگی میں ہوگا۔ اور جو آدمی مدینہ میں سکونت رکھے گا۔ اور اس کی مصیبتوں پر میرے کسے گا۔ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت بھی کروں گا۔ اور اس کی شہادت بھی دوں گا۔ اور جو آدمی دونوں حرموں میں سے کسی میں مرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔

۱۱۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا کہ جو آدمی حج کرے اور میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ وہ اس

حاشیہ صفحہ گذشتہ ۱۱۹۳ تفسیرین شام کے علاوہ میں ایک شہر ہے۔ اور بحرین بحیرہ عمان میں ایک جزیرہ ہے۔ پہلے ان تین جگہوں میں اختیار دیا گیا۔ لیکن بعد میں مدینہ منورہ کو انتخاب کر لیا گیا۔ جو ان تینوں میں پھر افضل تھا۔ ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱۹۳) یہ حدیث حضرت بخاری میں ہے۔ اور کسی کتاب میں نہیں ہے۔ یعنی جب وہ جہاں آئے گا۔ اس نام میں مدینہ منورہ

کی سات سڑکیں ہوں گی۔ جو شہر کے اندر داخل ہوں گی۔ ہر سڑک پر دو فرشتے پہرہ دیں گے۔ ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور مضمون بالکل صاف ہے۔ ۱۳۔

۱۴۔ اس حدیث کو عقیل۔ دارقطنی۔ بیہقی اور طحاوی نے بھی روایت کیا ہے۔ بیہقی نے کہا اس کی سند مجہول ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے متن اور سند دونوں میں بہت بری قسم کا اضطراب پایا جاتا ہے۔ اور اس کا راوی ہارون بن قرقمہ اور اس کا استاد دونوں مجہول

رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -
 ۱۱۹۶ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا وَقَبْرُ يَحْيَى بِالْمَدِينَةِ
 فَطَاعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بَنَسْ مَضِحٌ لِلْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِسْمَاعِلَتْ قَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَفَرُّمُ ذَهَابًا لَأَمَّا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ بَقَعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ
 يَكُونَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا لَكَ كَمَا رَأَيْتَ رَوَاهُ مَالِكٌ كَثْرًا سَلًا

طرح ہے۔ جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ میں دونوں حدیثوں کو یحییٰ نے شعب اللہمان میں روایت کیا۔

۱۱۹۶۔ یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مدینہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی
 ایک آدمی نے قبر میں جھانکا اور کہا یہ مومن کے لئے بہت بڑی جگہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بہت بڑی
 بات کہی۔ تو اس آدمی نے کہا۔ میرا ارادہ صرف یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے رستہ میں قتل ہونا اچھا ہے۔ اور میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ یہ
 قبر اچھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ اللہ کے رستہ میں قتل ہونا بڑے مثال ہے۔ لیکن مدینہ
 زمین پر کوئی بھی ایسا جگہ از زمین کا نہیں ہے۔ کہ میں پسند کروں۔ کہ میری قبر مدینہ کے سوا اس جگہ میں ہو۔ آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔
 اسکو مالک نے مسلاً روایت کیا۔

یہ حدیث نہایت کمزور ہے

۱۔ اس حدیث کو یحییٰ نے سنن کبریٰ میں اور ابو یعلیٰ دارقطنی اور طبرانی
 نے کبیر اور اوسط میں اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں حفص بن ابی داؤد اور لیث بن سلیم ہیں۔ اور بعض طرق میں
 سنن بن طیب اور احمد بن رشیدین ہیں۔ اور یہ سب کے سب مجروح اور ضعیف ہیں۔ بعض سندان کو مترک الحدیث کہا ہے۔ اور بعض
 وضاع ہیں۔ امام عبد الہادی نے صادم میں کہا ہے کہ اس حدیث سے محبت لینا صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔
 اور یہ حدیث متن کے لحاظ سے منکر اور ساقط الاسناد ہے۔ اور بعض نے تو اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ اور محدثین نے حدیث
 کے آخری حصہ کی زیادت کو چھوٹی کہا ہے۔ اور اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ تو اس کی سند میں صالحہ
 بنت یونس مجہولہ ہے۔ سنن تہ ہے۔ کہ مدینہ منورہ جلتے وقت مسجد نبوی کی نیابت کی نسبت کرے۔ اور چرواہا پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کی قبر پر بھی حاضری دے کہ اس سے خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ۱۲۔
 اس حدیث مرسل ہے۔ اور اچھی ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر شہادت نصیب ہو۔ تو وہ بہر حال بہتر ہے۔ لیکن اگر شہادت

کی صورت نہ لے۔ تو قبر مدینہ منورہ کی محبت اور وہاں قمر کمال جانا خدا تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ ۱۲۔
 مرقعہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۱۹۴۔ وَعَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوَادِي الْعَقِيقَ يَقُولُ أَتَلِي لِلْيَلَّةِ أَيْتٍ مِمَّنْ رَأَى فَقَالَ صَلَّى فِي هَذَا الْوَلَدِ الْبَهَائِكِ وَقَالَ عُمَرُ فِي حُجَّةٍ وَفِي بَرَاءِ أَيْتٍ وَقَالَ عُمَرُ وَأَجَلٌ مَا وَكَا الْبَخَّارِيُّ.

۱۱۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمری خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ اس وقت وادی عقیق میں تھے آپ نے فرمایا۔ رات کو سوتے ہیں رب کی طرف سے میرے پاس ایک آنے والیا۔ اور کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھو۔ اور لوگوں کو بتاؤ کہ یہاں نماز پڑھنا صحیح عمرو کے برابر قیاب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کہو کہ یہ صحیح ہی ہے۔ اور عمرہ بھی ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا

وادئی عقیق کی فضیلت۔
اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔
یہ آئے والد حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اور وادی عقیق مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے۔ اور یہ مدینہ ہی کا جگہ ہے۔ اس جگہ میں نماز پڑھنا بڑا افضل ہے۔ اور حدیث کے آخری حصہ کا مطلب ایک تو وہ ہے جو زمین میں بیان کیا گیا ہے کہ یہاں نماز پڑھنا صحیح اور عمرہ کا ثواب رکھتا ہے۔ اور بعض نے اس کو جملہ مستانہ قرار دیا ہے۔ اور پہلے حصہ سے اس کا تعلق نہیں رکھا۔ تو اس طرح یہ مطلب ہو گا کہ اس جگہ نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور حج اور عمرہ کو اکٹھا کرنا افراد سے بہتر ہے۔ ۱۱

کِتَابُ الْبِیُوعِ

بَابُ الْکَسْبِ وَطَلَبِ الْحَلَالِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۱۹۸۔ عَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدَيْهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کتاب خرید و فروخت کرنیکا بیان کمانی کرنے اور حلال طلب کرنیکا بیان فصل اول

۱۱۹۸۔ حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے ہاتھ کی کمانی کے رزق سے زیادہ پاکیزہ کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا۔ اور اللہ تمہارے کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمانی سے کھایا کرتے تھے۔

کمانی کرنا توکل کے خلاف نہیں۔
اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ہاتھ کی مزدوری۔ دستکاری کی روزی بہترین غذا ہے۔ کیونکہ اس میں حرام کا شائبہ نہیں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ الہی تھے ساگر وہ بیت المال سے روپیے کر گھر کے اخراجات پورے کر لیتے۔ تو یہ بٹانہ تھا۔ لیکن اپنے افضل طریق اختیار فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمانا توکل کے منافی نہیں ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے ہاتھ سے مزدوری کر کے کھاتے رہے ہیں حضرت ادریس علیہ السلام دنیوں کا کام کرتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معامری کا کام کیا حضرت زکریا علیہ السلام بڑھی کا کام کرتے اور یہی کام حضرت نوح علیہ السلام نے کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیلیں تیار کرتے اور حضرت داؤد علیہ السلام زریں تیار کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ ان کا زمانہ بنی اسرائیل کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا ہر طرف دولت کی ریل سیل تھی۔ بیت المال میں لے انداز روپیہ تھا لیکن با اس ہمہ مزدوری کر کے روٹی کھاتے اور شب اور روز عبادت الہی میں مشغول رہتے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ۱۲

كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
 ۱۱۹۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يَقْبَلُ
 إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمْرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ كُلْ مِنْ الطَّيِّبَاتِ
 وَاعْمَلْ أَمْثَلَهَا وَقَالَ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ
 يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَى يَدُّ يَدٍ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمًا حَرَامًا مَشْرُوبًا
 حَرَامًا وَمَلْبَسًا حَرَامًا وَغَدَى بِالْحَرَامِ فَإِنِّي لَسُتَجَابُ لَكَ يَا رَبِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۲۰۰۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبَالِي

غف۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۱۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ خود بھی پاک ہے۔ اور پاک چیز ہی کو قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے۔ فرمایا اے پیغمبر پاکیزہ پیغمبروں سے کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے ایماندارو ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر آپ نے ذکر کیا کہ ایک آدمی بڑا لیا سبز کرتا ہے۔ پریشان بال اور غیر آلودہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتا ہے۔ اور دعائیں کرتا ہے اے اب اسے رب اور اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے۔ اور اس کا پینا حرام کا ہوتا ہے۔ اور اس کا لباس حرام کا ہوتا ہے۔ اور حرام ہی سے غذا دیا جاتا ہے۔ تو اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۰۰۔ اور اپنی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ کوئی آدمی پرواہ

۱۵۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ حلال کی روزی دعا کی قبولیت کے لئے شرط ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے کہا ہے۔ کہ دعا کے دو بازو ہیں جن سے اگر یہ خداوند تعالیٰ تک پہنچتی ہے۔ سچ بولنا اور حلال کی روزی کھانا اس کے علاوہ دعا کی قبولیت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اگر دعا کی قبولیت میں دیر ہو جائے تو خدا تعالیٰ کی رحمت سے یالوس نہ ہو اور سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ آدمی خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہو۔ نافرمان کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ آخر یہ بھی کونسا انصاف ہے کہ بندہ کمزور اور محتاج ہو کہ کبھی خدا تعالیٰ کا کہا نہ ملے اور خدا تعالیٰ بے نیاز اور طاقتور ہو کہ کبھی اس کا کہنا مانیں ۱۲

المرء ما أخذ من آمن الحلال أمر من الحرام ما واة البخاري -

۱۲۰۱۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيْنَ وَ
الْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ
لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّامِي يَدْرِي حَوْلَ الْحَيْثُ يُوشِكُ
أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْإِرْوَانُ لِكُلِّ مَلِكٍ حَيْثُ الْإِرْوَانُ حَيْثُ اللَّهُ كَحَرَامِ الْإِرْوَانِ فِي الْجَسَدِ مُضَعًا
إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ الْإِرْوَانُ هِيَ الْقَلْبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
۱۲۰۲۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنْ الْكَلْبُ بَعِيثٌ

ہیں کہہ گا۔ کہ جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے۔ یہ حلال سے کیا ہے یا حرام سے اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۰۱۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال اور حرام بالکل ظاہر ہے اور اللہ کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سو جو آدمی شبہات سے بچا۔ اس نے اپنے دین اور عزت کو پاک کر لیا۔ اور جو شبہات میں مبتلا ہو گیا۔ وہ حرام میں جا پڑا جیسے چرواہا بچراگاہ کے اور گرو اپنے مویشی چرانے تو قریب ہے کہ وہ بچراگاہ میں جا پڑے۔ خیرارہ بادشاہ کی ایک بچراگاہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کی بچراگاہ اس کی حرام کی ہوتی چیزیں ہیں۔ سن لہ جسم میں ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے۔ تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب بگڑ جاتا ہے۔ تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خیرارہ وہ دل ہے متفق علیہ۔

۱۲۰۲۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتے کی قیمت پلید ہے۔ اور بچراگاہ عورت کا توتی

۱۵۔ اس حدیث کو احمد اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور شافعی نے اس مضمون کو بیان کیا ہے۔ آج کل لوگوں کی یہی کیفیت ہے کہ بالکل پردہ نہیں کرتے۔ کہ کس طرح کی فضاہم کھا رہے ہیں۔ سود۔ رشوت۔ چوری۔ ڈاکہ۔ بددیانتی۔ خیانت۔ جس میں طرح طرحی سیرے۔ لے لیتے ہیں۔ ۱۲۰

فقوی یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچنے۔ ۱۵۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ چیزیں ہیں طرح کی ہیں۔ ایک وہ جو صاف صاف حلال ہیں۔ مثلاً سرسبز۔ بھیر۔ بکری۔ گائے کا گوشت۔ دودھ۔ شہد۔ شربت۔ مٹھائیاں وغیرہ بشرطیکہ ان کو حلال طریقے سے حاصل کیا جائے۔ اور دوسری وہ جو صاف حرام ہیں۔ مثلاً سود کا گوشت۔ شرب وغیرہ اور تیسری وہ چیزیں ہیں۔ جن میں طلبہ کا اختلاف ہے۔ کہ یہ حلال ہیں۔ یا حرام۔ مثلاً بچراگاہ گوشت وغیرہ ان کو مشتبہ کہتے ہیں۔ ان سے بچنا بہتر ہے۔ اولاً تو شاید وہ حرام ہی ہوں۔ اور اگر حرام نہ ہوں۔ تو اس طرح امکان ہے۔ کہ مشتبہ چیز (حاشیہ صفحہ آئندہ)

وَقَالُوا بِنَبِيِّهِمْ نَسَبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ مَرَاوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۲۰۳۔ وَعَنْ أَبِي مُسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ شُرْبِ
 الْكَلْبِ وَقَالُوا بِنَبِيِّهِمْ نَسَبُ الْكَاهِنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
 ۱۲۰۴۔ وَعَنْ أَبِي نُحَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ شُرْبِ الدَّمِ وَشُرْبِ الْكَلْبِ وَ
 كَسْبِ الْبَيْعِيِّ وَعَنْ أَكْلِ الرِّبَا وَوُكُوفِ الْوَالِشْمَاءِ وَالسُّوشْمَاءِ وَالصُّوْرَاءِ وَالْجَارِيَّةِ۔
 ۱۲۰۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مَكَّةُ إِنَّ
 اللَّهَ وَسَّوَأَ حَرَمَيْهِ الْحَنْمِ وَالْمَيْمَةِ وَالْخَزِيرِ وَالْأَصْنَامِ نَقِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ شَخْوَمَ

پلید ہے۔ اور حجّام کی کمانی پلید ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۰۳۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور زانی عورت کی فوجی اور جوگی بجومی کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ متفق علیہ۔

۱۲۰۴۔ ابو نعیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور زانی کمانی سے اور سود کھانے والے اور کھلانے والے اور گوندے والی اور گودانے والی اور معصوم سب پر لعنت کی ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ کہہ کر حرم میں فتح کر کے سال فرار ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول نے شراب خنزیر، مردار اور بتوں کی تجارت کو حرام ٹھہرایا ہے۔ سوال کیا گیا۔ اے اللہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے استعمال سے حرام کے کھانے کی حیرات بھی پیدا ہو جائے۔ دل سارے بدن کا بادشاہ ہے۔ یہ مومن ہو جائے۔ تو سارا جسم مومن ہو جائے گا۔ اور اگر یہ کافر ہو تو سارا بدن کافر ہو جائے گا۔ مثلاً دل نیک ہوگا۔ تو آنکھیں بھی ہوں گی۔ کان جوگا۔ چیزوں کو نہ سنیں گے۔ دماغ خدا پرستی کی طرف توجہ کرے گا۔ زبان سے اچھی بات نکلے گی۔ ہاتھ پاؤں نیک کام کریں گے۔ اور اگر دل مومن نہ ہوگا۔ تو تمام اعضاء بے کام کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کریں گے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۔ اس حدیث کو اصحاب سنن احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو مرسل کہا ہے۔ کتے کی قیمت اور زانیہ عورت کی زانیہ مزدوری بالاتفاق حرام ہیں۔ اور سید کی لگانے والے کی مزدوری مکروہ ہے۔ حرام نہیں ہے۔ ۱۲۔

۲۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو مرسل کہا ہے۔ کابن وہ ہے جو غیب کی خبریں بتائے جو کہ آسمان، بخار، پندت وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ یہ مزدوری دینا اور لینا بالاتفاق حرام ہے۔ ۳۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۰۵۔

الْمَيْتَةَ فَإِنَّهُ نَطَلِي بِهَا السُّفْنُ وَيَدَاهُنِ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ
ثُمَّ قَالِ عِنْدَ ذَلِكَ قَاتِلِ اللَّهَ الْيَهُودِيَّ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شَعْرَهُمْ وَأَجْسُلَهُمْ ثُمَّ بَاعُوهُمَا فَكَلُوا ثَمَنَهُمَا مُتَّفِقِينَ
۱۲۰۶. وَعَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتِلِ اللَّهَ الْيَهُودَ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ
الشَّعْرَ وَفَجَلَّهُمْ وَأَبَاعُوهُمَا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ -

۱۲۰۷. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ شَيْءٍ الْكَلْبِ السِّنِّيَّ وَالسِّنِّيَّ وَالسِّنِّيَّ
۱۲۰۸. وَعَنْ النَّسِ قَالَ جَعَلَ الْبُطَيْبَةُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْرَأَ الْبِضَاعَ مِنْ
تَمْرٍ وَأَمْرٍ أَهْلًا أَنْ يُخَفِّقُوا عَنْهُ مِنْ خَرٍّ إِجْحَمَ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ -

کے رسول مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے۔ کہ اس سے کشتیوں کو ملا جاتا ہے۔ اور چمڑوں کو چکنا پھٹ لگائی جاتی ہے۔ اور لوگ آبا
کو چرائی میں جلاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا یہ بھی جائز نہیں ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ اور اس وقت آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہود کو برباد
کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی حرام کی۔ تو انہوں نے اسکو پگھلایا پھر اسکو بیچا۔ اور اس کی قیمت کو کھایا۔ متفق علیہ
۱۲۰۶. حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے۔ انہر چربی
حرام کی گئی۔ تو انہوں نے اسکو پگھلایا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے۔ متفق علیہ
۱۲۰۷. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ اس
کو مسلم نے روایت کیا

۱۲۰۸. حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو طیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگیاں لگائیں۔ تو آپ نے اسکو ٹوپ کھجوریں
دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے مالوں کو حکم دیا کہ اس کی روزانہ کی رقم سے کچھ تخفیف کریں۔ متفق علیہ
(حاشیہ صوگڈرشتہ) اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ خون کی قیمت سے مراد بچھنے یا سینگی لگانے کی اجرت بھی ہے۔ اور
دیے خون کا بیچنا بھی منع ہے۔ جیسے آج کل لوگ سپتالوں میں جا کر اپنا خون بیچتے ہیں۔ فروغ گرافری کی اجرت گودنے کی اجرت یہ سب
حرام کسب ہیں۔

مردار کی چربی کا استعمال کیسا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۶۶۲) اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔
اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار کی چیز کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے کھال کے اگر اس کو
رنگ دیا جائے۔ وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور مردار کی چربی امام ابو حنیفہ کے نزدیک کسی رنگ اور کسی صورت میں بھی استعمال کرنی جائز نہیں
ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا چرائی جلاتا اور کشتیوں کو ملا کرنا جائز ہے۔ لیکن جمہور کا فتویٰ اور حدیث کے الفاظ امام شافعی کے اس
قول کا تزیید کرتے ہیں۔
(بقیہ حاشیہ آئندہ)

الفصل الثانی

۱۲۰۹۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ابْنُ مَاجَةَ وَدِيْلَةُ ابْنُ دَاوُدَ وَالدَّرِمِيُّ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ لَرَجُلٍ كَسَبَ وَإِنَّ وَلَدًا مِنْ كَسْبِهِ

۱۲۱۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارِكُ لَهُ فَيَبْرَأَ وَلَا يَتْرُكُ خَلْفًا ظَهْرَهُ إِلَّا كَانَ مَأْدَى إِلَى النَّارِ إِنَّ اللَّهَ لَأَكْثَرُ السَّيِّئِ بِالسَّيِّئِ وَلَكِنْ يُحَوِّسُ السَّيِّئَ بِالْحَسَنِ إِنَّ

فصل دوم

۱۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت ہی پاکیزہ کھانا جو تم کھا سکتے ہو۔ وہ ہاتھ کی کمانی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری اپنی کمانی ہے۔ اسکو ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ابو داؤد اور دارمی کی ایک روایت میں ہے کہ سب سے پاکیزہ کھانا آدمی کا اس کی کمانی کا کھانا ہے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمانی ہے۔

۱۲۱۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی حرام کی کمانی کرے اور اس سے صدقہ کرے۔ تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ اور اگر خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور اگر اس کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو وہ اس کو آگ کے زیادہ قریب کر دے گا اللہ تعالیٰ نے برائی سے برائی کو نہیں ملانے میں۔ پلید چیز کی پلیدی کو دور نہیں

رہا شیخ صفور گزشتہ ۱۲۰۹ھ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور مضمون وہی ہے۔ جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا۔ ۱۲۔ ۱۲۔ اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث غریب ہے۔ کتب کی قیمت لینا دینا نہیں بخوبی ہے۔ اور بی قیمت لینا دینا مکروہ تشریحی ہے۔ جہمدراس کی خرید و فروخت کو جائز قرار دیتے ہیں طیبی نے اس کی تائید میں ۱۱۷ کے اقوال جمع کیے ہیں۔ ۱۲۔ ۱۲۔ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ابو طیب نے ترمذی کے غلام تھے۔ ان کو روزانہ مقرر رقم ادا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش کر کے ہر روز کی رقم میں سے کچھ تخفیف کرا دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سب کی لگانے کی اجرت حرام نہیں ہے۔ اگرچہ یہ کسب ہدی قسم کا ہے۔ ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم اور بخاری نے بھی تاریخ میں اسکو روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اولاد کی کمانی سے کھالینا جائز ہے۔ خواہ ظاہر ہو۔ یا پوشیدہ۔ ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو بیہقی نیز ترمذی اور ابن بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ اگر حرام مال سے صدقہ کیا جائے تو اس کا اجر نہیں ملتا۔ ۱۲۔

لَخَبِيثٌ لَا يَخْرُجُ خَبِيثٌ مَرَاةَ أَحْمَدَ وَكَذَلِكَ فِي نَحْوِ السَّنَةِ
 ۱۲۱۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحْمَرُ نَبْتٍ مِنَ
 الشَّجَرِ وَكُلُّ أَحْمَرٍ نَبْتٍ مِنَ الشَّجَرِ كَانَتْ النَّارُ أَوَّلِي بِهِ مَرَاةَ أَحْمَدَ وَالذَّارِي وَالْبَيْهَقِيُّ فِي
 شُعَبِ الْإِيمَانِ -

۱۲۱۲۔ وَعَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُمَامَ بَرِيكٍ
 لِوَالِدِ بَرِيكٍ فَإِنَّ الصُّنْدُقِي طَمَأَنِنَةٌ وَإِنَّ الْكِذْبَ رَأْيِيَّةٌ مَرَاةَ أَحْمَدَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالسُّكْرِيُّ
 وَمَاوِي الذَّاهِرِيُّ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ -

کر سکتی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح ہے۔

۱۲۱۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ گوشت جو حرام کا خوراک سے پیدا ہوا وہ
 جنت میں نہیں جاسکتا اور ہر گوشت جو حرام سے پیدا ہوا۔ آگ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کو احمد دارمی اور بیہقی نے شعب
 میں روایت کیا۔

۱۲۱۲۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا جو ہر خشک میں
 ڈالے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اور جھٹک میں نہ ڈالے۔ اس کو قبول کرو۔ سچائی میں تسلی ہے۔ اور جھوٹ میں ایک تعلق اور جھوٹ ہے۔
 اس کو احمد ترمذی اور نسائی نے روایت کیا۔ اور دارمی نے اس حدیث کا پہلا حصہ روایت کیا ہے۔

۱۵۔ اس حدیث کو ابن جان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کے پہلے حصہ کو دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور متذری نے
 اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور مطلب حدیث کا یہ ہے۔ کہ حرام خدا ہر جہاں سے جنت میں نہیں جانے گا۔ بلکہ اپنے حرام کھانے

کی سزا اگرچہ جنت میں جاسکے گا۔ ۱۲
 مشکوک چیزوں سے پرہیز واجب ہے۔ ۱۵۔ اس حدیث کو بخاری اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا
 مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی تمام چیزوں کو چھوڑ دو جس میں شک پیدا ہو جائے۔ کہ یہ حرام ہے۔ یا نہیں۔ یا یہ کام سنت ہے۔ یا بدعت
 ایسی تمام مشکوک چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور حدیث کا آخری حصہ اسی پہلے حصہ کی تصدیق یا تائید ہے۔ کہ سچائی میں اطمینان قلب ہوتا
 ہے۔ یا بس پر اطمینان ہو جائے۔ سمجھ لو کہ وہ حل ہے۔ اور جھوٹ میں بے چینی ہے۔ یا بس میں بے چینی ہو۔ وہ چھوڑ دو۔ وہ حل نہیں ہے۔
 اس کی مثال آج کل کے میسر کی ہے۔ کہ بعض لوگ اس کے جواز کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ لیکن دل مطمئن نہیں ہوتا۔ تو سمجھ لو کہ یہ تو سے بھی صحیح
 نہیں ہیں۔ ایک ایسا ذرا دل انسان کی ہر طرف سے راہنمائی کرتا ہے۔ ۱۲

۱۲۱۳۔ وَعَنْ وَابِصَةَ بِنِ مَعْبُدِ بْنِ مَعْجَدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا وَابِصَةُ جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِسْمِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ جَمَعَ أَصَابِعَ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهَا وَقَالَ اسْتَفْتِ نَفْسَكَ اسْتَفْتِ نَفْسَكَ كَلِمَاتُ الْبِرِّ مَا أَطَهَّرَتْ أَلْبَابَ النَّفْسِ وَأَطَهَّرَتْ أَلْبَابَ الْقُلُوبِ وَالْإِسْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَتَرَدَّدَ فِي الصُّدْرِ مَا وَكِنَ أَتَمَّكَ النَّاسُ مَا وَهَ أَحْمَدُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

۱۲۱۴۔ وَعَنْ عَطِيَّةِ السَّعْدِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبِغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدْمَ مَا لَا يَأْسُ نَحْدًا إِلَّا يَأْسُ مَا وَهَذَا الْبُرْهَانُ وَأَبْنُ مَاجَةَ

۱۲۱۵۔ وَعَنْ أَبِي قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ عَشْرًا عَاصِمًا وَأَعْتَصَمًا

۱۲۱۳۔ حضرت واہبہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے واہبہ تو نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے کو آیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں واہبہ نے کہا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اکٹھی کیں۔ اور ہاتھ میرے سینے میں مارا۔ اور فرمایا اپنے نفس سے فتویٰ پوچھو۔ اپنے دل سے فتویٰ پوچھو۔ تین مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن ہو جائے اور دل کو اس پر تسلی ہو جائے۔ اور گناہ وہ ہے۔ جو نفس میں کھٹکے اور سینہ میں پے پھینچی پیدا کرے۔ اگرچہ کچھ لوگ فتویٰ دیں۔ اس کو اھماد و دحمانے روایت کیا۔

۱۲۱۴۔ عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ اس وقت تک متقی اور پیریزگار نہیں بن سکتا۔ جب تک کہ ان چیزوں کو بھگانہ چھوڑے۔ جن میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ان چیزوں کے ذریعے جن میں گناہ ہے۔ اس کو ترک نہ کرے اور ان ماہر نے روایت کیا۔

۱۲۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے متعلق دس آدمیوں پر لعنت فرمائی۔ شراب

۱۔ احمدی سند میں ہے۔ اور اس مضمون کی ایک حدیث ثعلبہ غشی سے بھی احمد نے روایت کی ہے۔ اس حدیث کا مضمون من
بن علی کی اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو ترمذی نے من کہا ہے۔ اور مالک نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ فضول مباح چیزوں کو بھی حرام میں مبتلا ہونے کے ذریعے چھوڑ دینا چاہئے۔ اس کی مثال چرواہا کی سی ہے اگرچہ آگاہ کے اندر کوئی اپنے مویشی چرانے کا تو کبھی اس کے مویشی چرواہا میں بھی جا پڑیں گے اور اگر مباح چیزوں میں احتیاط طبعی کرے گا تو بھی زیادہ مشغولیت عبادت میں حارج ہوتا ہے یہ بھی تو ایک طرح کا نقصان ہے۔

وَسَائِرِهَا وَحَامِلِهَا وَالْحَمُولَةَ الْيَدِ وَسَائِقِيهَا وَبَائِعَهَا وَأَكْلَ ثَمْنِهَا وَالْمَشْتَرِيَّ لَهَا وَالْمَشْتَرِيَّ لَهَا
مَأْوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۲۱۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ وَكُسْرَاءَ بِهَا وَ
سَائِقِيهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَامِدَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلِهَا وَالْحَمُولَةَ الْيَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
۱۲۱۷۔ وَعَنْ حَبِيبَةَ أَنَّ أَسْتَاذَنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُجْرَةِ الْحَجَّامِ فِيهَا فَلَمْ
يَزَلْ يَسْتَلِدُّنَ حَتَّى قَالَ أَعْلَفُ نَاضِحِكَ وَطُعْمُ رَقِيقِكَ مَأْوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
وَابْنُ مَاجَةَ -

بنانے والے پر پھوڑنے والے پر پینے والے پر اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس لپیٹا جائے۔ اور اس کے پلانے
والے پر اس کے بیچنے والے پر اس کی قیمت کھانے والے پر اس کے خریدنے والے پر اور جس کے لئے خرید لیا۔ اسکو ترفیحا
اور ابن ماجہ نے روایت کیا

۱۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پر
لعنت فرمائی ہے۔ اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کی بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر
اور اس کے پھوڑنے والے پر اور اس کے پزوانے والے پر اور اس کے اٹھانے والے پر اور جس کے پاس اٹھا کر لیا جائے
سب پر لعنت کی ہے۔ اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۱۷۔ حضرت حبیہہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبکی لگانے والے کی اجرت کے متعلق رضعت مانگی۔ اپنے
اسکو منع فرمایا۔ حبیہہ آپ سے اجازت مانگتے گئے۔ بالآخر آپ نے فرمایا وہ اپنے اونٹ کو کھلا دیا یا اپنے غلام کو کھلا دیا کہ اس
کو مالک ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۵۔ اس حدیث کی سند اچھی ہے۔ مندرجی نے ترمذی میں کہا ہے کہ اس کے سبب راوی اچھے ہیں۔ اور اس مضمون کی ایک
حدیث ابن عباس سے احمد نے صحیح سند سے اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو روایت کر کے صحیح الاسناد
کہا ہے۔ اور مضمون حدیث کا واضح ہے۔ ۱۳
پر وہ آدمی جو شراب سے تعلق رکھے لعنتی ہے۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ شراب بالاتفاق حرام ہے۔
۱۴۔ انجائش ہے۔ اس کا پینے والا بھی لعنتی ہے۔ اور اس کی تجارت کر کے اس کی کمائی سے روٹی کھانے والا بھی لعنتی ہے۔ اگر کسی پینے والے
کے لئے خریدے۔ تو وہ آدمی بھی لعنتی ہے جس کے لئے خرید لیا۔ مگر تجارت کے لئے وکالتاً یا دلالیتاً خریدنے تو تجارت نہیں یعنی یہ حرام ہے (مشکوٰۃ)

۱۲۱۸- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الثَّمَانِ
مَا وَادَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَنِ-

۱۲۱۹- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الْقَبَائِلَ لِأَشْتَرُوهُنَّ
وَلَا تَعْلَمُوهُنَّ وَتَمْنَهُنَّ حَرَامٌ وَفِي مِثْلِ هَذَا أَنْزَلَتْ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَدِيثُ
مَا وَادَاهُ أَحْمَدُ وَاللَّيْمِيُّ وَابْنُ مَلْجَةَ وَقَالَ اللَّيْمِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ
الرَّادِيُّ يُضَعِّفُ فِي الْحَدِيثِ وَسَنَدُكُمْ حَدِيثٌ جَابِرٌ نَهَى عَنْ أَكْلِ الْهَرَمِ فِي بَابِ مَا يَجْعَلُ كَلْبًا
إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

۱۲۱۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور گانے والے کی کافی سے منع فرمایا ہے۔ اسکو شرح السنۃ میں روایت کیا۔

۱۲۱۹ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والی عورتوں کو نہ تو بیچا کرو۔ اور نہ خرید
کرو۔ اور نہ ان کو گانا سکھایا کرو۔ اور ان کی قیمت حرام ہے۔ اور اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی
ہیں جو یہودہ باتیں خریدتے ہیں۔ اس کو احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اور علی
بن یزید راوی حدیث میں ضعیف ہے۔ اور حضرت جابر کی حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔
ہم باب ما یجعل کلباً میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور بچوڑنے والہ وہ جو شراب بنانے کے لئے شیرہ انگور سے بچوڑے۔ خواہ اپنے لئے خواہ کسی اور کے لئے اور بچوڑنے والا
بھی خواہ اپنے لئے بچوڑے یا اور کے لئے اور بچنے والہ خواہ وکیل ہو۔ یا دلال اور جو کوئی انگور کو شراب بنانے والے کے ہاتھ فروخت کرے۔

سید گوگر لغتی ہیں۔ ۱۲
سینٹی لگانے کی مزدوری حرام نہیں۔ ۱۳
اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ اس کے
راوی ثقہ ہیں۔ اور اس کو احمد اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ احمد کے راوی ثقہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ سینگی
لگانے کی اجرت لینا حرام نہیں ہے ورنہ آپ غلام کو کھلانے کی اجازت دینے کیوں کہ غلام
بھی تو مسلمان ہی ہوگا۔ البتہ اس کا کمان کو پائندہ ضرور کیا ہے۔ کیونکہ سینگی چھیننے سے نجاست اور خون کے منہ میں چلے جاتے اور جن
میں اتر جانے کا خطرہ تو رہتا ہی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲) ۱۳ اس کا اصل صحیحین میں بھی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا بہت برا پیشہ ہے۔ اور گانے کی اجرت لینا
منع ہے۔ اور اسی طرح یہ اجرت دینا بھی منع ہے۔ ۱۴

الفصل الثالث

۱۲۲۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فِرْيَضَةٌ

بَعْدَ الْفِرْيَضَةِ رَأَاكَ الْبَيْرُ قِيَّتِي فِي شَعْبِ الْأَيْمَانِ -

۱۲۲۱. وَعَنْ أَبِي عَمَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرَةِ كِتَابَةِ الْمُخْتَفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ إِذَا هُمُ مَصْرُوفُونَ

وَإِنَّمَا يَكُونُ مِنْ عَمَلِ أَيِّ يَهْمُهُمْ رَأَاكَ الرَّزِينُ -

۱۲۲۲. وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ

بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ رَأَاكَ أَحْمَدُ -

فصل سوم

۱۲۲۰. حضرت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض پنجگانہ کے بعد حلال کمائی کی طلب بھی فرض ہے۔

اس کو بیعتی نے شعب الایمان میں رعایت کیا۔

۱۲۲۱. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن مجید کی کتابت کی اجرت لینے کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا

کوئی حرج نہیں ہے کاتب تو صرف حروف کی تصویر کھینچتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے ہیں۔ اس کو رزین نے رزوا

کیا۔

۱۲۲۲. رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول کونسا کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ تو آپ نے

فرمایا: آدمی کی ہاتھ کی کمائی اور ہر نیک اور اچھی تجارت اس کو احمد نے روایت کیا۔

(حاشیہ مؤلف گذشتہ) ۱۲۵ اس حدیث کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے بھی اپنی تفسیروں میں رعایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند کے

مسلل تین راوی علی اور اس کا شاگرد اور اس کا استاد سب ضعیف ہیں۔ ۱۲۰

غریب کے لیے مزدوری کرنا واجب ہے (حاشیہ صفحہ ۱۲۵) اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے اور

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان اور نماز کے بعد مومن پر سب سے بڑا فرض حلال کمائی سے روزی فراہم کرنا ہے۔ تاکہ اپنا

اور اپنے بال بچہ کا پیش پال سکے۔ اگر گھر میں فراغت اور دولت تھمزی نہ ہو۔ تو غریب آدمی کے لئے محنت مزدوری کرنا فرض کفایہ سے مقدم ہے۔

۱۲۵ اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید لکھنے کی اجرت لینا منع نہیں ہے۔

اور یہ پیشہ بہترین پیشہ ہے۔ ۱۲۲ باقی بر صفحہ آئندہ)

۱۲۲۳۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي شَرِيحَةَ قَالَ كَانَتْ لِمُقَدِّمِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ جَاهِلِيَّةً تَبِيعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الْمُقَدِّمِ ثَمَنًا فَقِيلَ لَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ أَتَبِيعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ فَقَالَ نَعَمْ وَمَا بَأْسُ بِذَلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَيْفَ تَبِيعَ عَلَى النَّاسِ ثَمَانًا لَا يَنْفَعُ فِيمَا إِلَّا الدِّيْنَارَ وَالِدِّنَارَ هُمْ رَاةَ أَحْمَدَ.

۱۲۲۴۔ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ أَجْهَرُ إِلَى الشَّامِ وَالْمِصْرَ فَجَهَرْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَأَتَيْتُ إِلَى أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كُنْتُ أَجْهَرُ إِلَى الشَّامِ فَجَهَرْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَتْ كَيْ تَفْعَلُ مَا لَكَ وَمَلَجْرِكُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَبَّ اللَّهُ الْوَاحِدَ

۱۲۲۳۔ ابو بکر بن ابی شریحہ نے کہا۔ کہ مقدم بن معدیکرب کا ایک لونڈی دودھ بیجا کرتی تھی۔ اور مقدم اس کی قیمت لے لیتے تھے۔ ان کو کہا گیا سبحان اللہ اب دودھ بھی بیچنے لگے ہو۔ اور اس کی قیمت وصول کرتے ہو۔ تو مقدم نے کہا۔ ہاں اور دودھ فروخت کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ لوگوں پر ایک سیاق و سباق بھی آئے گا کہ اس میں دھم اور دینار کے سوا کوئی چیز کام نہ دے گی۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۲۲۴۔ حضرت نافع نے کہا کہ میں شام اور مصر کی طرف تجارت کا سامان تیار کیا کرتا تھا۔ میں نے ایک دفعہ سامان تجارت درست کیا۔ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے عرض کیا۔ اے ام المؤمنین میں اپنا سامان شام کی طرف لے جایا کرتا تھا۔ اس دفعہ میں نے عراق کی طرف سامان لے جانے کا ارادہ کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا ایسا بالکل نہ کرو۔ اپنی پہلی تجارت کیوں بھڑوڑتے ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۲۔ اس حدیث کی سند کے متعلق بڑی لمبی جوڑی لکھو ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب سے افضل ہر حقہ کا کام ہے جیسے کتابت، زراعت، صنعت اور اس کے بعد حلال کی تجارت یعنی اولاً تو تجارت ایسی چیز کی جو بونی نفسہ حلال ہو۔ اور پھر ایمانداری سے تجارت کی جائے کسی سے بھڑوڑ نہ بولا جائے۔ دھوکہ نہ کیا جائے۔ کسی کو مال کم نہ دیا جائے۔ خراب نہ دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ ۱۲

جائز تجارت میں کوئی عار نہیں۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۳۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث کی سند صحیح ہے مقدم پر اعتراض یہ تھا کہ آتیاہ کام کرتے لگے ہو۔ کہ دودھ بیچنے لگے ہو۔ یعنی اس زمانہ کا دستور تھا کہ دودھ بیچنے کو عار سمجھتے تھے۔ اگر ضرورت سے زیادہ ہوتا۔ تو لوگوں کو مفت میں سبیل اللہ پلا دیا کرتے تھے۔ تو مقدم نے کہا کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ پیسے کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہ چل سکے گا۔ اور پھر پیسے کے حصول کے لئے لوگ امیروں کے دروازوں پر جائیں گے اور ہر طرح کی خوشامدیں کریں گے تو اس سے ہزار درہم بہتر ہے کہ آدمی دودھ بیچ کر پیسہ اکٹھا کرے۔ اور پیسہ کمانے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال نہ کرے۔ ۱۴۔

رَبَا قَاتِنٌ وَجِهٍ فَلَا يَدَاعَىٰ حَتَّىٰ يَتَّعِيلَ - أَوْ يَتَنَكَّرَ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۲۲۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَيَأْتِيهَا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَذَرْنِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكْتُمُنِي لِأَنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أَحْسَنَ الْكَمَانَةَ إِلَّا أَنْي حَدَّثَتْ فَلَقَيْتَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ فَمَهَذَا الَّذِي أَكَلْتِ مِنْهُ - قَالَتْ فَلَا تَدْخُلْ أَبُو بَكْرٍ دِيَارَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۲۲۶۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ عُدِيَ بِالْعَرَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

میں سے کسی کی رضی کا کسی طریقہ سے سبب بنا دے۔ تو اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک کہ اس کی صورت نہ بدل جائے یا اس میں نقصان نہ ہونے لگے۔ اسکو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ وہ آپ کو مفزہ خراج دیا کرتا تھا۔ اور ابو بکر اس کا خراج کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آیا۔ تو اس کو ابو بکر نے کھالیا۔ غلام کہنے لگا۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ یہ چیز کہاں سے آئی، تو ابو بکر نے کہا۔ کہاں سے آئی ہے، اس نے کہا۔ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک آدمی کو کچھ غنمی خبریں بتائی تھیں۔ حالانکہ مجھے کچھ معلوم نہ تھا میں نے اس کو دھوکہ دیا تھا۔ وہ آج مجھے ملا۔ تو اس نے مجھے شیرینی میں دی۔ تو یہ وہی چیز تھی۔ جو اپنے کھائی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر پیٹ کی ہر چیز قے کر ڈالی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۲۶۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جسم کبھی رحمت میں نہیں جاسکتا

جس کو حرام کی خوراک دی گئی ہو۔ اس کو بقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔
 ہمیشہ مستقل مزاجی میں فائدہ ہے۔ اس کی سند کے متعلق کچھ گفتگو ہے۔ مگر جس کام میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی

کو رضی رکھی ہے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک کہ اس میں فائدہ ہوتا بند نہ ہو جائے۔ یا اس المال ضائع نہ ہونے لگے۔ اس طرح آدمی ایک ہی کام میں تجربہ کلمہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اس پیشہ کے نفع نقصان سے واقف ہو کر آسانی میں رہتا ہے۔ اور نیت نئے تجربے اور غیر مستقل مزاجی انسان کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ ۱۲

۱۲۲۷۔ اس حدیث کو بقی نے بھی شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ اس طرح کا ایک قصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نعمان بن عمرو سے بھی پیش آیا۔ اور وہ آزاد آدمی تھا۔ اس کو کچھ کہانت کی عادت تھی۔ اور سفر میں کچھ کھانا لانا نعمان کے سپرد ہوا۔ حضرت صدیق کو (حاشا سپرد آئندہ)

۱۲۲۷۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ مَنْ اشْتَرَى ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمٍ وَفِيهِ دَرَاهِمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ تَعَالَى صَلَاتَهُ مَا دَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ ادْخَلَ اصْبَعَيْهِ فِي اُذُنَيْهِ وَقَالَ حُصْمَتَانِ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُهُ يَقُولُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ يَتِيمٍ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ۔

بَابُ الْمَسَاهَلَةِ فِي الْمَعَامَلَةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۲۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا تَمَحَّ إِذَا أَبَاءَ وَإِذَا

۱۲۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی ایک کپڑا دس درہم میں خریدے۔ اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو۔ تو جب تک یہ کپڑا اس آدمی پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ناز قبول نہیں کرے گا۔ پھر اپنے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور کہا بہرے ہو جا تم یہ کان اگر انہوں نے یہ بات سنی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو۔ اس کو احمد اور یقینی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور کہا اس کی سند کمزور ہے۔

معاملہ میں نرمی کرنے کا بیان

فصل اول

۱۲۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نرم طبیعت بندے پر رحم فرماتے۔ جبکہ بیچے یا خریدے۔ اور جب رقم کا تقاضہ کرے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

رواشیہ عنہم گذشتہ

ایک روز شک پڑھا گیا کہ شامیہ یہ کہانت نہ کرتا ہو اور اس شک کی بنا پر آپ نے الٹی کر دی۔ ۱۲۰

۱۲۵۔ اس حدیث کو ابو نعیم البولعی، بن زرارہ اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں حرام کھانے سے ڈرایا گیا ہے۔ ۱۲۰
حرام کے لباس سے بھی کہہ سکتے ہیں (رواشیہ صفر بنیہ) ۱۲۵۔ اس حدیث کو عبد بن حمید، خطیب، ابن عساکر اور دیلمی نے بھی روایت کیا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کس طرح حرام کی خوراک سے بچنا ضروری ہے۔ اس طرح حرام کی پوشاک سے بچنا ضروری ہے۔ اور جب تک آدمی کے جسم پر حرام کی پوشاک رہتی ہے۔ اس وقت تک اسکی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ ۱۲۰
۱۲۵۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ابوحاتم نے بھی روایت کیا ہے۔ (رواشیہ صفر بنیہ)

أَشْتَرِي وَإِذَا اقْتَضَى رَعَاةَ الْبَخَارِيِّ -

۱۲۲۹۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ كَانَتْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ الْمَلِكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْظُرَ قَالَ مَا عَلِمْتُ شَيْئًا غَيْرَ أَنْي كُنْتُ أَبِيعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأَجْرِيهِمْ فَأَنْظُرُ الْمَوْتِ وَأَتَجَاوَزُ عَنْ الْعَبِيرِ فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوُهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللَّهُ إِنَّا أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْكَ تَجَاوَزْتَ وَعَنْ عَبْدِ نُوَيْ -

۱۲۲۸۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَاكُمْ وَكَثْرَةُ الْحَلْفِ وَالْبَيْعِ

۱۲۲۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔ جب فرشتہ اس کی جان قبض کرنے کے لئے آیا۔ تو اس کو پوچھا گیا۔ کیا تو نے کوئی بھلائی کا کام ہی کیا ہے۔ کہنے لگا میں نہیں جانتا۔ اس کو کہا گیا۔ کوئی نیکی یاد کر کہنے لگا میں تو کوئی چیز نہیں جانتا۔ سوا اس بات کہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا۔ اور میں ان سے اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ میں دولت مند کو تو جہلت دے دیتا۔ اور تنگ دست کو معاف کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ مسند متفق علیہ اور مسلم کی ایک روایت میں عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا۔ تو میں تجھ سے زیادہ اپنے بندے کو معاف کر دینے کا زیادہ مستعد ہوں۔

۱۲۲۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجارت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو۔ کہ قسم

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) مطلب یہ ہے کہ جب کوئی چیز بیچے تو منافع کم لے۔ جب خریدے تو زیادہ مگر لڑنے نہ کرے۔ اور رقم کی وصولی میں پانپنے مقروض کو زیادہ تنگ نہ کرے۔ اگر غریب ہو تو جہلت دے۔ اور اگر مقروض فوت ہو جائے۔ تو اس کی بیوہ عورت اور یتیم بچوں کو تنگ نہ کرے بلکہ معاف کر دے۔ کہ ان پر جو مصیبت اپنی ہے وہی ان کے لئے کیا کم ہے۔ ۱۲۔

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ (حاشیہ صفحہ نمبر ۱۵) اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی غریب لوگوں پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت کریں گے۔ اگر آدمی لوگوں سے سختی سے پیش آئے گا۔ تو اس کے حساب میں بھی سختی ہوگی۔ اور اگر کوئی نرمی کرے گا۔ تو اس کے حساب میں بھی نرمی کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا قانون یہی ہے کہ جس طرح کا کوئی آدمی کام کرے گا اسی طرح کا اس سے سلوک کیا جائے گا۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور فرمایا جو لوگوں پر رحم نہ کرے گا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ اس حدیث میں ہے کہ پھر اللہ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ یعنی ایمان کے بعد حسن سلوک سب سے بڑی نیکی ہے۔ ۱۳

فَإِنَّ يَنْفِقَ كَمَا يَحِقُّ رَأْوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۳۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحِلْفُ مَنْفِقَةٌ لِلسَّلَامَةِ مَحَقَّةٌ لِلبِرِّ مَنْفِقٌ عَلَيْهِ

۱۲۳۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَزِيغُهُمْ وَلَا يَرْكَبُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ عَذَابُ الْيَمِّ قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَالِدٌ وَأَخِي وَأَمِنْ هُمَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ السَّبِيلُ وَالْمَنَانُ وَالْمَنَفِقُ سَلَعْتُهُ بِالْحِلْفِ الْكَلْبِ رَأْوَاهُ مُسْلِمٌ

پہلے پہل تو تجارت کو چلاتی ہے پھر بر باد کر دیتی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے قسم تجارت کو تو چلاتی ہے۔ اور برکت کو مٹا دیتی ہے۔ متفق علیہ

۱۲۳۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بدلت بھی نہیں کریں گے۔ اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور نہ انکو پاک کریں گے۔ اور ان کیلئے عذاب بھی درد ناک ہوگا۔ تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ لوگ خا مراد ہونے۔ اور انہوں نے فقہان اٹھایا۔ اسے اللہ کے رسول یہ کون لوگ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ غم سے اپنے تہ بند کو نیچے لٹکانے والا اور احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا مال بیچنے والا۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

تجارت میں قسم نہ اٹھانی چاہیے۔ ۱۵ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ تجارت میں قسمیں کھانا کہ مثلاً میں نے یہ چیز اتنی قیمت کو خریدی ہے۔ اور خدا کی قسم مجھے اس کے استخدا مطلقے تھے۔ اس طرح بظاہر تو اس کی تجارت میں نفع زیادہ ہوگا۔ لیکن اس میں سے برکت ختم ہو جائے گی۔ اور بلاخرجیب لوگ اس کی طبیعت سے واقف ہو جائیں گے۔ تو پھر اس کی قسموں کا بھی کوئی اعتبار نہ کرے گا۔ اور تجارت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ ۱۲۔

۱۵ اس حدیث کو ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ وہ قسم ہے جو سچی ہے۔ اس سے بھی بے برکتی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پیسے پیسے کی چیز میں خدا تعالیٰ کے نام کو پیش کرنا بھی تو ایک جرم ہے۔ اور اگر جھوٹی قسم کھا کر مال کو بیچے تو یہ نہایت ہی کبیرہ گناہ ہے۔ ۱۲

۱۵ اس حدیث کو احمد اور ابوصواب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی تین بدترین انسان۔ ۱۲۔ طلب یہ ہے کہ زمین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ نہ تو ہر مانی اور شفقت سے بات ہی کریں گے۔ (حاشیہ پروردگار آئندہ) محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الفصل الثاني

۱۲۳۳۳. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاجِمُ الصِّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْكَافُرِيُّ وَالْقَاطِنِيُّ وَمَا وَاهُ أَبُو نَجَّارٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ -

۱۲۳۳۴. وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي عَزْرَةَ قَالَ كُنَّا نَسْتَشِي فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّهْلَانِ فَهَرَبْنَا نَسُوقُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاَنَا بِأَسْمِهِمْ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ لَقَالَ يَا مَعْشَرَ النَّجَّارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضَرُهُ اللُّغْوُ وَالْجَافُ فَشُكِرُوا بِالصَّدَاقَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو نَجَّارٍ

فصل دوم

۱۲۳۳۳ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امانت دار سچ بولنے والے بیوپاری بیویوں اور صدیقیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ اس کو ترمذی، دارمی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ اور اس کو ابن ماجہ نے عبد بن عمر سے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

۱۲۳۳۴ قیس بن ابی عززہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیوپاریوں کو دلال کہا جاتا تھا۔ تو ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے۔ تو ہمارا آپ نے ایک ایسا نام رکھا جو اس نام سے بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے بیوپاریوں کی جماعت خرید و فروخت میں یہودہ باتیں بھی ہوتی ہیں۔ قسمیں بھی ہوتی ہیں۔ تو تجارت کو صدقہ سے ملایا کرو۔ اس کو ابو داؤد ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور ان کی طرف نظر رحمت کی دکھائیں گے اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے۔ ان کی سزا بھی دوسروں سے زیادہ ہوگی۔ ایک وہ چیز نکری کی وجہ سے اپنا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے، اصل میں یہ جرم تکبر ہے جو اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اور اس گناہ کی سزا حد شرک سے ملتی ہے۔ کسی کے ساتھ کچھ احسان کر کے اس کو جتکانے سے ٹکی ضائع ہوگئی، کیونکہ اگر یہی خدا تعالیٰ کے لئے لگتی تھی، تو اس پر احسان کیسا اور اگر اس پر احسان رکھ لیتا تو پھر اب خدا سے کیا نہ گا۔ وہ تو اس آدمی کے کھاتہ میں شامل چکا۔ ۱۲

سچا تاجر بیویوں کے ساتھ ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اور دارمی نے کہا ہے کہ حسن کا ابو سعید سے صحیح ثابت نہیں ہے۔ گویا یہ حدیث منقطع ہے۔ اور ابن عمر کی حدیث جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے۔ اس کو دارقطنی نے بہتر اور حکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ تجارت میں سچ بولنا اور امانت دار رہنا مہنت بڑی ٹکی ہے۔ مسلمان کی خرید و فروخت میں عیوٹ نہ برے۔ اور نہ ہی کسی کو گھوٹی اور ملاوٹ شدہ چیز دے۔ اور نہ کسی کو باپ تول میں لٹکانا پھینکا ہے۔ تو ایسا آدمی بھی اصلاح (حاشیہ آئندہ)

۱۲۳۵۔ وَعَنْ عَبْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْتَجَارُ لِيُخْشِدُونِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِيمَا أَلَامَنَ النَّفْسَ وَبَرَّ وَصَدَّقَ مَا وَكَلَهُ التِّرْمِذِيُّ وَإِنَّ مَلَاحَةَ وَاللَّذَا أَمْرًا فِي تَوَاتُورِ النَّبِيِّ قِيَامِ تَنِي شَعْبِ الْإِيمَانِ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَصَحِيحٌ.

بَابُ الْخِيَارِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۳۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلتَّبَائِعِ عَنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِمَّنْهَا

۱۲۳۵۔ ابیہد بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تاہم لوگ قیامت کے دن فاجر اٹھنے جا میں گئے۔ مگر وہ آدمی جو اللہ سے ڈرا۔ اور نیکی کی اور صدقہ کیا۔ اس کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کو ترمذی نے شعب الایمان میں حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اختیار کا بیان

فصل اول

۱۲۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیچو ان خریدنے والوں میں سے ہر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور نیکی کی دعوت دینے والا ہے کہ اس نے معاشرے کو کچھ راہ پر لا ڈالا۔ اور یہی مشن انبیاء کا ہے۔ اسی لئے قیامت کو یہ نبیوں کے ساتھ لوگاں ۱۲

۱۲۔ اس حدیث کو احمد ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ طلب یہ ہے۔ کہ تجارت میں کئی بیشی جھوٹ۔ بیچ نہی سختی ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے تاجروں کو ضرور صدقہ کرنا چاہیے۔ تاکہ غلطیوں کا کچھ نہ کہو ساتھ ساتھ ازالم ہوتا جلتے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۱۲) اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں تقویٰ پر پورے اور بیچ کی تعریف دی گئی ہے۔ اور اس کے خلاف کہنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن ایسے تاجر بہت ہی کم جوتے ہیں جو تاجر لوگاں اپنے کاروبار میں جھوٹ فریب۔ دھوکہ کرتے ہی رہتے ہیں قیامت کے دن ان کی فریب کار کا سبب ظاہر کر دی جائیں گی اور لوگوں کے سامنے ان کو ذلیل کیا جائے گا ۱۲

بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَّفِقْ إِلَّا بَعِثَ الْخِيَارَ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ إِذَا بَاعَ التَّبَاغَ
تَكْلًا وَوَلَّجِدَ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِ مَا لَمْ يَتَّفِقْ قَا أَوْ يَكُونُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَإِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا
عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجِبَ فِي رِوَايَةِ اللَّيْثِيِّ بِالْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَّفِقْ قَا أَوْ يَخْتَارَ أَوْ فِي
الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ إِخْتَارِيكَ أَوْ يَخْتَارَا

۱۲۳۷۔ وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزْرٍ أَوْ قَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ
يَتَّفِقْ قَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيْنَا بَوْرًا كَلَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَفَا وَكَذَبَا حُضِرَتْ بَوَكَّةٌ بَعْمَهُمَا مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ
۱۲۳۸۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَخَذَ مَنِي فِي الْيَوْمِ فَقَالَ

ایک اپنے ساتھی پر اختیار رکھتا ہے۔ جب تک کہ وہ دونوں علیحدہ نہ ہو جائیں۔ اگر اختیار کی بیچ میں متفق علیہ جب وہ خرید و فروخت
کرنے والے خرید و فروخت کریں۔ تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے اپنی تجارت کا اختیار ہے۔ جب تک وہ علیحدہ نہ ہو جائیں یا
اختیار نہ لے لیں۔ اور متفق علیہ میں سے یا ایک ان میں سے اپنے ساتھی کو کہے۔ کہ اختیار کی شرط کر۔ کہ یہ تجارت بحتار کے
بدل واقع ہوئی ہے۔

۱۲۳۷۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خرید و فروخت کرنے والے
جب تک علیحدہ نہ ہو جائیں۔ دونوں اختیار رکھتے ہیں۔ پھر اگر وہ بیچ بولیں۔ اور ہر ہر صاف صاف بیان کر دیں۔ تو انکی تجارت
میں برکت کی جاتی ہے۔ اور اگر مال کے عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں۔ تو ان کی تجارت سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔ متفق علیہ
۱۲۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے ہمیشہ تجارت میں دھوکہ

خیار مجلس کی مدت کیا ہے۔

۱۔ اس حدیث کے کئی ایک علیحدہ علیحدہ حصے ہیں۔ پہلے حصہ متفق علیہ
ہے۔ اور اس کے بعد مسلم کی روایت ہے۔ اور اس کے بعد ترمذی کی روایت ہے۔ پہلے حصہ کو ابن ماجہ کے سوا تمام اصحاب سنن اور
احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور دوسرے حصہ کو امام احمد۔ اصحاب سنن شافعی اور مالک نے بھی روایت کیا ہے۔ اور تیسرے حصہ کو احمد نے
بھی روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خریدنے والا اور بیچنے والا جب
تک ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھے ہوں۔ ان کو بیچ کے نافذ کرنے اور فسخ کرنے کا پورا پورا اختیار ہے۔ چاہیں تو اس سودے کو رکھیں۔ چاہیں
تو رکھیں۔ اسے خیار مجلس کہتے ہیں۔ پھر علامہ اس کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہ خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف ايجاب
اور قبول سے بیچ واجب ہو جاتی ہے۔ احادیث اس چیز کی تردید کرتی ہیں۔ دوسرا مسئلہ جس سے ثابت ہوا۔ وہ یہ ہے کہ اگر بیچ اور
مشتری (خریدنے والا) شرط کر لیں۔ کہ تین دن یا گوردیش تک اس سودے کو واپس کرنا سکتا ہے تو اس پر حاشیہ صغیراً (مکتبہ
حکیمہ داکل و بیچین سے مراد مکتبہ و منفرد کتب پر مشتمل ضلع من لائن مکتبہ)

إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لِاخْتِلَابَةِ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۱۲۳۹. عَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَنْفَرَا الْآنَ يَكُونُ صَنْفَقًا خَيْرًا وَلَا يَجِلُّ لَكَ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةً أَنْ يَسْتَقْبِلَكَ سَأْوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاوِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

۱۲۴۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَّفِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنِ تَرَاضٍ رِجَالَهُ الْبُودَاوِيُّ.

ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب تو کوئی چیز خریدے۔ تو کہہ دیا کہ نہ دھوکہ نہ کرنا۔ تو وہ آدمی اسی طرح کہہ دیا کہ اتفاقاً متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۲۳۹۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پروردگار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید و فروخت کرنے والے دو لوگوں اختیار رکھتے ہیں۔ جب تک کہ علیحدہ نہ ہو جائیں۔ مگر یہ کہ کوئی بڑے ہی گھاٹے کی تجارت ہو۔ اور بیچنے والے کو یہ جاننا چاہیے کہ اپنے ساتھی سے اس لئے جلدی سے علیحدہ ہو جائے کہ اس کا ساتھی اسکو پھر نہ دے۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۲۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دونوں خرید و فروخت کرنے والے ایک دوسرے کا رضامندی سے علیحدہ ہوں گے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(یعنی مستعمل شدہ) صورت میں مجلس سے اٹھانے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے۔

۱۲۳۹۔ ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ پوری ایمانداری سے چیز کے عیب اور خوبی کو بیان کر دینا چاہیے۔ اس سے برکت ہوتی ہے۔ اور کسی کو دھوکہ دینے سے برکت الٹ جاتی ہے۔ کم عقل آدمی سے بیع کرنے والا خود ذمہ دار ہے (صاحب مشفق) اس حدیث کو احمد۔ مالک۔ ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کی طرز اشارہ کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ آدمی خود ذمہ دار عقل والہ تھا۔ اور اس کے سر پر ایک چوڑی لگی تھی۔ جس سے اس کی عقل جاتی رہی۔ اور پیشہ اس کا تجارت تھا۔ اور اس کو چھوڑنے پر رضامند نہ تھا۔ آپ نے اس کو بتلایا کہ سو داکرتے وقت کہہ لیا کہ دھوکہ نہ کر۔ اس سے دوسرے آدمی کو معلوم ہو گیا۔ کہ اس میں عقل کم ہے۔ اور بیع کی ذمہ داری اسی پر ہے۔ لہذا اس کو یہ حال میں سونا واپس کرنے کا اختیار دیا گیا۔ تو وہ اس سے دھوکہ نہ کرتے۔

الفصل الثالث

۱۲۴۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ رَسُولٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدَّيَا عَوَابِيًا بَعْدَ الْبَيْعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَهَيِّئْ غَرِيبٌ

بَابُ الرِّبَا الفصل الأول

۱۲۴۲۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهَ وَكَاتِبَهُ وَسَاهِقَهُ

فصل سوم

۱۲۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کے بعد ایک سب کو اختیار دیا تھا اس کو تہذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث سن میں غریب ہے۔

سود کا بیان فصل اول

۱۲۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس

(واسیہ مفرغہ گذشتہ) ۱۲۴۱ اس کو تہذی نے سن کر کہا ہے اور اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بیوع المرام میں کہا ہے کہ اس کو دارقطنی، ابن عمر، ابن ماجہ اور ابن ابی عیوب نے بھی روایت کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دھوکہ سے کوئی چیز فروخت کر دے تو بغیر شرط کے بھی اس کو تہذی نے نکالا اس کو وہاں اس کرنے کا اختیار ہے جیسے کہ کوئی جانور دودھ دے رکھ کر فروخت کر دیا جائے۔ ۱۲۴۲ اس حدیث کو تہذی نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے رولای ثقہ ہیں۔ ابو داؤد اور منذری نے اس پر سکوت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس کی مدت میں دونوں فریقوں کو بیع فریض کرنے کا پورا پورا اختیار ہے۔ اور کسی کو اس مجلس سے انہی مجلس جملہ فریض نہیں کر دینی چاہیے۔ کہ دوسرا اس بیع کو فریض نہ کر دے۔

آنحضرت کا قبل از موت کا ایک واقعہ (واسیہ مفرغہ ہذا) ۱۲۴۱ اس حدیث کو عبد الرزاق نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ یہ واقعہ آپ کی نبوت سے پہلے کا ہے جب سب بدو کو بیع نے اختیار دیا کہ اگر وہ اس لینا چاہو تو تم کو اختیار ہے۔ تو بدو حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے ماں باپ مجھ پر زبان ہوں۔ تو کون ہے؟ تو نے کج ایک ایسی بات کہی ہے۔ جو عرب کے دستور کے باطل خلاف ہے۔ اور پھر آپ نے اس اختیار کو نبوت کے بعد بھی بائز رکھا۔

وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ وَإِنَّمَا كُنْتُمْ بَدَأُوا بَدَأَ آدَمُ
 ۱۲۴۳۔ وَعَنْ عَبْدِ بَنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِاللِّدِّ
 وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَاللَّحْمُ بِاللَّحْمِ مِثْلًا مِثْلًا سَوَاءٌ سَوَاءٌ
 يَدَا أَبِيدٍ فَإِذَا ائْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَيَسْأَلُونَ كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدَا أَبِيدٍ وَإِنَّمَا كُنْتُمْ
 ۱۲۴۴۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِاللِّدِّ
 وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَاللَّحْمُ بِاللَّحْمِ مِثْلًا مِثْلًا يَدَا أَبِيدٍ
 فَمَنْ تَرَادَا وَسْتَرَادَا فَقَدْ آرَبَى الْأَخِذَ وَالْعَطَى فَيَسْأَلُونَ سَوَاءً وَإِنَّمَا كُنْتُمْ

کے کھینے والے اور گواہ ہونے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔ اور کہا کہ وہ سب برابر ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔
 ۱۲۴۳ حضرت عبید بن الصامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے اور چاندی
 چاندی کے بدلے اور گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے یہ مقدار میں برابر برابر
 ہوں ایک دوسرے کی طرح ہوں۔ اور نفاذ نقد ہوں۔ جب یہ قسمیں بدل جائیں۔ تو پھر جس طرح چاہو پھر جب کہ وہ دست بردست
 ہو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۴۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی
 کے بدلے اور گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر ہوں۔ اور نفاذ نقد
 ہوں۔ اور زیادہ ہوں۔ وہ سو لیا اور آتا ہے لینے والا اور دینے والا اس میں بالکل برابر ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

برائی کی ترویج میں حصہ لینے والے سب برابر ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور نشانی نے بھی روایت کیا ہے۔ سوہ قرآن مجید کی
 نص سے مراد ہے۔ اور سوہ کو لینا دینا لکھنا اس پر گواہ ہونا سب کی گواہی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس گناہ کی ترویج میں شامل ہوں گے۔ وہ
 سب گناہ میں بھی شریک ہوں گے۔ اور گناہ والے کو پہلے بیان کیا کہ اکثر سوہ کا تقاضا ہی کرتا ہے۔ اور دینے والا اس لئے پھر ہے
 کہ اس نے سوہ دیا۔ تب کسی نے کہا۔

مشترک علت پر حکم مشترک ہوگا۔
 ۵۔ اس حدیث کو احمد اور صحاب سنی اور ابن ابی شیبہ نے بھی روایت
 کیا ہے۔ ان چھ چیزوں میں کسی بیشی ہونا بالائتلاف سوہ ہے۔ جبکہ جنس ایک ہو۔ ہاں اگر جنس بدل جائے۔ مثلاً چمکا کھجور سے تبادلاً ہو تو کسی
 بیشی جائز ہے۔ ان چھ چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں اگر جنس ایک ہو تو کسی بیشی جائز ہے۔ یا نہیں۔ سو اس میں اختلاف ہے۔ لیکن
 اکثر اس میں بھی حرمت کے قائل ہیں۔ جبکہ ان چھ چیزوں سے علت میں مشترک ہوں۔ اور علت پر کہ مقصود نہیں ہے۔ (حاشیہ صفحہ آٹھ)

۱۲۴۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا مِثْلًا وَلَا تُشْفُوا بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا مِثْلًا وَلَا تُشْفُوا بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا عَابًا بِنَاجٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا فِي نَابِئَيْنِ -

۱۲۴۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا مِثْلًا مَا وَاهُ مُسْلِمًا -

۱۲۴۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبَاٌ وَإِلَّا هَذَا كَهَذَا

۱۲۴۵ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ بیچو تم سونا سونے کے بدلے مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور نہ بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو۔ احسان میں سے کسی نقد کو ادھار کے بدلے نہ بیچو۔ متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے کہ نہ بیچو سونے کو سونے کے بدلے اور نہ چاندی کو چاندی کے بدلے مگر قول میں برابر

۱۲۴۶۔ معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کھانا کھانے کے بدلے برابر برابر ہوا سکو سلم نے روایت کیا۔

۱۲۴۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا سونے کے بدلے سو ہے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ اور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس لئے اختلاف ہو گیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ہر اس چیز میں کمی بیشی حرام ہے۔ جو کھانے کے کام آتی ہو بشرط جنس ایک ہو یا ایک طرف سے مال نقد ہو اور دوسری طرف سے ادھار اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر اس چیز میں کمی بیشی حرام ہے جو اپنا تولد کر فرزند کی جاتی ہو۔ ۱۲

۱۲ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور بخاری نے بھی ۱۱

(حاشیہ صفحہ پڑھا) ۱۳ اس حدیث کو احمد۔ شافعی۔ مالک عبد الرزاق اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر ایک سونا ناقص ہو۔ اور دوسرا چھٹا تو سود سے بچنے کے لئے یہ صورت ہے۔ کہ رومی سونے کو روپے سے بیچ ڈالے۔ اور روپے سے پورا سونا خریدے۔ اور اسی طرح دوسری چیزوں میں بھی تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔ ۱۲

۱۳ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بظاہر یہاں طعام کا لفظ عام ہے لیکن دوسری حدیث میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ مگر کھانے کی جنس بدل جاتے۔ تو اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ سودا اتفاقاً نقد ہو۔ ۱۲

وَالْوَيْقُ بِالْوَيْقِ بِأَبْوَابِ الْأَهَاءِ وَهَاءُ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ بِأَبْوَابِ الْأَهَاءِ وَهَاءُ وَالشَّعْبُورِ الشَّعْبُورِ بِأَبْوَابِ الْأَهَاءِ وَهَاءُ وَالْقَمْرِ بِالْقَمْرِ بِأَبْوَابِ الْأَهَاءِ وَهَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۴۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلِيَّ حَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِبُحْمٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ أَكُلْ ثُمَّ حَيْبَرَ هَكَذَا أَقْلًا وَلَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَلْخُذُ الصُّكَا مِنْ هَذِهِ الْأَصَاعِثِ وَالصَّاعِثِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ بِالذَّهْمِ أَاهُمْ ثُمَّ بِالذَّهْمِ أَاهُمْ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيزَانِ مِثْلَ ذَلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۴۹۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُحْمٍ بَرِيٍّ فَقَالَ لَكَ النَّبِيُّ

پچاندی پچاندی کے بدلے سو روپے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ اور گندم گندم کے بدلے سو روپے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو جو کے بدلے سو روپے۔ مگر دست بدست یعنی متفق علیہ۔

۱۲۴۸۔ حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حیمبر پر مائل مقرر کیا۔ وہ بڑی اچھی قسم کی کھجوریں لے کر آیا تو آپ نے فرمایا۔ کیا غیر کی ساری کھجوریں اسی طرح کی ہیں۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم اسے اللہ کے رسول ہم ان کھجوروں کا ایک ٹوپہ دو ٹوپے کھجوروں سے لیتے ہیں۔ اور دو ٹوپے تین ٹوپوں سے تو اپنے فرمایا ایسا نہ کیا کرو۔ ردی کھجوریں دو ہموں سے بیچ دیا کرو۔ پچور ہموں سے بھی کھجوریں خرید لیا کرو۔ اور فرمایا تو نے کی ساری چیزوں میں اس طرح کیا کرو۔ متفق علیہ۔

۱۲۴۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بڑی اچھی کھجوریں لے کر آئے تو

اس حدیث کو مالک، احمد، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور حمیدی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان چھ مندرجہ چیزوں میں جس طرح کی بیشی حرام ہے۔ اسی طرح ان میں اور بھی حرام ہے کہ ایک طرف سے جنس نقد ہے۔ اور دوسری طرف سے اور ہمارے ۱۲ جنس کی تبدیلی سے کمی بیشی جائز ہے۔ اس حدیث کو مالک، نسائی، دہری، ابو عوانہ، ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ایک جنس میں تبادلہ ہوگا۔ تو پھر برابر برابر ہوگا۔ اور اگر کمی بیشی ہوگی۔ تو وہ دوسری جنس سے بدل کر ہوگی۔ مثلاً ردی کھجور کو روپے سے بیچ دیا۔ اور اس روپے سے اچھی کھجور خریدی جائے۔ اسے اگر اس میں کمی بیشی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اس حدیث میں چھ چیزوں کا ذکر کیا ہے بعض نے انہی چھ چیزوں میں کمی بیشی کو حرام قرار دیا ہے اور بعض نے دوسری چیزوں کو بھی اچھی پر قیاس کیا ہے۔ اس حدیث کا آخری فقرہ فریق ثانی کی تائید کرتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علت مشترکہ توکل ہے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آيِنِ هَذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا نَهْرٌ رَدِّي فَبَعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بَصَاعٍ فَقَالَ
أَوْهَ عَيْنِ الرَّبِّ لِيَا عَيْنِ الرَّبِّ لِيَا نَفْعٌ وَلَكِنْ إِذَا آتَا دَتَّ أَنْ تَشْتَرِيَ بِعِيقِ الْفَرَسِ بِيَعِمْ أَخْرَجْتُمْ أَشْتَرِ
بِهِ مُنْفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۵۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَهْمَةِ وَكَمْ يَشْعُرُ أَنَّهُ
عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدٌ كَأَبِي رَيْدٍ كَأَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْنِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدٍ يَزِيدُ السُّوَيْدِ
وَلَمْ يَبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَهُ حَتَّى يَسْأَلَ أَحَبْدَهُ هُوَ وَحَرَمٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۱۔ وَعَنْ قَالَ تَمَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ النَّهْرِ لِيَعْلَمَ مِكِيلَتَهَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ کہاں سے آئی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہمارے پاس کچھ بڑی کھجوریں تھیں میں نے ان سے
دو ٹوپے ان کے ایک ٹوپے سے بیچی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، آہ عا لیں سود آہ عا لیں سود ایسا نہ کیا کر۔ لیکن جب تو خریدنے کا
ارادہ کرے۔ تو کھجوروں کو وہ ہوں سے بیچ دیا کر۔ پھر ان سے خرید لیا کر۔

۱۲۵۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک غلام آیا۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر بیعت کی۔ اور آپ کو معلوم نہ
تھا کہ وہ غلام ہے۔ تو اس کا مالک اگر اس کی دلچسپی کا مطالعہ کرنے لگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا یہ غلام میرے ہاتھ
بیچ دو۔ سو آپ نے اس کو دو عیثی غلاموں کے عوض خرید لیا اور اسکے بعد بیعت نہیں لیتے تھے۔ جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیتے۔ کہ کیا
وہ غلام ہے۔ یا آزاد ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۵۱۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ڈھیر کی بیچ مقدورین کی پانی ہوتی کھجوروں سے منہ

۱۲۵۱۔ اس مضمون کی ایک حدیث ابو نعیم نے سعید بن مسیب سے اور طبرانی نے کبیر بن عوف سے روایت کی ہے۔ اس
کا مطلب بھی وہی ہے۔ جو پہلی حدیث کے تحت بیان ہو چکا ہے۔
ایک کے بدلے دو مویشی لینا اور بیجا تڑپے کے اس حدیث کو شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور
ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اگر غلام نقد نقد فروخت کئے جائیں۔ تو ایک کے بدلے دو غلام لینا دینا جائز ہے۔ اور اگر اوہاد ہوں۔ یا
ایک طرف سے اوہاد ہوں اور ایک طرف سے نقد تو اس صورت میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور بالکل یہی حال مویشیوں کا ہے۔ امام ابو
حنیفہ اوہاد کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور امام شافعی اور جمہور علماء اوہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ ۱۲۰

بِالْكَيْلِ الْمَسْفِي مِنَ النَّهْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۲۔ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتَ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِيَأْتِي عَشْرَ دِينَارٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَفَخَرَزٌ فَقَضَيْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ ائْتِي عَشْرَ دِينَارٍ أَفَلَا كُنْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبَاءُ حَتَّى تُفْصَلَ رَأَاةُ مُسْلِمٍ

الفصل الثاني

۱۲۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ نَرَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ أَصَابَ مِنْ بُخْرٍ وَيُرْوَى مِنْ عُبَيْدِ بْنِ مَأْوَاهُ أَحْمَدُ وَ

فرمانی ہے اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۵۲۔ فضالہ بن ابی عبید نے کہا کہ میں نے خیر کے دن ایک ہار دینار کا خریدا۔ اس میں سونا بھی تھا اور کوئیاں بھی تھیں۔ میں نے اس کو الگ الگ کیا۔ تو اس میں ہار دینار سے سونا ہی زیادہ نکلا۔ میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا۔ ایسی چیزیں علیحدہ کرنے کے بغیر تہیجی جائیں اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۲۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کوئیاں اور ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ سب لوگ سود کھائیں گے۔ اگر کوئی سود نہ بھی کھائے گا۔ تو اس کو اس کی بیجا پسینگی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بھی اس کا خیر ہوگا۔

۱۲۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ اور ایک

سخن میں کمی بیشی ہا اثر نہیں ہے۔ ۱۲۔

فعلوط سونے کو علیحدہ کر کے بیجا جائے گا۔ اس حدیث کو نسائی ابو داؤد۔ ترمذی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی چیز میں سونا اور دوسری چیزیں ملی ہوئی ہوں۔ تو بھی سونے کو علیحدہ کر کے سونے کے برابر بیچنا چاہیے۔ امام شافعی اور اسحاق کا یہی مذہب ہے۔ اور حلیفہ کے نزدیک اگر سونے میں اور چیزیں بھی ملی ہوئی ہوں تو کمی بیشی سے اس کو بیچنا جائز ہے۔ ۱۲۔

آخر زمانہ میں سود عام ہو جائے گا۔ اس حدیث کو احمد۔ بیہقی۔ ابن الجار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں آپ نے پیشین گوئی فرمائی کہ آخری زمانہ میں سودی کا دوبار بہت زیادہ ہو جائے گا اور اگر کوئی آدمی سود سے بیچنا بھی چاہے گا۔ تو بھی اس کا خیر اس کے حلق میں ضرور پہنچ جائے گا۔ کہیں سودی خرید کر کھائی نہ جائے گا۔ (حاشیہ جعفر آئمہ)

أَبُو دَاوُدَ وَاللِّسَانِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ-

۱۲۵۴۔ وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَلَا الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَلَا الْقَمِيَّ بِالْقَمِيِّ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً يَسْوَاءٌ عَيْنًا بَعَيْنٍ يَدًا بِيَدٍ وَلَكِنْ بِيعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ وَالْقَمِيَّ بِالْمِلْحِ وَالْمِلْحَ بِالْقَمِيِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْتُمْ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ

۱۲۵۵۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ شُرَى الْقَمِيِّ بِالْمُطَبِّ فَقَالَ أَيْنُقِضُ الْمُطَبُّ إِذَا بَيْسَ فَقَالَ لَعَمْرُفَهَاكَ عَنْ ذَلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَ

گا۔ اس کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۵۴۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدل اور چاندی کو چاندی کے بدل اور گندم کو گندم کے بدل اور جو کو جو کے بدل اور کھجور کو کھجور کے بدل اور نمک کو نمک کے بدل برابر برابر بیچو۔ نقداً نقدیچو اور دست بدست بیچو۔ لیکن سونے کو چاندی کے بدل۔ اور چاندی کو سونے کے بدل اور گندم کو جو کے بدل اور جو کو گندم کے بدل اور نمک کو کھجور کے بدل نقداً نقدیچو اور جس طرح چاہو بیچو۔ اس کو شافعی نے روایت کیا۔

۱۲۵۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ شکر کھجور و گندم تازہ کھجوروں سے بیچنے کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں شکر ہو کر کم ہو جاتی ہیں، اس نے کہا ہاں تو

رحاشیہ صفحہ گذشتہ کسی سود خور سے اس کے ماہ در سہا ہی ہوں گے۔ یا کم از کم سود کی نفرت ہی کم ہو جانے لگی۔ ۱۲۔
(رحاشیہ صفحہ نمبر ۱) اس حدیث کی سند صحیح اور متصل ہے۔ اور عبادہ کی حدیث کے تحت اس کا مطلب بیان ہو چکا

۱۲۔ اس حدیث کو احمد۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا اور شافعی۔ حاکم۔ دارقطنی۔ بیہقی۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ اس کا مطلب بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان پھر بیروزوں کو حاصل سرمایہ قرار دیا گیا ہے۔ اگر ان میں بھی کمی بیشی ہونے لگے تو پھر تو کوئی بھی معیار نہ رہا۔ ان میں براہ راست کمی بیشی کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر جنس تبدیل ہو جائے تو کمی بیشی جائز ہے مثلاً کوئی آدمی جو سے گندم خریدے یا چاندی سے سونا تو ان میں کمی بیشی جائز ہے ۱۱

التَّمِيذِيُّ وَالْبُودَاؤُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۲۵۶۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مَرَّ سَلَاةً أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَانِ قَالَ سَعِيدٌ كَانَ مِنْ مَيْسِرِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا وَكُنِي تَشْرِيحَ السُّنَنِ.

۱۲۵۷۔ وَعَنْ سَهْمَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسَتْهَا وَآهَ التَّمِيذِيُّ وَالْبُودَاؤُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالِدَا يَمَانِيٍّ.

۱۲۵۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا أَنْفِدَاتِ الْإِبِلِ فَأَمَرَ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى قَلَائِصِ الصَّدَاقَةِ فَكَانَ يَأْخُذُ الْبُعِيدَ بِالْبُعَاوَيْنِ

آپ نے اس سے منع فرمایا۔ اس کو مالک ترمذی، ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۵۶۔ سعید بن مسیب نے مرسل روایت کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کی بیح زندہ جانور سے منع فرمائی ہے۔ سعید نے کہا، یہ بھی جاہلیت کے زمانہ کا ایک جو اتفاقاً اسکو شرح السنہ میں روایت کیا۔

۱۲۵۷۔ حضرت عمر بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی جانور سے ادھار لینے کو منع فرمایا ہے۔ اس کو ترمذی، ابو داؤد، نسائی ابن ماجہ اور حارمی نے روایت کیا۔

۱۲۵۸۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا، کہ وہ شکر کی تیاری کرے۔ اونٹ ختم ہو گئے۔ تو اس کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹنیوں پر اونٹ لے لو۔ وہ صدقہ کے دو اونٹوں کے بدل ایک اونٹ لیتے رہے۔ اسکو

گوشت سے جانور کی بیح جائز نہیں۔ اس حدیث کو مالک، شافعی اور ترمذی نے مرسل روایت کیا ہے۔ اور

دارقطنی نے اس کو وصل کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت کی بیح زندہ جانور سے جائز نہیں۔ برابر ہے، کہ وہ جانور اسی گوشت

کی جنس سے ہو یا کسی اور جنس سے اور خواہ جانور حلال ہو۔ یا حرام مثلاً گدھایا خچر وغیرہ سے اور مثلاً اس کو اس لحاظ سے کہا ہے کہ

اس طرح ایک ناجائز قسم کی بیح سے لگوں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جیسے کہ جوڑے میں بھی ناجائز طور پر مال کھایا جاتا ہے۔ ۱۲۔

اس حدیث کو احمد، ابویعلیٰ اور ضیاء نے بھی مختارہ میں روایت کیا ہے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کہ صحیح

کی بیح حیوان سے ادھار کی صورت میں منع ہے۔ البتہ اس میں کمی بیشی جائز ہے۔ ۱۲۔

دونوں طرف سے جانور ادھار ہوں تو جائز نہیں۔ اس حدیث کو احمد، حاکم، بیہقی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ بظاہر

یہ حدیث پہلی حدیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ جب دونوں طرف سے جانور ادھار ہوں۔ تو بیح منع ہے۔ اور اگر

ایک طرف سے لے لے اور دوسری جانب سے ادھار تو اس صورت میں جائز ہے۔ امام شافعی نے اسی طرح تطہیر

دی ہے۔ اور بعض نے نبی کی حدیثوں کو ترجیح دی ہے۔ ۱۲۔

إِلَىٰ بَابِ الصَّدَقَةِ نَوَافَهُ الْبُؤَادُ -

الفصل الثالث

۱۲۵۹. عَنْ إِسَامَةَ بْنِ نَرِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَرِهَ الْبُؤَانِي النَّسَبَةَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كَرِهَ الْبُؤَانِي مَا كَانَ يَدًا أَيْدِيًا مُنْفَقًا عَلَيْهِ -

۱۲۶۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلٌ لِلْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُنُوبُهُمْ بِبُؤَانِكُمْ الرَّهْمَلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِنِّهِ وَكَلْبَتَيْنِ زَيْنَةَ نَوَافَهُ أَحْمَدُ وَالذَّائِمُ قَطْنِي وَنَوَافِي الْأَنْهَقِي فِي شَعْبِ الْإِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَنَوَافِدُ وَقَالَ مَنْ نَبَتَ لِحِمَّةٍ مِنَ الشَّحِيحِ

الجدائد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۲۵۹. اسامہ بن نیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود ادھار میں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دست بدست خرید و فروخت میں سود نہیں ہے۔ متفق علیہ۔

۱۲۶۰۔ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک درہم سود اگر آدمی چاہتے ہو جھٹکے گا جائے۔ تو وہ چھتیس زنا سے زیادہ سخت ہے۔ اسکا ہمارا درہم قطنی نے روایت کیا۔ اور اس کو بھتی نے شعب میں ای عباس سے روایت کیا۔ اور اس میں آسا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جس کا گوشت حرام سے پیدا ہوا ہو تو لگ اس کی

بعض صورتوں میں سود شدید ہو جاتا ہے ۱۵ اس حدیث کو احمد سنائی۔ ابن ماجہ۔ عبدالرزاق نے بھی مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ بظاہر یہ حدیث سعید کی روایت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ جو پہلے گذر چکی ہے۔ بعض نے تو اسامہ کی اس حدیث کو منسوخ کہا ہے۔ لیکن نسخ کی دلیل کوئی نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ادھار میں زیادہ تشدد ظاہر کرنے کے لئے ایسا فرمایا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ شہر میں قید کے سوا کوئی عالم نہیں ہے۔ حالانکہ شہر میں اور بھی عالم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ مزید جیسے عالم نہیں ہوتے۔ اسی طرح کی بیشی بھی سود ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ ادھار کی شق بھی شامل ہو جائے۔ تو اس کی حرمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ۱۶

۱۵ اس حدیث کو طبرانی نے اس واسطے اور کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اور احمد کے راوی ثقہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود کھانے کا گناہ بہت بڑا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ سود خدا خدا تعالیٰ سے لڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے لڑائی زنا سے بہت زیادہ بڑا گناہ ہے۔

فَلَا تَأْتُوا بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ -

۱۲۶۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّبَا أَسْبَعُونَ مِثْقَالَ أَيْسَرَهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّهْجَلُ أُمَّهُ -

۱۲۶۲۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّبَا وَالْأَسْرَافَ وَالْكَثْرَانَ كَثْرَتُهُنَّ عَاقِبَتُهُنَّ تَصِيرُ لِي قُلُوبًا وَأَهْمًا ابْنُ مَلَجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَتَأْوَى أَحْمَدُ الْأَخْبَرُ -

۱۲۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَيْتُ لَيْلَةَ أُسَيْرِ بْنِ عَلِيٍّ قَوْمٌ بَطُونُهُمْ كَالْبَيْوتِ فِيهَا الْحَيَاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بَطُونِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَيْلُ قَالَ

زیادہ مقدار ہے۔

۱۲۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے ستر حصے ہیں۔ سب سے بھدرا حصہ ہے۔ کہ آدمی اپنی ماں سے نہ کرے۔

۱۲۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود اگرچہ کتابی نبیوں جیسے اس کا اہتمام خیارہ ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو ابن ماجہ اور ترمذی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور احمد انہی حدیث کو حدیث کیا ہے۔

۱۲۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میرا گناہ ایک ایسی قوم پر ہوا جس کے پیٹ گروں کی مانند ہٹے ہٹے ہٹے ادا ان کے اندر مانپ چلتے پرتے باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے پوچھا اسے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔ تو اس نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔ اسکو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

لازمی اور متعدی گناہ کا فرق۔

لازمی گناہ ہے۔ اور متعدی گناہ ہے۔ لازمی گناہ تمام گناہوں میں سے ہے اور متعدی گناہ سے ہر حال بہت چھوٹا ہے۔ اگرچہ وہ متعدی گناہ کتابی چھوٹا کیوں نہ ہو کیونکہ لازمی گناہ کا اثر اپنے تک محدود رہتا ہے۔ اور متعدی گناہ کا اثر دوسری دنیا تک پہنچتا ہے۔

اس کو طہرانی نے کبیر میں اور حاکم نے فی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹائے گا۔ اور حدیث کو برہنہ ہے۔ یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سود کے پیسے میں برکت نہیں ہوگی۔ اور بیماری۔ مقدمہ وغیرہ میں ختم ہو جائے گا۔

اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ لیکن قرآن مجید کی آیت اس کی تصدیق کرتی ہے۔ ۱۲۔

هؤلاء اكلوا البراواة احمدًا وابن ماجه۔

۱۲۶۴۔ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَكْلَ الْبِرَاوِ كُلِّهِ وَكَاتِبَيْهِ وَالْمِ
الْعِدَاةَ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ النَّوْحِ مَا وَهَّ النَّسَائِيُّ۔

۱۲۶۵۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ إِخْرَ مَا نَزَلَتْ آيَةُ الْبِرَاوِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَبِضَ وَكَمْ يُفَسِّرُهَا لَنَا قَدَمُوا الْبِرَاوِ الْهَيْبَةَ مَا وَهَّ ابْنَ مَاجَةَ وَالِدَ الدَّارِمِيِّ۔

۱۲۶۶۔ وَعَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَرَفَّضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاهْدِي
إِلَيْهِ أَوْ حَمَلًا عَلَى الدَّابِّ فَلَا يَرْكَبُ وَلَا يَقْبَلُهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرِيًّا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ قَبْلَ ذَلِكَ لَوْلَا ابْنُ

۱۲۶۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے سود کھانے والے اور اس کے کھلانے
والے کے کھنے والے اور زکوٰۃ نہ دینے والے سب پر لعنت کی ہے۔ اور آپ فوج کرنے سے
منع کرتے تھے۔ اسکو سنائی نے روایت کیا۔

۱۲۶۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے آخری آیت جو اتزی وہ سود کے متعلق تھی۔ اور رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اور اللہ آپ نے اس کی تفسیر نہیں فرمائی سوا اب سود بھی چھوڑ دو۔ اور جس میں سود کا شیعہ ہو۔ اس کو
بھی چھوڑ دو۔ اسکو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۲۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کو قرض
دے۔ اور قرض اس کو کوئی ہدیہ دے۔ یا اسے سواری پر بھی پڑھا دے۔ تو اس کی مدد سے سوار رہے۔ اور نہ ہما ہدیہ کو قبول

۱۷۔ اس حدیث کو احمد اور ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے۔ نو ح کی مذمت کی حدیثیں کتاب الجنائز میں گذر چکی ہیں۔ اور زکوٰۃ نہ
دینے کی حدیثیں بھی پہلے گذر چکی ہیں۔

۱۸۔ اس حدیث کو احمد ابن ابی شیبہ۔ بہقی۔ ابن مردودہ۔ ابن مندہ۔ ابن
سعود کے مشابہ سے بھی پڑھیں گے۔
جیر اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ سود کی آیت حلال حرام میں آخری آیت ہے۔ حضرت عمر کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کوئی ایسا
جامع ضابطہ بیان نہ فرمایا جس سے ہر سود کی پوری نشانی ہو جاتی۔ اور فیس کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اب صاف سود کو بھی چھوڑ دو
اور جس میں سود کا شیعہ پیدا ہو اس کو بھی چھوڑ دیا کہ سود ایک بدترین معاشی جرم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس سے سختی سے
روک ہے کیونکہ اگر سود عام ہو جائے تو اس کی تباہ کاریاں ہولناک نتائج پیدا کرتی ہیں جس کو ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ اگر اس کے
سترے کیے جائیں تو ایک مسجد بھی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بڑھ کر ہے اور آج ہم اس منظر کو دیکھ رہے ہیں ۱۷

مَا جَاءَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْأَيْمَانِ -

۱۲۶۷۔ وَعَنْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا يَلْخُذْ هَدِيَّةً مَرَاةَ الْبُخَارِيِّ فِي تَارِيخِهِ هَكَذَا فِي الْمُنْتَقَى -

۱۲۶۸۔ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ اللَّدِّيَّةَ فَلَقَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ أَلَعَلَّ بَأْسَ مِنْ فِيهَا الرَّبْوُ فَكَاشٍ فَإِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَ تَبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَلْخُذْكَ فَإِنَّ رِبْوَانَ رَأَاهُ الْبُخَارِيُّ -

کہے۔ ہاں اگر پہلے سے کئے آپس میں ایسے مراسم ہوں۔ تو کوئی تحریج نہیں ہے۔ اسکو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۲۶۷۔ اور ابن ابی نعیم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی کسی کو قرض دے۔ تو وہ مفروض کا ہدیہ قبول نہ کرے۔ اس کو بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

۱۲۶۸۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ اور عبداللہ بن سلام کو ملا۔ تو انہوں نے کہا۔ تو ایک ایسے عکال میں رہتا ہے۔ جہاں سود عام ہے۔ جب تیرا کسی آدمی چرچن ہو۔ اور وہ تیری طرف ایک تنکے کے برابر یا جو کے برابر ہدیہ بھیجے یا کوئی گھاس کا گٹھہ بیچ دے۔ تو وہ نہ لینا کیونکہ وہ سود ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲ اس حدیث کو سعید بن مسعود اور بیہقی نے بھی سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مفروض سے کسی طرح کا ہدیہ مانگا اٹھانا منع ہے۔ ہاں اگر مفروض اور مفروض میں پہلے سے کچھ راہ در رسم ایسے چلے آ رہے ہوں کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے ہوں۔ تو پھر کوئی

تحریج نہیں ہے۔ ۱۲

۱۲ اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن ابو بردہ کی اس حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ ۱۲

۱۲ ابو بردہ عراق کے علاقہ میں رہتے تھے۔ اور وہاں سود عام چلتا تھا۔ اسی لئے عبداللہ بن سلام نے ان کو واضح طور پر آگاہ کیا۔ اس کا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نفع جو براہ راست اصل سرمایہ پر حاصل کیا جائے وہ سود ہے خواہ وہ کیسے کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں اور پھر خواہ مقرر کیا ہو یا نہ کیا ہو یا اگر مفروض قرض ادا کرنے وقت از خود اپنی طرف سے کچھ زیادہ دیدے تو یہ ہانڈ ہے لینے والے کو بھی اور دینے والے کو بھی لیکن قرض کے دوران مفروض سے کوئی نفع حاصل کرنا حرام ہے ۱۲

بَابُ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبَيْوعِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۲۶۹۔ عن ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الزائنة أن يبيع تمرا حائطاً إن كان فخلًا بئها كيلاً وإن كان كرمًا ما كان يبيعاً بزيب كيلاً أو كان وعند مسلم وإن كان كرمًا عان يبيعاً بكيل طعمهم نهى عن ذلك كله متفق عليه وفي رواية كنهما نهى عن الزائنة قال والزائنة أن يباع ما في رؤس الفخل بئها بكيل مستغنى إن نأد فلي وإن نقص فعلى

ممنوع تجارتوں کا بیان

فصل اول

۱۲۶۹ ہجرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزایب سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا پھل اگر گھور ہو تو خشک کھجوروں سے ماپ کر بیچ ڈالے اور اگر گھور ہوں تو انکو منقہ سے ماپ کر بیچ ڈالے۔ یا اگر گھیتی ہو تو اس کو گندم سے ماپ کر بیچ دے۔ آپ نے ان تمام تجارتوں سے منع فرمایا ہے۔ متفق علیہ اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مزایب سے منع فرمایا اور مزایب یہ ہے کہ کھجوروں کو درختوں پر ہی خشک کھجوروں سے فروزہ پیمانے سے بیچ دے اور کے کہ اگر زیادہ ہو جائیں تو میری اور اگر کم ہوں گی تو میں دوں گا۔

خشک اور تر جنس کی آپس میں بیع منع ہے ۱۵ اس حدیث کو احمد۔ مالک اور اصحاب سنن نے بھی سوائے ترمذی کے روایت کیا ہے۔ سو کہ یہ اب میں جن چیزوں میں کسی بابت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ان میں یہ سب متعلق آجاتی ہیں۔ اور منع ہونے کی علت یہ ہے کہ خشک چیز تو اتنی ہی رہے گی۔ اور تر چیزیں خشک ہو کر کم ہو جائیں گی۔ تو گویا کہ ایک ہی جنس میں کوئی پیشی ہوگی اس لئے تمام تجارتیں منع ہیں اور تجارت کا دوسرا اصول یہ ہے کہ جس تجارت میں کسی رنگ میں دھوکہ پایا جاتا ہو یا دھوکا لگا مکان ہو وہ منع ہے۔ اور تیسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ تجارت منع ہے جس سے کوئی چیز ہٹتی ہو جائے اور صارفین کو اس کی تکلیف ہو مثلاً غیر موجود چیز کی تجارت کہ اس سے سٹہ بازی کی راہ ہوا رہتی ہے اور ایک ہی چیز پر درمیان میں کئی ایک واسطے پڑ کر اس کو زیادہ سے زیادہ منگوا کر بیچنے میں ۱۶

۱۲۷۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَابِرَةِ وَالْحَاقِلَةِ وَالزَّائِنَةِ وَالْحَاقِلَةِ لَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ الذَّمَّ بِبَيِّنَةٍ فَرَقِ حِنطَةً وَالزَّائِنَةُ أَنْ يَبِيعَ الثَّمَرِيَّ مِثْلَ الْفَخْلِ بِبَيِّنَةٍ فَرَقِي وَالْخَابِرَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالثَّلَاثِ وَالرَّبِيعُ رِوَاةٌ مُسَلَّمَةٌ.

۱۲۷۱۔ وَعَنْ كَالٍ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَاقِلَةِ وَالزَّائِنَةِ وَالْخَابِرَةِ وَالْحَاقِلَةِ وَعَنِ الثَّنِيَاءِ وَمَا نَخَصَ فِي الْعَرَايِمِ وَأَوَاةٌ مُسَلَّمَةٌ.

۱۲۷۲۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالثَمْرِ إِلَّا أَنْ رَخَّصَ فِي الْعَرَايِمِ أَنْ تَبَاعَ بِخَصْرِهَا ثَمْرًا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطْبًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۷۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خابریہ اور حاقلہ اور مزانیہ سے منع فرمایا ہے۔ اور حاقلہ ہے۔ کہ آدمی کھیتی کو مثلاً سوفق سے بیچ ڈالے۔ اور مزانیہ ہے کہ کھجوروں کو دو قتلہ پر ہی سوفق سے مثلاً بیچ ڈالے۔ اور خابریہ ہے۔ کہ آدمی زمین کو تھانی یا جو تھانی نصیر پر کاشت کرنے کو دیکھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۷۱۔ اور انہی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاقلہ اور مزانیہ اور خابریہ اور حاقلہ اور ماواہ کو منع فرمایا ہے۔ اور اندازہ کرنے کی رخصت فرمائی۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۷۲۔ سہل بن ابی حنفہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ ہاں آپ نے اندازہ کی رخصت فرمائی ہے۔ کہ اندازہ کر کے خشک کھجوروں کے بدلے بیچ دیا جائے۔ تاکہ لوگ تازہ کھجوریں کھا سکیں۔ متفق علیہ۔

۱۲۷۳۔ اس حدیث کو بخاری اور شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ حاقلہ اور مزانیہ کا بھی تھوری ہے۔ اور خابریہ کی بھی تھری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ مسلمان بھائی سے رواداری کرے۔ اور اپنی ضرورت سے زائد بیچتی ہوئی زمین کسی مسلمان بھائی کو مفت ہی کاشتکاری کے لئے دیدے۔ یہ اولیٰ اور افضل ہے۔ ورنہ زمین بھائی پر کاشت کے لئے دینا منع نہیں ہے۔

۱۲۷۴۔ اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی مشرق روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ اور ماجہ کے سوا اصحاب سنن نے بھی اس کو بیان کیا۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ معاذ میری ہے کہ زمین یا باغ کو کسی سال کے کٹھے ٹیکے پر دیا جائے۔ اس کے تمام پھل کی دہر بھی ہی ہے۔ کہ پھل نہیں۔ کہ آئندہ سال باغ میں پھل پھولے گا۔ یا زیادہ۔ یا کھیتی یا کھیتی ہوگی۔ یا پھل۔ اور اشتہار ہے۔ کہ زمین یا باغ میں سے کچھ حصہ مستثنیٰ کر کے اپنے لئے رکھ لیا جائے۔ اور اگر وہ درخت یا حصہ زمین معلوم ہوتا جائے۔ ورنہ نہیں۔ اور اندازہ یہ ہے۔ کہ درخت کا پھل درخت پر ہی خشک جنس دے کر یا لے کر خریدے یا بیچ دے۔ یہ بیع (حاشیہ معترضہ)۔

۱۲۷۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ وَأَقْرَبِ تَوْضِعِ الْجَوَائِمِ مَا وَاهُ مُسْلِمًا.

۱۲۷۷۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوْبِعَتْ مِنْ أَخِيكَ ثُمَّ أَفْصَا بَتَبْجَاةٍ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَلْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بَدَلًا تَلْخُذُ مَا لَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقِّ مَا وَاهُ مُسْلِمًا.

۱۲۷۸۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كَانُوا يَتَأَمَّرُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَ فِي مَكَانٍ فَتَهَامُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِهِ فِي مَكَانٍ حَتَّى يَنْقَلِبُوا مَا وَاهُ الْبُحَاثُ وَكَمْ أَجْدًا فِي الصُّبْحِيِّينَ.

۱۲۷۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سالوں کی بیع سے منع فرمایا ہے اور آفتوں کی منہائی کا آپ نے حکم فرمایا اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۷۷۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ پل پیچے پھر اسے کوئی آفت پہنچ جائے تو تجھ کو جائز نہیں ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی چیز لے۔ کس چیز کے بدلے تو اپنے بھائی کا مال بغیر حق کے لیتا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ بازار کی اوپر کی جانب غلہ خرید کر لیتے تھے اور اسی جگہ اس کو بیچ ڈالتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ منتقل کرنے سے پہلے اسی جگہ بیچنے سے منع فرمایا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور یہ روایت میں سے صحیحین میں نہیں پائی ہے۔

مفتوح آفات کی رقم منہالی جائے۔ ۱۲۔ اس حدیث کو شافعی اور ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ایک سال سے زیادہ کا ٹھیکہ کر لینا منع ہے کیونکہ ابھی تک ہجرت اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی ہے اس کی تجارت کیسے جائز ہو سکتی ہے اور آفتوں پر منہالی کا یہ مطلب ہے کہ اگر باغ پر پھل مثلاً ایک ہزار روپے کی مالیت کا معلوم ہو تو ٹھیکہ پر دیتے وقت اس میں سے کچھ رقم چھوڑ دینی چاہیے کہ ممکن ہے کہ اتنا دھنسنے یا اس کو کوئی آفت پہنچ جائے اور اگر وہ آفت پہنچ جائے تو تین ٹھیکہ والوں کو نقصان ہوا اتنی رقم اس سے نہیں لینی چاہیے ۱۲

آفت پہنچنے پر ٹھیکہ کی رقم نہیں دی جائے گی۔ ۱۳۔ اس کو ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا کہیتی یا باغ چکنے کے قریب ٹھیکہ پر لیا اور مال ہو کاٹنے کا وقت نہیں آیا تھا کہ اس پر کوئی آسمانی آفت آگئی مثلاً بجلی گری یا زلزلہ پاری سے غم ہو گیا تو ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کہتے ہیں کہ خریدار بیچنے والے کو رقم بالکل نہیں دے گا اور اگر وہ بیچے وصول کر رہا ہے تو

۱۲۷۹۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْتَامٍ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَ
فِي رَأْيِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتَّى يَكْتَالَ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۲۸۰۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَا الَّذِي تَمَلَّى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ
يُبَاعَ حَتَّى يَقْبُضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا أَحْسَبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ - مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

۱۲۸۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلْقُوا النَّبِيَّ كَيْفَ لَيْبِعُ وَلَا يَبِيعُ
بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَبَايَعُوا وَلَا تَبِيعُوا وَلَا تَبِيعُوا وَلَا تَبِيعُوا وَلَا تَبِيعُوا وَلَا تَبِيعُوا
إِتِّاعًا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ لِيُخْبِرَ النَّظْرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يُحْكِمَ هَا أَنْ رَضِيَهُمَا أَمْسَكَهُمَا وَأَنْ سَخَطَهُمَا رَدَّهُمَا

۱۲۷۹۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی عکس خریدے۔ وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب
تک کہ اس کو اپنے قبضہ میں نہ کرے۔ اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ جب تک اس کو ماپ نہ لے۔ متفق علیہ
۱۲۸۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا منع فرمایا ہے۔ وہ تو صرف غلہ
ہے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ ہر چیز کے متعلق بھی حکم ہے۔ متفق علیہ

۱۲۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجارت کے لئے قافلہ والوں کو گائے
جا کر نہ ہلا کر دو اور کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے سودے پر سودا نہ کرے اور قیمت نہ چڑھایا کرو اور شہری آدمی دیہاتی کی دلالی نہ کیا کرو
اور اونٹنی اور بکری کو دو دو روک کر نہ بیچا کرو۔ اور جو آدمی کوئی ایسا جانور خریدے۔ تو وہ وہ دہنے کے بعد اسکی اپنی مرضی ہے مگر چاہے کچھ
اور اگر چاہے تو اس کو واپس کر دے۔ اور گھوڑوں کا ایک ٹوپہ بھی اس کے ساتھ دیدے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے جو آدمی دودھ
(گوشہ ساشیہ) چلا ہو تو اس سے دہم داپس لی جائے گی آنحضرت نے ایک آدمی سے ایسی صورت میں دہم داپس دلانی تھی ۱۲

مال پر قبضہ کرے پھر فروخت کرے۔ ۱۳ اس حدیث کو بخاری نے بھی بیوع میں روایت کیا ہے اور ترمذی کے سوا
اصحاب سنن اور احمد نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔ مال میں فروخت کرنے سے اس بیعہ منع فرمایا ہے کہ ایک تو بیعہ چل جائے کہ بچ
کو مال پورا ل گیا یا نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر خداوند تعالیٰ فائزہ دے تو بیچنے والے کو دیکھ کر اس کی تکلیف نہ ہو اور وہ حد نہ کرے ۱۴
۱۵۔ ریشیہ صحیفہ (۱) اس کو احمد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عباس کی روایت کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی
روایت کیا ہے مطلب اس حدیث کا بھی وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۶

۱۷۔ اس کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے
ابن عباس کا ایک اجتہاد۔
اس کو صحیح کہا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو قیاس فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے اور تجارت کے اصولوں (رہائشہ صحیفہ ۱)

وَصَاعًا مِّنْ قَمْ مَّتَّفَقَ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِّسَلِيمٍ مِّنْ اَشْتَرَى شَاةً مَّصْرًا فَذَهَبًا بِالْخِيَارِ كَلْتَهَ اَيَّامًا فَارْتَدَّهَا
رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ لَّا قَمْ اَوْلَىٰ

۱۲۸۲. وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْقُوا الْجَلْبَ فَنَنْ تَلْقَاهُ فَاشْتَرَى مِنْهُ

فَاِذَا اَتَى سَيِّدَةَ السُّوقِ فَهُوَ بِالْخِيَارِ مَوْلَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۸۳. وَعَنْ ابْنِ عَمْرِو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْقُوا السَّلْمَ حَتَّى يَهْبِطَ بِهَا
اِلَى السُّوقِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۲۸۴. وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ اٰخِيَرٍ وَلَا

رد کی ہوئی بکری خریدے۔ تو اسکو تین دن تک اختیار ہے۔ اگر اسکو واپس کرے۔ تو اس کے ساتھ کھجور کا ایک ٹوپہ بھی دلیں گے اور
گند نہیں لے

۱۲۸۲. اور ابھی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قافلے والوں کو آگے جا کر نہ ملا کرو۔ اور جو آدمی ان کو جا کر
لے۔ اور ان سے کوئی چیز خریدے۔ پھر اس کا مالک بازار میں آئے۔ تو اسکو اختیار ہے۔ اسکو مسلم لے روایت کیا۔

۱۲۸۳. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسباب کو آگے جا کر نہ ملو۔ یہاں تک کہ
اسے لاکر بازار میں اتار دیا جائے۔ متفق علیہ۔

۱۲۸۴. اور ابھی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے بھائی کے سوسہ پر سودا نہ کرے۔ اور
(بقیہ صفحہ گذشتہ) میں سے ایک یہ ضابطہ بھی ہے کہ جہاں سے مال خرید لیا ہے۔ اسی جگہ پر اس کو نہ بیچا جائے جب تک کہ ماپ تول کو اس کو
اپنے قبضہ میں نہ کرے اور اس کو وہاں سے اٹھانے سے ۱۲

قیمت پر طماننا منع ہے۔ (راشید صفحہ ۱۲۱) اس حدیث کے پہلے حصہ کو مالک اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے
اور مسلم والی روایت کو عبد الرزاق بہیقی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ قافلہ کو آگے جا کر ملے اور ان کو بتائے کہ جو جنس

یا چیز تم بنا رہے ہو اس کا تو بہت متدبر ہے اور یہ بھانڈ ہے اور وہ اس کے ہاتھ اس بھانڈ پر بیچ دیں یہ منع ہے اور اگر مشتری
میں اگر معلوم ہو کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا تھا تو ان کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر دیں۔ قیمت پر طماننا اس طرح ہے کہ دو یا کوئی
کئی آدمی آپس میں شریک ہوں کوئی خرید لیا جائے تو ایک دو کا نذر تو بیچے اور اس کا دوسرا ساقی بولی دے کہ اس کی قیمت کو
پوچھنا جائے تاکہ خریدار بھی قیمت پوچھا جائے یہ منع ہے اور روکے ہوئے دودھ کے جانور کو خریدنا چاہے تو واپس کر سکتا ہے

لیکن اضاف اس کے قائل نہیں ہیں اور یہ صحیح حدیث اس کی تردید کرتی ہے ۱۲ (راشید صفحہ ۱۲۱)

- يُخْطَبُ عَلَى خُطْبَةِ الْخَيْرِ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ كَرَاهَا مُسْلِمٌ۔
- ۱۲۸۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْمُرُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمٍ الْخَيْرِ الْمُسْلِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
- ۱۲۸۶۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَيْدٍ دَعَا النَّاسَ بِرِزْقِ اللَّهِ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
- ۱۲۸۷۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنْ الْمَلَأَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمَلَأَسَةُ نَسُّ الرَّجُلِ ثُوبَ الْأَخِي

کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے۔ مگر یہ کہ وہ اسکو اجازت دے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہری آدمی دیہاتی آدمی کا مال نہ بیچے۔ لوگوں کو بھڑکادو کہ انہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دلو گے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پیناؤں اور تھاروں سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے بیچ ملا مسعود منابذہ سے منع فرمایا ہے۔ اور ملا مسعود ہے کہ آدمی دوسرے کے کپڑے رات یا دن میں پھرتے اور

۱۲۸۵۔ (تقریباً حاشیہ) اس حدیث کو احمد، اصحاب سنن اور ابی خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب یہی ہے جو آمد پر گزرا ہے

۱۲۸۶۔ (تقریباً حاشیہ) اس حدیث کو احمد، ابی داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اگر انکھا سواد شروع ہو جائے جس طرح بول میں ہوتا ہے تو پھر پرتے ہے اور اس طرح اگر خوشکی کوئی ہاں پھیرتے ہیں تو بیخام بیجا سکتا ہے ہاں اگر طریق سے گفتگو شروع ہو چکی ہو تو پھر منگنی کا بیخام دینا منع ہے

۱۲۸۷۔ (تقریباً حاشیہ) اس حدیث کو احمد اور بخاری نے بھی روایت کیا اور مطلب یہی ہے بیان ہو چکا ہے

۱۲۸۸۔ (تقریباً حاشیہ) اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اور اس حاشیہ پر جو محمد

شہری دیہاتی کی دلالی نہ کرے۔

بَيِّدَاهُ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يَمْلِكُ رِبِّكَ ذَلِكَ وَاللَّتَابَةَ أَنْ يَبِيدَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِشَيْءٍ يَبِيدُ
 الْأَرْضَ مَوْتًا وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللَّبْسَتَيْنِ إِسْمِ
 أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبًا عَلَى أَحَدٍ عَارِثِيَةً فَيَبِيدُ وَاحِدًا شَقِيذًا كَيْسَ عَلَيْهِ كَوْنُ اللَّبْسَةِ الْأُخْرَى
 لِحَبْتَاءَ لَا يَتَوَبُّ وَهُوَ جَالِسٌ كَيْسَ عَلَى فَرَجِهِ مِنْ شَيْءٍ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ

۱۲۸۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ عَنْ
 بَيْعِ الْقُرْبَى وَأَهْلِ مَسَلَمَةَ

اسے الٹ پلٹ کر نہ دیکھے اور عین پھرنے سے بیع ہو جائے۔ اور بیع میں منابذہ یہ ہے کہ کوئی کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے۔ اور اس سے ان کا سودا ہو جائے۔ بغیر دیکھنے اور بغیر رضامندی کے اور دوسرا کو ایک تو بطریق ممتا ہے۔ اور ممتا یہ ہے کہ اپنا کپڑا دونوں کندھوں میں سے ایک کندھے پر رکھے۔ اور اس کے دونوں پہلوؤں میں سے ایک پہلو ننگا رہے۔ اس پر کوئی کپڑا نہ رہے۔ اور دوسرا پہنا دیا اپنے کپڑے سے گوٹا مارتا ہے کہ وہ بیٹھا ہو۔ اور اس کی شرمگاہ پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔ متفق علیہ

۱۲۸۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکری کا بیع اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

(القیہ سائشہ) اور ترمذی نے اس کو بیع کہا ہے کوئی شہری کسی دیہاتی گلا کوئی دیہاتی کسی شہری کا مال نہ تو فروخت کرے اور نہ ہی اس کے لیے خرید کرے کیوں کہ یہ آپس میں اصل بھاد سے ناواقف ہونگے اور دھوکے اور فریب کا امکان زیادہ ہو گا مثلاً ایک شہری کو زمین کسی دور افتادہ گاؤں میں ہو تو وہ چارہ وغیرہ کے بھاد سے ناواقف ہو گا اور اگر کوئی دیہاتی کسی شہری کے پاس مال چھوڑے گا تو اسے کسی طرح بیع دینا تو یہ منع ہے اصل یہ ہے کہ مالک پاس بہرا اور مقام فروخت پر بیع کرے یا قدامت رخ کا خود پتہ کرے ۱۲

۱۳ (ماشیہ صحیفہ) ترمذی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کا مضمون واضح ہے ۱۴

۱۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اور ترمذی بیع منابذہ منع ہے

نے بیع کہا ہے نکری کی بیع یہ ہے کہ میں نکری پھینکتا ہوں جس تھان پر جا لگے یا جس جھیر بگری یا گائے اور لٹی پر جا لگے وہ میں نے اتنے کو خریدی یہ منع ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اور تجارت میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ تجارت منع ہے جس میں کوئی دھوکہ ہو

۱۲۸۹۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَوَّضَ بِمِلِّ الْجَبَلِ وَكَانَ بَيْعًا بَيْتَايَعَهُ أَهْلُ أَلْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَبَلَ وَيُرَى إِلَى أَنْ تَسْبَحَ النَّاقَةُ ثُمَّ تَسْبَحُ النَّاقَةُ وَيُطْفَأُ مَنَافِقُ عَلَيْهِ

۱۲۹۰۔ وَعَنْ تَمَّالٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَخْلِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۲۹۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ خِرَابِ الْجَبَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ رُحِمَتْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۹۲۔ وَعَنْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۲۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کے عمل کی بیع سے منع فرمایا ہے یہ زمانہ جاہلیت کی ایک بیع تھی کہ کوئی آدمی اس اقدار پر اونٹ خرید لیتا کہ جب اونٹنی بچہ دے گی اور پھر وہ بچہ جب بچہ دے گا تو اس وقت اس اونٹ کی قیمت ادا کر دے گا۔ متفق علیہ۔

۱۲۹۰۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ پر چھوٹنے کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۲۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ پر چھوٹنے کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔ اور پانی اور زمین کی اجرت سے جو کھیتی باڑی کے لئے دی جائے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۹۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۔ اس حدیث کو مالک احمد اور ابن ماجہ کے سوا باقی تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا اور حدیث کا مضمون واضح ہے ۱۲ جفت کر لےنے کی اجرت حرام ہے ۱۳ اس کو احمد بن ابی شیبہ اور ابن ماجہ کے سوا تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ہر ایک لفظ اور حرف تہذیباً صریحاً۔ اور جینسا اسللال جا اور ہو با تمام مثلاً گدھا وغیرہ تو ان کو مادہ پر حقیقی کرنے کے کیلئے اگرچہ ڈرا جائے تو اس کی قیمت لینا حرام ہے اور اس جملہ یہ بھی راجح ہے

۱۴ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور زمین اور پانی کی قیمت لینا منکر ہے جس کے متعلق پہلے گزر چکا

ہے یہ نہیں تفریحی سے تفریحی نہیں ہے

۱۵ اس حدیث احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے (تقیہ جائزہ ۱۵)

۱۲۹۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَاعُ فَضْلٌ لَكَ إِلَّا بِبَيْعٍ بِ- الْكَلَامِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

۱۲۹۴. وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى صَبْرَةٍ طَعَامٍ نَادَخَلُ يَدَاكَ فِيهَا فَانَلَتْ أَصَابِعُ بَلَا فَقَالَ مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ ثَلَاثُ أَصَابِتُ الشَّمَاوِيَّارَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ مِنْ عَشْرِ قَلْبِي هَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

الفصل الثاني

۱۲۹۵. عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى حِينَ الثَّنْيَا لِأَنَّ يَعْلمُ رَوَاهُ

۱۲۹۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زائد پانی کو فروخت نہ کیا جائے۔ کہ اس طرح آدمی گھاس کو بیچ دے متفق علیہ

۱۲۹۴ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر داخل کر دیا۔ آپ کو کچھ تراوت سی محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے غلے والے یہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ اسے ٹنڈے کے رول اس پر بارش برس گئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے اس کو غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا۔ کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ جو آدمی دھوکہ کرے وہ میری امت سے نہیں ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۲۹۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیر زمینیں استثنا سے منع فرمایا۔ ہاں اگر مقرر ہو

(یعنی حاشیہ ضرورت سے زائد پانی بیچنا منع ہے اور نظام حدیث سے معلوم ہی ہوتا ہے خواہ وہ پانی مباح زمین میں ہو یا مملوک میں اور بیچنے کے لینے ہو یا زراعت کیلئے ہاں اگر خود ہی پانی قیمت خریدار ہوا ہو تو پھر اسکی قیمت سے کتنا ہے جیسے بھری پانی کو اسکا معاملہ اسکا دہا کرنا پڑتا ہے۔ (حاشیہ محترم ہذا) اس حدیث کو ائمہ نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مباح زمین میں اگر پانی پر قبضہ کرے گا تو وہاں کوئی دوسرا آدمی گھاس بھی تو نہیں چرا سکے گا گو یا کہ اس نے پانی کے بہانہ سے گھاس پر بھی قبضہ کر لیا یا اگر پانی قیمت فروخت کیا تو دوسرے رنگ میں اس نے گھاس بھی بیچ لیا ۱۱

۱۲ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح ہر طرح کا دھوکہ حرام ہے کہا ہے اور مضمون واضح ہے ۱۳

التِّرْمِذِيُّ

۱۲۹۶. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعَلْبِ حَتَّى يَسْوَدَ وَعَنْ بَيْعِ الْعَلْبِ حَتَّى يَشْتَدَّ هَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاوُدُ وَلَيْسَ عِنْدَهُمَا بِرِوَايَةٍ تَمْنِي عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى تَزْهُوا لَأَبْرُوَايَةَ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَمْنِي عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى تَزْهُوا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاوُدُ عَنْ أَنَسٍ وَالزِّيَادَةُ النَّاسِيُّ فِي الْبَيْعِ وَهِيَ قَوْلُ تَمْنِي عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى تَزْهُوا أَمَا نَهَيْتُ فِي رِوَايَتِهِمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَمْنِي عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى تَزْهُوا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدَايَتُ هَسَنٌ غَرِيبٌ -

تو جائز ہے۔ اس کو ترمذی نے رعایت کیا۔

۱۲۹۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کی سیاہ ہونے سے پہلے اور دانے کی سخت ہونے سے پہلے خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ ابو داؤد اور ترمذی نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور ان دونوں میں انس کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہیں کہ آپ کھجور کی بیج سے پہلے منع کیا ہے۔ ہاں ابن عمر کی روایت میں ہے کہ کھجور کی بیج سے پہلے منع فرمایا ہے۔ اور ان دونوں میں ابن عمر کی رعایت کے یہ لفظ ہیں کہ آپ نے پک جانے سے پہلے کھجور کی بیج سے منع فرمایا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۲۹۷ اس حدیث کو احمد نساہی، مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی بحث پہلے گذر چکی ہے۔

۱۲۹۷ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ ابن عمر نے بھی روایت کیا ہے فصل اقل میں انس کی حدیث کے تحت اس کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔ اس کا اصل یہ ہے کہ کسی طرح بھی خریدار کو نقصان نہ ہو اور اگر بالفرض کوئی سودا ہو جائے اور بعد میں کوئی آسانی یا زینتی آفت اس بائع یا کھیتی کو تباہ کر دے تو بائع کو اس کی رقم نہیں ملے گی اور اگر وہ رقم لے چکا ہے تو اس کو وہ رقم واپس کرنی پڑے گی۔ البتہ پانچ وسق تک کھجور اور انگور خشک ترکا آسین تباہ دیا جائے ہے اور اس کی بنیاد معلوم ہوتی ہے تاکہ لوگ تازہ کھجور اور انگور کھا سکیں اور اتنی قلیل مقدار میں اگر خدا نخواستہ نقصان بھی ہو گا تو کتنا ہو جائے گا اور اس کے مقابل لوگوں کا ہر نام زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اتنی سی مقدار بھی کھانے کے لیے جائز ہے تجارت کے لیے نہیں ۱۲

۱۲۹۷. وَعَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكَلْبِ بِالْكَالِي دُونَكَ وَدَارِ قَطْنِي
 ۱۲۹۸. وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَنْ بَيْعِ الْعَرَبِيَّانِ دُونَ مَالِكٍ وَالْبُودِ أَوْ دُونَ ابْنِ مَلَجَةَ.
 ۱۲۹۹. وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَبِ
 وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ دُونَكَ دُونَ أَوْ دُونَ.
 ۱۳۰۰. وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ تَاجِلًا مِنْ كِلَابٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفِئْلِ
 فَهَبَّاهُ لِقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَطْرُقُ الْفِئْلَ فَنُحْضِرُكُمْ فَنُحْضِرُكُمْ فَخَصَّ كَهْفِي فِي الْكِرَامَةِ تَرَاوَاهُ الْبُرَيْدِيُّ

۱۲۹۷. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار کی ادھار سے بیع کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے۔
 ۱۲۹۸. عمرو بن شعیب اپنے باپ کے فیعیہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعانہ دینے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اسکو مالک ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔
 ۱۲۹۹. حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور کی بیع اور دھوکے کی بیع اور پک جانے سے پہلے چلوں گزیر سے منع فرمایا ہے۔ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔
 ۱۳۰۰. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو کلاب کے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نر کی قیمت کی اجرت کیے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو منع فرمایا پھر اس نے کہا کہ اللہ کے رسول ہم نہ چھوڑتے ہیں تو بعض لوگ ہمیں کچھ انعام دے جائیں۔ تو آپ نے انعام لینے کی اسکو اجازت دیدی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۲ اس حدیث کو بہق اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی بحیثیت چھبہ گزیر پکی ہے ۱۲

بیعانہ کی بیع جائزہ نہیں۔
 ۱۲ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند متقطع ہے بیعانہ کی بیع یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز خریدے اور بیعانہ کے طور پر بیچنے والے کو کچھ رقم دیدے اور یہ رقم ہو جائے کہ اگر میں یہ چیز خرید کر لوں گا تو یہ رقم قیمت سے منہا کر لی جائے گی اور اگر نہ خریدوں تو میں تجھ سے یہ رقم واپس لینے کا ہقدار نہیں رہوں گا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے ۱۱

عجبور کی بیع جائزہ نہیں۔
 ۱۲ اس کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے مجبور کی بیع وہ ہے کہ کسی کو مالک اس سے کوئی چیز خرید کر لی جائے اور اس سے رسید پر دستخط کرانے

۱۳۰۱۔ وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ جَرِّزٍ إِذْ قَالَ تَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي
مَرَاةَ التَّرْمِذِيِّ فِي رِوَايَةٍ لَهُ وَالرَّبِّيُّ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَنِي الرَّجُلِ
فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي فَأَبْتَأُ لِمَنْ السُّوقِ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔

۱۳۰۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ لِي بَيْعَةَ مَرَاةَ
مَالِكٍ وَالتَّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۳۰۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ مَرَاةَ فِي شَرْحِ السَّنَنِ۔

۱۳۰۱۔ حکیم بن جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو
اسکو ترمذی نے روایت کیا اہل اسکی روایت اور ابو داؤد اور نسائی میں ہے کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول بعض دفعہ میرے
پاس کوئی آدمی آتا ہے وہ مجھ سے کوئی چیز خریدتا ہے اور وہ میرے پاس نہیں ہوتی میں اسکو بالاد سے خرید کر دیتا ہوں۔ تو آپ نے
فرمایا جو بیچنے سے پاس نہ ہو۔ اس کی بیع نہ کیا کرے

۱۳۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا ہے اسکو مالک
ترمذی ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۰۳۔ عمر بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ اس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دفعہ میں دو
بیعوں سے منع فرمایا ہے اسکو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

(فقیر حاشیہ) جائیں یہ ہر لحاظ سے منع ہے اور دوسری یہ کہ آدمی اپنے قرضے کی زیادتی کی وجہ سے اپنے گھر
کا سامان بیچنے پر مجبور ہو جائے یہ بیع جائز ہے لیکن مردت یہ ہے کہ اس کا مال پر آدمی قیمت پر خرید اجائے یا اس کو بلیس
ملنے تک قیمت دے دی جائے

۱۳۰۱۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا
ہے اگر نسائی حقیقی کی قیمت مقرر کر کے مادہ پر ہو پڑے تو یہ حرام ہے اور اگر کوئی از خود نرواے کو کچھ دے جائے تو یہ جائز ہے ۱۲
۱۳۰۲۔ حاشیہ صفحہ ۷۱) اس حدیث کو احمد اور فقیر اصحاب سنن ادیان جان
نے بھی روایت کیا ہے۔ حدیث کا مضمون واضح ہے بیع مسلم اس سے مستثنیٰ ہے کہ دوسری حدیثوں سے اس کا حوالہ

۱۳۰۴۔ وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ سَلْفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَلَا مِثْلٍ مَالَهُ يُضْمَنُ وَلَا يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ سَأْوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالسَّيْلِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ

۱۳۰۵۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ الْأَبْلَ بِالْبُقِيعِ بِاللَّذْنَانِ فَاخَذَ مَكَانَهَا اللَّذْنَانِ مَا أَهْمُ وَأَبِيعُ بِاللَّذْنَانِ مَا أَهْمُ فَاخَذَ مَكَانَهَا اللَّذْنَانِ فَاخَذْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَأَبِي الْقَاسِمِ لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَ هَابِسَهُ يَوْمَهَا مَالَهُ لِفَتْرِ قَاوِئِنِكُمْ مَا سَى مَا وَكَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالسَّيْلِيُّ وَاللَّذْنَانِيُّ

۱۳۰۴ اور اہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے قرض اور بیع اور نہ ایک بیع میں دو شرطیں اور نہیں نفع ہے اس چیز کا جس کا آدمی ضمان نہیں ہے۔ اور جو چیز حاضر موجود نہیں ہے اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے

۱۳۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بقیع کے مقام پر اونٹ دیناروں سے بیچا۔ اور دیناروں کی جگہ درہم سے لیتا اور کبھی درہم سے بیچتا اور ان کی جگہ دینار لیتا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو کسی دن کے بھاد کے مطابق لے لے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ تم دونوں رضی ہو کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور حارمی نے روایت کیا۔

ادار اور نقد کی قیمتوں میں فرق نہ ہو۔ اس کو احمد شافعی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی چیز کی دو قیمتیں نہیں ہوتی چاہیں مثلاً اس طرح کہ کہ یہ گھوڑا میں تجھ کو پانچ سو روپیہ کو دوں گا بشرطیکہ تو قیمت تعداد کرے اور اگر فلاں وقت تک ادھا کرے تو پھر اسکی قیمت چھ سو روپے ہے اسکا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ میں یہ گھوڑا تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تو اپنی بیس بجھے ورنہ سے ادھر تو نوے تو میں بھی نہیں دوں گا

اس حدیث کو بہت ہی نے بھی روایت کیا اور مطلب وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا

قرض میں بیع کی شرط منع ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قرض اور بیع کے ساتھ بیع کی شرط ہے اور قرض اس طرح کہ کہ میں تجھ کو یہ زرد پیر قرض دیتا ہوں بشرطیکہ تو پھر مجھ سے سو روپے میں خریدتا اور وہ چیز حقیقت میں اتنی قیمت کہ نہ ہو گا یا وہ اس چیز کے بہانے اپنے قرض کا سود وصول کرنا چاہتا ہے۔ یہ منع ہے ایک بیع میں دو شرطیں اس طرح کہ بیسے نقد سے تو سو روپیہ سے اور اگر نوے سے تو ایک سو بیس روپیہ ہوں گا یہ بھی گویا سود ہے یا جو آدمی کسی مال کا ضمان ہے وہاں سے نقد

۱۳۰۶۔ وَعَنْ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هُوْدَةَ أَخْرَجَ كِتَابًا هَذَا مَا لَشَرَى الْعَدَاءُ ابْنَ خَالِدِ بْنِ هُوْدَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أُمَّةً لِأَدَاءِ عَوْلَانِ ثَلَاثَةَ وَارْبَعِينَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

۱۳۰۷۔ وَعَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ جَلَسًا وَقَدْ خَافَ قَالَ مَنْ يَشْتَرِي هَذَا الْجَلَسَ وَالْقَدْحَ فَقَالَ رَجُلٌ أَخَذَهُمَا بِيَدَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَزِيدُ عَلَيَّ دِرْهَمًا فَاعْطَاهُ أُجْرًا وَمَنْ هَمَّ بِمَنْ بَاعَهُمَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۰۶۔ عداء بن خالد بن ہوزہ نے ایک تحریر لکائی کہ میں نے کھتا تھا۔ یہ تحریر عداء بن ہوزہ کے نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ کہ عداء نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا لونڈی خریدی ہے۔ اس میں کوئی بیاری نہیں ہے اور کوئی دھوکہ نہیں ہے اور کوئی تیب نہیں ہے۔ یہ مسلمان کا مسلمان سے سودا ہے۔ اس کو ترمذی نے نقل کیا۔ اور کہا یہ حدیث لایب ہے۔

۱۳۰۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے ایک کبیل اور ایک پیلا بیچا۔ اور فرمایا کون آدمی یہ کبیل اور پیلا خریدے گا۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک سے زیادہ کون دیتا ہے۔ تو ایک آدمی نے ان دونوں چیزوں کے دو درہم دے دیے۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اس کو دے دیں۔ اس کو ترمذی۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

(تفسیر حاشیہ) نفع میں اس کا جو منافع ایک آدمی کسی کے پاس بیٹیس گروی رکھتا ہے اگر یہ بیٹیس رہا نہ تو گروی رکھنے والے کی گروی اور اگر وہ بیچے دیکھے تو وہ میں گروی رکھنے والے کا ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ نقصان تو گروی رکھنے والے کا ہو اور فائدہ وہ ہے جس کے پاس گروی ہے۔ ۱۱

۱۲۔ اس حدیث کو احمد ابی ماجہ اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز دوسرے سے بیچی جاوے اور قیمت تو لوں کی صورت میں دے لے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ اس وقت کے بھاؤ کا نسبتاً ہے وہ بیچ ہوگا۔

۱۳۔ (مراخہ مصنف ہذا) اس حدیث کو نسائی۔ ابن ماجہ اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے کہ بیچنے والا ہر چیز کی وضاحت کر دے کہ اس میں نفع کیا ہے۔ یا کوئی عیب نہیں ہے اور پھر اس کا خامی ہو مسلمان کا سودا اسی مطالب سے ہونا چاہیے۔

۱۴۔ اس حدیث کو احمد نسائی نے بھی روایت کیا۔ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کی بولی دینا جائز ہے۔

الفصل الثالث

۱۳۱۔ عَنْ وَائِلَةَ بِنْتِ الْأَسْقَمِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَاتَ يَتْبَأُ لِرَبِيْبَةٍ كَفَرِيْبَةٍ فِي مَقْعِ اللَّهِ أَوْ لَمْ تَنْزِلِ الْمَلَكَةُ تَلَعْنَا نَرَاهَا ابْنُ مَلَجَةَ۔

باب

الفصل الأول

۱۳۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ابْتَأَمَ لِخَلَا بَعْدَ أَنْ تَوَبَّرَ

فصل سوم

۱۳۱۔ عائشہ بنت ابی اسحاق رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جو آدمی کوئی عیب وار چیز چھوے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نارا منگی میں ہوتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں اسکو عذابوں سے روایت کیا۔

باب

فصل اول

۱۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی تابیر کے بعد کھجور کا دھت تیرا

دھو کہ دنیا مسلمان کا کام نہیں۔

۱۳۔ اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے لیکن اسکی تاخذ ابو ہریرہ کی وہ حدیث تھی ہے جو پہلی فصل میں گزری ہے اور وہ صبح سے مطلب یہ ہے کہ مسلمان کلام نہیں کہ وہ کسی کو دھو کہ دے اور کسی سے عیب کرے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منڈی تشریف لے گئے غلے کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو آپ کو مٹی عسوس ہوئی آپ نے دلنے باہر نکالی کر دیکھے وہ بھیگے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اوماں والے پر کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس پر بارش برس گئی تو آپ نے فرمایا تو نے اسے اوپر کیوں نہ ڈالا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے پھر آپ نے فرمایا وہ ہم سے دھو کہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے یعنی وہ مومن نہیں ہے ایک اور حدیث میں دھو کہ اور فریب دہی کو منافق عطا کات میں شمار کیا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور ان پر رحم کرے آمین ۱۲

فَمَرَّتْهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْرَطَ الْبَيْتَانِ وَمَنْ ابْتِئَا عِبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَا لَهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْرَطَ
الْبَيْتَانِ مَرَّاتَهُ مُسْلِمٌ وَمَرَّاتُ الْبُخَارِيِّ الْمَعْنَى الْأُولَى وَحَدَّثَهُ -

۱۳۱۰۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَى فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْرٍ
فَسَارَسَهُ الْيَسِيرُ مِثْلَهُ لَمَعَالَ بَعْنِيهِ بُوَيْبَةَ قَالَ فَبِعْتُهُ فَاسْتَنْثَيْتُ حُمَلَانًا إِلَى أَهْلِي
فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ أَتَيْتُ بِالْجَمَلِ وَلَقَدْ بِي ثَمَنٌ فِي رَأْيِي فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَمَرَّ دُهُ عَلَى
مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ فِي رَأْيِي لِلْبُخَارِيِّ أَنَّ كَالَ لِبَالٍ أَقْضَى وَزِدَاةً فَأَعْطَاهُ وَزَادَهُ قَبْرًا طَا -
۱۳۱۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتِبْتُ عَلَى تِسْعَةِ أَوْاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ رُوَيْتَهُ

تو اس کا بھل بیچنے والے کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرے۔ اور جو آدمی کوئی غلام بیچے۔ اور اس غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال
بیچنے والے کا ہے۔ مگر یہ کہ خریدار شرط کرے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور بخاری نے صرف پہلے حصے کو روایت کیا۔
۱۳۱۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک ٹکے ماندے اونٹ پر سفر کر رہے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اس اونٹ کو لاٹھی سے مارا۔ تو وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ آتا تیز کبھی نہ چلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ اونٹ
ایک اوقیر چاندی کے عوض میرے ہاتھ بیچ دو۔ تو جابر نے کہا کہ میں نے اونٹ آپ کے ہاتھ بیچ دیا۔ لیکن اس کی سواری کی اپنے
گھر تک شرط کر لی۔ پھر چوب میں مدینہ منورہ پہنچا۔ تو میں آپ کے پاس اونٹ لے کر آیا۔ آپ نے مجھ کو اس کی قیمت نقد ادا کر دی
اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو اس کی قیمت بھی دیدی۔ اور اونٹ بھی مجھ کو واپس کر دیا۔ متفق علیہ۔ اور بخاری کی ایک روایت میں
ہے کہ آپ نے بلال کو فرمایا۔ اس کی قیمت ادا کر دے۔ اور کچھ اس کو زیادہ بھی دینا۔ تو انہوں نے ایک قیراط زیادہ دیا۔
۱۳۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ بریرہ آئی اور کہنے لگی۔ کہ میں نے اپنے مالکوں سے نوا فرمائیے پر کتابت کی ہے۔ ہر سال

تجارت کا ایک اہم اصول۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی
نے اسکو صحیح کہا ہے۔ عرب لوگ۔ کجور کا بیج (دان) مادہ کجور کے خوشوں میں لگا کر بیوتہ کر تھے اس سے پھل زیادہ آتا اسکو مالبر کہتے
میں مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کجور کے درخت خریدے اور وہ بیوتہ ہو چکے ہوں تو وہ پھل درخت بیچنے والے کا ہے اور اگر تیز اور شرط
کر لے کہ یہ پھل میں لوگوں کا تو پھر اس کا ہر کوئی اس طرح اگر کوئی غلام خریدے اور غلام کے پاس اس وقت کچھ روپیہ ہو تو وہ روپیہ بیچنے والے
کا اور اگر تیز اور شرط کرے کہ یہ روپیہ میں لوگوں کا تو پھر اس کو لے گا ورنہ نہیں ۱۱

۱۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے اسکو فرمایا میں جگہ ذکر کیا ہے اس حدیث سے
لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سواری کا جانور بھیجا جائے تو اس پر کسی مدت یا کسی مسافت تک سواری کر لینے کی شرط کی (یقیناً حاشیہ آئے)

فَاعْيُنِيْ نِي فَقَالَتْ عَالِيَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلِكَ اَنْ اَعِدَّ هَا لِهَمْدٍ عِدَّةً وَّلِحِدَةٍ وَاَعْتِقِكَ فَعَلْتُ
وَيَكُوْنُ وَّلَاؤُكَ لِيْ فَذَهَبْتُ اِلَى اَهْلِهَا فَاَقْبَلُوْا اِلَآئِيْ اَنْ يَكُوْنُ اَوْلَاؤُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرِبُهَا وَاَعْتَقِيْهَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَمَحَمَّدُ
اللّٰهُ وَاَتَى عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْرَطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ
مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ شَرْطٍ فَقَضَاهُ اللّٰهُ اَعْقَى وَا
شَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاَمَّا اَوْلَاؤُهُمْ اَعْتَقَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -
۱۳۱۲ - وَعَنْ اَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ اَوْلَاؤِهِ وَعَنْ هَبِيْبِ

میں ایک اوقیہ دینا ہے۔ میری کچھ مدد کرو۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے مالک پسند کریں۔ تو میں ان کو سب کے سب
اوقیہ ایک ہی دفعہ دے دیتی ہوں۔ اور تجھ کو آزاد کر دیتی ہوں لیکن شرط یہ ہے۔ کہ تیری ولادہ میری ہوگی۔ برہہ اپنے مالکوں کے پاس
گئی۔ انہوں نے نکار کر دیا۔ اور کہا کہ ولادہ ہماری ہوگی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے عائشہ اس کھلے کس آزاد
کردو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا
اس کے بعد ان لوگوں کا کیا حال ہے۔ جو ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط بھی اللہ کی کتاب کے برخلاف
ہو۔ وہ باطل ہے۔ اگرچہ سو شرطیں ہیں۔ اللہ کا حکم عمل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ معتبر ہے۔ ولادہ
صرف اسی آدمی کی ہے جو غلام یا لونڈی کو آزاد کرے۔

۱۳۱۲ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادہ کی بیعت اور اس کے ہب سے منع فرمایا ہے
متفق علیہ۔

(فقہیہ نشیہ) جا سکتی ہے۔ جمہور اسی کے قائل ہیں اور امام ابوحنیفہ اور شافعی اس کے قائل نہیں ہیں اور قیہ جالیس درہم کا ہے اور قیہ لوط پانچ سو کے
تربیع قدر ہوتا ہے۔ (مراشیعہ صفحہ ۱۱۱) اس حدیث کو امام احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ غلام
یا لونڈی سے کتابت کرنا اور اگر وہ قیمت ادا کر سکے تو اس کو بیع لینا بھی جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلام لونڈی کا ورثہ
اس آدمی کو ملتا ہے جو اس کو آزاد کرے۔ ۱۲

۱۳ اس کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو
ولادہ کے احکام۔
بیعت کہا ہے۔ ولادہ کو بیعت یا ہبہ کرنا۔ سیلے متع ہے کہ اس سے آزاد کرنے والے کا حق ضائع ہوتا ہے جیسے کہ اس آدمی مرتے وقت اپنا
سارا مال اللہ کیلئے صدقہ کرنے کی وصیت سے مر جائے کہ اس سے والدوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ ۱۲

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الْفَصْلُ الثَّانِي

۱۳۱۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَفَّابٍ قَالَ ابْتَعْتُ غُلَامًا مَا اسْتَغَلَّتْ لِي ظَهْرٌ مِنْ عَلِيِّ عَيْبٍ فَخَاصَمْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَضَى لِي بِرَدِّهِ وَقَضَى عَلِيٌّ بَدْوِ عَلِيٍّ فَأَيَّدْتُ عُرْوَةَ فَأَجْرَبْتُ فَقَالَ أُمُّ رُحْمٍ أَلَيْدِ الْعَيْشِيَّةِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرْتَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لِي مِثْلَ هَذَا إِنَّ الْخُرَاجَ بِالْأَخْمَانِ فَرَأَى أَلَيْدِ عُرْوَةَ فَقَضَى لِي أَنْ أَخُذَ الْخُرَاجَ مِنَ الْأَيْدِي قَضَى بِهَا عَلِيٌّ لَعْنَةَ فِي شَرْحِ السُّنَنِ۔

فصل دوم

۱۳۱۳۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ کہ میں نے ایک غلام خریدا۔ پھر میں نے اس کی کمانی حاصل کی۔ پھر مجھ کو اس کے عیب کی اطلاع ملی۔ میں اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جھگڑا لے گیا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے میرے لئے یہ فیصلہ کیا۔ کہ غلام بھی واپس کر دو۔ اور اس کی کمانی بھی واپس کر دو۔ میں عروہ بن زبیر کے پاس آیا۔ تو آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دی تو وہ کہنے لگے میں پچھلے پیر عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤں گا۔ اور ان کو بتاؤں گا۔ کہ مجھ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اطلاع دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسے مقدمے میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ فائدہ ضمانت کے مقابلے میں ہے۔ پھر حضرت عروہ بن عبدالعزیز کے پاس گئے۔ تو پھر انہوں نے فیصلہ دیا کہ میں اس آدمی سے فائدہ کی رقم واپس لے لوں۔ جس کو آپ نے مجھ سے دلوائی تھی۔ اس کو شرح السنہ میں روایت کیا۔

فائدہ ضمانت کے معاوضہ میں ہے۔ اس حدیث کو شافعی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح ابوداؤد طیالسی اور مالک نے بھی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کوئی غلام کو نذر می یا کوئی مولیٰ کسی سے خریدے اور اس میں کوئی عیب نکلے اور عیب کی وجہ سے اس کو واپس کرے تو اس حدیث میں ہر اس کو فائدہ اس خرید کر وہ شے سے ملے گا وہ واپس نہیں کرے گا کیونکہ ناندہ نقصان کے معاوضہ میں ہے کیونکہ اگر اس عرصہ میں وہ جانور یا غلام مر جائے تو خریدار کا نقصان ہو گا نہ کہ بیچنے والے کا تو پھر یہ فائدہ بھی خریدار کا ہو گا نہ کہ بیچنے والے کا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ کا علم نہ تھا جب عروہ بن زبیر نے ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فوراً اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا۔ ہومن فخلص کا یہی کام ہے کہ وہ حدیث رسول کے مقابل اپنے پاس کسی کے قول کی پروا نہیں کرتا ۳۲

۱۳۱۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اختلفَ البَيْعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ وَالْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا وَكَّاهُ التَّرْمِذِيُّ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ وَالذَّهَابِيِّ قَالَ الْبَيْعَانِ إِذَا اختلفَا وَالْبَيْعُ قَوْلُ بَاعٍ وَبَيْعَانِ بَيْنَهُمَا بَيْتَةٌ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ أَوْ يَرَادُ الْبَيْعُ -

۱۳۱۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَ اللَّهُ عَشْرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُؤَادُ وَدَاوُدُ بْنُ مَاجَةَ وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ بَلْقُظُ الْمَصَابِيحِ عَنْ شُرَيْحِ الشَّامِيِّ مَرَّ سَلًا -

۱۳۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیچنے والے اور خریدنے والے میں قیمت کے متعلق اختلاف ہو جائے تو بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا اور خریدار کو اس کا اختیار ہوگا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں ہے کہ جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں اختلاف ہو جائے اور بیچنی ہو تو بیچنے والا اور خریدنے والا کسی کے پاس کوئی عکس قسم کی دلیل بھی نہ ہو تو اس صورت میں بیچنے والے کی بات کا اعتبار ہوگا۔ بیچ واپس ہو جائے گی۔

۱۳۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے سودا داپس کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی نغزینیں معاف کر دیں گے۔ اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور شرح السنہ میں یہ حدیث مصابیح کے الفاظ سے ہی تشریح شامی سے مرسل مروی ہے۔

اختلاف کی صورت میں بائع کا قول معتبر ہے۔ اس حدیث کو احمد اور داؤد نسائی، مسلم، شافعی اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی قیمت یا قیمتیں بائع اور مشتری کا اختلاف ہو جائے تو بائع بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا اور وہ قسم ہی دے گا جیسا کہ بعض حدیثوں میں اسکی تصریح ہے اور اگر مشتری خریدار کو یہ مظلوم نہ ہو تو وہ بیچنے والے کو دیکھتا ہے۔ ۱۲۔ خریدار ہوا مال واپس کر لینا بڑی نیکی ہے۔ ۱۳۔ اس حدیث کو بھی ایسی جان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے اور زرانی نے اس کو وسط میں مرسل روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی بیچ کر لے اور بعد میں اس کو اس پر ندامت ہو تو بیچنے والا اگر اس سے بیخبر واپس کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نغزوں کو قیامت کے دن معاف کر دیں گے جیسا کہ اس نے ایک مسلمان بھائی کی نغزوں کو نظر انداز کر کے اس سے بیخبر واپس کر لی ہے اس کو خریدار اور ابو داؤد نے مرسل میں روایت کیا ہے۔ ۱۲۔

الفصل الثالث

۱۳۱۶. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ تَبِكُمْ عَقَارًا مِنْ رَجُلٍ فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَلَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُدَّ ذَهَبَكَ عَنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ أَسْعَ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَايِعِ الْأَخْرَافَ نَبَايِعْتِكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَمَّا كَمَا إِلَى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِي تَمَّا كَمَا إِلَيْهِ الْكَمَا وَلَدُنْكَ قَالَ أَحَدُهُمَا بَايِعْ غُلَامًا وَقَالَ الْأُخْرَى بَايِعْ يَا نَعْمَ الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَالْفَقْرَ عَلَيْهِمَا مِنْهُ وَصَدَّقُوا مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

فصل سوم

۱۳۱۶ ہجرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں نے سے ایک آدمی نے دو کھڑے زمین خریدی۔ پھر اس آدمی نے زمین خریدی تھی اس نے زمین میں ایک ٹکڑا پایا جس میں سونا تھا۔ تو خریدار نے بیچنے والے کو کہا کہ تم مجھ سے اپنا سونا لے لو۔ میں نے تو صرف زمین خریدی تھی۔ اور یہ سونا نہیں خریدنا تھا۔ تو زمین بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ زمین اور کچھ اس کے اندر تھا۔ سب بیچ دیا تھا۔ وہ ایک آدمی کے پاس اپنا مقدمہ لے کر گئے تو اس آدمی نے کہا جس کے پاس مقدمہ لے گئے تھے کیا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ تو اس نے کہا اس لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح کرو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو۔ اور کچھ صدقہ بھی کرو۔ متفق علیہ

ایک عجیب مقدمہ اور اس کا فیصلہ ۱۵ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ ہے۔ اللہ میں سے مراد کچھ ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث میں اس کی تشریح ہے اور یہ مقدمہ داد و علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان محاکم کو اصلاح کرنی چاہیے ۱۱

بَابُ السَّلْمِ وَالرَّهْنِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۳۱۷۔ عَنْ أَبِي عَمَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسَلِّفُونَ فِي الْعَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسَلِّفْ فِي كَيْدٍ مَعْلُومٍ وَ
وَمَا فِي مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۱۸۔ وَعَنْ عَالِشَةَ قَالَتْ أَشْرَى رَسُولُ اللَّهِ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَمَا هُنْدُوكَا

بيع سلم اور گرومی رکھنے کا بیان

فصل اول

۱۳۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے
پھلوں میں دو سال اور تین سال کی بیع سلم کیا کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جو آدمی کسی چیز میں بیع سلم کرے۔ تو اس کا بیع
یا رهن اور مدت مفروضہ کر لیا کرتے۔ متفق علیہ۔

۱۳۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی۔ تو آپ کی مدعا ایک یہودی کے پاس

بيع سلم کے شرائط۔

۱۔ سلم اور ہلف ایک ہی بیع کے دو نام ہیں اور وہ یہ ہے کہ خریدار
رقم پیشگی کو اپنی کسی دوسری چیز میں وصول کرے اسکے لئے لازمی ہے کہ اس چیز کی جنس۔ تولد یا ایسا۔ شرح اصطلاح
خریدار و بیعت کی وضاحت کر کے امدان شروط کے ماتحت یہ بیع جائز ہے۔

۲۔ رہن کا معنی ہے۔

۳۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۴۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۵۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۶۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۷۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۸۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۹۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۱۰۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۱۱۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

۱۲۔ رہن کا معنی ہے گرومی رکھنا۔ مقررہ چیز اپنے فرض خواہ کے پاس کوئی
رہن مع سود حرام ہے۔

لَهُ مِنْ حَدِيدٍ مُنْفَقٍ عَلَيْهِ.

۱۳۱۹۔ وَعَنْهَا قَالَتْ لَوْ نِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَمَاعًا فَرَهُونَا عِنْدَ يَهُودِيٍّ

بِثَلْتَيْنِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْمُ يَرْكَبُ بِنَفَقَةٍ

إِذَا كَانَ فَرَهُونًا وَلَكِنَّ الدَّمَ يُشْرَبُ بِنَفَقَةٍ إِذَا كَانَ فَرَهُونًا وَعَلَى الذِّمَى يَرْكَبُ وَيُشْرَبُ
النَّفَقَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تیس صلح جریں گروی رکھی ہوئی تھی اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۱۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواروں پر خرچ کے عوض سواری کی جائے گی۔ جب کہ وہ گریگا سو۔ اور دودھ دینے والے جانور کا دودھ خرچ کے مقابلے میں پی لیا جائے گا۔ اور جو سوار بھگا یا دودھ پئے گا وہ خرچ دے گا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۱۹۔ اور انہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی مدح ایک یہودی کے پاس تیس ٹوپے جو میں گروی رکھی ہوئی تھی اسے بخاری نے روایت کیا

۱۴ اس حدیث کو نہ ابی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو وہیں رکھنا جائز ہے ۱۴

۱۵ اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے پہلے آپ نے بیس سماع میں صلح گروی رکھی بعد میں دس ٹوپے ادا اس سے لے لیے

۱۶ نسائی کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سواری کے جانور اور دودھ دینے والے جانور کے پناہ کے عوض مزین سواروں کو دودھ پینے کا پناہ جائز نفع نہیں ہے بلکہ خرچ کے مقابل نفع ہے۔ یہ دو چیزیں خاص طور پر اس لیے بیان فرمائی ہیں کہ طبیعت میں ایک طرح کا خلیجان پیدا ہوتا تھا کہ اگر بھینس یا گھوڑا رہیں ہو تو اس کو ہر روز چارہ بھی ڈالنا پڑے گا اور یہ خواہ مخواہ کا خرچ پڑے گا اور ایشیا اور عربوں سے فائدہ بلا معاوضہ جائز نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کر دی کہ یہ فائدہ بلا معاوضہ نہیں ہے۔ دودھ اور سواری چارہ کے اخراجات کے مقابل ہے۔ اگر زمین یا مکان رہیں ہو تو ان کی آمدن قرضہ سے مہیا کر لے اور جب قرضہ ختم ہو جائے تو زمین اور مکان بلا معاوضہ تک کر دے ۱۶

الفصل الثاني

۱۳۲۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلِقُ الرَّهْنُ الرَّهْنَ مِنْ صَاحِبِ الدَّيْنِ هَذَا عَنْهُ وَعَلَيْهِ غُرْمٌ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي مَوْسِمٍ وَوَقِيلَ أَوْ مِثْلَ مَعْنَاهُ لَا يُجَالِفُهُ عَدُوٌّ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا فِي سَلَامٍ -

۱۳۲۲۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْيَمَانِ مِثَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالْيَمَانُ مِثْرَانُ أَهْلِ مَكَّةَ رَوَاهُ الْبُؤَدَاءُ وَالنَّسَائِيُّ -

۱۳۲۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّهْنُ كَالْيَمَانِ وَالْيَمَانُ

فصل دوم

۱۳۲۱۔ حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں روک سکتا۔ یہن مرہونہ چیز کو اس آدمی سے جس نے اس کو رہن رکھا ہے۔ اس میں اگر فائدہ ہو تو وہی مالک کا ہے۔ اور اگر نقصان ہو تو وہی مالک کا ہے۔ اس کو شافعی نے مرسل روایت کیا یا اس کا معنی یا اس کی مثل روایت کی گئی ہے۔ جو بہر حال سعید بن مسیب عن ابی ہریرہ سے منقول حدیث کے مخالف نہیں ہے۔

۱۳۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بپ تو دیریز والوں کا معتبر ہے اور قول کر والوں کا۔ اس کو ابو داؤد و احمد نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماپ اور تول والوں کو فرمایا کہ تم

یہن شدہ چیز کو روکنا جائز نہیں۔ اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے بھی ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی راہن کے پاس رقم جمع ہو جائے تو یہی سے اپنی چیز مرہونہ چھڑا سکتا ہے اور مرہون کو حق نہیں کہ پچھو روک سکے اور مدت رہیں میں اگر ختم مرہونہ کا نقصان ہو جائے تو بھی راہن (اصل مالک) کا ہوا اور اگر اس میں فائدہ ہو تو بھی مالک کا ہے (راہن یعنی دینے والے) کا نہیں ہے۔ ۱۲۔

۱۳۔ اسکو نیز ابن جبران اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے عرب میں کئی ایک مدینہ اور کوفہ کے ماپ کا فرق۔

ماپ تول اور کوفہ کے ماپ کا فرق۔

گر وفات نہ کی گئی ہو تو ماپ مدینہ کا چلے گا۔ مدینہ کا تو یہ پانچ مثل اور شمش مثل ہے اور مثل انما ڈاکہ دھریکا ہے یعنی صلح ہمارے حساب سے پرتے ہیں بیوکا ہوا کہ صلح اشد مثل کا ہے۔ ساتھ ساتھ کوفہ کے ماپ کو معتبر سمجھتے ہیں اور دوسرے مدینہ کے ماپ کو معتبر سمجھتے

اَنْكُمْ قَدْ وُلِيْتُمْ اَمْرَيْنِ هَلَكَتَ فِيْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ تَمَّكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
الفصل الثالث

۱۳۲۴. عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفُهُ إِلَى غَيْرِهِ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

کام تبادلے سپرد کر دے گئے ہیں۔ جن میں تم سے پہلے بہت سی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں، اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۳۲۴ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بیع سلف کرے۔ وہ اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اس چیز کو کسی دوسرے کی طرف منتقل نہ کرے اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

ماپ تول میں کمی بیشی باعث ہلاکت ہے راہ اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے شعبیب علیہ السلام کی قوم اسی ماپ تول کی کمی بیشی سے ہلاک کر دی گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سبھا یا کہ دیکھتا ماپ تول کی کمی بیشی نہ کرنا پہلے بہت سے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ ۱۲
۱۳. تجارت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ جب تک کسی چیز پر قبضہ نہ کر لیا جائے تب تک اس کو دوسرے کے ہاتھ میں فروخت نہ کرے ۱۳

بَابُ الْاِحْتِكَارِ الفصل الاول

۱۳۲۵. عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَنَرَ فَمَوْخَاطِي رَوَاكَ مُسْلِمٌ وَسَنَدُكَ حَدِيثٌ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَالْتِ اَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ فِي بَابِ الْفَيْءِ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

غلہ کو روکنے کا بیان

فصل اول

۱۳۲۵. معمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہننگا ہونے کے لئے غلہ روک رکھے وہ آدمی گنہگار ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ بنو نضیر کے مال ان کو ہم انشاء اللہ باب الفیئ میں ذکر کریں گے۔

ذخیرہ اندوزی جائز نہیں ہے۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد ترمذی۔ ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ احتکار بالافتقار حرام ہے اور احتکار یہ ہے کہ ہننگائی اور نایابی کے وقت آدمی غلہ یا مویشیوں کا پارہ خریدے اور اس کو ذخیرہ کر لے اور فوری طور پر نہ بیچے تاکہ اور زیادہ ہننگا ہو جائے تو پھر بیچے اور یہ حرام ہے زمیندار اپنی کھیتی کا غلہ ذخیرہ کر سکتا ہے اور اگر غلہ ہننگا اور نایاب نہ ہو بلکہ مستحضر ہو اور ہر جگہ سے بیسرا سکتا ہو تو خرید کر ذخیرہ کرنا منع نہیں ہے اگرچہ اس میں بھی نیت ہو کہ ہننگا ہوگا تو بیچوں گا۔ جانتا چاہئے کہ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ مسلمان میں انسانی ہمدردی اور موت ہو اور اپنے ذاتی فائدہ کے لیے ایسے جذبات سے عاری نہ ہو جائے اور یہ یقین رکھے کہ جو رزق اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ رکھا ہے وہ یقیناً اس کو مل کر رہے گا۔ انسان کا کام صرف یہ ہے کہ وہ نیت کرے کہ وہ خدا تعالیٰ سے رزق حلال طریقے سے لینا چاہتا ہے یا حرام طریقے سے وہ جس طرح کی نیت کرے گا اسی طریقے سے اس کو رزق ملے گا اور اسی نیت پر اسے ثواب یا گناہ ہوگا جو وہی حرمت میں بھی یہی نظر ہے کہ اس میں انسانی ہمدردی کے بجائے سفلی جذبات پرورش پاتے ہیں انسان میں انسانی نیت کی بجائے درندگی پیدا ہوتی ہے اور اسی جذبہ کے تحت شریعت نے ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہر وہ کام حرام ہوگا جس میں یہ علت موجود ہوگی مثلاً سچو بازار اور سنگلاگ وغیرہ کہ ان میں بھی انسانی ہمدردی اور موت نہیں ہے ۱۷

الفصل الثاني

۱۳۲۶. عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَابُ تَرْدُوقٌ وَالْحَكْرُ مَلْعُونٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ.

۱۳۲۷. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ عَلَا السَّعْرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ سَعَرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسْعُورُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَرَبِّي لَا يَزُولُ عَنْ رِجْلِي وَرَبِّي وَرَبِّي وَرَبِّي وَرَبِّي أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِظُلْمَةٍ يَدِيمُ وَلَا مَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُؤْرَادِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ.

فصل دوم

۱۳۲۶ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلہ کو کھینچ کر لانے والا ترق دیا جاتا ہے۔ اور غلہ کو لوکنے والا لعنتی آدمی ہے۔ اسکو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۲۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ کا زرخ بڑا ہنکا ہو گیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ہمارے لئے بجاؤ مقرر کرو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زرخ مقرر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی تنگی کرنا ہے۔ اور وہی فراخی کرنا ہے۔ اور وہی زرخ دینے والا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کو طوں گا۔ کہ تم میں سے کوئی آدمی مجھ سے کوزن اور مال کے متعلق مطالبہ نہ کر سکے گا۔ اسکو ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

۱۳ اس حدیث کو بہت ہی محکم اصحاب ابن ماجہ اور ابویعلیٰ اور عقیلی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں علی بن سالم مہول ہے جالب وہ ہے جو ایک جگہ سے غولہ کر دوسری جگہ اسی وقت بیچ دے اسکو خداوند تعالیٰ برکت دے گا اور اٹکار کرے دے اسے پر خدا کی لعنت ہے ۱۲

۱۴ اس حدیث کو احمد بن حنبلہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ پیروں کی قیمتوں پر کنٹرول کرنا ناجائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کنٹرول سے کچھ فائدہ تو ہو جائے گا لیکن اس سے بہت سے بیویاریوں کو نقصان ہوگا کیونکہ جن لوگوں نے ہنکے نوخ پر مال خریدا ہوگا وہ تباہ ہو جائیں گے اور پھر یہ بھی ہے کہ ہنکے نوخ کو ایک کتاب سے گھنٹی بھنٹی ہی

الفصل الثالث

۱۳۲۸. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَحْكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَ اللَّهُ بِأُجْدَانِهِمْ وَأَرْفَلَاسِ رِوَاةُ ابْنِ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَرِزِينَ فِي كِتَابِهِ

۱۳۲۹. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْكَمَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ يَوْمًا يُرِيدُ بِالْغُلَاءِ فَقَدْ بَرَّئَ مِنَ اللَّهِ وَبَرَّئَ اللَّهُ مِنْهُ رِوَاةُ أَكْثَرِ رِزِينَ

۱۳۳۰. وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَسَّ الْعَبْدُ

فصل سوم

۱۳۲۸. حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو آدمی مسلمانوں پر ان کا غلہ روکے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ کی بیماری اور تنگدستی میں مبتلا کرے گا اس کو ابن ماجہ، البیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔ اور رزین نے بھی اپنی کتاب میں اس کو روایت کیا۔

۱۳۲۹. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی غلہ ہتھکا کرنے کے لئے چالیس دن تک غلہ روکے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہوئے۔ اسکو رزین نے روایت کیا۔

۱۳۳۰. حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے غلہ روکنے والے بدترین آدمی ہے۔

ذخیرہ اندوز بدترین سزا کا مستحق ہے اسے اس حدیث کو احمد - اصہبانی - حاکم - عبد اللہ بن ماجہ اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی لوگوں کو تنگ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بدترین سزا دیتے

پس ۱۲-

۱۳ اس حدیث کو احمد ابو یعلیٰ بن مبارک اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ اسکا کرنے والا اگر قسمت خداوندی پر حسرت کرے تو اسکا سزا کہ خدا تعالیٰ سے بیزار ہو کر استنکار کرنے لگتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ بھی اس سے بیزار ہو جاتا ہے یاں ۱۳-

الْحَتِّكَرُ إِنْ أَخْصَّ اللَّهُ الْأَسْعَانَ حَزَنًا وَإِنْ أَغْلَاهَا فِرْمًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ
 الْإِيمَانِ وَمَرْزِيُّ فِي كِتَابِهِ
 ۱۳۳۱. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ
 يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ فِيهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَفَّارَةٌ رَوَاهُ زَيْدٌ -

اگر اللہ تعالیٰ نزع سنا کر دے۔ تو وہ ٹکین ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہنگام کر دے۔ تو خوش ہو جاتا ہے اسکو بھقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

۱۳۳۱ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی چالیس دن تک غلہ روکے اور پھر وہ غلہ بھرتہ کر دے تو اس روکنے کے گناہ کا وہ صدقہ کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو زید نے روایت کیا۔

۱۳ اس کو طبرانی اور زریں نے بھی روایت کیا ہے اور مطلب واضح ہے ۱۲

۱۳ اس کو زریں نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اس کو معاف سے روایت کیا ہے احتکار کا اتنا گناہ ہے کہ اگر وہ چالیس دن احتکار کر کے پھر اس غلہ کو اگر بالفرض صدقہ بھی کر دے تو پھر بھی اس کے گناہ کے برابر اس کا ثواب نہیں ہو سکے گا ۱۲

بَابُ الْإِفْلَاسِ وَالْإِنظَارِ

الفصل الأول

۱۳۳۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ قَادَرَكَ رَجُلٌ مَالًا بَعِينًا فَهُوَ أَحَقُّ بِمِنْ غَيْرِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۳۳. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَصِيبَتْ رَجُلٌ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَارِ آيَاتِهَا فَكَتَرْتِ دِينًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقْ

سنگدستی اور مہلت دینے کا بیان

فصل اول

۱۳۳۲. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مفلس ہو جائے اور کوئی آدمی اپنا مال بعینہ اس صورت میں پائے تو وہ اس کا دوسروں کی نسبت زیادہ حق دار ہے متفق علیہ

۱۳۳۳. حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھلوں میں بہت نقصان پہنچا تو اس کا قرض بہت زیادہ ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس پر صدقہ کرو۔ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا۔ لیکن پھر بھی

دیوالیہ نکلنے کی صورت میں کیا جائے۔ اس حدیث کو احمد اور ابی داؤد نے بھی روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اگر کوئی آدمی مفلس ہو جائے یا مر جائے اور اس پر قرضہ ہو تو قرضخواہ اپنے حصہ کے مطابق اس کا مال لیں۔ اولاً کہ کچھ بچے تو وراثتوں کو دیدیں اولاً اگر کم ہو تو پھر انکو بھی کچھ بٹے گا اپنے حصے کے مطابق اسکو تقسیم کر لیں اور اگر قرضخواہ کی کوئی چیز بعینہ موجود ہو اور اسکی قیمت ابھی تک ادا نہ کی ہو تو اس صورت میں وہ قرضخواہ اپنی چیز سے لینے کا زیادہ ہقدار ہے اور اگر اس کی قیمت میں سے کچھ رقم لے چکا ہو تو پھر وہ دوسرے قرضخواہوں کے ساتھ ہے حقیقہ چیزوں سے کہ حق کو زیادہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو دوسرے قرضخواہوں کے برابر مانگتے ہیں اور یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ ہمدانی کو چاہئے کہ قرضہ اٹھانے میں دیر نہ ہو اور اگر مجبوراً قرضہ اٹھانا پڑے تو اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کرے اور نت درست رکھے اور اگر قرضہ ادا نہ ہو سکے تو وہ زکوٰۃ یا صدقہ لے کر قرض ادا کرے اگر کچھ بھی ادا نہ ہو سکے تو قرضخواہ اسے معاف کر دیں اگر معاف نہ کریں تو پھر کچھ اس کے پاس ہے وہ لے لیں اور قصہ ختم ہو خواہ قرضہ پورا ادا ہو یا نہ ہو۔

النَّاسِ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبِغْ ذَلِكَ وَقَاءَ دِينِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ لِعُرْمَانَ خُذْ وَا مَا وَجَدْتُمْ
وَلَيْسَ كُفْرًا إِلَّا ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۳۳۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَدُ مِنْ النَّاسِ
فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاكَ إِذَا آتَيْتَ مُعْسِرًا لَبَّجَاؤُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ
فَتَجَاوَزَ عَنْهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ

۱۳۳۵ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّكَ أَنْ يُنَجِّيَهُ
اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيُنْقِصْ عَنْ خَيْرٍ أَوْ لِيَضَعْ عَنَّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اس کا فرضہ پہنا کرنے کی رقم نہ بن سکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض خواہوں کو فرمایا جو کچھ ملے اپنے حصے
کے مطابق لے لو اور تم کو صرف یہی کچھ ملے گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۳۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اور اپنے
غلام کو کہا کرتا تھا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو اس کو قرضہ معاف کر دو۔ شائد اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے۔ آپ نے
فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا۔ متفق علیہ۔

۱۳۳۵ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو
قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہیے کہ مجلس آدمی کو بہت دے۔ یا اس کو معاف کر دے۔ اس کو مسلم نے روایت
کیا۔

دیوالیہ کے پاس جو کچھ ہے وہی تقسیم ہوگا ۱۳۵ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور
ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور یہ حدیث ان پھیلوں پر محمول کی گئی ہے جن کو پکینے سے پہلے خرید لیا گیا ہو اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجلس کا مال اگر کم ہو اور قرضہ کی رقم زیادہ ہو تو ہر بی عرض خواہوں کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے پاس ہوگا اور زائد قرضہ ساقط ہو جائے
ہوگا اگر اس کے بعد وہ دولت مند بھی ہو جائے گا تو قرضہ وہ اس سے باقی کا مطالبہ نہیں کر سکیں گے ۱۲۔

۱۳۵ اس حدیث کو احمد نسائی۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں پر شفقت اور رحمت
کرنے والا اللہ تعالیٰ نے اس پر رحمت کر دی و اعلم یا ان کلمات میں تدریج ۱۲۔

۱۳۵ اس حدیث کو عبد الزریق اور طبرانی نے بھی اوسط میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث میں تکرار سے قرضہ کی اولیٰ
پس پہلست دینے یا پورا قرضہ یا نحو ثوابت قرضہ معاف کر دینے کی نصیحت بیان کی گئی ہے اور ظیفین کی گئی ہے (ما شہیرہ جعفری علیہ السلام)
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۳۳۶۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ ذَمَّ عَنْهُ أَنْجَاهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۷۔ وَعَنْ أَبِي أَيْسَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ ذَمَّ عَنْهُ أَنْظَرَهُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۸۔ وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَسَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَبَايَعَهُ ابْنُ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَمَلَكَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي ابْنُ أَقْصَى الرَّجُلِ بَكْرًا فَقُلْتُ لَا أَحَدٌ إِلَّا جَبَلًا خِيَالًا رُبَاعِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَيْتَهُ آيَةً فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ

۱۳۳۹۔ اور انہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو آدمی تنگ دست کو بہلت دیتا ہے یا اس کو معاف کر دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے بچاتے دیں گے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔
۱۳۴۰۔ ابو البیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو آدمی تنگ دست کو بہلت دے گا یا اس کو معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں پناہ دیں گے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۴۱۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ قرض لیا پھر جب مدت کے اونٹ آئے، تو ابو رافع نے کہا مجھ ہی کو بچانے حکم دیا کہ اس آدمی کو اس کا اونٹ دیدو۔ میں نے عرض کیا۔ سب اونٹ بہت اچھے سات برس کی عمر کے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسکو وہی اچھا اونٹ دے دو کہ بہترین آدمی وہ ہوتا ہے۔ جو قرض کی ادائیگی میں اچھا ہو۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

رقبہ حاشیہ کہ قرض کے مطالبہ میں نرمی سے کام لینا چاہیے آئندہ دو حدیثوں کا بھی یہی مضمون ہے ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو براتی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے ۱۲۔

۱۴۔ اس حدیث کو احمد عبد البرزاق، ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے ۱۲۔

اپنی مرضی سے قرضہ سے زیادہ دینا جائز ہے ۱۴۔ اس حدیث کو احمد، مالک، عبد البرزاق، ابو داؤد طیالسی، دارمی، ابن خزيمة، طحاوی، ابو رطبی نے بھی کبیر میں اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہو کہ اگر قرضہ دینے والا بشرط نہ کرے کہ میں اتنا زیادہ لوں گا اور مشروط اپنی مرضی سے قرضہ ادا کرتے وقت کہ زیادہ جو دے تو یہ جائز ہے بلکہ بہت بہتر ہے اور اگر قرضہ مطالبہ کرے تو وہ سود ہو گا وہ حرام ہے ۱۲۔

فَضَاءٌ تَوَاتَا مُسْلِمًا

۱۳۳۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَهُ
فَرَمَى أَصْحَابَهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرَوْا الْبُعَيْرَ فَأَعْطَوْهُ آيَاةً قَالُوا
لَا نَجِدُ إِلَّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ اشْتَرَوْهُ فَأَعْطَوْهُ آيَاةً فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ فَضَاءً
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۴۰۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظَلْمٌ فَإِذَا اتَّبَعْتُمْ لِحَدِّكُمْ
عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۳۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرضے کا تمنا کیا۔ اور آپ پر جبری سختی کی۔
تو آپ کے صحابہ نے اس کو مارنے کا قصد کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ کہ صاحب حق کو باتیں کہنے کا بھی حق ہے۔ اور اسکو
ایک اونٹ خرید کر دیدو۔ سو صحابہ نے کہا۔ کہ یہ اونٹ اس کے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا یہی خرید کر دے دو
تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرضہ ادا کرنے میں اچھا ہو متفق علیہ۔

۱۳۴۰۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی میں دیر کرنا ظلم ہے۔ اور
اگر کوئی آدمی مالدار ہوتے ہوئے بھی قرض خواہ کو اپنے ویچے گولتے۔ تو اس کے پیچھے لگنا چاہیے متفق علیہ۔

تنگدست مقروض کو ہمت دینی چاہئے ۱۵ اس حدیث کو احمد عبد اللہ رافعی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور
صحیح مسلم میں قرض خواہ ایک یہودی آدمی تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مقروض مالدار ہو کر بھی قرضہ ادا نہ کرے اور مال منہول کرے
تو قرض خواہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کو سخت سزا دینی ہو اور اگر مقروض دینی تنگدست ہو تو اس پر سختی نہیں کرنا چاہئے ۱۶
مال دار قرض ادا نہ کرے تو اسکی بیعتنی کرو ۱۷ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح
کہا ہے انصرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیت لَا تَجِدُ الْإِسْلَامَ إِلَّا بِمَنْعَتِ اللَّهِ وَاللَّهُ يَمْنَعُ مَنْ يَشَاءُ لَمْ يَكُنْ لَكَ مِنْ
آدمی قرضہ لودا کرنے میں دیر کر کے تو قرض خواہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کا لگہ بھی کرے اس کو سخت سزا بھی کہے اور اسکی پیچھے
اور اس کو ہمت نہ دے کہ جو آدمی پاس ہوتے ہوئے بھی قرضہ ادا نہیں کرتا وہ شریف آدمی نہیں ہے اور ایسا آدمی کسی رعایت
کا مستحق نہیں ہوتا۔ اگر مطالبہ بھی قرضہ ادا نہ کرے تو حکومت کے پاس دعویٰ کرے اور اسے قطعاً معاف نہ کرے ۱۸

۱۳۴۱۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ تَقَاضِيَّ ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّ تَقَعْتُمْ أَصْوَاتَهُمْ حَتَّى سَمِعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَنَزَحَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ جُمَّرَيْهِ وَزَادَنِي كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ قَالَ لَسْبِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ صَعِبَ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَمَهْ قَاضِيَةٌ مَتَّقْ عَلَيْهِ ۱۳۴۲۔ وَعَنْ سَلْمَةَ بِنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أُبْجِنَا نَزَلَ فَقَالُوا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوا لَا فَصَلَّى عَلَيْهَا حَتَّى أُبْجِنَا نَزَلَ أُخْرَى فَقَالَ هَلْ

۱۳۴۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن ابی حدردی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے قرضہ کا مسجد میں مطالبہ کیا۔ ان دونوں کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازیں اپنے گھڑیوں سنیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کا پردہ ہٹایا۔ اور باہر تشریف لائے۔ اور آواز دی۔ اے کعب بن مالک اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ تو آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرضہ معاف کر دو۔ تو کعب نے کہا میں نے معاف کر دیا۔ تو پھر آپ نے ابن ابی حدردی کو فرمایا اللہ اور اس کا قرضہ ادا کر۔

۱۳۴۲۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا اس کا جنازہ پڑھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر کوئی قرضہ ہے، لوگوں نے کہا نہیں تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا دیا۔ پھر ایک اور جنازہ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے۔ تو کہا گیا ہاں قرضہ تو ہے۔ اپنے فریاد کو ترک کر میں چھوڑ لے۔ لوگوں نے کہا تین دن یا چھ دن

قرضہ کے مطالبہ میں کوتاہی نہ کرو۔ اس حدیث کو ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور احمد نے اس کا مضمون ادا کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں قرضہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے قرضخواہ کے پاس نعمت کرنا کہ پھر معاف کر دے یہ بھی صحیح ہے۔ فریقین میں مصالحت کے راہ میں شفاعت کا قبول کر لینا بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ گناہ کی سفارش نہ ہو معلوم ہوا کہ اشارہ بھی قبول کے قائم مقام ہے۔ قرضخواہ کا حق ہے کہ اپنے قرضہ کے مطالبہ میں کوتاہی نہ کرے لیکن مطالبہ میں شرافت کو ملحوظ رکھے اور مقروض کا فرض یہ ہے کہ مطالبہ ہونے سے پہلے پہلے ادا کرے اور اگر ایسا نہ ہو سکے اور قرضخواہ مطالبہ کرے تو قرض فوراً ادا کرے اور اگر اس وقت موجود نہ ہو تو جواب نرمی اور شرافت سے دے اور دل تنگ نہ ہو اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگے ۱۳

عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِ نَعْمَ قَالَ قَبْلَ تَرْكِ شَيْئًا قَالُوا قُلْتُمْ وَمَا نَبِيٌّ قَصَلِي عَلَيْهِمْ ثُمَّ إِنِّي بَالِغٌ لَكُمْ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِمْ
قَالُوا ثَلَاثَةٌ وَنَابِيٌّ فَقَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ صَلُّوا عَلَيَّ صَارِحًا كَمَا قَالَ أَبُو قَادَةَ صَلَّى عَلَيْهِ بِرَسُولِ اللَّهِ

۱۳۴۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ
أَدَاءَهَا آذَى اللَّهِ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ اتِّلَافَهَا تَلَفَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۴۴. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ آيَاتُكَ إِن قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَافٍ
مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرُ مُدْبِرٍ يَكْفِرُ اللَّهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَعَمْ فَلَمَّا أَذْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ إِلَّا الَّذِينَ كَذَلِكَ قَالَ جَبْرِئِيلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

آپ نے اس کا بھی جتانہ پڑھا یا۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا تین دینار ہیں
نے کہا۔ اس نے کوئی چیز چھوڑی بھی ہے۔ یا نہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ تو ابو قتادہ رضی اللہ
عنه نے کہا۔ اے اللہ کے رسول آپ اس پر جنازہ پڑھا دیجیے۔ اور اس کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھا دیا۔
اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۴۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی لوگوں کے مال قرضی ہے۔ اور اس کو
ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرادیں گے۔ اور جو آدمی قرضہ ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی
عذہ نہیں کریں گے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۴۴ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول عیلا بتلائیے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے رستے
میں قتل ہو جاؤں۔ میرا کتا ہوا۔ ثواب کی امید رکھنا ہوا لگے پڑھنے والے بیچے نہ چھٹنے والے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف کر
دے گا۔ یا نہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر جب وہ بیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ تو آپ نے اس کو آواز دی اور فرمایا
قرض کے علاوہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ جبرائیل نے اسی طرح کہا ہے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۴۵ اس حدیث کو احمد و نسائی نے بھی روایت کیا ہے اس طرح کے کئی واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آئے کہ آپ سے
تقاضی آدمی کے جتانہ کے بیچے عرض کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ جنازہ بخشش اور سفارش ہے اور آپ کی سفارش انشاء اللہ
یقیناً مقبول ہے۔ اور مقروض کی بخشش بقیر قرضہ کی ادائیگی کے نہیں ہو سکتی ۱۳

۱۳۴۶ اس حدیث کو احمد ابن ماہر اور ہنقی نے بھی روایت کیا مطلب یہ ہے کہ ایک میت مظلوم کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں (حاشیہ صفحہ ۷۳۶)

۱۳۲۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلِّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ مَرَّوَاهُ مُسَلِّمًا

۱۳۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِي بِالرَّجُلِ الْمَتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنَ فَيَسْئَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَائِمٍ قَضَاءً فَإِنْ حَدَّثَ أَنْ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى وَالْأَقَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفَتْوحَ فَقَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْقِسْمِ هُمْ فَمَنْ لُوِّفِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَذَلِكَ دَيْنًا فَعَلَى قَضَائِهِ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِي وَتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرضہ کے سوا شہید کے باقی سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فوت شدہ آدمی لائے جاتے ہیں پر قرضہ ہوتا تو آپ فرماتے کیا اس نے قرضہ ادا کرتے کیلئے کوئی چیز چھوڑی ہے اگر بتا یا بنا کہ اس نے قرضہ کے برابر مال چھوڑا ہے تو آپ اس پر نماز پڑھتے ورنہ فرماتے مسلمانوں اپنے ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب فتوحات سے دولت کی کثرت ہوگی تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا میں مومنوں کے زیادہ قریب ہوں ان کی اپنی جانوں سے بھی اب جو آدمی مسلمانوں میں سے فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو آدمی کچھ مال چھوڑ جائے وہ اسکے وارثوں کا ہے متفق علیہ

(الفتیہ حاشیہ) اور اس کا قرضہ ادا ہو جاتا اور بدینیت کی اللہ تعالیٰ مرد نہیں کرتے اس پر قرضہ رہتا ہے ادا کسی نہیں اتتر ۱۲

آنحضرت مقررہ وضع کا جنازہ کیوں نہ پڑھتے۔ ۱۷ اس حدیث کو نسائی ترمذی اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استحقاق العباد کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کریں گے ان کو ادا کرنا ہی پڑھے

گایا پھر صاحب حق معاف کرے ۱۸
بدینیت مقررہ وضع کو اللہ تعالیٰ معاف نہ کرے ۱۹
معلوم ہوا کہ قرضہ شہید کو بھی معاف نہیں ہوتا لیکن یہ اس آدمی کے متعلق ہے جو بدینیت ہو اور قرضہ دینے کی قیمت نہ رکھتا ہو اور اگر قرضہ دینے کی قیمت رکھتا تھا اور موت سے یا حالات نے حجت نہیں دی تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں گے ۱۱

۱۷ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اگر مقررہ وضع کسی جائز صورت کیلئے قرضہ اٹھایا (حاشیہ صفحہ ۱۷)

الفصل الثانی

۱۳۴۷. عَنْ أَبِي خَلْدَةَ الزَّرَقِيِّ قَالَ جِئْنَا أَبَاهُمْ يَرِيَّةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ فَقَالَ هَذَا الَّذِي قَضَى فَيُرْسُولُ إِلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ فَصَلِّ عَلَيْهِ لِنَتَابِعَ نَبِيَّ بِنْتَانِ إِذَا وَجَدَكَ كَبَعَيْنِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۴۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَائِرَةِ مَا نَقَضَى عَنْهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

۱۳۴۹. وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَزَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الدُّنْيَا

فصل دوم

۱۳۴۷. ادا بوطلہ نہ نطق نے کیا۔ کہ ہم حضرت ابو ہریرہ کے پاس اپنے ایک بھائی کے مقدمہ میں پیش ہوئے۔ وہ مفلس ہو چکا تھا۔ تو ابو ہریرہ نے کہا یہ اس طرح کا مقدمہ ہے جسکے مستحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی مر جائے یا مفلس ہو جائے تو سامانِ دارِ آدمی اپنے سامان کا زیادہ حصہ ہے۔ بشرطیکہ وہ سامان اسی حالت میں ہو۔ اس کو شافعی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۳۴۸. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک مومن آدمی کا فرض ادا نہ کیا جائے۔ تب تک اس کی روح اپنے قریب میں الجھی رہتی ہے۔ (یعنی جنت میں نہیں جاسکتی) اسکو شافعی احمد ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

۱۳۴۹. حضرت براء بن عزیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مقروض آدمی کی روح کو اپنے قریب سے

(بعد حاشیہ) اور اس کو فضولِ عمری میں ضائع نہ کر دیا ہو تو اس کے مرتے کے بعد وہ قریب سے حکومتِ کرمیت لہلال سے ادا کرنا چاہیے۔ لیکن کرمیت لہلال میں سب مسلمانوں کا حصہ۔ جس اس کے حصہ کے مطابق اس کا قریب ادا کر دیا جائے۔ ۱۲۔

۱۳۴۷. (حاشیہ صفحہ ۱۲) اس حدیث کو ابو داؤد حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ طلب یہ ہے کہ مقروض اگر مفلس ہو جائے یا مر جائے تو اگر کسی شخص کو کی کوئی چیز اس کے پاس بلعینہ موجود ہو اور اسکی قسمت ساری یا اسکا کچھ حصہ وصول نہ کر سکا ہو تو وہ فرضِ حلال یعنی بیز کار زیادہ خدا ہے وہ اپنی چیز سے بے غیبی کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ حصہ خرچ ہوا ہوں کے ساتھ وہ بھی اپنے حصہ کے مطابق لے سکتا ہے لیکن حدیث کے مسلک کے نام نہ نہیں کرتے ہیں۔ اسکو ترمذی نے سن کہا ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ سنن ابن شعیبہ الامیر الامین اور ماہک مختار یک میں بھی روایت کیا ہے اور اسکو شعبہ کی کئی روایط صحیح کہا مطلب یہ ہے کہ مقروض آدمی جنت میں داخل ہونے سے محروم کر دیا جاتا ہے یا اگر کہتے ہوں نہ ہو دیکھ کر غصا ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو تو بیکار و بیجاقت سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نیک بندوں میں شامل نہیں ہو سکتا اور اے دانی خدا اسکی حاشیہ کرتی ہے۔

مَا سُورَ بِدِينِهِمْ يَشْكُو إِلَى رَبِّهِ الْوَحْدَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَفَاةً فِي شَرِّهِ الشُّنَّةِ وَبَدِي أَنْ مُعَاذًا كَانَتْ
 يَدًا أَنْ فَاتِي عَظْمَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَ كَلَّمَهُ
 فِي دِينِهِ حَتَّى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَمَسَّ هَذَا الْفُظَّ لِلصَّابِغِمْ وَلَمَّا جَدُّهُ فِي الْأَصُولِ إِلَّا
 فِي الْمُنْتَقَى وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ شَابًا سَخِيًّا وَ
 كَانَ لَا يُفْسِكُ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ يَدَّ أَنْ حَتَّى اشْرَقَ مَالُهُ كُلُّهُ فِي الدِّينِ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ لِيُكَلِّمَهُ عَرَمَاءُ هُ فَتَوَلَّى كُرُورًا أَحَدًا لَتُرَكُّو لِلْعَاذِ لِأَجْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَا حَصَى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ رَوَاهُ

بدلے قیاد کو دیا جائے گا۔ وہ قیامت کے دن اپنی تنہائی کا شکوہ کرے گا۔ اس کو شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ حضرت
 معاذ بہت قرضہ لیا کرتے تھے۔ تو ان کے قرضخواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سارا مال ان کے
 قرضے کے لئے بیچ دیا یہاں تک کہ معاذ کے پاس کوئی چیز باقی نہ رہ گئی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ اور یہ لفظ مصابغہ کہاں۔ اور میں نے اس
 حدیث کو اصول کی کتابوں (صحاح ستہ) میں نہیں پایا۔ ہاں منتقی میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے کہا کہ حضرت
 معاذ بن جبل ایک سخی نوجوان تھے۔ اور کوئی چیز بھی نہ رکھتے تھے۔ وہ قرضہ اٹھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا سارا مال ان کے قرضہ میں ختم
 ہو گیا۔ تو حضرت معاذ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ میرے قرضہ ہوں سے کچھ بات چیت کوئی پھر
 اگر وہ چھوڑنے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاطر حضرت معاذ کو چھوڑنے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کا کام ماں فوفت کر
 دیا۔ اور حضرت معاذ کے پاس کوئی چیز بھی باقی نہیں رہ گئی اس کو صحیحین نے اپنی صحن میں مرسل روایت کیا ہے

حاکم مقروض کا مال روک سکتا ہے **۱۱** داؤ کی حدیث کو طرانی نے اس واسطے میں اور ابن المنجار نے بھی روایت کیا ہے
 اور اس کی سند میں مبارک ہو۔ فضائل مختلف فیہ ہے اور بدس ہے اور عربی نے اس حدیث کو مسلح میں صحن کہا ہے اور عبد الرحمن
 بن کعب کی حدیث کو بیہی عبد اللہ بن ادریس اور ادریس نے مراسیل میں روایت کیا ہے اور ادریس نے اس کو قضاوت روایت کہا ہے
 اس حدیث سے معلوم ہو کہ حاکم کو لازم بنتا ہے کہ وہ مقروض آدمی کے مال کو اپنے تہمت میں کرے تاکہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے
 پھر برابر ہے کہ وہ مال پورا قرضہ اتار سکتا ہو یا نہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ معاذ کے قرضہ ہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اتنا دعا کی تھی کہ ہم کو معاذ سے پھر روادیکھے تب آپ نے اس کا مال روک لیا۔ ۱۱۔

۱۲ حضرت سفار بنی اللہ نے اس حدیث سے استنباط کیا کہ میرے قرضہ ہوں کو سارا قرضہ باقیہ۔
 معاذ کو دین لیکن قرضخواہ یہود بھی انہوں نے نہ چھوڑا تو آپ نے جو کچھ حضرت معاذ کے پاس تھا دیا۔ ۱۲۔

سَعِيدِي فِي سُنَنِهِ ثُمَّ سَلَا -

۱۳۵۰۔ وَعَنْ الشَّرِيدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي الْوَالِدُ يُجِلُّ عِرْضَهُ وَ عُلُوْبَتُهُ قَالَ ابْنُ الْبَارِكِ يُجِلُّ عِرْضَهُ يُغْلِظُ لَهُ وَعُقُوْبَتُهُ يُجْبَسُ لَهُ رِقَابَةُ الْوَدَّاءِ وَوَلَسْنَا
 ۱۳۵۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَى صَاحِبِكُمْ وَبَنِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَتُمْ مِنْ قَوْلِهِ قَالُوا لَا قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ قَالُوا عَلَى
 بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ فَلَدَيْتُمْ عَلَيْهَا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ اللَّهُ بِهَا نَفْسٌ مِنْ آتَانَا فَكُتِبَتْ بِهَا خَيْرُكَ
 بِسَلَامٍ لَيْسَ مِنْ عَبْدِ مَسِيحٍ يُفْضَى عَنْ أَخِيهِ وَدِينُهُ إِلَّا قَالُوا لِمَ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ هَذَا فِي تَمْرٍ لِسُنَّةِ

۱۳۵۰۔ شریذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یعنی آدمی اگر قرض ادا کرنے میں اگر دیر کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسکو منزلوبیا بنانے ہے۔ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ اس کی بے عزتی یہ ہے۔ کہ اس پر سختی کی جائے اور اس کی سزا ہے کہ اسکو قید کر دیا جائے۔ اسکو الجوارہ اور لسانہ نے روایت کیا۔

۱۳۵۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ تاکہ آپ اس جنازہ پر نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھی پر کچھ قرضہ ہی ہے، ہاں تو گوں نے کہا ہاں فرمایا کیا قرضہ پیدا کرنے کے لئے کوئی چیز بھی چھوڑی ہے، لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر کھاز پر چھو۔ حضرت محمد بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اس کا قرضہ میرے ذمہ آیا پھر آپ آگے چلے۔ اور اس پر کھاز پر چھو۔ اور ایک روایت میں اس حدیث کا مضمون ہے۔ اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تجھ کو آگ سے آگاد کرے جیسے کہ نے اپنے مسلمان بھائی کے نفس کو نہ دیکھا جو مسلمان ہی اپنے مسلمان بھائی کا قرضہ ادا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن آگاد کر دیں گے۔ اسکو شرح السنہ میں روایت کیا

مالدار قرض نہ دے تو اس پر سختی کی جائے ۱۳۵۰ اس حدیث کو احمد بن ماجہ بھی حکم ادیان جہان نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرضہ کی طاققت ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی آدمی قرضہ ادا نہ کرے تو یہ کبیرہ گناہ ہے جس سے متروک کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور قید کیا جا سکتا ہے اسکو ظالم بد معاملہ اور جرم خور جیسے الفاظ کہے جا سکتے ہیں اور اگر قرضہ نہ دہن تو جرم خور یا بھوکا آدمی ہو تو اسکی بے عزتی نہیں کی جا سکتی اور نہ اسکو قید کیا جا سکتا ہے۔

مقروض کی ضمانت خواہ کوئی دیدے۔ ۱۳۵۱ اس حدیث کو دار تقنی عبد بن حمید اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ہاکسی سند قیہد ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضمانت کی طرف سے دو قرضہ ساتط ہو جائے اور یہ میں معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور کوئی بھی ضمانت دے سکتا ہے۔ اس سے دو روایتیں آئی ہیں ایک یہ کہ اگر کسی کا قرضہ کوئی ادا کرے (خاصیہ صحیحہ)

۱۳۵۲۔ وَعَنْ كُوبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَتَىٰ مِنَ الْكِبَرِ وَالْعُكُولِ وَالذَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَلْجَةَ وَالذَّكَاوِيُّ۔

۱۳۵۳۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يَلْقَاكَ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكِبَالِ الَّتِي نَهَى اللَّهُ عَنْهَا أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَّ مَعَهُ قَضَاءٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُؤَدَوِيُّ۔

۱۳۵۴۔ وَعَنْ عُمَرَ وَبْنِ عَوْفٍ الْمُرِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفُضْلُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا فُضْلًا حَرَمًا حَلَالًا أَوْ حَلَالًا حَرَمًا وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ الْأَشْرَاطُ

۱۳۵۲۔ حضرت کوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ تکبر، خیانت اور قرضہ سے پاک ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اسکو ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۵۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کبیر گناہوں کے بعد کہیں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے۔ کہ اس پر قرضہ ہو اور قرضہ پورا کرنے کے لئے کوئی چیز نہ پھوڑ جائے۔ اسکو احمد، ابو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۳۵۴۔ بزرگ بزرگ عوف مرزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے۔ مگر ایسی صلح جائز نہیں ہے جس سے کوئی چیز حلال حرام ہو جائے۔ یا کوئی حرام چیز حلال ہو جائے۔ اور مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں۔ مگر وہ شرط جائز

واقعیہ مانیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اسکے عوض جہنم سے آزاد کر دیں گے اور دوسری یہ کہ قرض کی بنیاد پر زمین نشین کرنی چاہیے کہ قرضہ وہ بلاد ہے جس سے آدمی شہید ہو کر بھی جنت میں دھا سکے ۱۱

۱۲ (ماہرہ صمدی بڑا) اس حدیث کو نسائی ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے حدیث میں فلول کے لفظ ہیں اور فلول یہ ہے کہ آدمی غنیمت کے مال میں سے تقسیم سے پہلے کوئی چیز چوری چھپے لے لے ۱۲

معمولی کاموں کے لیے قرضہ نہ اٹھاؤ ۱۳ اس حدیث کو بیهقی نے شعب الایمان میں اور بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے کنز میں اور طبرانی نے کبیر میں بھی روایت کیا ہے زیادہ قرضہ اٹھانا اور معمولی معمولی باتوں کے لیے قرضہ اٹھانا بہت بڑی بات ہے اور اسکی اور اشکی میں کوتاہی کرنا اس سے بھی بڑا ہے ۱۱

۱۳۵۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَرْتَنِي وَتَرَا دَنِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

۱۳۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَيْبَعَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَجَاءَهُ مَا نَدَدْتَعَا إِلَيَّ وَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ تَعَالَى فِي أَهْلِكَ وَمَلَكَ أَمَّا جَزَاءُ السَّلْفِ الْحَمْدُ وَالْآلَةُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ -

۱۳۵۸۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ أَخْرَاهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

۱۳۵۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ قرضہ تھا، آپ نے جب مجھ کو ادا کیا، تو کچھ زیادہ بھی دے دیا۔ اسکو الحدیث نے روایت کیا۔

۱۳۵۷ حضرت عبداللہ بن ابی ریبعہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چھبیس ہزار درہم قرضہ لیا، جب آپ کے پاس مال آیا تو مجھ کو قرضہ ادا کر دیا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے بال بچے اہل مال میں برکت دے۔ فرض کا بدلہ ہی ہے، کہ قرضہ بھی ادا کیا جائے اور اس کا شکریہ بھی ادا کیا جائے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا۔

۱۳۵۸ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آدمی کا کسی پرین ہو، اور وہ اس کو بہت دیدے۔ تو اس کو ہر دن صدقہ کا اجر ملے گا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔

قرضہ نبی مرضی سے زیادہ دیر جاؤں ہے۔ اس حدیث کو احمد بخاری اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے اسکا معنی یہ ہے کہ جب قرضہ دینے والا قرضہ دیتے وقت یہ شرط کرے کہ میں کچھ زیادہ لوں گا تو پھر یہ سود ہوگا۔ ۳۔

اس حدیث کو احمد ابی داؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند اچھی ہے آپ نے یہ قرضہ جنس کی بیگ کی تیلی کے پھلکے بنا مطلب یہ ہے کہ جب قرضہ ادا کرنے تو ساتھ ہی اس کو قرضہ خواہ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ذلت پر اسکو دیکھ دینے کے کلاس کی ضرورت کے وقت مدد کی ۱۲۔

اس حدیث کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند نہایت ہی ضعیف ہے اور مطلب حدیث کا واضح ہے ۱۱۔

۳۵۹. وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَطْوَلٍ قَالَ مَاتَ أُمِّي وَتَرَكَ ثَلَاثَةَ دِينَارٍ وَتَرَكَ وَلَدًا صَغِيرًا فَأَرَدْتُ أَنْ أُلْفِقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَاكَ كَعْبُوسَ بَدِينٍ فَأَقْبِرْ عَنْهُ قَالَ لَدَا هَبْتُ فَقَضَيْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ وَكَمْ تَبَقَ إِلَّا هَرَاةُ تَدَائِي دِينَارَيْنِ وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ أَعْطَاهَا فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

۱۳۶. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ يُوَضَعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرِنَا مَدْفَعٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ قَبْلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَأَا بَصَرَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ

۱۳۵۹۔ عیدین اطول رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میرا بھائی فوت ہو گیا۔ اور اس نے تین سو دینار ترکہ چھوڑا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے۔ میرا لدا ہوا تھا کہ میں یہ روپیہ میں پر خرچ کروں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو فرمایا تیرا بھائی اپنے رخصتے میں تیر ہے۔ اس کی طرف سے قرض ادا کر۔ سعد نے کہا۔ کہ میں گیا۔ اور اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا۔ پھر میں آیا۔ اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں نے اس کا قرض ادا کر دیا اب صرف ایک عورت باقی ہے۔ جو دو دیناروں کا دعویٰ کرتی ہے۔ اور اس کے پاس اس کا ثبوت کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو دے دو۔ وہ سچی ہے اس کو احمد نے روایت کیا۔

۱۳۶۔ محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہا۔ کہ ہم مسجد کے صحن میں اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاں جنازے رکھے جاتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے پاس تشریف فرما تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی۔ اور کچھ دیکھا۔ پھر اپنی نظر جگالی۔ اور ہاتھ پیشانی پر رکھا۔ اور فرمایا۔ اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے۔ کتنی سختی نازل کی گئی ہے۔ محمد نے کہا۔ ہم وہ سارا دن اور رات

یتیموں کا پیسہ بھی قرض میں دیدیا جائے اس حدیث کو ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں یہائی کی بجائے باپ کے لفظ ہیں کہ ان کا باپ فوت ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے یتیم بچوں کی پرورش سے یہی پیسہ قرض کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہیے اور بچوں کا معاملہ عدل کے سپرد کرنا چاہیے وہ خود اگلی پرورش سے پیسے کوئی سبیل بنا دے گا لیکن بچوں کا قرض بہر حال اترنا چاہیے۔ اور اس عورت کے متعلق اگر کچھ کوئی کے ذریعہ معلوم ہوا ہو تو یہ آپ کا معجزہ ہو گا اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم اپنے علم کی بنا پر گواہوں کے بغیر کسی مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ خواہ وہ علم یقینی قرآن کی بنا پر ہو خواہ خود اس مقدمہ کا صحن شاہد ہو لیکن نظام عدالت کا انحصار گواہوں پر ہے ایسے واقعات شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں جہاں ذاتی علم کی بنا پر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے ۱۳

سَبَّحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ السُّدِّ يُدِّ قَالَ فَسَكَّنَا لَوْ مَنَا وَلَيْلَتْنَا فَلَمْ نَرِ إِلَّا حَيْرًا حَتَّى
 أَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السُّدُّ يُدِّ الَّذِي نَزَلَ
 قَالَ فِي الدَّيْبِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ كُنْتُ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ
 قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ
 حَتَّى يُقَضَى دَيْنُهُ مَرَاوَاةً أَحْمَدُ فِي تَرْغِيمِ السُّنَنِ لَحْوَةً.

غاموش رہے۔ اور فریہ گزری۔ جب صبح ہوئی۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کیا سختی ہے۔ جو نازل ہوئی ہے
 آپ نے فرمایا قرضہ کے متعلق اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر ایک آنہ اللہ کے رستے میں شہید ہو جائے۔ پھر زندہ
 ہو پھر اٹھ کے رستے میں مارا جائے۔ پھر زندہ ہو پھر اٹھ کے رستے میں مارا جائے۔ پھر زندہ ہو۔ اور اس پر قرضہ ہو تو وہ کبھی جنت میں
 داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب تک کہ اس کا قرضہ ادا نہ کیا جائے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور شرح السنۃ میں بھی اسی طرح ہے۔

بخارہ مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔ اس حدیث کو نسائی اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے بھی روایت

کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بخارہ مسجد میں ہو کر تہتے تھے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں پر شدید انکار کیا تھا جنہوں نے مسجد میں بخارہ رکھنے سے انکار کیا تھا اور کہا کہ لوگ کتنی جلدی بھولی
 جاتے ہیں بیٹھا کے میٹوں کے بخارہ مسجد میں ہی ہوسے تھے آج کل احناف کہتے ہیں کہ بخارہ مسجد میں نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ
 گند کی پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے آنحضرت اور صحابہ کو یہ خیال نہ آیا اور اس پر تعجب یہ ہوا کہ مردہ کو مسجد میں دفن کرنا جائز سمجھتے
 ہیں۔ محمد بن عبد اللہ کا خیال تھا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنتی اترنے کی اطلاع فرمائی ہے شائد کوئی عذاب نازل
 ہونے والا ہے جب ایک دلی سات خیریت سے گزر گیا تو پھر آنحضرت سے سواں کیا کہ وہ کونسی سنتی تھی جسکی آپ نے اطلاع
 فرمائی ہے تو آپ نے فرمایا قرضہ کے متعلق بلاصحت حکم نازل ہوا کہ اگر کوئی تین دفعہ جس قبیلہ کو جو توجب تک اس کا قرضہ نہ اترے
 گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا لیکن یہ روایت اس آدمی کے لیے ہے جو عمداً قرضہ کی ادائیگی میں پس و پیش کرے اور بد نیت ہو قرضہ
 ادا کرنے کی نیت نہ ہو اور اگر ایسا نہ ہو مثلاً اس کی نیت تو قرضہ ادا کرنے کی تھی لیکن موت نے اسے جہلت نہ دی یا کوشش کے
 باوجود پیشہ اس کے اٹھ نہ آیا تو ایسی صورتوں میں اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کا ہر دور کوئی نہ کوئی سامان پیدا کریں گے اور فرغخواہ
 کو اس سے راضی کر دیں گے۔ لیکن اگر اس کے ترک میں قرض ادا کرنے کی گنجائش ہو تو وارثوں پر فرض ہے کہ سب سے پہلے قرضہ ادا

وَدَعَاَ بِالْبُرْكَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۶۲ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمِعْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبُخَارِ الْبُرْكَاتِ قَالَ كَلْفَرْنَا الْمَوْتَ وَشَرُّكُمْ فِي الشَّرِّ قَالُوا أَسْمِعْنَا وَأَطْعَمْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۶۳ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَا دِينَارًا لِيَشْتَرِيَ لَكَ شَاةً فَأَشْتَرِي لَكَ شَاتَيْنِ مَبَاعٍ أَحَدُهُمَا يَدِينَارٌ وَآثَاةٌ بِشَاةٍ وَدِينَارٌ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِهِ بِالْبُرْكَاتِ فَكَانَ لَوْ اشْتَرِيَ تَوَابًا لَرِمْتُمْ فِيهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

تھا۔ اور ان کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۶۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصاری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درختوں کو تقسیم کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تقسیم نہیں کروں گا تم ہم سے محنت لے لیا کرو۔ اور پھل میں ہم کو شریک کر لیا کرو۔ تو انصار نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۶۳ وہ بنو الجعد بارقی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک دینار دیا تاکہ اس سے ایک بکری خرید لائیں۔ تو عروہ نے اس دینار سے وہ بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری دینار سے بیچ ڈالی۔ اور آپ کے پاس ایک بکری بھی اور دینار بھی آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ وہ اگر مٹی بھی خرید لیتے۔ تو اس سے بھی انکو نفع ہو جاتا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۶۴ اس کو ابو نعیم اور حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بخاری میں کئی آدمیوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ انہوں نے سر پر شفقت سے ہاتھ پیر یا بازار میں رزق کی تلاش کے لئے جانا اور برکت حاصل کرنا سبب جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور عبداللہ بنی ہشام کے سال میں بکرت ہطلکی ۱۳
زراعت میں بھی شرکت جائز ہے۔ اس حدیث کو نشانہ کے بھی روایت کیا ہے۔ انصار نے کہا کہ ہمارے ہاجر
بھائیوں کو بھی ہمارے ہاتھوں میں شریک کر کے درختوں کو تقسیم کریں تو انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا اور فرمایا
کہ ہاجروں سے محنت لے لیا کرو اور انہیں آپس میں تقسیم کر لیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ حرف تجارت ہی میں شرکت جائز نہیں ہے
بلکہ کہتی بائی، یعنی شرکت جائز ہے (تقریباً ص ۱۷۸)

الفصل الثاني

۱۳۶۴ عن أبي هريرة رفعه قال قال ابن الله عز وجل يقول أنا ثالث الشريكين ما لم يخن أحدهما صاحبا فإذا تخا تخبث من بينهما فداه الوداؤد وما أذنين وجاء الشيطان -

۱۳۶۵ وعن عبيد بن ربيعة قال قال الأمانة إلى من أئتمنت ولا تخن من خانك فداه الترمذي والوداؤد والكاري -

۱۳۶۶ وعن جابر قال أهدت الخمر وجهي إلى خبيث فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فسئلت

فصل دوم

۱۳۶۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعہ روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ دو شرک کرنے والوں میں تیسرا میں ہوں جب تک کوئی ایک ان میں سے اپنے ساتھی سے خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔ اسکو ہند نے روایت کیا اور رزین میں اتنا زیادہ ہے کہ شیطان آجاتا ہے۔

۱۳۶۸ اور اسی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ کو امانت دی ہے اسکو امانت ادا کر اور جو تجھ سے خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرے۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۶۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خیر جانے کا ارادہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں نے

سے قبیلہ عاتبہ) اس حدیث کو احمد، ترمذی اور نسائی کے سوا امام اہل سنن نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کام میں وکیل کو ناجائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر کسی کو تیز کو بیچ دینا بھی جائز ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک مالدار

خود نے کی اجازت دے تو وکیل اتنی قیمت میں دو مالدار بھی خرید سکتا ہے ۱۲

۱۳۷۰ امانت دار کی ضرورت دیکھ لیں (حاشیہ صفحہ ۱۲) اس حدیث کو مصنفی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس مضمون کو بیان کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مالدار دو مالداروں میں امانت قائم نہ کرے بلکہ امانت انکی تجارت میں برکت کرتے ہیں مالدار اپنے مال کو بڑھانے میں ادا کی قیمت میں کمی مدد کرتے ہیں اور جب کسی شریک نے خیانت کی تو اللہ تعالیٰ کی مدد برکت تم پر جاتی ہے دشمن کی امانت بھی واپس کرنی چاہئے۔ ۱۳ ترمذی نے اس کو سن کہا ہے اور حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے طلب یہ ہے کہ امانت ہر حال میں مالک کو پہنچانی چاہیے خواہ وہ امانت کا خیر کو یوں نہ ہو اور اگر کسی آدمی سے ایسے کا حق نکلتا ہے اور وہ ادا کرنے سے انکار کر دے یا دست و دل لے تو اسکی امانت میں سے اپنا حق لوٹا کر سکتا ہے اور اگر اس طرح نہ کرے تو بہتر ہے۔ ۱۴

عَلَيْهِ وَقُلْتُ إِنِّي آذَنْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ إِذَا آتَيْتَ وَكَيْلِي فَخُذْ مِنْهُ خُمْسَةَ عَشْرَ وَسُقًا
فَإِنِ ابْتِغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْوَعَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

الفصل الثالث

۱۳۶۶. عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبُوكَةُ الْبَيْعُ
إِلَى الْجَلِّ وَالْمَقَارَضَةُ وَإِخْلَاطُ الثُّبِيِّ بِالشُّعَيْرِ لِلْبَيْتِ لِأَنَّ الْبَيْعَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.
۱۳۶۸. وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِرَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بَدِينًا رَجُلًا
لِيَشْتَرِيَ لَهُ بِهِ أُخْبِيَةَ فَاشْتَرَى كَبْشًا بِدِينَارٍ وَبَاعَهُ بِدِينَارَيْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرَى أُخْبِيَةَ

سلام کہا۔ اور عرض کیا کہ میں خیبر کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا جب تو میرے دلیل کے پاس پہنچے۔ تو اس سے
پنہندہ دست کھوریں لیتے گا۔ اگر وہ تجھ سے کوئی نشانی مانگے۔ تو اپنا ہاتھ اس کے حلق پر رکھ دینا۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۳۶۶. صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزوں میں بوکت ہے۔ اور مزارعت اور مضاربت
کرنا اور گرمی کھانے کے لئے گندم میں کچھ جو ملائیں۔ لیکن تجارت کی گندم میں نہیں۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔
۱۳۶۸. حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا کہ اس سے قرظی کے لئے ایک
ہینڈھا خرید لاؤ۔ تو انھوں نے ایک دینار سے ہینڈھا خریدا۔ اور اس کو دو دیناروں میں بیچ دیا۔ پھر مٹی میں واپس آئے تو ایک دینار سے

۱۴. اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ وکیل

کرنا اور مدقہ پر کس کو مال خزر کرنا اور اس کو مستحقوں میں تقسیم کرنے کا اختیار دینا اور وکیل اور وکیل میں کوئی تلامت مفرد کرینا سب

ہائز ہے ۱۲

۱۵. اس حدیث کی سند ضعیف ہے مضاربت میں ایک آدمی کا پیسہ ہوتا ہے

اور دوسرے کی محنت اس میں بوکت یہ ہوتی کہ ایک غریب آدمی بی کام پر لگ گیا جو اور گندم ملا کر کھانے سے غنا کا مزہ حاصل
ہو گیا ہے جو ٹھنڈے ہیں اور گندم گرم ہے اور معتدل غذا محنت کے لیے مفید ہے اور ہارم و مضر ہے میں خریدار کو سہولت ہو گئی

اور اپنا مال زیادہ نکل گیا ۱۲

۱۳۷۰ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِبَنِّ أَحَدٍ مَا شِئَ أُمِّي بَعْدَ إِذْ ذُنِبَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُؤْتَى مَشْرُوبًا فَتُكْسَرُ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامًا وَإِنَّمَا يَحِلُّ لَهَا مَاءٌ وَمَوَاشِيُهُمْ وَأَطْعَامُهُمْ وَأَوَاهُ مُسَلَّمَةٌ.

۱۳۷۱ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا بِنَدَاءٍ فَسَقَطَتِ الصَّخْفَةُ فَأَنْفَلَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقَلَ الصَّخْفَةَ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّخْفَةِ وَيَقُولُ غَارَتْ أُمَّكُمْ ثُمَّ

۱۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی تم میں سے کسی کا جانور بیجاہزت کے زدو ہے۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے خزانے پر آئے۔ تو اس کا خزانہ ٹوٹ لیا گیا ہو۔ اور اس کا کھانا چرایا گیا ہو۔ لوگوں کے مویشی بھی اپنے گھنٹوں میں لوگوں کی خرداک رکھتے ہیں اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس تھے۔ اور آپ کی کسی دوسری بیوی نے خادم کے ہاتھ پیالے میں کھانا بھیجا۔ تو جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس بیوی نے خادم کے ہاتھ پر مارا۔ اور وہ پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے۔ اور کھانا اٹھا کر پیالے میں رکھا۔ اور کہا تمہاری ماں نے عزت کھائی ہے پھر آپ نے خادم کو روک لیا۔ اور جس کے گھر میں تھے۔ اس کا نابت پیالے کے اس بیوی کے پاس بھیجا۔ جس کا ٹوٹ

۱۔ اس حدیث کو بخاری نے لفظ میں اور ابوداؤد نے جہاد میں روایت کیا ہے اور حدیث کا مضمون بالکل واضح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی دوسرے آدمی کے مویشی کا دودھ بغیر اجازت نہ دے۔ مسافر آدمی اس سے مستغنی ہے اس کا حکم یہ ہے کہ مسافر کے پاس اگر پیسے نہ ہوں یا اگر تمہوں اور کوئی تیز قیمتا بھی دستیاب نہ ہو سہی ہو اور وہ جھوک سے عبور ہو اور مویشیوں کا مالک بھی پاس موجود نہ ہو کہ اس سے اجازت لے سکے تو ایسی صورت میں وہ تین دفعہ بلند آواز سے مالک کو آواز دے اگر اس کی آواز کا جواب آئے تو اس سے اجازت لے لے اور اگر جواب بھی نہ آئے تو پھر کسی جانور کا آواز دودھ دودھ کھانے سے سیر ہو جائے اور اپنے ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے اور یہی حکم باغ یا کھیتی کا بھی ہے کہ کھیتی کوئی پیداوار مثلاً شلغم۔ کا جو مٹی وغیرہ لے کر کھلے اور ساتھ نہ لے جائے یا باغ سے بھل توڑ کر کھالے اور ساتھ نہ لے جائے ۱۲

حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّىٰ آتَىٰ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ النَّبِيِّ هُوَ فِي بَيْتِهِ فَاذْفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ
إِلَى النَّبِيِّ كَيْسَرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ كَسَرَتْ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ -
۱۳۷۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنِ النَّهْبَةِ وَاللَّتْلِ
رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ -

۱۳۷۳. وَعَنْ جَابِرِ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى النَّاسُ بِسِتِّ رُكْعَاتٍ بِأَرْبَعِ
سَجَدَاتٍ فَأَنْصَرَفَ فَقَدْ أَضَتْ الشَّمْسُ وَقَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُوْعِدُودًا إِلَّا قَدَّمَ آيَتُهُ فِي

گیا تھا اور ٹوٹا ہوا ایسا اس بیوی کے گھر میں رہتے دیا جس نے توڑا تھا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۷۲. حیدر اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ مار کرنے اور منہ کرنے سے منع فرمایا ہے اس
کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۷۳. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سوجد کو گرہن لگا۔ جس دن کہ حضرت
ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے لوگوں کو پھر رکوع اور چار سجدوں سے نماز پڑھانی جب آپ کا
ہوسے۔ تو سورت اپنی اصلی حالت پر آچکا تھا۔ آپ نے فرمایا جس میں پیر کا بھی تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ اسکو میں نے اپنی نماز میں دیکھا ہے

مانگی ہوئی چیز کی ضمانت لازم ہوتی ہے **۱۷** اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی
نے اس کو مرسل کہا ہے یہ کما تلاحظون والی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور یہاں لکھو نے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں جیسا
کہ ترمذی کی روایت میں اسکی تصریح ہے رشک کرنا عورت کی فطرت میں داخل ہے خصوصاً سوتلوں میں شریعت نے اس چیز کو حرام
نہیں کیا لیکن اس کے افراتو کو رد سدا یا اس حدیث کو پہلے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ رکابی جس میں کہا آیا تھا وہ عورت تھی اس
کے تلف کر دینے پر ان پر اسکی ضمانت ڈال لینی کئی معلوم ہوگا کہ کوئی چیز مالک کو تلف اور اس کو تلف کر دے تو اسکی قیمت اس پر

لازم ہوگئی **۱۸**
انسانی لاش کی بے حرمتی کرنا کبیرہ گناہ ہے **۱۹** یہ حدیث صرف بخاری شریف میں ہے تشبیہ ہے کہ کسی زندہ یا مردہ انسان
کے اعضاء مثلاً ناک کان کاٹ دینے جائیں اس طرح انسانی لاش کی بے حرمتی ہوتی ہے اور زندہ انسان کے ناک کان کاٹ دینے
جائیں تو یہ اور بھی بُرا ہے کیونکہ اس سے اذیت جسمانی کے علاوہ ساری عمر کے پیرا کوئی بد نما ہو جاتا ہے **۲۰**

صَلَوَاتِي هَذِهِ لَقَدْ جِئْتُ بِالنَّارِ وَذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُنِي تَأْكُهُنَّ لَخَفَاتُ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ
 نَفْثِهَا وَحَتَّى تَأْتِيَ فِيهَا صَاحِبَ الْجَنِّ يُخْبِرُ قُصْبِي النَّارَ وَكَانَ يَسْرِفُ الْعَاجِمُ فَحَصْبِي
 فَإِنْ نُظِنَ لَهُ قَالَ إِمَّا تَعَلَّقَ بِجَحْنِي وَإِنْ غَفَلَ عِنْدَ ذَهَابِ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا
 صَاحِبَةَ الْبَيْتَةِ الَّتِي رَطَبَتْهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا وَلَمْ تَدَأْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَائِشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ
 جُوعًا ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَنَّةِ وَذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُنِي تَقْدَمْتُ حَتَّى تُمْتُ فِي مَقَالِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ
 يَدِي وَإِنَّا أَرِيدُ أَنْ أَتَاوَلَ مِنْ نَمْرٍ قَالَتْ تَنْظُرُ وَالْبَيْتُ نَمَّ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
 ۱۳۷۴- وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَسْبَاقُورَ كَانَ فَرَسًا بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

جہنم میرے سامنے لائی گئی، جبکہ تم نے مجھ کو پیچھے بٹھتے دیکھا تھا میں اس کی گرمی سے خوف کھا کر ہٹا تھا میں نے اس میں
 کھونڈی والے کو بھی دیکھا جو اپنی انتریاں آگ میں گھسیٹ رہا تھا یہ آدمی اپنی کھونڈی سے حاجی لوگوں کی چیزیں چروایا کرتا
 تھا اگر کسی کو بڑے چل جاتا تو کہہ دیتا وہ میری کھونڈی سے چیز لٹک گئی اور اگر کسی کو پتہ نہ چلتا تو اس کو لے جاتا اور میں نے وہ
 بی دالی عورت بھی دیکھی ہے جس نے بی کو باندھ رکھا تھا نہ تو اس کو کھانے کو کچھ دیا اور نہ ہی اسے کھول دیا کہ وہ زمین
 کے کیڑے کو کھائے کھا کر اپنا گزارہ کر لیتی بالآخر وہ بھوک سے مر گئی پھر میرے سامنے جنت لائی گئی اسی دن وہ وقت تھا جب کہ تم
 نے مجھ کو آگے بڑھنے دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ میں اپنی اس جگہ میں کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ میں چاہتا تھا کہ اس کا کوئی
 پھل پڑے۔ تاکہ تم اس کو دیکھو۔ پھر مجھے خیال آیا کہ میں ایسا نہ کروں۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۳۷۵- قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ درمندرہ میں دشمن کے متعلق آمدہ اطلاع

گرمین کی نماز میں کئی رکوع ہیں۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے آپ
 نے سوچ گمبہن کی نماز پڑھائی اور رکعت میں چھ رکوع اور چار سجدے کئے گرمین کی نماز میں مختلف رکوع آئے ہیں ایک رکعت میں ایک رکوع
 بھی اور دو رکوع بھی اندر میں یا چار رکوع بھی اگر سونہ جلدی صاف ہو گیا تو رکوع کم ہو گئے اور اگر دیر سے صاف ہوا تو رکوع زیادہ کر کے پیچھے
 عرف ایک رکعت میں ایک رکوع کے قائل ہیں اور یہ حدیثیں ان کی نماز میں عرب میں ایک بدو نے آؤمی پیدا ہوا جس نے عرب میں
 بت پرستی رائج کی اسکا نام عمرو بن لوی تھا اور اسکا نالائق بیٹا صاحب الامین کے نام سے مشہور ہے جو صحابہ کی چیزیں اپنی
 کھونڈی سے اڑا کر لے جاتا اسکو میں آپ نے جہنم میں دیکھا اسی مناسبت سے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے کہ لوگوں کی چیزیں چوری چھپے اور کھونڈی سے
 سے ہاتھ کا انجام جہنم ہے اور بی دالی عورت کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ جاندار چیزوں کو چھو کا پیا۔ اس کہہ کر مار دینا بھی جہنم میں جانے کا

وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ النَّدْوَبُ فَزَكَبَ فَلَمَّا رَجَعُ قَالَ مَا رَأَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ
وَجَدْنَا هَاجَرَ امْتَفِقُوا عَلَيْهِ -

الفصل الثاني

۱۳۷۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحْبَبِي أَنْضَأْتَهُ
فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعَرَقِي كَالِإِبْرَحِيِّ زَوْجَةُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبُؤْدُودُ وَوَمَنْ وَكُلُّ مَا لَكَ عَنْ عُرْوَةَ
فَمَا سَلَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ -

۱۳۷۶۔ وَعَنْ أَبِي حُرَيْرَةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِ

سے خوف پیدا ہو گیا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ سے گھوڑا مانگ کر لیا۔ اس گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ آپ اس پر سوار
ہوئے۔ پھر جب آپ واپس آئے تو آپ نے فرمایا کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اس گھوڑے کو میں نے بڑا نڈہ قدم پایا ہے۔ متفق علیہ

فصل دوم

۱۳۷۵۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی میرا در زمین کو لبا دکرے۔ وہ زمین کا
کی ہے اور ظالم کی محنت کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسکو احمد۔ ترمذی۔ اور ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور اسکو ایک نے عروہ سے روایت کیا
کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے

۱۳۷۶۔ حضرت ابو حریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی کسی پر ظلم کرنا۔ جو وہ کسی آدمی

مانگ کر چیز لینا جائز ہے۔ اس حدیث کو احمد و ابی داؤد و ابی یوسف و ابی حنبلہ و ابی سعید و ابی یوسف نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے ابو طلحہ کا یہ گھوڑا بڑا سست رفتار تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو آپ کی برکت سے
یہ گھوڑا بڑا تیز رفتار ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے کوئی چیز مانگ لینا جائز ہے ۱۲

غیر آباد زمین اسکی ہے جو اسے آباد کرے۔ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا اور ترمذی
نے اسکو حسن کہا ہے غیر آباد جو کسی کی ملکیت نہ ہو اگر کوئی آدمی آباد کرے تو وہ زمین اسکی ہو جائے گی خواہ اس میں درخت لگائے
یا کھیتی باڑی شروع کرے اور خواہ وہ بادشاہ وقت سے اجازت لے کر اسکو آباد کرے یا خود بخود ہی اسکو آباد کرے اور کوئی آدمی اس
مملکت زمین میں بغیر اجازت مانگ کے کھیتی باڑی شروع کرے تو اسکو کوئی حق نہیں ہے اسکو صرف کھیتی کا خرچ ہے گا اور اسکی محنت ساری
ضائع ہائے گی اور فصل کی تمام آمدنی زمین کا مالک لے جائے گا ۱۳

۱۳۷۹۔ وَعَنْ مَهْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالٍ عِنْدَ جَلِيٍّ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَيَتَّبِعُ الْبَيْعَ مَنْ بَاعَهُ مَرَاةً أَحْمَدًا وَالْبُودَا وَدَا وَالنَّسَائِيَّ.

۱۳۸۰۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَ زَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَا وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۸۱۔ وَعَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَازِبٍ دَخَلَتْ حَارِطًا لَأَمْسَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَلَى أَهْلِ الْخَوَاطِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَإِنْ مَا أَتَتْهُ الْوَأَسِيُّ بِاللَّيْلِ صَافٍ عَلَى أَهْلِهَا زَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبُودَا وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۳۷۹۔ مروی عن جذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اپنا چوری شدہ مال کسی آدمی کے پاس پائے۔ وہ اس کا زیادہ ختمدار ہے۔ اور خریدار خرید کر لے لیا گیا ہے۔ اس کو بوداؤ اور نسانی نے روایت کیا۔

۱۳۸۰۔ اسی روایت سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ صاف ہے اس چیز کا جو اس نے پکڑی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ادا کرے۔ اس کو ترمذی، بوداؤ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۳۸۱۔ حرام بن سعد بن محمد بن ابی عازب کی روایت ہے کہ براء بن عازب کی اوستی نے ایک ہانہ میں داخل ہو کر نقصان کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ دن کو حفاظت ہانہ والوں کے ذمے ہے۔ اور اگر بوشی رات کو نقصان کریں۔ تو اس کی ضمانت موشی والوں پر ہے۔ اس کو مالک اور بوداؤ اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔

چوری شدہ مال بہر حال مالک کا ہے۔ اس حدیث کو طرانی نے کبیر میں اربعہ ہفتی سے روایت کیا ہے مطلب یہ

ہے کہ اگر چوری کر کے مال کسی کے پاس فروخت کر دے اور وہی چوری ہوئی ہے وہ اپنا مال اس آدمی کے پاس پائے اور اس کو پہچان

نے تو وہ اپنا مال لے لے گا اور جس نے چوری سے خریدا ہے وہ چور کا بیچا کرنا چاہے اس پر سے اس پر قیمت اس سے جا کر وصول کرے گا

اس کو ابھی نسانی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحت کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی سے مالک

کر لی جائے تو اس کا مالک کرنا ضروری ہے اگر اس سے کم ہو جائے یا ٹوٹ جائے تو اس کو اس کی قیمت یا اس میں سے ہرگز مالک کو دینی ہوگی

یاغ یا بھتیگی کی نگرانی کس کے ذمے ہے اس حدیث کو احمد شافعی اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ

ہے کہ اگر کسی کے موشی کسی آدمی کی کھیتی یا باغ کو نقصان پہنچائیں تو اگر نقصان رات کو ہو تو موشیوں والے نقصان بھرے گا اور نقصان

دن کو ہو تو موشیوں والے پر نقصان کی قیمت نہیں پڑے گی وہ کھیتی اور باغ والے کی سستی کی وجہ سے نقصان ہی ہوا ہے ۱۲

۱۳۸۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّجُلُ جُبَانٌ وَقَالَ النَّاجِبُ
رِقَالُهُ أَبُو دَاوُدَ

۱۳۸۳ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَفَرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا آتَى أَحَدَكُمْ عَلَى
مَا شِئْتُمْ إِنْ كَانَ فِيهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا فَلْيَصَوِّتْ كَلِشَا فَاِنْ أَجَابَ
أَحَدًا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَحِدْ كَحَدِّ فَلْيَحْتَلِبْ وَلَا يَشْرِبْ وَلَا يَحْمِلْ رِقَالَهُ أَبُو دَاوُدَ۔
۱۳۸۴۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْيَأْكُلْ
وَلَا يَتَّخِذْ حَبْنَةً وَلَا التَّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثِ عَرَبِيَّاتٍ۔

۱۳۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مویشی کا پاؤں معاف ہے
احدک معاف ہے۔ اسکا ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۳۸۳۔ حضرت حسن سعوی بن حنظل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے مویشیوں
کے پاس آئے مگر مویشیوں کو مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے لے۔ اور اگر مالک نہ ہو تو تین مرتبہ آواز دے کہ بلائے۔ اگر کوئی
جواب دے تو اس سے اجازت لے لے۔ اور اگر کوئی آدمی جواب نہ دے تو پیسے کے لیے دو دو دوہ لے لے اور اپنے ساتھ نہ
اٹھا کر لے جائے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا

۱۳۸۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی باغ میں داخل ہو وہ اس
سے پھل کھائے اور چھوٹی میں اٹھا کر نہ لے جائے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث فریب ہے

آگ اور جانور کا نقصان معاف ہے۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی یا
بچہ کسی کے جانور کے نیچے اگر مر جائے تو جانور سے مالک پر اسکی کوئی دینت نہیں پڑے گی اور اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی ضرورت کے لیے آگ
بجلائے اور آگ ماکر کہیں جاگے اور دوسرے آدمی کا نقصان ہو جائے تو آگ بجلائے والا اسکے نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا۔
اسکو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکو حسن صحیح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو کھجور کا بیج یا سبب سے تنگ کر دیا اور اسکا بیج
کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو اور کسی آدمی کے مویشی ہوں مالک اپنے پاس نہ ہو تو تین دفعہ آواز دے کہ آواز دے تو مالک سے اجازت
لیکر کسی جانور کا دو دوہ دھو کر پلے اور اگر جواب نہ ملے تو بھی بغیر اجازت پیسے کے لیے دو دو دوہ سے زیادہ دے دے کہ اس سے مالک کا زیادہ
نقصان ہوگا۔ اس حدیث کی سند اچھی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر جھوک سے عبور ہو جائے اور اپنی جان بچانے کی
 خاطر کسی باغ سے پھل توڑ کر کھائے تو اس پر نہ تو کوئی گناہ ہے نہ تاوان اللہ تعالیٰ پر کمر نہ لے جائے۔

۱۳۸۵۔ وَعَنْ أُمِّيَّةَ بِنْتِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْهُ
أَدَمًا عَاتِيًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ غَضَبًا يَا مُحَمَّدُ قَالَ بَلْ عَارِيَةٌ مضمونة رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔
۱۳۸۶۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ للَعَارِيَةِ
مَوَدَّةٌ وَالْمُضْمَنَةُ مَرْدُودَةٌ وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالرَّيْعَانُ عَارِمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَالْمَوْدُودَةُ۔
۱۳۸۷۔ وَعَنْ زَائِعِ بْنِ عَمْرِوٍ وَالْعِفَارِيِّ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا ارْتَمَيْتُ فِي النَّخْلِ الْأَنْصَارِ فَأَتَى بِي النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ لِمَ ارْتَمَيْتُ فِي النَّخْلِ قُلْتُ أَكَلْتُ قَالَ فَلَا تَرْمِ وَكُلْ مِمَّا
سَقَطَ فِي أَسْفَلِهَا ثُمَّ مَسَّمْ رَأْسَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ اشْبِعْ بَطْنَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَالْمَوْدُودَةُ۔

۱۳۸۵۔ امیر بن صفوان اپنے باپ سے روایت کرنے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صفین کے دن مدین ماگین تو
صفوان نے کہا اے محمد کیا چین کرتے ہو آپ نے فرمایا مانگ کر لیتا ہوں اور ادرا کہ دئی جائیں گی اس کو ابو داؤد نے روایت کیا
۱۳۸۶۔ امیر امامہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منا آپ فرمانے تھے مانگ کر لی ہونی چھوڑا
کر دی جائے اور ضرور اس کی جائے۔ اور قرمز پورا گیا جائے۔ اور منان تا وہاں خبر لے۔ اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۳۸۷۔ زایع بن عمرو غفاری نے کہا۔ کہ میں بھوٹا سا لڑکا تھا۔ میں انصار کی کچھوروں پر دھیسٹ پھینک رہا تھا۔ مجھے پڑ کر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے لڑکے تو کچھوروں پر پتھر کیوں پھینک رہا تھا۔ میں نے کہا۔ کچھوریں کھانے
کے لئے آپ نے فرمایا پتھر پھینکا کر۔ اور نیچے گری پڑی ہوں۔ وہ کھالیا کر۔ پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ اے اللہ اسکے
سر سے کوبھرو۔ اسکو ترمذی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور عروین شیب کی حدیث ہم انشاء اللہ باب النقطہ میں بیان

مانگی ہوئی چیز واپس کرنا ضروری ہے۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور حکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے
صفوان ابن ادول کا ذہب پور چھنے لگے کہ کیا در عین چین کوسے رہے تو آیا لگا داپس کر دے تو آپ نے فرمایا مانگ کر رہے رہا ہوں اور واپس
کروں گا اس سے معلوم ہو کر پتھر مانگ کر لیتا ہی جائز ہے اور اسکے شائع ہونے سے ہر اس کی قیمت دینا بھی فرضی ہے یا اسکو واپس کرنا ہو گا۔ ۱۱۔
۱۲۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ابوداؤد۔ دطیالی نے بھی روایت کیا ہے مانگی ہوئی چیز سے ناسخ اٹھالنا تو جائز ہے لیکن
و چیز پر عمل اصل ملک کی ریسی اسکو واپس کی جائے لیکن منوع کا معنی ہے کوئی شیور اور جانور جو دھربے کیلئے کوئی کسی کو دیکھ اور اسی طرح
اگر کوئی زمین یا باغ کھیتی باڑی یا چھل کھانے کیلئے کسی کو دیکھے تو اسکو واپس کیا جائے اور اگر کسی چیز کا خاص ہونو۔ اسکو واپس کرنا پڑے گی ۱۱۔
۱۲۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ انھرتے ملاح بن عمرو سے پوچھا کہ تو نے ایشیں کیوں ماریں
اور چھل کیوں توڑتا تو اس نے کہا بھوک کی وجہ سے تو آپ نے فرمایا کہ نیچے گرے ہوئے چھل کھالیا کر ادا کر آدمی بھوک سے (حاشیہ حضرت احمد)

وَابْنُ مَاجَةَ وَسَنَدُ كُرْحِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ فِي بَابِ الْقَطْرِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
الْفَصْلُ الثَّلَاثُ

۱۳۸۸۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ مِنَ
الْأَرْضِ شَيْئًا بَغَيْرِ حَقِّهَا خُفِيَ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْصِينَ لِقَاءَ النَّجَارِيِّ.

۱۳۸۹۔ وَعَنْ يَعْقُبَ بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ
أَرْضًا بَغَيْرِ حَقِّهَا كَلَّفَ أَنْ يُحْمَلَ ثَرَاهَا الْحُسَيْنُ وَآلُ أَحْمَدُ.

۱۳۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا رَجُلٌ ظَلَمَ شَيْئًا

کریں گے۔

فصل سوم

۱۳۸۸ سال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی نے کوئی زمین بغیر حق کے سلی
توقیامت کے دن وہ اس میں ساتوں زمینوں تک عرق کر دیا جائے گا اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۸۹ یعنی بن مروان نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو آدمی کوئی زمین بغیر
حق کے لے لیا۔ تو اس کو سزا دی جائے گی۔ کہ اس کی مٹی کو میدان محشر میں سرسرا اٹھائے رکھے۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

۱۳۹۰۔ اور اپنی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے جو آدمی ظلم سے ایک باشت زمین

(بقیہ حاشیہ) نڈھال ہوا اور نیچے لپی کچر نہ ہو تو پھر درخت سے بھی اتلہ سکتا ہے

۱۷ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۷

۱۸ اس حدیث کو طبرانی نے بھی کثیر روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں جاہر یعنی مشہور کتاب ہے۔ لیکن اس
حدیث کا مضمون صحیح ہے اور دوسری صحیح حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے اور یعل بن مروان کی آئندہ حدیث کا بھی یہی مضمون ہے
اور اس کی یہ بڑا گناہ کی نوعیت کے مناسب ہے کہ جس مال کو اس نے برضا و رغبت لیا تھا اب اس کو لیتے سرسرا اٹھائے اور
قریباً قریباً ہی سزا ہے اس آدمی کی جو مویشیوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرے کہ وہ بھی اس کو لٹاڑیں گے اور روندیں گے کہ اسی مال
کو اس نے عزیز سمجھا تھا اب ان کا جو اٹھائے ۱۲

مِنَ الْأَرْضِ كَلَّفَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُخْفِيَ كَأَحْيَى يَبْلُغُ آخِرَ سَبْعِ الْأَضْيَانِ ثُمَّ يُطَوَّقُ إِلَى
يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ -

بَابُ الشَّفَعَةِ

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۳۹۱ - عَنْ جَابِرِ قَالَ تَقَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّفَعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسِّمْ فَإِذَا
وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصِرَفَتِ الظُّرُفُ فَلَا شَفَعَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۳۹۱۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیں گے۔ کہ اسکو ساتوں زمینوں تک کھودے پھر قیامت کے دن اس زمین کا طوق اس کی گردن
میں ڈالا ہلنے گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے فیصلے ہو جائیں۔ اسکو احمد نے روایت کیا۔

حق شفعہ کا بیان

فصل اول

۱۳۹۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ رکھا ہے جو تقسیم نہ ہو چکی ہو۔ اور
جب حدیں واقع ہو جائیں۔ اور راستے الگ الگ ہو جائیں۔ تو پھر کوئی شفعہ نہیں ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۳۹۱۔ اس حدیث کو ابی حنبلہ نے اپنی شرح میں اور طبرانی نے کبیر وغیر میں بھی روایت کیا ہے اور ان احادیث کا مطلب پہلے

بیان ہو چکا ہے

حق شفعہ کے اصول۔

۱۳۹۱۔ اس حدیث کو احمد مسلم ابو داؤد و ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی روایت کیا

ہے اور صحیح کہا ہے پہلا اصول حق شفعہ میں یہ ہے کہ شفعہ غیر منقول چیز میں ہے منقولہ جائداد میں نہیں اور دوسرا اصول یہ ہے کہ شفعہ کی
بنیاد شرکت پر ہے خواہ وہ شرکت اصل پر مثلاً زمین۔ مکان۔ باغ۔ کارخانہ وغیرہ میں ہو یا راستہ کی شرکت ہو کہ چھ گونی بیوی تک جانے
کا راستہ اور شفعہ کہنے والے کا اپنی ملکیت تک جانے کا راستہ ایک ہو گا اگر یہ دونوں چیزیں ہوں تو شرکت یا ہمسایہ کو شفعہ کا حق نہیں ہوتا ہے ورنہ

نہیں ۱۳

۱۳۹۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفَعَةِ فِي كُلِّ شَيْءٍ لَمْ تَقْسَمْ
رَبْعَةً أَوْ حَاطِطًا لِأَجْلِ لَنْ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذَنَ شَرِيكَ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا
بِأَمٍّ وَلَمْ يُؤْذَنُ فَهِيَ أَحَقُّ بِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۳۔ وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارَ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ وَرَأَى
الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۹۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ جَارُ جَارَكَ
أَنْ يَغْرَزَ خَشَبَةً فِي حِدْلِهِ إِذَا مَنَعَهُ عَيْبُهُ۔

۱۳۹۲۔ ادا انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شے کے لیے جو تقسیم نہ ہو چکی ہو شفعہ کا حق رکھا ہے۔

مکان ہو یا باغ مالک کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو اطلاع دینے بغیر اس کو بیچے پھر اگر وہ چاہے تو اسے ادا کر وہ

چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو اطلاع دے بیچے بغیر بیچ دے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اس کو مسلم نے روایت کیا

۱۳۹۳۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنی نزدیکی کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے

اس کو بخاری نے روایت کیا

۱۳۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر شہتیر

رکھنے سے منع نہ کرے ^{سخت} متفق علیہ

شفعہ کا حق کن صورتوں میں ہے اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی چیز شریک کو اطلاع سے بغیر فروخت کر دے تو شریک کو شفعہ کا حق پہنچتا ہے اور اگر اس کو

اطلاع دیدے اور وہ اس کو فروخت کرنے کی اجازت دے اور بعد میں شفعہ کا اس کو قبول آجائے تو پھر وہ شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور شریک

کو اطلاع دینے کے بغیر اپنی چیز کو فروخت کرنا حرام ہے۔

اس حدیث کو ترمذی کے سوا باقی تمام اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔

مشترکہ دیوار کا حصہ لہنا جانا ہے۔ اس حدیث کو بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے انہوں نے دیوار پر ہمسائے کو شہتیر رکھنے کی اجازت دینا مستحب ہے واجب نہیں ہے اگر کوئی آدمی دیوار کی

ادنی قسمت ہمسائے سے وصول کرے تو جائز ہے۔

۱۳۹۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اختلفتم في الطَّيِّبِ جَعَلْ عَرَضًا سَبْعَةً أَدْرِمِ رِوَاكًا مُسَلِّمًا

الفصل الثاني

۱۳۹۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَايَ مِنْكُمْ دَامًا أَوْ عَقَارًا قَمِينًا أَنْ لَا يَبَارِكَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَجْعَلَ فِي مِثْلِهِ رِوَاكًا ابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ
۱۳۹۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفَعَتِهِ يَنْتَظِرُ لَهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ ظَرِيقُهَا وَاحِدًا رِوَاةُ أَحْمَدُ وَالْبُرَيْقِيُّ وَالْبُؤَدِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۱۳۹۵ اور اس ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب راستے میں اختلاف ہو جائے تو اس کا عرض سات ہاتھ ہو گا اس کو مسلم نے روایت کیا

Kitabasunnat.Com

فصل روم

۱۳۹۶۔ سعید بن حوریت نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو آدمی تم میں سے کوئی مکان یا زمین بیچے تو مناسب ہے کہ اس کو برکت رکھے۔ مگر یہ کہ اس رقم کو کسی طرح کا بیڑ میں خرچ کرے۔ اسکا ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا
۱۳۹۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمسایہ اپنے شفقہ کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر غیر حاضر ہو تو اس کا انتظار کیا جائے۔ جبکہ ان کا مستحکم ہو۔ اس کو احمد ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

بازار کا عرض کتنا ہونا چاہئے۔
۱۔ ساتھی کے سوا اسکو تمام اصحاب سنوں۔ احمد بخاری اور ابو یوسف نے بھی روایت کیا ہے سات ہاتھ یعنی ساتھ سے دس فٹ لگی یا بازار کا راستہ ہے جو شارع عام ہو اگر اس سے کم ہو اتفاق ہو جائے یا زیادہ ہو تو شریعت کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور اگر جگہ بڑا ہو جائے کوئی کہے کہ بازار ۱۵ فٹ رکھنا چاہیے اور کوئی چھ فٹ تو فیصلہ یہ ہے کہ ساتھ سے دس فٹ بازار ہے ۱۲۔
۲۔ اس حدیث کو احمد نے روایت کیا ہے اور اسکی مدنیف ہے مطلب یہ ہے زمین یا مکان کیوں نہ بیچے۔
۳۔ کہ مکان یا زمین ایک مستقل جائیداد ہے اسکو بیچ کر ضائع نہیں کرنا چاہیے اور بیڑیہ خرچ ہو یا مال ہے اور اگر آسانی سے بیچیزیں نہیں بن سکتیں ہاں اگر کسی جگہ زمین ہنسی۔ بیچ کر کسی جگہ مستی زمین فائدہ مند خریدنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں زمین کو فروخت کر کے مکان بیچ کر دوسری کسی

رَأْسًا فِي النَّارِ -

الفصل الثالث

۱۴۰۰۔ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فِي الْأَرْضِ مِنْ فُلَا شُفَعَتْ فِيهَا وَلَا تُشْفَعُ فِي بَيْتٍ وَلَا فِي حِلِّ النَّخْلِ رَوَاهُ مَالِكٌ -

فصل سوم

۱۴۰۰۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب زمین کی حدیں الگ ہو جائیں۔ تو پھر اس میں کوئی شفعہ نہیں ہے اور اس طرح کنوئیں اور نہ کھجوریں بھی شفعہ نہیں ہے۔ اس کو مالک نے روایت کیا۔

(تفسیر حاشیہ) ادراک کے باوجود وہ بان کا پورا شمار نہیں ہوتا

کنوئیں اور درخت میں شفعہ نہیں رہا ہے صنف ہا ۱۵ اس حدیث کو عبد اللہ زہری اور ابی نعیم نے بھی روایت کیا ہے ادراک کی سند اچھی ہے کنوئیں میں شفعہ اس لیے نہیں کہ وہ تقسیم نہیں ہو سکتا اور درخت میں شفعہ اس لیے نہیں کہ وہ زمین نہیں ہے اور حنفیہ ہر چیز میں شفعہ کے قائل ہیں خواہ وہ تقسیم ہو سکے یا نہ ہو امام یاقوتی وغیرہ ۱۶

بَابُ الْمَسَاقَاةِ وَالْمَزَارَعَةِ

الفصل الأول

۱۱۰۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ أَخْلَ خَيْبَرَ وَأَمْرَ صَهَاغَلِيٍّ أَنْ يَعْمَلُوا هَائِمًا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرًا مِمَّا كَانُوا أَكْمَلُوا مُسْلِمًا وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوا هَائِمًا وَيُنْزِعُوا هَائِمَهُمْ شَطْرًا مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

مساقات اور مزارعت کا بیان

فصل اول

۱۱۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبہ کے یہودیوں کو خیبہ کی کھوپڑی اس شرط پر دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے مال سے کام کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آدھا چل لے لیا کریں گے اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبہ یہودیوں کو دے دیا تھا۔ کہ وہ کام کریں اور زمین میں کھیتی باڑی کریں۔ اور زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ ان کو دے دیا جائے گا۔

مساقات اور مزارعت میں فرق۔ اس حدیث کو الوداد اور الدنالی نے بھی روایت کیا ہے اور اسکا اصل صحیح سنن اور کلاری میں بھی ہے مساقات یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنا باغ یا درخت کسی دوسرے آدمی کو دیدے کہ وہ اسکی نگہبانی کرے اور اپنی دیکھا اور چیل آپس میں بانٹ لیں جس طرح بعض حصہ تقرباً ہو جائے اور حیا کمالی، یا جو حقانی اور ازاد مت یہ ہے کہ آدمی اپنی زمین کسی کو کھیتی باڑی کے لئے دیدے کہ وہ کاشت کرے اور حصہ آپس میں بانٹ لیں مساقات اور مزارعت نام الہیہ فرقہ کا نام ہے کہ نزدیک یا دور نہیں یا قیام آٹھ اور امت اور امام ابو یوسف اور محمد اسکے جواز کے قائل ہیں مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے حرمت کی بنا پر انکار نہیں کرتے بلکہ اسے خلافت اولیٰ طاعت میں اور کہتے ہیں کہ نہ اندر زمین مسلمان کھاتی کو دیدے ہی کاشت کے لیے دیدے اور اس سے حصہ نہ لے لیکن اگر کوئی یہودی حصہ لے لے تو وہ حرام نہیں ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بھی بہت سے صحابہ کا یہی مذہب تھا اور صحابہ میں سے بہت سے یہودی مساقات اور مزارعت کرتے تھے ۱۲

۱۴۰۴۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَقْلًا وَكَانَ أَحَدُ نَائِبِي أَرْضَنَا
فَيَقُولُ هَذِهِ الْقِطْعَةُ لِي وَهَذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أُخْرِجَتْ ذُوهُ وَكَمْ تُخْرِجُ ذُوهُ فَنَزَاهُمُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۵۔ وَعَنْ عُمَرَ وَقَالَ نُلْتُ لَطَاوُسَ لَو تَرَكْتَ الْخَابِرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ قَالَ آتَى عُمَرَ وَإِنِّي أُعْطِيهِمْ وَأُعِينُهُمْ وَإِنْ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِي بِعَيْ
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْسَ عَنْهُ وَلَكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ
خَيْرِكُمْ مَنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۴ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کنز دین دوسے کاشتکار لوگ تھے۔ اولہم میں سے بعض آدمی اپنی زمین
کرائے پر دے دیا کرتے تھے۔ اولہ کہتے کہ زمین کا یہ ٹکڑا میرا ہے گا اولہ یہ تیرا ہے کبھی یہ ٹکڑا کچھ پیدا کرتا۔ اولہ اس ٹکڑے میں کچھ بھی پیدا
نہ ہوتا۔ تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ متفق علیہ۔

۱۴۰۵۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے طاووس کو کہا۔ اگر تم غنابہ جھوٹے دوڑا اچھا ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس سے منع فرمایا ہے۔ تو طاووس نے کہا۔ اے عمرو میں انکو زمین دیتا ہوں۔ اولہ ان کی مدد کرتا ہوں۔ مجھ کو سب سے بڑے عالم یعنی
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ضروری ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی
اپنے بھائی پر اسان کے مہفت دیدے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ اس پر مقررہ کر اہر وصول کرے۔ متفق علیہ۔

۱۴۰۶۔ اس حدیث کو بعد از ان تالیفیں بھی روایت کیا ہے جو بعد ملتا ہے کہا ہے کہ مزہب کی طرف وہ صورت منج ہے جس میں دھوکہ ہو ورنہ
جائز ہے۔

۱۴۰۷۔ اسکو امام دار صاحب سنن نے میں روایت کیا ہے یہ وہ ہے کہ غنابہ سے آنحضرت نے منع فرمایا کہ اسان کو روایہ اسان کو کرنا مستحب
ہے واجب نہیں ہے اسکا مطلب پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت طاووس تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے
خصوصی شاگردوں میں سے ہیں ان کو جو صحابہ میں سے سب سے بڑا عالم کہا ہے تو یہ عام علوم کے متعلق نہیں ہے بلکہ صرف
علم تفسیر کے متعلق ہے یہ قرآن مجید کی تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق خدا
تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ یہ بچہ بڑا سمجھدار ہے اسے قرآن مجید کا علم سکھا ۱۲

۱۴۰۶. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَآرَضٍ فَلْيَزْرِعْهَا
أَوْ لِيَقْضِهَا نَحَاءَهَا كَانَ أَبِي فَلْيَمْسِكْ أَرْضًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ -

۱۴۰۷. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَمَا أُمَى سِنَّةً وَسَيِّئًا مِنَ اللَّيْلِ الْحَرَمَاتِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا ادَّخَلَهُ اللَّهُ ذِكْرًا الْبُخَارِيُّ -

الفصل الثاني

۱۴۰۸. عَنْ مَا أَفَعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ فِي أَرْضٍ قَوْمٍ
بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ كَمَنْ نَزَعَ شَيْءًا وَلَا لَفَقْتَهُ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ

۱۴۰۶. حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں زراعت کرے۔
یا اپنے بھائی پر احسان کر کے اسکو مفت کاشت کرنے کے لئے دیے۔ اور اگر انکار کرے تو اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔ متفق علیہ۔
۱۴۰۷. حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے یہ اور کھیتی باڑی کے کچھ آلات دیکھے۔ تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ قوم کے جس گھر میں یہ داخل ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت کو داخل کر دے گا۔ اس کو بخاری نے
روایت کیا۔

فصل دوم

۱۴۰۸۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی کی زمین میں مالک کی اجازت
کے بغیر زراعت کرے۔ تو اس کو زراعت میں سے سوائے اس کی لاگت کے اور کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اسکو ترمذی، ابو داؤد نے
روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث لڑیپ ہے

۱۴۰۹۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ زراعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہودیوں سے خود بھی کرتے رہے ہیں اور
مذہب اور شیعہ کے زمانہ میں بھی زراعت چلتی رہی بلکہ یہ جہی تہریں سے تحریر نہیں ۱۱
۱۴۱۰۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی کبیر میں روایت کیا ہے شریعت کی نگاہ میں سچے اچھے ایسے ہر جہاں ہے اور بدتر یہی پیشہ کاشتکاری ہے کہ کوئی اس سے
کوئی بروقت خاک آلود ہو رہتا ہے علم اور تہذیب کی مجلسوں سے دور اور جانوروں اور مویشیوں میں زرعی گھناتا ہے اور ذراے معاملہ وغیرہ دیتا ہے
اور آسانی آفتوں کا سب سے زیادہ ہی شکار ہوتا ہے۔

۱۴۱۱۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو تمس کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی زمین میں
مالک کی اجازت کے بغیر کاشتکاری کرے تو وہ مشن اور پیداوار کا حق دار نہیں ہے اسکو مرقع اور دوسرا خرچ کیا ہوا مال ہے بلکہ باقی ساری فصل زمین کے مالک کی
ہوگی ۱۲ -
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

هَذَا أَحَدُ بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ -

الفصل الثالث

۱۴۰۹۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ مَا بَالُ مَدِينَةِ أَهْلِ بَيْتِ هَجْرَةَ إِلَّا يُزْرَعُونَ
عَلَى الثَّلَاثِ وَالرُّبْعِ وَنَزَّاعٍ عَلَى وَسْعَدِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَالْأَبِيُّ بَكْرٌ وَالْمُحَمَّرُ وَالْعَلِيُّ وَابْنُ سِيرِينَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ
كُنْتُ أَتِيكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ بَرِيدٍ فِي النَّزَّاعِ وَعَامَلْتُ عُمَرَ النَّاسَ قَلِيًّا إِنْ جَاءَ عُمَرُ
بِالْبَدْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَا الشُّطْرَ وَإِنْ جَاءَ وَإِذَا بَدَأَ فَلَهُمْ كَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

فصل سوم

۱۴۰۹۔ قیس بن مسلم امام ابو جعفر محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ سلسلے ہاجر لوگ مدینہ منورہ میں تہائی اور چھٹائی حصے پر
کھیتی باڑی کرتے تھے اور زراعت کی سہرت علی اور سعد بن مالک اور عبد اللہ بن مسعود اور عمر بن عبد العزیز اور قاسم اور عروہ اور
ان بلویکرو اور آل عماد اور آل علی اور ابن سیرین نے اور عبد الرحمن بن اسود نے کہا کہ میں کھیتی باڑی میں عبد الرحمن بن بکر سے شریک ہونا
چاہتا تھا اور حضرت عمر لوگوں سے یہ معاملہ کرتے تھے اور اگر زمین اپنے پاس سے دے گا تو آدھا حصہ ملے گا اگر مزاد بیچ اپنے پاس
سے دالے تو ان کو یہ حصہ ملے گا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۔ اس حدیث کو بخاری نے نقل کیا روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے اسکو روایت کیا ہے یہ تمام آثار روایت کرتے ہیں کہ زراعت چھٹائی حصے پر ہے۔

بَابُ الْاِجَارَةِ

الفصل الاول

۱۴۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ زَعَمَ ثَابِتُ ابْنُ الضَّحَّاكِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْكُرَاعَةِ وَأَمَرَ بِالْوَأْجِرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْتَجَمَ فَأَعْطَى الْحِجَامَ أُنْجُرًا وَأَسْتَعَطَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مزدوری کا بیان

فصل اول

۱۴۱۰۔ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثابت بن ضحاک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے اور مزدوری کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوانی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور نسوار چڑھانی متفق علیہ۔

کھیتی باڑی اچھا پیشہ نہیں ہے۔ اس حدیث کو ائمہ نے بھی روایت کیا ہے مزارعت سے منع فرمانے کی وہی توجیہ ہے جو پھلے بیان ہو چکی ہے کہ پیشہ شریعت کی نگاہ میں کوئی اچھا پیشہ نہیں ہے اور مزدوری یا نذر ہے قرآن مجید سے ثابت ہے مزارعت کے مقابلے میں مزدوری اچھا پیشہ ہے کہ اس میں نقصان کا احتمال نہیں اور فائدہ ہو جاتے ہیں ۱۲
۱۴۱۰۔ اس حدیث کو احمد نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگی لگانے کی اجرت دینا جائز ہے جمہور علماء نے کہا ہے کہ گویہ پیشہ ذلیل ہے لیکن حرام نہیں ہے اور اس کی بحث پہلے گندی کی ہے اور یہ ذلیل پیشہ اس لیے ہے کہ بیمار کے زخم سے خون اور پیپ منہ سے چوتنا پڑتا ہے اور منہ میں گندی بھر جاتی ہے اس لیے اس کو نا پسندیدہ پیشوں میں شمار کیا گیا ہے لیکن یہ پیشہ حرام نہیں ہے اگر حرام ہوتا تو آپ خود سینگی نہ لگواتے اور نہ سینگی لگانے والے کو اجرت دیتے ۱۲

۱۴۱۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَأَى النَّعَمَ فَقَالَ أَحْسَابُ وَأَنْتَ فَقَالَ لَكُمْ كُنْتُ أَرَأَى عَلَى فَرَارِيطِ لِأَهْلِ مَكَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۴۱۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَّمُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطَى فِي ثَمَرٍ غَدَاةً وَرَجُلٌ بَاءَ عُرْفًا كَلَّ ثَمَنًا وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطَ أَجْرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۴۱۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ لُفْرًا امْرَأَةً أَحْصَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّوَابِعًا فِيهِمْ لَبِيبٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَّضَ لَهُمْ كُجْلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى إِنْ فِي الْمَاءِ كُجْلًا

۱۴۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے تمام پیغمبروں نے بکریاں چرائیں تو آپ کے صحابہ نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں میں مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط سونے پر چرایا کرتا تھا۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱۲۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں آدمی ہوں کہ میں خود ان سے قیامت کے دن بھگڑوں گا۔ ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عہد دیا اور پھر دھوکہ کیا۔ اور ایک وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو کوچہ دیا۔ اور اس کی قیمت کھا گیا۔ اور ایک وہ آدمی جس نے کسی کو مزدوری پر لگایا۔ اور اس سے کام تو بھالے لیا۔ اور اس کو مزدوری ادا نہ کی۔ اسکو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کا گزر ایک پانی کے چشمے پر ہوا۔ وہاں ایک بھجور یا سانپ کا ڈوسا ہوا آدمی تھا۔ تو صحابہ میں سے ایک آدمی گیا۔ اور اس نے چند ایک بکریوں کے

مولیٰ شی خیرانے کی اجرت لینا جائز ہے۔ اسکا سرایت کہ اعداد اور ماہر نے بھی روایت کیا ہے آپ ایک تیسرا معنی لکھی

ماہر نے اجرت لینا کرتے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ نبی خیرانے کی اجرت لینا جائز ہے۔ ۱۲۔

۱۲۔

ابن حبان اور ابن خزیمہ میں یہ لفظ میں زیادہ ہیں کہ میں قیامت کے دن ان سے شکر بگڑوں گا اور جس سے میں بھگڑوں گا ان پر غالباً اس کا گیس سے مزدوری ہو گا اگر ان کو اجرت نہ دینا ایک طرح سے اسکا مال باطل طریقہ سے کھانا ہے کہ قرآن مجید کی نص سے حرام ہے دوسری حدیث میں ہے کہ مزدوری ادا کرنے میں دیکر تا بھی پیش ہے مکہ ہے کہ مزدور کو اسکی مزدوری اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دے۔ ۱۲۔

لَدِيغًا أَوْ سَلِيمًا فَاَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَيَّ شَاءَ كَبْرًا فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى
 أَحْصَاهُمْ فَكَرِهُوا ذَلِكَ وَقَالُوا آخَذْتَ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا
 يَا رَسُولَ اللَّهِ آخَذَ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ
 مَا آخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابَ اللَّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ أُصِيبَتْمْ أَنْتُمْ وَأَخِيبُوا إِلَى
 مَعَكُمْ سَهْمًا.

الفصل الثاني

۱۲۱۴۔ عَنْ خَارِجَةَ بِنْتِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهَا قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

بعض سوۃ الحمد پڑھ کر دم کی وہ آدمی تندرست ہو گیا۔ وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو برا
 سمجھا اور کہا کہ تو نے اللہ کا کتاب پر مزدوری لی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر مزدوری لینے کے تم سب سے
 زیادہ حق دار ہو وہ اللہ کا کتاب ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم نے ٹھیکہ کیا۔ اب وہ
 بکریاں تقسیم کرو۔ اور مجھے بھی ان میں سے حصہ دینا

فصل دوم

۱۲۱۴۔ خاریجہ بنت صلت اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مد کر اپنے گھروں کو

قرآن کی تعلیم کی اجرت لینا جائز ہے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے چھوڑا کا مطلب
 یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ اسی طرح اسکی کتابت اور اس کے ساتھ دم کرنے اور تعویذ کرنے کی اجرت لینا بھی جائز ہے
 اور عبادہ بن صامت کی حدیث ہوا گئے آ رہی ہے اس میں تو تعلیم قرآن کی اجرت لینے سے منع کیا ہے تو یہ بھی تفسیر ہی ہے امام ابوحنیفہ تعلیم
 قرآن کی اجرت کو حرام سمیتے ہیں لیکن متافہرین حنفیہ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کا فتویٰ دیا ہے دوسری حدیث میں مرہت ہے کہ
 آدمی کو بچھڑنے کا نامہ صحابہ کرام کی بے نفسی مشہور ہے۔ دم کرنے پر بکریوں کا مطالبہ صرف اس لیے کیا تھا کہ ان لوگوں نے ان کی
 ہمانی کرنے سے انکار کر دیا تھا بلکہ اسلام سے تعصب کی بنا پر ان کے ہاتھ کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرنے سے بھی
 انکار کیا تھا اور صحابہ کرام اس وقت بھوکے تھے۔ اضطرابی حالت تھی لیکن اس کے باوجود بھی صحابہ نے اس کو مکروہ
 سمجھا اور آنحضرت نے اس اجرت کو جائز قرار دیا۔ ۱۲۔

وَسَلَّمَ فَاْتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوا اِنَّا اَبْسْنَا اَنْكُمُ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ الْبَجْرِ
 فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ اَوْ مَاقِيَةٍ فَاِنْ عِنْدَنَا مَعْتُوْهَا فِي الْقَيْدِ فَخَلْنَا الْعَمَّالَ فَاَوْدَعْتُوْهُ
 فِي الْقَيْدِ فَقَرَأَتْ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثًا اَيَّامٍ عُدُوَةً وَعَشِيْبَةً اَجْمَعُ بَرَأْتِي ثُمَّ انْقَلَبَ
 قَالٌ فَكَاثَمَا اَلْسِطُ مِنْ عَقَالٍ فَاَعْطُوْنِي جُعَلًا فَقُلْتُ لَا اَحْسَى اَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلْ فَلَعِمْتُ مِثْلَ مَنْ اَكَلَ بِرُقِيَّةً باطِلٌ لَقَدْ اَكَلْتُ بِرُقِيَّةً حَتَّى رَاَاهُ اَحْمَدُ وَ
 الْوُدَّ اُوْدَ -

۱۴۱۵. وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوا الْاَجِيرَ

دلہاں جا رہے تھے کہ ہمارا اگر عرب کے ایک قیدی پر ہوا۔ اہل حق نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اس آدمی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھلائی کے کو دہاں جا رہے ہو کیونکہ تمہارے پاس کوئی دوا یا کوئی کھربڑ ہے ہمارے پاس ایک دیوانہ آدمی ہے۔ جسے تیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ وہ دہانے آدمی کو تیروں میں جکڑا ہوا ہے آئے۔ میں نے اس پر سوئے فاتحہ تین دن صبح و شام پڑھی۔ اور اپنی تھوک کھٹی کر کے اس پر ٹھوک دینا۔ اس نے کہا۔ وہ اس طرح بیماری سے تندرست ہوا۔ گویا کہ ادب کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے مجھ کو مزوری ہوئی۔ میں نے کہا میں اس دفت تک نہیں لوں گا۔ جب تک کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ گھامیری عمر کی قسم جو آدمی باطل منتر کے ساتھ کھائے وہ برا ہے۔ اور تو نے تو اچھے منتر سے کھایا ہے۔ اسکو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۴۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مزدور کو اس کو مزدوری اسکا پسینہ

قرآن کی آیات سے دم کرنا جائز ہے۔ اس حدیث کو ہر جان ادھ حکم نے ہی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اور اور آندہ ہندی نے اس پر سکوت کیا جسے فقہیہ باطل وہ ہے جس پر ایسی کلام طبعی جائے جو شریعت کے خلاف ہو جس کے معنی کا پتہ نہ چل سکے اور فقہیہ تین اچھا منتر وہ ہے جس میں قرآن مجید یا حدیث شریف کے الفاظ پڑھے جائیں دوسری حدیث میں ہے کہ وہ دیوانہ ایک بڑے دو تندر آدمی کا بیٹا تھا انہوں نے اس کو دو سو کبیریاں امیرت میں دیں اس سے معلوم ہوا کہ دم کرنا (بھاری بھاری کھونٹ کرنا) اور تھوڑے کرنا بھاری بھاری شکر الکی تاثیر کو فراتی نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت سمجھے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور دم تعویذ کرنا نہ کرنا افضل ہے۔ ۱۲۔

اَجْمَعَةٌ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُ رَوَاهُ ابْنُ مَلْجَةَ -
وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْسَّائِلِ حَقُّهُ
وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ الْمُبَارِقِ فَمُرْسَلٌ -

الفصل الثالث

۱۴۱۶۔ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ النُّدُرِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا
لَمْ يَقْضِ مُوسَى قَالَ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اجْرَ نَفْسًا ثَمَانِ سِنِينَ أَوْ عَشْرًا
عَلَى عِفَّةٍ كَمَا حُجِرَ وَطَعَامِ بَطْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَلْجَةَ -

شک ہے۔ پہلے ادا کرو۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل کا حق ہے۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو
کر آئے۔ اسکو احمد اور البوداذ نے روایت کیا۔

فصل سوم

۱۴۱۷۔ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ النُّدُرِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَقَوْلِ مَوْسَى قَالَ إِنَّ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اجْرَ نَفْسًا ثَمَانِ سِنِينَ أَوْ عَشْرًا
عَلَى عِفَّةٍ كَمَا حُجِرَ وَطَعَامِ بَطْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَلْجَةَ -

۱۴ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تائید ابوہریرہ کی حدیث سے ہوتی ہے جو پہلے گذر چکی ہے ۱۲

سائل کو ضرور کچھ نہ کچھ دے دو ۱۴ یہ حدیث اپنی سند کے لحاظ سے بہت ہی ضعیف ہے بلکہ ابن ماجہ نے تو
اسکو موقوفات میں بیان کیا ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان سائل کے متعلق حسن ظنی ہی رکھنا چاہیے کہ شاید واقعی یہ بھلا اور بالفرض اس
کے پاس گھوڑا ہی ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سے مانگ کر دیا ہو یا اس گھوڑے کے علاوہ اسکے پاس کوئی چیز نہ ہو بہر حال جو مانگ ہے اس کو کچھ نہ
کچھ دے ہی دینا چاہیے

۱۴ اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو روٹی پڑے پر زور دے کر لے کر جانے لگتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے ہیں
اور بنی اسرائیل کے سب سے بڑے مرتبے والے صاحب کتاب اور صاحب شریعت نبی ہیں۔ بنی اسرائیل میں ان کے مرتبہ
کا کوئی نبی پیدا نہ ہوا یہ بنی اسرائیل کے نجات دہندہ ہیں ۱۲

۱۲۱۷۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَلَّ أَعْدَى إِلَيَّ تَوْسَامِيْنُ كُنْتُ أَعْلَمُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ فَأَرِنِي عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ إِنْ أَنْتَ تُحِبُّ أَنْ تَطُوقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

بَابُ إِجْبَاءِ الْمَوَاتِ وَالشَّرْبِ

الفصل الأول

۱۲۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَمَّ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنْهُوَ

۱۲۱۷۔ حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں ایک آدمی کو کتاب یا قرآن مجید سکھایا کرتا تھا۔ اس سے مجھ کو ایک کمان ہدیہ میں دی ہے۔ اور یہ مال بھی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کے راستہ میں تیرا اندازہ کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو پسند کرتا ہے کہ تیری گردن میں آگ کا طوق ڈالا جائے۔ تو اس کو قبول کر لے۔ اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

بُئِي آيَادُ زَمِينٍ آبَادُ كَرْنِي أَوْرِيَانِي كِي بَارِي كَابِيَانِ

فصل اول

۱۲۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کوئی زمین آباد کرے جو کسی کی ملکیت

۱۷۔ اس حدیث کو ائمہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند میں دو راوی یعنی زید اور اسود بن ثعلبہ ضعیف ہیں لیکن اسکے کچھ اور فضلاء اور متعلقہ بھی ہیں جن سے اس کو تقویت پہنچتی ہے۔ اور یہی تشریح ہے توہمی نہیں ہے اس کے متعلق پہلے بھی لکھا ہے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت لینا اپنی احادیث کی بنا پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منع ہے لیکن اس کا لازمی نتیجہ بالآخر یہ ہوتا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے کوئی آدمی اپنے آپ کو وقف نہ کر سکتا اور قرآن کی تعلیم کبھی ہو جاتی اسی بنا پر مشائخین احناف نے قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت لینا جائز قرار دیا ہے اور امام صاحب کی اپنی کوہنی تشریح پر محمول کیا ہے اور باقی ائمہ کرام کے نزدیک بلا کر اجرت لینا جائز ہے ۱۷

أَحْمَدُ قَالَ عُرْوَةُ قَضَىٰ بِهِ عُمَرُ فِي خِلَافَتِهِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۴۱۹۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَيْضَ إِلَّا لِلَّهِ وَمَا سُوِيَ ذَلِكَ الْبُخَارِيُّ -

۱۴۲۰۔ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الشَّيْبِيُّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي شَرَاخٍ مِنَ الْحَزَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْقِي يَا زَيْبُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ إِنَّ كَانَ ابْنُ عَمْرِيكَ فَتَلَوْنَ وَجْهَهُ ثُمَّ قَالَ أَسْقِي يَا زَيْبُ ثُمَّ أَحْبَسِ الْمَاءَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَى الْجَدَارِ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَاسْتَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزَّيْبِيِّ حَقًّا فِي حَرِيمِ الْعَلَمِ

نہ ہو تو وہ آدمی اس زمین کا زیادہ خدار ہے عروہ نے کہا کہ حضرت عمر نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

۱۴۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صحب بن جثامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے اللہ اور اس کے رسول کا ہر گاہ کے سوا کسی کی ہر گاہ نہیں ہے اس کو بخاری نے روایت کیا

۱۴۲۰۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ حضرت زبیر ادا ایک انصاری آدمی کا حرمہ کا ایک نالہ کے پانی میں جھگڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے زبیر تو اپنی کھیتی کو پانی لگا لے پھر اپنے ہمسائے کو پانی دیدینا۔ انصاری نے کہا یہ فیصلہ اپنے اس لئے کیا کہ زبیر آپ کی چھو بھی کا بیٹا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر آپ نے فرمایا۔ اے زبیر اپنی کھیتی کو پانی لگا۔ پھر اس وقت تک پانی لگا لے۔ جب تک کہ پانی کھیتی کی منڈیروں تک نہ پہنچ جائے۔ پھر پانی اپنے ہمسائے کو

۱۷۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ابوالحسنی مدائنی نے اسے اس کا درجہ میں سے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو آدمی بے آباد زمین کو آباد کرے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ پہلے کسی ملک نہ ہو اور اگر چھوٹا اتفاق ہے ۱۲۔ ہر گاہ صرف اللہ و رسول کی ہے۔ ۱۵۔ حدیث کو احمد ابو داؤد نسائی اور حکم نے بھی روایت کیا سلب یہ ہے کہ جنگ میں غیر ملکہ مباح زمین کو کوئی آدمی اپنے مومنینوں کے لیے مخصوص نہیں کر سکتا۔ اس اگر حکومت وہ علاقہ کسی کو جاگیر میں دیدے تو پھر جائز ہے اور آبادی کے قریب کسی کو جاگیر دینا منع ہے ۱۲۔

حِينَ أَحْفَظُ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرِ اللَّهِ فِي سَعَةِ مُتَّفَقٍ عَلَيْهِ -
 ۱۲۲۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا فِضْلَ اللَّهِ
 لِمَنْعُوا بِهِ فَضْلَ الْكَلْبَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۲۲۲. وَعَنْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
 وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سَلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرُ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ
 حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ يَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فِضْلَ مَاءٍ
 فَيَقُولُ اللَّهُ الْيَوْمَ أَمْنَعَكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فِضْلَ مَاءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ

دے دینا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صریح حکم میں زیر کو اس کا پورا حق دیدیا۔ جبکہ انصاری نے آپ کو غصہ دلایا اور
 آپ نے ایسا حکم دیا تھا جس میں دونوں کو گناہ بخش دینا متفق علیہ۔

۱۲۲۱. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرورت سے بچے ہوئے پانی سے کسی
 کو زکوٰۃ کہ اس کے سبب سے نہ دے گا اس کو بھی تم لوگوں کو متفق علیہ

۱۲۲۲. اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
 کلام تک نہ کریں گے۔ اور نہ ان کی طرف سے دیکھیں گے۔ ایک وہ آدمی جو کسی مال پر قسم کھائے کہ اس سے زیادہ منافع تو اسکو
 پہلے ملتا تھا۔ پتا کہ توجہ کو وہ رہے حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہو اور ایک وہ آدمی جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ
 اس کے ساتھ کسی مسلمان آدمی کا مال ہریپ کر جائے۔ اور ایک وہ آدمی جو ضرورت سے نہ دے پانی کو روک رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکو
 کہیں گے۔ آج میں تم سے اپنا فضل روک لوں گا جیسے کہ تو نے زائد پانی کو روک لیا تھا حالانکہ اس پانی کو تو نے پیدا نہیں کیا تھا متفق

فیصلہ میں فرقین کی بھلائی مد نظر رکھو۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب غسن نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ انصاری
 غصہ مومن تھے۔ منافق نہیں تھے۔ لیکن ان سے غلطی ہو گئی۔ جیسے حاطب بن ابی بنہ اور حسان بن ثابت اور عتہ بنت عرش اور مسطح
 بن اثارہ سے غلطی ہو گئی پہلے آپ نے حضرت زبیر کو ایسا حکم دیا جو صحیح تھا۔ اور اس میں انصاری کی رعایت بھی تھی۔ کیونکہ دستور یہ ہے کہ
 جس کی کہتی ہے کہ قرب ہو۔ پیسہ وہ پانی لگائے آپ نے زبیر کو کہا کہ پانی لگاؤ۔ کیونکہ انہی کی کہتی ہے۔ لیکن کہا کہ جب پانی خشک ہو
 جائے تو پانی انصاری کو دیدینا۔ انصاری کے منہ سے جہ اختیار نہ کر لیا گیا۔ کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے اس کی رعایت
 کی ہے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے مسخ ہو گیا۔ کیونکہ میں نے تمام ہنوت کی تو میں کی تھی۔ پھر آپ نے اس کو حکم دیا کہ زبیر اپنی کہتی ہنوتیوں
 تک ہر کے پھر انصاری کو پانی دینا۔ یہ اسل حکم ہے۔ یہ روایت ۷۔
 (مناشیہ ص ۱۷۷)

ذَكَرَكَ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ أَبِي بَرٍّ فِي بَابِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبَيْعَةِ -
الْفَصْلُ الثَّانِي

۱۴۲۳۔ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ قَوْلِهِ تَمَوَّاهُ الْبُودَاؤُدَ -

۱۴۲۴۔ وَعَنْ أَنَسَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ لِلزَّيْرِ نَخِيلًا رَوَاهُ الْبُودَاؤُدَ -

۱۴۲۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ لِلزَّيْرِ حَضْرًا فَرَسًا فَأَجْرًا فَرَسًا -

علیہ اہد جابر کی حدیث باب منہا من البیوع میں گز چکی ہے۔

فصل دوم

۱۴۲۳۔ سمو بن جندب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی زمین پر دیوار بنا کر اس کا احاطہ کر لے وہ زمین اسی کی ہے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔

۱۴۲۴۔ اجرت اسمانیت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو کچھ کھجوروں کے درخت بلائیں دئے تھے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا

۱۴۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام کو اس کے گھوڑے و گھڑیہ مع گذشتہ سالہ اسکو نسانی کے سوا اصحاب سنن اہد احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ موشیوں کا بقا اور زندگی کے لئے گھاس اور پانی لازمی

چیز ہے۔ پانی سے روک دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی گھاس بھی نہ چرا سکے گا اور اس حدیث کا مطلب پہلے گند پھکا ہے۔

بعض حالات میں گناہ کی شدت بڑھ جاتی ہے ۱۵۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ان لوگوں کا حال قیامت کے دن مغضوب لوگوں کا سا ہوگا کیونکہ یہ کیفیت غضب ہی میں ہوتی ہے۔ اور یہ عذاب سے گناہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض جگہوں میں جھوٹی قسم کھانا بہت زیادہ برا ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں اور مدینہ میں اور مسجد میں اہلنا حضرت کے منبر پر اور اسی طرح بعض دہلی جیسے ہیں۔ کہ انہیں جھوٹی قسم کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے جیسے کہ لحد عصر اور جمعہ کے دن ۱۶۔

رہا شیخ صفیہ بن علی ۱۵۔ اس حدیث کو احمد طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن جبار نے اس کو صحیح کہا ہے جو بیہوشی

کسی کی ملکیت میں نہ ہو اس پر پھر کوئی بھی دیوار سے احاطہ کر لے۔ وہ اسی کی ہے۔ ۱۶۔

۱۵۔ اس حدیث کی سند اچھی ہے جو زمین یا درختوں یا باغ یا گان حکومت کے قبضہ میں ہو۔ اور کسی شخصی ملکیت میں نہ رہا شیخ صفیہ بن علی

حَتَّىٰ قَامَ ثُمَّ رَفِي بِسَوْطِهِ فَقَالَ اعْطُوهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ دَعَاكَ أَبُو دَاوُدَ
 ۱۲۲۶۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَتِي
 قَالَ فَأَرْسَلْتُ مَعِيَ مُعَوِيَةَ قَالَ أَعْطَاهَا آيَاةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاللَّيْثِيُّ۔
 ۱۲۲۷۔ وَعَنْ أَبِيضِ بْنِ حَمَّالٍ الْمَدَنِيِّ أَنَّهُ وَفَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَاسْتَقَطَعَهُ الْمَدَمَ الَّذِي يَمَارِبُ فَاقْطَعَهُ آيَاةً فَلَمَّا وَدِيَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا
 أَقْطَعْتَ لَكَ الْمَاءَ الْعِدَّةَ قَالَ فَمَجَعَهُ مِنْهُ قَالَ وَسَأَلَهُ مَاذَا يَمْحَى مِنَ الْأَرَامِ قَالَ مَا لَمْ
 تَنْدُ أَحْخَافِ الْإِبِلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاللَّيْثِيُّ۔

کو دو ٹوک زمین جاگیر دی۔ تو زبیر نے اپنے گھوڑے کو دو ڈیڑھا جب گھوڑا کھڑا ہو گیا۔ تو انھوں نے اپنا کوزہ پھینک دیا۔ تو آپ نے
 فرمایا۔ زبیر کو وہاں تک زمین دے دو۔ جہاں تک اس کا کوزہ پہنچتا ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔
 ۱۲۲۶۔ اعلیٰ ترین وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حضرت موت میں جاگیر دی تھی۔ وائل نے
 کہا۔ میرے ساتھ امیر معاویہ کو بھیجا۔ کہ اس کو زمین ماپ کر دے۔ آؤ۔ اسکو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا۔
 ۱۲۲۷۔ ابیض بن حمال مرقی سے روایت ہے۔ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور آپ سے ٹک کی وہ کان جاگیر میں
 مانگی جو آب میں ہے۔ تو آپ نے اس کو وہ کان جاگیر میں دیدی۔ جب ابیض واپس ہوا۔ تو ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول
 آپ نے تو اسکو ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ دے دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اس سے وہ کان واپس لے لی۔ راوی نے
 کہا۔ اور اس آدمی نے سوال کیا۔ کہ کونسے پلو کے درخت گھرے جا سکتے ہیں۔ فرمایا۔ جہاں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچ سکیں اس
 کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

وحاشیہ صفحہ ۱۲۷۔ ہر حکم وقت کو حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ کسی کو اس کی خدمات کے عوض اس میں سے کچھ جاگیر کے طور پر دے۔ بشرطیکہ اس کی وہ
 خدمات شہادت کے خلاف نہ ہوں۔ اور قوم سے ختماری نہ ہو۔ ۱۲۔
 (وحاشیہ صفحہ ۱۲۸) ۱۷۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مضطرب ہے۔ اور اس کا ایک راوی عبداللہ بن عمر بن حفص
 ضعیف بھی ہے۔ ۱۷۔

۱۷۔ اس حدیث کو ابو داؤد، ترمذی اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ اور طبرانی اور ترمذی نے اس کا مضمون بیان کیا
 ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حکم وقت کو حق مصلحت دیکھے۔ تو بعض لوگوں کو انعام کے طور پر جاگیر دے سکتا ہے۔ ۱۷۔
 جاگیر آبادی سے دوسرے ہونی چاہیے۔ ۱۷۔ اس حدیث کو ترمذی نے سن کہا ہے۔ اور اس کو ابو داؤد، نسائی، دارقطنی
 ابو یعلیٰ، ابو نعیم، سعید بن منصور اور طبرانی نے بھی کہیں روایت کیا ہے۔ مارب بن کے علاوہ میں ایک مقام ہے۔ اونٹوں کے ارناسیہ جڑی بوٹی (۲)
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَهِيَ بَيْنَ كَلِمَتَيْهِمَا أَيْ عِمَارَةَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّارِ وَالنَّخْلِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ بْنِ مَرْثَرَةَ تَكَلَّمَ عُمَا
ابْنُ زَيْدٍ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا ابْتَعَثَنِي اللَّهُ إِذَا إِنَّ اللَّهَ لَا
يُقَدِّسُ أُمَّةً إِلَّا يُوَحِّدُ لِلضَّعِيفِ نَهْمَهُمْ حَقًّا.

۱۴۳۱۔ وَعَنْ عُمَرَ وَبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَطَعَ فِي السَّبِيلِ اللَّهُمَّ وَرَمَانٌ يُمَسَّكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسَلُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ
مَا وَكَا أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

۱۴۳۲۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ كَانَتْ لَهَا عَصَدًا مِنْ نَخْلٍ فِي حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

عبد کو دور کر دو۔ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا۔ تو اس نے نخل کے لئے مجھے پھر بھیجا ہی کیوں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت
کو کبھی پاک نہیں کرتے۔ جس میں ضعیف آدمی کو اس کا حق نہ مل سکے۔

۱۴۳۱۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنزد کے نالے کے
پانی پر یہ قسم کیا کہ اس کا پانی شیخوں تک نہ کا جائے۔ بھلاؤ پر کی کھینٹی والی بچے کے کھیت میں پانی پھونڈ دے۔ اس کو ابو داؤد اور
ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۴۳۲۔ سمور بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے کھجوروں کے کچھ درخت ایک انصاری کے باغ میں تھے۔ اور

حائضہ صغیرہ گذشتہ تو اس پانی پر اسی کا قبضہ تصور کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی اور آدمی لینا چاہے۔ تو اس کی اجازت سے لے۔ ۱۷۰۔

نبی کی آمد کا مقصد کیا ہوتا ہے۔ (حائضہ صغیرہ) اس حدیث کے پہلے حصے کو شافعی اور حنفی نے روایت
کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جسانی لحاظ سے بہت کمزور دلی پتے اور چھوٹے قد کے شخص تھے۔ اس لئے ان کو لوگوں
کی تعریف کے لئے رکھی گئی، جو کوئی مکان کہتے ہیں۔ اور یہاں مکانات سے مراد مکانوں کے لئے زمین ہے۔ عرب لوگ طاقتور
کو پسند کرتے تھے۔ کہ وہ عیبت پرستے پر کام آسکے۔ چونکہ حضرت ابن مسعود کمزور تھے۔ بنو مزہ کو ان کی ہمسائی نا پسند ہوئی کہتے تھے۔ کہ ان کو میں
اس لئے جاگرا آباد کروں تو انحضرت نے فرمایا کہ اس طرح کے ظلم و ستم تو پہلے ہی سے چلے آ رہے ہیں۔ اگر اب بھی کمزور لوگ جاگرا ٹھہریں گھاسنے لگیں
تو پھر بتی کے دنیا میں آئے گا کیا نالہ ۶۰ ہی تو آئے ہی دنیا میں اس لئے ہیں کہ دنیا میں امیر غریب کمزور طاقتور سب کے سب عزت کی زندگی
بسر کر سکیں۔ ۱۷۰۔

۱۷۰۔ ہنزد بنو نزیلم کا ایک قدرتی النفا جس سے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ پانی کے متعلق پہلے اصول بیان ہو چکا ہے۔ ۱۷۰۔

وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلًا فَكَانَ سَمْرَةَ يَدْخُلُ عَلَيْكَ فَيَتَأَذَى بِهَا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَدَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَطَلَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَيِّعَهُ فَأَبَى فَطَلَبَ أَنْ يُبَايَعَهُ فَأَبَى
قَالَ فَهَبْ لَهُ وَلَكَ كَذَا أَمْ أَرْتَعِبُ فِيهِ فَأَبَى فَقَالَ أَنْتَ مُضَاهٍ فَقَالَ لِلْأَنْصَارِيِّ أَذْهَبُ
فَأَقْطَعُ فَخَلَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَذَكَرَهُ حَدِيثُ جَابِرٍ مَنِ أَحْبَبَ أَرْضًا فِي بَابِ الْعُصْبِ بِرِوَايَةِ
سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَسَنَدُهُ كَرَّ حَدِيثُ أَبِي حُرَيْرَةَ مَنْ ضَارَّ أَرْضًا لِلَّهِ يَبِي فِي بَابِ مَا يُنْفَعُ
مِنَ التَّهَاجُرِ -

اس کے بیوی بچے بھی اسی بارغ میں تھے۔ سمو جب بارغ میں جاتے تو اس سے انصاری کو تکلیف ہوتی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس کا ذکر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمو سے مطالبہ کیا کہ ان درختوں کو انصاری کے ہاتھ بیچ دو تو سمو نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے مطالبہ کیا کہ ان کے بارے میں اور جگہ سے درخت لے لو۔ پھر بھی سمو نے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس درخت کو ہب کر دو۔ اور جنت میں بیچتے بیچتے یہ نعمتیں ملیں گی۔ آپ نے اسکو ترغیب دی پھر بھی سمو نے انکار کر دیا پھر آپ نے فرمایا۔ تو تکلیف دینے والا ہے۔ پھر آپ نے انصاری کو فرمایا۔ جا کر اس کی کچھوروں کے درخت کاٹ دے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔ اور جابر کی حدیث میں ایسی ارضاباب العصب میں سعید بن زید کی روایت سے ذکر ہو چکا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کہ میں نے کسی کو تکلیف پہنچانی۔ اللہ اسکو تکلیف پہنچائے گا۔ باب ما یمنی من التہاجر میں ہم ذکر کریں گے۔

ضرر کو دور کرنے کی اجازت ہے۔ اس حدیث کی سند اچھی نہیں ہے۔ سمو بن جندب ایک مخلص مومن اور صحابی تھے۔ اس وقت ضد میں آگئے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ میرا مقابلہ انصاری سے ہے۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ جواب تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے رہا ہوں۔ بس وہ بیچنے پر بھی رضامند نہ ہوئے۔ اور تیار ہے پر بھی قراس کا مقصد تو صرف انصاری کو تنگ کرنا تھا۔ اور ضرر کو دور کرنے کا جواز ہے۔ اسخبرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کو کہا۔ کہ جا کر اس کے درخت کاٹ دو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرر کو دور کر دینے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ کسی کی ملک میں ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کی ستر سے اب پر کچھ شاخیں ہیں ان میں سے سب سے بڑی شاخ (تمہ) لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کا دور کر دینا ہے مثلاً اینٹ روڑا۔ کانٹا۔ گندگی وغیرہ اور حیا (عصرم) ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے ۱۱

الفصل الثالث

۱۴۳۳ھ عن عائشة أنها قالت يا رسول الله ما الشئ الذي لا يحيل منع قال الماء و
الملح و النار قالت فقلت يا رسول الله هذ الماء قد عرفنا كما بل الملح و النار قال يا حسين
من اعطى نائماً فكانما تصدق بجميع ما افضت تلك النار و من اعطى متحافاً كما
تصدق بجميع ما طببت تلك الملح و من سقى مسلماً شربة من ماء حيت لا يوجد الماء
فكانما احتق رقبتا و من سقى مسلماً شربة من ماء حيت لا يوجد الماء فكانما احياها رواه
ابن ماجه .

فصل سوم

۱۴۳۳ھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ اے اللہ کے رسول وہ کونسی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پانی اور لک اور لک کہہ نہیں میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول پانی کا صل تو ہم جانتے ہیں لک اور لک سے دو کھیلو جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے نبی رنگ و لالی جو آدمی لک دیدے تو گویا کہ جو کچھ اس سے لکایا جائے گا۔ وہ سب کھانا اس نے صدقہ کیا۔ اور جو آدمی کسی کو لک دیدے۔ تو جتنا کھانا اس لک سے درست ہوگا۔ وہ گویا کہ اس کے صدقہ کیا۔ جو آدمی کسی مسلماً کو ایسے علاقے میں پانی پلائے۔ جہاں پانی عام ہو تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ اور جس نے کسی ایسے علاقے میں کسی کو پانی پلایا۔ جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے اس آدمی کو تندرہ کر دیا۔ اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

تین چیزوں سے کسی کو نہ روکو۔
۱۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کی سند بہت ضعیف اور اس میں
نے اس کو موضوع کہا ہے۔ اور امام شافعی نے بھی اس کو موضوع کہا ہے۔ اور اسی طرح ابن عدی نے بھی اس کو موضوع کہا ہے۔ لیکن۔
پانی لک اور لک سے نہ روکنا اور یہی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے یعنی سرخ و سفید رنگ والی
اور ان تین چیزوں سے نہ روکنے کی ایک خاص وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ ان تینوں چیزوں کے دے دینے کوئی خیر نہ ہوتا
نہیں اور دوسرے کو اس کا فائدہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح کی وہ حدیث ہے کہ تین چیزوں کو واپس نہ کرو لک اور
دودھ اور خوشبو کہ ان کا فائدہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور یہ چیزیں دینے والے کو کوئی خاص زیور نہیں ہوتا بلکہ
ایسی معمولی چیزوں کے افادہ سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔ ۱۲۔

بَابُ الْعَطَايَا الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۴۳۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَنْصَابَ خَيْبَرَ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا خَيْرًا لَمْ أَصِبْ مَالًا لِقَطِّ النَّفْسِ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنَّ شَيْئًا حَبَسَتْ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقَتْ بِهَا تَصَدَّقْ بِهَا عُمْرًا أَنْ لَا يَبَاعَ أَصْلُهَا وَلَا يُوهَبَ وَلَا يُؤْتَاكَ وَتَصَدَّقْ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَىٰ وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ

بخششوں کا بیان فصل اول

۱۴۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر کے علاقہ میں ایک زمین ملی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے خیبر میں زمین ملی ہے اور اس سے اچھی زمین آن تک مجھ کو نہیں ملی ہے آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کی اصل ملکیت اپنے قبضہ میں رکھتے رہے۔ اور اس کی آمدنی کو صدقہ کرے۔ سو حضرت عمر نے اس زمین کو سبک کر دیا۔ اس سے پہلے کہ تو اصل زمین کو بیچا جائے۔ اور نہ ہب کیا جائے۔ اور نہ وراثت میں تقسیم ہو۔ اور اس کی آمدن فقروں، قریبوں اور غلاموں کی فرائض

۱۵۔ اس حدیث کو احمد اصحاب سنن اور ابان ثیبی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کسی چیز کو وقف کرنا صحیح ہے۔ اور اس پر چھوڑ دینا، کاتفاق ہے۔ اور وقت میں جو بشرطیں وقف کرنے والا غائب کرے۔ وہ بھی تسلیم کی جائیں گی۔ وقف چیز کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے۔ نہ وہ وراثت میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی کو ہب کی جا سکتی ہے۔ بلکہ وقف صدقہ جاریہ ہے۔ اس حدیث میں جو ہب کا لفظ آیا ہے اس سے مطلب وقف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس زمین کی آمدنی کے خرچے کے لئے جو لوگوں میں مقرر کی تھیں۔ وہ یہ تھیں۔ فقیر (یعنی جس کے پاس کوئی مال نہ ہو) اور غلاموں کے لئے وہ معذوری جسمانی ہو۔ یا مالی۔ ہزار ہا تار (یعنی وقف کرنے والے کے عزیز و اقربا) غلام کی آزادی (یعنی ان کی کتبت کی رقم ادا کرنے میں) اور مساکین (اسلو کی فراہمی) مسکینوں اور مہمانوں کی منبر گیری (یعنی مہمان کو روٹی، دست و پیریزہ اور مساکین کو زور و امداد اور عیال اور اسیر کام کرنے والا بھی اس سے کھائے۔ بشرطیکہ مال کو برباد نہ کرے۔ فقروں، غریبوں میں اس کی آمدن ضائع نہ کرے۔ اور نہ مال کو جمع کرے۔ ۱۷۔

السَّبِيلِ وَالصَّيْفِ لَا جَنَاحَ عَلَى مَنْ رَمَى هَانِ يَا كُلُّ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعَمَ غَيْرَ
مَتَمَوْلٍ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ غَيْرُ مَثَلٍ مَا لَمْ تَنْفِقْ عَلَيْهِ -

۱۴۳۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّعْمَرِيُّ جَابِرُ بْنُ مَتْفِقٍ عَلَيْهِ

۱۴۳۶۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ التَّعْمَرِيَّ مِثْرَانِ لَا أَهْلَهُمَا
رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۱۴۳۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ عُمُوهُ لَمْ يَنْفِقْ
فَأَنْهَا لِيذِي أَعْظَمَهَا لَا يَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْظَاهَا إِلَّا أَنْ أُعْطِيَ عَطَاؤُهَا وَقَفَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ

اور جہاد کے سامان کی تیاری اور سازوں اور ہمانوں پر خرچ کی جائے جو آدمی اس کا وانی ہو۔ اسپر کوئی گناہ نہیں کہ اس سے
بیلے طریقے سے خود بھی کھائے۔ یا کھلائے لیکن دولت جمع نہ کرے۔ ابن سیرین نے کہا کہ مال کو جمع نہ کرے۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمری دنیا جاڑے ہے۔ متفق علیہ۔
۱۴۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمری میراث ہے۔ عمری لینے والے کے ذمہ
کی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔

۱۴۳۷۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کو عمری دیا جائے۔ وہ اسی کا ہے۔ اور اسکے
وارثوں کا ہے۔ وہ اسی کا ہے۔ جس کو عمری دیا گیا ہے۔ دینے والے کی طرف وہ کبھی واپس نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے تو
عمری اور رقمی کیا ہے۔

۱۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ عمری
ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کچھ دے کہ میں یہ چیز کچھ کو عمر بھر کے لیے عورت یا ہوں مکان یا زمین یا باغ وغیرہ کچھ بھی ہو اور رقمی یہ ہے کہ میں
یہ چیز تیری گردن کی سلامتی تک تجھ کو دیتا ہوں مطلب دو دنوں کا ایک ہے صرف الفاظ علیحدہ ہیں عمری اور رقمی کی تین
صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ دینے والا کہے کہ مثلاً یہ مکان میں تجھ کو تیری زندگی تک دیتا ہوں اور تیرے بعد تیری اولاد
کا ہو گا میرا اس سے کوئی تعلق نہ ہو گا دوسری یہ ہے کہ یہ مکان تیری زندگی تک تجھ کو دیتا ہوں اور اسکے بعد اس لئے کا اظہار کرنے
اور اسکی اولاد کے لئے کہے خاموشی رہے تیسری صورت یہ ہے کہ دفعت کر دے کہ یہ مکان تیری زندگی تک تیرے قبضہ
میں رہے گا اور بعد ازاں یہ میں نے لوں گا پہلی اور دوسری صورت میں مکان اسی کا ہو گیا جس کو دیا گیا اور اس کے بعد
اسکی اولاد کا ہو گا دینے والے کے قبضہ سے وہ ہمیشہ کے لیے تیسری صورت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ واپس
لے سکتا ہے اور اکثریت اس طرف ہے کہ وہ بھی واپس نہیں لیا جا سکتا ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے جو بیان کر دیا گیا ۱۲
محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۳۸۔ وَعَنْهُ قَالَ إِنَّمَا الْعُمَرَاءُ الَّتِي أَجَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَمَا إِذَا قَالَ هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۱۲۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْقِبُوا وَلَا تَعْمُوا وَأَنْتُمْ أَرْقَبُ شَيْئًا وَأَعْمَى نَهَى لَوْ تَرَ بَيْنَهُ زَادَ الْبُودَ.

۱۲۴۰۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمَرَاءُ جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرَّقِيبُ جَائِزَةٌ

www.KitaboSunnat.com

ایک بخش کردی اور اس میں میراث جاری ہو گئی متفق علیہ

۱۲۳۸۔ اور انہی سے روایت ہے کہ عمری جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا تھا وہ یہ ہے کہ سری دینے والہ کہے کہ یہ تیرا ہے اور اس کے بعد تیرے وارثوں کا ہے۔ اور اگر اس طرح کہے کہ جب تک تو زندہ رہے یہ تیرا ہے تو یہ عمری مالک کی طرف واپس آجائے گا۔ متفق علیہ۔

فصل دوم

۱۲۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رقبی اور عمری نہ کیا کرو جس کو رقبی دیا گیا یا عمری دیا گیا۔ وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۲۴۰۔ اور انہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمری جائز ہے۔ عمرہ والوں کے لئے اور رقبی جائز ہے رقبی

۱۲ اس حدیث کو احمد بخاری اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

۱۳ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ اسکو اصحاب سنن اور عبد الزاق نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے ۱۳

۱۴ اس حدیث کو ابو داؤد اور عبد الزاق نے بھی روایت کیا اس حدیث کے واپس آجانے والے کلمے کے متعلق

الفاق ہے کہ یہ راوی کا کلام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے

۱۵ اس حدیث کو نسائی شافعی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے یہ نہیں ترمذی ہی ہے صحیح نہیں ہے

اور صرف آمادہ کرنے کے لیے ہے کہ اگر کسی کو رکنش کے لیے مکان دیلے تو پھر جسے ہی فی سبیل اللہ دے دو کوئی شرط

ہے کہ اس کو خواہ غواہ ساری عمر پریشان رکھا جائے کہ شاید کب مالک واپس لے لے ۱۲

لِأَهْلِ قَارَوَةَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاوِيُّ - الفصل الثالث

۱۴۴۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمْسِكُوا أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تَقْسِلُوا فَإِنَّ مَنْ أَعْمَرَ عَمْرًا فِي فِئَةٍ لَلَّذِي أَعْمَرَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهِ رِوَاةٌ مُسَلَّمٌ

باب

الفصل الأول

۱۴۴۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُوِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ

دالوں کے لئے۔ اسکو احمد ترمذی۔ ابوداؤد نے روایت کیا

فصل سوم

۱۴۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مال سنبھال کر رکھا کرو۔ ان کو خراب نہ کی کرو۔ جو آدمی کوئی عمری دے گا۔ تو وہ اسی کلمے جس کو عمری دیا گیا۔ اس کی زندگی میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

باب

فصل اول

۱۴۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو بہرہ میں خوشبو دی جائے وہ

۱۳ اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی مشابہت ہے

۱۳ اس حدیث کو احمد نسائی اور عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس کو عمری دیا جائے اس کو تمام مال کا حقوق مل جاتے ہیں وہ اسکو بیچ بھی سکتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ اس کو مال کا نہ حقوق دیدئے جائیں اور اگر عمری اس طرح دے کہ جب تک تم زندہ ہو اس میں رہ سکتے ہو تمہاری موت کے بعد میں لے لوں گا تو صورت میں نہ وہ وراثت میں تقسیم ہو سکتا ہے نہ اسے بیچا جا سکتا ہے ۱۳

فَلَا يَرُدُّهُ فَإِنَّ خَفِيفَ الْحَمْلِ طَيْبٌ الرَّيْحِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ -
 ۱۲۲۳- وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيِّبَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -
 ۱۲۲۴- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْعَابِدُ فِي هَيْبَتِهِ
 كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْمٍ لَيْسَ لَنَا مِثْلُ السُّورِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -
 ۱۲۲۵- وَعَنْ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غَلَامًا فَقَالَ كَلِّمْ وَلَدَكَ نَحَلْتُ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَأَرْجِعْهُ وَبِئِذَا رَوَيْتَهُ
 أَنَّهُ قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونَ الْيَلَدُ فِي الْبَيْتِ سَوَاءً قَالَ بَلَى قَالَ فَلَا إِذَا وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ أَعْطَانِي

اسکو واپس نہ کرے۔ کہ وہ احسان تو پھر ناسا ہے۔ اور اس کی خوشبو ابھی تھی۔ اسکو مسلم نے روایت کیا۔
 ۱۲۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں کیا کرتے تھے۔ اسکو بخاری
 نے روایت کیا۔

۱۲۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے ہمیر میں رجوع کرنا
 والا کتنے کی طرح ہے۔ کہ وہ اپنی تہ کے پیر کا لیتا ہے۔ ہمارے لئے بری مثل نہیں ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا
 ۱۲۲۵۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ اور کہا کہ میں نے آپ
 اس بیٹے کو یہ غلام ہمیر کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ کیا اپنے سارے بیٹوں کو تو نے اسی طرح غلام ہمیر کئے ہیں تو اسنے
 کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا اس میں رجوع کر لے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تیرا دل چاہتا ہے کہ وہ سارے
 بچے سے یکساں نیکی کریں۔ اس نے کہا۔ ہاں تو آپ نے فرمایا پھر تو بھی اس طرح نہ کر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو

۱۵۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابی حبان نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ہمیر
 معلوم ہو اور نادرہ حد ہو تو اس کو واپس نہیں کرنا چاہئے تاکہ ہمیر دینے والے کی دل شکنی نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
 ہمیر کو قبول کر لینا چاہئے کہ اس سے پیارا اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے ۱۱
 ۱۶۔ اس حدیث کو احمد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے ۱۱
 ۱۷۔ اس حدیث کو احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ترمذی نے بھی روایت
 ہمیر میں رجوع کرنا حرام ہے۔
 کہ اسے اللہ صبح کرنا ہے۔
 سلام اللہ علیہما انما ہما من اسما منہما ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہمیر میں رجوع کرنا حرام
 ہے۔

أَبِي عَطِيَّةٍ فَقَالَتْ عُمَرَا بِنْتُ دَوَاحَةَ لَا أَرْضِي حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنِي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عُمَرَا بِنْتِ دَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَ نَبِيَّ أَنْ أَشْهَدَكَ بِأَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعْطَيْتُ سَابِرًا وَوَلَدَكَ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَأَلْفُوا اللَّهَ وَأَعِدُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَتْ فَوَدَّ عَطِيَّةً فِي رِفَايَةِ أَنْ قَالَ لَا أَشْهَدُكَ عَلَى بَنِيٍّ مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ

الْقِصَّةُ الثَّانِيَّةُ

۱۴۴۶. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ

میرے باپ نے ایک عطیہ دیا تھا۔ تو میری ماں بنت دواحہ نے کہا، میں اس وقت تک راضی نہیں جب تک کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائے۔ پھر میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ بیٹے اپنے اس بیٹے کو جو عمر بنت دواحہ کے پیٹ سے ہے ایک عطیہ دیا ہے۔ اس نے مجھ کہا ہے کہ میں اس پر اسے اللہ کے رسول آپ کو گواہ بنا تو آپ نے فرمایا، کیا تو نے کسی طرح اپنی ساری اولاد کو عطیہ دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا، اللہ سے شہدہ اور اپنی اولاد میں انصاف کیا کرو۔ نعمان نے کہا پھر میرے باپ نے رجوع کر لیا۔ اور اپنا عطیہ واپس کر لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، میں ظلم پر شہادت نہیں دیتا۔ متفق علیہ

فصل دوم

۱۴۴۶. حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی آدمی اپنے نہیں رجوع نہیں

ہے جیسا کہ ابن عباس کی آنے والی حدیث میں اسکی اور میں بہت سی وضاحت آگئی ہے۔ جو یہود علماء کا یہی مذہب ہے کہ ہمیں رجوع کرنا حرام ہے البتہ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز عظیم کر کے واپس لے سکتا ہے اور اگر وہ کسی ہوشیار چیز کو ہوب لے کر مرنے کے بعد وراثت میں بھیج کر نے والے کو مل جائے تو بھی ہائز ہے اور اگر کوئی آدمی کسی کو اس شہادتی کوئی چیز دے کر وہ بھی اسکو اس کے بدلہ میں کوئی چیز دے اور وہ ہوب لہا اسکو کچھ نہ دے تو وہ بھی کرنے والا اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یہ حقیقت میں یہ نہیں ہے کہ ظاہری صورت کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے ۱۲

ہمیں میں انصاف لازمی ہے
۱۳ (حاشیہ معنی ہذا) اس حدیث کو احمد شافعی اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کو عطیات دینے میں برابر ہی کرنا واجب ہے اور اگر کسی (فقہی) ہوشیار شخص

فِي هَيْبَةِ الْوَالِدِ مِنْ وِلْدِهِ نَقَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

۱۲۴۷۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْعَلُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَى الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطَى وَلِدَهُ وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطَى الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا سَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْبِهِ نَقَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ -

۱۲۴۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَحِبَابًا أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرَةً فَفَرَضُوا مِنْهَا سِتًّا بَكْرًا ابْنُ فَسَطَطَ فَلَمَّ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِيدًا لِلَّهِ وَابْنُ عَدِيٍّ

کر سکتا۔ سولہ باب کے کردہ اپنے بیٹے سے اپنا سب سے واپس کر سکتا ہے اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔
۱۲۴۷۔ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کو جائز نہیں ہے کہ کوئی عطیہ کسی کو دے کر پھر اس کو واپس لے لے مگر باپ جو اپنی اولاد کو دے وہ واپس لے سکتا ہے اور اس آدمی کی مثال جو عطیہ دے کر پھر واپس کرے کتے کی مثال ہے جو کھانا جانتا ہے جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے پھر اپنی قے کو کھانے لگتا ہے اس کو ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کو ترمذی نے صحیح کہا۔

۱۲۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بڑو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نو عمر اونٹنی کا ہدیہ دیا آپ نے اس کے عوض اس کو چھ اونٹیاں ہدیہ میں دیں پھر بھی وہ خوش نہ ہوا جب یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اللہ

نے اولاد میں برابر ہی سزا کی ہو تو ایسے بیٹے سے رجوع کرنا بھی واجب ہے اور عطیات میں لڑکے اور لڑکی کا فرق نہیں ہے البتہ میراث کی تقسیم میں لڑکی اور لڑکے کا فرق ضرور ہے امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی اصطلاح میں مساوات نہ کرے تو آخرت میں ضرور گنہگار ہے لیکن دنیاوی معاملات میں وہ برابر ہی ہو گا لیکن حدیث کے الفاظ اسکی ترمیم کرتے ہیں ۱۲
۱۳۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے اور شافعی اور ابو حنیفہ نے اس کو مسلک روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہدیہ کر کے واپس لے سکتا ہے اور آئندہ حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے ۱۴
۱۵۔ اس حدیث کو احمد۔ دارقطنی۔ طبرانی۔ ابوالعلی۔ ابن عساکر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باپ اپنے بیٹے کو ہدیہ دے کر واپس لے سکتا ہے اور اسی طرح ماں بھی اپنی اولاد کو ہدیہ کر کے واپس کر سکتی ہے اور بعض روایتوں میں لڑکی کا لڑکے کو ہدیہ دینا اور لڑکے کو لڑکی کے ہدیہ دینا بھی صحیح نہیں ہے ۱۶

قَالَ إِنَّ فُلَانًا أَهْدَىٰ إِلَىٰ نَاقَةٍ فَعَوَّضَتْهُ مِنْهَا سِتُّ بَكْرَاتٍ فَظَلَّ سَاحِطًا لَقَدْ هَمَمْتُ
أَنْ لَّا أَقْبَلَ هَدْيِيهِ إِلَّا مِنْ قُرَيْشِي أَوْ الْأَنْصَارِيِّ أَوْ ثَعْلَبِي أَوْ دَوْسِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

۱۲۴۹۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فِيهِ جَنَابًا
وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْبِتْ فَإِنَّ مَنْ أَتَىٰ فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ كَلَىٰ بِمَا لَمْ
يُعْطَ كَانَ كَلَابِسَ كُتُبِي ثُمَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ۔
۱۲۵۰۔ وَعَنْ أَسَمَةَ بِنْتِ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ إِلَيَّ

قلنے کی حمد و ثنایاں کی پھر فرمایا کہ فلاں آدھی نے مجھ کو ایک اونٹنی ہدیہ میں دی تھی میں نے اسکو چھرا دیا وہ بے ہوش
میں اور وہ پھر بھی خوش نہیں ہے اس میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ آج کے بعد قریشی یا انصاری یا ثعلبی یا دوسی قبیلوں کے سوا
اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کیا کر دل گا۔ اس کو ترمذی۔ ابو داؤد اور النسائی نے روایت کیا۔

۱۲۴۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کو کوئی عطیہ دیا جائے اور اس کو طاقت
ہو تو اس کا معاوضہ دے اور جس کو معاوضہ دینے کی طاقت نہ ہو وہ دینے والے کی تعریف کیے کہ جس آدمی نے تعریف کر دی اس
نے اس کا شکر یہ ادا کر دیا اور جس نے کسی کے احسان کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی اور جو آدمی کچھ نہ دے لیکن مشہور یہ کہے
کہ اس نے دیا ہے تو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۲۵۰۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی پر کچھ بھلائی کی جائے اور وہ

کچھ اچھے قبائل کا تذکرہ۔

۱۲۔ اس کو ابن ماجہ اور ماہک نے بھی روایت کیا ہے اور مسلم کی شرط
پر اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدیہ دینے والے کو ضرور خوش کرنا چاہیے اور اگر وہ اتنی چیز سے خوش
نہ ہو تو اس کو زیادہ دے دینا چاہیے اس بقول نے تو سعد کر دی کہ چھ اونٹیاں لیکر بھی راضی نہ ہو حالانکہ دو سو سے لوگ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ہدایا اور تحائف لیکر آتے تو اگر آنحضرت انکو قبول فرمایتے تو وہ اس
کو سعادت داریں سمجھتے تھے یہ قبائل میں کا آپ نے نام لیا یہ مہذب اور آشنائے مزاج رسول تھے اس لیے ان کا ہدیہ
قبول کر لینے کا ارادہ فرمایا اور باقی بدو لوگوں کا کھردر لینا ہی بہتر تھا

۱۲۔ امام ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس کو ابن ماجہ نے اپنی صحیح میں اور بخاری نے ادب المفرد میں (تقریباً ص ۱۲۵) (۱۲۵)

مَعْرُوفٌ فَقَالَ يَفَاعِلِدُ حَزَاكَ اللهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الشَّيْءِ مَا وَاهُ التِّرْمِذِيُّ -
۱۲۵۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَفَرَ بِشُكْرِ النَّاسِ لَمْ
يَشْكُرِ اللهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ -

۱۲۵۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَتَاهُ اللَّهُ هَاجِرُونَ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا دَأَبْنَا قَوْمًا أَبْزَلُ مِنْ كَيْتَرٍ وَلَا أَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِنْ قَيْلِيلٍ مِنْ قَوْمِزُنَا
بَيْنَ أَظْفَرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤَنَةَ وَأَشْرَكُونَا فِي الْمَهْنَا حَتَّى لَقَدْ خَفْنَا أَنْ يَدْهَبُوا بِالْحَيِّ كُلِّ -
فَقَالَ لِمَا دَعَوْتُمْ اللهُ لَهُمْ وَأَنْتُمْ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ -

بھائی کرنے والے کو اس طرح کہہ دے کہ اللہ تجھ کو اس کی بہتر جزا دے تو اس نے اتنا دے جس کی تعریف کر دی۔ اس کو
ترمذی نے روایت کیا۔

۱۲۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوگوں کا شکر ادا کیا اس
نے اللہ کا بھی شکر ادا کیا اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا۔

۱۲۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے
تو آپ کے پاس جہاں لوگ آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم نے کوئی ایسی قوم اس قوم سے بڑھ کر نہیں دیکھی جو
زیادہ مال میں سے بہت زیادہ خرچ کرنے والی اور تھوڑے مال سے ابھی مدد کرنے والی ہو جس قوم میں کہ ہم آ رہے ہیں یہ
محنت تو ہم کو کرنے نہیں دیتے اور منافع میں ہم کو برابر شریک کر لیتے ہیں ہمیں تو دے دے کہ سارا ثواب بھی لے جائیں گے۔
تو آپ نے فرمایا نہیں جب تک تم ان کے لیے اللہ لعلے سے دعا کرتے رہو گے (تو تم کو بھی اجر ملتا رہے گا) اس کو ترمذی
نے روایت کیا اور اس کو صحیح کہا۔

بھی روایت کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھلائی کرنے والے کو بھلائی کا بدلہ ضرور دینا چاہیے جو بوٹ کے کپڑوں
سے یہ مراد ہے کہ لباس نیک لوگوں کا پہننے اور اندر سے بد باطن ہو ۱۲

۱۲۵۱۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور
عسمن کا شکر ادا کرو۔

ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے جو بندوں کا شکر ادا نہ کرے اس نے اللہ کا شکر یہ بھی ادا نہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی
اس نے نافرمانی کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عسمن کا شکر ادا کیا کرو کہ وہ اللہ کی نعمت کے پینچے کا وسیلہ ہے کہ یہ تو ظاہری
طور پر احسان کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر احسان کرنے والے ہیں ان کا شکر یہ سب سے بڑھ کر کرنا چاہیے ۱۲

۱۲۵۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادُوا فَإِنَّ الرِّهْدِيَّةَ تَذْهَبُ
الصُّغَائِبُ رَوَاهُ

۱۲۵۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَادُوا فَإِنَّ الرِّهْدِيَّةَ تَذْهَبُ
وَحَمَّ الصُّدْرِ مَا وَلَا تَحْفَرَنَّ جَارَةَ لِحَارِهَا وَرُشَقِي فِيمَا سِوَيْ شَاةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

۱۲۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا لَاتُوا أَلْوَسَائِدًا
وَالذُّهُنُ وَاللَّبَنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ قِيلَ أَرَادَ بِالذُّهُبِ
الطَّبِيبُ -

۱۲۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کہ ہدیہ دشمنی
کو ختم کر دیتا ہے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱۲۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو کہ ہدیہ سینے
کی کدھت کو دور کر دیتا ہے اور کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کو ذلیل نہ سمجھے اگرچہ وہ بکری کے گھر کا ایک حصہ ہی کیوں نہ سمجھے۔ اس کو

۱۲۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جن کو واپس نہیں کرنا
چاہئے کھینے اور تیل اور دودھ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ کہا گیا ہے کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔

۱۲۔ اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور جزیری نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اس میں دلالت ہے کہ ہدیہ ضرور
دینا چاہیے اور قبول بھی کر لینا چاہیے۔ کہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور دشمنی ختم ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔

۱۳۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند ضعیف

ہے۔ لیکن اور حدیثیں اس کی کافی تائید کرتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہدیہ کی قیمت یا حیثیت نہیں دیکھنی چاہیے۔ بلکہ

دینے والے کے ارشاد اور غلوں کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ لینے والے کو چاہیے۔ کہ اگرچہ بالکل حقیر اور ناگوار ہدیہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو قبول کر

لینا چاہیے۔ تاکہ دینے والے کی دل شکنی نہ ہو۔ اور دینے والے کو چاہیے۔ کہ ضرور دے۔ خواہ کوئی معمولی سی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ ۱۲۔

۱۴۔ اس حدیث کی سبب لاری تقریباً دو سو تو بہترین مذہبے اس لیے لے لے واپس نہ کرے اور خوشبو اور نگینہ سے فائدہ

اور راحت بہت زیادہ ہے اور اس کے مقابلہ میں قیمت بہت تھوڑی ہے اتنی سی چیز قبول کر لینے سے میزبان پر کوئی خاص

بوجھ نہیں پڑتا اتنا تو مسلمان بھائی کے لیے تکلف کرنا ہی چاہیے ۱۲۔

۱۴۵۶۔ وَعَنْ أَبِي عُمَرَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْطِيَ أَحَدٌ الرِّيحَانَ فَلَا يَبْرُدُهُ فَإِنَّ حَرَمَ مِنَ الْجَنَّةِ نَفَاةُ التَّمْيِذِيِّ مُرْسَلًا۔
الفصل الثالث

۱۴۵۷۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتْ امْرَأَةٌ بِشِيرٍ لِحَنِ ابْنِي عَلَامَةَ وَأَشْرَفَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أُحْمَلَ ابْنَهَا عَلَائِي وَقَالَتْ أَشْرَفَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْاِخْوَةُ قَالَ لَعَمْرُكَ قَالَ لَعَمْرُكَ مَا أُعْطِيَهُمْ مِثْلَ مَا أُعْطِيَتْ قَالَ لَا قَالَ فَيَسِّرْ لِي صُلْحًا

۱۴۵۶۔ ابو عثمان ہندی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو خوشبودی چلے تو اس کو دایس نہ کرے کہ وہ بہشت سے آئی ہے اس کو ترمذی نے مرسل روایت کیا۔

فصل سوم

۱۴۵۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بشیر کی بیوی نے کہا میرے بیٹے کو غلام بہرہ کر دو اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ تو بشیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ فلاں کی بیٹی (میری بیوی) نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو غلام بہرہ کر دوں اور کہتی ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ تو آپ نے فرمایا کیا تیرے بیٹے کے اور بھی بھائی ہیں اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کیا تو نے اپنے سارے بیٹوں کو اسی طرح غلام دیے

۱۵۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے بھی مراسیل میں روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ خوشبو جنت سے ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ پھول سے خوشبو تیار ہوتی ہے۔ اور پھول کا اصل جنت ہے۔ اور دوسرا یہ کہ جس طرح جنت کی نعمتیں کہیں خراب نہیں ہوں گی۔ اور کہیں منقطع نہیں ہوں گی۔ اسی طرح خوشبو بھی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی خراب ہوتی ہے۔

۱۶۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور پہلی فصل میں یہ حدیث نعمان کی روایت سے پہلے گذر چکی ہے اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اولاد میں کسی طرح بھی بے انصافی نہ کرنا چاہئے۔ بل اگر دوسری اولاد اپنی مرضی سے رضا مند ہو تو اس صورت میں کسی کو زیادہ دیا جا سکتا ہے۔ اور میراث میں فرمانبردار اور فرمان اولاد کا کوئی فرق نہیں ہے سب اولاد برابر ہے پھر جس نے ماننا ہے کہ حق اولاد کے وہ خدایا ہے جس نے ادا کیے وہ خدایا ہے اور جس نے ادا کیے وہ خدایا ہے وہ ہوگا لیکن

هَذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَىٰ حَقِّ رِوَاةٍ مُّسَلِّمٍ۔
 ۱۶۵۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا آيَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أُرْتِيَ بِبَاكُوْرَةِ الْفَاكِهَةِ
 وَضَعَهَا عَلَىٰ عَيْنَيْهِ وَعَلَىٰ شَفْتَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوْلَىٰ فَلَا زَاخِرَةَ لِمَنْ يُعْطِيهَا مَنْ
 يَكُونُ عِنْدَهُ مِنَ الصَّبِيَّانِ تَرَاوَاهُ الْبَيْتُ فِي بَنِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ۔

میں جیسے کہ تو نے اس کو دیا ہے اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا پھر یہ تو صحیح نہیں ہے اور میں تو صرف حق پر گواہ بنتا ہوں
 اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۶۵۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب ان کے پاس نیا پھل
 لایا جاتا تو اس کو اپنی آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور کہتے اللہ جیسے تو نے ہم کو اس پھل کا شروع دکھایا ہے اس کا
 آخر بھی دکھانا پھر وہ پھل جو بھی بچہ آپ کے پاس ہوتا اس کو دے دیتے اس کو بیعتی نے دعوات کبیر میں روایت کیا ہے

نیا پھل دیکھ کر کیا کرے۔
 ۱۷۔ اس حدیث کو ابن السنی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور طبرانی نے اس کو
 کبیر میں ابن عباس سے اور حکیم ترمذی نے اپنے نوادر میں حضرت انس سے بھی روایت کیا ہے۔ اور حسن صحیحین میں یہ بھی ہے۔ کہ آپ
 فرماتے۔ اے اللہ ہمارے پچھلے اولاد ہماری سب لوگوں میں برکت عطا فرما۔ اور نیا پھل نئے پتے سے مناسب رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو

بَابُ اللَّقْطَةِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

۱۶۵۹. عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ أَعْرِفُ عِفَاصَهَا وَدَكَاءَهَا ثُمَّ عَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَتَأْتِكَ بِهَا قَالَ فَضَالَةُ الْعُغْمِ قَالَ مِى لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّنْبِ قَالَ فَضَالَةُ الْإِبِلِ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقْلُهُ مَا وَجِدَ أَهْلُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا مُتَّقِنٌ

گری ٹیری چیز کا بیان فصل اول

۱۶۵۹- زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر لقطہ دگری ٹیری چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس کے بوتن کو خوب یاد رکھ اور سر نہ پھجانے پھر اس کو ایک سال تک مشہور کر اگر اس کا مالک آجاتے تو اس کو دیکھ دینا تو جان اور تیر کام اس نے کہا بھولی بھولی جنگل میں بکری ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے کسی بھائی کی اور یا پھر بیٹھنے کی پھر اس نے کہا بھٹکے ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا تجھ کو اس سے کیا کام اس کی مشک اور موزے اس کے ساتھ ہیں وہ پانی پر چلا جائے گا اور درختوں کے تنے کھلے گا یہاں تک کہ مالک اس کو ڈھونڈ لے گا۔ متفق علیہ اور مسلم کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا اس کو ایک سال

گری ٹیری چیز کا کیا حکم ہے۔ اس حدیث کو احمد مالک اور صحابہ سننے سے ہی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لقطہ کا حکم یہ ہے کہ جس کو کوئی گری ٹیری چیز مل جائے وہ اس کو اچھی طرح سے دیکھے۔ اگر وہ پھر پھیرے تو بٹولیا اللہ کوئی چیز جس میں ہوں۔ بغور دیکھے۔ اور وہ ایماندار ہو میں اس پر گواہ بناؤں پھر وہاں ہی اس علاقہ میں مجلس دیکھے۔ وہاں نہ گھر کرے۔ گرنے کوئی گری ٹیری چیز ملی ہے۔ مثلاً مسجد میں بازار میں۔ جلسوں میں پھر اگر اس کا ایک مل جائے تو اچھی طرح یقین کر لینے کے بعد وہ اس کو دیکھے۔ اگر سال بھر تک مالک کا کوئی پتہ نہ چلے تو اس چیز کو خیر کرے۔ اگر اس کے بعد مالک آجائے تو اگر خیر کرے والد امیر آدمی ہو تو مالک کو ادا کرے۔ اور اگر طرح کرے تو مالک کو خیر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے محتاج ہے۔ پھر بکری دیکھ بھرتا نہ ہو اگر جنگل میں لگا ہو تو مالک کو خیر کرے۔ اگر اس کے مالک کے پاس سے پیدا ہو گیا ہے

عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ لَيْسِيْلِمِ نَقَالَ عَرَفْتَهَا سَنَةً لَمَّا عَرَفْتُ وَكَأَنَّهَا وَعِافَا صَمَّهَا لَمَّا اسْتَفْتَقَ بِهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهَا فَادَّبَهَا إِلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۶۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّمِيمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَهَى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَعَنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَلِمْ لِقَطًا فَهُوَ ضَالٌّ تَامٌ يَعْنِي مَنْ لَمْ يَلِمْ لِقَطًا فَهُوَ ضَالٌّ تَامٌ
الفصل الثاني

۱۲۶۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ سَيْلٍ عَنِ التَّمِيمِيِّ فَقَالَ مَنْ أَصَابَ مِنْهُ فَمَنْ حَاجَتْهُ عَيْرٌ مَخْتَلَةٌ كَلَّ

جبکہ مشہور کہ پھر اس کے بہن اور سہیلہ کو پہچان رکھو پھولس کو خرچ کر کے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کر دے۔
۱۲۶۱۔ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بیٹے ہوئے جانور کو پناہ دے وہ خود گمراہ ہے جب تک کہ اس کو مشہور نہ کرے اس کو مسلم نے روایت کیا۔

۱۲۶۰۔ عبد الرحمن بن عثمان تميمي سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع فرمایا ہے اسکو مسلم نے روایت کیا۔

فصل دوم

۱۲۶۱۔ عمرو بن شعيب اپنے باپ کے ذریعہ پر داد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعوت پر لگے ہوئے بیل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو آدمی حاجت مند ہو اور جھولی میں اٹھا کر نہ لے جائے (یعنی کھالے) تو اسپر

رہائے صوفی گذشتہ (دہر تو پھر اس کو ذبح کر کے مخلو کھائے۔ زندہ پکڑ کر اپنے ساتھ لے جائے۔ اس کو اجازت ہے کہ پھر اگر اسکو وہاں چھوڑ دے گا۔ تو اس کو کوئی اور آدمی پکڑے گا۔ یا اس کو کوئی بھڑیا کھا جائے گا۔ تو اس سے ہی بہتر ہے۔ کہ کسی آدمی کے کام آسانے۔ اور اگر ویش جھکا ہوا ہو تو اس کو اسی طرح جنگل میں رہنے دو۔ اس کو نہ پکڑو۔ کیونکہ بڑا جانور ہے۔ کوئی زندہ تو اس کے نزدیک مشکل ہی سے آئے گا۔ اور وہ درختوں کے پتے کھا کر اپنا گزارہ کر سکتا ہے۔ اپنا گزارہ کرے گا۔ یہاں تک کہ مالک اس کو ذبح کر دے گا۔ ۱۲۔ (حاشیہ صوفی ہذا) اس کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بکری بچرے کے سوا اگر کسی بڑے جانور کو ہانک کر لے آئے۔ اور اس کو پکڑ کر اپنے مویشیوں میں بانڈ رکھے۔ تو وہ خود ہدایت کے راستے سے ہٹ گیا ہے۔ جن یہ ہے کہ بڑے جانور کو بالکل نہ پکڑے۔ بلکہ ایسا ہی جگہ رہنے دے۔ ۱۲۔

۱۲۔ اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانا منع ہے۔ اس کو مشہور کرنے کا نیت سے اٹھائے تو جائز ہے۔ اگر سال کے بعد بھی اس کا مالک (حاشیہ صوفی گذشتہ) حکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شَيْءٌ عَلَيْكَ وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ عَرَامَةٌ مِثْلِيَّةٌ وَالْعَقْرَبِيُّ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ
 شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤَدِّيَهُ الْجُرَّيْنِ فَبَلَمَّ مَنِ الْجِنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ وَذَكَرَ فِي صَالَةِ الْأَبْلِ
 الْعَفْمُ كَمَا ذَكَرَ غَيْرُهُ قَالَ وَسُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي الطَّرِيقِ أَلَيْتَاءٍ وَ
 الْقَهْرِيَّةِ الْجَامِعَةِ فَعَرَّفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْعَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ كَمَرِيَاتٍ فَهُوَ
 لَكَ وَمَا كَانَ فِي الْحَرَابِ الْعَادِي فِيهِ وَفِي التَّرَاكُزِ الْخُمْسُ مَا وَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى
 أَبُو دَاوُدَ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ وَسُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ لِأَخِيهِ -

۱۲۶۲۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَجَدَ دِينَارًا فَاتَى بِهِ فَاطْمَأَنَّ

کوئی چیز نہیں ہے اور جو آدمی بھولی میں اٹھا کرے چلے تو اس پر اس کی دگنی قیمت ہے اور سزا بھی ہے اور جو آدمی ڈھیر (کھیلان) لگ جانے کے بعد اس سے چائے ادا اس کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے تو اس کا لاکھ کاٹا جانے اور اونٹ اور بکری بھولی بھٹکی کے متعلق اس نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے جیسا کہ دوسروں نے ذکر کیا ہے راوی نے کہا اور آپ سے لفظ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو شارع عام لاہستی کے قریب ہو اس کو ایک سال تک مشہور کر اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کے سپرد کرے اور اگر نہ ملے تو وہ چیز تیری ہے اور جو چیز نے آباد اور دیون دھنگل سے ملے تو اس میں اور دقت میں سے پانچواں حصہ ہے اس کو نسائی نے روایت کیا اور ابو داؤد نے عمر بن شعیب سے وشل عن اللقطہ سے لے کر آخر تک روایت کیا ہے۔

۱۲۶۲۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا وہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے لے کر آخر تک روایت کیا ہے۔

(ماشیہ ص ۱۰۸) نہ ملے۔ تو بھی اس کو خرید نہ کرے۔ اور نہ صدقہ کرے۔ بلکہ اس کو اسی طرح سہنے دے۔ اور حج کے موسم پر اس کو مشہور کرتا ہے۔ ۳

۱۲۔ اس حدیث کو ترمذی۔ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ لفظ
 حدیث صدقہ کا نصاب کیا ہے۔
 کی قیمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ربیع دینار یا چار درہم تھی۔ یعنی بحال کے حساب سے قریب بارہ آنے اس پر
 علماء کا اتفاق ہے۔ اور ایک سال تک اس لفظ کو مشہور کرنا شرط ہے جو آبادی کے قریب ملا ہو۔ اور اگر سال سے بھی زیادہ ملے
 تک اس کو مشہور کرے۔ تو وہ مستحب ہے۔ اور اگر جنگل سے یعنی آبادی سے دھیر کوئی چیز دفن کی ہوئی مل جائے۔ تو اس کو مشہور
 کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں سے پانچواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کر کے باقی خود استعمال کرے۔ اور اگر کوئی معمولی چیز ہو تو
 اس کو مشہور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً کہیں سے ایک روپیہ مل جائے تو اسے خرچ کرے اور اگر اس کا مالک بھی مل جائے
 تو اسے ادا کر دے ۱۲

فَلَيْسَ هَذَا عَدْلٌ أَوْ ذُو عَدْلٍ وَلَا بَيْكَةٌ وَلَا يُعْتَبَرُ فَلَئِنْ وَجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيُرِدْهَا
 عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ رَفَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُودَاؤُدُ وَالِدَا بِنِي -
 ۱۲۶۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالشُّوْطِ
 وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهِمْ يَلْتَقِطُ الرَّجُلُ يَتَّقِعُ بِهِ نَوَاقِذَ أَبُو دَاؤُدُ وَكَانَ حَدِيثُ الْقَدَامِ
 بَيْنَ مَعْدِيكَبَ الْأَلَا بَعْلُ فِي بَابِ الْأَعْتَصَامِ -

یادہ منصف آدمی اس پر گواہ بن لے اور اس کو چھپا کر نہ رکھے اور اس کو غائب نہ کر ڈالے اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو
 واپس کر دے اور اگر نہ ملے تو وہ اللہ کا مال ہے اللہ جسے چاہے دیتا ہے۔ اس کو احمد۔ البوداؤد اور داری نے روایت کیا ہے۔
 ۱۲۶۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت فرمائی کہ ہم لاکھی۔ کوا۔ ریشی اور کوا
 طرح کی اور چیزوں کو اگر یہ راستہ میں پڑی مل جائیں تو استعمال کر لیا کریں۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور مقدم بن معدیکب
 کی حدیث الا لاکل باب الاعتصام میں گزر چکی ہے۔

۱۲۔ اس حدیث کو سنائی۔ ابن ماجہ اور طبرانی نے بھی کثیر میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔ ۱۲۔
 ۱۳۔ اس حدیث کو احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں کچھ گفتگو ہے۔ لیکن اس کی تائید اور حدیثوں سے بھی ہوتا ہے

مطلب یہ ہے کہ معمول چیزوں کو شہد کرنا ضرورت نہیں ہوتی۔ ۱۲۔

بَابُ الْفَرَائِضِ

الفصل الأول

۱۲۶۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ مَالًا فَعَلَى قَضَاؤِهِ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَفِي بَدَايَةِ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِيهِ فَلَا مَوْلَاةَ فِي رِوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَلْيَأْتِ مَتَّقٍ عَلَيْهِ-

میراث کا بیان

فصل اول

۱۲۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسلمانوں کے زیادہ نزدیک ہوں۔ انکی اپنی جائیداد سے بھی جو آدمی مر جائے اور اس پر قرض ہو اور قرض پورا کرنے کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑے تو اس کو پورا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو آدمی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی قرض چھوڑ جائے یا مال بچے تو وہ میرے پاس آجائیں میں انکی حادہ سازی کروں گا اور ایک روایت میں ہے جو آدمی مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا اور جو آدمی کوئی بوجھ چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمہ ہے۔ متفق علیہ

میراث کو فرائض کیوں کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کو احمد نسائی، ابی ماجہ، ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ فرائض فرائض کہیں ہے اور اس کا معنی ہے مقرضہ چونکہ وراثت میں اللہ تعالیٰ نے خود حصے مقرر کر دیے ہیں۔ اس لئے وراثت کے مسائل کو فرائض کہا جاتا ہے۔ پھر وراثت دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جن کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہو چکے ہیں۔ ان کو فرائض کہتے ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جن کے حصے مقرر نہیں ہیں۔ وہ حصے کہلاتے ہیں۔ اور یہ حدیث پہلے باب الافلاس والا نظار میں بیان ہو چکی ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت کی اپنی ذات مراد نہیں بلکہ آپ بہ حیثیت بادشاہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ مقروض کا قرضہ بیت المال کے ذمہ ہے اور بیت المال بادشاہ کے تصرف میں ہے یعنی یہ بادشاہ کا کلام ہے کہ غریب اور نادار لوگوں کے قرضے آنا رکے گا اگر وہ کچھ مال چھوڑ جائے تو وہ وارثوں کو ملے گا

۱۴۶۷۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقُّوَالْفَرَائِضُ بِأَهْلِهَا مَا نَبِيٌّ قَدْ هَوَىٰ لِرَجُلٍ ذَكَرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۸۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنَ الْفِيْهِمْ مِنَ الْبَغَاةِ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذِكْرٌ حَدِيثٌ عَائِشَةَ أُمُّ الْوَلَدِ فِي بَابٍ قَبْلَ بَابِ السَّلَامِ وَسَدُّكُمْ حَدِيثُ الْوَلَدِ

۱۴۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر شدہ حصے تو حصے والوں کو دیدیا کروا دے جو باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد کو دیدیا جائے۔ متفق علیہ

۱۴۶۸۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا ذر کا وارث نہیں ہو سکتا اور ذکا فر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے۔ متفق علیہ

۱۴۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا آنا دکر وہ غلام اپنی میں سے شمار ہوگا اس کو بخاری نے روایت کیا۔

اور اپنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا بھانجا اپنی میں سے ہے متفق علیہ اور حضرت عائشہ کی حدیث انما الولاد باب السلم سے پہلے باب میں ذکر ہو چکی ہے اور حضرت بروا کی حدیث کہ خالد ماں کے قائم مقام ہے

اور اس حدیث کو احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، سعید بن مسعود اور طحاوی نے بھی روایت کیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی مقرر ہیں۔ آجھا۔ جو عقابانی حصہ دو تہائی تہائی۔ پچھرا حصہ اورا کشتواں حصہ مستطاب یہ ہے کہ جن کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں پہلے ان کو دیدو پھر باقی بچاں بچے۔ وہ میت کی طرف سب سے زیادہ قریبی مرد کو دے دیا جائے۔

خواہ وہ تیرا وہ ہو یا تم۔ اور خواہ وہ قریبی ایک ہو یا زیادہ ۱۲۰ اختلاف مذہب مانع ارث ہے۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اسلامی حکومتیں سب ایک حکومت ہے۔ اگر دو مسلمان مختلف حکومتوں میں رہتے ہوں۔ مثلاً ایک اسلامی حکومت میں اور دوسرا لرب یعنی کافروں کی حکومت میں اس تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے اور اگر دو وارث مختلف مذہب رکھتے ہوں۔ مثلاً ایک مومن ہو اور دوسرا کافر ہو تو کافر مومن کا کسی صورت میں بھی وارث نہیں بن سکتا۔ اور مومن کا ذر کا وارث بن سکتا ہے۔

أَخْبَلَتْ بِمَنْزِلَةِ الْأَمْرِ فِي بَابِ بُلُوغِ الصَّغِيرِ وَحَضَانَتِهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -
الفصل الثاني

- ۱۴۷۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَاتَرُ أَهْلٌ
وَمَلَّتَيْنِ شَيْئًا تَرَوَاهُ الْوُدَّ وَالْبُنُ مَاجَةَ وَتَرَوَاهُ التَّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرٍ -
۱۴۷۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَاتِلِ لَأَيُّثُ
تَرَوَاهُ التَّرْمِذِيُّ وَالْبُنُ مَاجَةَ -
۱۴۷۲۔ وَعَنْ بَدِيَّةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِعَجْدَةِ السُّدُسِ إِذَا لَمْ تَكُنْ

کوہم انشاء اللہ تعالیٰ باب بلوغ الصغیر و حضانتہ میں ذکر کریں گے۔

فصل دوم

- ۱۴۷۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مختلف مذہبوں والے ایک دوسرے
کے وارث نہیں ہو سکتے اس کو الوداد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو جابر سے روایت کیا۔
۱۴۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا
اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔
۱۴۷۲۔ حضرت بدیہہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی کو چھٹا حصہ دیا جبکہ اس سے پہلے مال نہ ہو۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۱۴۷۰۔ اس حدیث کو احمد ابن حنبلہ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ بعض علماء فقہی الامام کو بھی عصبیات کا طرح
اس کی چاقیداد کے وارث ہوں گے۔ اور نبی میں سے ایک فرد شمار کیا جانے کا۔ ۱۲۔

۱۴۷۱۔ ابن ماجہ کے سوا اس کو اصحاب سنن اور احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ بعض علماء فقہی الامام کو بھی عصبیات کا طرح
وارث قرار دیتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک آپ نے یہ الفاظ اس سے فرمائے۔ کہ بھانجہ سے کچھ شققت اور سلوک کیا جائے۔ ۱۳۔
۱۴۷۲۔ اس حدیث کو دارقطنی بھی روایت کیا ہے۔ یہ حدیث موقوفہ جامع ہے۔ موقوفہ جامع نہیں ہے۔ بعض علماء
میں کہا ہے کہ اس کے شواہد بہت سے ہیں جو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ۱۴۔

قریبی وارث بعید کے لیے واجب ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ وادی کی میراث چھٹا حصہ ہے۔ خواہ جود صحیح ہو یا جود فاسد یعنی خواہ جاری ہو یا نانی
انکی مختلف ہے۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ وادی کی میراث چھٹا حصہ ہے۔ خواہ جود صحیح ہو یا جود فاسد یعنی خواہ جاری ہو یا نانی
دونوں ہوں تو چھٹا حصہ کس میں ہاٹ لیں گی۔ لیکن یہ چھٹا وادی یا نانی کو اس وقت ملے گا۔ جب کہ ماں نہ ہو اور اگر ماں ہو تو چھٹا وادی اور نانی

وَدُونَهَا قَرَأَ وَأَبُو دَاوُدَ

۱۲۴۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَهَلَ الصَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَوَرِثَتْ زَوَاةَ ابْنِ مَلَجَةَ وَالذَّارِيَّةِ -

۱۲۴۴۔ وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَخَلِيفَةُ الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ زَوَاةَ الذَّارِيَّةِ

۱۲۴۵۔ وَعَنْ الْمُقَدِّمِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۲۴۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بچہ پیدا ہو کر چھنے تو اس پر نانا بھی پڑھی جائے اور اس کی وراثت بھی تقسیم ہو اس کو ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۲۴۵۔ کثیر بن عبد اللہ اپنے باپ کے ذلیفہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا آزاد کردہ غلام اپنی میں سے ہے اور کسی قوم کا بیجا بیٹا اپنی میں سے ہے اور کسی قوم کا خلیفہ اپنی میں سے ہے اسکو دارمی نے روایت کیا۔

۱۲۴۵۔ مقدم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مومن کے زیادہ قریب ہوں اسکی اپنی جان سے

اگر وراثت ماں کے پیٹ میں ہو تو پیرائش تک وراثت تقسیم کر دے اس حدیث کو احمد، ترمذی، نسائی، بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں اسمعیل بن سعید ہے۔ پچھلے بیان کوئی نہ دیکھی نہیں۔ عرض یہ ہے کہ کسی طرح اس کی زندگی کا پتہ چل جائے۔ مثلاً حرکت سے یا رونے سے یا کام سے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بچہ زندگی سے کر پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد خواہ اسی وقت مر جائے اس کے لئے دوسرے کاموں جیسے احکام ہوں گے۔ وہ وراثت بھی ہوگا۔ اور اس کی وراثت تقسیم بھی ہوگی۔ اس کو غسل کفن بھی دیا جائے گا۔ اس پر جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ اگر اس کو کوئی قتل کر دے تو اس پر وراثت بھی ہوگی۔ اس حدیث سے بہت سے علماء نے استنباط کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مر جائے اور اس کا وراثت ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہو تو اس کی پیدائش تک وراثت تقسیم نہ کی جائے ۱۲۴۵۔ اس حدیث کو طبرانی نے بھی مختصر روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی سند بالکل کمزور ہے۔ اور اس سے کوئی چیز ثابت

مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ صَنْعَةً فَلْيَسِّئُوا مِنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيَوِّسِيَّتِهِ وَأَنَا مَوْلَى مَنْ
لَا مَوْلَى لَهُ أَرِثُ مَالَهُ وَأَنْفُكَ عَانَهُ وَالْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَوْلَا وَارِثٌ لَكَ يَرِثُ مَالَهُ وَ
يَفُكُّ عَانَهُ وَفِيهَا وَائِيَةٌ وَأَنَا وَارِثٌ مَنْ لَوْلَا وَارِثٌ لَكَ أَعْطِلْ عَنْهُ وَارِثُهُ وَالْخَالُ
وَارِثٌ مَنْ لَوْلَا وَارِثٌ لَكَ يَعْقِلْ عَنْهُ وَيُؤْتِي رِزْقًا أَبُو دَاوُدَ.

۱۲۶۴۔ وَعَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْحَمِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْوِزُ
الْمَرْأَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ عَتِيقَهَا وَلَقِيظَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَاعْتَمَتْ عَنْهُ وَأَوَاهُ التَّرْمِذِيُّ
وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

بھی جو آدمی قرضہ یا بچہ چھوڑ جائے تو وہ ہمارے ذمہ ہیں اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے اور میں چارہ سا نہ ہوں
اس کا جس کا کوئی چارہ سا نہ ہیں ہے میں ہی اس کے مال کا وارث ہوں اور میں ہی اس کی قید کو چھڑانے والا ہوں اور مامل
اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کے مال کا وارث بھی ہو گا اور اس کی قید بھی چھڑانے والا اور ایک روایت میں
ہے میں وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کی دیت بھی دوں گا اور اس کا وارث بھی ہوں گا اور مامل اس کا وارث ہے
جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کی دیت بھی دے گا اور اس کا وارث بھی ہو گا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۲۶۵۔ وَأَنَّ بِنَّ الْأَنْعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَيْنِ آدِمِيُولِ كِي دَارِثِ هِي لِيْئِنِ
آزَادِ كِيْهِ هُوَ ثَمَّ فَلَامِ كِي لِيْئِنِ پَالِيْهِ هُوَ ثَمَّ نِيْجِيْ كِي اَدْرَاسِ بِيْئِيْ كِي حَسِ مِيْ اَسْنِيْ لَعَانِ كِيَا هُوَ اَسْ كُوْ قُرْبِيْ۔ اَبُو دَاوُدَ
ابن ماجہ نے روایت کیا۔

وارثوں کی ترتیب کیا ہے۔
کیا ہے۔ اور صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے ذوالفرائض اپنا حصہ لیں گے۔ اور اس کے بعد مجھے گمان میں سے کوئی بھی
نہ ہو تو پھر ذوی اللہ ہوں۔ یعنی وہ رشتہ دار جو مال کی طرف سے ہیں۔ اور اسوں کو آخری وارث ہے۔ اسوں کو وارث نہیں بنے گا۔ اور اسکو
قید کی صورت میں قید دے کر چھڑانے گا بھی۔ ۲۰

۲۱۔ اَسْحَرْتِ صُلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي دَارِثِ هُوَ نِيْ كَا يَ مَطْلَبِ حَسِيْ۔ كِي دِهْ اَسْ كَا مَالِ اِيْئِيْهِ كُرْ لِيْ جَائِيْهِ كِي۔ مَطْلَبِ يِيْ هِي كِي
اگر مامل بھی نہ ہو تو میرال بیت المال میں ملے گا۔ اور اگر ایسا کوئی آدمی جو لاوارث ہو۔ قید ہو جائے۔ تو اس کا قید بھی حکومت دے گا
عورت کن کی وارث ہے۔
۲۲۔ اَسْحَرْتِ كُوْ اَحْمَدُ سَلَمَاتِيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِعْتِيْ اَدْرَاسِ كِي يِيْ رُوَيْتِ كِيَا هِي
اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اور قرضی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی کا لاوارث ہو کر رہے۔ تو اس کی وارث
وہ عورت ہی ہو گی جس نے اس کو قرضی کی ہے۔ اور جس نے اس کو قرضی کی ہے۔ اس کو قرضی کی ہے۔ اور اس کو قرضی کی ہے۔

۲۳۔ اَسْحَرْتِ كُوْ اَحْمَدُ سَلَمَاتِيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَبِعْتِيْ اَدْرَاسِ كِي يِيْ رُوَيْتِ كِيَا هِي
اور اس کو صحیح کہا ہے۔ اور قرضی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کسی کا لاوارث ہو کر رہے۔ تو اس کی وارث
وہ عورت ہی ہو گی جس نے اس کو قرضی کی ہے۔ اور جس نے اس کو قرضی کی ہے۔ اس کو قرضی کی ہے۔ اور اس کو قرضی کی ہے۔

۱۴۶۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بَحْرَةَ أَوْ أُمَّتَهُ فَالْوَلَدُ وَكَذَلِكَ زَيْنَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 ۱۴۶۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ مَوْلَى لِمَا سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَرِدْ أَحَدٌ حَيْثُمَا وَلَا وَلَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْطُوا مِيرَاثَهُ كَجَلٍّ مِّنْ أَهْلِ قَوْمَيْتِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
 ۱۴۶۹۔ وَعَنْ بُرَيْدٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِّنْ خُرَاعَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيرَاثِهِ فَقَالَ التَّقْسُوكُ وَإِنْ ثَأْوَدًا مَّحِيحٍ فَلَمْ يَجِدْ وَالًا وَإِنْ ثَأْوَدًا مَّحِيحٍ فَقَالَ

۱۴۶۷۔ عمو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پروردگار سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی آزاد عورت سے یا لڑکی سے زنانہ کے کوچہ بنا کا بچہ ہے تو وہ اپنے باپ (ذرائعی) کا وارث ہوگا اور نہ باپ اس کا وارث ہوگا اسکو ترمذی نے روایت کیا
 ۱۴۶۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کیا ہوا ایک غلام فوت ہو گیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا اور کوئی قریبی رشتہ دار اور اولاد نہ چھوڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی وراثت اس کی بستی کے کسی آدمی کو دیدو اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

۱۴۶۹۔ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بوزخیرہ سے ایک آدمی فوت ہو گیا تو اس کی میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی آپ نے فرمایا اس کا کوئی وارث یا ذی رحم تلاش کرو ان کو اس کا کوئی وارث اور ذی رحم نہ ملا تو رسول اللہ

(صاحب مشکوٰۃ ششم) اپنا بیٹا ہونے سے انکار کر دے۔ تو اس بچے کے مرنے پر اس کی وراثت صرف وہ عورت ہی ہوگی۔ باپ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے تم اس کا انکار کر دیا تھا۔ اور اس کی ماں کو زنانہ کی قیمت لگانا تھی۔ ۱۷۔
 ۱۵۔ اس حدیث کو عبدالرزاق اور حاکم نے بھی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ جمہور علماء کا فیصلہ ہے کہ زانی اپنے زنانہ کے بچے کا وارث نہیں ہے۔ اللہ وہ بچہ اپنے زانی باپ کا وارث ہوگا۔

۱۶۔ اس حدیث کو احمد سنن اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ جسی کا کوئی وارث نہ ہو۔ اس کا مال بادشاہ اسلام (یعنی بیت المال) کا ہے۔ وہ جہاں مناسب سمجھے اس کو خرچ کرے۔ آپ نے قبیلہ کی بستی کے رفاہ عامہ کے لئے وہ مال دیدیا۔ اس حدیث سے ۳ شخص صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ بھی کرنا چاہئے کیونکہ آپ اس کی دکان کے وارث تھے لیکن آپ نے خود دلانہ لی اور کسی اور کو دیدی یعنی آپ اپنے جائز حقوق سے دستبردار ہو جاتے جو جائز ہے آپ

۱۴۸۱- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ إِهْرَاءَةَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قَتَلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَاهِدًا لِي عَنْهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا وَلَعْنِيَدَهُمَا لَمْ يَكُنْ مَالًا وَلَا تَنْكِحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللَّهُ فِي ذَلِكَ فَأَزَلْتُ آيَةَ الْيَرَاتِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عِيْمِهِمَا فَقَالَ أَعْطِيَا بِنْتَيْ سَعْدِ التَّلْتَيْنِ وَأَعْطِيَا مَهْمَا أَلْمَنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ نَعَاةَ أَحْمَدَ وَالرَّمِيدِيَّ وَالْبُودَ أَوْدَ وَأَبْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الرَّزْمِيدِيُّ

۱۴۸۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن ربیع کی عورت سعدیہ کو دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں ان کا باپ تو آپ کے ساتھ جاکر جنگ اُحُد میں شہید ہو گیا اور ان کے چھانے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ ان کی شادی بھی ہو گئی کہ ان کے پاس کچھ مال ہو تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بارہ میں کوئی فیصلہ نہ کرے گا پھر میراث کی آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چھانے کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ تہائی مال تو سعد کی بیٹیوں کو دے دو اور آٹھواں حصہ ان کی ماں کو دے دو اور جو باقی بچے وہ خود لے لو اس کو احمد ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے

(تقریباً صحیح) روایت کیا ہے۔ اگر کوئی آدمی مر جائے اور سوتیلے بھائی دونوں طرح کے سہولوں تو سگے وارث ہوں گے سوتیلے وارث تم ہوں گے حقیقی بیان کے بعد بلائی جانے کا رواج ہے ۷

آیت میراث کا شان نزول (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۵) اس حدیث کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے یہ دستور ہے کہ لاد عورت سے نکاح کرنے کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اس کے علاوہ شادی پر بھی اخراجات کے لیے روپے بیسے کی ضرورت ہوتی ہے عرب کے پرانے دستور میں چھوٹے بچے اور بوڑھے اور عورتیں وارث نہیں ہوتی تھیں وارث صرف وہ لوگ ہوتے تھے جو جنگ کر کے اپنے قبیلے کی حفاظت کر سکتے اس دستور کے مطابق سعد کے بھائی نے سارا مال بیٹیوں کو لے لیا تو اس کے بعد میراث کے

احکام کا نل ہوئے تھیں میراث میں حصہ کی مدت کی اگر صرف ایک لڑکی ہی اولاد نہ ہو تو اس کو آدھا مال حصہ گا اور اگر وہ دو سے زیادہ ہوں تو ان کو دو تہائی مال حصہ گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لڑکیوں کو بھی دو تہائی مال حصہ گا کیونکہ دو سہری جگہ اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں کا حصہ دو تہائی مقرر کیا ہے اور اگر لڑکی موجود نہ ہو تو بہن بیٹی کے قائم مقام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی کا حصہ بہن سے کم نہ ہوگا پھر اگر دو بیٹیوں کا حصہ دو تہائی ہے تو لڑکی دو سہریوں کا حصہ بھی دو تہائی ہوگا ۱۲

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

۱۲۸۲- وَعَنْ هُرَيْبِ بْنِ شَرْحَبِيلَ قَالَ سَأَلَ أَبُو مُوسَى عَنْ ابْنَةِ وَبَيْتِ ابْنِ وَأَخْتِ فَقَالَ لِلْبَيْتِ النِّصْفُ وَالْأُخْتِ النِّصْفُ وَأُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَسَمِعَهَا بَعْنِي وَسَأَلَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَخْبَرَ يَقُولُ ابْنُ مُوسَى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَهِيَ أَنْتَا مِنَ الْهَتْدَيْنِ أَقْضَى فِيهَا بِنَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْبَيْتِ النِّصْفَ وَالْأُخْتِ ابْنِ الشُّدْنِ نَكْبَةً لِلثَّلَثَيْنِ وَمَا بَنِي فَلَا أُخْتُ فَإِنِّي أَبَا أَبُو مُوسَى فَأَخْبَرَ نَاكَ يَقُولُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ رَأَوَا الْبَخَارِيَّ -

روایت کیا اور تمہاری نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۲۸۲- ہرہیب بن شرحبیل نے کہا کہ ابو موسیٰ اشعری سے ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن کی وراثت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے کہا آدھا مال بیٹی کو دیدیا جائے اور آدھا بہن کو لیکن ذرا ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ بھی امید ہے کہ میرے موافق ہی تم کو مسئلہ بتائیں گے۔ جب ابن مسعود سے سوال کیا گیا اور ابو موسیٰ کے فیصلہ کی خبر بھی ان کو دی گئی تو آپ نے کہا اگر میں ایسا فیصلہ کروں تو میں گمراہ ہوں اور ہدایت والوں سے نہیں ہوں میں ان کے متعلق وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا بیٹی کے لیے آدھا مال ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ اس طرح دو تہائی مال پورا ہو گیا اور جو باقی ہے وہ بہن کا ہے پھر عم ابو موسیٰ کے پاس واپس آئے اور ابن مسعود کے فیصلہ کی ان کو اطلاع دی تو ابو موسیٰ نے کہا جب تک تم میں یہ عالم موجود ہے مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو اس کو بخاری نے روایت کیا۔

بیٹی کے ساتھ بہن عصبیہ ہو جاتی ہے اس حدیث کو احمد اصحاب سنن عبدالرزاق اور حاکم نے بحوالہ حدیث کیا ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیٹی اور پوتی کو دو بیٹیوں کے قائم مقام کر دیا اور ان کو دو تہائی مال دیا اور پھر ان میں سے حقیقی بیٹی ایک تھی اس کو نصف دیا تاکہ ترکہ جو میرے مطابق فیصلہ ہو جائے اور چھٹا حصہ پوتی کو دیکر دو تہائی پورا کر دیا اور باقی تیسرا حصہ بہن کو دیدیا بالآفاقان یہ مسئلہ ہے کہ بیٹیوں کے ساتھ بہن عصبیہ ہو جاتی ہے جو کہ بیٹیوں نے حصہ سے پسے گا وہ بہن سے گئی ہی وہ خبر تھی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے باقی جو تیسرا حصہ لیا تھا وہ بہن کو دے دیا اس حدیث سے صحابہ کرام کے اخلاق کا اندازہ کرنا چاہیے کہ اپنی غلطی کو فوراً تسلیم کیا اور دوسرے کے غلطی کو توجہ اور فضیلت کا بھی آثار کر لیا۔

۱۲۸۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَالِي مِنْهُ قَالَ لَكَ الشُّدُوسُ فَلَمَّا مَلَكَ دَعَا قَالَ لَكَ الشُّدُوسُ الْخَرْقُ مَا وَدَى دَعَا قَالَ إِنَّ الشُّدُوسَ لِلْأَخْرِقِ طَعْمُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَصَحِّحَهُ

۱۲۸۴۔ وَعَنْ قَبِيصَةَ بِنْتِ دُوَيْبِ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ سَأَلَتْهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لِي فِي كِتَابِ اللَّهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَأَرْجِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ فَقَالَ لِلْمُعْتَبِرِ بْنِ شُعْبَةَ حَضَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

۱۲۸۳۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا بچہ فوت ہو گیا ہے اس کی دہشت سے مجھ کو کیلے گا آپ نے فرمایا تیرے لیے چھٹا حصہ ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے لگا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا تیرے لیے ایک چھٹا حصہ اور بھی ہے پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے لگا تو آپ نے اس کو بلایا اور کہا دوسرا چھٹا حصہ جو مجھے دیا گیا ہے یہ تیرے لیے رزق ہے۔ اس کو احمد ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۸۴۔ قبیسہ بن ذویب نے کہا ایک نانی حضرت ابوبکر کے پاس آئی اپنی میراث کا سوال کرنے لگی آپ نے اس سے کہا تیرے لیے اللہ کی کتاب میں کوئی حصہ نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تیرا کوئی حصہ ہے تو ابھی واپس چلی جا مجھے لوگوں سے پوچھ لینے دے پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

وراثت میں دادے کا حصہ۔ اس حدیث کو لسان اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے مشکوٰۃ کی صورت یہ تھی کہ میت نے دو بیٹیاں اور ایک دلہن اور دو بیٹیوں کو دیا تھا ان کے مال اور داد کا حصہ قرآن مجید میں چھٹا حصہ ہے وہ اس کو وراثت اور باقی چھٹا حصہ جو بیچ گیا تھا وہ اس کو حصہ کی حیثیت سے دے دیا اور اٹھا اس کو اس لیے تہہ دیا کہ اس کو سپرد ہم نہ ہو جائے کہ داد کا وراثت میں تیسرا حصہ ہے اور پھر اس کی وضاحت الفاظ سے بھی کر دی کہ جو چھٹا حصہ اب تجھ کو دیا گیا ہے حصہ کی حیثیت سے نہیں دیا گیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے نذوق دیا ہے یعنی عصبہ کی حیثیت سے اور اگر داد موجود نہ ہو تو یہی حصہ نانا کا ہوگا۔ کیونکہ نانا جہد فاسد ہے۔ داد سے کی موجودگی میں نانا محروم ہے کیونکہ داد اقرب ہے برائے نانا کے عصبہ کی حیثیت سے اور اقرب ہر صاحب میراث سے العصبہ کے لیے مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَاهَا السُّدُسُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ
 مُسْلِمَةَ مِثْلَ مَا قَالَ الْغُبَيْرَةُ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتْ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ
 تَسْأَلُ- مِيزَانَهَا فَقَالَ هُوَ ذَلِكَ السُّدُسُ فَإِنْ بَجَعْتُمْهَا فَهُوَ بَيْنَكُمْ وَأَبْتِكُمْ أَخَلَّتْ
 بِهِ فَهِيَ كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ وَاللَّيْثِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ-
 ۱۲۸۵- وَعَنْ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ فِي الْجِدَّةِ مَعَ ابْنَيْهَا أَوَّلُ جِدَّةٍ أَطْعَمَهَا رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُسًا مَعَ ابْنَيْهَا وَابْنَيْهَا حَتَّى مَاتَ وَأَهْلُ التِّرْمِذِيِّ وَاللَّيْثِيُّ
 وَالتِّرْمِذِيُّ صَعَقُوا-

پاس بیٹھا تھا تو آپ نے نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا تو ابو بکر نے کہا کیا تیرے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا تو محمد بن مسلمہ نے بھی
 اسی طرح کہہ دیا جیسا کہ منیر نے کہا تھا تو ابو بکر نے یہی حصہ نانی کے لیے جاری کر دیا پھر دای حضرت عمر کے پاس آئی اس
 نے اپنی میراث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ چھٹا حصہ ہی ہے مگر تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہو
 جائے گا اور جو بھی تم دونوں میں سے اکیلے ہو گا وہ حصہ اسی کو ملے گا اس کو مالک، احمد، ترمذی، ابو داؤد، دارمی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔
 ۱۲۸۵- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ پہلی وادی تھی جسکو بیٹے کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹا
 حصہ بطور رزق دیا تھا حالانکہ اس کا بیٹا بھی زندہ تھا۔ اس کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو ضعیف کہا۔

۱۵ اس حدیث کو نسائی، ابن جریر، حاکم، عبد اللہ الزہری اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے دای اور نانی کی وراثت کے

متعلق پہلے تفصیل کے گفتگو ہو چکی ہے۔ ۱۲

۱۵ اس حدیث کو احمد ابن ابی حنیبلہ، حاکم اور سعید بن منصور نے بھی روایت
 کیا ہے اس کی سند میں محمد بن سالم ہمدانی بہت ہی ضعیف راوی ہیں جانتا چاہیے کہ ماں کے ہوتے سب نانیاں وادیاں ضرور ہو
 جاتی ہیں اور وادیاں باپ کے ہوتے ہوتے بھی ضرور ہو جاتی ہیں حضرت علی اور زبیر بن ثابت کلبی مذہب ہے اور ابو بکر سی اشعری ابن
 مسعود اور حضرت عمر باپ کے ہوتے ہوتے بھی ضرور وادی کی وراثت کے قائل ہیں اور اگلی دلیل یہی صورت ہے۔ اولاً تو یہ حدیث ضعیف ہے اور ثانیاً
 علماء نے کہا ہے کہ یہ وادی کی وراثت محض بطور ارسان ہی تھا اور بعض نے اطلاق پیدا کیا ہے کہ ممکن ہے کہ ماں کے ہوتے والا نظام یا خرافہ ہو تو اس صورت
 میں وادی کو حصہ دیدیا گیا ہو۔ اگر باپ فوت ہو چکا ہو تو اس صورت میں وادی کا حصہ متعین ہے اور وہ ذوی الفروض میں سے ہے
 اور وہ حصہ چھٹا حصہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس کے ماننا پ کے لیے چھٹا حصہ ہے اور یہی حصہ نانی کا ہے جب کہ وادی

۱۲۸۶۔ وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سَفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيْهِ
أَنَّ وَتَمَّتْ إِهْمَاءُ أَشِيمِ الضَّيَّانِي مِنْ دَبِيَّةِ زَوْجِهِمَا رَأَى التِّرْمِذِيُّ وَالْبُودَاوْدِيُّ وَقَالَ
التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۸۷۔ وَعَنْ تَهْمِيمِ الدَّارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الشُّرْكُ فِي
الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ يُسَلِّمُ عَلَيَّ بِدَائِي رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ هُوَ أَوْلَى
النَّاسِ بِحَيَاتِهِ وَمَمَاتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِيُّ۔

۱۲۸۸۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَكُرْمِيْدًا وَإِيْمَانًا إِلَّا غُلَامًا كَانَ أَعْتَقَهُ

۱۲۸۶۔ ضحاک بن سفیان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف لکھا کہ اشیم ضیانی کی عورت کو اس کے غلام کی دیت سے روک
کے مطابق حصہ دو اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۸۷۔ تیمہ داری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر کوئی مشرک کسی مسلمان آدمی کے ہاتھوں
پر مسلمان ہو تو اس کے متعلق سنت طریقہ کیسے ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس کی زندگی اور موت میں اس کا سب سے زیادہ قریبی ہے۔
اس کو ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا۔

۱۲۸۸۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا اور ایک غلام کے علاوہ جس کو اس نے آزاد

وراثت اور دیت میں عورت کا حصہ۔ اس حدیث کو احمد، ابوبکر اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی
نے اس کو صحیح کہا ہے اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس طرح عورت اپنے خاوند کے مال میں سے وراثت میں حصہ اسی طرح خاوند کی دیت
میں سے بھی اس کو حصہ ملے گا اور اس کا حصہ وہی ہو گا جو وراثت سے اس کا حصہ ہے۔ ۱۲

کافر جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو وہ اس کا وارث ہے اس حدیث کو احمد اور داؤد نے نسائی اور بخاری نے بھی تائید میں روایت
کیا ہے اس حدیث کی سند بہت کمزور ہے اگر نو مسلم کا کوئی وارث نہ ہو تو پھر جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کا وارث ہے
گا اور اگر اس کے وارث ہوں تو وراثت وہی میں گئے بشرطیکہ وہ بھی مسلمان ہو چکے ہوں اور اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو وہ وارث
نہیں ہوں گے کیونکہ دین کا اختلاف مانع ارث ہے۔ وراثت میں یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ جو آدمی وارث ہو گا وہ
اس کا ہر طرح سے فاسد بھی ہو گا اور اگر اس کی دیت اور اگر ناپڑے گی تو اپنے حصے کے مطابق وہ اس میں بھی حصہ لے گا۔
کیونکہ فائدہ ضمانت کے مقابل میں ہے جس کا تادم آدمی نہ بھرے اس سے فائدہ کیونکہ لے سکتا ہے ۱۲

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَنَا حَدٌّ قَالُوا إِلَّا الْأَعْلَامُ قَالَ كَانَ أَحْتَقَهُ
 يُجْعَلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيرَاثًا كَمَا وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْبُرَيْدِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
 ۱۲۸۹- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ يَرِثُ الْوَلَدُ مَنْ يَرِثُ الْمَالُ دَعَاهُ الْبُرَيْدِيُّ وَقَالَ هَذَا أَحَدٌ مِنْ إِسْنَادِهِ لَيْسَ
 بِالْقَوِيِّ -

الفصل الثالث

۱۲۹۰- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ

یہ تھا اس کا کوئی وارث نہیں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا کوئی رشتہ دار ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں ہاں اس کا ایک غلام
 تھا جس کو اس نے آزاد کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی میراث اس کو دے دی اس کو ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا
 ۱۲۸۹- عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پر والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا وہی وارث ہو
 سکتا ہے جو مال کا وارث ہو سکتا ہو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا اس کی سند قوی نہیں ہے۔

فصل سوم

۱۲۹۰- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میراث چاہلیت کے زمانہ

اگر وارث نہ ہو تو غلام کو میراث دیدو۔ ۱۵ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے
 اس کو سن کر کہا ہے میراث بخاندان کو دہ غلام کو دی گئی تھی ماضی کے لئے اس سے نہیں دی گئی بلکہ اس طرح دی گئی تھی جس طرح لیش کے
 مالوں کے لئے سپرد کر دی گئی تھی یا بادشاہ نے اسی کو دینا مصلحت سمجھا اور دیدیا ۱۶
 ۱۵ یہ حدیث سند کے لحاظ سے بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جو حصہ مال کا وارث ہو گا وہی دلا گیا ہے وارث ہو گا وہ لا کر لیتے
 ہیں آزاد کردہ غلام کے لیکر اس کا مالک غلام کو آزاد کرنے والا ہوتا ہے۔ اس فلاں میں اصول یہ ہے کہ اگر آزاد کرنے والا خود موجود
 ہو تو وہ دلا کا وارث ہو گا اور اگر آزاد کرنے والا خود فوت ہو چکا ہو اور دلا وارث میں آجائے تو اس میں ذوی الفروض کے
 حصے نہ ہوں گے بلکہ سب سے زیادہ قریبی حصید اس کا وارث ہو گا اور لگہ بھی نہ ہو تو پھر ذی الفروض کے نسبی وارثوں میں تقسیم
 ہو جائے گی ۱۷

مِيرَاثُ قِسْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثِ آدْرَكَهُ
 الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ -
 ۱۲۹۱۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ سَمِعَ أَبَاكَ كَثِيرًا يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ
 الْخَطَّابِ يَقُولُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تَوَهَّاتٌ وَلَا تَرُكُ رَوَاهُ مَالِكٌ -
 ۱۲۹۲۔ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ لَعَلَّمُوا الْفَرِيعُضَ وَنَهَادَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَالطَّلَاقَ وَالنِّجْمَ قَالَا
 فَإِنَّ مِنْ دِينِكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ -

میں تقسیم ہو چکی ہو تو وہ جاہلیت کے زمانہ کے مطابق ہی تقسیم رہے گی اور جس میراث کو اسلام نے بالیادہ اسلام کے مطابق تقسیم نہ ہوگی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

۱۲۹۱۔ محمد بن ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کئی دفعہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ بھوپھی کا عجیب حال ہے کہ بھتیجا تو اس کا وارث ہوتا ہے اور وہ بھتیجے کی وارث نہیں ہوتی۔ اس کو مالک نے روایت کیا۔

۱۲۹۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میراث کا علم سیکھو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آسا زیادہ کیا اور طلاق اور حج کے مسائل بھی سیکھو پھر دونوں نے کہا کہ یہ مسائل تمہارے دین کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں اس کو دارمی نے روایت کیا۔

۱۳۔ اس حدیث کی سند میں کمزور ہے طلب یہ ہے کہ اسلام کے آجاتے کے بعد اب جاہلیت کے دستور کے مطابق وراثت تقسیم ہوگی ۱۲

۱۴۔ بھوپھی اس وقت وارث ہو سکتی ہے جبکہ اور کوئی وارث نہ ہو اور اس طرح خوالہ بھی یہ حدیث دلیل ہے کہ ذمی اللہ رسام دوسرے وارثوں کی موجودگی اور وارث نہیں ہوتے ۱۲

۱۵۔ میں حدیث کو بہت سی اور سعید بن منصور نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی سند بھی علم وراثت ایک اہم علم ہے۔ ویسے ہی میراث کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ یہ بھی دین کا ایک حصہ ہے طلب یہ ہے کہ جیسے دین کا علم سیکھنا ضروری ہے ویسے ہی میراث کا علم سیکھنا بھی ضروری ہے۔ طلاق اور حج اور وراثت کے خاص طور پر اس لیے زور دیا ہے کہ ان چیزوں کا موقع کبھی کبھی آتا ہے یہ روز مرہ کا کام نہیں ہے اور ان مسائل میں غلطی ہو جانے سے نقصان بہت زیادہ ہو جاتا ہے ویسے دین کے تمام شعبے ہی اہم ہیں ہر طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ ۱۲

بَابُ الْوَصَايَا

الفصل الأول

۱۲۹۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ أُمِّي وَمُسْلِمٍ
كَسَيِّئِ يُوَفَّقِي فِيهِ بَيْتٌ لِيَأْتِيَنِي إِلَّا وَوَصِيَّتِي مَكَتُوبًا عِنْدَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيَّ
۱۲۹۴۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قُمْتُ عَامَ الْفَجْرِ فَمَا شَفِيتُ عَلِيَّ
لَمُوتِ نَأْتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعُوْدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ

وصیتوں کا بیان

فصل اول

۱۲۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کا حق نہیں ہے کہ اگر
اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں وصیت کرنی چاہے یہ کہ ایک رات یا دو راتیں گزارے مگر اس کی وصیت اس
کے پاس لکھی ہوئی چاہئے۔ متفق علیہ

۱۲۹۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں فتح مکہ کے سال بیمار ہوا اور موت کے کنارے پہنچ گیا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری پر میری وصیت کرنے کے لیے تشریف لائے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے پاس مال

رفاہ عامہ کے لیے بھی کچھ وصیت کرو۔ اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی روایت کیا ہے اور اسکی
خلافی ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے وصیت کا قطعی معنی ہے عہد کرنا یا عہد لینا لیکن اصطلاحاً حکمہ ان احکام پر یوں لایا جاتا ہے جو انسان
کے ہنس کے بعد اس کے مال اور ترکہ کی تقسیم یا تقاضی دینی سے متعلق رکھتے ہوں جب تک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں میراث کے احکام نازل
فرمائے۔ تب تک فرد اگر وصیت کرنا فرض تمام اور ثواب دہن کے بعد مال میراث کی وصیت کرنا ضروری نہیں رہا ہے اور غیر وارثوں کے لیے وصیت
آج بھی جائز ہے بلکہ بعض افراد کیلئے وصیت کرنا واجب ہے مثلاً اپنے یتیم بچے کے لیے کچھ وصیت کر جائے کیونکہ کچھ بچے کی محرومی میں
وہ ولایت سے محروم ہو گا ایسے حالات میں بطور وصیت اسکو کچھ دے جانا چاہیے ایسے ہی رفاہ عامہ کے لیے اگرچہ مال میں کچھ
وصیت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن وصیت ایک نہایتی مال تک نافذ ہو سکتی ہے زیادہ میں نہیں ۱۲

إِنَّ فِي مَالٍ كَثِيرٍ وَلَا يَرِيثُنِي إِلَّا ابْنَتِي فَأَدْرَيْتِي فِي كَيْفِ الْمَالِ لَأَقَالَ هَلْ تَمَنَّى إِلَيَّ قَالَ لَا قُلْتُ
فَالْتَهَمْتُ قَالَ لَا قُلْتُ فَلَا تَلْطَمُ مَالَ لَتَلْطَمُكَ وَاللَّيْلُ وَاللَّيْلُ كَثِيرٌ أَنْتَ إِنْ تَدَاوَرْتَنَّا أَغْنِيَا عَفِيرَةً
أَنْ تَدَاوَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَاللَّفْ كُنْ تُنْفِقْ نَفَقَةً تَبْنِي بِهَا وَجَهَ اللَّهُ إِلَّا
أُجِزَتْ بِهَا حَتَّى اللَّقْمَةَ تَرَفَعَهَا إِلَيَّ فِي إِثْرِ آيَتِكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

الفصل الثاني

۱۴۹۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ عَلَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
فَرِيضٌ قَالَ أَفَضَيْتَ قُلْتَ لَعَمْرُكَ قَالَ بِكَمَّ قُلْتَ بِمَلِي كَلِمَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَسَا

بہت ہے اور میرا وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے
کہا تو وہ تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔
میں نے عرض کیا پھر تیسرے حصہ مال کی وصیت کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں تیسرا حصہ ٹھیک ہے اور تیسرا حصہ بھی بہت زیادہ
ہے اگر تو اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو غریب چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے اتھوڑے
پھر میں اور تو جو کچھ بچے کوئی خرچ کرے گا جس سے اللہ کی رضا مندی کی نیچے تلاش ہو تو اس پر تجھے اجر دیا جائے گا یہاں تک
کہ اس رقم کا بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا۔ متفق علیہ

فصل دوم

۱۴۹۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیمار تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری بیباہ پرسی کو نشرین

وصیت تیسرے حصہ تک ہے۔ اس حدیث کو احمد، مالک، شافعی اور اصحاب منہ سے بھی روایت کیا ہے
اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے یہ حجۃ الوداع کے سال کا داتا ہے عندا کی قلدت دیکھئے کہ حضرت سعد ان دنوں کوئی
بچہ نہ ہونے کی وجہ سے سارا مال خود کی لاد میں دینے کی وصیت کرنا چاہتے تھے اور اُسکے بعد آپ کے ہاں دس بیٹے پیدا
ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالآخر فرماتے اصرار کے بعد تیسرے حصہ کی وصیت کی اجازت فرمائی لیکن یہ بھی فرمایا کہ
تیسرا حصہ بھی بہت کم ہے اگر اس سے کم ہو تو اچھا ہے۔ شریعت متعدد حصہ نے ہر بچہ کو ٹھوڑا رکھا ہے یہی کہل ہے کہ باہ
عامہ کے لیے بھی بچہ وقت کر داور یہ بھی خیال رکھا ہے کہ وارثوں کا زیادہ نقصان نہ ہو۔ آنحضرت نے دسویں حصہ کی وصیت
کو پسند فرمایا ہے ۱۳

تُرِكَتْ لَوْلَاكَ قُلْتُ هُمْ غَنِيَاءُ يُخْبِرُونَ فَقَالَ أَوْصِي بِالْعَشِيرِ فَمَا زِلْتُ أَنْ أَقْصِحَ حَتَّى
قَالَ أَوْصِي بِالثَّلْثِ وَالثَّلْثِ كَثِيرٌ نَوَاكِبُ التِّرْمِذِيُّ.

۱۲۹۶۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي
خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِبَوَاهِرٍ
نَوَاكِبُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَنَوَاكِبُ التِّرْمِذِيُّ الْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرِ وَ
حَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ وَيُرْفَى عَنِ ابْنِ عَجَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا وَصِيَّةَ لِبَوَاهِرٍ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْوَسِيَّةُ مِنْ مَقْطَعِ هَذَا الْقَطْعِ لِمَصَابِيحِهِ وَفِي رِوَايَةِ الدَّارَقُطَنِيِّ
قَالَ لَا يَجُوزُ وَصِيَّةٌ لِبَوَاهِرٍ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْوَرِثَةُ.

لئے آپ نے فرمایا کیا تو وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کتنے مال کی؟ میں نے کہا اللہ کے
راستہ میں اپنے سارے مال کی آپ نے فرمایا تو تو نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا وہ اپنے مال و دولت سے کافی
غنی ہیں آپ نے فرمایا دسویں حصہ کی وصیت کر جاؤ میں اصرار کرنا گیا کہ یہ کم ہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا تیسرے حصہ کی وصیت
کر و اور بلبلسر حصہ ہی بہت زیادہ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

۱۲۹۶۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرما
رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے اب ارشاد کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ
نے روایت کیا اور ترمذی نے یہ لفظ بھی زیادہ کیے کہ بچہ جو بی دلے کا ہے اور زانی کے لیے بیچہ میں اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ
کے ذمے ہے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے
مگر یہ کہ اس پر وارث رضامند ہوں یہ حدیث منقطع ہے اور یہ لفظ صحیح کے ہیں اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ وارث کے
لیے وصیت جائز نہیں ہے مگر یہ کہ دوسرے وارث رضامند ہوں۔

۱۲۹۶۔ اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور احمد اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ ترکیاں بھی اولاد میں شامل ہیں

حرامی بچہ وارث نہیں ہے
ابوامامہ کی اس حدیث کو احمد اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے
اور احمد اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے اس کو قوی کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
جس آدمی کو وارثت میں سے حصہ پہنچ سکتا ہے اس کے بیٹے وصیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس طرح (بقیہ بر صفحہ آگے)

۱۲۹۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ التَّجْمَلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بَطْلَةٌ لِلَّهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُ هُمَا الْمَوْتَ فَيُضَارَانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَسَى أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ يُؤْصِي بِهَا أَوْ دِينَ غَيْرِ مَضَاءٍ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَذَلِكَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَرْزُوقٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

الْقَصْلُ الثَّلَاثُ

۱۲۹۸۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ عَلَى وَصِيَّتِهِ مَاتَ عَلَى سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلَى نَفْسِي وَشَهَادَةِ وَمَاتَ مَغْفُورًا الرَّوَابِنُ مَا

۱۲۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق عمل کرتے رہے تو پھر ان کو موت حاضر ہوتی ہے تو وہ وصیت میں کسی کو نقصان پہنچا جائے تو ان کے لیے آگ واجب ہو جاتی ہے پھر ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی من بعد وصیت یوصی بہا لو دین غیرہما اللہ تعالیٰ کے قول و ذلک القوم العظیم۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا

فصل سوم

۱۲۹۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وصیت پر مرنے سے سیدھے راستے پر نماز اور سنت پر نماز اور پرہیزگاری اور شہادت پر نماز اور اس حال میں مرا کہ اس کی بخشش کی گئی اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا

اس کا حصہ بطور جائے گا اور دوسروں کے حصے کم ہو جائیں گے تو یہ ایک طرح کی بے انصافی ہوگی ہاں اگر دوسرے درہم اس وصیت پر رضامند ہوں تو پھر یہ وصیت جائز ہوگی اور نافرمانی ہو جائے گی اور اگر کوئی آدمی خلاف شرع وصیت کر جائے تو اس وصیت کو بدل کر دینا چاہیے اور زمانہ کے بچے کا پتہ نہ کرے کیا ہے وہ اس فرض سے کیا ہے کہ عرب لوگ جاہلیت کے زمانہ میں عیب نہیں جانتے تھے مگر مرنے وقت وصیت کر جاتے کہ طلب کرے جو ان آدھی کی بیوی یا لونڈی کا ہے وہ میرا ہے اس بچہ کو لے آنا پھر وارث اس کو لے آئے اور وراثت میں سے اس کا حصہ نکال لیتے اسلام نے قرآنی حکم کا اس طرح نسب بھی قبول نہیں کیا اور نہ اس کا وراثت میں حصہ رکھا ہے باطل وصیت کو نفی ہے۔

صلوات اللہ علیہ وسلم ہذا اس حدیث کو بہتی اور عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو اس کے ساتھ منسوخ نہیں کیا ہے اس حدیث میں ابیہ بر صوفی (مؤلف)

۱۲۹۹۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصِمَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةٌ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ ابْنُ هِشَامٍ خَمْسِينَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُ عُمَرَ أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةٌ رَقَبَةٍ وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَشْرًا خَمْسِينَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً فَأَعْتَقَ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا نَاعْتَقْتَهُ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتَهُ عَنْهُ أَوْ حَجَّجْتَهُ عَنْهُ بَلَّغْ ذَلِكَ لِرَأَى الْوَدَّادَ -

۱۲۹۹۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ کے ذریعہ پر دہلا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیا جائے اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیے اور اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے بھی ارادہ کیا کہ وہ بھی اپنے باپ کی طرف سے پچاس باقی غلام آزاد کرے پھر اسے خیال آیا کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لینا چاہئے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور ہشام نے تو اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس غلام ابھی میرے باپ کے ذمہ باقی ہیں کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان مرنے پر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا اس کی طرف سے صدقہ دیتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو ان کا ثواب پہنچاؤ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

اس آدمی کے لیے شدید وعید ہے جو وصیت کر کے کسی کو نقصان پہنچا جائے وارث تو مالی وراثت سے محروم ہو گا لیکن خود وصیت کرنے والہ جنت سے محروم ہو جائے گا تمام علماء کا اجماع ہے کہ جس وصیت سے داروں کو نقصان پہنچتا ہو وہ وصیت باطل ہے ۱۲
اس حدیث کی سندیں یقیناً بن ولید مدنی سے ہے مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں صدقہ کی وصیت ضرور کرنا چاہیے اور اس حدیث میں سبیل سے مراد سنی ہے بشرطیکہ وصیت گناہ زیادتی کی نہ ہو اور شریعت کی حد کے اندر ہے
۱۳ (ماشیر صفحہ ۸۹) اس حدیث کی سند میں عباس بن ولید ضعیف ہے کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔

۱۵۰۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ مِيرَاثَ وَارِثٍ قَطَعَ اللَّهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ -

۱۵۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے وارث کی میراث کو کاٹے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی جنت کی میراث ختم کر دے گا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور بیہقی نے اسکو شعب الایمان میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والا اگر اسلام پر مرے تو اس کے وارثوں یا دوسرے لوگوں کے اس کو ثواب پہنچانے سے ٹوٹا نہیں پہنچتا ہے خواہ وہ عبادت مافی ہو یا بدی اور کافر کو کوئی نافرمانی نہیں پہنچتا وراثت سے محروم کرنے والا جنت سے محروم ہے۔ اس حدیث کی شد از حد کمزور ہے اس میں دو راوی ضعیف ہیں اور ایک کذاب ہے سوید بن سعید اور زید مجہدی دونوں ضعیف ہیں اور عبدالرحیم بن زید کذاب ہے مطلب یہ ہے کہ وارث کو اپنے مورث سے جو وراثت کی امید ہوتی ہے وہ اگر ضائع ہو جائے تو وارث کو کتنا دکھ ہوتا ہوگا اسی طرح جب آدمی قیامت کے دن جنت کی امید رکھتا ہوگا تو اسکی امیدیں خاک میں مل جائیں گی یہ وہی اصول ہے کہ جو آدمی دوسروں پر رحم نہیں کرے گا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا ۱۲

| | | | |
|-----|--------------------------------------|-----|---|
| ۲۳۹ | ہے۔ | ۲۳۹ | انسان اپنی اوقات کبھی نہ بھولے |
| ۲۴۰ | جانوروں کو بھوکا رکھنا کبیرہ گناہ ہے | ۲۴۰ | خدا کے احسان کو یاد رکھنے کی بکرت |
| ۲۴۰ | لوگوں کو راحت پہنچانے کا ثواب | ۲۴۰ | سوالی کو کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔ |
| ۲۴۱ | موزیٰ سمیر کو بٹا دینے کا ثواب | ۲۴۱ | نخل سے مال پر باد بھرا جاتا ہے |
| ۲۴۱ | لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے احکام | ۲۴۱ | خدا کا نام لے کر نہ ہاتھیں۔ |
| ۲۴۲ | خدا کے بندوں کی مدد سے خدا کی | ۲۴۲ | حضرت ابو ذر کا طرز عمل |
| ۲۴۲ | مدد حاصل ہوتی ہے۔ | ۲۴۲ | صدقہ میں جلدی کرنا چاہیے۔ |
| ۲۴۳ | یری موت کیا ہے۔ | ۲۴۳ | جتنا ہو سکے اللہ کی راہ میں صدقہ کرو |
| ۲۴۳ | پانی پلانا بہترین صدقہ ہے۔ | ۲۴۳ | سال بھر کا خرچ رکھ لیتا جائز ہے |
| ۲۴۴ | جیل کے سب کام صدقہ ہیں۔ | ۲۴۴ | صدقہ سے تقدیر بدلتی ہے۔ |
| ۲۴۴ | مومن کو مرنے کے بعد بھی ثواب | ۲۴۴ | صدقہ مال کو بڑھاتا ہے۔ |
| ۲۴۴ | پہنچتا ہے۔ | ۲۴۴ | ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت |
| ۲۴۵ | صدقہ کی فضیلت کا ایک منظر | ۲۴۵ | حضرت ابو بکر کی ایک اور فضیلت |
| ۲۴۵ | زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں۔ | ۲۴۵ | ہدیہ کو بغیر نہ سمجھنا چاہیے۔ |
| ۲۴۵ | نمک سے کسی کو نہ روکا جائے۔ | ۲۴۵ | ہر شے کا ثواب صدقہ کی طرح ہے |
| ۲۴۵ | کھیتی باڑی کی فضیلت | ۲۴۵ | اچھے اخلاق کے نئے کوشش کرنا |
| ۲۴۵ | علیک السلام اور السلام علیک میں | ۲۴۵ | چاہیے۔ |
| ۲۴۵ | پہلے اپنے انعامات پورے کرو۔ | ۲۴۵ | مالی امداد کی طرح جسمانی امداد بھی صدقہ |
| ۲۴۵ | بہترین اور بدترین آدمی کون ہیں۔ | ۲۴۵ | ہے۔ |
| ۲۴۵ | سوالی کو کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے | ۲۴۵ | ہر طرح کی عبادت صدقہ ہے۔ |
| ۲۴۵ | معمولی سمیریٰ خدا کے نام پر نہ مانگی | ۲۴۵ | حرام سے چھٹا بھی صدقہ ہے۔ |
| ۲۴۵ | جائیں۔ | ۲۴۵ | دودھ دینے والا جانور بھی صدقہ |
| ۲۴۵ | قرابتداروں کو صدقہ دینا افضل ہے | ۲۴۵ | ہے۔ |
| ۲۴۵ | کھانا کھلانے کے مدارج | ۲۴۵ | نقصان ہو جانے کا اجر بھی ملتا |
| ۲۴۵ | عورت شوہر کی اجازت کے بغیر | ۲۴۵ | ہے۔ |
| ۲۴۵ | خرچہ کر سکتی ہے۔ | ۲۴۵ | جانوروں کو کھلانے میں بھی ثواب |

| | | | | | |
|-----|--|-----|------------------------------------|-----|-----------------------------------|
| ۲۰۸ | مرفقہ فیہ حال روزہ کے ساتھ فریہ بھی دے | ۲۸۵ | شک کے دن روزہ رکھنا منع | ۲۸۲ | تو کر کو بھی ایسا ملتا ہے۔ |
| ۲۰۹ | روزے دار کو سفر میں تکلیف ہو تو | ۲۹۰ | روزہ رکھنے میں پوری احتیاط کرنی | ۲۸۵ | عورت کھانا صدقہ کر سکتی ہے۔ |
| ۳۱۰ | خادمہ کی اجازت کے بغیر عورت | ۲۹۱ | روزہ رکھنے میں رعایت کر دی گئی | ۲۸۶ | نیکی اور برائی میں شرکت کرنے والے |
| ۳۱۱ | حائفہ نماز کی قضا نہیں دے گی۔ | ۲۸۷ | سحری آخری وقت میں کھانی جائے | ۲۸۷ | برابر ہیں۔ |
| ۳۱۲ | میث کی طرف سے روزے کی | ۲۸۷ | روصال کا روزہ منع ہے۔ | ۲۸۷ | صدقہ کر کے اس کو خریدنا بھی منع |
| ۳۱۳ | نذر کے روزے رکھو۔ | ۲۸۷ | روزہ نیت کرنے سے ہوگا۔ | ۲۸۷ | ہے۔ |
| ۳۱۴ | دسویں محرم کا روزہ کیوں ہے | ۲۹۲ | بھروسے روزہ افطار کرنا کیوں ہتر | ۲۸۸ | شیطانوں کے قید ہونے کا ایسا مطلب |
| ۳۱۵ | وفات میں عہد کا روزہ نہیں | ۲۹۳ | غازی اور روزے دار کی ضیافت | ۲۸۹ | روزے دار کو دوسروں سے زیادہ |
| ۳۱۶ | آنحضرت ﷺ کی روزہ | ۲۹۴ | روزے کا مقصد کیا ہے۔ | ۲۸۹ | نعمتیں ملیں گی۔ |
| ۳۱۷ | آنحضرت ﷺ سے ناراض ہو | ۲۹۵ | روزہ توڑنے کا کفارہ | ۲۸۹ | روزے دار کا اجر خود اللہ تعالیٰ |
| ۳۱۸ | پانچ دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے | ۲۹۶ | روزہ توڑنے کا کفارہ | ۲۸۹ | کی قات ہے۔ |
| ۳۱۹ | مفتوح ایام تشریق میں روزہ رکھ سکتا | ۲۹۷ | روزے اور احرام میں سینگی لگوانا | ۲۸۹ | روزے دار کے منہ کی بو کستوری سے |
| ۳۲۰ | جمعہ کے دن کو روزہ کیلئے مخصوص | ۲۹۸ | خطا اور نسیان پر کوئی مواخذہ نہیں | ۲۸۹ | زیادہ پیاری ہے۔ |
| ۳۲۱ | دین میں غلو نہ کرنا چاہیے۔ | ۲۹۹ | مباشرت کا لغوی معنی | ۲۸۹ | رمضان بہت بڑا مہینہ ہے۔ |
| ۳۲۲ | قرآن مجید کو روزے سے پڑھو۔ | ۳۰۰ | تہ ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا | ۲۸۹ | رمضان میں مومن کا رزق بڑھ جاتا ہے |
| ۳۲۳ | پیر اور ویر کے دن کی فضیلت | ۳۰۱ | روزہ کی قضا میں تو اترا لازم نہیں۔ | ۲۸۹ | ایک عجیب قسم کی ہوا۔ |
| ۳۲۴ | ہمیشہ کا روزہ رکھنا منع ہے۔ | ۳۰۲ | مشقت والے سفر میں روزہ قطعاً | ۲۸۹ | روزے پودے ہونے پر بخشش ملتی |
| ۳۲۵ | | ۳۰۳ | ذریعہ۔ | ۲۸۹ | ہے۔ |

| | | | |
|-----|-----|-----|-----|
| ۳۲۳ | ۳۲۳ | ۳۲۳ | ۳۲۳ |
| ۳۲۴ | ۳۲۴ | ۳۲۴ | ۳۲۴ |
| ۳۲۵ | ۳۲۵ | ۳۲۵ | ۳۲۵ |
| ۳۲۶ | ۳۲۶ | ۳۲۶ | ۳۲۶ |
| ۳۲۷ | ۳۲۷ | ۳۲۷ | ۳۲۷ |
| ۳۲۸ | ۳۲۸ | ۳۲۸ | ۳۲۸ |
| ۳۲۹ | ۳۲۹ | ۳۲۹ | ۳۲۹ |
| ۳۳۰ | ۳۳۰ | ۳۳۰ | ۳۳۰ |
| ۳۳۱ | ۳۳۱ | ۳۳۱ | ۳۳۱ |
| ۳۳۲ | ۳۳۲ | ۳۳۲ | ۳۳۲ |
| ۳۳۳ | ۳۳۳ | ۳۳۳ | ۳۳۳ |
| ۳۳۴ | ۳۳۴ | ۳۳۴ | ۳۳۴ |
| ۳۳۵ | ۳۳۵ | ۳۳۵ | ۳۳۵ |
| ۳۳۶ | ۳۳۶ | ۳۳۶ | ۳۳۶ |
| ۳۳۷ | ۳۳۷ | ۳۳۷ | ۳۳۷ |
| ۳۳۸ | ۳۳۸ | ۳۳۸ | ۳۳۸ |
| ۳۳۹ | ۳۳۹ | ۳۳۹ | ۳۳۹ |
| ۳۴۰ | ۳۴۰ | ۳۴۰ | ۳۴۰ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|--------------------------------|-----|--|
| ۳۸۹ | قرآن کو گویوں کی طرح نہ پڑھو۔ | ۳۷۷ | قرآن کو گویوں کی طرح نہ پڑھو۔ | ۳۶۱ | خاتمہ خراب ہو جائے تو کوئی یہی کام نہیں آتی۔ |
| ۳۹۰ | قرآن کی تفسیر کبیرہ گناہ ہے۔ | ۳۷۸ | قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا۔ | ۳۶۲ | پچیسہ کا بھٹی مشرک اور منافق ہے |
| ۳۹۱ | قرآن سات لغات سے پڑھنا جائز ہے۔ | ۳۷۹ | رسول اللہ کا ایک معجزہ | ۳۶۳ | سورۃ فاتحہ کے نام |
| ۳۹۲ | رسول اللہ کا ایک معجزہ | ۳۸۰ | سورۃ انفال کا ایک معجزہ | ۳۶۴ | قرآن مجید یاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ |
| ۳۹۳ | رسول اللہ کی اپنی امت پر شفقت | ۳۸۱ | سورۃ انفال کا ایک معجزہ | ۳۶۵ | آیۃ الکرسی اور سورۃ سبحہ کی فضیلت |
| ۳۹۴ | اختلاف قرأت میں معنی نہ بدلیں | ۳۸۲ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۶۶ | سورۃ یس قرآن کا دل ہے۔ |
| ۳۹۵ | بنی امی نے علوم اور حکمت کے علم سیکھے۔ | ۳۸۳ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۶۷ | ایک آیت جو ہر دہ آیت سے بہتر ہے |
| ۳۹۶ | جنگ یمامہ کا مختصر حال | ۳۸۴ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۶۸ | سورۃ ملک کی فضیلت |
| ۳۹۷ | کتابت قرآن کے تین مرحلے | ۳۸۵ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۶۹ | سورۃ ملک عناب قبر سے بچائے گی۔ |
| ۳۹۸ | سورۃ قرآن کی ترتیب کو قیفی ہے۔ | ۳۸۶ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۰ | کچھ سورتوں کے فضائل |
| ۳۹۹ | دعا کبھی ضائع نہیں جاتی۔ | ۳۸۷ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۱ | دائیں جانب کی جنت بائیں سے افضل ہے۔ |
| ۴۰۰ | شکر کا قابل معافی مجرم ہے۔ | ۳۸۸ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۲ | معدود تین بہترین تعریف ہیں۔ |
| ۴۰۱ | رسول اللہ کی دعاؤں میں پرتاڑا سنگی دعا پختہ یقین سے کرنی چاہیے۔ | ۳۸۹ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۳ | بعض اعمال کی ترتیب |
| ۴۰۲ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۰ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۴ | قرآن دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ نورا ہوتا ہے۔ |
| ۴۰۳ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۱ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۵ | قرآن دل کا رنگ دور کرتا ہے۔ |
| ۴۰۴ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۲ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۶ | قرآن کی ایک بے مثل دعا |
| ۴۰۵ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۳ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۷ | سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا صلہ |
| ۴۰۶ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۴ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۸ | سورۃ سبحہ سے دل میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ |
| ۴۰۷ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۵ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۷۹ | سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا صلہ |
| ۴۰۸ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۶ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۸۰ | سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا صلہ |
| ۴۰۹ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۷ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۸۱ | سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا صلہ |
| ۴۱۰ | دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہوتی ہے۔ | ۳۹۸ | سورۃ الباکہ کی فضیلت | ۳۸۲ | سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کا صلہ |

| | | | | | |
|-----|--|-----|---|-----|--|
| ۴۲۹ | اللہ تعالیٰ کے کچھ اور نام بھی | ۴۱۶ | توحید کی برکت کتنی ہے۔ | ۴۰۷ | اللہ تعالیٰ کو سب سے پیاری چیز دعا ہے۔ |
| | ہیں۔ | ۴۱۷ | موت سے پہلے جنت کی بشارت | | آرام کے دنوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ |
| ۴۳۱ | اسم اعظم کو لسا اسم ہے۔ | " | ذکر کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔ | " | دعا پوری توجہ سے کرنی چاہیے۔ |
| ۴۲۳ | موس علیہ السلام کا مختصر واقعہ | " | غیر شرعی وظائف ناجائز ہیں۔ | " | دعا میں ہاتھ کیوں اٹھانے جانتے ہیں |
| ۴۲۴ | اسم اعظم حاصل کرنے کا صحیح طریقہ | ۴۱۹ | کلمہ توحید سب سے بڑی نیکی ہے۔ | ۴۰۸ | دعا خالی نہیں جاتی۔ |
| ۴۳۴ | تسبیح سے نیکی بھی ملتی ہے اور | ۴۲۰ | حفظ بلند مرتبہ صحابی ہیں۔ | " | جامع دعا کون سی ہے۔ |
| | گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ | ۴۲۱ | ذکر بہترین عبادت ہے۔ | ۴۰۹ | غائب کے لئے دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے۔ |
| " | رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت منع ہے | ۴۲۲ | ذکر کی حالت میں موت آنا بہترین عبادت ہے۔ | " | مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے |
| ۴۳۷ | کلمات الہی بے انتہا ہیں۔ | ۴۲۳ | زیادہ باتیں نہ کرنا چاہیے۔ | ۴۱۰ | مانیاب کی بددعا سے بچو۔ |
| " | تسبیح تینوں سے بہتر ہے۔ | ۴۲۴ | زیادہ باتیں کرنے سے خدا کا خوف کم ہو جاتا ہے۔ | " | سبب الماسیاب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ |
| ۴۳۸ | ذکر آہستہ کرنا بہتر ہے۔ | " | دنیا کی بہترین نعمتیں | ۴۱۱ | ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے کی وجہ |
| ۴۳۹ | تسبیح سے جنت کے درخت لگتے ہیں۔ | ۴۲۵ | ذکر کرنے والا فرشتوں سے بہتر ہے۔ | " | دعا میں ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے |
| " | شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے | " | ذکر جامع عبادت ہے۔ | ۴۱۲ | دعا کی قبولیت کی صورتیں الگ ہیں۔ |
| " | ذکر دل اور زبان دونوں سے ہو | ۴۲۶ | ذکر خود ایک اعلیٰ مقصد ہے | " | ان آدمیوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ |
| ۴۴۰ | راضی برضا ہونا بہت بڑا مقام ہے | " | ذکر محفوظ ترین کلمہ ہے۔ | ۴۱۳ | ذکر کے فوائد کیا ہیں۔ |
| " | کلمہ لا الہ الا اللہ بہت وزنی ہے۔ | ۴۲۷ | ذکر دنیا میں ہی جنت کو دیکھ لیتا ہے۔ | " | ذکر کرنے والا اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل جاتا ہے۔ |
| ۴۴۲ | تسبیح پر پڑھنا درست ہے۔ | " | اللہ کا ذکر بجات کا سب سے بڑا سبب ہے۔ | " | ذکر کرنے والا زندہ ہے اور نہ کرنے والا مردہ |
| ۴۴۲ | مسنون ذکر ریاضت شاقہ سے بہتر ہے۔ | ۴۲۸ | ذکر کے ساتھ رحمت کی معیت ہے۔ | " | ذکر کے آداب کیا ہیں۔ |
| ۴۴۴ | جنت کے درجات الگ الگ ہیں | " | ذکر کے ساتھ رحمت کی معیت ہے۔ | ۴۱۵ | ذکر کرنے والا زندہ ہے اور نہ |
| " | قیامت کو اعضاء گواہی دیں گے | " | ذکر الہی سے دل روشن ہوتا ہے | " | ذکر کے آداب کیا ہیں۔ |
| ۴۴۵ | بہترین دعا گناہ کی معافی کی دعا ہے | " | ذکر الہی سے دل روشن ہوتا ہے | " | ذکر کے آداب کیا ہیں۔ |
| " | گناہ عشارانے والے کلمات | " | ذکر الہی سے دل روشن ہوتا ہے | " | ذکر کے آداب کیا ہیں۔ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|---|-----|---|
| ۴۴۳ | انہی سے دل میں انبساط پیدا ہوتا ہے۔ | ۴۵۸ | توبہ کے دروازے کی کیفیت | ۴۴۶ | تقوہ کرنے کا مطلب کیا ہے۔ |
| ۴۴۴ | توبہ سے کبیرے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ | ۴۵۹ | مغزور عابد سے منگسرا ماسی بہتر ہے۔ | ۴۴۷ | بقا اللہ کی صفت دائمی ہے۔ |
| ۴۴۵ | ملن کی بے پایاں محبت کا ایک منظر | ۴۶۰ | مردہ کو توباب پہنچنے کی شرطیں | ۴۴۸ | لا الہ الا اللہ کہنا سب سے بڑی نیکی ہے۔ |
| ۴۴۶ | سرکشی صرف شرک ہے۔ | ۴۶۱ | اچھے خاتمے کی علامتیں | ۴۴۹ | انبیاء کیوں استغفار کرتے ہیں۔ |
| ۴۴۷ | قبولیت عامہ بندے کے مقبول ہونے کی علامت ہے۔ | ۴۶۲ | گنہگار سے لغزت نہ چاہیے۔ | ۴۵۰ | استغفار کے دل پر سکینہ کا نزول ہوتا۔ |
| ۴۴۸ | بغیر حساب کے جنت میں جانے کا لوگ | ۴۶۳ | اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے گنہگار کو پسند کرتے ہیں۔ | ۴۵۱ | اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ |
| ۴۴۹ | صبح و شام پڑھنے کی دعا سوتے وقت کی دعا | ۴۶۴ | توبہ خدا تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے۔ | ۴۵۲ | قاتل کی توبہ قبول ہے۔ |
| ۴۵۰ | حفاظت کا مطلب گناہ سے بچنا ہے۔ | ۴۶۵ | شرک کی حالت میں موت آجائے تو بخشش کی امید نہیں | ۴۵۳ | اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ |
| ۴۵۱ | دائیں پہلو پر سونے کا ایک فانہ | ۴۶۶ | حجاب صرف شرک ہے۔ | ۴۵۴ | توبہ قبول ہونے کے شرائط |
| ۴۵۲ | کفایت سے مراد موذی چیزوں سے بچانا ہے۔ | ۴۶۷ | توبہ اور استغفار کی کثرت رکھے | ۴۵۵ | سید الاستغفار کی فضیلت |
| ۴۵۳ | فقیر صابر غنی شاکر سے بہتر ہے | ۴۶۸ | خدا کی رحمت کے مظاہر | ۴۵۶ | عقیدے کی درستی پر نجات کا حامد مدار ہے۔ |
| ۴۵۴ | ہر وقت دنیا کی بے ثباتی کا تصور رہنا چاہیے۔ | ۴۶۹ | خدا کی رحمت بے پایاں ہے | ۴۵۷ | خدا پر اچھی امید رکھنا نیکی ہے۔ |
| ۴۵۵ | خواہشات شیطان کا جال ہیں | ۴۷۰ | ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔ | ۴۵۸ | متوکل کو غیب سے رزق ملتا ہے |
| ۴۵۶ | دعا بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ہے | ۴۷۱ | عقیدے کی درستی پر نجات ہو سکتی ہے۔ | ۴۵۹ | سچی توبہ کرنا ابار بار گناہ نہیں کرتا۔ |
| ۴۵۷ | صبح اور شام کی دعائیں فرق | ۴۷۲ | خدا تعالیٰ کی نعمتیں بے شمار ہیں | ۴۶۰ | ایک گناہ دوسرے گناہ کو دعوت دیتا ہے۔ |
| ۴۵۸ | بھلا اللہ نے چاہا وہی ہوا۔ جو نہ چاہا نہ ہوا۔ | ۴۷۳ | ریاضت شاقہ سے پرہیز کرو۔ | ۴۶۱ | موت کے آثار سے پہلے پہلے توبہ قبول ہے۔ |
| ۴۵۹ | رضخ نماز کے بعد دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ | ۴۷۴ | رحمت خداوندی ہر ایمانوں کو ختم کر دیتی ہے۔ | ۴۶۲ | موت کے آثار سے پہلے پہلے توبہ قبول ہے۔ |

| | | | | | |
|-----|--|----------|------------------------------------|------------------------------------|---|
| ۵۱۵ | بعض اخلاق کی تشریح | ہوتا ہے۔ | ۶۸۸ | علم اور بے عینیت دور کرنے کی دعا | معاف کر دینا سب سے بڑا احسان ہے۔ |
| ۵۱۶ | زخم ادا کرنے کی دعا | ۶۹۹ | مفسد دور کرنے کی دعا | سب سے بڑی نیکی تو حید کا اقرار ہے۔ | |
| ۵۱۷ | چاند دیکھنے کی ایک دعا | ۵۰۰ | فرشتہ دعا پڑھنا کہتا ہے۔ | ۶۸۹ | سفر کی آسانی کی دعا |
| ۵۱۸ | اسما حسنی کا وسیلہ لینا چاہیے | ۵-۱ | بد حالی سے بچنے کی دعا | ۶۹۰ | اس دعا سے شہادت کا مرتبہ ملتا ہے۔ |
| ۵۱۹ | بلندی اور بستی کی دعائیں | ۵-۲ | جنگ اعزاب کی حق کیفیت | ۶۹۱ | قرآن مجید کی برکت سے فرشتہ سزا کرتا ہے۔ |
| ۵۲۰ | جنگ خندق کی مختصر کیفیت | ۵-۳ | دجال سے بچنے کا طریقہ | ۶۹۲ | بازار اور دوکاندار کی بھلائی کی دعا ہے۔ |
| ۵۲۱ | بازار اور دوکاندار کی بھلائی کی دعا ہے | ۵-۴ | اولاد کی کثرت اور رزق کی تنگی | ۶۹۳ | چاند کی پرستی کرنے والوں کا راز |
| ۵۲۲ | مصیبت ہے۔ | ۵-۵ | دعا کی قبولیت کے شرائط | ۶۹۴ | مربیع کے احساس کا خیال رکھنا چاہیے |
| ۵۲۳ | دجال سے بچنے کا طریقہ | ۵-۶ | دعا کی قبولیت کے شرائط | ۶۹۵ | پوری نعمت جنت کا داخلہ ہے |
| ۵۲۴ | دعا کی قبولیت کے شرائط | ۵-۷ | بعض منقول الفاظ کی تشریح | ۶۹۶ | مسافر کے لئے دعا کرنے کی چاہیے |
| ۵۲۵ | بعض منقول الفاظ کی تشریح | ۵-۸ | ناگروہ گناہوں سے بھی پناہ مانگو | ۶۹۷ | مسافر خود یہ دعا پڑھے |
| ۵۲۶ | شریعت کا علم بہترین علم ہے۔ | ۵-۹ | دل کا دوسرا شیطان فتنہ ہے | ۶۹۸ | گھر سے باہر نکلنے کی دعا |
| ۵۲۷ | دل کا دوسرا شیطان فتنہ ہے | ۵-۱۰ | عملی اور اعتقادی نفاق | ۶۹۹ | فرشتہ آواز دیتا ہے۔ |
| ۵۲۸ | بھوک سے خدا کی پناہ | ۵-۱۱ | بھوک سے خدا کی پناہ | ۷۰۰ | میاں بیوی کے لئے بہتری کی دعا |
| ۵۲۹ | خاتمہ کی خرابی سے خدا کی پناہ | ۵-۱۲ | خاتمہ کی خرابی سے خدا کی پناہ | ۷۰۱ | برکت حاصل کرنے کا طریقہ |
| ۵۳۰ | ذلیل ہونے کے اسباب | ۵-۱۳ | ذلیل ہونے کے اسباب | ۷۰۲ | نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ |
| ۵۳۱ | چاند گرہن سے خدا کی پناہ | ۵-۱۴ | چاند گرہن سے خدا کی پناہ | ۷۰۳ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۲ | مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ | ۵-۱۵ | مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ | ۷۰۴ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۳ | مانتے تھے۔ | ۵-۱۶ | مانتے تھے۔ | ۷۰۵ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۴ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۵-۱۷ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۷۰۶ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۵ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۵-۱۸ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۷۰۷ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۶ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۵-۱۹ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۷۰۸ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۷ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۵-۲۰ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۷۰۹ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |
| ۵۳۸ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۵-۲۱ | بچوں کے گلے میں تعویذ ڈالنا سنت | ۷۱۰ | مجاہدین کے وقت شیطانی اثر بھی |

| | | | | | |
|-----|---|-----|--|-----|--|
| ۵۵۸ | ذوالحلیفہ کی مسجد سے لیبیک کہا جائے۔ | ۵۲۹ | گرتا۔ | ۵۲۹ | توفیق اور کفر کی مناسبت |
| ۵۵۹ | تسخیر اور قرآن آفاقی کے لئے ہیں۔ | ۵۳۰ | میثت کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔ | ۵۳۰ | تنگدستی اور کفر قریب قریب ہیں۔ |
| ۵۶۰ | احرام سے پہلے غسل کر لینا سنت ہے۔ | ۵۳۱ | حج میں عورت کے لئے حرم بھی شرط ہے۔ | ۵۳۱ | دنیا اور آخرت کی درستی کیا ہے |
| ۵۶۱ | کامل ایمان کی صفات | ۵۳۲ | حج عورتوں کا مہاد ہے۔ | ۵۳۲ | پاکدامنی کیا ہے۔ |
| ۵۶۲ | مشرکین کا بکبک | ۵۳۳ | حج کے شرائط کیا ہیں۔ | ۵۳۳ | یتیم کی طرح سیدھا ہونا کیا ہے۔ |
| ۵۶۳ | حجۃ الوداع میں بے مثال اجتماع | ۵۳۴ | اسلام میں گوشہ نشینی نہیں ہے | ۵۳۴ | ایک عجیب دعا کی ترتیب |
| ۵۶۴ | تعمیر سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ | ۵۳۵ | حج جلدی کرنا چاہیے۔ | ۵۳۵ | دل کی سیاہی کس طرح جاتی ہے۔ |
| ۵۶۵ | عمرہ میں دوڑ واجب نہیں | ۵۳۶ | حج کے اقسام | ۵۳۶ | عفو اور عافیت کیا ہے۔ |
| ۵۶۶ | مقام ابراہیم کا مطلب کیا ہے۔ | ۵۳۷ | بہترین حج اور حاجی کون سے ہیں | ۵۳۷ | زمت کو فقہیت سمجھو |
| ۵۶۷ | حج کے دنوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے۔ | ۵۳۸ | حج فرض ہے اور عمرہ واجب | ۵۳۸ | اومی کا سب سے بڑا مقصد آخرت ہونا چاہیے۔ |
| ۵۶۸ | رسول اللہ عالم الغیب نہ تھے۔ | ۵۳۹ | حج بدل دہ کرے جو اپنا حج کر چکا ہو۔ | ۵۳۹ | جبریل کی آواز کس طرح ہوتی تھی |
| ۵۶۹ | رمل اور ارضطیان کا بیان | ۵۴۰ | اہل مشرق سے مراد عراق والے ہیں۔ | ۵۴۰ | دلیل کی حقیقت کیا ہے۔ |
| ۵۷۰ | صفاورہ کی دوڑ کہاں تک ہے۔ | ۵۴۱ | نہایت کامل حج کونسا ہے۔ | ۵۴۱ | داؤد علیہ السلام سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ |
| ۵۷۱ | طواف حجر اسود کے پوس سے شروع کریں۔ | ۵۴۲ | اسباب سے کام لینا تو کل کینلاف نہیں ہے۔ | ۵۴۲ | گمراہ کرنے والا فتنہ کیا ہے۔ |
| ۵۷۲ | حج اسود کا پوس کیوں لینا چاہیے | ۵۴۳ | حج کا تارک فاسق ہے۔ | ۵۴۳ | اخلاق حسنة میں سے بعض اخلاق کا مفہوم |
| ۵۷۳ | حج اسود کا پوس کیوں لینا چاہیے | ۵۴۴ | حج کا ایک کام کی نیت ہی سے اس کا اثر مل جاتا ہے۔ | ۵۴۴ | سب سے اعلیٰ اور افضل دعا |
| ۵۷۴ | حج اسود کا پوس کیوں لینا چاہیے | ۵۴۵ | طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے۔ | ۵۴۵ | ذلت نفس کیا ہے۔ |
| ۵۷۵ | حج اسود کا پوس کیوں لینا چاہیے | ۵۴۶ | طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے۔ | ۵۴۶ | ایک نہایت جامع دعا |
| ۵۷۶ | حج اسود کا پوس کیوں لینا چاہیے | ۵۴۷ | طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے۔ | ۵۴۷ | حج کا ثواب ملنے سے حج ساقط نہیں ہوتا۔ |
| ۵۷۷ | حج اسود کا پوس کیوں لینا چاہیے | ۵۴۸ | طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے۔ | ۵۴۸ | بچپن کا حج فرضی حج کو ساقط نہیں |

| | | | | |
|-----|---|-----|--|--|
| ۶۱۰ | رقن یمانی کو کیوں باقہ لگایا جاتا ہے | ۵۸۰ | آنحضرت کے منہ پر نہ کیجئے افضل ۵۹۱ | قرآنی خانہ کعبہ نہ پہنچے تو راہ میں توجہ کر دی جائے۔ |
| ۶۱۱ | آنحضرت نے اونٹ پر بیٹھ کر کیوں طواف کیا۔ | ۵۸۱ | روز کے دن کا سب سے بڑا گناہ ۵۹۲ | ہر آدمی پر پورا جانور قرآنی کرنا فرض نہیں ہے۔ |
| ۶۱۲ | حیض اور نفاس والی طواف کس طرح کرے۔ | ۵۸۲ | عقد اٹھانے کی معافیت پر بلا تاویل ۵۹۳ | ایمان لانا فرض ہے۔ |
| ۶۱۳ | حج میں گفاری کی بد قسمی | ۵۸۳ | انسانی طاقت سے باہر حقوق العباد ۵۹۵ | انسان کی طاقت سے باہر حقوق العباد معاف ہو جائیں گے۔ |
| ۶۱۴ | خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا کرنا ثابت نہیں۔ | ۵۸۴ | حرفات سے واپسی میں دوڑنا ٹھیک ۵۹۷ | تین دن سے زیادہ قرآنی گاؤں گھمانا جائز ہے۔ |
| ۶۱۵ | حجر اسود گناہی دے گا۔ | ۵۸۵ | حرفات اور مزدلفہ کی نمازوں کا حکم ۵۹۷ | رسول اللہ کا ایک معجزہ |
| ۶۱۶ | حجر اسود کے بوسہ میں کسی کو تکلیف نہ دیں۔ | ۵۸۶ | مزدلفہ سے کب واپس آئے۔ | حج میں سر منڈانا افضل ہے۔ |
| ۶۱۷ | مقامہ کی دوڑ لازمی ہے۔ | ۵۸۷ | واوی حشر میں تیز چلنا چاہیے۔ | عمرہ میں بال کٹنا سنت ہے۔ |
| ۶۱۸ | مقامہ کی دوڑ صرف نشیبی زمین میں ہے۔ | ۵۸۸ | حجۃ الوداع میں دین مکمل ہو گیا۔ | حج میں بال منڈانا بہت ہی افضل ہے۔ |
| ۶۱۹ | حجر اسود کے ٹرہ کی نیت پہلے ہی سے تھی۔ | ۵۸۹ | حرفات اور مزدلفہ سے کب واپسی ہو۔ | رسول اللہ نے اپنے بال لوگوں کو تیرک کے طور پر دیے۔ |
| ۶۲۰ | مجبور کس طرح طواف کرے۔ | ۵۹۰ | کنگریاں سمجھ نکلنے کے بعد ماریں ۶۰۱ | عورت سر نہ منڈائے۔ بلکہ حضور سے بال کٹائے۔ |
| ۶۲۱ | حجر اسود کا بوسہ صرف سنت کی وجہ سے ہے۔ | ۵۹۱ | لیکھ کس وقت کہنا چاہیے۔ | افضل کی تقدیم تاخیر دانستہ طور پر نہیں ہونی چاہیے۔ |
| ۶۲۲ | طواف میں ذکر کے علاوہ بات نہ کرے۔ | ۵۹۲ | حرفات میں سمجھ ڈھلکتے ہی ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھی جائیں۔ | کنگریاں مارنے کا صحیح وقت کیا ہے۔ |
| ۶۲۳ | حرفات کے سفر میں لیکھ کہنا افضل ہے۔ | ۵۹۳ | کنگریاں مارنے کا وقت کیا ہے۔ | منظورم ظالم کا شکوہ کر سکتا ہے۔ |
| ۶۲۴ | وقت میں جہاں بھی کھڑا ہو جائے درست ہے۔ | ۵۹۴ | کنگریاں آرام اور سکون سے ماریں ۶۰۵ | حجرت والے جینے کون کون سے مسلمان کی بے عزتی کرنا کتنا شرمناک ہے۔ |
| ۶۲۵ | حرفات کا سارا میدان ایک جیسا ہے۔ | ۵۹۵ | کنگرانا اور دوڑنا کیوں عبادت ہے۔ | |
| ۶۲۶ | | ۵۹۶ | بیوی کی طرف سے علیحدہ قرآنی کرنا ۶۰۸ | |

| | | | | | |
|-----|---------------------------------------|-----|---------------------------------------|-----|--|
| ۶۵۲ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۵ | شریعت کی قربان سے خاتمہ خراب ہے۔ | ۶۲۳ | جویم ہے۔ |
| ۶۵۵ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۷ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۲۴ | گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو نکلیا ہوا ہے۔ |
| ۶۵۶ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۸ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۲۵ | کس طرح ہائیں۔ |
| ۶۵۷ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۹ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۲۶ | انگلیوں مارنے میں ترتیب کو ملحوظ رکھیں۔ |
| ۶۵۸ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۰ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۲۷ | ایام منی کی راتیں منی میں گزارنا فرض ہے۔ |
| ۶۵۹ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۱ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۲۸ | دادی مقصب میں کیوں رات گزارنی جائے۔ |
| ۶۶۰ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۲ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۲۹ | یوم احرہ کو ظہر کی غازی منی میں پڑھی جائے۔ |
| ۶۶۱ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۳ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۰ | یوم احرہ کو ظہر کی غازی منی میں پڑھی جائے۔ |
| ۶۶۲ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۴ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۱ | دادی مقصب میں شہر جانا مستحب ہے۔ |
| ۶۶۳ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۵ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۲ | طواف و دعا واجب ہے۔ |
| ۶۶۴ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۶ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۳ | صغیرے گناہوں کو ہلکا سمجھنا کرے۔ |
| ۶۶۵ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۷ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۴ | کبیرہ گناہ ہے۔ |
| ۶۶۶ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۸ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۵ | ایام منی کی غازی منی میں پڑھنا ضروری ہے۔ |
| ۶۶۷ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۹ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۶ | احرام کی پابندیاں کیا ہیں؟ |
| ۶۶۸ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۵۰ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۷ | احرام میں کون سے کپڑے پہننے منع ہے۔ |
| ۶۶۹ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۵۱ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۸ | احرام کی حالت میں نکاح کرنا گناہ ہے۔ |
| ۶۷۰ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۵۲ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۳۹ | محرّم بہار علاج کے طود پر لپیٹ کر سکتا ہے۔ |
| | | ۶۵۳ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۰ | محرّم گرمی میں اپنے سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ |
| | | ۶۵۴ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۱ | محرّم گرمی میں اپنے سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ |
| | | ۶۵۵ | مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے۔ | ۶۴۲ | محرّم گرمی میں اپنے سر پر سایہ کر سکتا ہے۔ |

| | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
|-----|--|-----------------------------------|---|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|-----|
| ۶۸۰ | دو نوں طرف سے جائداد و عمارتوں پر لینی ۶۸۱ | جائزہ تجارت میں کوئی غار نہیں ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۱ | فائدہ ضمانت کے معاوضہ میں ہے۔ | ۶۸۲ | ہمیشہ مستقل مزاجی میں فائدہ ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۲ | اختلاف کی صورت میں بائع کا قول معتبر ہے۔ | ۶۸۳ | حرام کے لباس سے بھی پرہیز لازمی ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۳ | بعض صورتوں میں سود شدید ہو ۶۸۴ | ۶۸۴ | جاتا ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۴ | ۶۸۵ | ۶۸۵ | نرم طبیعت آدمی خدا کو زیادہ محبوب ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۵ | ۶۸۶ | ۶۸۶ | جیسا کہ روگے ویسا بھوگے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۶ | ۶۸۷ | ۶۸۷ | جہالت میں قسم نہ اٹھانی چاہیے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۷ | ۶۸۸ | ۶۸۸ | تین بدترین انسان | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۸ | ۶۸۹ | ۶۸۹ | سپانا جو قیامت کے دن بیویوں کے ساتھ ہوگا۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۸۹ | ۶۹۰ | ۶۹۰ | خیار مجلس کی مدت کیا ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۰ | ۶۹۱ | ۶۹۱ | کم عقل آدمی سے خرید و فروخت کرنا | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۱ | ۶۹۲ | ۶۹۲ | خود دھوا رہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۲ | ۶۹۳ | ۶۹۳ | آنحضرت کا قبل از نبوت کا ایک واقعہ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۳ | ۶۹۴ | ۶۹۴ | یہانی کی فروغ میں حصہ لینے والے | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۴ | ۶۹۵ | ۶۹۵ | سب برابر ہیں۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۵ | ۶۹۶ | ۶۹۶ | اگر علت مشترک ہو تو حکم بھی مشترک ہوگا۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۶ | ۶۹۷ | ۶۹۷ | جنس کی تبدیلی سے کمی بیشی جائز ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۷ | ۶۹۸ | ۶۹۸ | ایک کے بدلے دو مویشی لینے دینے جائز ہیں۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۸ | ۶۹۹ | ۶۹۹ | مخلوط سونے کو علیحدہ کر کے بیچا جائے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۶۹۹ | ۷۰۰ | ۷۰۰ | گرفت سے جائزہ کی بیع ناجائز ہے۔ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
| ۷۰۰ | ۷۰۱ | ۷۰۱ | ۷۰۱ | ۷۰۲ | ۷۰۲ | ۷۰۳ | ۷۰۴ | ۷۰۵ | ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | | | | | | | | | | | | | | |
| ۷۰۱ | ۷۰۲ | ۷۰۲ | ۷۰۳ | ۷۰۳ | ۷۰۴ | ۷۰۴ | ۷۰۵ | ۷۰۵ | ۷۰۶ | ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ |
| ۷۰۲ | ۷۰۳ | ۷۰۳ | ۷۰۴ | ۷۰۴ | ۷۰۵ | ۷۰۵ | ۷۰۶ | ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | | |
| ۷۰۳ | ۷۰۴ | ۷۰۴ | ۷۰۵ | ۷۰۵ | ۷۰۶ | ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | | |
| ۷۰۴ | ۷۰۵ | ۷۰۵ | ۷۰۶ | ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | | | | |
| ۷۰۵ | ۷۰۶ | ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | | | | |
| ۷۰۶ | ۷۰۷ | ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | | | | |
| ۷۰۷ | ۷۰۸ | ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | | | | |
| ۷۰۸ | ۷۰۹ | ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | | | | |
| ۷۰۹ | ۷۱۰ | ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | | | | |
| ۷۱۰ | ۷۱۱ | ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | | | | |
| ۷۱۱ | ۷۱۲ | ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | | | | |
| ۷۱۲ | ۷۱۳ | ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | | | | |
| ۷۱۳ | ۷۱۴ | ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | | | | |
| ۷۱۴ | ۷۱۵ | ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | | | | |
| ۷۱۵ | ۷۱۶ | ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | | | | |
| ۷۱۶ | ۷۱۷ | ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | | | | |
| ۷۱۷ | ۷۱۸ | ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | | | | |
| ۷۱۸ | ۷۱۹ | ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | | | | |
| ۷۱۹ | ۷۲۰ | ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | | | | |
| ۷۲۰ | ۷۲۱ | ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | | | | |
| ۷۲۱ | ۷۲۲ | ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | ۷۳۷ | ۷۳۷ | | | | |
| ۷۲۲ | ۷۲۳ | ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | ۷۳۷ | ۷۳۷ | ۷۳۸ | ۷۳۸ | | | | |
| ۷۲۳ | ۷۲۴ | ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | ۷۳۷ | ۷۳۷ | ۷۳۸ | ۷۳۸ | ۷۳۹ | ۷۳۹ | | | | |
| ۷۲۴ | ۷۲۵ | ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | ۷۳۷ | ۷۳۷ | ۷۳۸ | ۷۳۸ | ۷۳۹ | ۷۳۹ | ۷۴۰ | ۷۴۰ | | | | |
| ۷۲۵ | ۷۲۶ | ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | ۷۳۷ | ۷۳۷ | ۷۳۸ | ۷۳۸ | ۷۳۹ | ۷۳۹ | ۷۴۰ | ۷۴۰ | ۷۴۱ | ۷۴۱ | | | | |
| ۷۲۶ | ۷۲۷ | ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳۳ | ۷۳۴ | ۷۳۴ | ۷۳۵ | ۷۳۵ | ۷۳۶ | ۷۳۶ | ۷۳۷ | ۷۳۷ | ۷۳۸ | ۷۳۸ | ۷۳۹ | ۷۳۹ | ۷۴۰ | ۷۴۰ | ۷۴۱ | ۷۴۱ | ۷۴۲ | ۷۴۲ | | | | |
| ۷۲۷ | ۷۲۸ | ۷۲۸ | ۷۲۹ | ۷۲۹ | ۷۳۰ | ۷۳۰ | ۷۳۱ | ۷۳۱ | ۷۳۲ | ۷۳۲ | ۷۳۳ | ۷۳ | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |

